لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

مجموعہ نکات غریب و ذخیرہ حکایات عجیب موجب جمعیت عاشقان پریشان دل و باعث شگفتگی غنچہ دہنان سبی شمائل شکر ترانہ

بلبل ہزار داستان چمن بہار ریاض رضوان محبت سرشت الف لیلی و شب کے مفتون آراستہ مزاج اسکے مجنون معہود سوہم

شبستان سرور

ترجمہ

الف لیلہ مشہور

تالیف ناظم فسانہ عدیم المثال نثر لطیف نازک خیال حلاوت بخش ان دو زبان اعجاز بیان جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب سرور مغفور

بفرمائش زبدۃ العلما عمدۃ الشعرا فصیح اللسان جناب مولوی محمد انعام اللہ خان ڈپٹی کلکٹر بہادر دام ظلہ

در مطبع نجم العلوم باہتمام محمد یعقوب طبع شد

فہرست شبستان سرور الف لیلہ مشہور

جلد ۱

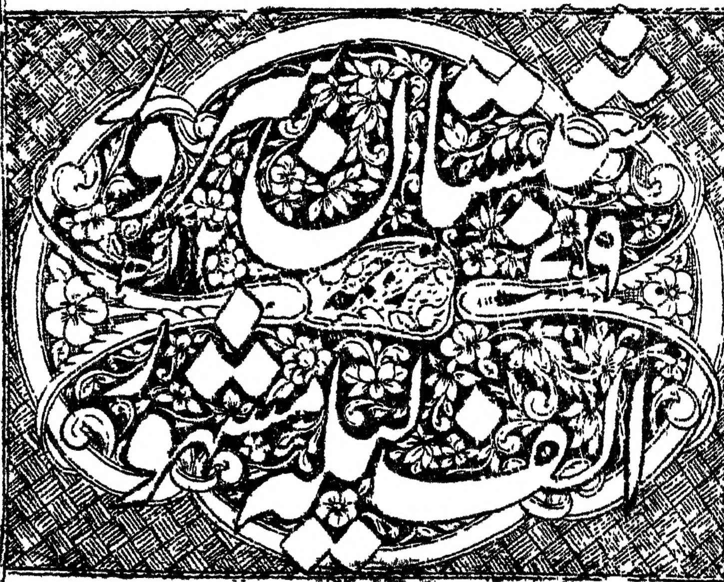
جلد ۲

جلد ۳

جلد ۴

بتوفیق خدای سخن آفرین جلا بخش مضامین رنگین

مجموعہ نکات غریب ذخیرہ حکایات عجیب موجب جمعیت عاشقان پریشان دل و باعث شگفتگی
غنچہ دہنان پری شمائل شکرستانہ بلبل ہزار داستان غیرت بہار ریاض رضوان موسوم بہ



مسجع و مقفیٰ اردو زبان تالیف ناظم و ناثر عدیم النظیر اعجاز بیان بذلہ سنج لطیفہ پرداز
سخن گوی معانی طراز فصاحت و بلاغت معمور جناب میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور مغفور

در مطبع نجم العلوم کا رسمہ نا باہتمام محمد یعقوب طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مہمانسرای دنیا طلسم ہی غفلت کا کارخانہ ہی جینا مرنیکا بہانہ ہی گذشتون کا حال عبرت کا فسانہ ہی کسینے آنکی بات بسیر الیا کسی نے ناچار پانچ دن قیام کیا جو کرنیکا تھا وہ کام کیا بھوک لگی تو تلاش مین فکر معاش مین سرگردان رہے باختہ حواس چار سو پھرے پیٹ بھرا تو خواب غفلت مین سوتے رہے وقت بیکار کھوتے رہے کوچ کی جب طیاری ہوئی قلت زیست کی کثرت حرص سے شکایت زبان پر جاری ہوئی اتنا تفرقہ ہوا کچھ تو دن چڑھے کچھ دن ڈھلے گئے کوئی ورق نیکا پر ارمان سیدھے چلے گئے جن جن کو نفع پہونچا تھا اونھون نے مناقب کمال فرشتہ خصال لکھا جنکو ضرر ہوا تھا اونکا شیطان سے برا حال لکھا جو سمجھا سمجھے تھے اونھون نے مقبرہ بنا کے سبز چادر اوڑھا کے درگاہ بنائی جنھون نے جھوٹا جانا فتر اکر کے اونکی بنیاد مٹائی فساد کا باہم جھنڈا گڑ گیا مذہبون مین اختلاف پڑ گیا طریقہ بگڑ گیا گردون گردان نے ہزارون کو سرگشتہ کر کے پھرایا گرد و کو ایک ڈھنگ نہ پایا انقسانیت سے حقیقت کسی کی نہ سمجھی ضلالت مین پھنسے صانع کو خلقت بھولی ہی مصنوعی کی سرتسون آنکھ میچ لی ہی ہان جو خاصان خدا ہین ان بکھیڑون سے جدا ہین وہ اوسی دیوانے ہین جسکے یہ سب کارخانے ہین اگر اوسکی صنعت کے دیکھا تو بیخودی چھا گئی گذران گئے اگر سوچنے لگے تو دونون جہان سے گئے عقل اگر نیر اعظم کی صفات کو دیکھے تو قدرت حق کا معاملہ نظر آتا ہی جو اوسکی ذات کو دیکھنے لگے آنکھون مین اندھیرا چھاتا ہی اسواسطے کہ وہ جلوہ ایسا نہین جسکے نور کا کور باطنون کی آنکھ مین ظہور ہو موسی کہان جو غش آئے سرمہ کوہ طور ہو نظر دیدہ حق بین کہان سے لائیگا اسکا حوصلہ کوتاہ ہی بس لن ترانی فرمائے کافی یہ گواہ ہی گاہ پر تو کی تاب سے ہزارون وادی ایمن ہو گئے کبھی برق عتاب سے

لاکھون مدعی سوختہ خرمن ہوگئے اگر کشش کا جذبہ ہو تو مانع راہ حرم و دیر نہین نکتہ یہ ہی کہ مقام غیر نہین سیدھا
چلے تو ہیچ جا نہین کچھ دیر نہین جھانک تاک کے سوا پھیر نہین خموشی بیان درکار ہی گفتگو بیکار ہی دم مارنے
کی مجال کسیکو کب ہی خلاصہ یہ کہ مقام ادب ہی اگر شفیع محشر ہمارا مددگار نہوتا تو ہمسے سیاہ کارون کا بیڑا
پار نہوتا اسکے سوا گذارا نہین اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ آگے بڑھکے سلام ہی اسی پر قصہ تمام ہی

سبب تالیف

یہانسے یہ کج مج زبان پنبہ دہان آوارہ چارسو سرمۂ حیرت در گلو خزان دیدہ چمن گم کردہ وطن یار و دیار سے دور
میرزا رجب علی بیگ سرور سخن فہم قدردانون کی سمع خراشی اپنے زخم جگر پر نمک پاشی کرتا ہی کہ جب فلک سفلہ
نے شہر لکھنؤ ویران کرنیکا ڈھنگ ڈالا تو پہلے خونریزی و فتنہ انگیزی کا رنگ نکالا لکھنؤ کا نام تحریر مین جب آباد
تھا تو صوبہ اودہ مین لکھا جاتا تھا وہانسے فساد کی ابتدا ہوئی یہان اوسکی انتہا ہوئی اودہ مین سیتا کی
رسوئی اور ہنومان گڈھی تھی یہ مسلمانونکی نظر مین چڑھی تھی اسواسطے کہ ہنومان گڈھی مین شاہنشاہ بابر کی
مسجد کھود ڈالی تھی اور سیتا کی رسوئی وہان تھی جو بنائی اورنگ زیب عالمگیر مسجد عالی تھی شاہ غلام حسین نے
اوسکے انہدام پر کمر باندھی ستر مسلمان ہندوون نے مسجد عالمگیری مین گھیر کے قتل کیے مسجد کا در اور ممبر اونکے
لہو سے لال ہوا خون اونکا حرامزادون پر حلال ہوا کئی جلدین کلام خدا کی جلائین سوختہ ورق روندین ایسے
مسلمان کم بختون نے حق فراموشی کی دیدہ و دانستہ چشم پوشی کی کان نہ ہلائے فقط حسن علی بلنگے کے دو بیٹے
خوب لڑے ہزارون مین گھس کے ہنومان گڈھی کی سیڑھی پر چڑھکے اذان کہنے مین گولی کھائی جنت مین جگہ پائی
اسکے بعد مولوی سید امیر علی امیٹھی کے رہنے والے اسکے انتقام پر مستعد حد سے زیادہ ہوے اور بہت لوگ
اونکی رفاقت پر آمادہ ہوے کڑی جب پڑی سید کو چھوڑ گئے شکست دین کو دنیا سے بدلا منہ موڑ گئے شرح اسکی بیجا
قصہ یہ پرانا ہی زبان زد عالم یہ فسانا ہی نہ وہ وقت رہا نہ وہ لوگ نہ اس ہنگامہ کا بانی رہا حشر تک یہ کلنگ کا
ٹیکا داغ پیشانی رہا اسکے بعد کھیری لہرپور مین کچھ سید مع عیال و اطفال خوردسال قتل ہوے وہان کلام اللہ
بیان خانہای سادات بیگناہ جلائے کسی کے کان پر جون نہ رینگی فرمان رسول مقبول خوب بجا لائے ایک
خون بیگناہ ملک تباہ کرتا ہی یہان تو سیکڑون حلال ہوے باقیماندون پر اسکے وبال ہوے پھر کثرت سے

خونریزی ہوئی عملداری انگریزی ہوئی خلقت تہ و بالا ہوگئی العلم عند اللہ کچھ نہ کھلا کیا ہوگئی شہر کا رنگ بدل گیا
جسکا منہ جدھر اوٹھا نکل گیا کارنیگی صاحب شہر لکھنؤ کے منتظم مقرر ہوئے اونکے سر رشتہ دار سید قربان علی ستودہ خصال
باخبر ہوئے مولوی محمد یعقوب صاحب انصاری کہ شہر مین اونکا چھاپہ خانہ ہی بخدا یہ شخص ہمہ صفت موصوف نادر
زمانہ ہی اونکے ذریعہ سے فقیر کی ملاقات ہوئی کثرت سے صحبت دن رات ہوئی جد آبا اُنکے بادشاہی منصبدار تھے
سب عالی خاندان والا تبار تھے فقیر کے حال پر از حد عنایت کی ہر طرح کی رعایت کی نوجوان ذی اختیار حاکم شہر اور خلیق
و مروت عالی حوصلہ بلند ہمت ایسی خلقت کے بشر اس زمانے مین کہاں ہوتے ہین جو غربا کے راحت رسان ہوتے
ہین ہر شخص کی لیاقت دیکھکے مہربانی کی اہل کمال کی قدردانی کی حاکم ہوکے سبکو رضامند کیا در فتنہ و فساد دیکھکے بند کیا
شہر کو از سر نو بسایا جو شخص نکل گیا تھا جب اوسکا پتا ملا فوراً بلایا اس عرصہ مین ایک صاحب خلق مجسم زیب انجمن منشی
شیونرائن قصبہ بلھور کے ساکن شباب کی اتین جوانی کے دن تمیز و دانش ممتاز غربا نواز کمسریٹ مین سر رشتہ
دار تھے سکندر باغ کے متصل قیام کیا بوجہ احسن عہدہ کا انصرام کیا فقیر کو ہر شخص سے پوچھا خباثت نفس سے
کسی نے نہ بتایا کئی مہینے کے بعد ملاقات ہوئی انتہا کی انسانیت کی بہت سلوک کیا نقشہ بدل دیا دامن سوال
بھر دیا نیکے اطاعت کرنا یہ صفت سنی تھی وہ منشی صاحب مین دیکھی چنانچہ ایک روز الف لیلہ کی فرمایش کی کہ اسکو لکھنا
چاہیے تاکہ اردو زبان کی فصاحت پیدا ہو سخن سنج شیدا ہو بندہ نے لکھنا شروع کیا چھ سات جزو لکھے تھے کہ نوشتہ
تقدیر پیش آیا اونکی لکھنؤ سے تبدیلی ہوئی بنارس کی بحالی ہوئی ایسے جواد سے یہ بستی خالی ہوئی فقیر سے برگشتہ
زمانا ہوا چند وجوہ سے ہمراہ نہ جانا ہوا از سر نو فکر معاش ہوئی قدردانوں کی تلاش ہوئی بہر منشی سید قربان علی صاحب خبر لینے
لگے کیسہ خاص سے زر نقد دینے لگے جب منشی صاحب کو ہر دم ہمارا خیال رہنے لگا تو یہ گوزہ پشت گردون کچھ اور رنگ
کرنے لگا تفرقہ پردازی کا ڈھنگ نکالا وہ جلسہ برہم کر ڈالا کارنیگی صاحب لندن کو گئے میر قربان علی صاحب عازم وطن ہوئے
اس مجمع کو جو پریشانی ہوئی بے لطف زندگانی ہوئی لکھنؤ مین دم گھبرانے لگا شہر کاٹے کھانے لگا یکایک
سر پر آرای بنارس کا شوق طلب رونق افروز ہوا عزم سفر اوسی روز ہوا اسوٹھوین ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین
لکھنؤ سے روانہ ہوا غرہ ذی حجہ کو قلعہ خاص کے دروازے پر اپنا تھانہ ہوا جو بزرگوار کتاب الف لیلہ کی تحریر
کے سلسلہ جنبان ہوئے اونکا نام لکھنا ضرور ہی اسواسطے کہ جبتک یہ کلام ہے اونکا نام رہے بہرکیف منظور ہی کہ

پہلے تو سرخیل ہنروران کوچۂ صادق الاقراری جناب مولوی محمد یعقوب صاحب انصاری دوسرے قدرداں
سخن منشی شیونرائن صاحب تیسرے اولاد علی آل نبی سید قربانعلی صاحب پھر کار توس سے شعلۂ فساد بھڑکا فوج انگریزی چارہ
لائی خونریزی ہوتی چار سو فتنہ انگیزی ہوئی چندے غدر رہا زبردستوں کا حوصلہ نکلا پھر فلک جفا جو سید ہا ہوا
غداروں کا نام و نشان باقی نہ رہا جب دغدغۂ غیر ملک اودہ سرکار انگریزی کے ہاتھ آئی تو پھر اوس عہدۂ انتظام
شہر پر کارنیگی صاحب مامور ہوئے اور تمام کاروبار میر قربانعلی صاحب کی رای پر ہونے لگے خوب انتظام کیا اجڑے شہر کو
آباد کر کے نام کیا مزاج میں کسطرح کا شر نہ تھا ہردم طبیعت متوجہ کار خیر رہتی تھی خلقت کو راحت پہونچتی آبرو بچی
تھی کچہری کے کام سے جب فرصت ہوتی دوست آشنا شہر کے باقیماندہ روسا آتے بڑی سیر رہتی تھی آسمان کا
رنگ سلف سے آج تک ایک ڈھنگ پر رہا نہیں کونسا مکان عالیشان ہے کہ سر بفلک اوسے بلند کیا اور ڈھا نہیں
ہر کمال کو زوال ہے ایک طرح پر گذرنا محال ہے کارگاہ بے بنیاد میں غفلت کا کارخانہ ہے تسکین خاطر کو حیلہ بہانہ ہے
میر صاحب ممدوح وطن کو تشریف فرما ہوئے منشی شیونرائن صاحب بھی نہ رہے بندہ گھبرا کر بنارس میں آیا مہاراجہ بہادر کی
خدمت میں راحت ملی چین پایا اور ایک نسخہ گلزار سرور مہاراجہ بہادر کی فرمایش سے لکھا حق تالیف مولوی محمد یعقوب صاحب
انصاری کو بخشدیا مولوی صاحب نے اوسکو چھاپکے رونق دی سخن فہموں نے پڑھ کے قدر کی اب یہ کتاب الف لیلہ جو
لکھی اسکی ملکیت بھی مولوی صاحب موصوف کو دی فقیر مہاراجہ بہادر کے دولتسرا پر پڑا ہے پسماندہ زیست اونکے سایۂ عاطفت
میں بسر کر رہا ہے اور خدا سے یہ التجا ہے کہ اسی قدرداں کے دروازے پر مرجاؤں دنیا سے گذر جاؤں دوسرے کا دروازہ نہ کھٹکھٹاؤں

آغاز داستان نادر بیان

دشت پیمایان وادی سخن حاکیان حکایت نو و کہن محرران بے کم و کاست مقرران راست راست خازنان گنجینۂ
سخندانی نقاشان صورت معانی لطیفہ فہم نکتہ سنج باریک بین رمزدان اردو کے محاورونسے آگاہ صاحب زبان
شاہان گذشتہ کی سرگذشت نئے انداز سے بزبان لاتے ہیں ماضی سانحوں کا حال شایقوں کو سناتے ہیں **نظم**

ایک حکایت عجیب لکھتے ہیں * ماجرای غریب لکھتے ہیں * جسکو سنکر ذرا نہ تاب آئے * سننے والونکا دم بھڑک جائے
ہوش اوڑ جائے اہل محفل کا * دل میں عالم ہو مرغ بسمل کا * ملک پارس کہ حقیقت میں پارس تھا مرفہ حال کس و ناکس تھا
حکومت دور و دراز ساکن خشکی و تری تحت فرمان تھے سر بر آستان سرافرازان جہان تھے بادشاہ وہاں کا

عادل با دل خوش ہمت صاحب جرأت ہمسر نہین یکہ تاز تھا در جود وسخا صبح ومسا باز تھا فوج ظفر موج دریا کی
لہرونکی مانند حساب سے باہر عالم الغیب تعداد سے ماہر وزیر امیر دستور دان امین اہل کار متین موافقت آئین سینے جنکے
جوہر کے گنجینے فساد سے خالی ایوانات بلند مکانات مرتفع عالی جو سامانِ سلطنت چاہیے سب مہیا تھا کیا کہون
کیا کیا تھا خزانہ اسقدر جمع کر رکھہ چھوڑا تھا کہ گنج باد آورد جسکا ایک توڑا تھا حاصل زندگانی بساط نوجوانی دو دلبند
سعادتمند تھے بڑے کا نام شہریار چھوٹا مشہور شاہ زمان تھا یہ تمثیل وہ نادر دوران تھا آخر کار بمقتضای کل من
علیہا فان دار فانی کو چھوڑ عازم ملک بقا ہوا فرزند اکبر قائم مقام اوسکی جا ہوا بھائیونمین باہم انتہا کی الفت محبت تھی
چھوٹے بھائی کو تاتار کی حکومت دی بسکہ حسن نمکین جمال شیرین بڑا بھائی رکھتا تھا سمرقند جو پسند آیا بیت السلطنت
بنایا عدل وانصاف سے خاص وعام کو رضامند کیا حسن سلوک سے سبکو خرسند کیا دس برس کا زمانہ گذرا ایک نے دوسرے کو
نہ دیکھا شہریار اس صدمے کا متحمل نہوا وزیر اعظم کو روانہ کیا سمجھا دیا کہ بہر کیف جلد چلے آنا میری بیقراری بھول نجانا
وزیر مجمع کثیر ہمراہ لیکے بعد طی منازل و مراحل تاتار مین داخل ہوا وقت ملازمت بعد مطلب حاصل ہوا شہریار کا
پیام بطرز دلچسپ گوش گذار کیا مضمون اشتیاق صدمہ فراق بیان کر کے بیقرار کیا شاہزمان نے دس دن کی مہلت
چاہی کہ اسباب سفر اور سامان لشکر درست ہو جاے انتظام ریاست پر کوئی مامور ہو کہ امور سلطنت مین فتور نہ آوے
پھر وزیر کی دعوت بہت دھوم دھام سے ہوئی اور فرصت ملک کے انتظام سے ہوئی خیمہ و خرگاہ بحکم شاہ
شہر سے نکلکے وسیع میدان مین استادہ ہونے لگے جو ہمراہ چلنے والے تھے یہ خبر سنکے سفر پر آمادہ ہونے لگے
شاہزمان اپنی بی بی کو بہت پیار کرتا تھا غم مفارقت ہر بار دلکو بیقرار کرتا تھا گو آتش فراق نے دل و جگر کباب
کیا مگر بھائی کی ملاقات کے شوق مین شہر سے باہر نکلکے پا تراب کیا متصل آبادی مقام ہوا دن تمام ہوا نصف شب
جب گذری دفعتہ نیند سے آنکھ کھلی دلمین یہ خیال آیا کہ ایکبار صورت دلدار دیکھہ لینا ضرور ہے کہ درپیش سفر دور ہے
یہ سوچکے تنہا شہر کیطرف روانہ ہوا طپش دل کا بہانہ ہوا تمام دروازے شہر پناہ کے بند ہو گئے تھے پاسبان
بیدار رہنے والے سو گئے تھے نہ کسیکو پکار سکتا تھا نہ اپنا اظہار کر سکتا تھا مجبور ہو کے کمند کی نردبان سے
محل مین اُتر آیا سبکو اپنے نصیب کیطرح خواب غفلت مین پایا جب ملکہ کے سرہانے گذر ہوا عجیب ماجرا
پیش نظر ہوا ایک مرد سیاہ فام کریہ منظر غلام ہم آغوش ہے دین و دنیا فراموش ہے فوراً غضب سے اعضا بدن

بیکار ہو گیا یہ نقشہ دیکھکے نقش دیوار ہو گیا اوسوقت کا صدمہ اوس سے پوچھیے جسکو رنڈی کی عصمت کا
یقین آیا ہو دم امتحان دھوکا کھایا ہو دل سے کہا ابھی تو شہر کے دروازے پر لشکر کا قیام جا بجا مشہور ہے
ہنوز دلی دور ہی اسنے دیکھی پر یہ جرأت یکھی بچشم یہ حرکت دیکھی دو چار منزل اگر جاؤگے بڑی رسوائی ہوگی طرح دینے
مین نری بیحیائی ہوگی یہ سوچ کر تلوار کھینچی ایسا ایک ہاتھہ لگایا دونون کے چار ٹکڑے کرکے چورنگ بنایا
پھر وہ لاشین خندق مین پھینک دین وہانسے نکل آیا خیمے مین آکے بجبر صبح کی بعد نماز کوچ کا حکم فرمایا تمام
راہ کراہ کراہ طی کی منزل مقصد کی صورت نظر آئی شہریار ہمہ تن انتظار تھا آمد کی خبر ہرکارونے پہونچائی ارکان
دولت استقبال کو دوڑے خود شہر کے دروازے تک بیقرار آیا دس برس کے بچھڑے کو فلک نے ملایا باہم
بغلگیر ہوے تا دیر شہریار نے پیار کیا پھر اپنے ساتھہ سوار کیا پیشتر مکان عالیشان پائین باغ کے متصل سجوا
رکھا تھا جہان کا اسباب ضرورت کی چیزونکو قرینے سے جا بجا رکھا تھا اوسمین اوتارا باہم کی صحبت سے بمرتبہ سرور
ہوا غم دوری دور ہوا مگر اوسکو حزین مشت استخوان ناتوان دیکھا رنگ زرد دلمین درد ہر دم آہ سرد نیم جان
دیکھا جسقدر پوچھا کچھہ نہ بتایا زیادہ اصرار سے آنسو بھر لایا سمجھا سفر کی ایذا دوستون کا چھٹنا اسکا اندوہ و ملال
ہی یا کسی طرف میلان ہی اوسکا ہر دم خیال ہی آخر اسکو تحفے جا بجا کے ڈھیر اشیای گران بہا کے دکھائے
کہ اسکا دل بہل جاے مگر بشاشت کی صحبت کا اصلا نہ اثر ہوا ہر روز حال بدتر ہوا یہ نہ سمجھا شعر تفریح کلفتونکی
ترغیب ہی لاحاصل * بہلانیکی باتین ہین یہ دل بھی بہلتے ہین * یکایک خبردار حاضر ہوے زمین بوسی کے
بعد عرض کیا آج کل صحرا مین جانوران شکار سب قسم کے یکجا ہین یہی ہنگام سیر و شکار ہی دشت غیرت گلزار
ہی قابل دید کوہ و صحرا ہین شہریار شکار دوست تھا چلنے پر آمادہ ہوا اہلکارون نے مہیا شکار کا سامان
کیا شاہزمان نے اپنی کیفیت کو بیان کیا اوسنے مطلق نہ دھیان کیا پھر کہا بھائی چلو یہ تماشا دیکھنے سے
چندے جی بہل جائیگا پریشانی دور ہوگی وحشت کا خلل جائیگا اوسنے نہ مانا شہریار آخر کار کوچ کر گیا
اونکا وہین مقام ہوا پائین باغ کی سیر مین دن تمام ہوا پادشاہ کا شکار کو جانا مشہور گھر گھر تھا ہر ایک
بیخوف و خطر تھا جسوقت خاتون جہان بالباس زر افشان داخل حمام مغرب ہوئی برآمد جشن شب ہوئی
دفعۃً بادشاہ محل کی بے محل کھڑکی کھلی آگے آگے منظور نظر بادشاہ پیچھے بیس عورتین نوجوان زرین کلاہ

باہر آئین باغ محل کی دیوار سے ملا تھا اوسمین در آنا در آئین حوض پر بیٹھ کے کپڑے جو سب نے اوتارے دس مین یان
دس مرد نکلے یہ ماجرا شاہزمان نے جو دیکھا از خود رفتہ ہوگیا جو مرد جس عورت سے اٹکا تھا وہان تو کسی کا ڈر نہ کھٹکا تھا
وہ اوسکا ہاتھ پکڑ کے مزے اوڑانے لگا بادشاہزادی تنہا جو رہ گئی جی گھبرانے لگا اوسوقت فرط شوق سے زن
نحس نے مسعود کا نام لیکے پکارا وہ تو آوازہ کا یار تھا دیوار پھاند کے بار تھا قریب آیا شرط خدمتگزاری بجالایا بلکہ جو نکرنیکا
کام تھا وہ بھی کر دکھایا نصف شب جب گذری وہ زن و مرد اوسی حوض مین نہاتے بن سنور کے جس راہ سے باغ مین
گئے تھے یہ شگوفہ کھلا کے پھر محل مین آگئے ادہر وہ حبشی مردود نامسعود دیوار کود کے روانہ ہوا شاہ زمان کی نظر مین
تیرہ و تار زمانہ ہوا دل سے کہا تیری داستان گو عجیب تر ہی مگر یہ کہانی کچھ اوس سے بڑھکر ہی جب ایسا بادشاہ غیرت دار
صاحب حکومت عالی وقار اپنے ناموس کی حفاظت نہ کر سکے تو تیری بلا اس اندوہ مین جان دے رنڈی کی خلقت بیوفا
ہی اسکا ملال سراسر بیجا ہی شعر زن از پہلوی چپ شد آفریدہ + کس از چپ راستی ہرگز ندیدہ + یہ تصور جو بندھا
بھوک اگ آئی کئی دن سے بے دانہ و آب تھا دل و جگر کباب تھا ماحضر طلب کیا خوب سیر ہوکے کھایا کچھ اور ہی
عالم نظر آیا قوال ہین کار گانے بجانے والے موافق معمول حاضر تھے ارباب نشاط کے داروغہ کو طلب کیا
عیش و طرب مین مشغول ہوا پھر نہ وہ خیال آیا نہ دل پر ملال آیا بہت جلد سنبھل گیا چہرے کا نقشہ بدل گیا
شہریار شکارگاہ سے پھر کر جب دار السلطنت مین آیا بھائی کو بشاش پایا نہایت شگفتہ خاطر اور مسرور ہوا سبب
دریافت کرنا ضرور ہوا کہا بھائی جب تم آئے تھے عجب صورت بنائی تھی مجکو تمہارا رنگ دیکھ کے ملال تھا ایسا حال
تھا اس عرصہ قلیل مین طرز اور ہوا یہ کیا طور ہوا شاہ زمان چپ تھا مفصل کہنے مین فساد نظر آتا تھا سمجکر خاموش
رہ جاتا تھا جسدم شہریار نے استفسار مین کد کی تکرار از حد کی پہلے اسنے اپنی عورت کا حال جو باعث رنج و ملال تھا
اظہار کیا پھر یہ معاملہ تازہ جو دیکھا تھا ابتدا سے انتہا تک کہہ دیا اور گویا ہوا کہ اوسکو دیکھ کے بیقراری تھی غیرت سے
غیر حالت ہماری تھی یہ سانحہ دیکھنے سے تسکین ہوئی اس فرقہ کی حق فراموشی و بیوفائی ذہن نشین ہوئی شہریار
کو اس بات کا اعتبار نہوا سادہ دلی سے جھوٹ سمجھا شاہزمان نے کہا جلدی کیا ضرور ہی اگر بچشم خود دیکھنا
منظور ہی پھر شکار کا سامان درست فرمائیے سر دربار جانے کا تذکرہ زبان پر لائیے اوسی طرح شہر کے باہر خیمہ بپا
کیجئے رات کو پوشیدہ آکے وہ تماشا دیکھ لیجئے یہ تدبیر بادشاہ کو پسند آئی کوچ کی جلدی مچائی شہر سے کچھ دور

خیمے نصب ہوے دونون بھائی دم سحر سوار ہو گئے دن تمام کر کے شبکو چھپ کے اوسی جگہہ آبیٹھے پہر رات گذری وہ در بدکاری کھلا عورتین نکلین حوض پر آکے چھٹ گئین حصہ کے موافق بٹ گئین ملکہ نے بھی مسعود کمبخت کو بلا کے اپنا منہ کالا کیا شہریار کا مزاج تہ و بالا کیا شب کا یہ سانحہ دیکھ دم سحر سبکو بر سر دار کیا سلطنت سے انکار کیا پیادہ پائی صحرا نوردی ختیار کی حکومت ترک چار و ناچار کی راہ مین شاہ زمان نے عرض کیا فدوی اس شرط سے ہمراہ چلتا ہے کہ اگر کسیکو اس سے زیادہ مصیبت مین مبتلا دیکھین تو پھر کے بدستور سلطنت کرین غریب الوطنی مین خرابی و پریشانی ہوگی نسلاً بعد نسل کی سلطنت بیگانی ہوگی باہم یہ عہد مستحکم کر کے ایک سمت چل نکلے دو چار دن کے بعد لب دریای شور سبزہ زار پر فضا نظر آیا اوسکی بہار نے دل بہلایا

جن کا ایک عروس نازنین پر عاشق ہو کے اوٹھا لانا عورت عیارہ کا جنکو دیکھ کے اپنے ہمجنسون سے وہ ملت کے مزے اوڑانا

دفعتہ دریا تہ و بالا ہوا شور و غل مچا یہ خوف کھانے لگے غور جو کیا دھوان پانی سے نکل کے کرہ افلاک تک پہونچا یہ ایک درخت عظیم الشان بہت گنجان دیکھ کے اوسپر چڑھ گئے پتون مین چھپ رہے وہ دھوان دیو قوی ہیکل ہو گیا سر پر صندوق رکھے دریا سے باہر نکلا اور اوسی درخت کے سایے مین صندوق کو سر سے اوتارا اور قفل وا کیا اوسمین سے ایک ماہ پارہ نکلی تحفہ تحفہ میوے تر و خشک اوسکے روبرو رکھے باتین کرنے لگا نیند نے غلبہ جو کیا اوسکے پاس مین پر لیٹ کے سو گیا النوم اخ الموت بجود ہو گیا جسد م وہ خفتہ بخت نیند کی کثرت سے بیہوش ہوا عورت کو خواہش نفسانی کا جوش ہوا ہر طرف وحشیونکی طرح دیکھنے بھالنے لگی اپنا رنج تلاش مین ٹالنے لگی درخت پر نظر جو پڑی یہ دونون پوشیدہ تھے انسے آنکھ لڑی اوتر آنے کا اشارہ کیا انھون نے خوف سے کنارہ کیا وہ بولی جو تمکو اپنی زیست درکار ہے جلد اوتر آؤ دیر نہ لگاؤ نہین تو دیو کو جگا دونگی کچا کھا جائیگا ہڈی بوٹی کا بھی پتہ کوئی نہ پائیگا یہ خوف سے بدحواس اوسکے پاس گئے اوسنے خواہش نفسانی کا اظہار کیا لگاوٹ کر کے اپنا مطلب نکال لیا پھر اوس عیارہ نے خواہش نفس سے فرصت پا کے انکو دکھا کے صندوقچہ کھولا ڈورے مین انگوٹھیان نظر آئین انسے گنوائین دو کم سو تھین آن دونون سے لیکے پوری سو کین پھر کہا یہ دیو ولد الزنا شب عروسی محفل سے مجھے اوٹھا لایا ہے عزیز اقربا اور نوشہ سے چھوڑا یا ہے چھپ کر مجکو صندوق مقفل مین بند کر دریا مین رہتا ہے بھوک کے صدمے سہتا ہے جب کچھ کھا آتی ہے باہر نکلتا ہے پھرتا چلتا ہے مینے اسکی نگہبانی کی ضد سے اتنے آدمیون سے اپنا مطلب نکالا ہے

اسپر اس احمق کو میری عفت و عصمت کا اعتقاد ہی مشقت اسکی برباد ہی یہ کہکے پھر اوسکے پاس جا بیٹھی انسے کہا جدھر سے آئے ہو سیدھے چلے جاؤ دیر نہ لگاؤ یہ حیرت کے مبتلا پاؤن کو سر پر اوٹھا فرار ہوے خواب غفلت سے بیدار ہوے دور پہونچکے چھوٹے بھائی نے کہا الکریم اذا وعد وفا آپنے ملاحظہ کیا یہ دیو باین شکل و شمائل کیسا قوی ہیکل ہر دم مصروف نگہبانی ہی حرام کھانا پانی ہی مگر انجام مین خفت حاصل پشیمانی ہی ہماری آپکی مصیبت سے اسکی ذلت کچھ کم ہی یا زیادہ ہی کہیے کیا ارادہ ہی باہم کا اقرار یاد ہی یہ قوم کیا دہی اب وطن پھر چلیے سلطنت لازوال ملک مالا مال ہاتھ سے مفت نہ دیجیے مگر اس فرقے کا نام نہ لیجیے دل سے عہد کیجیے آخرکار دونون مصیبت دیدہ آفت رسیدہ لشکر مین پہونچکے بصد گریہ و زاری اوسجا سے جدا ہوے اپنے اپنے ملک کیطرف راہی ہوے بعد چندے دار السلطنت مین داخل ہوکے دونون فرمانروائی کرنے لگے رنڈی کے نام سے ڈرنے لگے شیطان علیہ اللعن انسان پر غالب ہی لہو و لعب کا طالب ہی شاہزمان نے تو رنڈیکی صحبت سے اجتناب بالکل کیا شہریار نے چندے تامل کیا پھر یہ انداز ظلم نکالا سر شام عقد کیا دم سحر مار ڈالا وزیر بیچارہ اس قوم کا جلاد ہوا ایک عالم مورد بیداد ہوا جس شخص کی جوان لڑکی تھی وہ خوف سے آوارہ وطن ہوا حامل رنج و محن ہوا اسکی وزیر کی دو بیٹیان تھین ایکا نام شہرزاد دوسری دنیازاد مشہور تھی انکی صورت شکل کی شہرت دور دور تھی شہرزاد سرو قامت غیرت شمشاد تھی اکبر اولاد تھی طبیعت کی تیز فتنہ خیز ذہن عالی تاریخ دان بلبل سحربیان ہفت زبان لطیفہ گو طرار مزاجدان ایکروز اوسنے اپنے باپ سے کہا مین چاہتی ہون کہ بادشاہ اس بیجا حرکت سے باز رہے تا خلق خدا کو راحت و آرام پہونچے نزدیک و دور اس ذریعہ سے نیکی میرا نام پہونچے جو ہونا ہو سو ہو تم میرا عقد بادشاہ کے ساتھہ کردو وزیر نے برہم ہوکے کہا تو دیوانی ہی دیدہ و دانستہ یہ تو قضا بلاتی ہی تجکو معلوم ہی ایک شب کے سوا صبح کو جیتا نہین چھوڑتا ہی ہزار فہمایش کی مگر وہ سفاک قتل سے منہ نہین موڑتا ہی وہ بولی ایسے جینے سے مرنا بہت بہتر ہی آپ سنتے نہین ماتم گھر گھر ہی وزیر نے کہا تو زیست سے تنگ ہی تقدیر سے بر سر جنگ ہی جو انجام کار نہین سوچتا وہ پچھتاتا ہی مآل کار اوس گدھے کا حال ہوجاتا ہی شہرزاد نے پوچھا وہ کیا ماجرا ہی وزیر نے کہا کتب صحیح مین قصہ یون لکھا دیکھا ہی ؛

حکایت بیل اور گدھے کی سوداگر کا دونون کی باتین سمجھکے ہنسنا عورت کا اصرار سے حماقت مین پھنسنا آخر ذلت و خفت اوٹھانا پچھتانا

ایک سوداگر جلیل القدر ذیشان بہت ساز و سامان دولتمندی مہیا رکھتا تھا زراعت کی خاطر بیل سواری کیواسطے گدھا
گھر مین بندھا رکھتا تھا بشتر جانورونکی زبان وہ نکتہ دان سمجھتا تھا ایک روز عند الضرورت جس جگہ وہ دونون بندھے تھے
سوداگر جا بیٹھا بیل نے گدھے سے کہا بھائی تو کیا خوش نصیب ہے رات و دن راحت سے قریب ہے سائیس تجکو جو کھلاتا ہے
وقت معین پر پانی پلاتا ہے اتفاقاً جو کبھی سوداگر سوار ہوا بازار تک گیا تو سائیس دیر تک ملتا ہے یہ دیکھکے ہمارا جی جلتا ہے
ہمتو سخت بد بخت ہین صبح کو کندھے پر ہل ہوتا ہے تمام دن زمین جوتنے مین بسر ہوتا ہے محنت سے جسم شل ہوتا ہے دم لینے
مین ہرواہا لکڑی مارتا ہے ٹھہرنے نہین دیتا ہر دم للکارتا ہے ہل کی رگڑ سے گردن کندھا فگار ہے چل نہین سکتا مار ماہے تمام دن
مشقت لیکے سر شام گلا بھس سامنے لاتا ہے وہ کھایا نہین جاتا ہے گوبر اور پیشاب مین اوٹھنا بیٹھنا عذاب سہنا ہے تقدیر سے
مجبوری ہے اپنا اپنا لہنا ہے گدھے نے کہا ایک تدبیر مین بتاتا ہون اگر عمل مین لائیگا مشقت سے فرصت پائیگا تو آج دانا
گھانس نہ کھانا بیمار بن جانا بیل خوش ہوا کہا بھائی بہت اچھی ترکیب بتائی ہے کل تقدیر آزمائی ہے سوداگر نے دونون کا مشورہ
سنا شبکو بیل وہی فیل لایا نہ کچھ پیا نہ کھایا پیٹ پھلائے دم چرائے پڑا رہا دم سحر ہلواہا آیا دیکھا دانہ سامنے دھرا ہے بھوسا
بدستور پڑا ہے بیل کی آنکھین بند ہین سمجھا مرض چند در چند ہین سوداگر کے روبرو آیا بیل کا حال سنایا سوداگر سمجھ گیا حال
جو ایسا سقیم ہے مرض نہین گدھے کی تعلیم ہے ہلواہے سے کہا بیل کے بدلے آج گدھے کو لیجا ہل مین لگا وہ آقا کا ارشاد
عمل مین لایا بیل کی عوض گدھے کا ہل پھرایا گدھا اس کام سے نا آشنا جب ٹھہر جاتا مار کھاتا تمام دن ہل مین شغل ہوا کھانے
مین مار کھائی راحت مین خلل ہوا شام کو تقدیر گھر لائی ضرب کے صدمون سے جسم فگار تھا قدم نہ اوٹھہ سکتا تھا مجبور تھا
تھا چپکا تھان پر کھڑا رہا دانے گھانس پر منہ نہ ڈالا بیل نے کہا بھائی تیرے کہنے کو عمل مین لایا چار پہر خوب چین پایا
گدھے نے جواب دیا یہ معاملہ تو گذر گیا آج سوداگر نے یہ تدبیر ٹھہرائی ہے کہ بیل مرتا ہے بیمار ہے اسکو ذبح کرو مسلمان کا مال
ضائع نہو بیل تو اسکا دل ہو چکا تھا کہا اب کیا کرون جو جیتا بچون اوسنے کہا چرواہا جو آتے کھلی بھس جو لائے
جلد اوٹھکے کھانا سنبھل جانا اتفاقات زمانہ سوداگر کے کان تک یہ کلمہ بھی آیا ضبط نہو سکا بیساختہ قہقہہ لگایا بیخواب
اوسکی خندہ بے محل سنکے گھبرائی قریب آئی ہنسنے کا سبب پوچھا سوداگر نے ٹالا بتانے مین جان کا ضرر تھا اوس عمل کا
یہ اثر تھا تین ہٹین دنیا مین مشہور ہین وہ بادی فتور ہین راج ہٹ بالک ہٹ تریا ہٹ اور یہ سب سے کڑی ہوتی ہے
جسکے پوچھنے پر ضدی اڑی ہوتی ہے جب زیادہ تکرار بڑھی مجبور سوداگر نے کہا مین اکثر جانورونکی زبان سمجھتا ہون

اسوقت اس گدھے اور بیل کی باتون پر ہنسی آئی ہی تونے ناحق دھوم مچائی ہی وہ بولی خیر اسمین ہی کہ مجکو بھی وہ ترکیب سکھا دے کہ انکی باتین سمجھ جاون دل بہلاون نہین تو شر ہوگا برباد گھر ہوگا سوداگر نے کہا اسکے بتانے مین جانکا ضرر ہی محل خطر ہی وہ بولی جسنے تجکو یہ فن بتایا وہ زندہ رہا یا جی گنوایا یہانتک گفتگو بڑہی ضدی نے کہا تو جیتا رہے یا مرجائے مگر یہ بات سمجھا مجکو آئے آخرکار جب سوداگر ناچار ہوا مرنے پر کمر باندھ کے بتانے پر تیار ہوا سوداگر کے گھر مین مرغیان اور مرغ تھا اور ایک سگ حق شناس ہر دم پاس رہتا تھا دفعتہ مرغ مرغی پر چڑھ بیٹھا کتا اوسپر جھپٹا کہا او نمک حرام تو یہ کیا کام کرتا ہی آقا جو مالک ہمارا ہی جسپر ہمسب کی روٹی کا سہارا ہی وہ کوئی دم مین مرتا ہی مرغ نے بگڑ کے کہا یہان سے سرک جا میرے شغل مین خلل ڈالا ناحق کا بکھیڑا نکالا اے احمق اونکا مرجانا اچھا ہوتا ہی تیرے کام کا انجام برا ہوتا ہی مجکو دیکھ کتنی مرغیون مین چین سے بسر کرتا ہون جسسے جو جی چاہتا ہی شام و سحر کرتا ہون لیکن ایک عورت کو سمجھا نہین سکتا جان ہی سے بے بہا شی بچا نہین سکتا کتے نے پوچھا یہ کیا کرے جو نجات پائے اسکی جان بچ جائے مرغ بولا بہت سہل کام ہی سوداگر کا خیال خام ہی جس حجرے مین یہ رہتی ہی دروازہ بند کرکے زد و کوب ہاتھ پاؤن توڑے کوئی عضو ثابت نہ چھوڑے جبتک یہ منت نکرے ہاتھ نجوڑے پھر کبھی تمام عمر ایسی حرکت وقوع مین نہ آئیگی اتنی سی کرنی مین یہ نرم ہو جائیگی سوداگر نے سنکے کہا واقعی یہ تدبیر خوب ہی جان بچنے کا یہی اسلوب ہی رفع حجت کو اوسکے عزیز اقربا کو بلایا یہ ماجرا اسکو سنایا سب نے سوداگر کی جان کا ضرر سمجھ کے سمجھایا منع کیا اوسکی جہالت نہ گئی خاطر مین نہ آیا سوداگر نے کہا۔ تم چپ رہنا چار جو ہو سو ہو مین بتا دیتا ہون اوس سے کہا الگ چل سکھا دیتا ہون ہاتھ پکڑ کے کوٹھری مین لے گیا دروازہ بند کرکے ہاتھون کو کھولا کسی نے منع نکیا نہ کچھ بولا جب مار سے بند بند ڈھیلا ہوا چلائی خدا کیواسطے دوڑو یہان آؤ جان جاتی ہی بچاؤ ہر چند اوسنے غل مچایا سوداگر کو رحم نہ آیا آخرکار پاؤن پکڑ کر قسم کھا کے کہنے لگی اب کبھی آپکے خلاف کلمہ زبان پر نہ لاؤنگی توبہ کرتی ہون مرجاؤنگی اسوقت سوداگر نے ہاتھ روکا اسقدر دھوم مچی جب اوسکی جان بچی یہ قصہ کہکے وزیر نے کہا تم بھی جبتک ایسی سزا نہ پائیگی تمنای ناسزا سے باز نہ آئیگی شہزادی نے کہا آپ جو فرماتے ہین حق ہی بہت بجا ہی جان رہے یا جائے کرونگی وہی جو کہا ہی وزیر سمجھا قضا اسکی قریب آئی ہی اپنا مغز خالی کرنا بیجا ہی بری سمائی ہی بادشاہ کے روبرو حاضر ہوا عرض کی آجکی شب غلام ادبی عقد کرنیکو آمادہ ہی جان نثاری کا ارادہ ہی شہریار نے فرمایا تو نے کیونکر گوارا کیا اوسنے عرض کی خانہ زاد نے بہت سمجھایا اوسکے سر پر قضا کھیلتی ہی کچھ ذہن مین نہ آیا

بادشاہ نے فرمایا شبکو عقد ہوگا صبحکو جانکا ضرر دم نقد ہوگا اگر اوسکے قتل مین تجھکو تامل ہوا تو تیرا استیصال بالکل ہوا وزیر عرض کرنے لگا خانہ زاد فرمانبردار ہی وہ کیا مری جان نثار ہی رخصت ہوکے گھر مین آیا سب ماجرا شہرزادی کو سنایا وہ تو آمادہ کار چلنے کو تیار تھی اپنی چھوٹی بہن دنیازاد کو بلاکے سمجھایا کہ مین بادشاہ سے اجازت لیکے تجھکو بلاونگی اور یہی مکان مین سلاونگی جب کچھ رات باقی رہے اور صبح کا ستارا آسمان پر چمکے مجھکو جگاکے کہنا ہماری تمھاری مفارقت مین تھوڑا عرصہ باقی ہی جو کوئی قصہ یا کہانی دلچسپ یاد ہو ہمکو اسوقت سنادو وہ گھڑی جی بہلا دو پھر تمھارے قتل کا سامان ہوگا نتیجہ ماتم مین ہمارا گریبان ہوگا دنیازاد نے اقرار کیا شہرزاد کو وزیر نے سوار کیا جب وہ بادشاہ کے روبرو آئی تسلیم کو گردن جھکائی شہریار اسکا حسن و جمال حور تمثال دیکھکے شیدا ہوا اسکے قتل کا فی الجملہ تاسف پیدا ہوا قاضی صاحب طلب ہوے شرعی معاملے سب ہوے جسدم پلنگ پر وہ گل رو آئی آنکھوں مین آنسو بھر لائی بلکہ اشکو نکی لڑی تابہ گلو آئی شہریار نے پوچھا کہ اے شہرزاد تو بہت تمنا اور خواہش سے خود آئی ہی آنسو آنکھوں مین کیون بھر لائی ہی اوسنے عرض کی لونڈی اپنی چھوٹی بہن سے بہت مانوس ہی آجتک الگ رہنے کا اتفاق ہوا ہی اوسکی جدائی کا صدمہ اسوقت بہت شاق ہوا ہی صبح دم زیست کا لبریز پیمانہ ہوگا پھر دنیا مین کاہیکو آنا ہوگا حضور فرمائین تو آجکی رات بھی باہم رہین دم سحر اوسکے روبرو جان دین بادشاہ نے اجازت دی دنیازاد حاضر ہوئی شہریار و شہرزاد نے چھپر کھٹ پر آرام کیا پلنگ پر دنیازاد نے قیام کیا تعلیم کی باعث نیند اسکی اوڑگئی ہر دم وہ بات اسکو یاد آتی تھی آسمان کیطرف دیکھکے رہجاتی تھی جب لیلای لیل کے گیسوی مشکین تا کمر آگئے اور اوس خستہ بخت مجنون کو نظر آئے بدحواس ہوکے اپنی بہن کو وہ خستہ تن پکاری کہ جاگتی ہو یا خواب غفلت مین سوتی ہو جتنی رات باقی ہی اوسیقدر حیات باقی ہی وقت کو بیکار کیون کھوتی ہو کچھ ایسا ذکر چھیڑو جسمین یہ پہاڑسی رات کٹے وقت اخیر ہی اتنی تو لطف سے اوقات کٹے شہرزاد نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر حضور مکدر نہون اور مرضی مبارک ہو تو اسکا دل بہلاؤن کوئی فسانہ نادر زمانہ سناؤن شہریار نے بکشادہ پیشانی اجازت دی شہرزاد نے درج دہان کھولا گہرافشان ہوئی خوش بیانی سے گویا ہی دہقان ہوئی

داستان نادر بیان ایک ملک التجار نیک خصلت صادق گفتار کا سفر مین جن سے دوچار ہونا تہمت قتل مین گرفتار ہونا مگر الفای وعدہ سی جن کا غصہ فرو ہوجانا تین شخصونکا ماجرا اسکے قتل سے ہاتھ اوٹھانا

مورخان سیاح زمانہ دیدہ محرران جہان گرد تجربہ رسیدہ نے لکھا ہی کہ زمانہ سابق مین ایک سوداگر صاحب دولت و مال تھا

خجستہ خصلت فرخندہ افعال تھا مغرب و مشرق کی اشیا گرانبہا بہت سی سے کوٹھیوں مین دھری تھی نوادرات جہان سے
ہر دکان و کوٹھے بھری تھی جا بجا گماشتے محرر دلال تھے چپکے چمکاتے مرفع حال تھے اور وہ سوداگر بذات خود ہر سال اپنے
اسباب و مال کی دیکھ بھال کو سفر کرتا تھا ہر بلاد و امصار مین گذر کرتا تھا جمع خرچ کا کاغذ جانچ بہی کھاتہ دیکھ حساب سمجھ بوجھ کے
پھر آتا تھا نفع نقصان نظر مین تل جاتا تھا ایکبار عند الضرورت غیر فصل مین اوسکو سفر ہوا بغیر جائے راہ کا صدمہ
اوٹھاتے نہ مفر ہوا تنہا گھوڑے پر سوار ہوا تھوڑے کلچے کھجورین کچھ میوہ تر و خشک خرجی مین رکھ لیا تھوڑا اسا نہار شکنی کو
چکھ لیا بعد طی مسافت منزل مقصد پر پہونچکے ضرورت سے فرصت پائی وطن کی سمت سرگرم راہ ہوا باگ اوٹھائی
ایک روز آفتاب سر میدان آنکھ دکھا رہا تھا حرارت نے بیچین کیا بیابان گردی کی تاب نہ لایا جس طرف منہ اوٹھایا
کون کا شعلہ نظر آیا نظم جب حرارت پر آفتاب آیا + یہ مسافر کمال گھبرایا + جون جون ہوتی تھی دھوپ کی
شدت + دل سے کہتا تھا وہ قمر طلعت + کیونکر اس دشت سے کرونگا گذر + ہو سکے گی یہ راہ طی کیونکر + یہ کیفیت
کوسونکا میدان + کس قدر ہولناک اور سنسان + ہر گھڑی تشنگی کی شدت ہی + منہ مین باقی نہین رطوبت ہی +
گرم ہوا سے جلکے درخت بے برگ و بار لنڈ منڈ تھے سوکھے ڈنڈ تھے مگر ریت مین مدار کھیت مین جنوا سا
لہلہاتا تھا ہوا سے مستانہ وار جھوکے کھاتا تھا سینۂ دریا مین حباب کے چھالے نظر آتے تھے دشت وحشت ناک
مین ہرن کالے نظر آتے تھے ریگ بیابان مین اخگر سوزان کا رنگ تھا پتھر کی چھاتی سے شرارے نکلتے تھے سرطان
کے منہ سے ہر دم انگارے نکلتے تھے دھوپ کی شدت سے سایہ کا عرصہ تنگ تھا گرمی کے خوف سے پرندہ وہان
پر نمارتا تھا مرغ آتشخوار پانی پانی پکارتا تھا کوسون ٹیسو پھولا تھا جا بجا یہ ہر ایک چوکڑی بھولا تھا مہندی کی سرخی سے
شعلہ نکلتا تھا اندازے سے قدم بڑھاتے ہین وزدحنا کا رنگ جلتا تھا چاند کا سینہ داغدار تھا گو کثرت سے گرد ستارے ہوئے
مگر تارونکی چھانو مین دھوپ کا سایہ آشکار تھا سوداگر بیچارا اس فکر مین تھا کہ کہین درخت گنجان یا چشمہ پانی کا روان
نظر آئے تو آفتاب کی تمازت سے پیاس کی شدت سے جان بچ جائے اس تصور مین جادۂ سلامتی سے منہ موڑا
شاہراہ کو چھوڑا حقیقت حال یہ ہی کہ بشر سخت مجبور ہی اور جوینده یابنده مشہور ہی اسی جستجو مین کچھ درخت میوہ دار بربار
اور چشمہ سرد و شیرین مثل چشم انتظار عاشق زار نظر آیا سوداگر تو پیاس سے بدحواس تھا گھبرا کر اودھر منہ اوٹھایا
دل بیتاب نے تسکین پائی اوس سبزہ زار مین چشمے کی بہار دیکھ کے جان مین جان آئی بقول خواجہ اسد قلق ع

دیکھتا کیا ہی وہ گل رعنا + خوش فضا اک لطیف ہی تختا + گل خودرو یہ ورجو بن ہی + دامن دشت رشک گلشن ہی
شگفتہ خاطری سے سرور ہوا جان کو جانے کا پانی اور سایہ میسر آنے کا وغدغہ دور ہوا ۵ سبزہ مین چمک تھی
گلرخان کی + جادہ مین دمک تھی کہکشان کی + شستہ رفتہ تمام جاتی + ٹھنڈی ٹھنڈی بہت ہوا تھی + درختون کی
شاخون پہ مرغان خوش صدا نغمہ خوان تھے آسایش کے سامان سب مہیا وہان تھے چشمے کے کنارے بیٹھکے ہاتھ منہ
دھویا پانی کی لہرون سے پیاس کو کھویا پھر ایک جگہ شفاف اونچا سا ٹیکرا دیکھ کے جا بیٹھا گھوڑے کو درخت کی جڑ سے
اٹکا دیا پاؤن کو نیچے لٹکا دیا خرجی کو کھولا کلچے اور میوے کو ٹٹولا دو چار کلچے کھا کے کھجور کھانے لگا ادھر ادھر
گٹھلیان پھینک کے جی بہلانے لگا تقدیر پر بے گزند تھی فلک کو اسکی ایذا پسند تھی **مؤلف** برگشتہ جو اوس سے ہو گئے دن
سایہ کی تلاش مین بلا جن + سوداگر نے دیکھنے بھالنے سے فرصت نہ پائی تھی پانی پینے کی نوبت نہ آئی تھی کہ فلک
شعبدہ باز نے زمانہ ناساز نے نیرنگی دکھائی بلای تازہ سر پر آئی دفعتہ درختونکے سایہ سے جن پیدا ہوا کشیدہ قامت
بلند بالا قوی ہیکل بھجنگے سے زیادہ کالا سر پر غرور رشک تنور بد قوارا کریہ منظر دیو پیکر تلوار ننگی ہاتھ مین سوداگر کے قتل
کی گھات مین دبر آیا باواز کرخت وہ بدبخت چلایا کہ ای اجل رسیدہ سنبھل جا مین تجکو مار ونگا نخل تن پہ سر ترا بار ہی مجکو
درکار ہی اوتار ونگا سوداگر کی روح دیکھ کر فنا ہوئی کہ یہ آفت کیونکر آئی مجسے کیا خطا ہوئی افسوس **مؤلف**
ایک آفت سے تو مر مرکے ہوا تھا جینا + پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی + اوسکی ہیبت سے پہلے توبید کی مانند کانپا
تھرایا پھر لڑکھڑاتی زبان سے بصد منت یہ سنایا کہ حضور والا قصور میرا کیا ہی بجرم و گناہ کسی بندۂ خدا کا خون بہانا کس ملت
و مذہب مین روا ہی اور جو تقصیر سرزد ہوئی ہو تو سزا ہی جن بولا تو نے میرے پارۂ جگر نور نظر کو مارا ہی تیرا قتل کفارا کر
سوداگر نے کہا بندہ میرے رہنے اوس مرحوم کو دیکھا نہ بھالا کیونکر مار ڈالا جن نے جواب دیا تو نے کلچے کھائے پھر کھجورین
کھا کے گٹھلیان پھینکین گلچھرے اوڑائے میرے بیٹے کی آنکھ مین گٹھلی لگی سرہانے کے اوسنے جان دی بیٹھے بٹھائے تڑپکے
مرگیا داغ فراق میرے کلیجے پڑ گیا اسکا میرے سینہ مین ناسور ہی تو ہی اور یہ ساطور ہی سوداگر نے عرض کیا بالغرض اگر
یونہین ہوا تو دانستہ مینے مارا نہین سہو کی خطا قابل عفو و عطا ہی عمداً یہ کام نہین کیا ہی جن نے کہا یہان عفو ہی نہ کرم ہی
دم غنیمت سمجھ جو دم تیرے سینہ مین دم ہی یہ کہکے سوداگر کو زمین پر دے مارا اور شمشیر آبدار اوس تشنہ کلو کے حلق پر رکھی
چاہتا تھا کہ دو نیم کرے اوسکے بچونکو یتیم کرے دفعتہ صبح کا سپیدہ چمکا ملک التجار مشرق نے چرخ اطلسی پر دکان کو جمایا

دست بچۂ سحر جو کھلا کس کس حجاب کا ریزہ نظر آیا عابد شب زندہ دار حجرۂ مغرب مین گیا محفل مریدان انجم درہم برہم ہوئی
رنگی سیاہی توپ دم ہوئی دیر مین ناقوس بجنے لگا حرم مین ملا اذان کہنے لگا شہرزاد خاموش ہوئی دنیازاد سرگرم فغان بصد
خروش ہوئی پھر اپنی بہن سے کہا افسوس صد افسوس ایسا عجیب قصہ ناتمام رہا کچھ تو اور کہو آخر کار چرخ ستمگار کوئی دم مین
ہمسے تمکو چھڑاتا ہی یہ فسانہ ناتمام رہا جاتا ہی شہرزاد نے کہا بہن دنکو کہانی کہنے مین یہ گل بھولتے ہین کہ مسافر بیچارے
راہ بھولتے ہین اگر آج کے دن عنایت بادشاہ سے جان بچ گئی اور شام کی دھوم مچ گئی تو باقی ماندہ وہ کہانی سناونگی
کہ جاگتے نہ سوئین گے سونے والے چونک کے روئین گے سبکی نیند اڑاونگی شہریار باوقار کو بھی یہ حکایت بہت پسند
آئی تھی ہر گرم فقرے نے قطرۂ شبنم کیطرح نیند اڑائی تھی فرمایا جب تو یہ داستان تمام نکریگی مرگ سے امان ہی تو تو سحر بیان
ہی یہ فرماکے وہ فرمان روا حوائج سے فارغ ہوکے مشغول نماز ہوا نیاز مند بدرگاہ بے نیاز ہوا پھر لباس فاخرہ پہنکر
سریر سلطنت پر جلوہ دیا موافق معمول وزیر امیر چھوٹا بڑا حاضر ہوا تخت کو بصد ادب بوسہ دیکے سر تسلیم خم کیا وزیر اعظم شہرزاد
کا باپ تمام رات درد فرزندی سے بیدار رہا بصد گریہ و بکا ایزد غفار سے جان بخشی کا طلبگار رہا پھر رات سے در دولت پر
حاضر ہوکے حکم کا منتظر تھا روز روشن آنکھو مین شب دیجور سے بدتر تھا ہر بار کہتا تھا فلک کجرفتار دیکھیے آج رات کا کیسا دن
دکھاتا ہی حکم سرکار کیا آتا ہی ناگہان صداے امان کان مین آئی جان رفتہ جسم ناتوان مین آئی بادشاہ امور ملکی و مالی مین
سرگرم وزیر اپنے کام مین مصروف ہوا قتل شہرزاد کا دوسرے دن پر موقوف ہوا ایسا دن تو آنکھو مین کٹ جاتا ہی
بچشم زدن جھٹ پٹ جاتا ہی خسرو خاور متوجہ خوابگاہ ہوا سارا جہان سیاہ ہوا ناظم ثوابت و سیارے نے سر سے تاج زرنگی
نقاب رخ انور پر ڈالی دنکی روشنی دامن شب مین چھپالی شہریار ذی اقتدار پلنگ پر آیا زمانہ کا ڈھنگ اور رنگ پر آیا
شہرزاد دم مرگ کی آمادہ پہلو مین ہمخواب ہوئی دنیازاد خوف سے صبح کے بیتاب ہوئی کچھ دیر ہر طرف دیکھا بھالا کوفت کو
ٹالا انتظار کیا پھر گھبرا کے اپنی بہن خستہ تن کو بیدار کیا کہا الکریم اذا وعد وفا ضبط کی زیادہ طاقت نہین وہ قصہ سنا
بادشاہ نے چونک کے کروٹ لی شہرزاد اجازت لیکے کہنے لگی حشمت و جاہ شاہنشاہ روز افزون ہو حاسد بدبخت کا
دل و جگر خون ہو جب سوداگر نے دیکھا کہ جن قتل ہی کرتا ہی خدا و رسول کا اسکو ڈر نہین منت و زاری کا مطلق اثر نہین
ڈرتے ڈرتے یہ کلمہ زبان پر لایا کہا آپ مجکو زندہ نہ چھوڑین گے مجھ بیگناہ کے قتل سے منہ نہ موڑین گے اگر آپکے نزدیک
مین ایسا ہی گنہگار ہون تو للہ اتنا امیدوار ہون چندروز کی مہلت دیجیے کہ وطن جاکے بچونکو دیکھون اپنی صورت

دکھاؤن اور کسی بندۂ خدا کے سپرد کراؤن مال اسباب بموجب حکم شرع بانٹ دون تا میرے بعد قصہ و فساد نہو وجہ حلال کا
مال ہی برباد نہو یہ قسم وعدہ کرتا ہون جب اس کام سے فرصت پاؤنگا اسی جگہ تک کے تہ تیغ گردن جھکا کے مرجاؤنگا یہ کہکے
زار زار وہ بیقرار رونے لگا اور فرزند کی یاد مین دامن تا گریبان بھگونے لگا سوداگر کو جب بجد سے الم ہوا تو جن کا بھی کچھ غصہ کم
ہوا برس دن کی مہلت پر خدا کو گواہ کیا سوداگر نے قسم شدید کھا کے روبراہ کیا ہر منزل و مقام مین اسکو کبھی بالی کی خوشی گاہ
پھر وہان جانیکا غم تھا بہر کیف جانکے جانے کا الم تھا صبح و شام وہ ناکام یہی سوچتا منہ نوچتا گھر مین پہونچا عزیز اقربا
احباب اہل محلہ اسکو دیکھ کے خوش ہوے یہ انکو دیکھ کے رونے لگا خوشی کے بدلے ماتم ہونے لگا سبنے کہا
مسافر گھر پہونچکے خوش ہوتا ہی کیا سبب ہی کہ تو زار زار روتا ہی ناچار سوداگر بیچارے مصیبت کے مارے نے اپنی سرگذشت
مفصل سنائی کہا بصد خرابی برس دنکی امان پائی ہی جانیکے وعدہ پر آنے کی اجازت ہاتھ آئی ہی یہ خبر سنکے گھر مین ہنگامۂ محشر
بپا ہوا اوس مصیبت مین تمام کنبا مبتلا ہوا قصہ کوتاہ اسنے اپنا نقد و مال موافق حکم خدا و رسول ہر ذی حق کو بانٹ دیا
کچھ للہ مساکین و محتاجین کو تقسیم کیا سب کامون سے فرصت کی اور سال بھی تمام ہوا الوداع کی صدا سے گھر مین کہرام ہوا
سبکو سمجھایا کہ ایکدن اس سرای بے ثبات سے ہر ذی حیات کا کوچ ہی یہ جگہ بہت لچر اور پوچ ہی میرے ماتم مین صبر کرو
دلون پر جبر کرو یہ کہکے سبکو روتا پیٹتا چھوڑا اجل کے منہ مین قدم بڑھایا بغیر وعدہ گاہ پر پہونچے سفر نظر نہ آیا صبح و شام
ہر ایک منزل و مقام طی کرتا زندہ درگور جیتا نہ مرتا اوس سرزمین پر جا پہونچا یقین ہوا قضا کا زمانہ قریب آپہونچا اونھین درختون مین
جہانسے یہ شگوفہ پھولا تھا قیام کیا اجل کے گھاٹ جالگا چشمے کے کنارے پر مقام کیا زمانہ نظر مین تیرہ و تار تھا خیال
بات کا نہ دھیان دن کا تھا موت کے غم سے سینہ فگار تھا دھڑکا آمد جن کا تھا اور بار بار وہ دلفگار یہ کہتا تھا ؎
بہ بینیم کہ تا گردگار جہان ۞ درین آشکارا چہ دارد نہان ۞ ؎ پیر جیتے ہین جوان مرتے ہین ۞ آپ جو چاہتے ہین کرتے ہین
دفعتہ ایک مرد پیر با دل دلگیر ہرنی کی رسی ہاتھ مین لیے وارد ہوا السلام علیکم کی صدا آئی یہ بیچارہ وطن آوارہ غزال رمیدہ
کیصورت اپنے سایے سے رم کرتا تھا از خود رفتگی سے بات کسی سے کم کرتا تھا سلام کا جواب تو دیا مگر چوکڑی بھول کے
چپ ہو رہا ہرن کے مالک نے کہا ای گم کردہ قرار دم اجل بڑا اچھیر تیرے دونکا ہی یہان کیونکر آیا یہ مقام جنون کا ہی جو مرگ رسیدہ
اس گلزار مین آتا ہی جان شیرین بصد تلخی گنواتا ہی سوداگر نے جواب دیا ای بندۂ خدا کیا کہون کون ہون کیا ہون
سلگتے کا عالم ہی منتظر قضا ہون آپنے عجب حال فرمایا ہی مجھکو کشان کشان پیک اجل یہان لایا ہی اور سرگذشت مصیبت

اسطرح سے سنائی کہ اوسکے آنسو نکل پڑے چھاتی بھر آئی کہا مرحبا تو نے ایسا وعدہ وفا کیا مین بھی عہد کرتا ہون کہ تیرا بے مآل کار دیکھے یہان سے قدم نہ بڑھاونگا اگر جان بھی جائیگی آگے نجاونگا یہ کہکے دونون باہم بیٹھے باتون مین دل بہلانے لگے اپنی اپنی داستان سنانے لگے یکایک اور مرد ضعیف نحیف دو کتے سیاہ ہمراہ وہان آیا یہ کلام زبان پر لایا صاحبو تم کون ہو کہانسے آئے ہو کونسی مصیبت ہی جسکے صدمے سے اسقدر گھبرائے ہو ہرنی کے مالک نے سوداگر کا قصہ مفصل سنایا اپنا ماجرا کہہ کے اوسکو بھی رحم آیا قریب آکے بیٹھا باہم سلسلہ کلام نیرنگی چرخ و گردش ایام کا ذکر ہونے لگا ہنوز جملہ ناتمام تھا تیسرا شخص سن رسیدہ گرم و سرد زمانہ دیدہ خچر باگڈور مین بندھا آپہونچا اب ثالث بالخیر ہوے سوداگر کے رفیق غیر ہوے یہ جلسہ جو پسند آیا برابر اونسے بھی بستر جمایا دفعتہ دشت سے غبار تیرہ و تار بل کھاتا بگولے کی صورت پیچ و تاب دکھاتا نزدیک آیا تو ایک جن قوی ہیکل مست زبون شمائل خونخوار ہاتھ مین ننگی تلوار اوسمین سے پیدا ہوا دیکھتے ہی ہوش حواس کسیکے پاس نہ رہا اوس نے سوداگر سے کہا او بد تجکو قتل کرون بیٹے کے خون کا عوض لون یہ یارون بیکس و ناچار غریب دیار خونخوار صورت دیکھکے خوف سے کانپنے لگے دم جو چڑھ گئے ہانپنے لگے جن نے سوداگر کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا چاہتا تھا قتل کرے خون بیگناہ سے دامن دشت بھرے ہرنی کا مالک دیکھنے کی تاب نہ لایا جان پر کھیل کے قریب آیا دست ادب باندھ کے پہلے تو سلام با احترام کیا پھر بمنت یہ کلام کیا کہ آپکو قسم حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہے میرا اور اس ہرنی کا معاملہ بغور سن لیجیے اگر سوداگر کے ماجرے سے عجیب ہو تو آپ میرے حال پر عنایت کیجیے کہ تیسرا حصہ سوداگر کے جرم کا بخش دیجیے جن یہ جملہ سنکے پہلے تو چپ ہوا پھر بیان کا اشارہ کیا ادھر نقارہ صبح بجا موذن نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا غزال شب نے وحشت کی لی سبزہ زار دنیا سے چوکڑی بھری نور سحر سے ظلمت شب کافور ہوئی شہرزاد نے اپنی بہن سے یہ بات کہی بشرط حیات ہرنی کی سرگذشت کل بیان ہوگی شہریار نے خوابگاہ سے برآمد ہوکے تخت سلطنت پر جلوہ دیا مشغلہ انتظام ملکی و مالی مین دن تمام کیا ادھر عامل نور مہر جہان افروز حصار مغرب مین نہان ہوا ادھر ساحرہ شب نے چراغ انجم روشن کرکے عالم کو خواب غفلت سے بیخبر کیا شہریار محل مین آیا شہرزاد کو طلب فرمایا حسب معمول جب تھوڑی رات رہی دنیازاد نے بہن سے ایفای وعدہ کی درخواست کی شہرزاد نے کہا شاہنشاہ مطلق شہریار کا اقبال بلند رکھے رعایا برایا عدل و انصاف سے سایہ عاطفت مین چین سے رہے جب ہرنی کے مالک نے جن سے اجازت پائی تو اپنی اور اوسکی گذشت اسطرح سے سنائی

ہرنی کی چوکڑی اس بیچارے کی وحشت تاسف افزا حکایت

پیرمرد نے کہا ای سلطان جن یہ ہرنی جو میرے ہمراہ ہی فقیر کی زوجہ بد خواہ ہی چچا کی بیٹی تھی اوسنے میرے سلسلۂ عقد
مین لپیٹی تھی بارہ برس کا اسکا سن تھا وہی عقد کا دن تھا ظاہر مین بہت مطیع و فرمانبردار تھی جان و دل سے نثار تھی
تیس برس کا زمانہ گذر گیا اولاد نہوئی طبیعت اس رنج مین شاد نہوئی فرزند کا ہر شخص خواہشمند ہوتا ہی لاولدی
مین در امید بند ہوتا ہی ناچار اس تمنا مین لونڈی مول لی بارے عنایت باری سے وہ جلد بار لائی ثمر آبدار لائی
ایسا فرزند دلبند پیدا ہوا کہ جسنے دیکھا شیدا ہوا میری بی بی کو اوس لونڈی سے عداوت ہوئی بر سر قساوت ہوئی
ہر پیرایہ مین منظور اوسکا ضرر رہا مین اس سے بالکل بیخبر رہا جب لڑکا دس برس کا ہوا عند الضرورت سفر درپیش آیا
فلک نے تفرقہ کا رنگ دکھایا دم رخصت بہزار منت زوجہ سے سفارش کی سمجھایا ان دونونکو اپنا ندینا مع الخیر پھر کر
جو آؤنگا حق پرورش بجا لاؤنگا اس کمبخت نے بکشادہ پیشانی اونکی خدمت اور نگہبانی قبول کی مینے دلجمعی سے
رخصت حصول کی اس ظالم نے میری لاعلمی مین اوسکی عداوت سے فن سحر مین کمال ہم پہونچایا تھا خوب لونا چاری کو
مددگار بنایا تھا میرے جانے کے بعد اس عداوت شعار نے قصائی پن کیا لونڈی کو گائی لڑکے کو بچھڑا بنا دیا بموجب
زور بجز نرسد وہ بہ بالان یہ حرکت کرکے بہت شاد ہوئی سوت و بچے کو مبتلای سحر کرکے مطمئن یہ بانی فساد ہوئی
ایک اہیر سابق مین فقیر کا نوکر تھا اوسکو بلا کے دونونکو حوالہ کیا وہ بیچارا ناواقف اپنے گھر مین لایا انسانونکو جانورون
مین ملا کے چرانے لگا اس قتال کا غصہ ٹھکانے لگا مینے سفر سے پھر کر گھر مین جو قدم رکھا اونکو ندیکھا حال پوچھا
اس نے سہل ممتنع جواب دیا کہ لونڈی تمھارے پیچھے مر گئی مجکو بہت بیچین کر گئی بیشتر لڑکے سے دل بہلاتی تھی تنہائی
مین جب گھبراتی تھی دو مہینے سے وہ بھی غائب ہی یہ مقدمہ عجائب ہی مینے شدت سے رنج و الم اوٹھایا لڑکے کو
بہت ڈھونڈا کچھہ پتا نہ پایا لونڈی کی تو یاس ہوگئی مگر لڑکے کا خیال رہا خوشی دور انیس ملال رہا کچھہ دنون کے بعد
ذی الحجہ کا مہینا ہوا دسوین کو قربانی کا قرینا ہوا اوسی اہیر سے مینے قربانی کو گائی منگائی بی بی کے اشارے سے
وہ اوسی کو لایا جادو کے زور سے باسباب ظاہر موٹی تازی تھی میری زوجہ کی دغابازی تھی جب مین چھری لیکے
ذبح کو آیا گائی وہی لونڈی تھی مجکو پہچان کے غل مچانے لگی آنسوونکے دریا بہانے لگی مجھے اوسکے رونے پر
حیرت ہوئی خوف خدا ہوا نقشہ تصویر از سر تا پا ہوا اہیر سے کہا اسکو لیجا دوسری گائی لا یہ عورت شیطان صفت
بہت بدمزہ ہوئی جھلا کے کہا ایسی فربہ گائی چھوڑ کے اور منگاتا ہی گوشت کھاتا یا جھولا ترس کھاتا ہی ع زن بد

دوسرا ہی مردنکو * بہترین عالم ست دوزخ او * زنہار از قرین بد زنہار * وقنا ربنا عذاب النار * مجبور
اوسکے کہنے سے پھر ذبح پر مستعد ہوا وہ مرتبہ اول سے زیادہ بیقرار و اشکبار ہوئی مینے چھری ہاتھ سے پھینک دی مگر
اس بدبخت کے اصرار سے قصاب سے کہا میرا ہاتھ اسکے چلانے سے چلتا نہین تو ہی اسکو ذبح کر وہ بیرحم ستمگار چھری
لیکے آمادہ ہوا ہر چند وہ تڑپی چلائی لجاجت و زاری کی اوس سنگدل کی خاطر مین نہ آئی ایسا قساوت قلبی نے گھیرا
چھری کو اوسکی گردن پر پھیر اچھال اودھیڑی فقط پوست و مشت استخوان تھا گوشت کا بیجا گمان تھا مینے اوس
عورت سے بدمزا ہوکے کہا دیکھہ تو گوشت کیا ہوا آخر چرواہے سے کہا اسکو تو لیجا اپنے صرف مین لا قربانی کے لیے اور جانور
تجویز کرکے گوشت کی تمیز کرکے جلد لا وہ ہی عورت کے اشارے سے اوسکے بچے کو جو میرا بیٹا تھا لے آیا مجھکو تو
اس ماجرے کی مطلق خبر نہ تھی لیکن اوسکو دیکھتے ہی لہو کا جوش ہوا خود رفتہ سا بیہوش ہوا وہ رسی توڑ کر مجھسے لپٹنے لگا
فرط الفت سے میرا کلیجہ پھٹنے لگا یہ نوبت ہوئی کہ ہاتھ سے چھری گر گئی بلکہ میرے کلیجے پر پھر گئی اوسکو بھی مینے ذبح
نہ کیا اس بدبخت نے بہت کچھ روکھی صورت بنائی تیوری چڑھائی اسکو مینے سمجھایا سال آئندہ اسکی باری ہی بیفائدہ
تیری زاری ہی پھر اپنے گھر لیگیا عید کے دن مجھکو رنج و غم رہا حال درہم و برہم رہا دوسرے روز وہ صبحدم آیا اکیلا
مجھکو دیکھکے یہ مژدہ سنایا کہ خداوند نعمت میری بیٹی فن سحر سے خوب ماہر ہی سب پر ظاہر ہی بچھڑے کو پہچان سے
گھر جو لیگیا وہ دیکھکے پہلے ہنسی پھر رونے لگی دامن آنسوؤں سے بھگونے لگی غلام نے اس بے محل حرکت کا
سبب جو پوچھا اوس نے کہا یہ بچھڑا جو بچ گیا ہمارے مالک کا بیٹا ہی اونکی بی بی ساحرہ ہی اوس نے اسکو بلا مین سحر کے
لپیٹا ہی یہ زندہ جو بچا مین خوش ہوئی اور گائے جو ذبح ہو گئی اسکی ماں تھی اوسکو یاد کرکے روئی جسدم یہ سنا
بیتابانہ اوسکے گھر دوڑا گیا مگر یہ سانحہ اوسکی بیٹی سے سنکے سر اپنا دھن کے بہت دلجوئی و التجا سے کہا کسی طرح یہ
بچھڑا جو ہمسے بچھڑا ہی تو ملا سکتی ہی جیسے اسکو آدمی بنا سکتی ہی اوس نے کہا آپ ہمارے مالک ہین ہم فرمانبردار ہین مگر دو
اقرار ہین ایک یہ ہی اگر مین اسکو پھر انسان بناؤن میرا نکاح اسکے ساتھ ہو دوسری بات یہ ہی کہ اپنی جورو کو
عمل بد کی سزا دو مینے کہا دونون شرطین بدل قبول ہین گواہ خدا و رسول ہین یہ سنکے وہ پیالہ پانی کا جام زندگانی کا
لائی دیر تک پڑھا کی پھر پانی بچھڑے پر چھڑکا دفعتہً گاؤ سوار فلک چارم مرغزار شرق سے نمود ہوا چہرۂ روز
بے دود ہوا ساحر شب نے بتکدۂ نیلی مین پوتھی ستارونکی لپیٹی بڑ پائی بیت الحرم سے والفجر کی صدا نمازیونکے

کان مین آئی خزان یکسیر چمن سپہر پر گلدستہ انجم ہوا شہرزاد چپ ہوئی دنیازاد کو تلاطم ہوا گھبراکر یہ شعر پڑھا ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد * روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد * یہ کہانی تمنے پوری نکہی دل کی حسرت دلمین رہی فلک جفا پسند درپے گزند ہی راحت و مسرت کا دروازہ بند ہی بادشاہ نے اوسکی تسکین کے کہا تیرا گھبرانا بیجا ہی مجکو تمام قصہ اسنے سننا ہی یہ فرماکے شہریار متوجہ دربار ہوا ارکین سلطنت حاضر ہوے اجرای کار ہوا شہرزاد نے کہا آج تو پھر جان بچ گئی اب کل کی کل کے ہاتھ ہی اپنا جینا طوالت سخن کے ساتھ ہی شہرزاد کے اس بیان پر رات نے خندۂ دندان نما کیا تارے چھٹک گئے فلک اول کو چمکا دیا بادشاہ پلنگ پر رونق افزا ہوا پھر وہی جلسا ہوا شہرزاد سے فرمایا پھر کیا ہوا اوس نے عرض کی بانی جب بچھڑے پر پڑا فوراً بصورت اصلی ہو گیا باپ اوسکا کہتا ہی مینے دوڑ کے گلے سے لگایا کہا خالق ارض و سما نے اس لڑکی کے ذریعہ سے تجکو آدمی بنایا ہمسے ملایا اسکا حق بہت بڑا ہی تیرا عقد اسکے ساتھ ہوگا مینے وعدہ کیا ہی پھر اہیر کی بیٹی نے اپنے نکاح سے پہلے اوس مکارا کو ہرنی بنایا مین بہو بیٹے کو گھر مین لایا بے دغدغہ دن بے تردد رات گذرتی تھی بہت اچھی اوقات گذرتی تھی تھوڑا عرصہ ہوا بہو نے دار فانی سے رحلت کی میرے بیٹے نے اوسکے فراق مین غیر حالت کی اوسی ولولہ مین وطن چھوڑا غربت اختیار کی ہمسے منہ موڑا آج تک اوسکی خبر نہین پائی طبیعت بہت گھبرائی اوسکی تلاش مین اس بجت کو ساتھ لیکے جاتا ہون دیکھا چاہیے کیونکر اوس لخت جگر کو پاتا ہون یہ داستان میری اور اس ہرنی کی تھی جو آپ نے سنی ایفاء وعدہ کا امیدوار غلام ہی قصہ تمام ہی جن نے کہا بیشک یہ قصہ عجیب ہی تیسرا حصہ سوداگر کی خطا کا معاف کرتا ہون سوداگر خوش نصیب ہی

قصہ کتون کا جو اوسکے سگے بھائی تھے خلقت کے قصائی تھے خواہش نفسانی سے دریا مین گرا کے آبرو کو ڈبویا اپنی حرمت کو کھویا

اسکے بعد دوسرا پیرمرد جو کتے سیاہ ہمراہ لایا تھا قریب آیا کہا میرا قصہ کتون کا بکھیڑ بھی سن لیجیے جو اس سانحے سے حیرت دنیا ہو تو تیسرا حصہ سوداگر کی خطا کا اور بخش دیجیے جن نے کہا اچھا وہ بولا ای جنون کے بادشاہ یہ دونون سگ سیاہ میرے سگے بھائی ہین باپ نے ہمارے جب انتقال کیا مال دنیا سے تین ہزار ریال ہمارے ہاتھ آئے برابر بانٹ کے تجارت کرنے لگے بوجہ احسن لیل و نہار گذرنے لگے کچھ دنون کے بعد بڑے بھائی کی

لینڈی تر ہوئی بیٹھے بٹھائے نیت سفر ہوئی اپنا مال بیچکے اور شہرون کا اسباب خرید کر روانہ ہوا تباہی و بربادی کا
بہانہ ہوا برس دن کے بعد ایک فقیر خوار و ذلیل میری دکان کے روبرو آیا کہا خدا بھلا کرے مینے جواب دیا تیرا
بھی بھلا ہو پھر اوس نے کہا بھائی تمنے نہ پہچانا حقیقت مین مجھے فقیر جانا بغور جب خیال کیا معلوم ہوا بڑا بھائی ہے
سفر کی بدولت یہ تباہی آئی ہے دوڑ کر گلے سے لگایا حال جو پوچھا تو اوس نے یہ سنایا ؎ جز حسرت و افسوس نہین ہاتھ
کچھ آتا ✤ ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجیے ✤ مصیبت کا ذکر زبان پر لانا رنج دنیا ہے خفت لینا ہے مینے حمام مین بھجوایا کپڑے
بدلوائے کچھ نکہا کہ ملال اسکے دلمین نہ آئے اپنا بھی کھاتا جو دیکھا دو ہزار ریال بے ضرر نفع ہوا تھا اوسی دم ہزار ریال
اوسکو دیکے کہا گذشتہ را صلوٰۃ بدستور تجارت کا سامان کرو بیگانگی کا نہ دھیان کرو غرضکہ خرید فروخت مین مشغول ہوے
خاطر خواہ فائدے حصول ہوے اب دوسرا بھائی سفر کا سامان کرنے لگا ہمنے سمجھایا بڑے بھائی کی خرابی کا حال
سنایا اوسکی سمجھ مین نہ آیا اپنی جمع پونجی بیچ کے اور بستیونکا اسباب لیکے قافلے کے ہمراہ روبراہ ہوا اسکو تو سال بھی
تمام نہوا اپنا کام تمام کر کے مال دولت گنوا فقیرون کی سج بنا آپہنچا اس عرصے مین مجھے ہزار ریال نفع سے ہاتھ آئے
تھے وہ انکے تواضع کیئے دوکان مول لیکے دی پھر کام مین مشغول ہوے بعد چندے یہ دونون شیطان کے
بندے باہم مصلحت کر کے میرے پاس آپہنچے سفر کی سیر دید حرم و دیر فائدہ کثیر ملاقات فقیر و امیر بیان کر کے مسافرت کی
ترغیب دینے لگے مینے کہا بھائی تم دونون صاحبون نے کیا نفع سفر مین پایا ہے کچھ یاد ہے یا بالکل دل سے بھلایا ہے
مین دیدہ و دانستہ رنج غربت اوٹھاؤن خالی ہاتھ گھر پھر آؤن یہ ظالم کب مانتے تھے خدا جانے کیا مصلحت جانتے
تھے یہ فقرہ سنایا کہ شاید تمھارے قدم کی برکت سے نفع ہاتھ آئے ہمارا بھی بھلا ہو جائے القصہ پانچ برس تک
وہ دن رات یہی ترغیب دیتے رہے کہ اس شہر سے اور کہین چلیے صحبت کا اثر مشہور ہے بشر مجبور ہے جب مبالغہ حد سے
گذرا مین بھی راضی ہو گیا وہ اسباب جو اور شہرون مین گران بہا سمجھا مول لیا اوسوقت بھائیونکا حال کھلا جو کچھ انکو
دیا تھا وہ کھا پی چکے ٹاٹ اوڑھنے کا مزا پا چکے تھے مین یہ سنکے چپ ہو رہا ملامت نکی کہ دل شکنی ہو گی بلکہ تین ہزار ریال
اور دیے یہ کہا بھائی ؎ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ✤ بشر کو لازم ہے کہ نصف روپیہ تجارت مین لگائے آدھا
گھر مین چھوڑ جائے اگر گردش چرخ سے پیچ پڑے تو احتیاج بغیر نہو لنگوٹا باندھ کے خالی ہاتھ سریع السیر نہو القصہ
تو تین ہزار ریال کا دفینہ کیا باقی کا اسباب خرید لیا خدا کے فضل سے اوس سفر مین ایک ایک ریال کے دس دس ہوے

اب وہان سے وطن کے قابل مال لیا اور جہاز پر سوار ہونے لگا دفعتہ دریای شور کے کنارے پر ایک شیرین بیان
دُر مکتیا بحر حسن پری خصال صاحب جمال عورت نظر آئی با اسباب ظاہر کپڑے لتے تھے تو وہ بھی میلے کچیلے تھے مگر استاد
کا قول ہی مصرع حاجت مشاطہ نیست روی دل آرام را * میرے پاس آئی اور اپنی زبان سے عقد کی درخواست
کی مینے فوراً یہ امر قبول کیا قاضی صاحب سے عقد بندھوا کے لطف ملاقات حصول کیا عمدہ پوشاک جو پہنائی عجب غریب
صورت دلفریب نکل آئی جہاز پر سوار کیا ناخدا نے لنگر اوٹھا دیا راہ مین حسن صورت سے زیادہ حسن سیرت نظر آیا انتہا کی
سلیقہ شعار وہ حور کردار نکلی بہت آسایش اوسکی ذات سے ملی رنڈی خوبصورت نیک سیرت مین بھی پیار کرنے لگا دل و جان
نثار کرنے لگا یہ اخوان الشیاطین یہ شک کر کے اوس سے جلنے لگے ضرر پہونچانے کی راہ چلنے لگے ایک دن ہم دونون
کو نیند مین غافل پا کے پلنگ پر سے اوٹھا کے دہن نہنگ مین پھینکا اب یہ ماجرا سنیے وہ پری تھی پانی مین ڈوبنے
سے بری تھی فوراً مجکو دریا سے اوٹھا کے خشک جزیرہ مین بٹھا دیا پھر اپنی حکایت ان موذیونکی شکایت بیان کر کے
کہا مین قوم جن سے ہون تجکو دیکھ کے مجھے رغبت ہوئی امتحاناً افلاس کی وضع بنا کی تیرے روبرو آئی تو نے مجکو
اختیار کیا پیار کیا بڑا احسان ہوا اوسکا بدلا اس آن ہوا تجکو ڈوبنے ندیا تیرے بھائی محسن کش نرے قصائی ہین یہ
قصد ہی کہ اونکو ہلاک کرون دریا مین ڈبا دون مینے بمنت اوسکو سمجھایا کہ برے سے بھلائی کرنا جوانمردی ہی اسمین نام
ہی اور ہمارا حادثہ گردش ایام ہی اسکا انتقام خدا پر رکھو غصہ تھوک دو مگر جب مین ان ملعونونکی سعی کرتا تھا اوسکا غصہ بڑھتا
تھا ناچار مینے کہا قتل کے سوا اور جو جی چاہے سزا دو اسقدر میری خاطر کر کے آتش غضب اوس شعلہ رو کی نرم نرم باتون کے
پانی سے بجھائی وہ مجھے اوس جزیرہ سے ایکدم مین میرے گھر کی چھت پر لائی اور نظر سے غائب ہو گئی مین کوٹھے
سے اوتر کے نیچے آیا اسباب جہاز کا اور جو کچھ گھر مین چھوڑ گیا تھا سب پایا وہ جو مال دفن کر گیا تھا وہ بھی نکالے
دکان کو بدستور جمایا جس جس نے میرا آنا سنا وہ دیکھنے آیا جب دکان بند کر کے گھر مین پہونچا ان کتون کو دیکھا
یہ دوڑ کے گرد پھرنے پاؤن پر اپنے سر دھرنے لگے عجز کرنے لگے اوسی حال مین وہ پری تمثال بھی آئی یہ کلمہ
زبان پر لائی تم ان کتونکو دیکھ کے گھبرانا نہین کچھ اور خیال لانا نہین یہ دونون جو بہیئت کذائی ہین تمھارے
سگے بھائی ہین میری بہن ساحرہ ہی اوس نے جہاز کو ڈبا کے انکو کتا بنا کے مجکو دیا ہی اور یہ وعدہ کیا ہی کہ دس برس
تک یہ اس صورت مین رہین گے اپنی بدکرداری کی اذیت سہین گے جب نادم و پشیمان ہونگے بشکل انسان ہون گے

یہ سنا کے وہ ہوا ہوئی واللہ اعلم کیا ہوئی وعدہ مین قلیل زمانہ باقی ہی مجکو اوسکی ہی کی مشتاق ہی اوسی جستجو مین پھرتا یہان آیا یہ معاملہ دیکھہ سنکے ٹھہر گیا گھبرایا یہ بندہ کا حال نکامال تھا جو عرض کیا آپ مالک ہین ہم تو راہ رو سالک ہین یہ سنکے جن بہت ہنسا کہا تو نے کوئی آفت مین پھنسا واقعی تیرا سانحہ عجیب ہی معلوم ہوا سو داگر خوش نصیب ہی وہ جرم ثلث اوسکا بخشدیا پھر تو تیسرے ضعیف جو مرد خچر کی پچر ساتھہ لئے پھرتے تھے سوکھے مین گرتے تھے آگے بڑھے کہا حضور میری بھی کہانی بے معنی نہین سننے کے قابل ہی یہ نحیف وزار افگار نہین صیاد جنون مین شامل ہی جن نے ہنس کے کہا شوق سے اپنی بیتی سنائے جو جی چاہے لب پہ لائے ہم سمجھے گردش فلک جو تمکو یہان لائی ہی سو اگر کی تقدیر مین آئی ہی

سرگذشت صاحب خچر کی جو روئے لتا بنایا گلی گلی پھو یا قصائی کی لڑکی نے بصورت اصلی بنایا سحر کا رنگ دکھایا

وہ کہنے لگا اے جنون کے بادشاہ یہ کمبخت جو خچر حضور کے سامنے کھڑی ہی میری جورو ہی شتاہ بڑی ہی حسب الاتفاق مجھے ایسی ضرورت ہوئی مجکو سفر درپیش ہوا اہل و عیال کی دوری سے دل ریش ہوا برس دن کے بعد بشوق تمام قریب شام گھر مین پہونچا دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے جو سامان مجکو نظر آئے بی بی صاحبہ حبشی غلام سے منہ اپنا کالا کرتی تھین معشوقانہ ناز کر کے محبت کا دم بھرتی تھین دیکھتے ہی جل گیا غصہ سے رنگ بدل گیا چاہا کہ اس مردار اور حبشی نابکار پر تلوار نکالون مار ڈالون دفعتہ یہ عورت تڑپ کے کچھ پڑھتی اوٹھی مین تو جہان کھڑا تھا اہل لسکا گویا زمین مین گڑا تھا یہ پانی کا جھجلائی کچھ کلمے زبان پر بڑبڑائی مینے اسکو تو بھی نکما تھا اسنے پانی کا چھینٹا دیا مین لوٹ کے کتا ہو گیا ننگ و ناموس کو بیحیا نے ڈبو دیا دونون جہان سے مجکو کھو دیا مین تو اسکے تیور کی رکھائی بھونکی کج ادائی دیکھتا رہا اسنے دتکار کے گھر سے باہر نکال دیا بلا کو اپنے سر پر سے ٹال دیا آفت رسیدہ راہ کا آشنا نہ باٹ کا گھر کا نہ گھاٹ کا ادھر ادھر پھرنے لگا بھوک کے باعث ہر قدم پہ جھونک کے گرنے لگا آخر کار بعد خرابی بسیار قصائی کی دکان پر آیا کبھی ہڈیان چبائین گرا پڑا گوشت کھاکے بھوک کو بہلایا ایک روز قصائی کے ساتھہ اوسکے گھر مین گیا اوسکی بیٹی جوان مجکو دیکھہ کے اندر جا بیٹھی منہ کو چھپا بیٹھی جب عرصہ ہوا قصائی نے کہا تم گرمی مین گھبراتی ہو باہر کیون نہین آتی ہو اوسنے جواب دیا مرد بیگانہ گھر مین ہی کیونکر باہر آؤن نامحرم کو صورت دکھاؤن قصائی چارون طرف دیکھہ کے بولا یہان مرد کہان ہی یہ تمکو غلط گمان ہی وہ بولی جسکو تم کتا سمجھتے ہو یہ بھلا آدمی ہی مرد ہی جورو اسکی فن سحر مین فرد ہی اوسنے

جادو سے اسکو کتا بنایا ہی یہ مجھو کا پیاسا تمھارے سہارے سے ساتھ آیا ہی اور جو میری بات کا یقین ہو تو ابھی انسان
بناتی ہوں یہ سیر تمکو دکھاتی ہوں وہ بولا اگر یہ عمل مجھسے سرزد ہوگا خدا خوش رسول راضی ازحد ہوگا بصورت انسان
مبدل ہو جائیگا شہرہ تمہارا بجا ہو جائیگا جلد اس بلا سے رہا کر خدا ترسی سے مریض کی دوا کر اوس نے آگے بڑھکے
کچھ پڑھکے میرے کان میں پھونکا مجکو غش آگیا دم عیسیٰ جسم ناتوان میں پھونکا آنکھ جو کھلی بدستور انسان ہوا اوسکا بندۂ
احسان ہوا کہا اللہ دونوں جہان میں تیرا بھلا کرے تیمار دست بجز دعا اور کیا کرے لیکن اتنا امیدوار ہوں کہ اونظالم
اسکا بدلا لوں اوسکے شر سے الخیر بچ رہوں ایسا ہو کہ پھر وہ گرفتار بلا کرے تو بیڑے دست و پا کیا کرے اوس نے
ایک انار کا پھول مجکو دیا کہا جس جانور کا نام لیکے تو اوس پر لگائے گا فوراً وہ صورت ہو جائیگی تجکو گزند نہ پہونچائیگی میں نے وہ
گل تمنا لیکے گھر کا رستہ لیا جس دم مکان میں آیا اوس خفتہ بخت کو سوتا پایا بدجمعی تمام وہ پھول مت پھلکے اوسکے منہ پہ
مارا کہا خچر ہو جا یکایک ورق زرین سفید فلک جا بجا اکو منور کیا شہرزاد نے بحر خاموشی میں غوطہ لگایا قصہ مختصر کیا خورشید
شعاعی کن کیسوت یہ کرن دکھاتی تھی کہ بے مدد بادبان کھینچے لاتی تھی دنیازاد نے بہت بیقرار ہو کے کہا غضب کی جگہ
یہ قصہ چھوڑا یہ کیا لہر آئی جو اودھر سے منہ موڑا شہریار خوابگاہ سے تخت پر جا بیٹھا حکمرانی میں مشغول ہوا حاجتمندوں کا مطلب
حصول ہوا تا کہاں شفق شام نے چہرہ خون آشام کیا رات نے دن کا کام تمام کیا اندھیرے نے عیب و ہنر کو چھپایا بادشاہ
والا جاہ پلنگ پر آیا استراحت کی جب نیند سے آنکھ کھلی شہرزاد سے بیان داستان کی فرمایش کی بستان گل شگفتہ خاطر و
غنچہ لب ہوئی عرض کی جب گل عورت کے منہ پر لگا یہ شگوفہ پھولا کہ فوراً وہ خچر ہو گئی خواب غفلت میں تھی کہ تقدیر سو گئی
اوسکے شوہر نے جن سے کہا پہلے بھی میں اسکا سوار تھا اب بھی سوار ہوں انعامی وعدہ کا امیدوار ہوں اوس وقت جن نے
خچر سے پوچھا یہ جرا دروغ ہی یا راست ہی اوس نے گردن ہلائی کہ بے کم و کاست ہی جن خوش ہوا وہ حصہ بھی معاف کیا
دل صاف کیا سوداگر سے کہا اگر یہ لوگ نہ آتے تمھاری جان جاتی انکا شکر ادا کرو بال بچوں سے ملو آرام کرو بیخوف بسر صبح و شام
کرو یہ کہکے وہ تو نظروں سے نہاں ہوا سب کی جان میں جان آئی ایسی بلای بے درمان سے نجات پائی ہر شخص اپنی اپنی
سمت روانہ ہوا حال واقعی کہنا اون سبکا اسکی رہائی و جان بخشی کا بہانہ ہوا شہرزاد جب اس قصہ کو تمام کر چکی دنیازاد نے
کہا ابھی تو رات باقی ہی لطف حرف و حکایات باقی ہی یہ سنکے شہرزاد نے ماہی گیر کا جنجال نکالا وقت کو ٹالا

جال میں جنکا پھنسنا ماہی گیر کا رونا جن کا ہنسنا پھر دم میں آکے جن کا بیدام قید ہونا اپنے

شکار کا صید ہونا مجبور ہو کے تالاب کا تبانا ماہی گیر کا اس وسیلہ سے دولتمند ہونا اعلیٰ مراتب پانا

شہزادی نے کہا زمانہ سابق مین ایک ماہی گیر مرد مسلمان پابند وضع صاحب ایمان تھا دم سحر وہ خستہ جگر لب دریا جال پھینکتا مچھلیان لا کے بال بچونکے بکھیڑے سے فرصت پا کے بیٹھ رہتا ایک روز حسب عادت دریا کنارے جا کے پانی مین جال بچھایا کھینچنے مین بھاری پایا سمجھا عنایت باری ہی قسمت بر سر مددگاری ہی خوش ہو کے باہر جو نکالا مُوا ہوا گدھا نکلا گھاتے مین جا بجا سے جال پھٹ گیا شکار کیا اسکا رسے جی ہٹ گیا مجبور پھر اوسکو گانٹھ کے پھینکا اس بار کیچڑ اور مٹی کے سوا کچھ خاک بھی ہاتھ نہ لگا بہت افسردہ خاطر ہوا تیسری بار سب مشقت بیکار ہوئی کنکر پتھر نکلے تقدیر کے پتھر پڑ گئے اس عرصے مین صبح کا تارا نمود ہوا ماہی گیر وضو کر کے سربسجود ہوا بعد نماز بصد سوز و گداز پروردگار سے عرض کی کہ تو عالم و دانا ہی چار بار جال پھینکتا ہون تین مرتبہ خالی گیا رنج کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا اب کے دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہی رنگ بُرا نظر آتا ہی یہ کہکے جال ڈالا اس دفعہ بہت سنگین پایا سمجھا بڑی مچھلیان معلوم ہوتی ہین سب کسر نکل آئیگی محنت رائگان نجائیگی جال باہر جو نکالا رجال الغیب منہ کے سامنے تھا لوٹا پیتل کا نکلا انتہا کا ملول ہوا کہ مطلب حصول ہوا بغور دیکھا تو مہر نظر آئی غصہ مین بھرا تھا دل خالی کرنیکو دیکھا نہ بھالا مہر کو توڑ ڈالا جسدم اوسمین سے دھوان نکلنے لگا گھبرا کر ہاتھ سے پھینک دیا وہ آسمان تک پہونچا پھر اوس دھوین سے جن دھوان دھار شریر بار مجسم ہو کے روبرو آیا یہ کلمہ سنایا کہ اَی ماہی گیر بڑی تقصیر تو نے کی مجکو دریا سے باہر نکال کے قید سے رہائی دی جسطرح کے قتل پر تو راضی ہو وہی تدبیر کرون اس کام مین نہ تاخیر کرون یہ بیچارا آفت کا مارا دیکھتے ہی جان سے ہاتھ دھو چکا تھا ڈر کے مارے جان کھو چکا تھا جواب دیا هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ جن و انسان کہتے تھے ہم اس خیال مین رہتے تھے اب کیا تیرھوین صدی ہی جو نیکی کا بدلا بدی ہی جن نے کہا پہلے تو میری حکایت سن لے پھر شکایت کر زمانہ حضرت سلیمان علیہ السلام مین جن و انس اونکے فرمانبردار تھے چند شخص کہ مین اونمین سے ہون بر سر انکار تھے ایک روز غصہ اونکو آیا آصف وزیر سے ہماری گرفتاری کا حکم فرمایا مجکو لوگ پکڑ کے حضور مین لیگئے اسلام کے مکلف ہوئے مینے نخوت کی راہ سے انکار کیا اس جرم پر مجکو لوٹے مین بند کر کے سمندر مین پھینکوا دیا مینے دل سے عہد کیا جو مجکو یہان سے نکالے آفت یہ میرے سر سے ٹالے اسقدر مال و زر دونگا کہ دولت دنیا سے نہال و فارغ البال کر دونگا کئی پشت اوسکی کھائیگی مزے اوڑائیگی ہزار برس گذر گئے کسی نے نہ چھڑایا بلکہ قریب تک نہ آیا اب یہ کہا جو مجکو چھڑائے گا جتنے دفینے زمین مین

نہان ہین سب اوسکو دکھا دونگا اوس دوسرے مین بھی غم نجات ہوئی قید سے رہائی نہ ملی اوس سال یہ عہد کیا کہ جو میری رہائی کریگا مین قتل کرونگا سانس لینے کی مہلت نہ دونگا اسکو ہفتہ نہین گذرا تجکو سنیچر کی نحوست کھینچ لائی تیری قضا آئی اب دیر نکر جس شکل سے مرنا گوارا ہو مجکو اشارہ ہو جب ماہی گیر کو یقین ہوا کہ یہ دشمن خدا جیتا نچھوڑے گا شیشہ حیات سنگ ستم سے توڑے گا اوسنے پوچھا ای جن تجکو قسم دیتا ہون سچ بتادے تو کہان تھا اوسنے کہا اسی لوٹے مین پنہان تھا ماہی گیر نے کہا اتنا جھوٹ بولتا ہی بیہودہ منہ کھولتا ہی یہ قد و بالا دنیا سے نرالا اسیر لوٹے مین آنا عقل مین نہین آتا ہی تو جھوٹی باتین بناتا ہی جب تک میرے روبرو لوٹے مین تو نہ آئیگا اور اندر سے آواز نہ سنائیگا مجکو باور نہ آئیگا یہ سنکے جن پھر دھوان ہوکے لوٹے مین جانے لگا اوسکو دکھانے لگا جسد تمام و کمال لوٹے مین آیا کہا کیون اب تو مجکو سچا پایا ماہی گیر نے جواب نہ دیا وہ ڈھکنا لوٹے کے منہ پر رکھ کے مہر کو جما دیا پھر یہ سنایا ای جن پھر برے دن آگئے تم لوٹے مین سما گئے بتاؤ کس قعر مین ڈالدون جہان بشر کی رسائی نہو تا زیست تجھے رہائی نہو جن یہ کلمہ سنکے بہت گھبرایا عجز کے کلام زبان پر لایا کہ مین تجھ سے ہنستا تھا اوسنے کہا مین تیرے حال پر روتا ہون دونون جہان سے تجکو کھوتا ہون جن نے بمنت کہا میرا قصور معاف کر بڑا سلوک کرونگا جو مانگے گا دونگا مچھلی والہ بولا اگر تجکو نکالون دانستہ قضا کا سامنا ہو پھر مجھ سے کیا ہو اور تو وہ کرے جو بادشاہ گریک نے حکیم دوبان سے کیا ہی جن بولا وہ کیا ماجرا ہی

قصہ بادشاہ گریک کا حکیم دوبان کے علاج سے صحت پانا وزیر کا آتش حسد سے جلکے فساد اوٹھانا بادشاہ کا بدمزہ ہوکے قتل پر آمادہ ہو جانا حکیم کی حکمت سے کتاب کی ورق گردانی مین صفحہ ہستی کا سیاہ ہونا حکیم کے ہمراہ ہونا

ماہی گیر نے کہا مملکت پارس کا بادشاہ جذام کے عارضہ مین مبتلا تھا زیست سے خفا تھا خلق خدا نفرت کرتی تھی اوسکے سایہ سے ڈرتی تھی جتنے حکیم طبیب نزدیک و دور مشہور تھے علاج مین مجبور تھے مرض بڑھتا تھا طاقت گھٹتی تھی حکیمون نے ہاتھ پاؤن بہت مارے ناچار ہوکے ہمت ہارے کچھ دنون کے بعد ایک حکیم دوبان نام کسی مقام سے وہان وارد ہوا بادشاہ کا حال سنا وزیر اعظم کے ذریعہ سے ملازمت حاصل ہوئی مرض کی شدت دیکھی اوسنے دوا کو ترکیب دیکے ایک گیند اور چوگان تیار کی بادشاہ سے عرض کیا حضور گیند خانے مین جائین اس شغل سے دل بہلائین جسد مین پسینا خوب آئے فوراً حمام مین رونق بخش ہوکے نہائین قدرت حق ملاحظہ فرمائین بادشاہ کا یہ کھیل کھیل کے نہانا فوراً غسل صحت کا بہانا ہو گیا

مرض کا نام و نشان نرہا بالکل دفع ہو گیا بادشاہ بہت مسرور ہوا حکیم شریک جلسۂ حضور ہوا خلعت و انعام صبح و شام
ملنے لگا مقربان خاص میں اختصاص ہوا آبرو پائی خلوت و جلوت میں بیٹھنے کی بار ہاتھ آئی وزیر اعظم آتش حسد میں
جلا در اندازی غمازی کی چال چلا ایک روز کھیلا پا کے خیر خواہی کی صورت بنا کے بادشاہ سے عرض کیا کہ
ایک شخص غیر نو وارد پر اسقدر اعتماد کرنا خلوت میں ہر بار یاد کرنا مناسب نہیں یہ حکیم مکار ہے اس سے دشمنوں کو خبر پہونچے گی
یہ بھید جا کے گھر پہونچے گا پھر بجز حسرت و افسوس اور کیا ہوگا بندگان خاص کا گروہ مصیبت میں مبتلا ہوگا قابو انکے ہیں
ملک و مال غیر کے قبضہ میں آئیگا بادشاہ نے فرمایا بے شک حسد کی باتیں ہیں اوسکے بگاڑنے کی ٹھہری ہوئی دشمنی
ہیں ایسا غمخوار جس نے مرض لا دوا کا چارہ کیا ایسا علاج ہمارا کیا کہاں ہاتھ آتا ہے تو جلتا ہے ناحق تہمت
لگاتا ہے جو اوسکو کچھ اور منظور ہوتا دوا کا بہانہ ہوتا تھا وہ اپنا کام کرتا کون اوسکو بدنام کرتا مجکو سندباد کے بادشاہ
کا فسانہ یاد ہے وزیر نے اوسکی بیٹی کو قتل سے بچایا خون ناحق کا دھبہ بادشاہ کے دامن تک نہ آیا وزیر نے حال پوچھا بادشاہ نے بیان کیا

قصہ سندباد کے بادشاہ کا نانی نواسی کے خون کی پیاسی ہوئی باپ کو بیٹی کے قتل پر آمادہ کیا وزیر نے بچا لیا

بادشاہ سندباد کی ساس اپنی نواسی کے خون کی پیاسی ہوئی بری تہمت اوسپر کی اور اوسکے باپ سے وہ
ناہنجار کی امیدوار ہوئی بادشاہ عقل کا دشمن عورت کے فریب میں آگیا بیٹی کے قتل پر مستعد ہوا اوسکا وزیر نیک سرشت
صائب تدبیر خوش تقریر تھا عرض پرداز ہوا پیر و مرشد اس کام میں جلدی نچاہیے بہت غور فرمائیے مبادا دختر کو بھی اونچ نیچ دیکھو
رنج ہو ملال ہو بے سمجھے بوجھے قتل کرنیکا انفعال ہو مارڈالنا سہل ہے زندہ کرنا دشوار ہے یہ ودیعت پروردگار ہے بادشاہ نے پوچھا وزیر نے کہا

قصہ مرد نیک صفات و زن بدذات کا مرد کا طوطا لانا عورت کا بھید کھل جانا پھر عورت کے کید سے طوطی کو مار کے پچھتانا حماقت اپنی اور نیکی کے واسطے سند چھوڑنا سنگ حسرت سے سر توڑنا

ایک شخص نیک سیرت و صفات بہت خوش اوقات تھا بی بی اوسکی شکیلہ بر تبہ جمیلہ تھی اوسکو پیار کرتا تھا جان و دل نثار
کرتا تھا اگر دم بھر وہ آنکھوں سے اوجھل ہوتی دماغ میں فتور ہوتا حاجت صندل ہوتی ایک بار بمجبوری سفر درپیش ہوا
غم جدائی سے دل ریش ہوا ناچار روانہ ہوا مگر غم فراق سے بے آب و دانہ ہوا جس شہر میں یہ گیا تھا وہاں عجیب عجیب
طائر بکتے تھے اونمیں ایک نر سبز پوش یاقوت منقار خانہ بدوش طوطا تھا سوال کا جواب بدیہہ اوس سے حاصل ہوتا تھا

دوسرا یہ تکلف تھا کہ گھر کا حال آقا کو سناتا تھا بانوتمین دل بہلاتا تھا یہ شخص وہ توتا خرید کے گھر مین لایا دل بیقرار نے اضطراب سے چین پایا قضا ی کار پھر کچھ ایسا سبب ہوا کہ سفر کا سامنا ٹھہرا غضب ہوا دم رخصت توتا بی بی کو سونپ کے نگہبانی کی اوسنے بانیکی تاکید کی جب مع الخیر سفر سے معاودت ہوئی تنہائی مین توتے سے گھر کی حقیقت پوچھی میان مٹھو نے جو جو دیکھا تھا آقا کو سنایا اکثر امور خلاف جو سنے غصہ آیا بی بی کو جھڑکا لونڈی کو چشم نمائی کی توتے کے حق مین برائی کی عورت کو پہلے لونڈیون پر گمان ہوا دو ایک کو مارا کسیکو دھمکایا سب نے قسمین کھائین مطلب بر آیا آخر کار اس افشار راز کا توتے پر یقین ہوا اوسکا جھوٹا کرنا ذہن نشین ہوا واقعی جب رنڈی کو ایسا خیال ہوتا ہی جانور تو کیا آدمی کو بچنا محال ہوتا ہی وہ اس فکر مین ہوئی کسی طرح توتے کو میان نکے روبرو جھوٹا کیجیے تب چین لیجیے اتفاقات زمانہ پھر وہ شخص دو تین دن کے لیے گھر سے باہر چلا عورت نے موقع پا کے لونڈیون سے کہا کہ ایک پنجرے کے قریب آٹا مین چکی پیسے دوسری پوشیدہ ہوکے پنجرے پر پانی چھڑکے تیسری آئینہ شمع کی روشنی مین چمکائے عکس اوسکا توتے پر آئے تمام رات لونڈیان بی بی کا حکم بجالائین توتے کی ایذا مین مصروف رہین صبحکو صاحب خانہ جو گھر مین آیا توتے سے سرگذشت پوچھی اوس نے اپنی اذیت بیان کی کہ تمام شب پانی برسا مین بھیگتا رہا بجلی چمکی بادل گرجا رات بھر رنج سہا یہ بیچارے سیدھے آدمی اہل محلہ سے جو حال پوچھا توتا جھوٹا نکلا سمجھے کہ توتا زیادہ گو ہی بہت بری اسکی خو ہی پہلے بھی جو کچھ مجھسے کہا ایسا ہی جھوٹ تھا عورت پر ناحق افترا کیا میرا دل اوس سے برا کیا اس تصور مین غصہ جو بڑھا توتے کو پنجرے سے نکال زمین پر پٹک دیا توتا بیگناہ قفس جسم خالی چھوڑ گیا دنیا ہی دونی سے منہ موڑ گیا بعد چندے اہل محلہ سے جو گفتگو ہوئی اوس عورت کی شرارت بدذاتی جو توتے نے بیان کی تھی ثابت ہو گئی بلکہ کچھہ اور زیادہ برائی بے وفائی کھلی اوسوقت توتے کا رنج و الم کیا ماتم کیا مگر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد یہ کہکے بادشاہ نے فرمایا مین ایسا عقل کا دشمن نہین کہ تیرے حسد سے حکیم کو قتل کرون تمام دنیا مین نام ہون وزیر نے جواب دیا غلام ترقی خواہ ہی آپکی صحت سلامت ملک کی حفاظت چاہتا ہی ہزارون آدمی اوسکو جاسوس بتاتا ہی غلام اگر جھوٹ عرض کرتا ہو تو وہی سزا پائے جو اوس وزیر نے پائی تھی بھلائی مین برائی ہاتھ آئی تھی بادشاہ نے وہ قصہ پوچھا وزیر دست بستہ ہوکے عرض کرنے لگا

شاہزادہ کا شکار کے پیچھے گھوڑا دوڑانا لشکر سے چھٹ جانا غول کی عورت کا

دوچار ہونا گھوڑے پر سوار ہونا شاہزادہ کا بچکے آنا غفلت پر وزیر کا مارا جانا

ایک بادشاہ اپنے بیٹے کا عاشق زار تھا اوسکے خلاف سخت ناگوار تھا اور شہزادے کو شکار کا بڑا شوق تھا اور سیر کا ذوق تھا جب سیر و شکار کو سوار ہوتا وزیر ہمراہ ہر بار ہوتا اور سلطان ذی شان تعلیم کرتا تھا کہ کوئی لمحہ شہزادے سے جدا نہونا غفلت میں مبتلا نہونا دوسری بات یہ ہی ناصح ہونا اطاعت کو نہ کھونا ایکبار میر شکار بارہ سنگا دامن دشت سے نکال کے روبرو لایا شہزادے نے اوسکے پیچھے گھوڑا اوٹھایا کئی کوس تک بگٹٹ گیا تھک کے باگ جو لی وزیر کو ہمراہ نہ پایا زیادہ وحشت ہوئی گھبرایا لشکر کا قصد کیا تو راہ بھولا یہ دوسرا شگوفہ پھولا ہر طرف ڈھونڈھتا پھرا جادہ سلامتی کا پتہ نہ ملا مایوس ہو کے ایک سمت چل نکلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ فلک نے نیرنگی دکھائی ایک عورت خوبصورت کمسن حسین ماہ پیکر مہر جبین روبرو آئی شہزادے نے دیکھا زار زار روتی ہی بیقرار ہو کے جانکو کھوتی ہی گھوڑا روکا رنڈی کو ٹوکا کہا تو کون ہی یہاں کس طرح سے آئی ہی خراب حالت کیوں بنائی ہی وہ بولی ہمراہیوں سے جدا ہو گئی کیا ادھر نکل آئی نیند کا غلبہ ہوا سو گئی گھوڑا کوئی لیگیا پیادہ پائی کی بلا میں مبتلا ہوئی عزیز و اقربا سے جدا ہوئی یہ حال جو سنا شہزادے کو رحم آیا اپنے گھوڑے پر بٹھایا تھوڑی دور چلکے ویرانہ بوم و غول کا آشیانہ نظر آیا عورت رفع حاجت کے حیلے میں گھوڑے سے اوتری اوسی طرف چلی شہزادہ بھی چند قدم اوسکے ہمراہ ہوا فریب سے نہ آگاہ ہوا قریب جاکے احاطہ دیکھا بے دیوار و در وحشت سرا دد و دام کا گھر رنڈی نے وہاں پہونچکے کہا ابی بچو خوش ہو تمہارے واسطے جوان رعنا موٹا تازہ شکار لائی ہوں خالی نہیں آئی ہوں اس صدا سے شہزادہ چونکا باگ اوٹھائی تند و تیز گرم خیز ہوا رنڈی نے دیکھا شکار نکل چلا دوڑی چلا کے کہا مجکو تنہا چھوڑ کے آپ کہاں جاتے ہیں مرد ہو کے رنڈی سے منہ پھراتے ہیں شہزادے نے خیال نکیا ٹال دیا توکل بخدا کر کے ایک سمت روانہ ہوا قدرت خدا دیکھیے سیدھا راہ راست پر آیا منزل آسان نے در خیمہ پر پہونچایا پھر تو بخوبی تمام بعد کروفر مع لشکر شہر میں داخل ہوا یہ سانحہ باپ سے مفصل کہا وزیر کی غفلت بادشاہ پر ثابت ہوئی اس جرم پر اوسکو ہلاک کیا تہ خاک کیا وزیر یہ بیان کر کے پھر حکیم کے حال پر آیا کہ یہ دشمن ہی اسکی تدبیر ضرور ہی جو زندگی منظور ہی مصرع دشمن توان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ خوشامد سے دلمیں گھر ہوتا ہی ورغلانے میں اثر ہوتا ہی تھوڑے عرصے میں بادشاہ کے دلمیں حکیم کی برائی آئی درپی آزار ہوا قتل کا روادار ہوا حکیم دوبان کو بلایا فرمایا حال پوشیدہ کھل گیا تو میری نگاہ میں

قتل کیا جو تیرا عزم ہی وہ کام پہلے مین کرون گا تیرے خون سے طشت رنگین کرکے ہاتھہ بھرون گا حکیم نے بمنت و سماجت عرض کیا کبھی کسی طبیب سے یہ عمل نہین ہوا اوقات مین خلل نہین ہوا حاسدون کا یہ فساد ہی آپکی عنایت باعث عناد ہی اہل دربار نے بھی اسکی بیگناہی کی گواہی دی بادشاہ اونسے بدمزہ ہوا کسی کی نہ سنی حکیم سمجھا اب نہ بچونگے موت قریب ہی وطن دور عزیز و اقربا سے مہجور ماجرا عجیب ہی بادشاہ سے کہا اگر یہی منظور ہی آجکی مہلت ملے اسباب اپنا بانٹ دون لینے دینے کا فیصلہ کرون کہ حشر کا مواخذہ دار نہ رہون اور ایک کتاب نایاب ہی وہ سرکار مین لاؤن اوسکا حسن دکھاؤن ایک جملہ یہ ہی کہ جب میرا سر کٹ کر روبرو آئے کتاب کھول کے چھٹے ورق کی تیسری سطر بخوف و خطر پڑھکر جو سوال کوئی شخص کریگا میرا سر جواب دیگا بادشاہ سوچا یہ بات کرامات ہی اسکا دیکھنا واجبات ہی اوسدن موت سے امان پائی گھر جانیکی نوبت آئی حکیم نے اوس باقی دن اور رات مین کتاب تیار کی دم سحر بادشاہ کے سامنے لایا کہا جب میرا سر کٹ جائے اور طشت مین حضور کے سامنے آئے کتاب نکال کے جزدان پر سر رکھنا خون بہتا ہوا بند ہو جائیگا پھر ورق اولٹ کے چھٹے ورق کو ملاحظہ کرکے جو سوال کیجیے گا جواب شافی سمع اقدس مین مین آئیگا پھر دست بستہ عرض کیا حضور دراندازون کے کہنے سے خون ناحق مین مبتلا ہوتے ہین سلطنت لازوال یہ ملک و مال مفت مین ہاتھہ سے کھوتے ہین مین ابھی آپکے شہر سے نکل کے کسی اور ملک مین چلا جاؤنگا پھر تو ضرر پہونچانے نہ آؤنگا بادشاہ نے کچھہ نہ مانا جلاد کو اشارہ کیا اوسنے حکیم دوبان کا سر کاٹ کے طشت مین رکھدیا بادشاہ نے کتاب کو نکال جزدان پر سر جو رکھا فوراً لہو بند ہو گیا سبکو حیرت ہوئی بادشاہ کو ندامت ہوئی کتاب کھول کے ورق اولٹنے لگا وہ باہم چسپان تھی موافق معمول لب پر اونگلی لگا کے نم کیا ورق اولٹا دوسرے کا قصد جسدم کیا وہ بھی جما تھا چھہ بار اسی طرح اونگلی کو نم کیا صفحہ ہستی کو درہم برہم کیا ہر ورق مین زہر ہلاہل کا اثر تھا جانکا ضرر تھا ہونٹ پر اونگلی لگاتا تھا لعاب اوسکا پی جاتا تھا چھٹا ورق جب تمام کیا زہر نے اپنا کام کیا یکایک خسرو چہارم سریر بعزم تنبیہ وزیر حسد شعار بالباس گلنار نیزہ شعاع ہاتھہ مین لیکے افق چرخ سے نمودار ہوا و الصبح اذا تنفس کا غلغلہ مسجدون مین ایکبار ہوا شہرزاد نے حکمت عملی سے منہ بند کیا دنیازاد طرفہ معجون تھی اوسکو دردمند کیا بادشاہ مآل اندیش بقراط منش ارسطو کیش اوسدن کی مہلت دیکے امورات سلطنت کرنے لگا دامن سائل علاج مطلب سے بھرنے لگا اس عرصے مین زرگر ماہ نے بوتہ مشرق سے

نقرہ خالص نکال کے نہائی پر چوٹ دی انگارونکے ہر ذرہ نے چمک دکھا کے ستارونکو بے رونق بنایا سلطان عالیشان کے آرام کا وقت آیا متوجہ محلسرا ہوا شب گذشتہ کا جرچا برپا ہوا شہرزاد نے کہا حضور عالم جب بادشاہ گریک کا حال دگرگون ہونے لگا مقدمہ یون ہونے لگا جسقدر کو حکیم نے بتایا تھا وہان یہ مضمون نظر آیا کہ ای ظالم محسن کش حق ناشناس خون بیگناہ ضائع نہین جاتا ہی ضرور اپنا رنگ دکھاتا ہی یہ پڑھکے بادشاہ نے جان دی کتاب ہاتھہ سے گر پڑی پھر ماہی گیر نے کہا ای جن یہ ماجرا سنا اگر بادشاہ محسن بیجرم کو قتل نکرتا اس طرح سے نمرتا تو بھی اپنی بدکرداری سے باز رہتا پھر قید مین نہ پھنستا ایذا نہ سہتا جن نے کہا گذشتہ را صلوۃ اب مجھسے ایسی بات نہوگی بلکہ وہ نفع پہونچاؤنگا کہ احتیاج قریب نہ آئیگی تیری آل اولاد گھر بیٹھہ کے کھائیگی پھر جن نے قسم کھائی ماہی گیر بولا مین قسم پر مجبور ہا کرتا ہون اپنا معاملہ حوالہ بخدا کرتا ہون اگر تو نے دغا کی تو غیب سے سزا ملے گی میری داد اگر یہان نہین تو روز جزا ملیگی جن پھر قسمین شدید کھانے لگا اسکو رحم آگیا لوٹے کا ڈھکنا اوٹھایا جن بطرز اول نکل آیا ماہی گیر کو ساتھہ لیکے ایک پہاڑ پر چڑھگیا چارسمت چار ٹیکرے بیچمین تالاب تھا خوش قطع بیمثل نایاب تھا جن نے کہا اسمین جال پھینک قدرت خدا نظر آئیگی صدف مراد ہاتھہ لگ جائیگی دہم دار نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کے جال ڈالا چار مچھلیان رنگ جدا جدا ایک سفید دوسری سرخ تیسری زرد چوتھی سیاہ تھی ماہی گیر کو حد سے زیادہ خوشی ہوئی جن نے کہا بادشاہ کو نذر دینا زر نقد لینا اسی طرح روز آنا ایکبار جال پھینکنا چار مچھلیان لیجانا حرص کو کام نکرنا مجکو بدنام نکرنا اگر دوسری بار جال ڈالیگا وہ جنجال ہوگا کہ اوس سے کوئی نہ نکالے گا یہ سنا جن تو غائب ہوا ماہی گیر مچھلیان لیکے بادشاہ کے حضور مین پہونچا جسنے دیکھا اوسکو حیرت ہوئی شہریار کو مسرت ہوئی پانچ اشرفیان عنایت فرماکے پھر لانیکا وعدہ لیا وزیر سے یہ حکم دیا بادشاہ گریک نے جو لونڈی تحفے مین بھجوائی ہی خاص پزون مین اوسکو یکتائی ہی اوسکو دیکے تاکید کرنا اگر مزیدار پکا کے حضور مین لائیگی بہت انعام پائیگی وزیر نے اپنے ہاتھہ سے اوسکو مچھلیان دین اوس نے درست کر کے تلنا شروع کین جسدم ایکطرف سے سرخ ہوئین اولٹنے کا قصد کیا دفعۃً باورچیخانہ کی دیوار شق ہوئی ایک عورت خوبصورت چہرہ خورشید سا درخشان ابرو ہلال صاحب حسن و جمال جواہر بے بہا جسم مین سجا بڑے بڑے موتیون کا دولڑا گلے مین پڑا چھڑی ہر ولی کی

ہاتھ مین دیوار سے باہر نکلی ماہی توے کے برابر آئی چھڑی سے مچھلی کو چھیڑا یہ کلمہ زبان پر لائی مچھلی مچھلی تیری ماہیت نہ کھلی کہ ماجرا کیا ہی کیون کباب کرنیکو رکھا ہی تو اپنے عہد و پیمان پر قایم ہی فوراً مچھلیان کھڑی ہو کے بولین تمھارا سوال درست ہی راست ہی مگر یہ تقدیر کا لکھا ہی جو بے کم و کاست ہی لیکن جو تمکو ہمارا خیال ہی تو ہماری گردن مین بھی تمھاری محبت کا حجال ہی یہ سنکے ماہی توے کو گرا دیا مچھلیونکو خاک مین ملا دیا اور وہ طرار شگاف دیوار مین در آئی دیوار جیسی بے درار تھی ویسی سکو نظر آئی باورچن یہ ماجرا دیکھ کے ششدر رہ ہوئی عرق حیرت مین تر ہوئی غش آگیا جب افاقہ ہوا مچھلیان اوٹھانے کو گئی کوئلے سے زیادہ سیاہ جلا ہوا پایا موت کا سامان نظر آیا پیچان گئی کہ آج جان گئی جو کچھ دیکھا ہی بادشاہ سے کہونگی تو یقین آنا محال ہی عجیب حال ہی وزیر کباب ماہی لینے کو جب آیا باورچن کو غریق دریای حیرت پایا اوسنے بصد گریہ و زاری وہ سانحہ جو آنکھوں سے دیکھا تھا سنایا وزیر ماہیت کو نہ پہونچا سمجھ مین نہ آیا مگر بادشاہ کو کسی حیلے مین ٹال دیا اور ماہی گیر کو بلا کے کہا اسی دم ویسی ہی مچھلیان لا اپنی جان بچا اوسکو جن کا کلام یاد تھا عرض کیا خداوند نعمت وہ مقام بہت دور ہی دن کم غلام بڑھاپے سے معذور ہی دم سحر ضرور لاؤنگا حضور مین پہونچاونگا صبحکو جال لیکے تالاب پر پہونچا مچھلیان پکڑین وزیر کی خدمت مین حاضر کین انعام ملا رخصت ہوا وزیر خود باورچیخانہ شاہی مین گیا دروازہ بند کر کے باورچن سے کہا میرے روبرو آج پکا اوسنے صاف کر کے گھی مین چھوڑین وہ ایک سمت سے لال ہوین چاہتی تھی اولٹے بدستور دیوار پھٹی وہی عورت آ کے ڈٹی بطور سابق چھڑی سے چھیڑ کے بات کی مچھلیان سر اوٹھا دم کے سہارے سے نوک دم کھڑی ہوین جسم کا بوجھ دم پر اوٹھایا وہی جواب سنایا عورت ماہی توے کو پھینک کے دیوار مین نہان ہوئی وزیر نقش دیوار بن گیا یہی کیفیت عیان ہوئی ہوش جب درست ہوا بادشاہ سے یہ سانحہ عرض کیا وہ بھی متحیر ہوا مچھلی والے کو بلایا مچھلیان لانیکو ارشاد فرمایا اوس نے بُعد مسافت و عذر ضعف پیری کیا صبحدم حاضر کرنیکا اقرار ہوا تیسرے دن مچھلیان جو اوٹین بادشاہ وزیر کو ہمراہ لیکے اور مکان مین آیا باورچن کو وہان طلب فرمایا وہ بدستور پکانے مین مصروف ہوئی جب ایک جانب بریان کر کے اولٹنے لگی وہانکی دیوار پھٹنے لگی آج عورت کے بدلے حبشی سیاہ رو تند خو سبز چھڑی ہاتھ مین لیے دیوار سے نکل کے مچھلیونکے متصل آیا باواز مہیب اونکو سنایا مچھلیو تم اپنے اقرار پر ثابت قدم ہو وہ سر اوٹھا کے بولین کیا مجال جو بیش یا کم ہو حبشی ماہی توا اولٹ کے پھر دیوار مین غائب ہوا مقدمہ عجائب ہوا بادشاہ نے

وزیر سے کہا یہ مقدمہ اسرار سے خالی نہیں لاو بالی نہین ع دیوار مین دراڑ نہ کوئی چھید ہی اسمین ضرور کچھ بھید ہی ماہی گیر کو
یاد فرما کے پوچھا تو یہ مچھلیان کہانسے لاتا ہی کیونکر پاتا ہی اوسنے عرض کیا پیر و مرشد اکیچار پہاڑ ہین بیچمین بہت نادر
تالاب ہی وہانکا یہ تحفہ نایاب ہی بادشاہ نے جس سے اوس تالاب کا حال پوچھا لاعلمی کے سوا پتا نہ لگا وزیر بولا چالیس برس
سے غلام اس نواح مین شکار کھیلتا ہی چپہ چپہ مدنظر ہی مگر اوس تالاب کو نہ دیکھا نہ کسی سے مذکور سنا نہ مچھلیونکی خبر ہی
بادشاہ نے اوسکا فاصلہ پوچھا دام دار نے عرض کیا دو تین گھڑی کی راہ ہی غلام آگاہ ہی بادشاہ شدت سے
مشتاق تھا اوسیوقت مع وزیر بجاہ و حشم روبراہ ہوا ماہی گیر ہمراہ ہوا پہاڑ پہ چڑھکے نیچے اوترا کچھ آگے بڑھے
تالاب نظر پڑا گرد لشکر کا قیام ہوا متصل تالاب شاہی خیام ہوا فرمایا جب تک اس صحرا اور تالاب کی ماہیت نہ معلوم
ہوگی یہانسے نجاونگا بے حقیقت دریافت کیے نہ پانی پیونگا نہ کھانا کھاونگا وزیر سے فرمایا تو میرے خیمے مین
قیام کر میری معاودت تک اسی جا مقام کر مین آجکی شب پوشیدہ جاونگا اس معاملہ کا حال دریافت کرکے آونگا
جو اہل دربار آئے اندر بار نہ پائے کہنا کسلمند حضرت کا مزاج ہی برخاست دربار آج ہی پھر لباس شاہی اوتار شکار کا سامان جسم پہ
سجا بسم اللہ کہکے روانہ ہوا دوسرے پہاڑ پر چڑھا جب اوسکے نیچے اوترا دوسرا صحرا و دشت پہلے جنگل
سے پر فضا پایا گلہای خودرو سے معطر بسا بسایا نظم الغرض چلتے چلتے چار پہر + ٹیکرے سے اوترکے وقت سحر +

دیکھا کیا ہی وہ سبزہ والا	خوش فضا اک لطیف ہی صحرا	سبز کوسون تلک ہی وہ تختہ	رشک صحن فلک ہی وہ تختہ
جابجا منتظم ہی باد بہار	ہی وہ صحرا نمونۂ گلزار	گل خودرو پڑے ورجوبن ہی	دامن دشت رشک گلشن ہی
کہین نسرین و نسترن بیلا	گل حمرہ کسی جگہ پھولا	تھا معطر گلونسے سارا بن	صورت وادی تتار و ختن

جاتے جاتے تاجدار مشرق بھی نکل آیا نظر نزدیک و دور جانے لگی سامنے ایک عمارت رفیع نظر آنے لگی جب
قریب پہونچا دیکھا قلعہ ہی سربلند کمند فکر رسا کا کنگرہ تک جانا محال ہی سنگ سیاہ کا بنا سنگ مرمر کی تحریر برج متعدد
جنگی سامان بمرتبہ کمال ہی دلمین خوش ہوا کہ سب حال مفصل کھلجائیگا دیکھا چاہیے فلک شعبدہ باز ابھی کیا دکھائیگا
دروازے پہ جو آیا دیدۂ منتظر کیصورت کھلا پایا نظم حسن مین در تھا باغ رضوان کا + باب تھا یا
گلستان کا + خوشنما کسقدر خم محراب + خم ابرو ہی مہوشان کا جواب + دیکھے گل میخ وہ جو لالہ باغ + خار سے
دلپہ ہون ہزارون داغ + بسم اللہ کہکے قدم بڑھایا درانہ اندر آیا دیکھا مکان ہر ایک مرتفع عالیشان

مگر سنسان انسان نہ حیوان جب ایوان شاہی مین گذر ہوا طلسم کا کارخانہ مد نظر ہوا در و دیوار مطلا جواہر جڑے بوٹون مین جڑاؤ زربفت کے پردے قالین ایرانی ولایتی بچھے صحن مین حوض مصفا پانی سے بھرا چارون کونون پر طلائی شیر منہ سے فوارے جاری نئی تیاری بیچمین جو فوارہ تھا اوسکا پانی عجیب چمک دکھاتا تھا پانی قلعہ کی بلندی سے اوچک جاتا تھا گرد باغ جو پھول پھل دیکھا ہوش بادنیا کا میوہ مہیا سے نور مین ہر چمن تھا صبح امید پھول ایک ایک تھا گل خورشید بیچمین کوٹھی اوسکا ہر کمرہ نئے نئے اسباب سے سجا رنگ مختلف بیل کا شیشہ آلات جگمگاتا نظم

سامنے کوٹھی ایک جادوکار — سب طلسمات کے در و دیوار
کتنا آراستہ کیا تھا اوسے — کیا دولھن کیطرح سجا تھا اوسے
مثل سقف سپہر اک چھت — طرفہ نقش و نگار کی صنعت
آئینہ ایک ایک حیرت زا — صاف مانند عارض عذرا
خوش قرینے وہ نقرئی ناندے — اور درخت اونمین سب جواہر کے
اوج مین تھے بہت وسیع و بلند — ہفت ایوان سے نور مین وہ چند
پردے رشک نقاب یوسف تھے — چلمنوں مین نئے تکلف تھے
شیشہ آلات سارے نور آگین — نصب ہر جا موافق آئین
فرش دیبا کی چمن سے بھی شفاف — سینۂ زاہدان کیطرح صاف

جلتے جلتے یہ تھک گیا تھا ایک جا بیٹھ کے سیر دیکھنے لگا

جانوران خوش الحان درختون پر مقیم نہ باغبان کا کھٹکا نہ صیاد سے خوف و بیم دام محبت مین پھنسے کلابتون و ریشم کے جال پڑے گلدستون و لخلخون سے دیوار و در مہکتا تھا انسان کیا فرشتونکا قدم لڑکھڑا کر بہکتا تھا یکایک صدای دردمند شکایت فلک ایذا پسند کانمین آئی سمجھا کوئی جفا کشیدہ ایام بلا رسیدہ ناکام مبتلای آلام گریہ و زاری بیقراری کرتا ہی نالہ فلک نہم کے پار ہوتا ہی سینہ چرخ کا مشبک سمدار ہوتا ہی آواز پہ کان لگا کے اوسی سمت قدم بڑھایا جس کمرے سے صدا آتی تھی اوسکا پردہ اوٹھایا جوان نازنین ماہ طلعت مہر جبین لباس شاہی بر مین سوز جگر مین تخت پر بیٹھا ہوا شکایت بخت نارسا نیرنگی گردون گردان کا گلہ کرتا ہی ساغر چشم اشک گلگون سے بھرتا ہی بادشاہ نے سلام علیک کی صدا دی اوسنے جواب سلام تو دیا مگر تعظیم نکی یہ کہا ای بندہ خدا مین ستم دیدہ مجبور ہون اوٹھنے سے معذور ہون بادشاہ نے کہا مینے سنا گریہ فرمائیے آپ کون ہین یہ جگہ کیسی ہی اور حال کیا ہی کونسی مصیبت پڑی جو تمسا شخص آفت مین مبتلا ہی اس قلعہ کا بانی کون ہی حکمرانی کسکی ہی نام اوسکا کیا ہی یہ وہی عمرانات نہین غضب کی جا ہی چاہتا ہون کہ اپنی زبانسے اپنا حال اور مآل بیان فرمائیے بندہ کو مونس غمخوار سمجھ کے مشروحا یہ سانحہ سنائیے جسقدر سعی اور کوشش امکان مین ہوگی اوسمین دریغ نکرونگا خدا نے چاہا تو تمھاری بلا رد کرونگا جان اگر اسکام مین

کام آئیگی یہ جان لیجیے عزیز نہین اور اشرفی روپیہ کیا مال ہی کچھ چیز نہین یہ سنکے وہ حجرہ نشین ماتم پہلے خوب رویا گریبان دامن تک آنسوؤن سے بھگویا پھر اوسنے دامن اولٹ کے جسم زار دیکھایا پیٹھ کو فگار دکھایا بادشاہ نے بغور جو دیکھا اوپر کا بدن صحیح وسالم تھا نیچے کے دھڑ مین سنگ سیاہ کا عالم تھا گھبرا کے کہا ای مصیبت کے مبتلا برای خدا جلد اپنا قصہ مجکو سنا مین حیرت زدہ دیکھ کے خود رفتہ بیقرار ہون سکتے کے عالم مین گرفتار نقش دیوار ہون جوان نے کہا اظہار مین ذلت کے سوا حاصل کیا ہی مصیبت سنا کے رنج دینا ہی جب بادشاہ نے اصرار کیا تو اوسنے قصد اظہار کیا یکایک سلطان ہفت اقلیم صاحب تاج و دیہیم اریکہ زنگاری پر نظر آیا خطوط شعاعی پھریرہ کیطرح لہرایا آثار سحر جو معلوم ہوے شہرزاد نے خموشی اختیار کی شہریار نے دربار کی تیاری چاہی پر ونا چار کی سریر حکومت پر جلوہ دیا عدل و انصاف مین مشغول ہوا دن کو اس شغل مین تمام کر کے شبکو جب خلوتخانہ مین آیا شہرزاد کو یاد فرمایا داستان گذشتہ کے بیان کی فرمائش کی وہ شیرین زبان بیان اسطرح سے گویا ہوئی

سانحہ سلطان جزائر سیاہ خلف محمود شاہ کا قصہ زن شاہ کا حبشی و اوسکے معشوق کا زخمی کرنا اوسکی عوض مین ہر روز مار پڑنا پھر بادشاہ نووارد کی کوشش سے سحر سے چھٹکارا پانا شہر کی مخلوق کا اصلی حالت پر آنا

سلطان جزائر نے کہا میرا باپ جزائر سیاہ کا سلطان محمود شاہ اوسکا نام تھا آج مین تالاب تمنے دیکھا ہوگا وہ سلطنت کا مقام تھا ستر مرحلے زندگانی فانی کے طی کر کے اوسنے دنیا سے رحلت فرمائی سلطنت وحکومت کا بھی انتقال ہوا مجھ تک نوبت آئی بادشاہ ہوا کچھ دن کے بعد نوشاہ ہوا چچا نے اپنی بیٹی کے ساتھ میرا بیاہ کردیا باہم یہ رہ و رسم بڑھا کہ لوگ ہماری الفت ومحبت کی مثال دینے لگے پانچ برس تک الفت کا سلسلہ مسلسل رہا وصلت کے لطف اوٹھے پھر کچھ ایسی گتھی پڑی کہ ہر دم طبیعت اولجھنے لگی صفائی کیصورت نہوئی نہ سلجھی ایک روز وہ حمام مین گئی مین پلنگ پر لیٹا تھا دو خواصین جو پائون دبانی پنکھا ہلانے کو مقرر تھین وہ مجکو غافل سوتا سمجھین ایک نے کہا ہماری شاہزادی حق ناشناس ہی ایسے پری پیکر جوان رعنا کا خیال ہی نہ پاس ہی دوسری بولی تو سچ کہتی ہی مجھے بھی حیرت رہتی ہی وہ روز رات کو بادشاہ کو اکیلا چھوڑ کے منہ موڑ کے خدا جانے کہان جاتی ہی اس بیچارے کو اصلا خبر نہین اوسکے ہمراہ کسی کا گذر نہین پہلی نے کہا بھلا کیونکر مطلع ہو سر شام شربت مین بھنگ کا قدح ملا کے پلا دیتی ہی صبح تک بادشاہ بیہوش رہتا ہی نشہ مین دین دنیا فراموش رہتا ہی یہ جملہ جو سنا بیقرار ہوا مگر ضبط سے کام لیا غصہ کو تھام لیا تجاہل عارفانہ

کر کے کروٹ لی آنکھ کھول دی اس عرصہ مین وہ حمام سے آئی غذائی شب باہم کھائی پھر موافق معمول وہ شربت کا پیالا سامنے آیا مینے اوسکی آنکھ بچا کے زمین پر گرا کے پیالہ اوسکے ہاتھ مین دیا باہم پلنگ پر لیٹے نیند کا سامان کیا جب وہ مجکو غافل سمجھی اوٹھی میری طرف منہ کر کے کچھ پڑھا مین نہ سمجھا پھر کہا جبتک نہ اوٹھون بیدار نہونا سرگرم گفتار نہونا یہ کہکے پوشاک لطیف پہنی عطر مین ڈوبی سنگار کر کے چل نکلی مین بھی چپکا دبے پاؤن تلوار بغل مین دابے پیچھے پیچھے روانہ ہوا گئی دروازون پر ٹھہر کے باہر چلی مختصر سا جنگل تھا جھاڑیان گنجان تھین وہان پہونچی مین بھی سایہ کیطرح اوس ساحرہ کے ہمراہ رہا وہان ایک حبشی ٹہلتا تھا جس سے اوسکا دل بہلتا تھا اوس سے بولی افسوس مجکو دنرات تیرا پاس ہی خیال ہی مگر تجکو کیا وہم ہی جو مجھسے ملال ہی اگر امتحان منظور ہی تو میرے نزدیک کیا دور ہی کہ اس مملکت کو ویران شہر کو ہو کا مکان بنا دون اپنے سحر کی قوت دکھا دون انسان وحیوان کا نام نظر نہ آئے زاغ و زغن آشیانہ بنائے یہ باتین بناتی دونون میرے قریب آنکلے مینے پھرتی سے تلوار اوسکے یار کی گردن پر لگائی پشت بزمین ہوا مین سمجھا دو ٹکڑے کیا دبے پاؤن وہانسے چلدیا فراہم ہوا اوس مکارہ پر میرا آنا جانا نہ اظہار ہوا آگے پلنگ پر باطمینان سو رہا صبحدم خواصون نے جو مجکو جگایا اوس بدبخت کو برابر لیٹا پایا پوشاک بدل کے باہر نکلا انتظام سلطنت مین مصروف ہوا وہ دغدغہ موقوف ہوا دیار سے گھر مین جو گذر ہوا عجب رنگ پیش نظر ہوا جو زر و صاحب ماتمی لباس کالا پہنے ہین لونڈیان بائین دہنے ہین مجکو دیکھکر سوچنے لگی سر پیٹ کے منہ نوچنے لگی پھر کہا صاحب تم بدمزہ نہونا دو تین خبرین جانکاہ سنکے یہ سامان کیا ہی فلک جفا کار نے گھر ویران کیا ہی میرا باپ لڑائی مین مارا گیا مان نے اوسکے ماتم مین جان دی بھائی کی کوٹھے پر سے گر کے قضا آئی اس غم نے میری یہ صورت بنائی سمجھا کہ یار اسنا بکار کا میرے ہاتھ سے مارا گیا اسکو خبر نہین نرم زبانی سے مینے کہا مان باپ کے ماتم مین غم کھانا آنسو بہانا سعادتمندی کا نشان ہی صبر کیا چاہیے دنیا جاے گذران ہی جو ہی ایکدن اسی ڈھرے پر روان ہی یہ سنکے مجھسے فرمایش کی یہان مقبرہ بنوا دو مین اوسی مین رہونگی تنہائی مین رنج کی ایذا سہونگی مینے حکم دیا وہ مکان اوسکی فرمایش کے موافق تیار ہوا اوسکا ماتم سرا نام رکھا گو اوس حبشی کے زخم کاری لگا تھا مگر نہ مرا تھا اوسکو لا کے وہان رکھا کچھ ایسی شے اوسکو کھلاتی تھی کہ جان بلب زخمی کو موت نہ آتی تھی یہ معمول تھا دو بار وہان جاتی تیمارداری کر کے چلی آتی ایکدن شبکو مین وہان گیا اور چھپ کے بیٹھا سنے کہا ای راحت دل وجان

اتنا عرصہ ہوا خدمتگذار ہون جان و دل سے نثار ہون تو نے بات بھی نکی جو میرا غم غلط و دل شاد ہوتا بلکہ
تعلق سے آزاد ہوتا یہ سنکے چلا آیا وہ بھی پھری ٹٹنے کہا تا کی اس ماتم مین جان دو گی سیاہ پوش ہو گی ہر چیز کی ایک حد
ہی تجکو ابتک وہی کدہ ہی اوسنے یہ سنکے برا مانا کہا صاحب ابھی وہ زخم تازہ ہی مجکو میرے حال پر چھوڑو زیادہ نچھیڑو
پھر ٹال گیا چپ ہو رہا دو برس کے بعد جو پھر اوس ماتم سرا مین گیا اوسی گریہ و زاری منت و زاری مین مصروف پایا
بہت جھلایا ضبط یک لخت ٹوٹ گیا صبر کا دامن چھوٹ گیا با آواز بلند مینے کہا ای گنبد تو اوس بخت برگشتہ کو اور اوس سیاہ دیو کو نگل نہین
جاتا میری آواز سنکے جیسے کتیا کھسیانی ہوتی ہی باہر نکل آئی کہا ای ظالم خونخوار تیری بدولت مجکو یہ آزار پہونچا ہی
تیرے منہ سے نکلا سچ ہی میرے ہاتھ سے تیرا جگر دوپارہ ہوا ہی اوسکی گردن مین لعاب رہا ہوا ہی پھر مینے تلوار کھینچی کہ اوسکو
زیر خاک کرون قصہ ہی پاک کرون مگر وہ جو کچھ بڑبڑائی میرا ہاتھ بند ہوا معاملہ چند در چند ہوا دفعتہ جمشید ماہی گیر
دام شعاعی لیکے ساحل بحر اخضر پر نکل آیا گھڑیال بولا گجر بجا یا صبح کی ماہیت کھلی شب کی سیاہی نگاہ مین تلی تیرگی کو
تہ دام کیا روشنی کو عام کیا شہرزاد خاموش ہوئی دنیازاد رنج سے ہم آغوش ہوئی شہریار کو وہ ٹھنا شاق تھا ایسا
مشتاق تھا مجبور تخت پر جا بیٹھا فرمانروائی کرنے لگا امیدوارونکی عقدہ کشائی کرنے لگا ادھر سر سرائی چرخ
اول نکی کے سوگ مین ماتم دار بادل بیقرار چادر سیاہ اوڑھ چکے تماشا دیکھنے کو بڑھا سورۂ واللیل بحفاظت پڑھا
بادشاہ خلوتکدہ مین آیا شہرزاد کو بلایا اوس نے عرض کی شاہنشاہ گیتی پناہ وہ سلطان اپنے حال کا نگران جو ہوا
بیجرم ناکردہ گناہ آدھا جسم بدستور نصف سنگ سیاہ کا پایا اوس سنگین دل نے وہانسے اوٹھوا کے اس جگہ بٹھایا
اب نہ زندونکے شمار مین ہون نہ مردونکی قطار مین ہون پھر بہ تعجیل شہر کو جھیل کیا باشندونکو صورت مچھلیونکی بناکے
خوار و ذلیل کیا سفید مچھلیان مسلمان ہین مجوس سرخ کالی نصارا یہود زرد ہین تالاب مین فرد فرد با دل پر درد
ہین اور یہ پہاڑ چارون جزیرے جو تحت حکومت تھے اب وہ تالاب کے کنارے ہین عذاب عظیم مین گرفتار
انسان سے تا حیوان بیچارے ہین اس جفا پر اوس بے وفا کو قرار نہین روز آ کے سو ضرب تسمہ کی شانے اور پیٹھ پر
لگا کے لہو جاری کرتی ہی بلا ناغہ وہ دشمن جان ذلت و خواری ہماری کرتی ہی بادشاہ نے جب یہ قصہ سنا اور وہ
حال دیکھا بہت رویا پھر اوس مجبور کی دلداری سے تسکین کی کہا پروردگار عالم دانا ہی یہ معاملہ اوسکے روبرو
کیا ہی جو اوسکا فضل و کرم شامل حال ہو جای گا ایکدم مین دور یہ سب رنج و ملال ہو جای گا پھر اوس ماتم سرا مین

خود چلا گیا دیکھا شمع مومی و کافوری طلا و مذہب شمعدانون مین روشن تھی سلگتے جھاڑ گلدستہ طرح طرح کے مکان مثل حجلہ دولھن ہر قسم کے اسباب نفیس سے سجا سنجاب و قاقم کا فرش بچھا وہ زنگی سیاہ رو قبر مین لیٹا نظر آیا حال تو سن چکا تھا آنکھون مین لہو اوتر آیا نیم جان وہ پڑا تھا گلا گھونٹ کے بیدم کیا لاش اوٹھا کے کنوین مین پھینک دی اوسکی جگہ آپ لیٹ رہا تلوار کو پہلو مین رکھہ لیا وہ ساحرہ پہلے قلعہ مین آئی اوس گرفتار مصیبت کو ننگا کیا مار سیٹے کے چنگا کیا پھر اوس مقبرے مین گئی الفاظ منت و خوشامد کے سنا کہنے لگی خدا کے واسطے منہ کھول کچھہ تو بول تین برس سے آواز کی مشتاق ہون روز جی نثار کرتی ہون اسقدر پیار کرتی ہون میری نصیب کی نحوست سے تو خاموش ہی مجکو تیرے اشتیاق مین جوش خروش ہی اوسوقت بادشاہ نے حبشیونکے لہجہ مین آہستہ سے یہ کہا تیرے ظلم و جور نے مجکو اس حال مین گرفتار کیا صحت نہین ہونے پاتی ہی موت قریب چلی آتی ہی وہ بولی پیارے مینے کیا تقصیر کی جو تو نے یہ تقریر کی حبلی حبشی بولا تو روز اپنے شوہر کو مارتی ہی ایذا دیتی ہی اوسکی آہ و زاری عرش تک جاتی ہی شفا مجھہ سے منہ پھراتی ہی ورنہ مدت سے اچھا ہوتا نالہ کے اثر سے اوٹھہ نہین سکتا زندہ مردا ہون عورت نے جواب دیا اگر تیری صحت اسی پر ہی ابھی اوسکو بصورت اصلی بنا کے آتی ہون تیرا فرمان اسی آن بجا لاتی ہون وہانسے نکل کے پیالے مین پانی بھر کچھہ پڑھا پانی جوش کھانے لگا پھر اوس ماہرو پر چھڑکا وہ گرفتار بلا سحر کا مبتلا جیسا تھا ویسا ہوگیا وہانسے گنبد مین آئی کہا تیرا ارشاد بجا لائی تو نے میرے تسکین کی کیا صورت ٹھہرائی سلطان نے پھر آواز بدل کے اوسی لب لہجہ سے کہا اتنا کام صحت کا سرانجام کیا کرے جہان لاکھون گبر و ترسا مسلمان یہود و نصارا تڑپ تڑپ کے خدا سے اس بیداد کی طلب داد کرتے ہین آسمانکیطرف سر اوٹھا کے ہر ساعت بیقرار ہو کے فریاد کرتے ہین آب سبکو صحیح سالم تندرست کر کے شہر کو بسا جزیرونکو بصورت قدیم بنا پھر میرے پاس آنا ہاتھہ پکڑ کے اوٹھانا فوراً یہانسے نکل کے ہٹا کٹا ہو جاؤنگا کھانا کھاؤنگا شراب پیونگا مزے اڑاؤنگا یا تو کبھی ہاں نہ لیتا تھا یہ بک بک کے مغز خالی کرتی وہ جواب نہ دیتا تھا آج اتنی گفتگو دو بدو کی یہ جوش شہوت مین خود رفتہ ہوگئی کہا بہت خوب ملک بدستور سب وہی اسلوب ابھی ہوا جاتا ہی کیون گھبراتا ہی وہانسے تالاب کے کنارے آئی کچھہ کلمے زبان پر لائی پانی نے جوش کھایا سحر نے اثر دکھایا مچھلیان انسان ہو کے شکر کا سجدہ بجا لائین عمارات مکانات بازار دکانین بلکہ جو کچھہ نقد و جنس مال اسباب جسکا جہان رکھا تھا وہان بدستور پایا

اپنے اپنے مکان مین کا نو بجین ہر ایک پہونچا شہر بسا بسایا نظر آیا وہ ساحرہ اس کام سے فارغ ہو کے گنبد مین
داخل ہوئی کہا اب تو مراد حاصل ہوئی اب میری تمنا بر لاؤ باہر آؤ دفعتہ فلک شعبدہ باز سپہر سحر ساز نے رنگ لایا
انقلاب کا ڈھنگ دکھایا سلطان خاور نے شمشیر خون آشام شعاعی سے ساحرہ شب کا خون کیا مطلع کو لالہ گون
کیا عاملان بیدار دل نے نعرہ ہائے مسحوران خواب غفلت کو چونکایا موذن نے صدائے اللہ اکبر سے خفتہ بختونکو
جگایا نور سحر سے سیاہی سحر بیخودی و تیرگی خود فراموشی دور ہوئی اپنے بیگانے کا چہرہ صاف نظر آیا شہزادے نے
زبان تکلم بند کی وہ نیاز ادبیقرار کو وعدۂ فردا سے تسکین دی بادشاہ سلیمان جاہ متوجہ بارگاہ ہوا کامیاب مراد خواہ
ہوا حسب معمول امورات انتظام سلطنت و مشغلہ نصفت و عدالت مین دن تمام کیا فیض و عطا سے ہر حاجتمند کا
دامن مراد بھر دیا ادھر سلطان کے وزیر نے خلوتکدہ مغرب کا رخ کیا ادھر بادشاہ عالم پناہ نے محل مین جلوہ دیا کچھ دیر
مشغلہ عیش و عشرت گرم رہا یکایک جو خیال آیا شہزادے سے فرمایا کہ ہان پھر کیا ہوا اوس سحر زبان معجز بیان نے بعد عادت عرض
کیا کہ سلطان عالیشان نے جب اوس ساحرہ دلدادہ کو کمال مشتاق وصال پایا تو آہستہ سے حبشی لہجہ مین فرمایا قریب آ
گلے لگ جا یہ تو فرط خوشی سے مبہوت اندھی تھی بادشاہ اور حبشی کی تمیز نہوئی بیساختہ کود کے لپٹ گئی بادشاہ نے
دبوچ کے سر کاٹ ڈالا دل کا غبار نکالا تلوار گلے سے ملی صفائی ہو گئی کہ جھلک مٹی تن و سر کی جدائی ہو گئی وہان سے
نکل کے بادشاہ جزائر کو ڈھونڈا وہ ایکطرف با خاطر پریشان مضطر و حیران چار سو نگران تھا حیرت مین کہتا
تھا کہ الٰہی یہ کیا ہوا سلطان فتحمند بجلدی تمام پہونچ کے گلے سے لپٹ گیا دیر تک پیار کیا کہا مبارک بیٹے دونوکو
فی النار کیا پورا اقرار کیا پھر خوب دل کھول کے گلے لگے یہ تو ہنستے ہوئے تخت پر آ بیٹھے ارکان دولت وزیر امیر
حاضر ہوئے نذرین گذرین خلعت و انعام پائے شادان فرحان اپنے اپنے گھر آئے سلطان عالیشان نے
رخصت کا سوال کر کے کہا تم بھی ہمارے ساتھ چلو ہمکو پہونچا کے چلے آنا چندے سیر و سفر سے دل بہلانا
شاہ جزائر نے کہا آپکے نزدیک وہ ملک کتنی دور ہے وہ بولا دو گھڑی کی راہ ضرور ہے شاہ جزائر ہنسا کہا
آپکا ملک یہانسے دو برس کی راہ ہے ہر ایک آگاہ ہے اور دوسری چھ مہینے کی جو راہ ہے پر خطر ہے سب طرح کا
خطرہ ہے پھر نقشہ ہفت اقلیم منگا کے دکھایا اور کہا کہ وہ سحر کا اثر تھا جو قریب تر تھا جب طول طریق کا بیان ہوا
سلطان عالیشان سخت حیران ہوا القصہ سفر کی تیاری ہوئی اور ڈاک کی سواری ہوئی وزیر لشکر کو لے کے

منزل بمنزل کوچ مقام کرتا روانا ہوا دونون بادشاہونکا مع چند مصاحب و محافظ وطن مین آنا ہوا بادشاہ جزائر نے جواہر بہت نادر و تحفہ جابجا کے دم رخصت ایسے دیے جو کبھی نظر سے نہ گذرے تھے دیکھنے والے رنگ و سنگ سے حیران ہے الغرض بعد قطع منازل و مراحل دونون بادشاہ پہونچے جو امرا و ارکان دولت وہان تھے استقبال کو وہ ترقیخواہ پہونچے بڑے ترک و احتشام سے فوج جلوس سواری انتہا کی تیاری سے بیت السلطنت مین داخل ہوئی بچھڑے ملے مطلب حاصل ہوے چندروز کسل راہ سے آرام کیا پھر دربار عام ترتیب دیا گیا تمام خلقت مشتاق دید جمال مہر تمثال تھی حاضر در دولت فلک رفعت ہوئی بادشاہ نے جزائر سیاہ کی داستان سبکو سنائی سلطان جزائر کو اپنا ولیعہد کیا کہ بادشاہ لاولد تھا اور سبپر فریفتہ از حد تھا دیکھے کہ پہلے ملازمان خاص فریر انبساط مین جنکا نام اماہی تھی قلعہ شکن جو گرامی تھے اونکی نذرین گذرین بعد شہر کے رئیس اور حکام ذوی احترام جو حاضر تھے سب نے دین جسنے او سکا روی تابان مہر سا درخشان دیکھا نثار ہوا اطاعت کا افتخار ہوا وہ مرد پیر ماہی گیر جو رہائی و شناسائی کا سبب ہوا تھا او سکو بلا کے مالا مال کیا دولت دنیا سے نہال کیا فقط ماہی مراتب سے وہ محروم رہا و گرنہ نقد و جنس بہت کچھ دیا شہرزاد جب یہ دفتر تمام کر چکی دنیازاد بولی بہن ابھی تو شب ہے تمھارا جب ہنا غضب ہے بغداد کے مزدور اور خلیفہ ہارون رشید کا ماجرا سنا دے یہ حسرت مٹا دے شہریار بھی او سکی تقریر سے لطف او ٹھاتا تھا ہر جملہ مین نیا مزا پاتا تھا اشارہ کیا کہ تمھاری چھوٹی بہن ہے اسکی خاطر ضرور ہے مجکو بھی منظور ہے شہرزاد نے عرض کی نیر اقبال شاہ بشکل مہر و ماہ تابان رہے عالم مطیع فرمان رہے

قصہ زبیدہ کی بہن اور حمال کا تین کانے قلندرونکا جمع ہوجانا خلیفہ ہارون رشید و جعفر وزیر و مسرور کا آنا اخیر صحبت کا بگڑ جانا اپنی اپنی سرگذشت سنانا پھر سبکا کامیاب ہوکے مطلب پانا

خلیفہ ہارون رشید کے عہد حکومت مین ساکن بغداد ایک مزدور تھا باوجود پیشہ حمالی کے لطیفہ گو وہ خوش خو نکتہ سنج مرنجان مرنج مشہور تھا خوش بیان شیرین اللسان سب کہتے تھے اوسکی باتون کے مشتاق رہتے تھے ایکروز صبحدم بڑا ٹوکرا لیکے مزدوری کی تلاش کو بازار مین آیا تقدیر نے نیا تماشا دکھایا دفعۃً ایک عورت خوبصورت شکیلہ جمیلہ جالی کا برقع روی تابان پر ڈالے طرز معشوقانہ سے قدم دھرتی چارونطرف غارتگری کی نظر کرتی وارد ہوئی مزدور کو اشارہ سے بلایا اوسکے تیور دیکھ کے یہ مسکرایا کہا اپنا خالی ٹوکرا او ٹھا میرے ساتھ چپکا چلا آمزدوری بھی پا کشش محبت

حمال جو رالفت تھا مجروح غمزۂ جانکاہ ہوا خوش ہو کے ہمراہ ہوا عورت نے آگے بڑھ کے ایک بند دروازے پر دستک دی ایک سفید ڈارھی والا قوم کا یہودی لباس کالا پہنے باہر آیا اوس طرار نے کچھ روپے کامل عیار جیب سے نکال اوسکے دامن میں ڈالدیے وہ گھر میں جاکے کئی کنستر تحفہ بلور کے شراب تند و تیز سے لبریز لایا مزدور کو پاس بلایا کہا انکو قرینے سے اپنے ٹوکرے میں جما پھر آگے بڑھی میوہ خشک و ترچن چنکر لیا اچار مربا مٹھائی لوز بادام پستہ خرید کی جو جو چیز ضرورت کی ہاتھ آئی مول لیکے اوسی ٹوکرے میں جمائی بجدے کہ تل رکھنے کی جگہ نرہی مزدور نے مسکرا کے یہ بات کہی کہ اگر میں اتنا اسباب جانتا تو اپنے ساتھ کوئی زبردست خچر یا گدھا لاتا اسباب لادتا تمکو چڑھاتا عورت بولی ہوے مزدور تو مستانہ ہی واہی بکتا ہی کیا دیوانہ ہی جسکا برے کام میں نام ہوتا ہی اوسکا مرتبہ بڑھتا ہی طنبور گدھے آگے بجتا ہی اس سواری پر چڑھتا ہی تو چل کے اپنی کرمیان ہمکو دکھاتا ہی بیہودہ باتیں بناتا ہی القصہ ہنس ہنس کے جو یہ فقرے گڑھے مزدور ڈھیٹ ہو گیا بینگ بڑھے تھوڑی دور چلکے بہت تکلف کا مکان عالیشان سر بفلک کشیدہ در و دیوار چیدہ با نقش و نگار طلا کار نظر آیا مزدور نے دیکھا عمارت سلطانی ہی مکان باغ و بہار ہی عقل بیکار ہی دروازہ در فردوس کیطرح خوشنما سنہرے روپہلے کام جابجا مونگے کے بازو چوکھٹ ہاتھی دانت کے پٹ مطلا مذہب مینا کار پر بہار طلائی زنجیر کنڈی بے نظیر اوسکے ہلانے میں گرفتاری کی صدا آئے یہ کڑی چھیلی نجائے اوس آفت روزگار نے وہان بھی دستک دی مزدور کی عقل دنگ تھی دلمیں سوچتا تھا یارب یہ مکان بیگانہ ہی یا یہی صاحب خانہ ہی دروازہ جو کھلا دوسری ظالم قتال عالم ماہ سیما پری وش نظر آئی اسکی عقل چکرائی حیرت سے دم بخود رہ گیا بولا نہ چالا گر کھڑانے سے ٹوکرا گرنے لگا تھا سنبھالا اوسنے کہا یہ بیچارہ مزدور ہی بوجھ سے دبکے چلنا چور ہی اسکو بہت سنبھالے گھر میں لیجاکے بوجھ اوتروالے غرضکہ مزدور نیجان اندر گیا اوس نے دروازہ بند کر دیا بارکش نے دیکھا مکان دلچسپ با فر و تمکین دالان نادر بمثل شہ نشین پر تکلف فرش جابجا بچھا جھاڑ کنول دیوار گیری فانوس شیشہ آلات نادر و مجلا سے سجا ہوا تھا مکان خوشنما وہ جادوکار سب طلسمات کے در و دیوار خوب آراستہ کیا تھا اوسے شیشہ آلات سے سجا تھا اوسے بیچمین ایک نہر نور کی تھی جو فصیل اوسکی تھی بلور کی تھی مزدور حیرت کا مبتلا تھا ہر شی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا تھا مکانمیں ضروری صرف نہ تھے کا جو اسباب چاہیے قرینے سے سیاہ قلم کا کار بہتر بیٹھنے سے صحنچی میں صندل کا تخت مختصر بچھا گرد پوش جواہر نگار پڑا روبرو

سنگ سفید کا حوض مصفا موتی کیطرح ہر قطرہ پانی کا جھلکتا لبالب چھلکتا فوارے جاری سب نئی طیاری سامان
بھادونکی جھڑی کا انقشا مزدور سمجھا پرستان مین آیا انسان ہوکے بہی جان مین آیا جب تیسری پریزاد پر سیمانور کا
بجا نظر آئی آنکھونمین اندھیرا چھا گیا دین و دنیا بھلائی پھر سوچا صاحب تخت فرخندہ بخت گھر کی مالک ہین یہ دونون
لونڈیان نہین تو لے پالک ہین غرضکہ مزدور کو جولائی تھی گرم جوشی ارادہ مین ہوتی آئی تھی اوسسے بمنت سبکا نام پوچھا
اوسنے پہلے تو اغماض کیا جب زیادہ ملتجی ہوا تو کہا صاحب خانہ بہت حسینہ جیسے بے ڈانک کا نگینہ جو ہین زبیدہ
انکا نام ہی اور امینہ مجکو کہتے ہین خرید فروخت میرا کام ہی اور جسکے چہرے پر خوب شفافی ہی اسکا نام صافی ہی زبیدہ
بولی بی بیو اسپر رحم کرو مزدور کی جان نثار و بوجھہ تو اوتارو یہ سنکے دونون نے ٹوکرا سر سے اوتارا زبیدہ نے ایکدرہم دیا
رخصت کیا جب وہ چلنے لگا ہر قدم مچلنے لگا پھر پھر کر بنظر حسرت دیکھتا دلمین کہتا تھا یہ تین پریزاد عورتین اور سامان اسقدر
رکھا ہی ماجرا کیا ہی زبیدہ سمجھی اسنے مزدوری شاید کم پائی ہی جو رکنے کی نوبت آئی ہی اوسسے سبب پوچھا مزدور بولا
غریب پرور مزدوری محنت سے بہت زیادہ ہی مگر ناکام کچھہ کہنے کا آمادہ ہی کہ تم تین بی بیان ہو مرد ایک نہین یہ امر
تمھارے حق مین نیک نہین بغداد کی مثل ہی کہ دستارخوان پر اگر چار شخص نہون لطف بیشک نہین جیسے تکلف کا
کھانا ہی اور نمک نہین زبیدہ ہنسی کہا ہمکو مرد کی احتیاج نہین ہماری صحبت مین اسکا رواج نہین اپنے سب کام
پوشیدہ کرتے ہین فتنہ پردازون سے غمازون سے ڈرتے ہین دانشمندونے یہ کہا ہی راز چھپانا اچھا ہی مزدور نے کہا تم عورت
ہو مگر بڑی عقلمند ہو حکیمون کے قول پر پابند ہو اور مین اپنی تقدیر سے مجبور ہون باسباب ظاہر مزدور ہون وگرنہ بہت کچھہ
پڑھا لکھا ہی الاقسمت کا لکھا برا ہی طالع ناساز نے ذلیل و خوار کیا کچھہ بن نہ پڑا تو پیٹ پالنے کو یہ پیشہ اختیار کیا زبیدہ نے
کہا آج اسسے جی بہلائیے شریک دسترخوان کیجیے مزدور کو مہمان کیجیے کہا تجکو ایک شرط سے ٹھہراتے ہین جو حرکت
ہماری دیکھنا نہ اوسکی وجہ پوچھنا نہ کسی سے کہنا سمجھنا جو کچھہ دیکھا یا سنا ہی گونگے کا سپنا ہی زبیدہ یہ کہتی تھی کہ امینا نے دسترخوان
بچھایا سب طرح کے کھانے چنے جو مزدور نے کبھی دیکھے نہ سنے شراب ناب کے کنٹر اور گلاس عمدہ بہتر قرینے سے
رکھے صاحب خانہ کو بلایا اور مزدور کو لاکے برابر بٹھایا وہ انکی عنایت و مہربانی سے مسرور ہوا سبھون نے کچھہ کچھہ کھایا
پھر شراب کا دور آیا امینا نے گیلاس بھر کر موافق رسم عرب پہلے آپ پیا پھر اپنی بہنونکو دیا چوتھا گلاس مزدور کے پاس لائی
اوسنے سلام کرکے ہاتھہ مین لیا یہ اشعار پڑھکے پیا ؎ صبا جس رنگ پر گلشن سے بوے گل کو لاتی ہی ٭ اوسی انداز سے

ساقی کی بو ساغر سے آتی ہی + کھلی قسمت مری ان مہر خونکی بزم مین آگے + اب آگے دیکھیے تقدیر کیا مجکو دکھاتی
ہی + وہ یہ سنکے بہت محظوظ ہوئین کہا فی الحقیقت ویسی لیاقت ہی قابل صحبت ہی اس عرصہ مین کچھہ کچھہ آنکھون مین
سرور ہوا جو کچھہ حجاب باقی تھا وہ بھی دور ہوا مزے مین آکے گانے لگین تانین تانکے اوڑانے لگین ہنوز صحبت
ناتمام تھی دن تمام ہوا شام کا ہنگام ہوا صافی نے صاف جواب دیا کہ مزدور کار اتکو یہان کام نہین یہ جگہ اسکے قابل
قیام نہین جانیکا نام سنکے مزدور کے ہوش اوڑے جان جانے لگی عجب ملال ہوا غیر حال ہوا دست بستہ کہنے لگا
صاحبو ایسے وقت مین اپنے گھر سے باہر مجکو نکالتی ہو دیدہ و دانستہ مصیبت مین ڈالتی ہو نشہ کا عالم زبان بہکتی
پاؤن لڑکھڑاتے اندھیری رات ہی گھر بھول جاؤنگا چورونمین شمار ہوگا آبرو تمھارے ہات ہی امینہ نے سعی کی
کہ سچ کہتا ہی تاریکی مین کیا نظر آئیگا مفت مین باندھا جائیگا زبیدہ نے بہن کی خاطر سے رہنے کی اجازت دی مگر یہ
بات کہی کہ خبردار ہم بھلا یا برا جو کام کرین تو اوسکا حال یا مآل نہ پوچھنا اس بات کو نہ بھولنا دیکھہ دروازے پر کیا لکھا ہی
مزدور نے جاکے دیکھا بخط جلی سونے سے یہ تحریر کیا ہی کہ جس کام مین دخل ہوا اوسکا حال جو پوچھیگا وہ سنیگا جس سے
سر دھنے گا مزدور نے کہا میرے کان مین زبان نہین آپکے خلاف دم مارنے کا امکان نہین زبیدہ مزدور سے باتین
کرتی تھی امینہ نے شمع مومی و کافوری روشن کردی عود و عنبر کا بخور کیا مکان مہکنے لگا پر نور کیا طعام شب لطیف و نفیس
دستارخوان پر چنا گزک کیواسطے پستہ بادام بھنا نظم زیب دستارخوان کیا وہ طعام + کہ معطر ہو جسکی بو سے مشام +
دیدۂ حرص اور چشم ہوس + اک نظر دیکھتے ہی سیر ہو بس + جب سامان درست ہو چکا وہ تینون پری نژاد رشک حور
چوتھا مزدور کھانے کے شغل مین مصروف ہوے دو چار نوالے کھائے تھے ناگاہ کسی نے دستک دی صافی دروازے
گئی دیکھا تین شخص قلندرانہ صورت بنائی داڑھی مونچھین گھونٹ کے منڈائے اس شہر کی وضع سے بیگانے ہین لطف یہ کہ
کہ داہنی آنکھہ سے کانے ہین چال دیکھہ کے زبیدہ کے روبرو آئی مفصل کیفیت سنائی کہا غریب الوطن سب ہین
قیام شب کی اجازت طلب ہین اگر بار پائین گے ہمارا دل بہلائین گے زبیدہ نے اجازت دی کہا سب باتین
سمجھا دینا سر نوشت تقدیر بھی پڑھوا دینا وہ جاکے سب مراتب سمجھا کے لے آئی قلندرون نے موافق رسم اسلام زبیدہ
کو سلام کیا اوس نے مہمان نوازی مسافر پروری سے خیر و عافیت پوچھی قلندرون سے دلجوئی کا کلام کیا دستارخوان بچھا تھا
کھانے مین شریک کیا دل بہلانیکو اس بہانے مین شریک کیا قلندرون نے مزدور کو دیکھہ کے کہا یہ شخص بوضع عرب ہی

خلاف شرع شراب پیتا ہی عجب ہی مزدور سنکر وہ تھا جھلایا خجل کے یہ سنایا صاحبو تم تو بیجا آبرو کو صفایا بتاتے ہو
شرع کا نام عبث زبان پہ لاتے ہو مثل کانے تو نہ دیکھے ٹینٹ اپنا * اور غیر کی پھلی کو نہارے یہ تو وہی مثل آج
اصل ہوئی کوئی جانے یا نجانے شیخی اور تین کانے یہ سنکے صاحب خانہ ہنستے ہنستے غش کرنے لگین
فی البدیہہ جو مزدور نے کہا غش غش کرنے لگین یہ جملہ تو پھلی مین اوڑایا سبکو کھانا کھلایا پھر جام مے گلفام
گردش مین آیا جسدم قلندرونکو سرور ہوا حواس مین فتور ہوا کہنے لگے اگر ساز ہوتا تو ہم بجاتے جی بہلاتے صافی نے
ساز لاکے اونکے سامنے رکھا وہ بجانے اور کچھہ گانے لگے صاحب خانہ کا جی جو کلبلایا انھون نے بھی ساتھہ دیا
نظم وہ گلے نور کے وہ نور کے سر * گوش زہرہ سنے وہ دور کے سر * دلکش و دلربا تھا ہر فقرا * لی مین ڈوبا
ہوا تھا ہر فقرا * عالم شباب کا نشہ شراب کا غلغلہ گانے بجانے کا شور ہو حق مچانے کا بلند ہوا افشائی راز
کو نردبان کمند ہوا دفعتہ دستک کی پھر آواز آئی صافی صحبت سے اوٹھکے دروازے پر جو گئی فلک نے اور ہی
صورت دکھائی یہان ترک نیمروز تخت طلسی پہ جلوہ افروز ہوا صبح کا سپیدہ چمکا۔ ظہور ہوا اور اک حال مقیمان دیر
کیواسطے شرق سے غرب تک دید منظور ہوئی رات کی سیاہی دامن فرو مین مستور ہوئی دیر مین ناقوس و جھانجھ بجنے
لگا ہر ہر کی صدا آئی حرم مین ملا چونک کے عمامہ سنبھالنے لگا اللہ اکبر کی صدا آئی شہرزاد نے درج دہان مین قفل
خموشی لگایا یا تو موتی پروتی تھی نیند سی راحت کی شی آنکھون سے کھوتی تھی وہ سلسلہ گھٹا تقریر کی دکان کو
بڑھایا جسقدر کہانی کہی گئی کہی باقی جلسۂ شب آئندہ پر اوٹھہ رہی بادشاہ سریر آرای حکومت ہوکے مصروف
عدل و انصاف ہوا اوسدن کا قتل پھر معاف ہوا دنیازادی بیچاری ستم کی ماری گھڑیان گن گن دن تمام
کرنے لگی انتظار تیرگی شام کرنے لگی مضطر کی دعا جلد قبول ہوتی ہی تمنا حصول ہوتی ہی اوسکا قلق دیکھکے
شحنۂ شب بچشم غضب نکل آیا ملازمون نے صحن مردین مین چاندنی کو بچھایا پاسبان خفتہ چونکے بیدارباش کا
غل ہوا راتکا سامان بالکل ہوا اسکھہ سیج پہ بادشاہ آیا فسانہ کو فرمایا شہرزاد عرض پیرا ہوئی شہریار ممتاز کی
عمر و دولت دراز ہو پہلے جملہ معترضہ سن لو ہارون رشید خلیفہ جو بغداد کا بادشاہ تھا اوسکا یہ معمول تھا گاہ گاہ
شبکو بہ تبدیل لباس مع وحق شناس تمام شہر مین گشت کرکے رعایا کا رنگ ڈھنگ دیکھتا بھالتا تھا جعفر وزیر
مسرور خواجہ سرا روز نیا گل نکالتا تھا اس شب بادشاہ اور وہ دونون ترقیخواہ ہمراہ تھے اوسی کوچے مین آیا

گانے بجانے کی صدا سننے کا قہقہہ سنکے دروازے کی کنڈی ہلائی صافی نے آواز دی آئی دروازہ کھولا شمع کی روشنی مین ہرکا مال نظر آیا جعفر نے فوراً فقرہ بنایا اوسنے جو پوچھا تم کون ہو کہانسے آئے ہو وزیر نے جواب دیا ہم سوداگر ہین موصل مین گھر ہی یہان مال بیچنا منظور ہی تجارت کیواسطے آتے ہین اسباب ہرقسم کا بکثرت ہمراہ لائے ہین اس شہر مین جو دلال ہی اوسنے ہماری دعوت کی تھی تکلف کی صحبت کی تھی رات زیادہ گئی جب رخصت ہوے کاروان سرا کی راہ بھول گئے حاکم کے ڈر سے ہاتھہ پاؤن پھول گئے کہ اجنبی سمجھ کے گرفتار کرے کھری کھوٹی سنائے نقد حرمت مین بٹا لگے ساکھہ اوٹھہ جائے یہانکے چلن سے ہم آگاہ نہین کسی سے مطلق رسم وراہ نہین گانے بجانے کی آواز سے بے تکلفانہ صحبت سمجھے پناہ لی جو رات کی رات یہان اوقات کٹے احسان عظیم ہو مسافر نوازی ضروری ہی شہر بیگانہ سوطرحکا فتور ہی صافی نے بغور دیکھہ دل سے کہا یہ بازاری نہین بیوپاری نہین گو اضطراب سے پریشان حالی ہر بشرہ دال ہی کہ یہ تقریر جعلی ہی خاندان انکا عالی ہی نرم زبانی سے کہا ایکساعت آپ وقفہ کرین صاحب خانہ سے عرض کر کے جواب لاتی ہون ابھی آتی ہون گھر مین جا کے زبیدہ سے جو کچھہ دیکھا تھا کہا یہان تو مشغلہ منظور تھا دور سرور تھا وہین کہدیا اونھین بھی لے آ وہ آ کے لگئی انکو وہ جلسہ عجیب وغریب نظر آیا جعفر و مسرور نے سلام مین ابتدا کی قلندرون نے بوضع معقول جواب دیا زبیدہ نے مزاج پوچھا رسم مہمان نوازی ادا کی ساتھہ اوسکے پھر کہا صاحبو یہ طلسم خانہ ہی جو کچھہ نظر آئے اوسکا مزا اوٹھانا ہندی کی چندی زبان پر نہ لانا ورنہ انجام پرسش ملال ہوگا سوال کا سخت جواب پاؤ گے انفعال ہوگا جعفر نے خوش بیانی سے کہا تمنے احسان کیا ہمکو تمہاری خوشی کہرطرف منظور ہی استفسار حال کیا ضرور ہی ۵ تمنے ہمپر کیا ہی احسان ٭ سمجھو تم ہمکو تحت فرمان ٭ حاضر ہی یہ سر جو کام آئے ٭ پر لب پہ نہ کچھہ کلام آئے ٭ جعفر تو زبیدہ سے سرگرم کلام تھا خلیفہ کو حیرت کا مقام تھا کہ اس لب ولہجہ کی عورتین دیکھی نہین مکان کس جیک دمک کا سجا ہی طلائی نقرئی سامان ہرجا ہی دوسرے یہ بھی قدرت حق کے کارخانے ہین کہ دونی آنکھہ سے تین کانے ہین بیشک طلسم ہی یا نیرنگ ہی عقل یہان دنگ ہی دفعتہ ایک قلندر نشہ کے عالم مین اوٹھا اپنے شہر کی طور پر ناچنے لگا اور ظفر کی یہ غزل گانے لگا

غزل

بتائین کیا کہان ہم چھوڑ کر کوی بتان بیٹھے	زمین یہ سب خدا کی ہی جہان بیٹھے وہان بیٹھے	جہان مین بیٹھہ کر رہتا ہون وان تا ہی یہ رونا
کہ سیل اشک سے ایسا نہو سارا مکان بیٹھے	بسان نقش پا ہم مٹین گے پر نہ اوٹھین گے	جو ہونا ہو سو ہوا ب تو ترے کوچہ مین آن بیٹھے

ہے جب آپ ہی یہ آسمان نزاکت کر دشمن
خدا کیواسطے بیچکے رہو ای مہربان بیٹھے

کوی آرام سے کیا خاک یہ آسمان بیٹھے
کوی مضمون نہیں بیٹھ سکتا اوسکے خال عارض کا

مجھے ناصح نہیں بھاتی ہین باتین نصیحت کی
ظفر اس سوچ مین ہین یہ سے نکتے دان بیٹھے

زبیدہ نے امینہ سے کہا ترک عادت عداوت مشہور ہی معمول بھولنا تسے دور ہی وہ اوٹھی سامنے کا دالان آراستہ کیا شمعون کا گل لیا لخلخونکی ہانڈی کو چھیڑ دیا عود عنبر موجود تھا اوسکا بخور ہوا شیشہ آلات نزدیک سے دور ہوا جس جا مسند تکیہ تھا وہان خلیفہ کو مع جعفر و مسرور بٹھایا قلندرونکو اونسے کچھ دور بٹھایا مزدور سے کہا تو نکما کیون بیٹھا ہی کوٹھری مین دو کتیان بندھی ہین انکو یہان کھول لا مزدور کتیان مع طلائی زنجیر جسمین وہ اسیر تھین دالان مین لایا زبیدہ نے دم سرد بھر کر آستینونکو چڑھایا پھر صافی بجستی چابک لائی مزدور سے کہا ایک کو کسی مین اٹکا دے دوسری سیر ے سامنے لٹکا دے کتیا چلانے لگی غل مچانے لگی زبیدہ نے کچھ نہ خیال کیا سو چابک لگا کے برا حال کیا جب ہاتھ تھک گیا چابک ٹپک دیا کتیا کو گلے سے لگایا رومال سے اوسکا منہ پوچھا اپنی آنکھ سے آنسوونکا دریا بہایا پھر مزدور سے کہا اسے یہانسے لیجا دوسری کو لا جسوقت وہ قریب آئی زاری بیقراری کرنے لگی پاؤن پر سر دھرنے لگی لیکن زبیدہ نے جو حرکت پہلی کے ساتھہ کی تھی وہی سر دست اوس سے بھی کی یہ دیکھہ کے سبکو حیرت ہوئی نئی بات فلک کی کھات سے نظر پڑی خلیفہ نے جعفر سے اشارہ کیا کہ یہ مقدمہ اسرار سے خالی نہیں لاوبالی نہیں اوس نے آہستہ سے عرض کیا دم مارنے کی جا نہیں ہونٹ ہلانا اچھا نہیں اسیطرح باہم ایک نے دوسرے سے یہ حال پوچھا معما حل نہوا پھر زبیدہ نے امینہ اور صافی سے کہا کچھہ ایسا شغل اسوقت ضرور ہو کہ طبیعت کی کدورت دور ہو صافی نے حجرہ سے جا کے دف نکالی نے لی نکالی صحبت از خود رفتہ ہو گئی سکتہ کی کیفیت پیدا ہو گئی بقول مولانا ی روم **مثنوی**

بشنو از نی چون حکایت میکند
وز جدائی ہا شکایت می کند
از نیستان تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

جب صافی صحبت یہ ہاتھہ صاف کر چکی امینہ کی باری آئی وہ ساز ملا کے گائی **مولف**

دلبین ہی آنکھو نہیں ہی اسپہ بتا ملتا نہیں
پر چو سبب غم ہی وہ ہم کہہ نہیں سکتے
رسوای جہان کرتا ہی رو رو کے نہین تو
جو تو نے کیے ہمپہ ستم کہہ نہیں سکتے

سو تجسس ہین و لیکن دلربا ملتا نہیں
ہم دیکھتے ہین تم مین خدا جانے ہے تو کیا
ہم کچھ تجھے ای دیدہ نم کہہ نہیں سکتے
اللہ رے ترا رعب کہ احوال دل اپنا

ہم تو نہیں کہتے کہ غم کہہ نہیں سکتے
اس بھید کو اللہ کی قسم کہہ نہیں سکتے
کیا پوچھتا ہی ہمسے تو ای شوخ ستمگر
دیدیتے ہین ہم کر کے رقم کہہ نہیں سکتے

جو ہمیشہ شب ہجر مین اوس ماہ لقا کے	گذرے ہین ظفر رنج و الم کہ نہین سکتے	پھر یہ غزل سنائی سبکی چھاتی بھر آئی غزل
دل لگا کے جو کوئی وفا نکرے	اوسکا منہ دیکھے خدا نکرے	رنج ملنے مین ترک مین فرقت
کیا کرے کوئی اور کیا نکرے	موت اچھی ہے درد دوری سے	ہجر مین زیست ہی خدا نکرے
کوچہ یار تک بھی جا نسکا	حق کسیکو شکستہ پا نکرے	اسطرح سے گائی اور بجائی کہ کسی کے

ہوش بجا نرہے اہل محفل پر غش طاری ہوا ہر ایک مصروف گریہ وزاری ہوا اور امینہ کو تو دین و دنیا کی خبر نرہی روتے روتے بیدم ہوگئی گریبان چاک کیا پیراہن پھینک دیا گویا ابر سے چاند نکلا ناگاہ شانے داغون کے نشانے سیاہ نظر آئے یہ رنگ دیکھکے وہ سب اور گھبرائے کہ اس نازک اندام نے کیا کام کیا جو کسی بے رحم نے ماہ مین داغ سیاہ لگا دیا اب جس سے جو کچھ پوچھا وہ انجان نکلا اوسوقت خلیفہ کو غصہ آیا جلدی کو کام فرمایا کہا اس جلسے مین سات مرد تین عورتین ہین اگر بخوشی بتا دیا تو خیر وگرنہ شر کرینگے انکو زیر و زبر کرینگے حال دریافت ضرور تر کرینگے جعفر وزیر نے کان مین کہا اب تک بڑی سیر دیکھی کیفیت اوٹھائی ذلت نہین پائی حضور کو یاد نہین انھون نے کس عہد و پیمان پر مہمان کیا مدارات مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا عمدہ کھانے کھلائے گا بجا کے ناچ دکھلائے اوسکا بدلا یہی ہے کہ انکو رنج دیجیے فساد کیجیے هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ بھلایا اولٹا خیال آیا نقض عہد مین اگر ضرر کی صورت پیدا ہو تو خفت کے سوا اور کیا ہو کچھ تو انکو بھروسا ہے جو نرم نہین ہوتی ہین کڑی ہین آپنے قول اڑی ہین خلیفہ نے نہ مانا قلندرون سے کہا تم پوچھو سب نے انکار کیا مگر مزدور عقل سے دور آمادہ ہوا ہنوز اوسنے زبان نہ ہلائی تھی کہ زبیدہ نے کہا تم سب باہم کیا گفتگو کرتے ہو مزدور بولا غریب پرور یہ سانحے جو عجیب و غریب نظر آئے ہین سب دیکھکے گھبرائے ہین چاہتے ہین کچھ آپ زبان مبارک سے ارشاد کرین تو سبکو شاد کرین یہ کلمہ سنکے زبیدہ کو غصہ آیا خود رفتہ ہوکے سب سے پوچھا یہ سچ کہتا ہے یا لاتفاق بولا وہ تھے بیٹھے بٹھائے منہ کھول اوٹھے کہ درست و بجا ہے یہ سنتے ہی شعلۂ غضب بھڑکا کہا ہمنے تم پر احسان کیا قصور ہوا مہمان کیا نہ پوچھنے کا عہد و پیمان کیا تھا اوسکو تمنے بھلا دیا لیکن مجبور تھی کم نہ ور سمجھے تم بیل مہمان بنے دوسرے کو مور سمجھے اب ہونی ہو سو ہو بد عہدی کا مزا چکھلو تین بار تبکلا زمین پہ پاؤن مار دستک دی پکارا دفعتہ کمرے کا دروازہ کھلا سات حبشی بہت قوی جثہ خیرہ سر تیرہ رنگ جوان ہاتھون مین ننگی تلوار سر و تبر موجود ہوئے چاہا کہ انکے سر نخل تن پہ جو بار ہین بیکار ہین اوتار کر سبکدوش کرین شمع حیات

صرصر صمصام خون آشام سے خاموش کرین دفعتہ جلاد فلک چہارم بصد غیظ و خشم برآمد ہوا ظالم و مظلوم کی دیکھ بھال کرنے لگا زبردست زیردست کا خیال کرنے لگا ڈر کے مارے شب کی اندھیری نے منہ چھپایا روز روشن نکل آیا شہزادے نے منہ بند کیا تقریبًا تمام رہی بنظر طرز بیت حوالہ شام رہی شہریار فریضہ صبح ادا کر کے تخت پر آیا غلغلہ جابجا ہوا کوئی قید کوئی رہا ہوا اس عرصہ میں شاہ یک اسپہ مرغزار زنگار کی سیر کرتا سرزمین مغرب کی تسخیر کو روانہ ہوا ستمگر دوران وزیر کو فرصت ملی اسکا بہانہ ہوا زمانہ ناہنجار چہرہ زنگی کیصورت تیرہ سیاہ ہوا شہریار با وقار عازم آرامگاہ ہوا حسب دستور شہزادی نیند مین مخمور پلنگ پر آئی رسم ضروری سے فرصت پائی بادشاہ نے فرمایا کل کا معاملہ کیا ہوا شہزادی اوٹھ بیٹھی عرض کی حبشیون نے مہمانون کے قتل کو ہاتھ بڑھایا زبیدہ نے فرمایا اسقدر تامل کرو کہ ہم ان کا حسب حال یہان آنیکا مآل پوچھ لین پہلے سب کے گھبرا کے مزدور بولا خدا وند نعمت مین تجھ سراسر بقصور ہون ترا مزدور ہون بینے یہان آکے بہت آرام چین پایا کیا بری ساعت ان تینون کا قدم یہان آیا ناحق مجکو لینو ڈبایا مزدور نے قلندرون پر جو یہ جڑ دی باوجود خشم و غضب زبیدہ ہنس پڑی پھر کہا تم سب اپنا اپنا حسب و نسب فضل و کمال بود و باش کا احوال سچ سچ کہدو جو چھپائیگا فورًا مارا جائیگا پہلے مزدور بولا غلام بغداد مین حمالی کر کے اوقات بسر شام و سحر کرتا ہے آپکی بہن جو وہ چپکی بیٹھی ہین مجھے ہمراہ لائین وہ کیفیت دیکھی اب اس آفت کا سامنا ہے زبیدہ نے کہا تو سچا ہے کوکچا ہے اپنے گھر جا وہ دو قدم چلکے ٹھہر گیا کہا جبتک ان بدبختون کا قصہ سن نہ لونگا یہان سے نہ جاؤنگا یہ کہکے بیٹھ گیا زبیدہ نے قلندرون سے پوچھا ایک اونمین سے گویا ہوا

حکایت پہلے قلندر کی باپ کے مرنے سے سلطنت کھونا وزیر کا آنکھ پھوڑکے قتل پر آمادہ ہونا اسکا بھاگ کے جان بچانا صورت بگاڑ کے بغداد مین آنا

فقیر شاہزادہ ہے میرا باپ جلیل القدر بادشاہ تھا اور چچا بھی جہان پناہ تھا آپ اپنے ملک مین جہانبانی حکمرانی کرتے تھے عدل و انصاف مین مصروف رہتے تھے میرے چچا کا ایک بیٹا دوسری بیٹی تھی مین اپنے عم زاد بھائی سے بہت مانوس تھا ہم وہ ایکدن کے پیدا تھے باہم شیدا تھے ہر سال وطن سے اوسکے دیکھنے کو جاتا تھا چندروز دیکھ بھال کے چلا آتا تھا ایکدن باہم بیٹھے تھے اوس نے کہا بھائی ہمنے مکان بڑی شوکت و شان کا بنایا ہے اگر دیکھو گے تو رغبت کروگے سبکو پسند آیا ہے لیکن یہ شرط ہے کہ اس راز کو لب پر نہ لانا دیکھ آنا کسیکو نہ سنانا بلکہ خود بھول جانا بینے اوسکی

خاطر سے قسم کھائی اوسنے کہا تم یہان ٹھہرو مین کام کو جاتا ہون ابھی آتا ہون ایکدم کے بعد جو آیا ایک ماہ پیکر عورتکو اپنے ہمراہ لایا مگر حال اوسکا نہ مجھسے کہا اور نہ مین پوچھنے کا موقع سمجھا مجھسے کہا اسکو ساتھ لیکے اوس قبرستان مین چلو جسجا نئی قبر پر گنبد پاؤ وہین بیٹھ جانا مین اوس عورتکو ساتھ لیکے قبرستان مین آیا شب ماہ تھی بے تلاش جہان کا پتا بتایا تھا اوسی جا پہونچا اللہ اوہ مجھسے پہلے وہان تھا پانی کا گھڑا ٹوکری مین چونا پاس تھا مگر منتشر جو اس تھا پھر اوسنے کدال سے وہانکی زمین کھودی پتھر سرکایا دروازے کا نشان نظر آیا عورت سے کہا اے مہ لقا یہ دروازہ اوسی مکان کا ہے جو بنے زینہ ہے اوترنے کا خوب قریب ہو تو اوسکے اندر اوتر گئی بھائی نے مجھسے یہ بات کہی کہ لو خدا حافظ میرے باعث تمکو زحمت ہوئی مینے ہر چند پوچھا کہان جاتے ہو ماجرا کیا ہے جواب دیا مقام چپ رہنے کا ہے مؤلف افشا اگرچہ راز ہوگا ✤ مجبور درِ فتنہ باز ہوگا ✤ تم میرے اوترجانیکے بعد اس نشان کو زمین سے ملانا تا مقدور ہموار کرکے چھپانا مینے کدال اوٹھا کے بے نام و نشان بنایا پھر اپنے مقام پر آیا تمام شب اوسکے تصور مین نیند نہ آئی تجدے کہ مؤذن نے اذان سنائی اوٹھا چچا صاحب شکار کھیلنے گئے تھے بیٹے نے گھر بیٹھے یہ شکار کیا مجکو تنہائی کی وحشت نے بیقرار کیا وزیر اعظم کو بلا کے کہا مجکو یہان عرصہ ہوا خدا جانے چچا جان کب آوینگے اگر نجاؤنگا والد ماجد گھبراوینگے لیکن وزیر کو بھی مینے بہت مضطر و پریشان پایا نہ کچھ اوسنے پوچھا نہ مینے کہا صرف رخصت کا ندکور آیا اور اوسی وقت وہان سے روانہ ہوا جب اپنی بیت السلطنت مین پہونچا عجیب سانحہ نظر آیا اجنبی لوگون کا ہر جگہ چوکی پہرہ پایا دیوان خاص مین جو گیا مجکو قید کیا مینے قید ہونیکی اور دکھ دینیکی وجہ پوچھی ایک رسالدار قدیم نمکخوار تھا اوسنے چپکے سے یہ بات کہی کہ شاہزادے فوج وزیر سے موافق ہوگئی جب آپکے والد ماجد نے دنیا سے رحلت کی سب نے اوسکو تخت پر بٹھایا مرتبہ بڑھایا اوسکو تمہاری ذلت منظور ہے ہمارا کیا قصور ہے القصہ وہی رسالدار مجبور ناچار مجکو اوس نمکحرام کے روبرو لیگیا دیکھتے ہی نائرہ غضب اوسکا بھڑکا میرا کلیجہ دھڑکا برا سبب غضب کا یہ تھا جن دنون میرا باپ سریر سلطنت پر جلوہ گر تھا مجکو غلیل کا ذوق بیشتر تھا ایک روز بر سر بام غلیل ہاتھ مین یہ ناکام لیے کھڑا تھا کوئی جانور سامنے سے آیا مینے غلہ لگایا جانور تو بچ گیا وہ ملعون تشنہ خون اپنے کوٹھے پر کھڑا تھا اوسکی ایک آنکھ پر پڑا دفعتہ پانی دیدے کا بہ گیا مین حیران رہگیا اوسوقت یہ کیا کرسکتا تھا قبلہ عالم کے ارشاد سے مین اوسکے گھر گیا عذر کیا لیکن کینہ اوسکے دلمین رہا اسوقت بمجرد دوچار ہونیکے دوڑ کر میری آنکھ مین اونگلی ڈالی وہ ہی آنکھ بچشم زدن نکالی اسپر قرار نہ آیا پنجرے مین بند کرکے جلاد کو دیا کہا شہر کے باہر لیجاکر اسکو ذبح

دامن دشت اسکے لہو سے بھر و وہ مجکو صحرا مین لایا مینے منت و زاری کی کہ خون ناحق ہوتا ہی اوسکو رحم آیا مجھہ سے کہا خبردار پھر اس شہر نکبت اثر مین نہ آنا جو آئیگا تو زندہ نجائیگا ناچار بحال ار افتان و خیزان پھر چچا کے ملک مین پہونچا اس ہنگامے کا حال رو رو کے کہا اوسکو بہت الم ہوا چیخ مار کے رویا کہا فلک جفا پسند نے فرزند کو جدا کیا بھائی کی مصیبت مین مبتلا کیا دن رات بیٹے کی یاد مین روتا تھا جان کھوتا تھا مجھہ سے یہ حال دیکھکے ضبط نہو سکا نہ ستم کا پاس کیا نہ جان کا وسواس کیا سب ماجرا جو دیکھا تھا مفصل کہدیا چچا نے کہا تو سچا ہی مقبرے کا حال مجھے معلوم ہی شبکو مجھے ہمراہ لیکے اوسکی تلاش مین چلا جسدم گورستان مین پہونچا وہ جگہہ مجکو نظر آئی مینے بتائی زمین کو کھودا دروازہ نکلا اوسکو توڑ کے اندر گئے مکان بہت نادر عالیشان سجا ہوا سقف و ایوان اوسمین قدم جو رکھا بدبو سے دماغ پھٹنے لگا جا بجا شمعین مومی و کافوری روشن اکل و شرب کا سامان بہت مگر کوئی ذیحیات نتھا جب شہ نشین کا پردہ اوٹھایا چچا نے دیکھا نہ وہ دونون ہم آغوش ایک پلنگ پر ہین آتش غضب الٰہی نے جلایا ہی بشکل انگر ہین وہ کہ انمین آگ ہی کہ جان نکلی جاتی ہی دیکھکے تاسف تو نکیا اونکے منہ پر تھوک دیا نہ گریہ نہ زاری کی پاؤن سے پاپوش اوتار کفش کاری کی پھر کہا دنیا مین یہ حال ہوا مآل باقی ہی عتاب ذو الجلال باقی ہی مینے عرض کیا اسے کونسا قصور سرزد ہوا جو نتیجہ یہ ہوا فرمایا تجکو یہ خبر نہین صغر سن سے یہ بدبخت اپنی چھوٹی بہن کو پیار کرتا تھا اوسپر شیدا تھا مرتا تھا مجکو نگہبانی تھی ہر دم خیال رہتا تھا روز و شب ملال رہتا تھا میر آشکار کھیلنے کو جانا ہوا یہ موقع پا کے اوسکو لیکے ادھر روانا ہوا اب مجھے مطلق انکا رنج ہی نہ غم ہی میرے واسطے کافی تیرا دم ہی تیری وضع لڑکپن سے پسند ہی تو بہت سعادتمند ہی وہانسے نکل کے مکان مین آئے چرخ سفلہ شعار نے اپنی تلون دکھائی نقارہ جنگی کوس حربی کی صدا آنے لگی طبیعت گھبرانے لگی حریف لشکر بیشمار انبوہ ہزار در ہزار لیکے آ پہونچا یہان پیغام قضا پہونچا ادھر فوج قلیل تھی فتح کی کونسی سبیل تھی عم محترم برسر معرکہ کام آئے ہمکو تقدیر نے برے دن دکھائے حریف کے ڈر سے فقیرانہ سج بنائی مونچھہ داڑھی منڈائی بادیہ گردی مین خیال آیا خلیفہ ہارون رشید نیک نفس ہی رحم دل بیکسونکا فریادرس ہی بغداد چلو اپنے مصائب عرض کرو لوکو نمک وزیر کی بیداد سناؤ اگر بر سر رحم مزاج آئیگا ملک موروثی ملجائیگا جب در شہر پناہ پر گذر ہوا دوسرا قلندر یہ جو میرے پاس ہی مد نظر ہوا پوچھا آپ بھی یہان نووارد معلوم ہوتے ہین جواب پایا تھا کہ تیسرا ہمصورت اور نظر آیا باہم جو تقریر کی سب ایک رنگ مین ڈوبے تھے جنسیت کے باعث مفارقت گوارا نہوئی

معیت اختیار کی شہر مین آئے حیران تھے کہ رات ہوگئی کوئی جان پہچان نہین معلوم قیام کا امکان نہین تقدیر
اس فکر مین تمھارے دروازے پر لائی تمنے مسافر نوازی فرمائی وہ حسب نسب یہ حال ہر دیکھیے آپکو کیا خیال ہر
زبیدہ نے کہا سچا تیرا بیان ہر تجھکو امان ہر اوس نے کہا فقیر اپنے ہم صورتون کے حال کا بہت مشتاق ہر
یون چلے جانا سخت شاق ہر زبیدہ نے کہا تجھکو بلا سے نجات ہر اور ابھی کچھہ باقی رات ہر اتنی دیر مین میرا کیا
نقصان ہر تو بھی بندۂ خدا ستم رسیدہ انسان ہر یہ تو بدلجمعی تمام بیٹھا دوسرا قلندر اپنا حال کہنے کو اوٹھا

بیان قلندر ثانی قزاقون کے ہاتھہ سے آفت آنی مفلسی مین درزی کے پاس جانا اوسکا لکڑی لانے کی صلاح بتانا شہزادی کی ملاقات دیو کے آفات بیچ رہنا اسکا جہاز پر آنا دوسرے شہر مین پہنچ کے آدمی جانا

پہلے یہ شعر پڑھا مولف ہمارا سانحہ سنکے فقط عبرت بڑھانی ہر ٭ نہ برسون نیند آئیگی عجب ڈھب کی کہانی
ہر ٭ فقیر کا باپ بہت ذی مقدور تھا دور دور مشہور تھا مجکو متین و ذہین سمجھہ کے سب علم و فن کے استاد
ہر ایک شہر سے بلائے اونکی تعلیم سے لکھنے پڑھنے لگا جب سن بڑھنے لگا ہنر و کسب جو عالی نسب کرتے تھے وہ سیکھے بڑی
دولت یہ ہاتھہ آئی فقہ و حدیث و تفسیر مین دخل کامل ہوا قرآن مجید یاد کیا عالم فاضل ہوا علم تاریخ یاد حکمت
ہیئت ہندسہ مین اوستاد خوشنویسی مین ہفت قلم مشہور ہوا جب شہرہ ہونے لگا تو فی الجملہ مجکو غرور ہوا
فن سپہ گری مین ہنر تھا اور کشتی لڑنے مین کوئی برابر نہ تھا یہ سب کچھہ تو حاصل کیا مگر تقدیر کے لکھے سے
بیخبر رہا بادشاہ ہند میرا ذکر سنکے مشتاق ہوا ایلچی لینے کو بھیجا تقدیر نے جو رتبہ بڑھایا زیادہ تجربہ آیا کچھہ اسباب
ضروری کچھہ ملازم مجبوری لیکے چلا راہ مین قزاقون نے گھیر لیا خوب لوٹا بڑے بول کا سر نیچا ہوا اونکے ہاتھہ سے
کچھہ چھوٹا کوئی کسب و فن پیش نہ گیا زخمی ہوکے بھاگ نکلا ایک دشت پرخطر مین گذر ہوا سرگردان خستہ خراب
با دل کباب پھرتا تھا بھوک اس درجہ تھی کہ ہر قدم پر گرتا تھا درختونکی پتی پھل کھا کے صحرا نوردی شعار تھا رفیق
نہ غمگسار تھا کئی مہینے کے بعد ایک شہر نظر آیا سواد دلچسپ سبزہ زار چار دریا گرد بہتے تھے اونکی بہار زراعت
کی کثرت سے زمین زر ریز ہوا فرحت انگیز اپنا یہ تنگ کپڑے لتے جسم زخمدار تمازت آفتاب سے رنگ سیاہ پاؤن مین
چھالے لب پر آہ و نالے شہر مین پھرتے پھرتے درزی کی دکان پر آیا اوس نے غریب الوطن سمجھہ کے حال پوچھا
پاس بٹھایا مینے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت سنائی وہ بولا بھیا انکا بادشاہ تیرے باپ کا عدو ہر تیرا حال اگر

سنے گا روز سیاہ کا سامنا ہوگا تجھ سے کیا ہوگا اپنا حال کسی سے اظہار نکرنا راز آشکار نکرنا پھر مجکو بھوکا پیاسا سمجھکے توقیر
کی کھلایا پلایا مختصر سامکان رہنے کو بتایا تین چار دن کے بعد جب ایذای سفر کم ہوئی مجھ سے پوچھا کچھ کام ایسا بھی آتا ہے
جسمین اوقات گذری راحت سے وزرات گذرے مینے اپنے فضل و کمال علم و ہنر کا حال بیان کیا اوسنے جواب دیا اس شہر مین
یہ سب بیکار ہی جو اسکا پابند ہی وہ ذلیل و خوار ہی ایک کام مین بتاتا ہون تجکو زبردست پاتا ہون جنگل سے لکڑیان کاٹ
کے لاؤ گھر مین بیٹھکے چین سے کھاؤ مینے ناچار پیٹ پالنے کو نحوست کے دن ٹالنے کو قبول کیا دوسرے روز اوس
بیچارے نے رسی کلھاڑی لا ایک جانگھیہ سیکے مجکو پنہا جو لوگ لکڑی لاتے تھے اونکے ساتھ کردیا روز جنگل سے لکڑی لانے لگا
سونے کے ٹکڑے بیچ کے کچھ کھانے باقی جمع کرنے لگا برسون مین بہت روپیہ جمع ہوا مجکو اس کام کا مزہ
پڑگیا ایک روز ہمراہیون سے جدا جنگل مین بڑھگیا ایکدرخت پر چڑھگیا درخت کا ٹا جڑ اوسکی کھودتا تھا وہان گھر کی نظر
آئی اوسے کھول کے آگے چلا عمارت عالیشان پائی اوسمین قدم رکھا ایک کمرے مین مہ پارہ خورخصال صاحب جمال نظر پڑی
آنکھ سے آنکھ لڑی فریفتہ بنا خود فراموش ہوا بیہوش ہوا اوسنے اوٹھکے پانی چھڑکا پھرے حواس درست ہوے تو حال پوچھا
کہ تو کسطرح یہان آیا دروازہ کیونکر پایا بیس برس سے اس خانۂ زندان مین محبوس گرفتار ہون یار نہ مددگار ناچار ہون آج
انسان کی صورت دیکھی ہے دولت و مال سب بیکار ہی باغ کی بہار خار ہی مینے اوسکا حال پوچھا اوسنے کہا ابونی جزیرے کا
نام آبنوس کا وہان جنگل ہی میرا باپ وہانکا حاکم آجکل ہی مجکو چچا کے بیٹے سے منسوب کیا شادی کا اسلوب کیا شب عقد
جن یہان اوٹھالایا خانہ شادی ماتمکدہ بنایا دس دن کے بعد ایک روز و شب یہان اوقات کرتا ہی یہ حرکت
وہ بدذات کرتا ہی دم سحر روانہ ہوجاتا ہی تنہائی کا زمانہ ہوجاتا ہی آج پانچوان دن ہی اسی قدر مہلت اور ہی تیرا جی چاہے
قیام کر بسر صبح و شام کر اور یہ طلسم بنایا ہی جب مجکو ضرورت ہوے ادھر اسکو ہاتھ لگایا اودھر وہ جن آیا یہ بیان سنکے
مینے اپنی داستان کہی وہ چپ ہو رہی پھر حمام مین لیگئی نہلا کے عمدہ پوشاک پہنائی غذا لطیف روبرو لائی مینے اور
اوس نے ساتھ کھائی ایکدن رات بوجہ احسن گذری دوسرے روز کھانے کے بعد شراب کا دور ہوا نشہ مین
میر النقشہ اور ہوا اوس سے کہا بہت دن قید مین گذرے اب دنیا کی سیر کرو باہر چلو وہ بولی تم سر دربین بہکتے ہو کیا
بیہودہ بکتے ہو مینے کہا تم جن سے ڈرتی ہو یہانسے چلنے کا انکار کرتی ہو وہ تو کیا ہی اگر ہزار اور آئینگے میرے
ہاتھ سے جہنم مین جائینگے یہ کہکر طلسم پر لات ماری طلسم ٹوٹ گیا عورت کا جی چھوٹ گیا مین بھی لنبیان چھپاتے چھاتے

چمکتی ہی بھولا تھی آزار زیر مستعد چرخ کہن ہوا تنجی کر کری ہو گئی نشہ سب ہرن ہوا آدسیدم خاتون جہان چوتھے آسمان پر
جلوہ کنان ہوئی سر نکالا دامن شب دیو سحر کے پنجہ سے چھوٹ گیا کوہ مغرب کی اوس رات کا سر رشتہ ٹوٹ گیا پہاڑ کی
پناہ لی پاسبان شب بیدار کو ٹھنڈی ہوا کا جھونکا لگا نیند آئی خواب غفلت مین گردن جھکائی طلسم خانہ جہان مین اندھیرا
تھا تیرگی نے گھیر اٹھایا یکایک اوجالا ہوا کھیل نرالا ہوا شہرزاد کو سیاہی مین سفیدی جو نظر آئی دریچہ دہن پر لوح لگائی
خاموشی سے تقریر بدل گئی دنیازاد بیقراری سے مچل گئی کہا بہن نیرنگ الم سے رہائی کرو دہان بند سے طلسم کشائی
کرو شہرزاد نے جواب دیا تو نری بیوقوف ہی یہ کام رات پر موقوف ہی شہریار مسکراتا دربار عالی کی طرف روانہ ہوا جرا نکار
زمانہ ہوا اور اس خبر کی تمام شہر مین شہرت مچ گئی کہ آج وزیر زادی بھی بچ گئی بادشاہ مشغلہ سلطنت مین دن تمام کرکے
روز روشن کو شام کرکے محلسرا مین آیا استراحت کو پاؤن پھیلایا موافق معمول شہرزاد بہنسی دنیازاد ملول حاضر ہوئین
بادشاہ نے کچھ اشارہ کیا اوس نے خموشی سے کنارا کیا کہنے لگی حضور فلک کو منظور آفت مین پھنسانا تھا ٹھوکر کا بہانا
تھا دفعتہ وہ مکان چکر مین آیا زمین کو زلزلا ہوا سب کارخانہ تہ و بالا ہوا اوس پری جمال نے کہا جدھر سے آئے ہو
جلد چلے جاؤ ورنہ بلای بے درمان مین گرفتار ہو جاؤ گے تا حشر رہائی نہ پاؤ گے مین وہان سے چل نکلا بدحواسی
مین رسی و کلہاڑی وہین بھولا آخر اوسکا گل بھولا افتان خیزان مین نیم جان باہر آیا لکڑیان اوٹھا کے شہر مین
در آیا درزی حیران مضطرب تھا دیر کا سبب پوچھا مینے ٹال دیا مکان مین آکے سوچتا تھا کہ یہ کیا کیا خود خراب ہوا
محسنہ کو رسوا کیا بدبختی سے انجام نہ سوچا نشہ مین آل نہ پوچھا یک خیاط آیا کہا ایک دیو تیری رسی اور کلہاڑی
لئے تجکو پوچھتا ہی میری جان جسم سے اوسی آن نکل گئی ابھی جواب نہ دیا تھا زمین شق ہوئی وہ جن نکلا مجھسے
پوچھا یہ اسباب تیرا ہی فلک در پے گزند تھا میرا گلا بند تھا وہ میرا ہاتھ پکڑ کے اوڑا بہت جلد اوسی جگہ لایا عجب رنگ نظر
آیا وہ سیم تن دریای خون مین غوطہ زن زخمی سب بدن اوس نے اوس مجروح سے کہا جسکے واسطے تیرا یہ حال بنایا اوسکو
بھی لایا وہ آفت کی ماری آہستہ سے بولی کہ مینے ابھی اسکو دیکھا ہی تو واہی بک رہا ہی تب جن نے تلوار نکال
اوسکے روبرو رکھی کہا اگر اسکو پہلے دیکھا بھالا نہین ہی اسے ٹالا نہین تو اسے مار ڈال میرے دل کا شبہ نکال
وہ بولی بیجرم و خطا کا خون بہت زبون ہوتا ہی اسنے میرا کیا قصور کیا ہی جو ذبح کرون مرتے مرتے اسکے خون کا بوجھ
اپنی گردن پر لون یہ سنکے جل بھن کے مجھسے بولا تو اسکو ہلاک کر بکھیڑا پاک کر مینے جواب دیا عورت تو قتل بیجا سے انکار

کر جلے اور مردود اوسکے لہو سے ہاتھ بھر جاوے وہ ملعون تشنہ خون غیظ مین آیا اوس مہ سیما کو مار ڈالا اوس کا
بخار نکالا مجکو صدمہ عظیم ہوا حال بہت سقیم ہوا اتنا آہ کے عوض رویا گریبان آنسوؤن سے بھگو یا پھر سنبھل کے گویا ہوا کہ مینے
اوس قتال سے کہا دیر کیا ہے میرا گلا بھی تہ شمشیر کا پیاسا ہے جن بولا تجکو جان سے نمارون گا تیرا چہرہ بگاڑون گا کہ جبتک زندہ رہے
یاد کرے مدام نالہ و فریاد کرے یہ کہکے کچھ بڑبڑایا میری طرف دیکھکے ہونٹونکو ہلایا مین تو زمین پر گرکے بندر ہو گیا
وہ زمین کے اندر ہو گیا اندوہ و حیرت مین مبتلا کہ کیا تھا اور کیا ہوا وہانسے چل نکلا جنگل مین پہونچا کہین پھل ہاتھہ آیا کھایا
پانی نظر پڑا پیا اس حال سے خراب حال سے وہ دشت پر خطر طی کر دریای شور کے کنارے پہونچا اتفاقاً ایک جہاز
وہان آیا مینے شور مچایا کبھی ان کو سلام کیا گاہ بیزبانی سے کلام کیا جسدم جہاز نزدیک آیا مین دریا مین کود پڑا پیرنے
کے فن سے آشنا تھا لوٹ پیٹ کے جہاز تک پہونچا رسی کے سہارے سے اوپر چڑھ گیا وہ سب مجکو دیکھکے
حیران رہے میری ان حرکتونکے نگران رہے قرینے سے کپتان جہاز کو پہچانکے اوسکے پاؤن پر سر کہا کر دبھرا
اوسنے کہا یارو یہ ستم رسیدہ مصائب کشیدہ ہے کچھ انکو جہاز پر رہنے دو خود بخود پرورش مین مصروف ہوا اورون کا
ایذا دینا موقوف ہوا جب کوئی کام اپنے سرانجام کے گون دیکھتا بجالاتا رئیس جہاز یہ کلمہ سبکو سناتا کہ دیکھو جانور ہو کے
ایسا سلیقہ شعار ہے یاد رکھنا ہمین کچھ اسرار ہے تھوڑے دنونمین ایک بڑا شہر ملا جہاز کو لنگر ہوا لوگ خرید و فروخت کو
شہر مین آنے جانے لگے اسباب بیچنے و مول لانے لگے وہانکے بادشاہ کو اسکی خبر پہونچی وزیر ملازم سرکار جہاز پر
آئے وصلی ہمراہ لائے اہل جہاز سے کہا کوئی یہان خوشنویس یا منشی صاحب درس و تدریس ہو تو ہمسے کہو اگر اس وصلی پر
عبارت مرغوب بخط خوب لکھدے پایۂ وزارت پائیگا اپنے دن بھول جائیگا وہ بولے ہمتو تجارت پیشہ ہین اپنی ضرورت
نکال لیتے ہین کچھ دیکھ بھال لیتے ہین فن انشا رسم خوشنویسی سے ناآشنا ہین لینے دینے کی بلا مین مبتلا ہین جب سبنے
انکار کیا مجھسے رہا نگیا بسہولیت وہ کاغذ انکے ہاتھہ سے لے لیا وہ گھبرا گئے کہ جانور ہے اگر کاغذ خراب ہوگا ہمپر مفت
عتاب ہوگا مینے وصلی بوضع شایستہ زانو پر رکھی اشارے سے قلم دوات طلب کی جہاز کا مالک فہمیدہ تھا
سمجھا قلمدان لایا مینے قلم بنایا چند نثر کے فقرے مسجع و مقفا لکھے اور کئی شعر موزون کرکے تحریر کیے آخر مین یہ
رباعی لکھی جو حسب حال تھی رباعی حال دارم چنانکہ دشمن خواہد + جان دارم کہ سختی تن خواہد + ناکامی خویش را
اگر شرح دہم + دشمن بخدا زندگی من خواہد + وہ لوگ پسند کرکے لیگئے بادشاہ دیکھکے خوش ہوا فرمایا ہماری سواری کا

گھوڑا اور ترک کا سامان تھوڑا لیجا و بہت عزت و توقیر سے ہمارے پاس لاؤ وجہ یہ تھی کہ وزیر بادشاہ کا ہمہ صفت موصوف تھا سلطنت کا کام اوسکی راے پر موقوف تھا وہ اون دنون مرگیا تھا سب کارخانہ ابتر ہوا تھا بادشاہ کو جستجو تھی کہ اگر کوئی ویسا ہی ہاتھ آئے تو رونق سلطنت ہو جائے وہ لوگ دست بستہ عرض پیرا ہوے کہ خداوند نعمت محر اسکا انسان نہین مگر فخر بشر ہے صفتین ایسی اور بندر ہے بادشاہ کو یہ سنکے زیادہ اشتیاق پیدا ہوا نادیدہ شیدا ہوا غرضکہ سواریکا تجمل سامان لیکر یہان آیا مالک جہاز نے مجھے لباس فاخرہ پنہا مندیل سر پر رکھہ آدمی بنایا گھوڑے پر چڑھہ جلوس سے آگے بڑھہ اسپ صبا رفتار کو جھمکاتا راکب و مرکب کی سج دکھاتا بادشاہ کے روبرو آیا گھوڑے سے کود کے آداب شاہی بجالایا نشست کا اشارا ہوا تسلیم کر کے دو زانو قریب سے بیٹھا دربار برخاست کر کے بادشاہ خلوت مین لیگیا شطرنج دکھا کے کھیلنے کا ایما ہوا زمین کو بوسہ دیکے کھیلنے لگا پہلی بازی مین عمداً مات ہوا پھر دو بار جانبازی سے بازی لیگیا پیادہ سے مات کیا ہر بار سلطان عالیشان کو عجب ہوتا تھا کہ یہ ماجرا کیا ہے کھلاڑے کرامات کا ہے شاہزادی کا نام ملکہ گلفام تھا شہریار کو انتہا کی اوس سے محبت تھی بنا یہ سانحہ دکھانیکو خواجہ سرا سے بلانے کو فرمایا شاہزادی پہلے تو کھلی ولی بے تکلف چلی آئی جب مجکو دیکھا غور کر کے چہرہ تہ نقاب کیا منہ چھپایا بہت حجاب کیا بادشاہ سے کہا قبلہ عالم نامحرم مرد کے روبرو مجھے بلاتے ہین غیر شخص کو دکھاتے ہین بادشاہ نے فرمایا بابا خیر ہے یہان کون مرد غیر ہے وہ بولی پیر و مرشد جسکو بندر سمجھتے ہین یہ شاہزادہ غیور ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ مسحور ہے بادشاہ نے مجھہ سے پوچھا دست بستہ مینے عرض کیا درست ہے پھر اپنی بیٹی سے فرمایا اے فرزند مین تجکو اتنا دانشمند نہ جانتا تھا بھلا اب اسکو انسان بنا سکتی ہے صورت اصلی مین لا سکتی ہے وہ بولی ابھی مگر آپ یہان سے کچھہ دور جا بیٹھین یہی سیر ملاحظہ کرین پھر اوسنے اوسی جگہ دائرہ کھینچا او مین بیٹھہ کے کچھہ پڑھنا شروع کیا دفعتہ اندھیرا چھا گیا تاریکی سے بادشاہ گھبرا گیا زمین شق ہوئی شیر مہیب وہانسے نکلا شہزادی نے باواز بلند کہا اے مردک تو شیر ہوکے آیا ہے یا زیست سے سیر ہوکے آیا ہے مجکو ڈراتا ہے دیکھہ تو کس طرح مارا جاتا ہے اوسنے حملہ کیا اسنے خالی دیا اور اپنے سر سے بال جو توڑا وہ تلوار بن گیا ایک وار مین شیر کے دو ٹکڑے کیے سر اوسکا بچھو ہوا شاہزادی سانپ بنی کچھہ دیر مقابلہ رہا پھر وہ پردار جانور ہوکے بھاگا شاہزادی نے عقاب ہوکے تعاقب کیا دونون نگاہ سے غائب ہوے معلوم نہوا کدھر گئے یکایک پھر زمین شق ہوئی دو بلیان نکلین ایک سفید دوسری سیاہ بلی بھیڑیا بن اوس پر جھپٹی سفید بلی نے

اور تو فرصت نہ پائی نہر کے کنارے انار کا درخت تھا ایک انار اوسمین سے ٹوٹ کے اوسیوقت گرا تھا وہ کیڑا ہو کے اوسمین مین آئی بھیڑیے نے بچشم غضب جو دیکھا انار پھٹ گیا دانے بکھرے بھیڑیا مرغ ہو کے دانے کھانے لگا ایکدانہ اچھلی بن کے نہر مین کود پڑا بھیڑیا جو مرغ تھا وہ بھی فورًا پانی مین گرا وہانکا حال کچھ نہ کھلا پانی مین طلاطم رہا تھوڑے عرصہ مین دو درخت شرر افشانی شعلہ دوانی کرتے نہر سے بلند ہوے دفعتہ ایک شعلہ کمرے مین آیا بڑا فساد مچایا خواجہ سرا جل گیا بادشاہ کا منہ جھلس گیا مین اس آفت مین پھنس گیا داہنی آنکھ وہ چنگاری لگی ہمیشہ کے لیے داغ دیگئی ہمتو اس شکست مین بیٹھے فتح و ظفر کی صدا کسی نے سنائی جن جل کے راکھ ہوا شاہزادی بصورت اصلی ہمارے پاس آئی جلو مین پانی زبان پر اسم یزدانی چھینٹا جو مجھپر مارا مین اپنے قدیم نقشے پر آیا مگر اوس شرارے نے آنکھ کو جلایا شاہزادی نے اپنے باپ سے کہا مین جن پر غالب آئی اوس ناری کو جلایا لیکن میرا بھی چراغ زندگانی اوس دشمن جانی نے بجھایا کوئی ساعت کی مہمان ہون نیم جان ہون اگر انار کا دانہ نہ بچ جاتا میرے ہاتھ آتا تو آگ کی گزند سے جسم سالم رہ جاتا آپ سے رخصت کا سوال ہے میرا جینا محال ہے بادشاہ نے دم سرد بھر کے جواب دیا دیکھو تمام بدن ہمارا حرارت سے سیاہ ہو گیا خواجہ سرا قتل بیگناہ ہو گیا جسکے واسطے یہ ہنگامہ ہوا وہ بھی داہنی آنکھ سے کانا ہے حیر تمین لیوانا ہے یہ کہکے بادشاہ زار زار رونے لگا بیقرار ایسے جان کھونے لگا اور شاہزادی جلی جلی کہکے دار فانی سے چلی راکھ ہو گئی

نظم

جوش مین آئی الفت پدری
نہ سہا تھا جو صدمۂ جگری
انی چراغ دیار جان پدر
وارث تاج و تخت و لعل و گہر
پیشتر ہمسے کر چلی ہو سفر
ہمتو سمجھے تھے ای قرار جگر
پر نہ اسدن کا دھیان تھا ابتک
کہ ترا داغ دیگا ہمکو فلک
سر پہ رو رو کے خاک اوڑانے لگا
بیخودی سے زبان پہ لانے لگا
اس ضعیفی مین ساتھ چھوڑ چلین
دل بھی توڑا مگر ابھی توڑ چلین
آپ تم اپنا گھر سنبھالو گی
باپ کو خاک مین چھپاؤ گی

یہ خبر جو شہر مین منتشر ہوئی تو رعایا برایا کو بڑا غم و الم ہوا امیر امرا کا حال درہم برہم ہوا جن کی راکھہ برو سے ہوا اوڑا دی شہزادی کی خاک کو زیر زمین جا دی بہت تحفہ مقبرہ عالیشان بنوایا بوڑھے باپ نے جوان بیٹی کا نشان بنوایا بادشاہ کا حال یون زار ہوا بیٹی کے الم مین ایسا گرفتار ہوا کہ بیمار ہوا پھر مجھسے کہا تیری نحوست نے مجھکو اس مصیبت مین مبتلا کیا تمام شہر تیرے خون کا پیاسا ہے جو جہان پائیگا گلا گھونٹ کے لہو پی جائیگا جدھر کا قصد ہو جلد نکل جا اپنی صورت کسی کو نہ دکھا ٹل جا تیسے حمام مین جا کے نہا کے چار ابرو کی صفائی کی اس صورت سے اپنی رہائی کی ہر قدم اپنے اوپر نفرین کو دم کرتا تھا اوس ماہ جبین کا

ہردم رنج والم کرتا تھا کہ تیری بدبختی سے وہ ملک ہلاک ہوئی تو بچیا جیتا رہا وہ زیر خاک ہوئی شہر شہر قریہ قریہ پھرتے پھرتے ایکدن
سوچا شہر بغداد نہایت آباد بہت پر فضا ہے حاکم رحیم شجاع صاحب جود وسخا ہمیشہ ویکتا ہے اگر وہانتک گذر ہو اور سب رنج سفر ہوا
سو آج شام یہ ناکام شہر پناہ پر پہونچا پہلے ملاقات اس قلندر سے ہوئی جو حال اپنا بیان کرچکا بعد فلک نے آپکے در دولت تک
پہونچایا یہ جلسہ دکھایا جب قلندر نے رام کہانی تمام کی زبیدہ نے رخصت دی فرمایا تو مطلق العنان ہے عجیب غریب
تیری سرگذشت ہے نئی داستان ہے وہ سلام کرکے پہلے قلندر کے پاس جا بیٹھا قلندر ثالث اوٹھا

تیسرے قلندر کی داستان حیرت بیان کجکلاہ خلف خورشید شاہ کو جہاز رانی کا ذوق ہونا ناخدا وملاحون پر فوق ہونا جہاز کا کوہ مقناطیس کے روبرو آنا کشش کا رنگ دکھانا طلسم کا نقشہ مٹانا وہان سے زندہ بچکے آنا ایک نوجوان کا اسکے ہاتھ سے مارا جانا پھر پریون سے ملاقات ہونا دسہی آنکھ کا کھونا

کہا اے ملکہ محترم فقیر جو دیکھی ہے اسکا سلسلہ بھی از خاندان شاہی ہے میرا نام کجکلاہ ہے والد کا اسم خورشید شاہ ہے
جب وہ جنت کیطرف تشریف فرما ہوا بندہ سریر آرا ہوا وہ شہر یعنی بیت السلطنت پر فضا لب دریا تھا اور کیا بتاؤن
تحت حکومت کیا کیا تھا ڈیڑھ سو جہاز جنگی مع ساز وسامان ہردم تیار رہتا تھا توپین اور گولہ انداز نشانہ باز
تھے کئی ہزار اونمین پیادہ وسوار رہتا تھا اور جہاز اسباب تجارت لیکے ملکونمین جاتے تھے نوادرات زمانہ لاتے تھے
متعدد بجری پنسوئیان پہلے نئی سج دھجکے سیر وتماشے کی خاطر کنارے پر کھڑے رہتے تھے رات دن لطف
بڑے رہتے تھے یکایک مجکو طریقہ جہاز رانی کا دریافت کرنا حال پانے کا خیال مین آیا چند عرصے مین کمال
بہم پہونچایا ایکبار کچھ جہاز ہمراہ لیکے ایکسمت چلا ایک چلہ باد مراد چلتی رہی خوب سیر کی بعد ہوائے برگردون
برگشتگی بخت واژون نے طوفان کا رنگ دکھایا سبکو یاس ہوئی زیست سے ہاتھ اوٹھایا کئی ہفتے گردش مین خراب بیخور و
خواب رہے معلوم نہوا کدھر سے آئے تھے کہان پہونچے جب شدت ہوا کی کم ہوئی تاریکی گھٹی معلم نے خلاصی کو مستول پہ
چڑھایا کہ سمت یا راہ کا کچھ نشان ملے دفعتہ سمت راست سیاہی نظر آئی خانہ ویرانی قدمبوس ہوئی تباہی نظر آئی
ناخدا کا حال غیر ہوا رو رو کے چلایا اب خاتمہ بالخیر ہوا ہمنے سبب پوچھا بولا خداوند نعمت یہ جو سیاہ ٹکڑا معلوم ہوتا ہے
مقناطیس کا یہ پہاڑ ہے ہمارا مقابلہ ہوگیا نہ کچھ درمیان اوٹ ہے نہ آڑ ہے جہاز مین جو لوہا ہے مقناطیس اسکو کھینچتا ہے
جب قریب آئے گا لوہا سب اوسمین لپٹ جائے گا یہ پہاڑ سد راہ ہوا ہے ہزارون جہاز یہان تباہ ہوا ہے سیاہ جو نظر آتا ہے

یہ لوہا ہی کیفیت دکھاتا ہی پہاڑ بہت بلند ہی فضا کی سند ہی اسکی چوٹی پر پیتل کا ایک گنبد ہی اوسپر گھوڑا سوار بھی پیتل کا ہی تختی سیسے کی اوسپر طلسم کا نقش لکھا ہی وہ اوسکو قسمت کا لکھا سمجھ کے چھاتی سے لگائے رہتا ہی اوسی کے باعث جہاز تباہ ہوتے ہین بندہاے خدا مفت جان کھوتے ہین یہ گفتگو ناتمام تھی قریب جو ہوا اوس نے بزور جہاز کو کھینچا جتنا لوہا کیل کانٹا تھا جہاز سے جھٹ کے پہاڑ سے لپٹ گیا تختے سے تختہ جدا ہوگیا جو جہاز پر تھا غرق دریا ہو گیا

نظم فقط ڈوبے ساکنان جہاز	نرہا نام کو نشان جہاز	تختہ تختہ جدا ہوا اوسکا	نقش بر آب نام تھا اوسکا
جسقدر تھے ملازم و احباب	سب وہ مثل گہر ہوے غرق آب	نہ چلی بخت بد سے کوئی گھات	کہین ٹلتی ہی ہونیوالی بات

مگر میری حیات باقی تھی ایک تختہ ہاتھ آیا اوسکے سہارے نے کنارے پر پہونچایا دریا سے باہر نکلا کچھ نشان قدم رہروان ملک عدم نظر آئے اوسپر پاؤن رکھتا پہاڑ پر چڑھا چوٹی پر پہونچکے اوس پیتل کے گنبد مین دو رکعت نماز شکر پڑھی کہ پروردگار نے نہنگ قضا سے جان بچائی ہی آیندہ تقدیر آزمائی ہی شبکو اوسی گنبد مین سو رہا قریب صبح عالم اضطراب مین عین خواب مین ایک بزرگ نے فرمایا کہ ای شخص جسدم نیند سے چونکے اپنے پاؤن کے نیچے کھودنا پیتل کی کمان سیسے کے تیر بلا تاخیر تو پائیگا اگر سوار کا نشانہ لگائیگا وہ تو دریا مین بدحواس گریگا گھوڑا تیرے پاؤن کے پاس گریگا تیر کمان گڑھے مین گھوڑے کو گاڑ دینا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ لینا یکایک دریا اتنا بڑھے گا کہ پانی پہاڑ پر چڑھے گا پھر ڈونگی پیتل کی مع ملاح تیرے پاس آئیگی بخوف و خطر اوسپر جو سوار ہوگا دس دن مین دریا کے پار ہوگا لیکن خبردار ڈونگی پر خدا کا نام زنہار نہ لینا نہین گردن پر خون کا بار نہ لینا یہ سنکے میری آنکھ کھل گئی زمین جو کھودی تیر کمان ہاتھ آیا سوار کو دریا مین ڈبایا گھوڑے کو اوسکا وہ گڑھا دکھایا طلسم کا نقشہ بگاڑ دیا سوار کو ڈبو کے گھوڑا گاڑ دیا دریا بیساختہ بڑھا جب پانی گنبد تک پہونچا ڈونگی آئی اوسپر چڑھا ملاح کھے چلا وہانسے لے چلا دہنے بائین جزیرے شہر ملک نظر آتے تھے ہم خاموش چلے جاتے تھے نوان دن جو ہوا خوشی حاصل ہوئی دھوکا کھایا وفور مسرت سے شکر خدا زبان پر آیا فوراً ڈونگی ملاح دونون غرق دریا ہوے ہم پھر مصیبت مین مبتلا ہوے تا شام یہ ناکام ڈوبتا ترابہا بہا پھرتا تھا آخر طبیعت بدحواس ہوئی زیست سے یاس ہوئی قدرت قادر قدیر دیکھیے اوسوقت باد مراد کا جھونکا آیا دریا مین تلاطم ہوا موج نے مجھکو کنارے پر پھینک دیا خدا کا سجدہ شکر ادا کیا دم لیکے ایکطرف چل نکلا چند قدم بڑھا تھا درخت پھلے پھولے نظر آئے تو وس ور سے

جیدا شہ وآب خستہ خراب تھا بھوک سے بیتاب تھا پھل توڑ کے خوب کھائے جب اس شغل سے فرصت پائی جہاز کی صورت
فلک نے دکھائی مختصر معقول قریب تہ کا عرض طول بادبان کھنچے بالین چڑھیں مثل ہر بیہودہ کا جلا جہاز کے پھوے
بیچا ہو مین ہیبت کشیدہ تھا لاکھ طرح کا وسوسہ آیا کہ اگر یہ خلاف ہون تو پھر گرفتاری ہوئی ذلت وخواری ہوئی
ایک درخت بہت گنجان ہم پہلوے آسمان تھا اوس پر چڑھکے پتو نمین چھپا اوسکو دیکھتا تھا وہ جہاز کول مین ٹھہرا دس
آدمی تھاوڑے کدال لیے جہاز سے اوترے ایک سمت زمین کھودنے لگے جب دروازہ نظر آیا کھودنے سے
ہاتھ اوٹھایا پھر جہاز پر آئے اور کھانے پینے کا بہت سا سامان فرش مکلف سروپیر اوٹھا کے لیچلے اب اونکے ہمراہ اک مرد
ضعیف مسن وسرا پیری پیکر نوجوانیکے دن یہ بھی جہاز سے اوترا اوسی دروازے کے اندر گئے تھوڑی دیر مین
گیارہ شخص باہر نکلے جہاز پر چڑھکے جدھر سے آتے تھے اوسی طرف چلے گئے جب جہاز میری آنکھون سے نہان ہوا درخت سے
اوترو دروازیکی طرف روان ہوا اونکی مٹی تازی جمائی تھی سو کھنے نپائی تھی ہاتھ سے ٹالی اندر جانیکی راہ نکالی دروازہ
کھولا بے تکلف اندر گیا مکان سجا چھت پر شیشے بندھے فانوس کنول ظروف مطلا مذہب میرونکے تھاٹھ سب فرش
مصفا چرس جھول زردوزی مسند تکیے گول گول مسند پر ایک سہ پارہ ہر سمت سرگرم نظارہ شمع مومی کافوری در روشن
مکان پر جوبن پھولونکے گلدستے جابجا شراب کباب بہت تحفا اوس نے جو مجکو دیکھا خوف کھانے لگا تھرانے لگا
رنگ فق ہوا میرے دلکو قلق ہوا اوسکی تسکین کی کہا مین بشر بے شر ہون تمہارا فرمان بردار نوکر ہون تنہائی مین
شریک رنج وملال ہونگا اطاعت مین بہر حال ہونگا تم بے اندیشہ اپنی سرگذشت مفصل بیان کرو اپنا رفیق سمجھو فاسد
نہ گمان کرو بارے میری نرم زبانی شیرین بیانی سے رام ہوا برابر بیٹھنے کا احکام ہوا دفعتہً فلک حربا خو نے رنگ بدلا
شفق سے مطلع کو گلنار کیا ترک فلک تلوار شعاعی چمکاتا ایوان مشرق سے نمودار ہوا ستارون پر نور صبح سے اوداسی
چھائی شہرزاد نے بساط تقریر بڑھائی دنیازاد و یاس کے کلمے زبان پر لائی شہرزاد نے وعدہ فردا سے تسکین دی
شہریار نے تختگاہ کی راہ لی مشغلہ نظم ونسق سلطنت مین دن تمام کیا سر شام برخاست دربار عام کیا اودھر
مہر جہانتاب ایوان مغرب مین داخل ہوا اودھر شاہ والاجاہ نے خوابگاہ مین جلوہ دیا جب تھوڑی رات
باقی رہی شہرزاد کو داستان گذشتہ کی تکمیل کی اجازت دی اوس نے بعد دعا وثنا عرض کیا اوس نوجوان مضطر
وپریشان نے کہا ای شخص میری حکایت پرشکایت عجیب وغریب ہی اس حشمت وجاہ پر برگشتہ نصیب ہون

اگر سنیگا سر دھنیگا استعجاب ہوگا بہت اضطراب ہوگا مین جوہری بچہ ہون میرے باپ نے اپنے کسب و کمال سے
وجہ حلال سے بہت کچھ دولت و مال پیدا کیا جا بجا شہر و زمین دکانین ہین گماشتے ہین کئی جہاز تجارت کے ہین
سب سامان امارت کے ہین الا لاولد تھا وارث دولت و مال وہ نجستہ خصال نہ رکھتا تھا اس قلق کا مزہ ہردم چکھتا
تھا ایک روز عالم خواب مین کسی نے کہا کہ تیرے گھر مین فرزند ہوگا مگر حاصل زندگانی لطف نوجوانی سے محروم
ہی طالع شوم ہی سن اوسکا بہت کم ہوگا تجکو بہت رنج و الم ہوگا اس خواب کے بعد مین پیدا ہوا جسنے دیکھا شیدا
ہوا میرا باپ مجکو دیکھہ کے ہردم شاد ہوتا تھا خواب کا جب خیال آتا رو تا تھا بڑی دھوم سے چھٹی کی ہزار ہا روپیہ
صرف کیا خدا کی راہ مین بہت کچھہ دیا منجم رمال جفر دان صاحب نسبت باکمال دعوت مین آئے اونسے میرے
حال و مآل کا سوال کیا وہ سب بغور دیکھہ بھال سعد و نحس کا خیال کرکے بولے کہ چودھوان برس اسپر بہت
کڑا ہی جان کے جانے کا اندیشہ بڑا ہی گردش کواکب سے روشن ہوتا ہی بادشاہزادہ کا نام عجب لا ہی وہ اسکا قاتل خواہی نخواہی
جب چودھوان سال شروع ہوا نجومیون نے کہا یہ سال بھاری ہی شرط خبرداری ہی یہ سنکے میرے باپ کا غیر حال ہوا
صدمہ بکمال ہوا اوس نے احتیاطاً اس جزیرہ ویران مین جہان انسان و حیوان کا گذر نہین بلکہ اس ٹاپو کی کسی کو
خبر نہین بہلانے سے یہ مکان بنوایا تھا اب اس جگہ چھپایا ہی دہی سال نحس آیا ہی یہ داستان سنکے مینے دلمین کہا
کہ ناحق اس جوان رعنا کو مین کیون مارونگا بے وجہ ایسے اوتارونگا اور منجمونکی غیب دانی بے معنی سمجھہ کے ہنسا اوس سے
کہا صاحبزادے تمنے اس حدیث کو ایا نہین سنا کذب المنجمون برب الکعبہ ؎ تو براوج فلک
چہ دانی چیست ÷ چون ندانی کہ در سرا نئے تو کیست ÷ اس گروہ کا یہی قاعدہ ہی کہ اپنے نفع کو غیر کا ضرر بتاتے
ہین اس حیلے مین روپے لیلیکے مزے اوڑاتے ہین تم چین سے آرام کرو بسر صبح و شام کرو مین مطیع فرمان ہون تمھارا
نگہبان ہون جب مع الخیر تمھارا باپ لینے آئیگا میرا مطلب ملجائیگا تمھاری بدولت اپنے گھر پہونچ جاؤنگا شکر احسان
بجالاؤنگا اب باہم بے اندیشہ و غم رہنے لگے اوسکی ہردم دلجوئی و خاطرداری کرتا تھا بخوشی خدمتگذاری کرتا تھا
اونتالیس دن گھڑیان گن گن تہ خانے مین کاٹے چالیسوان روز آیا وہ نہایا کپڑے بدلے کہا آج میرا باپ
ضرور لینے کو آئیگا تمھاری رفاقت اور محبت کا حال سنکے حق خدمتگذاری بجالائیگا جہان کہو گے بخوبی پہونچائیگا
یہ کہہ کے وہ لیٹ رہا پھر مجھہ سے یہ کہا اسوقت خربزہ کھاؤنگا مینے تحفہ خربزے چنکے اوٹھائے قندکوٹ کے

تشتری مین روبرو لایا چھری اوسکے سرہانے طاق پر تھی میرے قد سے وہ بلند تھا قضا کی کمند تھا لینے کو اوچکا
چھری جو ہاتھہ مین آئی قضا نے قالین سے پاؤن پھسلایا ملک الموت سنبھالنے آیا ہر چند مینے چاہا پاؤن ہاتھہ
سنبھالون آفت کو ٹالون لیکن قضا و قدر کے معاملے مین دانا و نادان سب حیران رہے چپ رہنے کے
سوا کیا کہے کیونکہ نہ عقل عاری ہو جب یہ قول باری ہو إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا
يَسْتَقْدِمُونَ مین لڑکھڑا کے گرا چھری اوسکے دل پر پڑی سینے کے پار ہو گئی روح اوس مجروح بیگناہ
کی جنت کیطرف سوار ہو گئی وہ جان بحق ہوا مین مجرم ناحق ہوا سر پیٹ کے زمین پر پچھاڑین کھانے لگا
جیتیون کیطرح سر ٹکرانے لگا بے اختیار نالہ و آہ کرتا تھا حال تباہ کرتا تھا جب دن ڈھلنے لگا مین دہلنے لگا
کہ اسکا باپ یہان جو آئیگا مجکو قاتل سمجھہ کے برے دن دکھائیگا مصلحت یہی ہے یہان سے نکل چلو اوسی درخت پر
چھپکے دیکھو وہانسے باہر آکے پتھر وہین سے دروازہ کا نشان چھپایا اوسی درخت پر چڑھ گیا یکایک وہی جہاز
نمود ہوا بدستور اول لنگر کیا وہ پیر بلا کا اسیر غلامون کے ہمراہ اوترا خوش خرم تہ خانہ کے پاس پہونچا ادھر زورق
زرین خورشید فرو تمکین بحر اخضر مین چمکتی نظر آئی معلم ماہ نے تارونکی چاندی صفحہ نیلی پر اولٹ کے بچھائی
بلبلین نہالونے سورۂ والشمس وضحٰہا پڑھا شہریار چونک کے عبادتخانہ مین بڑھا شہرزاد کی کشتی زبان نے مدد بادبان
مشکل بحر سے ساحل لگی تھی اوسمین خموشی کا لنگر ہوا دنیازاد کو چار موجۂ غم لجہ و لطمۂ اندوہ و الم سے گلو خلاصی ہوئی سحر
آئندہ کا خطرہ ہوا اسکان چمن دہر مین ہزار ہزار انداز کے گل کھلنے لگے بلبل سیر سے سیر نہوئی تھی کچھہ دیر نہوئی تھی
خزان کا دور ہوا القصہ ہی کچھہ ادھر ہوا دونون وقت ملنے لگے صنم خانون مین گھی کے چراغ جلنے لگے برہمن
پوجنے کو سر کے بل چلنے لگے بادشاہ بیت الراحت مین آیا شہرزاد کو یاد فرمایا کہا پیر مردنے وہان پہونچکے
کیا دیکھا عرضکہ دشمن کو خدا نہ دکھائے جو ماجرا دیکھا پہلے تو وہانکی زمین نرم دیکھکے جسم کی رگ رگ ڈھیلی
ہو گئی بدحواس ہوا امید کا معاملہ حوالہ حرمان و یاس ہوا اسکی سرکائی دروازے پر جا کے پکارا آواز نہ آئی رہنے والا
چل بسا تھا تن بیجان لہولہان پلنگ پر پڑا تھا سیڑھی سے اوتر مکان مین گیا فلک جفا سرشت نے نیرنگی
دکھائی بوڑھے باپ نے جوان بیٹے کو کھو کے لاش پائی سینہ سوراخدار چھری چھاتی کے پار دیکھکے
سر پیٹا رویا ایسا چلایا کہ گر پڑا غش آیا ہمراہیون نے اوس خستہ و دلگیر مبتلای مرگ فرزند مین اسیر کو اوٹھایا

دفن کفن کا اوسی جا سامان کیا دشت ویران مین اوس مہجبین کی لاش کو گنج کیطرح نہان کیا بعد گریہ زاری اور ہزار
بیقراری اسباب باہر نکالا جوہری کو جہاز پر ڈالا جدھر سے آئے تھے بہزار تباہی پھر ادھر راہی ہوے جب وہ سب
چلے گئے مین درخت سے اوترکر اوسی صحرای پرخطر مین یکہ و تنہا حیرت کا مبتلا تمام دن راہ ڈھونڈھتا پھرا شبکو پھر اوسی غمخانہ
مین پڑ رہا جب بھوک لگتی جنگل کا میوہ کھاتا تسکین پاتا بارے بعد کہ مہینا اسی جستجو مین گذرا راہ نکلی اور دریا ایسا گھٹا اسقدر
کم ہوا کہ گھٹنون سے آگے نہ نم ہوا دل مضبوط کرکے پار اوترا دور سے آگ کی چمک نظر پڑی سوچا یہان آبادی ہو ویرانی
مین آگ جلتی نہین لیکن تقدیر سے کچھ چلتی نہین مؤلف نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین ۞ ہوتا وہی سرو سہی جو
سرنوشت ہو ۞ قریب پہونچا قلعہ سر بفلک کشیدہ دیدۂ روزگار ندیدہ جابجا برج سجا سجایا مگر خندق نے فصیل
تک سب تانبا شعاع آفتاب سے تانبے کی آگ نظر آتی تھی گردش تقدیر نئے رنگ دکھاتی تھی دروازہ پر جاکے
دم لیا بیٹھ گیا سمجھا جو کوئی باہر سے آئیگا اندر کا حال کھل جائیگا دفعتہ دس جوان ایک مرد پیر سن رسیدہ گرم و سرد
زمانہ دیدہ لیکن نئی بات فلک شعبدہ گر سفلہ پرور نے یہ کھائی وہ دسون شخص واللہ اعلم یگانے یا بیگانے تھے
مگر سب وہی آنکھ سے کانے تھے مجکو سخت حیرت ہوئی کہ ای پروردگار عجب تیری قدرت کے کارخانے ہین
گیارہ مین دس کانے ہین گیارھوان معمر جہان دیدہ آگے آتا تھا جب نزدیک آیا مینے اوٹھکے سلام کیا اوسنے
جواب دیا اور ٹھہر کے میری روداد پوچھی مینے ابتدا سے اوس دن تک کی حکایت بیان کی بہت تاسف کرکے
مجکو قلعہ مین لے گیا ایکسمت جدا مکان عالیشان سجے ہوے ایوان مین ضرورت کی سب چیزین مہیا اوسمین ایکقطعہ
بہت بڑا جسمین دس حجرے جدا جدا اسباب کا رنگ نیلا بیچمین دالان حجرون سے عرض طول زیادہ اسکا رنگ کالا اوسنے
نرالا وہ مرد پیر اوسمین گیا حجرونمین دسون نے ٹھیکا لیا مجھسے کہا وسط مین قالین بچھا ہی اسپر بیٹھ جا لیکن جو
حرکت ہمسے سرزد ہو نیک یا بد ہو اوسکا استفسار نکرنا تکرار نکرنا اس عرصہ مین وہ بزرگ کھانا لایا سبکو دیکے
ایک حصہ مجکو عنایت فرمایا بعد غذا شراب کو تقسیم کیا ایک ایک جام بانٹ دیا جسدم نصف شب باتونمین گذری
ایک شخص نے مرد پیر سے کہا سونے کا زمانہ آیا روزمرہ کا شغل نہ منگایا وہ اوٹھا دس خوان نیلی کسنے سیاہ خوان پوش
پڑے اور دس مومی شمعین ایک ایک شمع و خوان دسون کے سامنے رکھ کے وہ جدا جا بیٹھا انھون نے خوان
کو کھولا دو تشتریان ایک مین راکھ دوسری مین کوئلے پسے ایک چراغ اوسکا رنگ بھی سیاہ سب نے تیل مین راکھ

اور کوئلے کی سیاہی ملائی اپنے اپنے چہرون پر لگائی پھر چلا چلا کے رونے لگے جان کھونے لگے اور سر و سینہ پیٹنے لگے
کہا کیا برا حماقت کا ہمسے کام ہوا جسکا یہ انجام ہوا جب گریہ و زاری سے فرصت پائی وہی شخص بیسن و پانی لایا سب نے
ہاتھہ منہ دھو کے کلنگ کا ٹیکا مٹایا کپڑے پھاڑ ڈالے تھے وہ اوتارے دوسرے پہنے آدمی کی صورت بنے اپنے اپنے
بستر پر جا کے سو رہے یہ ماجرا دیکھہ کے مجکو بہت حیرانی ہوئی چاہا نقض عہد کرون حال پوچھون مگر ضبط کیا خاموش ہو رہا
دوسرے دن دم سحر تفریحا سب گشت کو چلے مینے کہا صاحبو تم فہمیدہ سنجیدہ نظر آتے ہو یہ حماقت کی حرکت کیون
عمل مین لاتے ہو امیدوار ہون مجکو اس حال سے مطلع کرو اور تم داہنی آنکھہ سے کانے ہو اسکی وجہ بتا دو وہ بولے
جو تجکو ہماری صحبت منظور ہی تو یہ کلام واہی کیا ضرور ہی القصہ دن تمام ہوا شبکو پھر اوسی سامان گذشتہ کا اہتمام ہوا پھر تو
مجھہ سے چپ نرہا گیا اونسے کہا یا تو مجکو یہ حقیقت سنا دو نہین تو میرے شہر کی راہ بتا دو اونمین سے ایک شخص بولا
ای بندۂ خدا ہم اپنا حال اسوجہ سے نہین کہتے کہ تیرا بھی یہی رنگ ہو جائیگا پھر تمام عمر بیفائدہ پچتائیگا مینے کہا
مجکو ایسی صورت بنانی بدل و جان منظور ہی لیکن یہ ماجرا دریافت کرنا ضرور ہی پھر وہ بولے جب یہ قطع تمھاری بنے
گی اور ہمارے پاس رہنے کی ٹھنے گی تو ناممکن ہی یہان دس آدمی کی جگہ تھی وہ آچکے بستر جما چکے مینے اسکو بھی
مان لیا دیکھنا اوسکا ٹھان لیا تب وہ ایک بھیڑ لائے اوسکو ذبح کرکے کھال کھینچی چھری میرے ہاتھہ مین دی
کہا اس سے خبردار رہنا یہی سب کام بنائے گی سیر کھائے گی ہم تجکو اس کھال مین سیکے پکھال بنائینگے میدان مین رکھہ آئینگے
رخ جانور بہت زبردست ہی وہ تجکو اوٹھا کے پہاڑ پر پہونچائیگا جب تجکو زمین پر رکھے فورًا اس کھال کو چیر کے
نکل آنا وہ ڈر کے اوڑ جائیگا وہان سے آگے جانا قلعہ سونے کا جواہر در و دیوار مین جڑا سورج سے زیادہ چمکتا
نظر آئیگا تو در آنا اندر چلا جانا خدا چاہے یہ آنکھہ جو کنوئنڈی نہین وہان کانی ہو جائیگی سب تماشا نظر آئیگا یہ کہکے کھال مین
لپیٹ صحرا مین رکھا عرصہ نگذرا تھا کہ وہ جانور آیا مجکو بھیڑ کا بچہ سمجھکر پنجوڑا پنجہ مین دبا کے لے اوڑا پہاڑ کی چوٹی پر
پہونچایا جسدم زمین پر رکھا معًا چھری سے کھال چیر کے مین باہر نکلا رخ نے مجکو دیکھہ کے بھاگنے کا رخ کیا
وہ بزدلا تو فرار ہوا بندہ قلعہ کا مشتاق تھا ادھر گرم رفتار ہوا ادھر صبح کی آمد کا غلغلہ مچا سیاہی شب کافور ہوئی
سپیدۂ صبح چمکا ہنوز مہر جہانتاب نے رخ انور جھروکے مشرق سے باہر نکیا تھا کہ بادشاہ جمجاہ نے تختگاہ کا عزم
کیا عدل و انصاف رعایا برایا مین مصروف ہوا تمام دن نظم سلطنت کا مشغلہ رہا جب مہر جہانگرد نے حجلۂ مغرب

مین قدم رکھا بادشاہ نے دربار برخاست کر کے خوابگاہ کا راستہ لیا تھوڑی رات باقی تھی کہ دنیازادنیند سے
چونکی شہزادکو بیدار کر کے دستان گذشتہ کے بیان کی خواستگار ہوئی بادشاہ نے پہلو بدل کے اجازت دی شہزاد
گویا ہوئی شاہنشاہ مطلق شاہ عالیجاہ کا بلند اقبال رکھے عدو کو پامال رکھے وہ برگشتہ بخت کہتا ہے دو پہر راہ کو
طی کرنے کے بعد قلعہ کی چمک نظر آئی دل مشتاق کی امید بر آئی افتان خیزان دروازے پر پہونچا فی الواقع
جیسا وہ کہتے تھے اوس سے زیادہ پایا دروازہ کھلا تھا نہ حاجب کا حجاب نہ دربان کا کھٹکا بھولا بھٹکا سیدھا داخل ہوا
مکان فردوس کا نشان دروازہ طلائی جواہر بیش بہا جابجا جڑا یہ تو روبرو اور پہلو بہ پہلو ننانوے صندل و ابنوس و ہاتھی دانت
کے دروازے ایک سے ایک بہتر خوشنما بنے جواہرات کے بیل بوٹے ادھر اودھر اور پورے سو دروازے باغ کے
خزانے کے آنے جانے کے بیچ مین بارہ دری جگر جگر کرتی خورشید سے ہمسری کا دم بھرتی جس وقت اوس مین
گذر ہوا قدرت حق کا معاملہ مد نظر ہوا چالیس پارۂ کمسن لباس مغرق پہنے جواہرات کے مرصع گہنے امنگ کے دن گرم
نظارہ مجھے دیکھ کے کھڑی ہوگئین بہت خوش ہو کے سلام کیا مزاج پوچھا پھر بکشادہ پیشانی یہ کلام کیا دیر سے
نرگس وار بشا ہراہ انتظار آنکھین وا دیدہ دل کھلا تھا الحمد للہ جس بات کے ہم جویا تھے مشتاق گویا تھے وہ سب صفت
آپ مین پاتے ہین بشرے سے نظر آتے ہین اور غالب ہے ہماری صحبت بھی آپکو ناگوار نہو کسی بات مین حجت و تکرار
نہو جو کچھ ارشاد ہوگا دل و جان سے بجا لا ئینگے اطاعت سے سر پھرائینگے پھر ایک پر تکلف مکان مین لیجا کے بٹھایا
متفق اللفظ سب نے سنایا آپ ہمارے مالک مختار ہین یہ لونڈیان فرمانبردار ہین پھر کوئی گرم پانی لا کے پاؤن
دھلانے لگی کوئی کشتی پوشاک کی لائی تحفہ تحفہ کپڑے پہنانے لگی کسی نے دستارخوان بچھا کے طرح طرح کے
کھانے چنے جو کبھی دیکھے نہ سنے شراب کے کنٹر معطر گزک کے سامان بہتر سے بہتر اوس وقت مین اپنے جامے مین
پھولا نہ سماتا تھا بادشاہ ہفت اقلیم صاحب تاج و دیہیم نظر آتا تھا کھانا نوش کیا شراب پی رنج و غم فراموش کیا
شام قریب ہوئی جھاڑ کنول جھابو نمین مومی کافوری شمعین جلنے لگین پریان وشین خدمتگذاری مین پھرنے
چلنے لگین منہ بہت عمدہ عمدہ مہاگنی کے فتنہ انگیز مخمل سے منڈھے بادلے کی جھالر گرد لٹکتی شراب تند و تیز حلق مین اٹکتی
کچھ برابر بیٹھ کے شراب پینے پلانے لگین کچھ ساز ملا کے ناچنے گانے لگین جب آدھی رات گذری ایک بولی
آج آپ کو کسل راہ ہے سیج تیار ہے آرام فرمائیے اس جلسے مین جو مرغوب ہو اوسکو ساتھ سلائیے مینے کہا

تم سب صاحب جمال رشک بدر غیرت ہلال ہو ایک اگر ہمبستر ہوئی دوسریکو کدورت ہوگی پھر مجکو ملال ہوگا
اونھون نے جواب دیا یہ آپکے تصور بیجا ہی یہان آئینہ وار صفائی دلی کا معاملا ہی آج اسکی کل ہماری باری آئیگی محروم کوئی نرہیگی
جو متصل بیٹھی تھی اوسکا ہاتھ پکڑکے اوٹھا پلنگ پر آیا ساتھ سلایا باقی اپنی اپنی جگہ گئین علحدہ علحدہ سو رہین دم سحر
جو نکا ہاتھ منہ دھویا غسل کیا کشتیان پوشاک اور جواہر کی موجود تھین کپڑے بدلے جواہر پہنا باغکی سیر کی کھانیکا
وقت آیا ناؤ نوش غم دنیا فراموش ہوا پھر پلنگ پر آیا دوسری سے موقع جمایا سہ پہر کو حمام ہوا اچھوتین دم تمام ہوا
ہر روز نئی مہ جبین پریچہرہ حسین کی باری ہوتی تھی دونون وقت نئی تیاری ہوتی تھی ہر شب شب برات ہر سحر
عید تھی گانا ناچنا سنا گلعذارونکی دید تھی اسی کیفیت سے سال تمام ہوا روز صبحدم جب روبرو آتی تھین ہنسی اختلاط
گاتی بجاتی تھین آج جبکی صورت نظر آئی بجلی گری زار زار روتے دیکھا آنسوونسے رومال بھگوتے بیقراری سے
جان کھوتے دیکھا گھبرا کے پوچھا کہ یہ زاری بیقراری کا سبب کیا ہی وہ بولین ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِکَ کا
دن آپہونچا ہی اب جدائی کا ہنگام ہی گردش بخت نافرجام ہی اور یقین کامل ہی کہ پھر ملاقات نہو یہ بات نہو تمسے
پہلے بہت لوگ آئے بیمروت ہمارا کہنا خاطر مین نہ لائے پھر اونکا حال نہ کھلا کدھر گئے جیتے ہین یا مر گئے شرح جو
پوچھی جواب دیا ہم چالیسون شاہزادیان ہین یکسال بہر حال دل بہلانے کو دیکھنے دکھانے کو یہان آتے ہین
برس دنکے بعد اپنے اپنے مکان پر جاتے ہین چالیس دن وہان رہکے جو پھرتے ہین اندوہ و الم مین گھرتے ہین
ہین یہ سانحہ عجیب ہو جاتا ہی جسکو یہان چھوڑ جاتے ہین غائب وہ حبیب ہو جاتا ہی دم رخصت ان دروازونکی
کنجیان تمکو دیکے عہد لینگے کہ سب دروازے کھول کے سیر کرنا دل بہلانا یہ سونیکا جو دروازہ ہی روتے کا دروازہ
ہی اسکے نزدیک نجانا اگر اسکو کھولوگے خفت اوٹھاؤگے پھر ہمکو حشر تک نہ پاؤگے دشت ادبار مین سرگردان ہوگے
بہت نادم و پشیمان ہوگے اگر اسکو تمنے نہ کھولا تو چلہ کے بعد ہم آئینگے یہی صحبت ہوگی یہی جلسہ یہی کیفیت ہوگی یہ سنا قسمین
عہد و پیمان کیا کہا لاحول لا یہ کونسا مشکل کام ہی اگر سلطنت ہفت اقلیم ہاتھ آئے تو انکار کرونگا چالیس دن کیسے چالیس برس
تمہارا انتظار کرونگا جب یہ سنا خوش ہو کے گلے لگین کنجیان دیکے رخصت ہوئین خدا جانے کس طرف وہ گئین مین تنہا
اوس مکان مین رہا وحشت کا زور ہوا گویا زندہ در گور ہوا جب بہت جی گھبرایا کنجیون کا خیال آیا دل سے کہا سونیکا دروازہ نہ کھولو
اور ونکی سیر کرو القصہ پہلے دروازے کا قفل جو کھولا باغ عجیب رنگ کی بہار کا دیکھا پھولون سے زیادہ ڈھنگ

ہر خار کا دکھائی نئی روش کے درخت تکلف کی نہرین فوارے بید مشک کے چھوٹتے پانی کی ولربا لہرین کیا کہون باد بہاری بڑی تیاری خندق کے گرد کیلونکی قطار نہر پہ سرو شمشاد ہزار در ہزار درخت شاداب پھولے پھلے ٹہنیونکو میوے سے گرانباری کر بمونکے دست پر جو دکیطرح خم ہر تختہ گلزار ارم پھلونسے ذائقہ ٹپکتا تھا بے اختیار دست ہوس ہوا کیطرح لپکتا تھا نظم باغ تھا یا کہ تھا وہ باغ مراد + کھل گیا غنچہ دل ناشاد + ہر چمن معدن لطافت تھا + ہر شجر مبنت نزاکت تھا + سرو تھے مثل قامت خوبان + گل تھے رشک عذار محبوبان + ہر شجر مین بہار کا بوٹا + نور مین برگ ماہ سے وہ چند + کتنا شاداب سبزہ زار چمن + کیا مصفا تھا آبشار چمن + غازہ عکس شفق کا لیکے بہار + کرتی تھی عارض چمن کا سنگار + الغرض اوس باغ روح افزا کی دیر تک سیر کی دل بہلایا جب سیر سے دل سیر ہوا اور دن بھی کم رہا دروازہ بند کیا بارہ دری مین آکے تنہا پڑ رہا وہ رات کراہ کراہ کے بسر کی تنہائی کی رات شب دیجور سے بدتر تھی صبحدم نیند سے چونکا ہاتھ منہ دھو ناشتہ کیا پھر جو یاد صحبت محبوبان بے تمثال آئی دل پر وحشت چھائی گھبرا کے اوٹھا دل بہلانے کو دوسرا دروازہ وا کیا قدرت خدا کا تماشا کیا اسمین موزون پھولونکے اشجار تھے جا بجا گلون کے انبار تھے بیلا جنبیلی موتیا موگرا جوہی سیوتی گلاب کیوڑہ سنبل و سوسن بنفشہ لالہ و نافرمان پر عجب جوبن کیتکی پہ مالتی نرگس باچشم مست جدا آنکھ ڈالتی مدن بان کی اور ہی آن بان زنبق مین قرنا کی شان چنپا کی خوشبو نرالی مہکتی ہر ڈالی صد برگ گل مہدی عباسی ہار سنگار مولسری بلبل کے لہو کی پیاسی نظم کیا چمن بندی اور گلکاری + ہر روش کی نئی تھی تیاری +

تختہ لالہ کب شگفتہ تھا | آتشین باغ ایک پھولا تھا
نور آگین کہین گل نسرین | جیسے تابندہ صبحدم پروین
کہین کلغا کیے ہی نور کا عین | مرغ زرین آسمان کا ہی کہین
اک طرف چشم نرگس حیران | وا ہی مانند دیدہ دربان
کب کھلا پھول چاندنی کا ہی | چودھوین شب کا چاند نکلا ہی
چشم نرگس کہین تھی چشمک زن | شمع شبو تھی اک طرف روشن

یون گل اشرفی پہ تھا جوبن | جسطرح سے چمکتا ہی کندن
دلکش اک ایک غنچہ سوسن | سی آگ وہ جسطرح سے وہن
ہر روش ہی کہ نور کا جادہ | ہی صبا مثل مست افتادہ
پر تو رنگ گل کا ہی یہ حال | ہو گئی ہی زبان سوسن لال
آبداری پہ موتیے کی بہار | در دندان حور جس پہ نثار

ہزار رنگ ڈھنگ کے پھول جو کبھی کسی نے دیکھنے تھے اونکا نام کوئی کیا منہ سے نکالے ہر تختہ بہ از زعفران زار تھا تمام باغ مہکتا تھا فرشتونکا قدم بہکتا تھا تمام دن اوس گلزار کی سیر مین محو رہا سر شام دروازہ بند کرکے تمام رات تارے گنا کیا تیسرے روز تیسرا دروازہ وا کیا جو کبھی نہ دیکھا تھا

وہ تماشا دیکھا وہان جانوران نغمہ سرا بلبل طوطا مینا شاما بیا البلقا ہریل ہرپوا ڈھیر طوطے ہزارون جانور خوش نما شیرین صدا سور کو کلا قمری فاختہ لعل سینہ باز اونکے ناز و انداز کبک تدرو خرام دنیا کے پرند گلفام کلابتون و ریشم کے جال درختون سے بلند تنے بادلے کے گرہ بند گچھی اونکے رہنے کے عجیب و غریب خانے بنے دانے پانی کی ٹلھیان جواہر نگار کچھ سونے چاندی کی سادی فقط میناکار کوئی انسان نہیں سیر گرم اہتمام نہیں سیر اپنہ کہین بیٹ پڑی کھاس سڑی تنکا بیکار نظر آیا ہر مقام کو شفاف پاکیزہ ترپایا اس شغل مین دل بہلتا رہا تمام دن جانورونکی دیکھ بھال مین ٹہلتا رہا شام کو ناکام دروازہ بند کرکے بارہ دری مین آیا کچھ کھا پیکے سو رہا دم سحر اوٹھ کے جو تھا دروازہ کھولا چالیس کوٹھے دروازے وا وہان نہ چوکی نہ کسی کا پہرا کسی مین درغلطان لوٹن کبوتر کے بیضہ کے برابر کہین زمرد کا انبار کسی مین الماس تھا یا سی کہین لعل بیش بہا کسی مین پکھراج زبرجد نیلم یاقوت لسنیا مونگے کے لٹھے ہیرے کے گچھے کسی مین اشرفی روپیا چھتون سے ملا کہین سونیکی اینٹین کسی جا وہ چیزین رکھین جو شاہان ہفت اقلیم کسی صاحب تاج و دیہیم نے نہین دیکھین الغرض اونتالیس دمین ننگ نوے دروازے کھولے سبکی سیر کی خدا نے خیر کی دل سے کہتا تھا یارب یہ خواب جسکا خیال ہے بیداری مین اسکا دیکھنا بشر کو محال ہے اب وہ دروازہ باقی رہا جسکے کھولنے کی ممانعت پریون نے فرمائی تھی اور مینے قسم کھائی تھی آخر گردش بخت سامنے آئی اوسکے دیکھنے کی ہوس دل مین سمائی لالچ برا ہوتا ہے ذلت و پشیمانی کے سوا حاصل کیا ہوتا ہے ع طمع را سہ حرف ست وہر سہ تہی * دل مین وسوسہ شیطانی سمایا یہ خیال آیا اسکے اندر ان سب سے بہتر و عمدہ چیزین ہین جو مجکو منع کیا ہے جہل سے علم شی کا اچھا ہے ناکامی و بدبختی نے شریک ہو کے ورغلانا عہد و قسم بھولا اوس کوٹھری کا کھولنا دل مین ٹھانا یہ چالیسوان روز اونکے آنے کا ہے وہی دن قسمت کے اولٹ جانے کا ہے القصہ وہ در نحوست وا کیا دفعتہ اسطرح کی بوے خوش دماغ مین آئی کہ غش آگیا جب ہوش درست ہوا آگے بڑھا دیکھا ایک گنبد فلک رفعت مطلا میناکار سونے کے در و دیوار جواہر کے بیل بوٹے بچی کاری کا کام جو جھڑے نہ ٹوٹے زمین عود و عنبر کی شمعین عقل کا چراغ گل کرتی ہین جواہر کی تپائیون پر روشن مکان مین عروس کا جوبن ایک گھوڑا اسکی شبدیز خسرو جسکو دیکھ کے سکندری کھائے صرصر تیز دم جست و خیز ٹاپو نمین کجل جانے رو برو جو مقشر و تل رکھے ظرف طلا مین بید مشک کیوڑہ بھرا ایسا سامان اوسکے کھانے پینے کا تھا ساز عراقی زین جڑاؤ ہم پہلو مینے اوسکی لگام پر جو ہاتھ ڈالا اوس نے قدم باہر نکالا

شامت کی گھڑی سر پر کھڑی تھی سوار ہونے کی دماغ مین ہوس چڑھی اسباب سب موجود تھا اوسکو تیار کر کے سوار
ہوا آہستہ سے ایڑ لگائی اوس نے گردن ہلائی ہر نیمین کو ڈرا تھا تڑاق سے لگایا وہ ہنہنایا صیحہ کیا اور پر پرواز کو لگے
اوڑا اتنا بلند ہوا کہ بجز سیاہ بختی کچھ نظر نہ آتا تھا مین خوف کے مارے اوسکی گردن مین لپٹا جاتا تھا کہ یکایک شہسوار مشرق
ابلق ایام سبز فام پر سوار ایال کرن کی مثال چمکتی کلیل اولیل کرتا نکلا فلک کہنہ لنگ سینہ کا تنگ بچشم حیرت نگران
تھا اوسکے گشت کو اسکے عرصہ کا تنگ میدان تھا شہرزاد اوسکی چمک دیکھ کے خاموشی کی خوگیر تھی لب بیان
لینے کی تقریر سے زبان بند کی دنیازاد تو منہ زور تھی تکرار ہر چند کی اوسنے کہا بیہودہ گوئی سے زبان کو لگام
دے حوصلے کی فراخی تنگ کر زیادہ نہ بتنگ کر اگر آج بھی امان ہوگی تو پھر شبکو بیان یہ داستان ہوگی ایسا
سمند ناز کو چمکایا عاقل کو نکتہ کافی ہے شہریار مطلب سمجھ گیا فرمایا آجکا دن کیا جبتک یہ تقریر دلپذیر مسلسل ہے تیرا
قتل معطل فراغ حاصل ہے یہ کہکے سریر سلطنت پر جلوہ فرمایا شب گردون نے فرصت پائی خواب راحت مین پاؤن
پھیلایا روے صحرا بان ہوا مہر سپہر پر درخشان ہوا جو جسکا معمول تھا وہ اپنے شغل مین مشغول تھا نیرنگ زمانہ
مشہور ہے دنکو رات کرنا اسکے نزدیک کیا دور ہے کچھ دیر نہ گذری تھی یہ تو سیر گذری تھی ناقوس برہمن کی آواز ہوئی
اس چہانجھ مین گیسوئے شام نے کھولے جعد مشکفام شب تیرہ انجام دراز ہوئی زنار دار چرخ اول ستارون کے مالا جپتا
بتکدہ نیلی مین آیا پرستش کا عازم ہوا کارپردازان بارگاہ کو اہتمام لازم ہوا قطرات شبنم کو آب پاشی کا حکم ہوا ایساولان
شبکو عصای اختران سے دورباشی کا حکم ہوا جلوہ روز تمام ہوا غلغلہ شام ہوا شہریار بیدار کو نیند کا بہانہ ہوا ذوق داستان
باقی مین داخل خلوتخانہ ہوا باآواز بلند شہرزاد کو پکارا فرمایا کہ اوس گشتہ بخت کو گھوڑے نے کہین اوتارا یا دے مارا
اوس نے عرض کی قلندر کہتا ہے کہ گھوڑے نے کچھ دیر کے بعد اوج سے حضیض کا رخ کیا اوسی قلعہ پر جہان سے
مین کیا تھا اوتار دم ہلا کی دہنی آنکھ کو کنوڈا کیا مین تو درد سے آنکھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ گیا وہ واللہ اعلم
کدھر روانہ ہوگیا مین اوسی دم کانا ہوگیا ہر طرف بدحواس ہاتھ ٹٹولتا ایک آنکھ درد سے بند دوسری جبر سے کھولتا
نیچے اوترا جوانون تو پہچانے لیکن مرد پیر دسون کانے نہ تھے کچھ دیر کے بعد جو وہ آئے تاسف کے بدلے
ہنسے خوب کھل کھلائے پھر کہا اگر سونے کا دروازہ نہ کھولتے تو رونے کا در بند رہتا اندھون کی طرح نہ ٹٹولتے اب
مناسب یہی ہے سیدھے بغداد اگر جاؤ گے تو کامیاب ہو گے مدعا پاؤ گے اس سبب سے یہان آیا رات ہو گئی تھی

تمنے مسافر نوازی کی آرام پایا زبیدہ نے کہا تم سبکی خطا معاف کی جدھر چاہو جاؤ اختیار ہی یہان ٹھہرنا بیکار ہی
وہ ممنت بولے یہ تین شخص شریک جلسہ ہماری داستان سن چکے ہین انکا حال سنکے ہم چلے جائینگے
پھر ایسی صحبت کہان پائینگے یہ لوگ دیکھنے مین نہ آئینگے وہ چپ ہوئی یہ قلندر باہم بصد رنج والم بیٹھ گئے
پھر زبیدہ نے خلیفہ اور جعفر و مسرور سے کہا ہان تم بھی سچ سچ اپنا حال کہو صبح ہوتی ہی یہان سے روانہ ہو

زبیدہ نے خلیفہ سے استفسار حال کیا جعفر برمکی وزیر نے اپنی پہلی تقریر کا اعادہ کردیا

خلیفہ تو خاموش رہا جعفر وزیر نے کہا جب ہم آئے تھے اپنا حال بیان کر چکے تھے تمہارے کہنے سے مکرر
سناتے ہین موصل مین ہمارا گھر ہین سوداگر مشہور پیشہ ور ہین یہان ہمارے ہم فن سوداگر نے دعوت کی تھی کھانے
کے بعد شراب پی لی خیال نہ رہا نشہ زیادہ ہوگیا رات اختلاط مین بہت گذری راہ سے نابلد تھے بھول گئے خوف
حاکم سے ہاتھ پاؤن پھول گئے اسطرف آنکلے تمنے عنایت کی راہ سے صحبت مین بلایا صرف اخلاق کیا کھلایا
پلایا یہ سبیل آنیکی ہی وجہ کونسی بہانے کی ہی زبیدہ سمجھی یہ سچے ہین لیکن ڈانٹ کے کہا جلد جاؤ پھر اپنی صورت
نہ دکھاؤ پھر تو حبشیونکا ڈر دوسرے غیر کا گھر کسیکو جرات کلام نہوئی فورًا اوٹھکے باہر کی راہ لی وہان سے
آگے بڑھکے خلیفہ نے لاحول پڑھکے قلندرون سے فرمایا تم نو وارد راہ سے ناآشنا ہو اندھیری رات ہی جدھر
جاؤگے ٹھوکرین کھاؤگے ہمارے ساتھ چلے آؤ اور جعفر کے کان مین کہا اپنے مکان مین لیجاؤ صبحکو
دربار مین لانا میرا خلجان مٹانا جعفر اپنے مکان کیطرف روانہ ہوا حال اپنے گھر کو گیا خلیفہ اور مسرور محل مین
داخل ہوئے تا سحر خلیفہ مکدر رہا نیند نہ آئی حیرت کا مبتلا تھا کہ یہ سانحہ کیا تھا اسی خیال مین گریبان سحر چاک
ہوا مجمع انجم پریشان بر افلاک ہوا خلیفہ بعد ادای فریضہ سحر خیال شب مین منتشر اریکہ آرا ہوا جعفر وزیر قلندرونکو
لیکے پہونچا خلیفہ نے فرمایا جبتک وہ عورتین آکے اپنا حال عرض کرینگی چین نہ آئیگا نہ اضطرار جائیگا
جعفر حسب فرمان زبیدہ کے مکان پر گیا فرمان خلیفہ سنایا جی نکل گیا جسم سبکا تھرایا سمجھین اب ضرور آفت آئیگی
راتکی ہنسی بہت دن رولائیگی زبیدہ نے مع اپنی بہنونکے نقاب چہرہ پر ڈال او سیدھی در دولت کی راہ لی
جعفر وزیر کی پناہ لی خلیفہ نے بقدر مراتب قلندرونکو کرسی زرنگار عنایت کی خاندان کی حمایت کی عورتون کو

پس پشت بیٹھنے کا اشارہ ہوا تو قید ہوئی مضطرب کنارہ ہوا پھر برخاست دربار کا حکم دیا وزیر امیر بخشی کوتوال سب حاضرین آداب و تسلیم بجا لائے تخلیہ ہو گیا خلیفہ نے زبیدہ سے مخاطب ہو کے فرمایا موصل کے سوداگرات کو ہم تھے تمنے خوب سیر دکھائی اوسکے بدلے ہمسے رنج حاصل ہوا اسپر کروہ بات درمیان آئی تمھارا لطف بے حساب ہے مگر ہمکو تمسے حجاب ہے پھر قریب پہلو مین جگہ دی تسکین کی فرمایا تمھاری سرگذشت سننے کی تمنا ہے اوسکے وجہ سے تمکو طلب کیا ہے

سرگذشت زبیدہ کی بہنونکی شکایت شاہزادے کے ڈبا دینے کی حکایت جزیرہ مین ہو بچکے سانپ کے اژدہے سے بچانا وہ پری تھی اسکے بدلے مع مال و دولت گھر پہونچانا بہنونکا کتیان بنا کے روز پٹوانا

حسب الحکم پہلے زبیدہ نے عرض کی امیر المومنین خلیفہ رسول رب العالمین میری داستان اور مصیبت کا بیان وہ جانکاہ ہے کہ گوش حق نیوش تک کبھی ایسا سانحہ نہ آیا ہوگا نہ کسی فرد بشر نے ایسا صدمہ اوٹھایا ہوگا وہ کتیان سیاہ عاجزہ کی سگی بہنی ہین اور یہ بی مات دونون لونڈی کی بائین دہنی ہین جسکے سینہ پر داغ سیاہ ہے امینہ نام محض بیگناہ ہے دوسری کا لقب صافی ہے کنیز کو زبیدہ کہتے ہین ہم مدت سے اوس محلے مین رہتے ہین باپ ہمارا نامور سر شہر و دیار تھا مشہور ملک التجار تھا بموجب رسم جہان گذران جسدم اوسنے انتقال کیا غم بے پدری مین ہمنے برا حال کیا ماتم داری سے فرصت جو پائی تقسیم ترکہ پدری کی نوبت آئی بیٹنے سگی سوتیلی کا فرق نکیا پانچون کو برابر حصہ دیا یہ دونون اپنی مانکے پاس گئین وہ دونون میرے ساتھ رہین مان ہماری بھی بقید حیات تھی بڑے لطف کی اوقات تھی چندروز کے بعد اوسنے بھی دنیا سے منہ موڑا بارہ ہزار ریال اپنے ملک سے چھوڑا وہ بھی مساوی بٹ گیا وہ دونون مجھسے بڑی تھین مال جو ہاتھ آیا تھا شوہر کی فکر مین پڑی تھین آخر عقد کر کے اپنا اپنا گھر بسایا ہماری تنہائی کا کسیکو خیال نہ آیا بعد چندے بڑی بہن کے شوہر نے اپنا اسباب اور میری بہن کا منقولہ غیر منقولہ سبکو بیچکے افریقہ کی راہ لی مال مفت دل بے رحم عیاشی مین وہ سب کچھ غارت کیا افلاس مین اور تو کیا کیا جورو کو طلاق دیکے چھوڑ دیا وہ بحال خستہ و خراب بے دانہ و آب فاقہ کر کے بغداد مین آئی کہین بیٹھنے کی جگہ جب نہ پائی سیدھا گھر لونڈی کا تھا آئی اپنی مصیبت خاوند بد حقیقت کی کیفیت سنائی مجکو بہت رنج ہوا فوراً حمام مین بھیجا کپڑے بدلوائے کہا تم میری ماکی جگہ ہو یہ جو کچھ ہے اپنا سمجھو گھر مین آرام سے بیٹھی رہو مجکو ریشم کے کیڑون سے بہت نفع ہوا ہے تم بھی یہ کام اختیار کرو اور باتون سے انکار کرو میرے پاس اونکی بود باش ہوئی معاش ہوئی

اگر منجھلی بہن کا خیال آتا تھا کہ اوسکا حال آل خدا جانے کیا ہوا ہوگا یکایک وہ بھی یک بینی و دوگوش نشہ افلاس
مین باختہ ہوش موجود ہوئی چار و ناچار اوسکو بھی اپنے گھر مین جا دی پوشاک بنا دی اب ہم یکدیگر شیر و شکر ہوے
کچھ دن چین سے گذری جب آرام ملا پیٹ بھرا پھر دونون کو خصم سوجھا مینے سمجھایا کہ تجربہ حاصل ہو چکا ہی اسپر
نکاح کی تمنا ہی اَلْمُجَرِّبُ اَلْمُجَرِّبْ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَة شرما کے سر جھکا کے چپ ہو رہین برس دن مین
پروردگار نے ایسی صورت کی مجکو تجارت دریا کی لہر آئی جہاز کرایہ کر اسباب تجارت اوسپر بار کیا سامان سفر
معقول تیار کیا دونون بہنونکو ہمراہ لیا بوشہر کے عزم پر جہاز کا لنگر اوٹھا وہان پہونچکے مختصر سا جہاز مول لیا
مال بار کرکے کھول دیا ہوا جو موافق چلی بہت جلد دریاے پارس سے ہندوستان کی راہ لی بیس دن گذرے تھے
جزیرہ نظر آیا شہر عظیم الشان عمدہ عمدہ مکان جو دیکھے جہاز کو لنگر کیا دیکھنے کا جو اشتیاق ہوا تنہا پنسوئی پر
سوار ہوکے کنارے پر پہونچے اوتر کے شہر کی راہ لی در شہر پناہ پر جو گذر ہوا عجیب حال نظر ہوا حاجب
و داربان پیادے سوار نگہبان بے حس و حرکت بیٹھے ہین خیال جو کیا تو سب پتھر کے ہین سخت عجب ہوا مگر جی
مضبوط کرکے شہر مین قدم رکھا دوکان ہر ایک والا اسباب تکلف سے چنا ایک سے ایک چیز عمدہ نادر ہر گز آدمی
کی قسم سے جو ہی پتھر ہی یہانتک کہ ایوان شاہی مین بھی یہی حال دیکھا محلسرا مین حبشنین تھین کنیزین آگے مغلانی محلدار
خود بیگم صاحبہ بالباس زرکار مگر پتھر بالاے مروارید چھالیہ ڈلی کے برابر ہر دانہ شمع کاشانہ کیصورت روشن گلی کا
جوبن اور بہت جواہر بیش بہا الماس مرد یاقوت کا زیور جا بجا کشتیون مین لگا دہرا الغرض ایک کمرہ مین جو گذر
ہوا ایسی تیاری و سجاوٹ کا دوسرا مکان نہ تھا صدر مین تخت مطلا بچھا فرش یک تخت سمور و قاقم کا زردوزی
چھتو مین موتیونکی جھالر مکان معطر روشنی نئے انداز کی پر ضیا جب شعاع اوسکی آنکھون کے سامنے آتی نظر
خیرہ ہو جاتی تخت پر چڑھ کے دیکھا یاقوت کی تپائی پر پارہ الماس فزون از حد قیاس رکھا ہی سامنے ایک
شمع روشن ہی اوسکی لو سے مکان جگر جگر کر رہا ہی قرینے سے سمجھے کوئی یہان زندہ صحیح سالم بھی ہی اس سیر مین
رات ہو گئی قصد نکلنے کا کیا ہر طرف تیرگی نے گھیرا اتفاقاً وہانکے سوا چار سمت اندھیرا تھا مجبور تخت کے قریب
جا کے لیٹ رہی لیکن ایسا مکان عالیشان اور یہ سامان اسکی وحشت تنہائی کی دہشت سے طبیعت
جو گھبرائی کسیطرح نیند نہ آئی جسوقت مسافر منزل اول کی دون نصف راہ طی کرچکا قرأت کی صدا آئی

کوئی شخص باواز حزین کلام رب العالمین پڑھتا تھا اوس آواز سے تسکین ہوئی دل کی وحشت گھٹی سمجھی کہ عابد شب زندہ دار
نماز گذار ہے شمع اوٹھا آواز پر کان لگا چلی ایک جانب سنگ سفید کی مسجد نظر آئی جانماز پر جوان رعنا چاند کا ٹکڑا بالحان
داؤدی قرآن خانہ معبود میں پڑھتا ہے ہر لفظ دل پر اثر کرتا ہے دو شمعیں بسوز و گداز متصل جانماز جلتی ہیں آنسو ونسے
موتیونکی لڑیاں ڈھلتی ہیں جسدم مجکو دیکھا قرآن مجید گردانا کہا اے غریب دیار اس مغضوب جگہ میں کیونکر آنا ہوا کیا
تجھسے بھی برگشتہ زمانا ہوا مینے بطریق اختصار اپنا حال اظہار کیا پھر اوس سے استفسار کیا اوسنے مجکو اپنے نزدیک
بٹھا کے کہا میرا باپ یہانکا فرمانروا بادشاہ تھا خراج گیر باجستان شاہ شاہان گیتی پناہ تھا مگر اوسکا طریقہ
مع رعایا برایا آتش پرستی کا تھا نشہ بادہ زر و مال کی مستی کا تھا لیکن میں عنایت خالق زمین و آسمان سے فرقہ مسلمان
سے ہوں میری دائی حافظ قرآن تھی عالمہ ہمہ دان محدث صاحب ایمان تھی اوسنے پوشیدہ مجکو قرآن پڑھایا علم دین سے
آگاہ کیا عربی زبان بتائی طریق اسلام میں لائی سمجھایا قابل پرستش وحدہ لاشریک لہ ہے اوسکا کوئی ہمسر نہیں
کوئی ملت اسلام سے بہتر نہیں جب اوسنے دار فنا سے رحلت کی مینے اوسکے ماتم میں اپنی غیر حالت کی اوسکے بعد
صدای مہیب سے کسی نے کہا اے ساکنان شہر آتش پرستی چھوڑو اس طریق سے منہ موڑو تین برس پیہم یہ صدا آئی کسی نے
اپنے فعل سے گردن نہ پھرائی دفعتہ عتاب باری اس گروہ ناری پر نازل ہوا بادشاہ سے غریب امیر و فقیر زن و مرد
فرد فرد یہ سنگدل پتھر ہو گئے فقط تن تنہا عنایت خدا سے میں بحال اصلی ہوں جبسے گوشہ میں عبادت کرتا ہوں باہر
قدم نہیں دھرتا ہوں رزاق مطلق دونوں وقت آب و طعام صبح و شام بھیجدیتا ہے کھاتا ہوں شکر نعمت بجا لاتا
ہوں برسوں کے بعد تمکو دیکھا اور اہل اسلام پایا مفضل حقیقی کے فضل سے اس بلا سے نجات پانے کا یقین آیا
میں بنظر اول اوسکی شیدا ہو چکی تھی متاع دل کھو چکی تھی منت و سماجت کہا اے سلطان فی ہمت عالیشان جہاز موجود
ہے کفش بردار یکو یہ کنیز ہے جان بہت عزیز ہے تا کی اکیلے اوقات خراب بصد پیچ و تاب کروگے یکہ و تنہا اس خرابی میں
رہوگے بغداد میں میرا مکان ہے ہارون رشید عادل سلطان ہے تمھارے حال پر بہت لطف و عنایت کریگا
ہر طرح کی رعایت کریگا وہ راضی ہوا رات تو حرف و حکایات میں بسر ہوئی نمود سحر ہوئی جہاز پر آکے وہ اسباب
کنارے پر جھکوا کے خلاصیونکو ہمراہ لائی جو شے بیش بہا و نادر تھی ہمنے اٹھوائی جہاز پر بار کی پھر شاہزادہ کو سوار
کیا لنگر اوٹھادیا بغداد کی راہ لی آب گردش گردون نیرنگی زمانہ بوقلمون دیکھیے شہزادہ کا جمال چہرہ بدر مثال دیکھکے

بهنونکا جی بهر آیا آپسمین کچھ اور ہی مشورہ ٹھہرایا ایک روز دم تقریر پوچھا بغداد پہونچکے شاہزادہ کہان رہے گا قصد کیا ہی مینے جواب دیا جب مین بخوشی اسکی کنیز ہوئی تو جان کیا عزیز ہوئی عقد کرونگی آنکھین بچھاونگی مالک بناؤنگی یہ سنکے چہرون پر ہوائیان اوڑنے لگین اور دشمن جان وہ بے ایمان ہوگئین آب جہاز دریاے فارس کے مہانے آیا ہوا جو موافق ہو تو بوشہر چار پہر مین پہونچے اوسی شب کو وہ دونون بدذات گھات مین تھین موقع پا گئین نیند مین غافل پا کے مجکو اور شاہزادے کو بحر زخار دریاے ناپیدا کنار مین پھینکدیا وہ تو دریا مین گرکے غریق بحر رحمت ہوا پھر نہ ترا مین شناسے آشنا تھی شب تیرہ و تار مین ہاتھ پاؤن ہلاتی کنارے پر پہونچی صبح نے روے انور دکھایا تری خشکی کا حال نظر آیا تھوڑی دور نزدیک نزدیک درخت گنجان معلوم ہوے وہان جا کے کچھ پھل کھاے چشمے سے پانی پیا جینے کا سہارا کیا ایک پیڑ سر بفلک کشیدہ تھا اوسکے سایے مین جا بیٹھی بغداد جانے سے اعزا و اقارب کو صورت دکھانے سے ہاتھ اوٹھا بیٹھی دفعتہ ایک سانپ پردار بیقرار میرے گرد پھر کے بچشم یاس بحواس میری صورت دیکھنے لگا مین سمجھ گئی کہ یہ آفت رسیدہ سہارا چاہتا ہے اپنا چارا چاہتا ہے کھڑی ہوکے ہر طرف دیکھنے لگی فورًا دوسرا افعی خونخوار سیاہ اوس سے قد مین دونا قضا کا نمونا جھپٹ کر اوسکی دم چبانے لگا نگل جانیکا طور کیا اوسیدم اژدر فلک چہارم مشرق کی بانبی سے نکلا کچھ لہر جو آئی کفچہ اوٹھاکے ہر طرف دیکھا بھالا اس حرکت سے جو جی سیر ہوا درج دہن سے من کو نکالا روشنی پر طبیعت مائل ہوئی تیرگی صفحہ دہر سے زائل ہوئی شہرزاد کے ہاتھ پاؤن پھولے تقریر کے منتر بھولی خاموش ہوئی دنیازاد یہ رنگ دیکھکے بیہوش ہوئی نوبتی نے نقارہ سینکا ٹکور کی نوبت آئی گھڑیالی نے گجر کی موگری لگائی شہریار بیداربخت بعد نماز متوجہ تخت ہوا سامان سحر یک لخت ہوا حکم امان وزیر نیم جان نے سنا زرد چہرہ گلنار ہوا بدستور حاضر دربار ہوا سلطان و وزیر انتظام ملک تدبیر مال کرنے لگے کسیکو تغیر کسیکو بحال کرنے لگے ادھر خاتون شب نے گیسوی مسلسل بیدار جیسے کالی ناگن بل کرتی خونخوار چہرہ روز پر کھولی چوکیدار چونک کر خبردار باش بیدار باش بولے پلٹن والونمین حکم حیدر کا غل مچا چور اوچکا نظر بازون کی آنکھ مین جچا غریب غربا نے محنت مشقت سے فرصت پائی شہریار کامگار نے پلنگ کا رخ کیا شہرزاد بسر خدمتگذاری آئی پہلے یہ شعر بر زبان لائی ابیات

اگر منظور ہو راحت اوٹھانی ✣ تو اوٹھ بیٹھے مین کہتی کیا کہانی ✣ ہر اک فقرہ مین سو معنی چھپے ہین ✣ قلم کو توڑ ڈالے سنکے مانی ✣

ای شہریار عالی وقار زبیدہ نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا مینے خوف کھایا نہ اوس افعی خونخوار کو ہراس کیا پہلے
سانپ کا پاس گیا ایک پتھر بہت بھاری اوٹھا کے بزور تمام اوسکے سر پر مارا بھیجا نکل پڑا دم منہ سے اوگل دی
مغز پارا ہوا اوس بیکس کا موری کے منہ سے چھٹکارا ہوا ایک سمت بر سر پرواز ہوا منکشف نہ راز ہوا وہانسے اوٹھکے
دوسرے درخت کے تلے لیٹ کے سو رہی کہ خستہ ہو گئی تھی یکایک آنکھ جو کھلی دیکھا پری پیکر گل اندام دو کتیان
سیہ فام رسی مین باندھے سرہانے بیٹھی ہی پوچھا تم کون ہو ماجرا کیا ہی کتیونکو کیون باندھا ہی جواب دیا مین وہی سانپ
ہون جسکو دشمن کے منہ سے چھڑایا تھا یہ خیال آیا پروردگار فرماتا ہی هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ
تمکو اس حال خراب مین دیکھکے دل بیتاب ہوا تمھاری بہنون نے تمسے عداوت کی مینے اونکی یہ حالت کی اور
نقد و جنس جو کچھہ اسباب جہاز پر تھا تمھارے گھر مین پہونچا دیا پھر اوسنے مجھہ سے کہا آنکھین بند کرلو دفعۃً وہان سے
اوٹھا کے مجکو مکان مین بٹھا دیا دم رخصت تکرار سمجھایا کہ اسقدر ایذا اوس عمل بد کی تو سزا نہین مگر ہر شب سو سو
چابک انکو لگانا بھول نجانا ورنہ مجکو ملال ہوگا اس سے بدتر انکا حال ہوگا میری سب قوم تمھاری فرمانبردار
رہیگی جو کہو گی بجا لائیگی کبھی انکار نکریگی جسدم یاد کروگے آئینگے جس کام کا اشارہ ہوگا سر نہ پھرائینگے
خداوندنعمت اوسدن سے یہ حرکت انسے کرتی ہون غیر جنس کے عتاب سے ڈرتی ہون جب خون کا جوش
ہوتا ہی تو رومال اشکون سے بھرتی ہون یہ اوس سانحہ کی کیفیت تھی اور حال تھا جسکا پیر و مرشد کو خیال تھا
یہ سنکے خلیفہ کو بہت تاسف ہوا جعفر سے فرمایا کہ تم امینہ سے دریافت کرو کہ داغ سیاہ کس جسم بے تقصیر پر
آیا ہی کس بے رحم نے چاند مین گہن لگایا ہی وہ دست بستہ اوٹھی خلیفہ کے روبرو آکے عرض پیرا ہوئی

روداد حال بیداد امینہ کا سنانا ایک عورت کا شادی کے حیلے مین لیجانا دوسرے کے عقد مین پھنسانا بازار جاکے چوٹ مول لینا خاوند کا داغ دیکے چھوڑ دینا

امینہ نے کہا جو کچھہ زبیدہ نے عرض کیا بیگم وہ کاست تھا سر مو تفاوت نہین کیا عرض کر مین بلحاظ سمع خراشی
ہی فقط سخن تراشی ہی صرف اپنا حال جسکا یہ مآل ہی سناتی ہون میری ما نے ایک امیرزادے سے میرا عقد
کر دیا تھا اوسی سال اوسکی قضا آئی نہ اوسکو لطف حاصل ہوا نہ مینے لذت پائی مگر مال دنیا لاکھہ ریال کا تھا

وہ تجارت کے کام مونین لگانے نفع بہت ہوا راحت سے اوقات گذرنے لگی عیش سے بسر کرنے لگی پوشاک عمدہ ہزار ہزار ریال کی کھانا نفیس جیسا رئیس امیر کھاتے ہین کھانا حسب طرح کے لطف اوٹھانا ایک روز دربان نے کہا ایک سن رسیدہ ضعیفہ کچھہ عرض کرنے آئی ہی بے اجازت بار نہین پاتی ہی دروازہ پر بیٹھی ہی حضوری کی تمنا ظاہر کرتی ہی مینے کہا آنے دے جسدم وہ قریب آئی بلائین لیکے کہنے لگی آپکی غریب پروری محتاج نوازی تمام محلہ راضی ہی میرے پاس لڑکی یتیم ویسیر ہی نہ کوئی مددگار نہ دستگیر ہی محتاج سبکی نظر مین حقیر ہوتا ہی اور لونڈی بھی غریب الوطن ہی نہ یہان مان ہی نہ بہن ہی نہ پتہ معلوم کہ یہانکے لوگونکی کیا رسم و راہ ہی کام یہ ہی ایک لڑکے سے اوسکو نامزد کیا ہی وہ متمول مالدار کا بیٹا ہی کنبا بڑا ہی سامان بہت مہیا ہی مجکو یہ خدشہ بڑا ہی سمدھنین جبکے آئینگی میری تنہائی و بے سامانی دیکھہ کے نظرون سے گرائینگی اگر چند ساعت کو آپ رونق افروز ہون بگڑا کام بنجائے آپکی بدولت یہ عاجزہ آبرو پائے یہ کہہ کے وہ خوب روئی مجکو خوف خدا ہوا کہ خدا کسی کو بے وارث تنہا کرکے وہ ہمت نکرے تو کیا کرے مینے جواب دیا کہ ای مادر مہربان تو غم نہ کھا مین ضرور چلونگی اور جو شی درکار ہی خدا کے فضل سے سب سامان یہان تیار ہی وہ دعائین دیکے بولی فقط آپ تشریف لے چلین اور کچھہ فکر نکرین شام کو دعا گو آپکی آپنے ساتھہ لیجائیگی وہ رخصت ہوئی مین سامان درست کرنے لگی بہت تکلف کی عمدہ پوشاک پہنی اور گران بہا نادر جس قدر گہنا تھا وہ پہنا حسب وعدہ وہ آئی کہا مہمان سب آچکے دو لہہ کی آمد ہی آپکی جلوہ گری میری عزت افزائی از حد ہی مین تو اوسیوقت سے تیار ہی کر چکی تھی اوٹھی چند خواصون کو بہاری جوڑے پہنا ہمراہ لے چلی ایک کوچہ وسیع ہموار شستہ و رفتہ آبپاشی سے تر ملا اور دروازہ فلک رفعت جیسے شاہ و شہریار کا ہوتا ہی اوسپر بخط جلی سنہری یہ لکھا تھا در دولت حضور خانہ عیش و سرور ضعیفہ نے دستک دی کسی نے کنڈی کھولی اندر پہونچی مکان عالیشان قطعہ خوبصورت سجے سجائے دالان فرش مکلف بساط مزرد شیشہ آلات متعدد ایک عورت حسین جوان بصد شوکت و شان مسند پر بیٹھی تھی میرے استقبال کو اوٹھی لب فرش آکے مجھے گلے لگا کے مجرہ معقول مین بٹھایا بہت اہتمام فرمایا پھر ہنسکے مجھسے کہا تم برات دیکھنے آئی ہو مگر حقیقت حال سے ناآشنا ہو وہ مجھسے سنو شادی کا بہانا تھا منظور تمکو بلانا تھا میرا بھائی مہ جبین حسین با زین رعنائی نادیدہ تمہارا شیدا ہی مرض محبت زردی رخسار سے پیدا ہی وہ عقد کا طلبگار ہی بغیر وصال زیست دشوار ہی اگر انکار کروگی خونکا

بوجھ اپنی گردن پر لو گی تم گل ہو تو وہ بلبل ہی تم رشک پری ہو وہ غیرت حور ہی ایسا جوڑا کہان ملتا ہی
اقبال ضرور ہی ہر چند اس امر کا میرا ارادہ نہ تھا لیکن اوسنے اس چرب زبانی اور شیرین بیانی سے یہ ذکر کیا کہ
مینے سنکے سر جھکا لیا وہ ہنسنے لگی بولی میرا مطلب حاصل ہو گیا الخاموشی نیم رضا پھر کہ رے مین جا کے صاحب
معاملہ کو لے آئی جسدم میری نظر اوس یوسف جمال مہر تمثال پر پڑی زلیخا تو نادیدہ شیدا ہوئی تھی مین دیکھتے
ہی زندان محبت مین اسیر ہوئی کاکل خمدار گرفتاری کو زنجیر ہوئی وہ دلیری سے قریب آبیٹھا تقریر ہونے لگی
نوجوانی اور رنگین بیانی اوسکی میرے ہوش حواس کھونے لگی پھر میری چتون اوس عاقلہ نے پہچانی کچھ اشارہ
کیا یکایک قاضی گواہ چار ہمراہ اندر سے نکل آئے بعد مٹھائی کے خوان ہار پھول عطردان پاندان وہ بہ آیا
نکاح پڑھوایا میرے شوہر نے مجھسے قسم لی کہ مرد اجنبی سے خبردار کبھی بات نکرنا فریب کی کھات نکرنا
عفت و عصمت کا پاس کھنا میرا خوف و ہراس کھنا مین بھی کوئی کام تمھارے مزاج کے خلاف نکرونگا
اسپر جو تسے قصور ہو گا معاف نہ کرونگا جب ان باتون سے فرصت پائی ہم بستری کی نوبت آئی خوش بشاش جسطرح
ناموس سلطان ہتے ہین لیل و نہار گذرنے لگے باہم عیش و عشرت کرنے لگے مدت کے بعد بازار جانیکی کچھ اسباب
پسند کرکے لانیکی ضرورت ہوئی بغداد مین تو سب امیرزادیان بازار جا کے خرید فروخت کرتی ہین مینے بھی
شوہر سے اجازت لی دو لونڈیان اور وہ پیرزال جسنے اس جنجال مین پھنسایا تھا ہمراہ ہوئی چوک مین پہونچی ضعیفہ
بولی اس کوچہ مین بڑا تاجر ہی جہانکا سامان دکانمین کھتا ہی بانکا سپاہی وہان چلو جو درکار ہی لو جب دکان پر گئی کہا جو
شی مطلوب ہو طلب کرو مینے جو ابدیا روز عقد میرے شوہر نے عہد لیا تھا نامحرم سے بات نکرنا غیر مکان مین دنکو
رات نکرنا ریشمی تھان تو مانگ سوداگر نے میری خواہش اوسکی زبان سے سنکے تھانون کا ڈھیر لگایا
ایک تھان مجکو بہت پسند آیا قیمت جو دریافت کی وہ ولد الزنا بولا ایک بوسہ یہ دونگا سکے سو ہزار
اشرفی نہ لونگا مجکو یہ سنکے غصہ آیا بڑھیا سے کہا یہ مجنون ہی کسی کا خوف ہی نہ ڈرتا ہی بیہودہ گفتگو کرتا ہی وہ بدبخت
بولی مضایقہ کیا ہی کون دیکھتا ہی مجکو انتہا کا غیظ آیا اوس ملعون نے منہ بڑھایا مینے طمانچہ لگایا وہ ناامید ہو کے
جھلایا مجھپر ہاتھ اوٹھایا چوٹ بچانے کو سرکی دکان کے نیچے گر پڑی سر پھٹ گیا کپڑے خون چکان
مضطر و حیران تھی کہ یہ امر پوشیدہ نرہے گا بڑا ملا ہو گا شوہر نے سنا تو حال کیا ہو گا وہ تو فی الفور دکان بند کرکے

بھاگا مین روتی پیٹتی گھر پہونچی پوشاک بدلی سر کو لپیٹا پلنگ پر گر ہی بخار چڑھا در دسے بیقرار تھی شبکو شوہر جو آیا خلاف عادت مجھے پلنگ پر لیٹا پایا وجہ پوچھی مینے درد سر کا بہانہ کیا وہ جھوٹ سمجھا شمع قریب لایا سر کو زخمی پایا کہا یہ کیا ہوا جواب دیا تمھاری اجازت سے بازار گئی تھی گلی مین مزدور لکڑیکا گٹھا لیے جاتا تھا پاؤن جو پھسلا بوجھ میرے سر پر گرا وہ کہنے لگا خیر دم سحر جو جو حمال ہیزم کش ہین سبکو قتل کرونگا مینے کہا یہ بڑا ظلم ہی ایک خطا کرے سو مارے جائین مجکو تو کمھار کے گدھے کا دھکا لگا گر پڑی یہ حال ہوا اس کلمے کو سنکے چہرہ اوسکا لال ہوا کہا تو سخت جھوٹی افترا پرداز ہی تیرا خون مجکو حلال ہوا پھر غلام کو پکارا تین حبشی سیہ فام موجود ہوے ایک سے کہا اسکا سر جدا کر اون دونون سے فرمایا لاش اوٹھا کر دریا مین ڈالدو قصہ مٹا و بکھیڑا ٹال دو جب وہ تلوار کھینچکے قریب آیا وہی ضعیفہ اوسکی انّا تھی دودھ پلایا تھا دوڑکے پاؤن پر گر پڑی اور بالحاح وزاری کہنے لگی مینے دودھ کا حق بخشا خون ناحق برا ہوتا ہی کیون اسمین مبتلا ہوتا ہی خبر ہوگی تو حاکم وقت کیا کہے گا عادل کا زمانا ہی احتیاط ضرور ہے مناسب اپنی آبرو بچانا ہی یہ سنکے غیظ کی حالت جو اوسپر طاری تھی میری موت کی باری تھی موقوف ہوئی کہا تیری خاطر ہی اس امر سے باز رہا مگر تنبیہ ضرور ہی یہ بانی فتور ہی غلام سے چوب بید کو منگایا اس بے رحمی سے بازو اور شانے کو نشانا بنایا کہ مجکو غش آیا وہانسے اٹھوا کے باہر ڈالدیا گھر سے نکال دیا چار مہینے زخمون سے بیمار رہی وہی ضعیفہ مرہم پٹی کرکے تیماردار رہی جسدم صحت کامل پائی اپنے ذاتی مکان مین آئی نام و نشان اوس ظالم نے مٹا دیا تھا مٹی کا ٹیکرا بنا دیا تھا زبردست سمجھ کے اس ظلم کی داد نچاہی صبر کیا پھر یہ کیفیت زبان پر نہ لائی جب بیٹھنے کا کہین ٹھکانا نرہا وہ صورت اور وہ زمانا نرہا اپنی بہن زبیدہ کے پاس بر جو اس گئی سرگذشت سنائی یہ آنسو بھر لائی بدلداری تمام یہ کلام کیا کہ ای بہن بہت برا زمانہ ہی ہر شخص بر سر فساد ہی گھر گھر داد بیداد ہی اپنا ہو یا بیگانہ کسی سے راحت کی امید نہین بلکہ ایذا کا ڈر ہی دنیا مقام خوف و خطر ہی خانہ شماست بے تکلف جمع موجود ہی اپنا سمجھکے شوق سے کھاؤ کھلاؤ گوشۂ عافیت مین بیٹھ کے شکر پروردگار بجالاؤ آج سے شوہر کا نام زبان سے نہ لینا آبرو ہاتھ سے ندینا اوسدن سے انکی بدولت راحت و آرام ہی آسائش سحر و شام ہی اور صافی حقیقی میری بہن ہی ماکے مرنے سے یہ بھی انکی خدمت مین رہتی ہی اطاعت سے رضامند رکھتی ہی خلیفہ سب حال دریافت کرکے مسرور ہوا خلجان رات کا اوسدن دور ہوا پھر زبیدہ سے پوچھا اوس پری سے کیونکر ملاقات ہو جاتی ہی

بلاتی ہو یا وہ خود بے طلب آتی ہی اوس نے عرض کی یہ جملہ دم تقریر لونڈی بھول گئی تھی وہ تھوڑے سے بال جیب سے
نکال کے دیگئی ہی جب لونڈی اونکو آگ دکھاتی ہی وہ صادق الاقرار فی الفور آتی ہی خلیفہ نے فرمایا ہم اوسکے بہت مشتاق ہین
قباحت نہ سمجھو تو اسوقت بلاؤ ہمکو بھی اوسکی صورت دکھاؤ وہ بولی لونڈی حکام بجالاتی ہی بخشتم زدن وہ پری آتی ہی ہنوز مجمر سلگانے
کی نوبت آئی تھی کہ شفق صبح کی سرخی کنارہ سپہر نیلگون سے نمایان ہوئی سیاہی شب زیر زمین پنہان ہوئی شعلۂ آفتاب نے
افق مغرب سے نکل کے عالم کو روشن کیا انجمن انجم نے شمع ماہ گل کرکے چادر شرم سے منہ چھپالیا شہرزاد نے زبان بند
کی شاہ والاجاہ نے دیوان خاص کی راہ لی تمام دن مشغلہ نظم سلطنت مین گذرا کوئی ملزم بری کوئی سزا کا سزاوار ہوا
جب شاہ خاور نے سیر عالم سے سیر ہوکے برج مغرب مین قدم رکھا اور خاتون ماہ نے ایوان سپہر اطلسی کو ستارونکی
گلکاری سے چمکادیا شاہ آسمان جاہ گیتی پناہ نے خانۂ عشرت مین آکے شہرزاد سے ارشاد کیا اوس پری نے
خلیفہ کے روبرو کیونکر جلوہ دیا شہرزاد بعد دعا و ثنا عرض پیرا ہوئی کہ زبیدہ نے پری کے بال انگیٹھی کے سامنے
کیے تھے کہ فورا مکان مین زلزلے کے آثار پیدا ہوے مگر نہ چھت ٹوٹی نہ زمین پھٹی پری آکے حاضر ہو گئی اوس نازک اندام
نے لباس فاخرہ جو بشر کی نظر سے نہ گذرا ہو پہنا تھا سر سے پاؤن تک الماس مرد یاقوت کا گہنا تھا ادب سے سر جھکا کے
جوبن دکھا کے خلیفہ کو سلام کیا پھر یہ کلام کیا حسب طلب حضور بڑے دور سے آئی ہون فرمان سلطان فی الشان بجالائی
ہون خلیفہ صورت زیبا بات کا سلیقہ دیکھہ کے بہت محظوظ ہوا اپنے قریب بٹھایا عزت و توقیر کی خوش بیانی سے یہ
تقریر کی جنکو تمنے کتیان بنایا ہی ممکن ہی کہ وہ پھر انسان ہون ہم تمہارے احسان مند ہون دوسرا یہ مقدمہ ہی کہ ایک
شخص نے میرے زمانے مین عین دار الخلافت مین یہ ظلم کیا اپنی زوجہ بیگناہ کا بدن داغدار فگار کرکے گھر سے نکالدیا
مجکو اسکا ملال بدرجہ کمال ہی شہنشاہ حقیقی کے بازپرس کا خیال ہی پری نے جواب دیا اگر مرضی مبارک یہی ہی تو اونکو بصورت
اصلی ابھی انسان بنادونگی اور اس مہرو کے داغونکا نشان بالکل مٹادونگی خلیفہ نے زبیدہ سے فرمایا کتیان ابھی منگاؤ
دیر نہ لگاؤ اوس نے اپنی بہن صافی کو بھیجا اوس نے دونو نکو لاکے حاضر کیا پری نے پانی مانگا آہستہ اوسپر کچھہ دم کیا
کسیکی سمجھہ مین نہ آیا کیا کہا پھر اوس پانی بے مثل لاثانی سے کہ آبحیات تھا کتیونکو دھلوایا سحر کا اثر دور ہوا انسان کا جامہ
پایا آئینہ کے داغ ہاتھہ پھیر کے دور کیے غیرت بلور کیے خلیفہ اس اعجاز کو دیکھہ کے متحیر ہوے اور سب سکتے کے
عالم مین تھے کیتونکی صورت دیکھہ کے روباہ روز بصد کر و فر دریاس مشرق سے نکل کے صحرای زمرد فام مین سرگرم خرام ہوئی

اسپ چرخ کو کنام نیلی مین ہل چل پڑی ہی گاؤ سر اگیدڑ بھبکی مین تحت الثری سے نکل پڑی زمین مشرق کلنار کے دامن شب نے شفق صبح نمودار کی خبر سحر عام ہوئی شہزادے نے گریہ مسکین کیطرح خموشی اختیار کی دنیازاد نے بزاخفش کیصورت سر پھرایا داستان بے تکرار کی شہزادے نے قطع گفتار کی شہریار ہزبر بیشہ بے اندیشہ عیش منزل سے روانہ ہوا داخل عبادتخانہ ہوا وہانسے سریر آراے اریکہ معدلت رونق بخش معرکہ انصاف ہوا بدعت وظلم کی کدورت سے چہرۂ عالم صاف ہوا اخوان شیاطین گرگ خصال نے دلی بھیگی بلی بنکے غلغلہ عدالت سے ہرطرف دبکنے لگی حسرت وخجالت سے بیہودہ بکنے لگی اس عرصہ مین کہ دونون دن نے گرگٹ کیصورت رنگ بدلا سپیدی کا سیاہی سے ڈھنگ بدلا بیداربختونکو خواب غفلت نے گھیرا مشقت سے فکر آرام کی ہوئی تیرگی یکسر چھاگئی روشنی نے منہ پھیرا دھوم بصد احتشام شام کی ہوئی شہریار نے شہزادے سے بانی کا اثر پوچھا وہ بولی قربان جاؤن کیتونکا قالب بدلا انسان کا جامہ ملا امینہ کے داغون کا نشان نرہا چاندسا جسم ہوگیا پری نے خلیفہ سے کہا چھوٹا صاحبزادہ امین اسکے داغونکا بانی ہے یہ ادنا اوسکے ظلم کی نشانی ہے بادشاہ نے فورًا امین کو طلب کرکے بچشم غضب دیکھا اور ارشاد کیا تو سخت ظالم نکلا پہلا قصور ہے سزا سے محفوظ رہا اگر آئندہ ایسی حرکت ظہور پائیگی سزا سے نجات ہاتھہ نہ آئیگی سرنو عقد کا حکم ہوا قاضی کو طلب کرکے نکاح کردیا اور تاکید یہ کہا کہ خبردار رنج کے بدلے راحت دینا وہم وگمان سے قصہ وفساد کا نام نہ لینا اگر پھر گوش زد کوئی امر واہی ہوگا فورًا مورد عتاب شاہی ہوگا وہ بہت اعزاز سے امینہ کو لیگیا ہم صحبت کیا اور محلون سے زیادہ رتبہ دیا زبیدہ پر خلیفہ مائل ہوچکا تھا ابرو کی شمشیر مژہ کے تیر سے دل وجگر گھائل ہوچکا تھا بہت دھوم سے اپنے عقد مین لایا صفی اور زبیدہ کی دونون بہنونکا تینون قلندرون سے نکاح پڑھوایا ان جلسونمین پری کی خوب مہمانداری ہوئی اسکے بعد پری کی رخصت ٹھہری وطن جانے کی تیاری ہوئی وہ شاہزادے قلندر خلیفہ کے مشیر ہوئے ہمپہلوے وزیر ہوے بہت راحت وآرام سے رہے متنفر وطن کے نام سے رہے رات باقی تھی شہریار نے دنیازاد کو سکھایا کہ تو کہہ اور کوئی قصہ مختصر سا کہو جبتک نمایان ہووے سحر ہوا اتنی رات دلچسپی سے بسر ہو

قصہ ہندباد مزدور کا اور سندباد تاجر ذی مقدور کا ہندباد کا پشتارا دروازہ پر چھوڑ کے سامنے جانا سندباد کا رحم کھاکے کچھ دینا اپنا حال سنانا

شہزادے نے کہا حضور خلیفہ ہارون رشید کے زمانے مین ایک مزدور تھا دیانت دار ذی شعور تھا نام اوسکا

اونکی شراکت مین جابجا کی خریداری کا اسباب مول لیا جہاز پر سوار ہو لنگر اوٹھا دیا راہ مین ایک جزیرہ ملا سبزہ زار
باغ سے زیادہ بہار نظر آئی طبیعت سیر پہ پھر پھر آئی اوترا چند ہمسفرونکو ساتھ لیا و دو تو میوہ کھا کے جی بہلانے
لگے پینے لب چشمہ کھانا جو کھایا آب سرد شیرین پیا نیند کے جھونکے آنے لگے ایک گوشہ مین لیٹتے ایسا غافل
سویا کہ جہاز کو کھویا سب تو سوار ہو روانہ ہوئے ہم تنہا سہام غفلت کے نشانہ ہوئے آنکھ جو کھلی بجز آسمان
یا دریا کے کچھ نظر نہ آیا سمجھا تقدیر نے پھر کسی بلا مین پھنسایا مجبور ایکدرخت بہت بلند تھا اوسپر چڑھ کے چار طرف
دیکھنے لگا ایک برج سفید چمکتا نظر پڑا اوس سمت چل نکلا جب اوسکے پاس باختہ حواس پہونچا ایک چیز مدور سفید
دیوار نہ در دیکھی جب اوسپر ہاتھ لگاتا تھا چکنا اسقدر تھا کہ پھسل جاتا تھا اب غروب آفتاب کا وقت قریب ہوا
آندھی کا سناٹا کانمین آیا اور جانور عجیب شکل مہیب نظر پڑا اکثر سیاحان دیا تجربہ کار سے سنا تھا کہ اس طرح مین
رخ جانور رہتا ہے وہی تھا جسکو مین برج سمجھا تھا یہ اوسکا انڈا تھا وہ آکے اوسپر بیٹھا مین آمادہ مرگ تو تھا ہی اوسکے
پاؤن سے لپٹا کہ صبحکو یہ اوڑ کے کہین جائیگا تم بھی وہان پہونچ جاؤگے جو قسمت مین ہے دیکھو گے بشرطیکہ اسکا پاؤن
ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے یا اور کوئی آفت نہ آئے دم سحر وہ جانور اوڑا ایک پہاڑ کے دامن مین اوترا مین اوس سے
جدا ہوا وہ ایک اژدر منہ مین دبا ہوا وہان جابجا الماس و یاقوت کے بڑے بڑے ٹکڑے نظر آئے اور
اژدہے کثرت سے پائے جانکے خوف سے چھپتا ہوا ہر طرف جاتا تھا راہ نہ پاتا تھا پھر پہاڑ کی چوٹی سے
گوشت کے ٹکڑے گرنے لگے ہم وحشیونکیطرح چار طرف پھرنے لگے دفعتہ یاد آیا سوداگرون نے بیان کیا تھا
کہ پہاڑ کے نیچے ہیرے و یاقوت کی کان ہے مشکل وہان گذر انسان ہے لیکن اکثر تاجر پہاڑ پر جاکے گوشت
گراتے ہین گدھ اپنے بچونکے لیے اوٹھا لاتے ہین پھر وہ سوداگر جمع ہوکے شور و غل مچاتے ہین گدھ بھاگ
جاتے ہین گوشت کے ٹکڑونکو یہ دیکھتے ہین کسی مین اگر ہیرا لپٹ گیا تو وہ پاتے ہین لاکھون کا مال ہاتھ
آتا ہے مالا مال ہو جاتے ہین میرے پاس چرمی تھیلا تھا نادر نادر بڑے بڑے الماس چنکے اوسمین بھرے
پھر لمبی ٹکڑے گوشت کے اپنے جسم سے لپیٹا اور خاموش لیٹ رہا دفعتہ ایک زبردست پہاڑی گدھ آیا
مجھکو پنجے مین دابکے پہاڑ پر لایا سوداگر دوڑے گدھ تو اوڑ گیا مین گوشت کے ٹکڑے سے نکلا وہ سب حال
پوچھنے لگے مینے بیان کیا القصہ اون سبکے ہمراہ صحیح و سالم بغداد مین پہونچا جانکی سلامتی مین دولت کثیر کا مالک ہوا

یہان مہالنسر التعمیر کی کنوین اور اہ مین بنوائے محتاج غربا خانہ نشین فقرا کو بہت دیا تاکہ احتیاج اونکے پاس نہ آئے دولت خداداد جو ملی تو سفر آخرت کے زاد راہ کی تدبیر کی سندباد جب یہ حکایت تمام کر چکے تو صندوق سے سو ریال نکال کے ہندباد کو دیے پھر صبح کے آنے کا وعدہ لیا رخصت کیا تیسرے دن ہندباد پہونچا پہلے اکل و شرب کا چرچا ہوا بعد سندباد نے اپنے تیسرے سفر کا حال بیان کرنا شروع کیا

سندباد کے تیسرے سفر کا بیان ہے نئے طرز کی داستان ہے آدم خورون مین گرفتار ہو جانا نا و بنا کے رہائی پانا بعد خرابی خوب نقد و جنس لیکے گھر آنا

کہا مال و دولت جواہرات کی کثرت عیش و طرب کی فرحت سے سفر کی ایذا بالکل بھولا پھر وہی گل پھولا سب کام اسباب عمدہ مال لیکے بانسرے کا عزم کیا وہانسے تاجرونکی شرکت مین جہاز پہ سوار ہوا جس جزیرے مین گذر ہوتا سب سے مجکو نفع بیشتر ہوتا ایکدن ہوا کے جور گردونے سے جہاز ہمارا طوفانی ہوا رکبان جہاز کو خوف سے حرام دانہ پانی ہوا پھرتے پھرتے ایک جزیرہ نظر آیا سجدۂ شکر کو سب نے سر جھکایا ابھی سب بسجود تھے کہ جہاز کا کپتان روتا ہوا آیا سبکو سنایا کہ خلقت وحشی کا یہ جزیرہ ہے مردم خوری اونکا وتیرہ ہے اونکے تمام جسم پر سرخ بال ریچھ کی کھال ہے اونکا گوشت کاٹنا تلوار و تبر سے محال ہے یہ جہاز کے لنگر ہو جاتے ہین بھاگنا ناممکن ہوتا ہے یہ بڑا جنجال ہے مقابلہ اونسے عسیر ہے مجمع کثیر ہے ہنوز یہ ذکر تمام نہوا تھا کہ وہ نمود ہوئے سو سو گز کا قد قوم کے بدا زحد دریا مین کود کے ایک آن مین جہاز کے پاس آ پہونچے چہار طرف گھیر لنگر کا ٹا پالین اوتارین کنارے کیطرف پھیر آدمیونکو جہاز سے زمین پہ اوتارا مال اسباب کا پشتارا باندھ کندھے پہ رکھا بکریون کیصورت ہانک لیچلے مکان وسیع عالیشان دیوارین بلند تھین سبکو اوسمین بند کیا وہان چرخ بزدلے نے نئی آفت دکھائی آدمیونکی ہڈیونکے ڈھیر سے سنڈھ بھرا ہوا تھا سیخچے کباب لگانے کے بھون کے کھانے کے دھرے تھے کھوپریون سے دالان بھرے تھے ہمکو یہ دیکھ کے غش آگیا قریب شام خود بخود ایک کمرہ کھلا اندر سے سیہ اندام نطفہ حرام منہ گھوڑے کا قد تاڑ کے برابر ایک آنکھ انگارے کیصورت دہکتی کھوپڑی کے اوپر دانت منہ سے باہر نکلے بہت بد قوار جبتی کر یہ منظر پیٹ جیسے غبارا

جنگلی گراز فیل گوش شانو نکے ہوا خواہ رنگ قیر بہت سیاہ دیکھتے ہی سبکے ہوش حواس اوڑ گئے موت کو قریب سمجھے پہلے میرے پاس وہ سناس آیا خوف سے دہل گیا جب اوسنے ہاتھ بڑھایا منہ سے کچھہ بولا گوشت کو ٹٹولا جیسے قصائی بھیڑ یا بکری کو دیکھتا ہی مین سب مین لاغر مشت استخوان تھا اور اوسکو دیکھہ کے نیم جان تھا پھر اورونکو اسیطرح دیکھا جہاز کا کپتان موٹا تازہ تھا اوسکو اوٹھایا ڈھیر سے سیخ لایا اوسپر کباب بنا کے چڑھایا آگ سلگائی بھون کے گوشت تو نوچ نوچ کے کھایا ہڈیونکو انبار مین ملایا سو رہا صبح ہم وہ وہی خدا جانے کدھر راہی ہوا ہم لوگ بہت تھے وہ تنہا تھا الا اہراس سے کسی کا ہوش نہ بجا تھا رہائی کی تدبیر کسی کے ذہن مین چھو نہ جاتی تھی عقل خوف سے تھراتی تھی دوسرے روز قریب شام وہ خون آشام آیا بدستور اول دوسرے کو کباب لگا کے کھایا شبکو باوجود نیستا باہم مشورہ ہوا کہ دریاے زخار کے کنارے تختے و لکڑیونکا انبار ہی اونکو باندھہ کے مختصر سی ناو بنا و دو دو چار چار آدمی بیٹھہ کے کھول دو اگر بخت مددگار ہوگا تو بیڑا پار ہوگا چند ملاح اور خلاصی بھی ہمارے ساتھہ بند تھے اونکو بہت پسند ہوا وہ بدبخت غافل سوتا تھا اوسکی ہلاکت کا یہ طریقہ تجویز کیا آگ مین سلاکے وہ سیخین خوب لال کین دس آدمیون نے باہم اوسکی آنکھہ مین بڑی قوت سے اوتار دین دیدہ مغز تک لیتا ہوا نکل آیا وہ درد سے ایسا چلایا کہ سبکے کان کرے ہوے لیکن سیخین آنکھین پھوڑ کے حلق کے اندر ہو گئے جسطرف وہ ہاتھہ بڑھاتا تھا ہمارا غول اوس غول کے دست ظلم سے بچ جاتا تھا جب کسیکو نہ پایا شور کرتا باہر نکل گیا ہم لوگ دوڑ کے دریا کے کنارے پہونچے ملاحونکی مدد سے تختے جمع کرکے ناو کی شکل سے تیار کیے اور اوسپر سوار ہوکے چل نکلے اس اثنا مین مہر جہانتاب شمشیر شعاعی ہاتھہ مین لیکے گوشہ مشرق سے نکلا صبح کا غلغلہ بلند ہوا شہرزاد سہم کے خاموش ہوئی شہریار نے تختگاہ کی راہ لی مظلومون کی فریاد سنی داد دی ظالمونکی جان پر بنی حاجتمند ونکی کشتی اُمید ساحل آرزو سے ہمکنار ہوئی طلاطم عسرت سے نجات ملی تمام دن عدل و انصاف کا مشغلہ ہا خدا خدا کرکے دن تمام ہوا سیاح فلک نے حجلہ مغرب کا رخ کیا تیرگی شب نے دنکی روشنی کو چھپالیا بادشاہ محل مین داخل ہوا بعد اکل و شرب استراحت پر مائل ہوا جب تھوڑی رات رہی نیند سے آنکھہ کھلی شہرزاد سے فرمایا کہ اون بیچارون مصیبت کے مارون پر کیا گذری کشتی حیات گرداب بحر قضا سے محفوظ رہی یا غرق آب فنا ہوئی وہ گویا ہوئی سندباد کہتا ہی کہ ہم لوگ اوس بیڑے پر سوار ہوکے چلے تھے کہ غل وشور کی صدا کانون مین آئی پھر کے دیکھا تو وہ لوگ جو ہمکو گرفتار کرکے لیگئے تھے دوڑے آتے ہین اور اپنی زبان مین شور مچاتے ہین

یہان گھرے پانی مین پڑا ہو نچ گیا تھا سو جہ سے وہ پاس تو نہ آئے مگر بڑے بڑے پتھر لگائے جسپر پتھر پڑا وسکو دبایا فقط ہمارا تختہ جسپر دو شخص اور بھی تھے بچ گیا جب دور نکل آئے سجدے کو سر جھکائے کئی دن کے بعد دوسرے جزیرے مین دوبتے ترتے بہتے پھرتے ہوپنچے وہان میوہ دار درخت بہت تھے یہان کئی دن کے ہوئے خوب کہا کے سیر ہوئے شبکو وہین پڑے رہے پہر رات گذری سناٹی کی صدا آئی طبیعت گھبرائی یکایک اژدر خونخوار جیسے چنار قریب آیا وہ دو آدمی جو ساتھ تھے ایک کو منہ مین دبایا ایک دو بار زمین پر پٹک کے جھنجوڑا اور نگل گیا مین بھاگ کے دور جا بیٹھا مگر جب وہ چبا تا تھا ہڈی کا ٹوٹنا کانون مین ہوپنچے دل گھبراتا تھا اسی بیم و رجا مین سحر ہوئی دنکو جنگل کے میوون مین اوقات بسر ہوئی رات کی آمد دیکھی پھر ملک الموت کا سامنا ہوا درخت ایک سر بلند پسند آیا بدقت تمام اوسپر چڑھا اور چھپا لیکن فرط ضعف سے نہ چڑھ سکا وہین رہا رات کو وہ اژدر چاشت خور جو آیا اوس بیچارے کو دم سے کھینچ لیا چبا گیا اب بیقین واثق ہوا کل اپنی باری ہے کیا بری تقدیر ہماری ہے دلمین سوچا اس جینے سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے دن رات کا یہ درد سر ہے دریا کے شور مین جا کے ڈوب مرو دانستہ جان و کنارے پر آیا دریا مین در آنے کا قصد کیا بحر رحمت پروردگار جوش مین آیا جہاز نظر پڑا اپنے زور سے چلانے غل مچانے لگا چند ملاح جنسوئی دوڑا کے میرے پاس لائے جہاز پر لیگئے مجکو زندہ دیکھکے سب حیران ہوئے پوچھا اس دشت پر بلا مین گھر کے زیست کے کیونکر سامان ہوئے بھوک سے زبان بند تھی کھانا جب کھلایا تو میرے حواس درست ہوئے اپنا حال سنایا اوسوقت سب نے مجکو پہچانا کپتان کے پاس لیگئے اسباب جسقدر رہگیا تھا ہاتھ آیا پھر سلاہط کے جزیرے مین ہوپنچے وہان صندل کی لکڑی بہت بلتی ہے اسباب سے بدل لی ہیرے گینڈے کے سینگ خریدے جہاز پر بار کئے وہان سے چلے راہ مین لونگ الائچی کے جزیرے ملے دارچینی عمدہ ہاتھ لگی ایک جا پچاس ہاتھ کے کچھوے دیکھے مچھلیان مختلف رنگ عجیب ڈھنگ کی نظر پڑین گائے کیطرح دودھ دیتی تھین عجیب عجیب دیکھتے بھالتے مصیبت کے دن ٹالتے بانسرے مین وارد ہوئے زندوئین شمار ہوا سفر تمام کیا وہانسے بغداد وجانے کا مرانجام کیا وطن مالوف کا جمال نظر آیا خدا نے یہ دن دکھایا یاران قدیم خبر سنکے جمع ہوئے حالات سفر پوچھے جو جو مصائب گذرے تھے بیان کئے وہ سنکے حیران ہوئے حساب جو کیا ہزارہا ریال نفع مین ملے تھے اس سفر کا جمع خرچ انتفاع بھی بیمانہ کھاتے تھین آیا وہان سے جو کچھ لایا وہ گھانے مین پایا پھر سو ریال ہندباد کو دیکے صبح کے آنے پہ جانے دیا جلسہ برخاست ہوا دم سحر سندباد و اور لوگ آئے کھانے عمدہ خوب کھلائے جب اکل و شرب سے فرصت ہوئی سندباد نے اپنے چوتھے سفر کی داستان شروع کی

ہندباد تھا ساکن بغداد تھا ایک روز گرمی کی فصل ہوا کی حرارت آدمیونکا جی جلاتی تھی لوون کی لپٹ بدنمین لپٹ کے آگ
لگاتی تھی زمین مثل کورۂ آہنگران تپتی تھی دم رفتار ہوئے بھنتے تھے سرطان دریا کو گندھک کی کان سمجھکے کنارے پر
سر دھنتے تھے خلقت کا دل وجگر کباب تھا سوا نیزے پر آفتاب تھا ہندباد کے سر پر بوجھ بھاری تھا ہر قدم
چلنے سے عاری تھا اوسی حال مین ایک کوچہ سے اسکا گذر ہوا عجیب لطف پیش نظر ہوا یہانتک اوس کوچہ کا دکھاو
تھا گلاب کیوڑا بید مشک کا سب چھڑکاو تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا معطر کوچہ اوس ول چلے نے جو پایا سامنے دروازہ
عالیشان نظر آیا دم لینے کو وہان سر کا بوجھ اوتروایا پشتارا جو سر سے اوتارا کان مین گانے کی صدا آئی کان
لگا کے سننے لگا ٹھہرنے کی یہ ترکیب ٹھہرائی جو جھونکا ہوا کا آیا تھا وہ تیز تھا عطر بیز فتنہ انگیز تھا مزدور سمجھا مقرر
یہ گھر معطر کسی وزیر یا امیر کا ہے یہان کیا محل تاخیر کا ہے وہ جو ملازم چلکے عمدہ پوشاک پہنے بائین دہنے کھڑے تھے
اونسے پوچھا حضرت سلامت یہ دولتسرا کس عالی الشان کا ہے نام مبارک کیا مالک مکان کا ہے وہ بولے تو شاید ساکن
بغداد نہین حکایت سندباد تجھے یاد نہین بھائی یہ سب بنائے سندباد ہے لقب اسکا جہازی ہے سفر دریا سے مالدار ہوا دنیا
کے سامان سے بے نیازی ہے مزدور نے سنکے بچشم حسرت آسمان کو دیکھا آواز بلند کہا اری احکم الحاکمین مالک آسمان
و زمین ہند اور سند کا وزن ایک ہے مگر اوسکا طالع نیک ہے عیش کرتا ہے راحت و آرام ہے میرا بخت نافرجام ہے
حمالی صبح و شام ہے یہ صدا سندباد کے کانمین گئی خدمتگار سے کہا اسکو یہان لاؤ اوسنے آکے مزدور کا ہاتھ پکڑا
کہا تو کیون خدا کے سامنے نالہ و فریاد کرتا ہے چل صاحب مکان تجکو یاد کرتا ہے مزدور بدحواس ہوگیا کہ سندباد میری
باتون سے برہم ہوا یہ کلمہ میرے حق مین سم ہوا حیلہ سے کہا بھائی بوجھ میرا سر راہ پڑا ہے تنہا چھوڑنے مین خوف
بڑا ہے اوسنے کہا جتنے یہان حاجب و دربان ہین اسکے حافظ و نگہبان ہین ذرا نجا چپکا چلا آ آخرکار مزدور مجبور اندر
گیا کمرہ رفیع الشان پرستانکا سامان شیشہ آلات سے چمکتا دستارخوان وسیع بچھا طرح طرح کے کھانے دنیا کی
نعمت روبرو دھرے جو قاب دیکھی پلاؤ سے چوٹی دار بھری خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا جب ہوا کا جھونکا
آتا تھا آدمی کیا فرشتے کی دیکھکے رال ٹپکی رغبت کا دل پھسل جائے پیٹ اگر بھرا بھی ہو مگر دیکھنے سے بھوک
لگ آئے گرد جوانان خوش رو پہلو بہ پہلو بیچ مین ایک شخص مسن باریش سفید لحیہ دراز معزز ممتاز چپ و راست
غلام زرین کمر باشمشیر و خنجر مرد نیام خدمتگار معقول اکثر رانی مین مشغول کسی کے ہاتھ مین رومال کسی کے پاس سفل دان

کھانیکے اہتمام مین ہوان دوان ہندباد نے بہت جھک کے سلام کیا سندباد نے جواب دیکے برابر بٹھالیا اسکی کم رفت
کا عدم لیاقت کا کچھہ خیال کیا اپنے ہاتھہ سے تحفہ کھانے اسکے روبرو رکھے بڑے لطف سے کھلایا بعد فراغ
جلسہ طعام بدستور عرب پوچھا یا اخی ما اسمک بھائی تمھارا کیا نام ہی کس محلہ مین قیام ہی اسنے جواب دیا محتاج کو
ہندباد سب کہتے ہین اہل و عیال اسی شہر مین رہتے ہین سندباد نے کہا تمھارے آنے سے بہت فرحت ہوئی
دلکو سرور ہی چند کلمے سرراہ جو تمنے کہے تھے اعادہ اوسکا منظور ہی ہندباد نے اس جاہ و ثروت پر یہ خلق و مروت
جو دیکھا نہایت نادم ہوا کہا کثرت حرارت سے دماغ کو انتشار تھا اگر خلاف مزاج کچھہ سنا ہو عفو کا امیدوار
ہون سخت شرمسار ہون سندباد نے کہا معاذ اللہ منظور انتقام نہین بلکہ تمھارے حال پر افسوس ہی اگر
تم یہ سمجھے ہو کہ اسنے گھر بیٹھے یہ دولت پائی ہی بے مشقت ہاتھہ آئی ہی تو بیجا ہی مینے تری خشکی مین ایذا اوٹھائی ہی
جان جوکھون سے بہم پہونچائی ہی پھر اہل محفل سے کہا صاحبو سالہاے دراز کے سفر مین پرخطر راہو نکے گذر مین
جانکے ضرر سے یہ نفع ہوا سات بار سفر دریاے بیکنار کیا بڑی بڑی آفتو نمین مبتلا ہوا کیا کہون کیا کیا
ہوا اگر ناگوار طبع نہو تو سب کہانی سناؤن کہ میری کیفیت مفصل ظاہر ہو ہر شخص باہر ہو پھر ملازمونسے کہا دروازے پر
جو بار ہی ہندباد سے پوچھو جس جا کہے پہونچا کے رسید لاؤ یہ بار تو اوسکے سر سے ٹالا اپنا قصہ نکالا

سندباد کا بیان تری و خشکی کی داستان جہاز کی سواری راہ کی تباہی خواری پھر انجام بخیر ہوجانا دولت پانا

مجھے ترکہ پدری سے جو دولت ہاتھہ آئی عیاشی مین اندہے کیطرح اوڑائی آنکھہ اوسوقت کھلی جب سب کھویا
تکلیف و ایذا اوٹھائی حماقت پر خوب رویا پس ماندہ جو کچھہ باقی تھا بیچکے روپیہ بہم پہونچایا تاجران بحری
کے پاس گیا بے بہرہ آیا سب نے بصد تاسف اطمینان خاطر کیا جو جو فرمایا وہ اسباب لیلیے اونکے ہمراہ بندر
بانسرے کو چلا پہلے تو نئے نئے مرض مین گرفتار ہوا بارے صحت پائی بخیر انجام کار ہوا راہ مین جو جزیرہ
ملا وہان ٹھہرے کچھہ اسباب بیچا کچھہ بدلا آگے بڑھے اور جزیرہ سرسبز شاداب نظر آیا جہاز کو کپتان نے
لنگر کیا سب سے کہا جسکا جی چاہے اسکی سیر دیکھہ آئے بیٹھے بیٹھے سب گھبرا اوٹھے تھے رفع ضرورت کا
سامان لیلیے چند آدمی باہم اوترے زمین سبزہ زار پر پہونچے دفعتہ اوسنے حرکت کی اہل جہاز زلزلہ سمجھے چلائے

کہ جلد بھاگو اس آواز سے سبکو انتشار ہوا خلاصہ یہ کہ جسکو جزیرہ خیال کیا تھا وہ مچھلی کی پیٹھہ تھی یہ ہیئت کسیکو
معلوم نہوئی غرض تیز رفتار تو جہاز پر پہونچے ہمسے سست بخت رہگئے مچھلی نے کروٹ لی ہم دریا مین گرکے
بہنے لگے موجون کے صدمے سہنے لگے جہاز روانہ ہوا باد مراد پائی ہم غوطے کھانے لگے موت قریب آئی کوئی
ڈوب گیا کسیکو دریائی جانورون نے کھالیا مگر میری زیست باقی تھی دریا کے دل مین ایسی لہر آئی کہ یکبارہ
کسیطرح مجکو کنارے پر پھینک دیا دفعتہ ملاح سفینہ گردون نے زورق زرین کا بحر اخضر مین لنگر اوٹھایا ینسوئی
زراندود مہر انور کی بادبان شعاعی سے کھینچکے ساحل ماہ نمود کی شہزادے نے گرداب خموشی مین غوطہ لگایا
موقوف گفت شنود کی مینا زاد چار موجہ اندوہ و غم کی آشنا ہوئی لطمہ الم کی مبتلا ہوئی شہریار دریا دل عمان
جود و سخا سیر آرا ہوا ڈوبتے ہوے افلاس کے بچے جینے کا سہارا ہوا دنیا سے دنی مغرور کی دورنگی مشہور ہے
ہر شخص مجبور ہے دفعتہ ہوائے ظلمت نے تیرہ و تند ہوکے مشعل خورشید کو بجھایا زاغ شب فرصت پاکے
آشیانہ سے نکل آیا دن کی روشنی ایک چھینٹے مین بہ گئی سیاہی باقی رہگئی خلقت نے مہلت پائی شہریار نے
پلنگ پر استراحت فرمائی دوا ایک کروٹ بدل کے شہزادے سے ارشاد ہوا کہ وہ ساحل ناکامی پر جو پہونچا اوسپر
کونسا ستم ایجاد ہوا اوسنے عرض کی کچھہ دیر جلنے سے بیحس و حرکت پڑا رہا غرض درست ہوے تو بھوک
نے بیتاب کیا گرتا پڑتا آگے بڑھا طالع برگشتہ سیدھا ہوا چشمہ سرد و شیرین درخت میوہ کے پھل رنگین
نظر آئے بر سر زمین بھی اچھے کچھہ سڑے تھے یہان آنکھون پر بھوک کے پردے پڑے تھے دیکھے نہ بھالے
منہ مین ڈالے خوب کھاکے پانی پیا بھوک پیاس سے مہلت پائی جسم مین جان آئی اعضا مین تاب و توان
آئی ہر طرف دیکھتا تھا گھوڑا نظر آیا دلکو سمجھایا کہ گھوڑا ہے تو آدمی بھی ضرور ہوگا دفعتہ تہ خانے سے ایک شخص نمودار
ہوا اوسنے میرا حال پوچھا مینے اپنا حال رنج و ملال رو روکے جو سنایا اوسکو رحم آیا کہا یہان کے راجہ رئیس ہین ہم
اونکے سائیس ہین ہر سال گھوڑیان لیکے یہان آتے ہین دریائی گھوڑونکے بچ لیجاتے ہین بچہ جو ہوتا ہے
خاصہ کہتے ہین وہی مہاراج کی سواری مین رہتے ہین آج ہمنے فرصت پائی ہر دم سحر یہانسے جانیکی ٹھہرائی ہے
مین بھی ہمراہ اونکے روانہ ہوا شہر مین پہونچا وہی مجکو راجہ کے سامنے لیگئے رئیس نہایت خلیق ذی مروت
تھا میرا حال سنکے تاسف کیا کارپردازونکو تاکید حکم دیا کہ مہمان غریب ہے حکایت اسکی عجیب ہے مسافر پروری

منظور رہی احتیاط اسکی ضرور رہی مجکو تجارت کا مزا تھا وہان کے سوداگرون سے ملاقات کی وارد وصادر کی تلاش رہی مہاراج کے قبضے مین ایک جزیرہ تھا شام و سحر نقارہ کی صدا آتی تھی سبب آواز سنکے حیران تھے سمجھی نہ جاتی تھی ایکدن لنگر گاہ پر مین جا نکلا اوسیوقت جہاز بھی آیا سوداگر اپنا مال اوتارنے لگے ایک بقچہ پر مینے اپنا نام ونشان پایا پہچانا کہ یہ وہ ہی بانسرے مین جو مال جہاز پر بار کیا تھا کپتان کے پاس جاکے اوسکا حال پوچھا اوس نے جواب دیا سندباد سوداگر ساکن بغداد ہمارے جہاز پر بانسرے مین سوار ہوا تھا یہ مال اوسکا ہے راہ مین وہ ڈوب گیا اسکو بیچکے بغداد ہم جائینگے جو کوئی وارث اوسکا ہوگا روپیہ اوسکو پہونچائینگے مینے کہا جو ڈوبا تھا وہ مین ہون یہ سنکے اور سوداگر دوڑے سب نے پہچانا کپتان نے گواہی دی اوس نے بجنسہ سب مال مجکو سپرد کیا اجرت دینے لگا اوسکو بھی نہ لیا پھر مینے اسباب عمدہ نادر چھانٹ کے بطریق نذر راجہ صاحب کے پیشکش کیا بخوشی قبول کرکے قیمت سے بہت زیادہ مجکو دیا مینے وہان اپنا مال بڑی قیمت سے بیچا اور وہان سے صندل کافور مرچ سیاہ وسفید ولونگ الائچی آبنوس خرید کے اوسی قدیم جہاز پر بار کیا بغداد کا راستہ لیا جہاز نے باد مراد پائی جلد پہونچا گھر آ کے بہی کھاتا جو ملایا لاکھ ریال کا صرف کے علاوہ اوس سفر مین نفع ہوا مکان مرتفع بلند ایوانات دلپسند بنا کیے لونڈی غلام پری پیکر گلفام مول لیے یہ داستان تمام کرکے ناچ دیکھا گانا سنا نصف شب کو جلسہ تمام ہوا ہر ایک رخصت ہونے لگا سو ریال صندوق سے نکال کے ہندباد کو دیے صبحکو پھر آنے کا وعدہ لیا ہندباد نے اتنے ریال تمام عمر پانے کا تو کیا ذکر توجہ مین بھی نہ اوٹھائے تھے خوش خرم گھر آیا سبکو یہ ماجرا سنایا دوسرے روز کپڑے بدل کے وقت معہود پر وہان حاضر ہوا سندباد دیکھ کے خوش ہوگیا تعظیم کرکے بٹھایا وقت ہوا خادمون نے دستارخوان بچھایا ہندباد کو اپنے ساتھ نہایت لطف سے کھانا کھلایا اکل و شرب سے جب فرصت ہوئی دوسرے سفر کی داستان بیان کرنا شروع کی

دوسرا سفر سندباد کا جہاز کی تباہی کا رخ کے وسیلہ سے پہاڑ پر پہونچنا وہان جواہرات پانا مالامال ہو کے گھر آنا

چندے صعوبت سفر سے یہ عزم رہا گھر سے باہر نجائیے اللہ نے بہت کچھ دیا ہے گھر مین بیٹھ کے چین سے کھائیے جب زیادہ دن گذرے بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا پھر سفر کا ڈول ٹھہرایا جو سوداگر ذی اعتبار دوستدار تھے

چوتھا سفر اوس ذخیرہ اندوز دولت کا آنا طوفان سخت کا جہاز کا ڈوبنا سندباد کا تختے کے سہارے سے بہنا بصد خرابی ساحل پر پہونچنا ننگیان مردم خور کا گرفتار کر کے لیجانا حسب اتفاق اوس قوم خونخوار کے ہاتھ سے رہائی پانا دوسرے جزیرے کی سمائی جہانکی خلقت ننگی پیٹھ گھوڑون پر سوار ہوتی تھی زین لگام اور سب سرانجام بنا کے دیا بہت کچھ لیا

چندے تو عیش و آرام مین اوقات بسر ہوئی پھر خواہش زرمین تمنائے سفر ہوئی اپکی بار پارس کا عزم ہوا کہ سونا ہو جائے اسقدر چاندی بہم پہونچائے ہر قسم کا مال تجارت جہاز پر بار کر کے سوار ہوئے راہ مین بڑے بڑے شہر بندر ملے خرید فروخت کرتے چلے تھوڑے عرصہ مین جزائر تیراوفہا کے قریب پہونچے یکایک باد مخالف کا جھونکا آیا ناخدا گھبرایا خلاصیونکو پکارا پالین گرادین سبکو ہوشیار کیا طوفان کی آمد سے خبردار کیا ہرچند سب نے بڑی کوشش کی پر کچھ فائدہ مطلب نہوئی پالین ٹکڑے ٹکڑے ہو گئین بادبان پرزے پرزے ہو گئے ٹوٹ گئے ملاحونکے جی چھوٹ گئے جہاز ہر سمت سینا آیا کپتان کو خوف سے پسینا آیا جہاز کا پیندا یعنی نیچے کا تختہ پھٹ گیا مال اسباب جو یائی سوداگرونکو بٹ گیا جو کچھ جہاز مین تھا سب دریا کے اندر رہا کچھ آدمی تختونکے سہارے بہتے بہتے بہاتے غوطے کھاتے ایک جزیرے مین جا نکلے پھر ہم ضعیف کنارے پر گور کے کنارے سے آلگے بھوک بہت تھی جنگل کے برگ و بار ناچار چبائے شام جو ہوئی ایکجا بے سر و پا گر رہے صبح کو ہر طرف راہ کی جستجو مین تھے کہ چند حبشی مثل دیو سیاہ سر راہ ملے ہمکو دیکھ کے کلکاریان مارین بہت خوش ہوئے اور بھیڑ بکریونکی صورت ایکطرف ہانک لے گئے پانچ آدمی موٹے تازے چھانٹ کے جدا کیے کچھ ساگ کسی کے پتے سامنے پھینک کے کھانے کا اشارہ کیا مجبور سب نے کھائے دفعۃً بیہوش ہوئے پشت بر زمین آئے پھر روغن نارجیل مین چانول پکائے موٹے ہونے کے لیے پیٹ بھر کر کھلائے مین سمجھا یہ بدبخت انکو فربہ کر کے کھائینگے لاغر چندے مہلت پائینگے اس وجہ سے بقدر زیست کھاتا تو بلا ہوتا جاتا آخرکار وہ پانچون دم بخت ہوئے ہم لاغری کی بدولت بچ رہے ایکروز مین موقع پا کے آنکھ بچا کے بھاگا بڑی دوڑ دھوپ سے دوسرے جزیرے مین نکل گیا دریائے شور کے کنارے پر پہونچا وہان کچھ آدمی دیکھے حواس بجا ہوئے سمجھا کہ بڑی بلا سے جان بچی رسن حیات مضبوط تھی وہ عرب تھے زبان عربی مین میرا حال پوچھا مینے تمام و کمال اپنا زبون حال بیان کیا وہ متاسف ہوئے مرچ سیاہ چنتے تھے مین بھی شریک ہوا جب اونھون نے فرصت پائی مجکو ہمراہ لیکے جہاز پر سوار ہوئے

اور اپنے شہر مین پہونچے بادشاہ کے حضور مجکو لیگئے وہ بمرتبہ کریم النفس اور حسن خلیق جوانمرد تھا امور سلطنت
مین کارگذار تھا میری مصیبت سنکے دل بھر آیا تکلف کا لباس کچھ نقد عنایت فرمایا جلیس بنایا اسلئے جزیرہ بہت بڑا تھا
تجارت کا اسباب بہر جا مہیا تھا سوداگر اطراف و جوانب سے آتے تھے اپنا مال بیچکے اسجگہ کا اور شہر مین لیجاتے تھے
تھوڑے دنو مین وہانکے باشندون سے ایسا ربط ہوا گویا مین ہمین کا رہنے والا تھا یہ ماجرا وہان نیا دیکھا فقیر سے بادشاہ
تک زین گھوڑون پر بے لگام و زین چڑھے پھرتے تھے کونکی پیٹھہ سے پھسل گر گرتے تھے مگر یہ ڈھنگ چھوٹتا تھا
زور و جبر کا ہاتھہ منہ ٹوٹتا تھا مینے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور گھوڑے پر زین نہین بندھواتے ساز یراق یوہین بھی
لگام نہین لگاتے فرمایا ہمتو اسکے نام سے بھی آگاہ نہین یہان اسکی رسم و راہ نہین مینے ایک نجار کاریگر کو جو بہت
ہوشیار تھا بلوایا کاٹھی کی قطع بتا کے بنوائی پھر اپنے ہاتھہ سے چمڑا منڈھا زربفت کی تہ چڑھائی لوہار سے وہانا
رکابین بنوائین تسمے کاٹ کے لگائے گھوڑے کو اس سج سے کے روبرو لایا بادشاہ سلامت سوار ہوئے
بہت آرام پایا گھوڑے پر اختیار ہوا صلہ مین خلعت و انعام عطا کیا ارکان و امرا نے جو دیکھا پسند کیا ہر ایک طالب ہوا
مینے کثرت سے یہ سامان بنوایا اس ذریعہ سے زر کثیر پایا ہم اوس شہر مین کو بکوار سطو مشہور ہوئے خریدار آنے لگے
ایک روز خلوت مین بادشاہ نے فرمایا ہمنے تیرے واسطے کچھہ تجویز کیا ہے تو ہمکو بہت عزیز ہے بے ساختہ تجھپر طبیعت
آئی ہے ایک مہ پارہ کا خاندان عالی ہے شکل صورت عمدہ پائی ہے اوس عورت سے تیری شادی ٹھہرائی ہے مینے عرض کیا
غلام فرمانبردار ہے حضرت کو اختیار ہے القصہ وہ پری پیکر مہ جبین بمرتبہ حسین تھی نازک اندام نازنین تھی میرا عقد اوس سے
کردیا ایک سال بفرحت و سرور اوقات گذری راحت مین دن آرام مین رات گذری ایسا الفت کا گل پھولا یار و دیار کا
بالکل بھولا ہمسایہ مین ایک نیک بخت رہتی تھی دن رات کی صحبت سے اوس سے بھی مجکو محبت ہوگئی وہ بیمار ہوکے دفعۃً
مری مجکو شدت سے رنج و الم ہوا اوسکے شوہر کو پرسا دینے گیا کلمۂ تعزیت کہکے اوسکی دلجوئی کی کہا بھائی یہ امر ناگزیر ہے
نوشتۂ تقدیر ہے تجکو خدا سلامت رکھے دنیا مقام گذران ہے ہر شخص پانچ دن کا مہمان ہے اوس نے جواب دیا ہمکو چار گھڑی
کی مہلت ہے پھر رخصت ہے مینے کہا خیر ہے یہ جو تمنے فرمایا میری سمجھہ مین نہ آیا اوس نے کہا یہانکی رسم ہے اگر عورت مرجائے
شوہر کو اوسکے ساتھہ دفن کرتے ہین اور جو مرد پہلے مرگیا تو رنڈی کو گاڑ دیتے ہین وزیر بادشاہ کو بھی اس آئین چارہ
نہین خلاف رسم کرنا گوارا نہین یہ کلمہ سنکے میری جان نکل گئی کہ تونے سخت حماقت کی یہان شادی کرنا کیا ضرور تھا

مگر فلک کو غریب الوطن کرکے مار ڈالنا منظور تھا مجکو یہ سوچ تھا وہان زن و مرد کا مجمع ہوا نعش کو عمدہ پوشاک پوگران بہا
پہنایا کھلے ہوے جنازے پر لٹایا آگے جلوس پیچھے شوہر اوسکا نیست سے مایوس آہ اوسکے ہمراہ اعزا و احباب بہ ہزار
رنج و افسوس دامن کوہ مین پہونچے وہان ایک عظیم الشان غار تھا پتھر اوسکے منہ سے سرکا سب اسباب جنازہ اوسمین
رکھدیا اور پانی کا گھڑا سات روٹیان شوہر زندہ درگور کو دیکے اوسی غار مین جھونکا پھر وہی پتھر غار کے منہ پر رکھکے
اپنے اپنے گھر کا راستہ لیا اب مجکو یہ سوچ ہوا رات دن اندیشہ رہنے لگا کہ اگر عورت مری تو مجکو بھی اسی غار
مین ڈھکیل دینگے بادشاہ ایسے نہین جو بچا لینگے وا اسمہ خلاق ہی وہ نیکبخت بیمار ہوئی کہ قریب ہلاکت [illegible] مجھے یقین ہو گیا
قضا آئی جو بدرو کرکے خوب زاریاں آخر کار وہ دنیا سے سفر کر گئی بادشاہ کو یہ خبر گئی خود بدولت مع ارکان سلطنت
تشریف لائے موافق معمول نہلا کے بنا سنوار کے جنازہ لیچلے جلوس شاہی ٹھاٹ شان سے آگے رہبر راہ ہوا جنازہ کے
پیچھے مین مبتلائے روز سیاہ ہوا اوسوقت بمنت و سماجت بادشاہ سے عرض کیا کہ پیر و مرشد مین غریب دیار بیکس لاچار
ہون میرے حال پر رحم فرمائیے اپنے ملک کے اس رسم کو عمل مین نہ لائیے ہر چند منت و زاری کی کچھ سماعت نہوئی
کسی سنگدل کو خوف خدا نہوا اوسیطرح غار مین جھونک دیا اوسیدم بصد الم ماتمکدہ دنیا کے نوبتی نے نالہ نوازی
شروع کی اور طاشہ برداران سحر نے نقارہ جہانداری خورشید کو سینک کے ٹکور دی ظلمتکدہ کے فراشون نے شعل مہر
محفل سپہر پر روشن کی آتکی بجھی چاندنی اولٹ دی قالین گلدار گستردہ ہوے زمین صحن گلشن کی شہرزاد تصویر سر در گلو
نقش دیوار ہوئی دنیازاد بیقرار ہوئی شہریار عازم دربار ہوا حوالہ شب بیداری ماندہ اسرار ہوا زمانے کا رنگ بوقلمون ہی
ہر دم دگرگون ہی ازل سے یہی اسکا چلن ہی کبھی اندھیری رات کبھی روز روشن ہی ناگہان مرغ عنبرین مو نے ظلم
روز مین بال کھولے صیاد ظلام نے زاغ شب کے شکار کو دانہ انجم دامگاہ سپہر پر بچھائے نسر طائر نے پر تولے
کاروبار دنیا سے غربا و امرا نے فرصت پائی شہریار کے حضور مین شہرزاد کی باری آئی ارشاد کیا پھر کیا ہوا وہ عرض پیرا
ہوئی جب یہ مظلوم غار کے اندر پہونچا جابجا ہڈیونکا ڈھیر دیکھا چار طرف اندھیر دیکھا مردے سڑے تھے برابر
پڑے تھے بدبو سے دماغ پھٹا جاتا تھا تیرگی سے دم گھبراتا تھا غار اندر سے بہت چوڑا چکلا تھا ایک سمت بیٹھ کے
بدنصیبی پر رونے لگا پھر بھوک معلوم ہوئی اوس عورت کی نعش پر جا کے روٹیان پانی کا گھڑا اوٹھا لایا دو چار دن
اوسکو کھایا جب وہ غذا تمام ہوئی کوفت کھانے لگا زندگی حرام ہوئی تھی یکایک پتھر سرکانیکی صدا کان مین آئی

روشنی نظر پڑے طاقت جسم ناتوان مین آئی مرد کا جنازہ تھا عورت سن رسیدہ ہمراہ تھی مجکو زندہ جو دیکھا خوف سے
مر گئی مین اوسکی روٹیان پانی اوٹھا لایا کئی دن تک اوسکو کھایا پھر یہی طریقہ اختیار کیا جو مردہ زندہ غار مین لٹکایا جاتا
مین اوسکی روٹیان پانی کا گھڑا اوٹھالاتا کئی دن کھاتا اکدن سانس لینے کی صدا اور چلنے کا کھٹکا سنکے اوسکے
پیچھے چلا جب دور نکل گیا ستارا سا چمکتا دکھا قریب جو پہونچا وہ سوراخ تھا مگر اتنا بڑا کہ بکشادہ پیشانی مین باہر آیا
دریاے شور کا کنارہ پایا اوسی جا قیام کیا دنکو شام کیا تنہائی کے ڈر سے شبکو پھر اوسی زندان مرگ مین آیا جب
آفتاب بلند ہوا جواہر کا بہت سا مع زیور مردونکا لیکے نکلا کنارے پر آکے ادھر ادھر راہ کی جستجو کرنے لگا
طالع یاربخت مددگار ہوا جہاز دکھائی دیا مینے شور مچا کے انتہا کی ازنالی کی اپنی بیکسی و تباہی اہل جہاز چالی کی
اوس مونہہ تر کھا کے جہاز کو روکا کشتی کنارے پر بھیجی مین سوار ہو کے جہاز پر پہونچا مصیبت کی داستان سبکو
سنائی وہ جواہر کپتان کو دکھایا میرے حال پر عبرت سب کرنے لگے رحم آیا اونمین سے کچھہ جواہر مالک جہاز
کو دینے لگا نہ لیا بلکہ اپنے پاس سے مجکو کھانا دیا جہاز روانہ ہوا نیل کا جزیرہ سرندیپ کے متصل ہے وہان لنگر کیا
اور تاجر او تر کر خرید و فروخت کرنے لگے تھوڑا سا جواہر مینے بھی بیچا وہ بڑی قیمت کو بکا بہت روپے ہاتھ
آئے وہانسے روانہ ہوے بادمراد چوپائی عرصہ قلیل مین راہ طے ہوگئی بغداد کی شکل نظر آئی مع الخیر گھر آیا اسقدر
سونا چاندی روپے جواہر نایاب پایا کہ جسنے دیکھا گھبرایا بہت کچھہ اہل محلہ فقرا و مساکین گوشہ نشین کو للہ دیا مسجدین
مسافر خانے راہ مین کنوین بنوائے جس سے وارد و صادر نے آرام پائے پھر سوریال ہندباد کو دیکے رخصت کیا صبحکو آنیکا وعدہ لیا
دم سحر وہی جلسہ حاضر ہوا پہلے کھانے پینے کی صحبت رہی جب اس سے فرصت ہوئی پانچوین سفر کی حکایت بیان کرنا شروع کی

بیان پانچوین سفر کا راہ مین رخ کا انڈا توڑنا اوسکا آنا پتھر جہاز پر چھوڑنا جہاز کی تباہی پاؤن لستمہ آدمی کا ملجانا چندے اذیت اوٹھانا پھر سلامت بغداد مین آنا

چندروز گھر مین عزیز و یگانو نکی ملاقات رہی راحت کی اوقات رہی حرص نے پھر تحریک کی گذری
مصیبت بھولی سفر کا سرانجام کیا لالچ نے بے آرام کیا اس مرتبہ عنایت داور سے جہاز خانہ ساز تھا
اور سوداگرونکو مع اسباب اوسپر سوار کیا محصول لینے کا انکار کیا ساعت سعید دیکھہ بھال کے ایام

ایام نحوست تال کے لنگر اوٹھایا پہلے ایک جزیرہ ویران سنسان نظر آیا وہان سیر کو اوترے رخ جانور جسکا مذکور اوس سفر
مین ہو چکا ہے اوسکا انڈا دیکھا بچہ نکلنے کو تھا ایک سمت سے انڈا لوٹ چکا تھا بچے کا رخ معلوم ہوتا تھا سوداگرون
نے دشمنی و کلہاڑیون سے انڈا کاٹا ہر چند مینے منع کیا سمجھایا ضرر اوس جانور بزرگ کا شور و شر اوس جہاز سب پہ کا سنایا
مگر کسیکی خاطر مین نہ آیا انڈا توڑ بچے کے کباب لگانے نرم چارا پاتھ آیا خوب کھائے اس عرصہ مین دو ابر کے
لکے آسمان پر پیدا ہوے جہاز کا کپتان گھبرا کے چلایا سبکو جہاز پر بلایا فوراً جہاز کا لنگر اوٹھایا رخ کا جوڑا اپنے
مقام پر آیا انڈا ٹوٹا پایا بچے کا نشان ہاتھ نہ آیا اس زور سے غل مچایا دریا کیا زمین کا قطعہ ہل گیا سبکا دل دہل گیا
وہ نظر سے غائب ہوگئے کچھ دیر نہ گذری تھی دو ٹکڑے پتھر کے کہ وہ پہاڑ سے کم نہ تھے دونون چونچ مین دبائے
جہاز کے سر پر آئے اور ایک ٹکڑا اوپر سے چھوڑا کپتان نے اس سرعت سے جہاز کو موڑا کہ وہ دریا مین گرا لیکن طلاطم
ایسا ہوا کہ سمندر کی زمین نکل آئی جب اوسکا وار خالی گیا دوسرے نے ایسا تاک کے پتھر مارا کہ جہاز کے پرزے ٹکڑے
ہوگئے کچھ اوسکے صدمے سے ہلاک ہوے کچھ پانی مین ڈوب کے تہ خاک ہوے مینے غوطہ کھا کے سر جو اوٹھایا ایک بربست
ٹکڑا جہاز کا قریب پایا اوسکے سہارے سے کئی دن مین کنارے پر آیا بہزار دقت خشکی مین پہونچا قدم اوٹھانیکا
یارا نتھا تنہا بے یار و آشنا پڑا رہا جب طبیعت سنبھلی بھوک کی جھانجھ مین اوٹھا ایک سمت چلا درخت پر یا میوہ
تیار ملا خوب کھایا بھوک کو بھلایا وہان چشمہ شیرین جاری تھا پانی پیا حواس درست ہوے لب چشمہ ایک مرد ضعیف
پاؤن سمیٹے بیٹھا تھا مینے صاحب سلامت کی اوسنے فقط گردن ہلائی اشارے سے پاس بلایا یہ سمجھایا کہ مجکو پار اوتار دے
مینے خوف خدا سے لیجانا سمجھ کے پیٹھ پر چڑھایا مین اوسے کمزور سمجھا تھا وہ تو سوار ہوتے ہی رنگ لایا پاؤنکو
گردن مین لپیٹ کے مجکو گھوڑا بنایا ہر طرف دوڑانے لگا میوہ توڑ کے کھانے لگا مینے چاہا کہ اسکو پٹک دون اوسکے چنگل سے نکلون
اوسنے وہ پاؤن جو تسمے کی صورت گردن مین لپیٹے تھے ایسے چست کئے کہ میرا دم رکنے لگا زمین پر جھکنے لگا پھر تو ایسا
خوف سمایا جدھر اوسنے اشارہ کیا مین لیے چلا اور رات کو اوسی طرح سوار وہ نابکار سوتا تھا مجھسے بجز اطاعت اور
کچھ نہو سکتا تھا کسی طور نجات کی راہ نظر نہ آتی تھی روز کی سواری مین جان جاتی تھی ایکدن بڑے بڑے کدو سوکھے
زمین پر پڑے تھے ایک اوٹھا کے خالی کیا پھر انگور کے خوشے توڑے اوسمین نچوڑے جب بھر گیا دھوپ مین رکھدیا
کئی دن گذر گئے پھر اوسطرف جو آیا عرق کو چکھا دھوان دھار شراب پائی دو گھونٹ پی گیا آنکھون مین سرسون پھلا لی

بہ سستی ہی نہ پھرنے مین مشقت معلوم ہوتی تھی بلکہ چستی و راحت معلوم ہوتی تھی اوسنے پوچھا یہ کیا ہی مینے جواب دیا
دوا ہی ہمت مجھسے وہ طلب کرنے لگا تھوڑی سی اوسکو دی جب سرور ہوا مزے مین آیا پھر ہاتھ بڑھایا مینے وہ کدو
حوالے کیا ذائقہ تو پا چکا تھا بے تکلف سب پی گیا نشہ مین چور ہوا تسمے میری گردن کے ڈھیلے ہوگئے نشہ مین وہ
بچہ بیلے گئے ڈگمگا کے گر پڑا بیہوش ہوا دین و دنیا فراموش ہوا مینے زبردست پتھر اوٹھا کے اس زور سے اوسکے سر پر
لگایا کہ بھیجا نکل پڑا خواب عدم سے چونکنے نہ پایا اس ترکیب سے رہائی ہوئی جان عذاب سے چھٹی پھر ساحل پر پہونچا اتفاقا
ایک جہاز نمودار ہوا اوسنے وہان لنگر کیا کچھ آدمی اوس چشمے سے آب شیرین لینے کو آئے مجکو تنہا دیکھ کے گھبرائے
پوچھا یہان تسمہ پا رہتا تھا اوس سے کیونکر نجات ہوئی کیا واردات ہوئی مینے اونکو اپنا حال زار سنایا کپتان کو
رحم آیا جہاز پر چڑھایا ایک سوداگر سے بہت رسم بڑھ گئی ایکروز جزیرے مین لنگر ہوا لوگ ٹوکرے لیکے اوترے
اوسنے مجکو بھی ٹوکرے دیکے اونکے ہمراہ کیا اور تاکید کہا انسے جدا ہونا جنگل مین جان کھونا اونکے ہمراہ ناریل کے جنگل مین
گذر ہوا ہزارہا بندر دیکھے مگر وہ ہمارے ڈر سے درختون پر چڑھ گئے ہم اونکو ڈھیلے پتھر لگانے لگے وہ بھی گھرک کے
دھمکانے لگے جب یہ لوگ نڈرے تو وہ جھلا کے ناریل توڑ توڑ کے پتھر کے بدلے پھینکنے لگے قدرت خالق سے
بے مشقت ناریل ہاتھ آئے ٹوکرون مین بھر کے جہاز پر لائے جسنے مجکو بھیجا تھا اوسکے روبرو ٹوکرا رکھدیا اوسنے
یہ قیمت وہ لیا اور یہ کہا جب تک یہان مقام ہی تیرے حوالے یہ کام ہی چند عرصے مین بہت روپے میرے ہاتھ آئے ناریل
اچھے اچھے چنکے اپنے واسطے جدا رکھتا تھا باقی اوس سوداگر کو دیکے دام لیتا تھا وہانسے سیاہ مرچ کے جزیرے مین
پہونچے اب تو مزا پڑا اتھا مرچ کے ڈھیر لگائے پھر جزیرہ قمری مین آئے وہان صندل و آبنوس بہت ہوتا ہی ناریل کے
بدلے صندل و آبنوس لیا پھر شراکت مین موتی نکلوائے طالع مددگار تھا میرے غوطے کے بار مین در شاہوار تحفہ
آبدار ہاتھ آئے عنایت خدا و تائید بخت رسا سے مالامال ہوکے بانسرا دیکھا بہت خورم و شاد شہر بغداد مین وارد ہوا
اب زندہ و تمین اسیدہ ہوا اسباب خاطر خواہ قیمت کو بکا جو مانگا وہی ملا اتنا زر و سیم ہاتھ آیا کہ رکھنے کی جا نملی دسوان حصہ خدا
کی راہ مین دیا پروسیون سے سلوک کیا یہ دفتر تمام کر سندباد کو سو ریال دے دوسرے دن آنے کے وعدے لیے
حسب دستور دم سحر سب آکے جمع ہوئے پہلے کھانے پینے کے چرچے رہے جب اوس سے فرصت پائی چھٹے سفر کے ذکر کی نوبت آئی

چھٹے سفر کا بیان تباہی کی داستان جہاز کا ٹکڑے ہوجانا سندباد کا غار مین آنا یاوری تقدیر سے سراندیپ مین پہونچکے دولت پانا

سندباد نے کہا ایہا الناس کئی کروڑ نقد روپیہ میرے پاس ہوا اور کیسی کیسی آفت پڑی کیا کیا بیم و ہراس ہوا مگر انسان
دام حرص مین گرفتار ہی عادت جبلی سے ناچار ہی ع بہ ورزد طمع دیدہ ہوشمند * درآرد طمع مرغ و ماہی بہ بند *
برس دن انکے بعد پھر سفر کا خیال آیا بموجب مثل باسی کڑھی اوبال آیا + عزیز اقربا دوست آشنا سب نے منع کیا سمجھایا
کون مانتا تھا مین تو ضرر مین سود جانتا تھا ایک جہاز مول لیا توکلت علی اللہ کہہ کے سوار ہوا کھول دیا وہ چل نکلا
جاتے جاتے ایکروز عجیب ماجرا ہوا کہ کپتان و ناخدا گم کردہ راہ ہوے مصروف نالہ و آہ ہوے مطلق نہ سمجھے کہ ہم
کہانسے آتے ہین کدھر جاتے ہین دفعۃً کپتان کتاب پھینک کے منہ نوچنے لگا وحشی کی صورت متحیر کچھ سوچنے لگا مینے پوچھا
کیا حال ہی جواب دیا دو گھڑی جینا محال ہی یہ کلمہ ناتمام تھا حیرت کا مقام تھا ہوا طوفانی عالمگیر ہوئی جہاز نے پہاڑ
سے ٹکر کھائی ہمنے اتنی مہلت پائی کچھ کھانے کی چیزین لیکے خشکی مین آئے صدہا جہاز کے ٹکڑے کنارے پر پائے دوسرا
یہ اندھیر تھا جا بجا سوکھی نعشین پڑی تھین انسان کی ہڈیونکا ڈھیر تھا نقشہ وہانکا یہ تھا کہ بہت سے دریا ملکے پہاڑ مین
جو غار تیرہ و تار تھا اوسمین در آتے تھے تنگ ایسا تھا کہ درخت جو بہ کے آتے اٹک جاتے تھے جواہر کی کان
اوس مکان مین تھی وہانتک رسائی کسکی امکان مین تھی اور کوئی شی پہاڑ سے ٹپک کے کنارے پر جم جاتی مچھلی
اوسکو لپک کے کھاتی کچھ دیر مین اوسی جگہہ قے کرتی وہ جمع ہو کے عنبر بنتی عود کے درخت یک لخت نظر آتے مگر
پہاڑ بلند اتنا تھا کہ عقل کی رسائی نہ تھی کسی طرف چڑھائی نہ تھی جو جو زندہ بچے تھے ایکجا باہم بیٹھ گئے کچھ اندیشہ کرکے
دانہ پانی بسر آیا موت نے لگا لگایا یہانتک کہ فقط مین بدبخت جان تنہا رہگیا وحشت کی ترقی ہوئی اپنی حرص پر نفرین
کی کہ مال کے لالچ مین آل سوچا وہ جو اندوختہ ہی بصرف غیر آئیگا اپنا یہان خاتمہ بالخیر ہو جائیگا اوسوقت یہ خیال آیا کہ آخر کار
یہ دریاے ذخار کہین نکلے ہونگے تو دیر پڑو اگر زندگی باقی ہی بیڑا پار ہوگا وگرنہ گور بیکس و بی غار ہوگا دو ایک دن مین
یہان بھی مرجاؤ گے نجات نہ پاؤ گے اس تصور مین تختے ہزارون جہازون کے جابجا پڑے تھے کچھ چھوٹے
کچھ بڑے تھے مضبوط رسی جاندار تختے چھانٹ کے رسون سے گانٹھ کے بیڑا بنایا اور لعل زمرد بہت سی اشرفیان
جنکے اوپر رکھین یہ شعر پڑھکے دریا مین در آیا شعر درین دریای بے پایان درین طوفان موج افزا *
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسا ہا * اور ڈانڈ لیکے ناؤ کی صورت کھینا شروع کیا وہان ملاح آفرینش نے
سفینۂ زراندود مہر انور کو بادبان شعاع سے بلند کیا تختۂ تیرگی شکو بند کیا شہزادے نے لب خموشی مین غوطہ مارا دنیازادے نے

ہر چند پکارا اوسنے صدا ندی حکایت باقی ماندہ آمد شب آئندہ پہ موقوف رہی شہریار زمانہ مشتاق فسانہ نماز و وظائف
صبح سے فرصت پاکے بیت السلطنت مین جاکے کاروبار مین مشغول ہوا چھوٹا بڑا آستان بوس موافق معمول ہوا جسدم
امورات سلطنت سے مہلت پائی انتظار شب مین طبیعت گھبرائی مگر یہ چرخ بیداد گر ایک ڈھنگ پہ کب چین لیتا ہے
روز کامیابی کو بچشم زدن شام نامرادی سے بدل دیتا ہے اوسیدم زورق مطلاے آفتاب بحر مغرب مین بہا دی
نوبتی نے آمد شب کی نوبت بجا دی بادشاہ آرامگاہ مین آیا شہرزاد کو یاد فرمایا پوچھا اوس غریق طوفان بلا پر کیا گذری
اوسنے عرض کی سندباد کا بیان ہے کہ جب وہ بیڑا جسکا تختہ بیڑا نہ تھا اوس غار تیرہ و تار مین آیا یہ سوجھا کدہر جاتا ہون
کہانسے آتا ہون پانی جسطرف جاتا تھا اوسکو بہاتا تھا مشہور ہے نیند سولی پر آتی ہے غلبہ جو کیا سو گیا العیاذ باللہ مین
خفتہ بخت کسقدر سویا آنکھ جو کھلی دریا کا کنارہ نظر آیا حبشیون کا مجمع گرد پایا فوراً سجدہ شکر حافظ حقیقی بجا لایا کہ آفت
عظیم سے بچا کے آدمیونکا منہ دکھایا ایک شخص اونمین زبان عربی جانتا تھا قریب آکے نرم زبانی سے کہنے لگا ہمکو
دیکھکے خوف نہ کھانا ہمسے گزند کا خیال نہ لانا ہم اس شہر کے رہنے والے ہین پیشہ زراعت ہے ہماری یہ حرکت ہے
کھیت سینچنے آئے تھے پانی بند پایا ہمکو کھیت مین پانی دینے کی ضرورت پڑی تھی جاکے دہانے پر جو دیکھا تمہاری ڈونگی
اڑی تھی پھر کے وہان گئے اسکو کھینچ لائے پانی رواں ہوا تمھارے بیدار ہونے کے سب منتظر تھے بتاؤ یہ ماجرا
کیا ہوا کیونکر ہوا اس دریا مین کسطور سے گذر ہوا مجکو بھوک کی شدت سے بولنے کا یارا نہ تھا بے مانگے چارا نہ تھا اشارون
سے اونسے کھانا طلب کیا وہ سمجھ گئے اوسیدم کئی طرحکے کھانے تحفہ خوش ذائقہ لائے دلداری سے کھلائے
پہلے تو ہاتھ پاؤن سنسنائے قریب تھا غش آجائے مگر سنبھل گیا پھر اپنی داستان وہان آنے کا سامان مفصل سنایا
وہ گروہ متحیر ہوا اپنے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین لایا معلوم ہوا سراندیپ اس جزیرے کا نام ہے یہ بیت السلطنت
بادشاہ کے رہنے کا مقام ہے مینے بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا ہند کے طریقے پر آداب و تسلیم بجا لایا زمین بوس ہو کر
سر جھکایا بادشاہ نے کمال شفقت سے نزدیک بلا کے میرا نام و مقام پوچھا مینے سندباد جہازی تاجر بغدادی
عرض کیا وہ بھی میرا حال و مال سنکے حیران ہوے کچھ جواہر بیش قیمت نذر کیے تو متعجب ہوے پوچھا یہ رقم گران بہا
کہانسے ہمکو پہنچائی ہے کبھی ہمارے دیکھنے مین یہ شی نہین آئی ہے مینے کیفیت بیان کرکے عرض کیا یہ حضور کا حصہ ہے قبول
کر کے دیکھو افتخار حصول ہو فرمایا مین تجکو دون یا اوسے لون پھر تحفہ بیش قیمت عنایت کرکے ایک عہدہ دار کے سپرد کیا

ارشاد ہوا یہ مسافر مہمان ہے اسکو راحت و آرام صبح و شام دینا جو صرف ہو سرکار سے لینا اوسنے عمدہ مکان میرے رہنے کو سجا سجایا دیا اور مین خوش و خورم رہا ہر روز دربار مین جاتا تھا رنگ ڈھنگ دیکھ بھال کے چلا آتا تھا وہ جزیرہ خط استوا کے نیچے ہے دن رات برابر ہوتا ہے اسی میل کا طول گرد بڑے بڑے پہاڑ ہین وہ سمندر کی آڑ ہین جناب آدم علیہ السلام بہشت سے نکل کے جسجا ٹھہرے تھے وہ جگہ بھی دیکھی جب سیر سے دل سیر ہوا اور جسم مین توانائی آگئی بادشاہ سے عرض کیا محبت وطن دل مین جوش زن ہے اجازت خواہ ہون بادشاہ عالیجاہ نے خلعت گران بہا اور نقد و جنس دیکے رخصت کیا شوقیہ خط مع جواہر گران بہا دیکے ارشاد ہوا کہ خلیفہ ہارون رشید کو یہ ہدیہ پہونچانا ہے یاد بھول نہ جانا پھر جہاز منگوایا کپتان کو میری حفاظت کا بتاکید حکم فرمایا نامہ کسی جانور کی کھال پر تحریر ہوا رنگ اوسکا زرد تھا سیاہی کی جگہ لاجورد تھا

نامہ بادشاہ سراندیپ بنام خلیفہ ہارون رشید بادشاہ بغداد

یہ نامہ بادشاہ ہند کیطرف سے جسکے جلو مین ہزار ہاتھی کو وہ پیکر ہوتے ہین مکانات بہت بڑے بڑے ہین جنکی چھتون مین لاکھون گوہر شب چراغ جڑے ہین اور بیس ہزار تاج مکلل ہیرونکے لعل بے بہا لگے تیار ہین چاندی سونا اشرفی روپے کے انبار ہین خلیفہ ہارون رشید کے نام ہے جو بادشاہ اہل اسلام ہے اور یہ تحفے گو تمھارے قابل نہین مگر یہ ہدیہ برادرانہ اظہار محبت کا بیانہ ہے ہمکو اپنا دوست بلکہ بھائی سمجھو تمھاری صحت و خیریت کے ہم دل سے طلبگار ہین ربط و اتحاد کے یہ اظہار ہین والسلام نامہ تمام ہوا تحفونمین ایک پیالہ لعل کا تھا پون گرہ کا گلندہ گرد موتیون کی جھالر ہر ایک در یکتا وزن مین نصف درہم ہشتم اور سانپ کی کھال فلس اوسپر بقدر ریال جو اوسکو بچھا کے سوتا تمام عمر بیمار نہوتا اور عود کی لکڑی پچاس ہزار درہم کا وزن تیس دانے کافور کے پستے کے برابر پانچوین لونڈی پری پیکر گل اندام مغرق بجواہر قصہ مختصر مین خوش نصیب تھا جہاز نے بادمراد پائی جلد بانسرے کی صورت نظر آئی پھر بغداد مین پہونچا سب کامون سے پہلے وہ ہدیہ بادشاہ ہند کا خلیفہ ہارون رشید کے حضور مین پہونچایا حاضر ہوکے بعد تسلیم و زمین بوس نامہ روبرو لایا تحفے گذرانے نامہ پڑھ کے مجھ سے فرمایا کہ بادشاہ ہند یہی سامان رکھتا ہے جیسا لکھا ہے مینے دست بستہ عرض کی امیر المومنین جو اس نامہ مین لکھا ہے غلام نے آنکھون سے دیکھا ہے جب بادشاہ سوار ہوتا ہے قدرت خدا کا جلوہ آشکار ہوتا ہے قدم قدم پر سیم و زر نثار ہوتا ہے نظم

آگے آگے بہت شتر سوار — زیب سر سبکے شملۂ زرتار
گھوڑے نادر و عمدۂ آفاق — سب جواہر نگار ساز و یراق
جوڑیان تازیونکی سبقت شعار — کوئی گلدار اور کوئی ابلق
پھر پریزاد پر جھپیون والے — جنکی مژگان ہئے جگر بھالے
سینگڑے سازسب مرصع کار — برق چقماق قہر توڑ بیدار
بعد ازین ہاتھیون کے غول کے غول — تیز رو سب سبک خرام چھول
اقربا اونپہ بادشہ کے سوار — جنمین بادشاہ مہرو قار
ہاتھ سے اپنے وہ شہ خوشخو — سیم و زر پھینکتا ہوا ہر سو

ور دیان پہ زراونکی جلوہ کنان — مثل طاؤس مست سانڈنیان
پھر وہ صید و شکار کا سامان — سیکڑون طائران صید کنان
ایک اک وہ سدھا ہوا چیتا — جو پکڑ لائے صید کو جیتا
خاص بردار وہ پری پیکر — خاصیان نغز کی وہ کاندھے پر
آگے آگے نقیب کی للکار — باادب باملاحظہ ہشیار
کارچوبی و مخملی جھولین — رہتے وہ جنمین سونے ل جھولین
چارجانب تمام دولتخواہ — سارے ارکان سلطنت ہمراہ
اودھر اودھر جتنے فوج کے افسر ہین صاحب کرّ و فرّ ہین

گھوڑون پہ سوار برچھے طلائی لیے عمدہ عمدہ ہتھیار سجے سونے کا ستون اوسپر زمرد کا ٹکڑا ایک گرہ کا درازلون گرہ کا دبیز لگا ہزار جوان پلٹن برد ست لشکر شکن لباس جواہر نگار پہنے بائین دہنے جب خود بدولت کا ہاتھی بڑھا ایک امیر بآواز بلند پکارا کہ یہ وہ بادشاہ ہند ہے جسکے پاس ایسے ساز و سامان ہین کہ دیکھنے والے حیران ہین اور جتنے راجہ مہاراج ہین سب مطیع فرمان ہین جب آگے سے یہ صدا آئی دوسرا جو پس فیل تھا اوسنے منہ کھولا کہ یہ بادشاہ باوجود اس جاہ و ثروت اور دولت و حکومت کے مرجائیگا مرجائیگا کوئی نشان تہ خاک نہ پائیگا پھر جو پیش رو تھا اوسنے یہ سنایا ایہا النّاس سر اوسی کے روبرو جھکاؤ جو زندہ جاوید معبود ہے دنیا سرائے فنا ہے اسکا بکھیڑا نرا پر ضرر بے سود ہے یہ سنکے خلیفہ نے فرمایا تیرے اظہار سے یقین کامل ہوا وہ انتہا کا صاحب دانش باکمال اندیش ہے کوئی حرکت اوسکی کم نہ بیش ہے پھر خلعت عنایت فرماکے رخصت کیا اور وزیر عالی توقیر کو جواب لکھنے تحفہ و ہدایہ تجویز کرکے پیش کرنیکا حکم دیا جبسدم یہ حکایت سندباد کہہ چکا ہندباد کو سو ریال دیکے رخصت کیا دوسرے روز آنیکا وعدہ لیا صبحدم وہ چاشتہ خور سب جمع ہوئے امور ضروری سے فرصت پائی طرح طرح کی لطیف غذا خوب سیر ہوکے کھائی سندباد نے ساتوان سفر جسمین قصہ مختصر ہے اوسکا حال بیان کیا سامعین کو حیران کیا

بیان ساتوین سفر سندباد کا حسب الحکم خلیفہ جواب نامہ و تحائف لیکے سرندیپ جانا معاودت کے وقت قزاقونکا لوٹ لینا تکلیف پہونچانا

کہا صاحبو ایکی بار جو گھر آیا تصدی نقد و جنس کی فردین روبرو لایا ایک ہفتہ شب و روز شمار مین رہا حساب نکر سکا
لیکن سفر کی ایذا ہر بار جان جوکھون کا معاملہ جب یاد آتا تھا گھر سے باہر قدم نہ بڑھاتا تھا بلکہ خوف سے ماہ صفر مہینون
مین نہ ملاتا تھا ایک روز یاران قدیم ندیم بیٹھے تھے اختلاط ہو رہا تھا کسی نے کہا ملازم خاص خلیفہ آیا ہی تمکو طلب فرمایا ہی
فورًا درباری کپڑے پہن کے جلد نکلا روبرو جا کے سر تسلیم خم کیا خلیفہ نے فرمایا سندباد تجھسے اگر میرا کام ہوگا تو دو
ونزدیک تیرا نام ہوگا بادشاہ سراندیپ کے پاس جا میرا ہدیہ پہونچا اوسنے محجوب بے سبب صرف تیری زبانی نام سنکے
کیا کیا اسباب گران بہا بھیجا ہی ادھر سے چشم پوشی نازیبا ہی مجکو بجز اقرار انکار کا کب یارا تھا الٰہی ملک کے کام مین مرجانا بھی
گوارا تھا عرض کیا غلام حاضر ہی ہزار ریال سامان سفر کو مرحمت فرمائے ہم اوسکو لیکے گھر آئے اپنی ضرورتون سے
فارغ ہوکے در دولت پہ حاضر ہوا نامے کا جواب نادر اسباب لیکے جہاز پہ سوار ہوگیا وہ صرصر و صبا سے تیز
گرم خیز ہوا بہت جلد سراندیپ مین پہونچا پہلے ارکان دولت سے ملاقات کی بادشاہ کو خبر ہوئی دربار مین طلب فرمایا
کہا سندباد مین تجکو بہت یاد کرتا تھا اکثر تیرا خیال دل مین گذرتا تھا مینے عرض کیا خانہ زاد بھی دن رات مدح و ثنا کرتا تھا
ہر دم ملازمت و آستانہ بوسی کی دعا کرتا تھا پھر نامہ و تحائف گذرانے بادشاہ بہت مسرور ہوے دس ہزار
ریال کی تیاری کا فرش تھا پچاس قبا نادر بیش بہا الگزندریہ وکیرو کی جنکی گلکاریان بشر کے وہم و خیال مین نہ آئی
تھین بلکین برق کیصورت چمک جاتی تھین عقیق کا پیالہ یاقوت سے خوشرنگ بقدر انگشت گندہ کنارے پہ
تصویر یہ ہاتھ مین کمان و تیر شیر کو تخجیر بے تاخیر کرتا قرمز کا فرش مصفا تخت مطلا
حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹھنے کا بڑی قیمت دیکے لیا تھا کاغذ مطلا و مذہب نامہ سے مضمون کا لکھا تھا

نامہ خلیفہ ہارون رشید بادشاہ بغداد

عبداللہ ہارون رشید کیطرف سے جو بقوت پروردگار خلیفہ و جانشین بفر و تمکین بزرگان دین جنت نشین کا ہی
سلام نامہ محبت شمامہ تمھارا نظر سے گذرا طبیعت کو ہر مرتبہ سرور ہوا ۵ اسی وقت تو خوش کہ وقت ما خوش
کردی ٭ مضمون محبت مشحون سے اجنبیت کا حجاب درمیان سے دور ہوا یہ اوسکا جواب ہی جسدم دیکھوگے
ہمارے شوق کا حال محبت نادیدہ جو ہوگئی ہی اوسکا کمال معلوم ہوگا مطلب دلی مفہوم ہوگا بادشاہ سراندیپ
مضمون نامہ اور ہدیہ بھیجنے پہ فخر و مباہات کرنے لگا کہ امیر المومنین کا مراسلہ ہی کچھ دنکے بعد رخصت وطن کا

مذکور پایا بادشاہ متاسف ہوا آنسو بھر لایا آخر کار جب بہت اصرار ہوا ناچار ہوا نامے کا جواب ہدیہ کی رسید
لکھکے دمی اور خلعت فاخرہ و زر نقد بہت سا دیکے جہاز پر سوار کر دیا مینے بغداد کا راستہ لیا تقدیر کی بُرائی
دست بستہ سامنے آئی راہ مین قزاقون نے آکے گھیر آدمیت سے منہ پھیرا جو لڑا وہ مارا گیا باقیماندہ گرفتار
ہوے بیدام غلام بنے ذلیل و خوار ہوے کچھ دنکے بعد بیچنا شروع کیا مجکو ایک تاجر نے خریدا پوچھا تجکو کیا کام
آتا ہی مینے کہا اہل حرفہ نہ تھا تجارت کرتا تھا اوس نے تاسف کیا کہا تجکو تیر لگانا آتا ہی جواب دیا صغرسنی مین سیکھا
تھا شاید کچھ یاد ہو اوس نے دستہ تیر کا اور کمان مجکو دیکے اپنے برابر ہاتھی پر سوار کیا جنگل مین لیگیا ایکدرخت بلند
دکھا کے کہا اسپر چڑھکے بیٹھ رہ یہان ہاتھی بہت آتے ہین اگر تیرے ہاتھ سے کوئی مارا جائیگا تو مزا اوٹھائیگا
پھر کھانے پینے کی اشیا دیکے شہر کیطرف روانہ ہوا درخت پر بیمار اتھا نہ ہوا تمام دن منتظر رہا ہاتھی نظر نہ آیا
دوسرے روز جسیدم آفتاب نکلا ہاتھیونکا غول نمود ہوا قریب جو آئے مینے ایک کو تاک کے تیر بہت سے
لگائے زہر کے بجھے تھے وہ تو گر گیا اور ونکا منہ پھر گیا مین نے میدان جو خالی پایا شہر مین آیا یہ حال سوداگر
سے کہا وہ بہت خوش ہوا غذا لطیف اوس نے کھلائی تعریف کی پاس بیٹھنے کی نوبت آئی وہ مینے یہ شغل رہا
ہاتھی کو مارا دانت لے لیے ایک روز دم سحر ہزارون ہاتھی آئے درخت کو گھیر لیا سونڈونمین جڑین لپیٹ لپیٹ
گرانے لگے مین جان کے خوف سے شاخونمین چمٹتا تھا آخر کار ایک زبردست نشہ زور مین مست جو آیا
ایک حملہ مین درخت کو زمین پر گرا یا پھر مجکو سونڈ سے اوٹھا کے اپنی پیٹھ پر بٹھایا آگے بڑھا وہ غول
اوسکے پیچھے چلا مین زندہ در گور اوسکی پیٹھ پر ادھر اودھر دیکھتا تھا کہ کوئی ایسا کفیل نظر آئے کہ اس کرم
فیل سے جان بچائے دو چار کوس چلکے مجکو پیٹھ سے اوتار دیا وہ سب کسی طرف چلے گئے جب میرے حواس
درست ہوے اوٹھا قریب ایک غار بہت چوڑا چکلا نظر آیا اوسمین دانت اور ہڈیونکا انبار پایا مجکو خیال
آیا کہ پروردگار نے ہر ذی حیات کو اپنے نفع وضرر کی تمیز دی ہی یہ سب سمجھے کہ فقط ہمارے دانت کے واسطے
انکا ہمچشم دشمن ہر اس لیے یہ ڈھیر دکھایا کہ قتل سے ہاتھ اوٹھاؤ جسقدر چاہو یہانسے لیجاؤ مین وہان سے
روانہ ہوا دوسرے دن شہر مین پہونچا اپنے آقا سے یہ سانحہ بیان کیا وہ اوسیدم ہاتھی پر سوار ہوا
مجکو پاس بٹھا لیا اوس غار کو مینے دکھایا جتنے دانت ہاتھی پر لد سکے وہ لیکے مکان پر آیا مجھ سے کہا بھائی

تو نے مجکو بڑی دولت دیکے شاد کیا تینے مجھے آزاد کیا پھر وطن بھیجنے کا اوس سے مینے سوال کیا یہ جواب دیا
کہ عنقریب جہاز دانت لینے اس شہر مین آئیگا مین کسی تاجر کو سونپ دونگا بخوبی تو بغداد مین پہونچ جائیگا انتظار مین
اوس غار سے مین اتنے دانت لایا کہ مکان مین رکھنے کی جگہ نرہی دروازے پر انبار لگایا جب جہاز وہان پہونچے اوس
تاجر نے آدھے وہ دانت اور کچھہ تحائف وہانکے مجکو دیکے جہاز پر سوار کردیا مین خوشی سے شادی مرگ ہوگیا
کہ غلام تھا آزاد ہوا اسقدر اسباب اور امداد ہوا آخر وہانسے چلکے راہ مین دانت بیچتا کہین بدلتا مع الخیر بالنسرے
مین داخل ہوا وہانسے خشکی کی راہ قافلے کے ہمراہ خرم و شاد بیت السلطنت بغداد مین پہونچا پہلے خلیفہ ہارون رشید
کے در دولت پر جو بہ ساہوا تامے کا جواب پیشکش کیا خلعت و انعام لیکے اپنے گھر مین آیا سجدۂ شکر بجا لایا پھر
ہند باد سے مخاطب ہوکے کہا ای دوست تمنے ایسا سانحہ کبھی سنا ہی کہ جو شخص ایسی مصیبتین اوٹھائے اتنی دولت
پائے وہ پھر سفر کا جیتے جی نام نے لے زیست حرام کرے صبح عشرت رنج و الم کی شام کرے مگر جو چاہے وہ گردش
ایام کرے ہند باد یہ سنکے اوٹھا ہاتھونکو بوسہ دیکے کہا ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ✽ ہر کارے و ہر مردے
مین ایسی مفلسی کا رہون ہون رنج شام تک بھی روٹی ملتی ہی بال بچون کے ساتھ کھاتا ہون جو کہون نہین اوٹھاتا
ہون سندباد نے پھر سو ریال دیکے کہا اب تم اپنا کام چھوڑو میری رفاقت سے منہ نہ موڑو جب تک
دار فانی مین زندگانی ہوگی زبان زد خلق ہماری تمھاری کہانی ہوگی ہند باد نے اوسکی رفاقت مین بقیہ
زیست بسر کی ہوا خواہی و اطاعت مین شام سحر کی جب یہ حکایت تمام ہوئی شہزادے نے کہا امیر المومنین
خلیفہ ہارون رشید کا معمول تھا ہر شام لباس بدل کے شہر بغداد مین گشت کرتا ہر شخص کے حال کی دیکھہ
بھال رہتی تھی کہ کسکو رنج ہی کون راحت سے بسر کرتا ہی آسودہ مرفہ حال کون ہی فاقہ سے کون مرتا ہی

ایک جوان کا سیب کے سبب سے دھوکا کھانا بی بی عفیفہ کو قتل کر کے لاش دریا مین بہانا سچ کہہ کے نجات پانا

ایک شب خلیفہ مع جعفر وزیر و مسرور خواجہ سرا ڈیوڑھی کا ناظر بھیس بدل کے شہر مین جاتے تھے ایک شخص معمر دراز
قد ریش سفید زیست سے نا امید کندھے پر جال ہاتھہ مین ٹوکری کا جنجال چلا آتا تھا خلیفہ نے فرمایا یہ مفلس ہی
اسکا حال پوچھو جعفر نے کہا تو کون ہی کہانسے آتا ہی اوس نے کہا غریب پرور راہی گیر ہون دام افلاس کا اسیر
ہون دریا کے کنارے دوپہر سے اسوقت تک سرمارا مچھلی کا کیا ذکر جھینگا بھی ہاتھہ نہ آیا خالی ہاتھ

تقدیر نے گھر پھرایا اس سوچ مین حیران ہون گھر والی کو منہ کیا دکھاؤن گا ننھے ننھے بچونکو کیا کھلاؤن گا خلیفہ کو اوسکے حال زار پر رحم آیا فرمایا ایکبار دریا پر چلکے پھر جال پھینک کچھ ہاتھ آوے یا نہ آوے تجکو سو ریال ملجائینگے بہت دنون بال بچے تیرے کھائینگے مچھلی والا یہ سنکے سب رنج والم بھولا خوشی خوشی اونکے ساتھ چلا دریاے دجلہ کے کنارے پہونچکے جال پھینکا جب اوسکو کھینچا صندوق مقفل جال مین نکلا خلیفہ نے سو ریال دیے سرور سے فرمایا صندوق اوٹھالے پھر جلد جلد قدم اوٹھا کے محل مین داخل ہوا صندوق کھولا چٹائی مین ایک نعش لپٹی دیکھی اوسکو باہر نکالا عورت جوان زخمون سے چور نازک پری شکل حور تھی خلیفہ کو بہت ملال ہوا غصے سے عجیب حال ہوا وزیر جعفر سے فرمایا سبحان اللہ بڑی جانفشانی سے یہ ہماری رعایا کی پاسبانی ہوتی ہے تیرے عہد مین ایسی ظلمرانی ہوتی ہے ظالم بے سبب لوگونکی جان کھوتے ہین ظلم رسیدہ میری جانکو روتے ہین کل جو بازپرس کا دن ہوگا جوابدہی مین کون گنہگار ہوگا مین ہونگا یا تو ذلیل وخوار ہوگا قسم کھاتا ہون اگر اسکے قاتل کو تلاش کرکے انتقام لیا تو خیر ہی نہین تو اور چالیس تیرے عزیز اقربا کو قتل کرونگا یہ سنکر وزیر دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ مہلت کا امیدوار ہون فرمایا تین دنکے بعد یا اوسکا انتقام ہوگا یا تیرا کام تمام ہوگا جعفر گریبان چاک سر ورو آغشتہ بخاک گھر مین آیا دلسے کہتا تھا کہ شہر بغداد کس طول وعرض مین آباد ہے یہان قاتل کا نشان پانا گواہ عادل بہم پہونچانا بہت محال ہے یہ مقدمہ قضا کا پیام ہے جینے کا بیفائدہ خیال ہے پھر کوتوال کو بلایا ماجراے جانکاہ عتاب بادشاہ سنایا کہا اگر دو تین دنمین اوسکے قاتل کا سراغ لگایا یا زندہ ہاتھ آیا تو خیر ہے ہماری تمھاری جان بچی گر نہ چھوٹے تو ہمارے تمھارے ساتھ کتنون کے سر کٹ جائینگے یہ اندھیر یہ سنکے وہ خانہ بخانہ کوبکو چارسو جستجو کرنے لگا جہانتک ہوسکا خاک چھانی اصلا پتہ نپایا وعدہ تمام ہوا دونون گھر نمین کہرام ہوا نزول سلطان کشان کشان جعفر اور کوتوال کو لیگئے بادشاہ نے پوچھا قاتل کو لایا اونے عرض کیا خانہ زاد نے ہر چند سر مارا سراغ تک نپایا نائرہ غضب کا شعلہ بھڑکا فرمایا جعفر اور چالیس اسکے عزیزون کو در دولت پر لاکے تہ شمشیر کرو ایکدم نہ تاخیر کرو فورا جلاد سب کو گرفتار کر لائے منادی پکارا جعفر سا وزیر اور چالیس اوسکے عزیز یا توقیر بحکم خلیفہ عادل زمان تہ تیغ بران ہوتے ہین جسکو دیکھنا ہو آوے عبرتنما سانحہ آنکھونسے دیکھ جاوے دفعتہ مہر فلک شمشیر شعاعی ہاتھ مین لیکے افق آسمان سے قتل بیگناہ کی سیر دیکھنے کو نمودار ہوا شہرزاد کی خوف سے زبان بند ہوئی کلام کرنا دشوار ہوا شہریار عالی جاہ والا تبار نے خوابگاہ سے عزم سیر باغ سلطنت کیا

عدل وداد مین مصروف ہوا مشغلہ انتظامی مین دن تمام کیا کسی ملزم کی برآت ہوئی کسی مجرم سے انتقام لیا یہان تک کہ شفق شام کا گل پھولا مہر جہانگرد نے دامن غروب منہ پر لیا شاہنشاہ ماہ باسپاہ انجم سطح آسمان پر جلوہ فرما ہوا شہریار والا تبار نے دربار برخاست کیا خلوتسرا مین رونق بخش ہوا بعد اکل وشرب جب پلنگ پر آیا شہرزاد سے فرمایا کہ جعفر کا کیا مآل ہوا جان بچی یا حلال ہوا اوس نے عرض کیا کہ جعفر کی غربا نوازی و فیاضی سے شہر کی خلقت بہت راضی تھی اس خبر سے سب کے دل پر چوٹ لگی ہر محلے مین گریہ و بکا سے ہنگامہ محشر برپا ہوا جسنے سنا روتا ہوا گھر سے نکلا یہان جلادون نے جعفر کو مع آل اور اوسکے عزیز واقربا کو ریت کے چبوترے پر بٹھا تلوار کو پتھر پر چڑھا گردنون پر خط کھینچا صرف حکم کا انتظار تھا کہ دفعتہً ایک جوان خوش رو بھیڑ کو ہٹا کے جعفر کے پاس آیا یہ کلمہ بآواز بلند سنایا کہ اوس عورت کا قاتل مین ہون وزیر یہ سنکے اپنی جانبری پر خوش ہوا مگر اوسکی نوجوانی اور آفت آسمانی سوچکے آنسو بھر لایا قتل کا سبب پوچھنے لگا ہنوز گفتگو ناتمام تھی دوسرا شخص مسن بڑھاپے کے دن قامت کشیدہ گرم و سرد زمانہ دیدہ آکے جعفر سے کہنے لگا اس جوان کا اظہار غلط ہے مینے اوسکو مارا ہے اور صندوق مین بند کرکے دریا مین ڈالا ہے یہ بے قصور ہے مین حاضر ہون جو قصاص منظور ہے دونون مین تکرار ہونے لگی وہ کہتا تھا مین قاتل ہون یہ کہتا تھا مین قصاص کے قابل ہون وزیر نے نزاع لفظی سے گھبرایا کچھ سمجھ مین نہ آیا دونونکو خلیفہ کے روبرو لایا وہی تقریر دونون نے خلیفہ سے کی حکم ہوا اسیران سابق رہا ہون یہ لقمہ دہن قضا ہون جعفر نے دست بستہ عرض کیا پیر و مرشد ایک کے خون مین دو کا قتل کہان روا ہے عدالت و انصاف کے خلاف یہ ماجرا ہے پھر اوس جوان نے بقسم کہا خداوند نعمت غلام اس فعل کا مرتکب ہوا اور پیر مرد بھی چپ ہو رہا اوسوقت خلیفہ نے فرمایا اے شخص تو نے اس سنگدلی سے اوسکو ٹکڑے کیا خوف خدا حاکم کا بیم رجا بھولا اب کیا ہوا کہ خود چلا آیا اور زبان سے اقرار کرکے اپنا قتل گوارا کیا اوس نے عرض کیا اے امیر المومنین تو نائب خدا و خلیفہ حبیب کبریا ہے یہ سانحہ حیرت و عبرت انتما ہے اگر بگوش دل سنیے تو غلام از آغاز تا انجام سچ عرض کرے مفصل حقیقت سنا دے خلیفہ اوسکی طرف متوجہ ہوا اوس نے بیان کیا

بیان کرنا قاتل بیرحم کا سانحہ اپنی زوجہ نیک بخت پارسا کا سیب کی بدولت آسیب پہونچنا حبشی کی تقریر سے بیگناہ کو قتل کرکے دریا مین بہانا الزام اپنے ذمے سے مٹانا

یہ مقتولہ میری زوجہ تھی اور یہ پیر اوسکا باپ میرا چچا ہے صغر سنی مین میرا عقد ہوا بارہ برس کا زمانہ گذرا ہم دونون باہم

شادی ہوئے اللہ کی عنایت سے تین بیٹے پیدا ہوئے اور زندہ ہین عورت نیک سیرت مطیع فرمان تھی مجھکو پاسداری مجھے امکان تھی کچھہ دن گذرے وہ بیمار ہوئی میری طبیعت مضطر و بیقرار ہوئی بہت دوڑ دھوپ کی بارے اچھی ہوئی غسل صحت کی تیاری ہوئی حمام جانے کی باری ہوئی ایکدن کہا سیب کھانیکو بہت جی چاہتا ہی جلد لاؤ مجھے کھلاؤ مین صبح سے شام تک تلاش مین پھرا کہین ہاتھہ نہ لگا بعد مغرب گھر مین آیا اوسنے خالی ہاتھہ جو دیکھا نہایت ملول ہوئی مجھکو کہ مین کاہش حصول ہوئی دم صبح تمام باغون کی خاک چھانی سیب نملا ایک باغبان پیر نے یہ تقریر کی کہ اگر تجھکو بڑی ضرورت ہی تو یہ صورت ہی بالسرے سیدھا جا باغ سلطانی مین جانفشانی سے ملجائیگا ناکام پھر نہ آئیگا مینے اوسکے واسطے سفر دور اختیار کیا بالسرے پہونچا تین سیب کئی ریال دیکے لایا اوسکے حوالے کیے وہ دیکھکے بہت خوش ہوئی بوسے فرحت پائی مسرور ہوئی کلفت دور ہوئی اپنے پاس رکھہ لیے فدوی کی دکان چوک مین ہی وہان آکے اپنے کام مین مشغول ہوا عصر تک گذرا تھا ایک حبشی سیہ فام کسی کا غلام سیب ہاتھہ مین لیے میرے سامنے آیا مینے پہچانا کہ یہ وہی سیب ہی جو مین بالسرے سے لایا تھا اس نے کہان پایا اوسکو قریب بلایا پوچھا کہ یہ کہانسے تیرے ہاتھہ آیا اوسنے جواب دیا مین اپنی معشوقہ کی عیادت کو گیا تھا پلنگ کے پاس تین سیب دیکھے پوچھا خلاف فصل کہانسے بہم پہونچے وہ بولی میرا شوہر بالسرے جاکر لایا ہی دم رخصت ایک مینے اوٹھا لیا یہ سنتے ہی مجھکو ایسا غصہ آیا ہوش و حواس سبکو گنوایا فوراً دکان بند کر گھر مین آیا دو سیب دیکھے تیسرا نہ پایا اوس عفیفہ سے پوچھا تیسرا سیب کیا ہوا اوسنے بدمزہ ہوکے کہا مجھکو نہین معلوم یقین کامل ہوا حبشی سچا تھا چھری کمر سے نکالکے اوسکو حلال کیا اشتعال طبع سے مآل کا کچھہ خیال کیا پھر جسم ٹکڑے ٹکڑے کرکے چادر مین باندھا اوسکو صندوق مین لاش رکھکے دریا مین ڈبوایا اوس گوہر درج عصمت کو کھو آیا دروازے پر جو پہونچا بڑا بیٹا روتا تھا اوس سے رونے کا سبب پوچھا کہنے لگا مجھکو ماں کے بے اطلاع سیب اوٹھا لایا تھا باہر جو نکلا ایک حبشی آیا سیب میرے ہاتھہ سے چھین لیا مینے رو رو کے منت کہا کہ یہ سیب میرا باپ بالسرے جاکے صعوبت سفر اوٹھا کے لایا ہی ماں میری بیمار ہی اوسکو بہلایا ہی اوس غلام نمکحرام نے نہ سنا سیب لیکے بھاگ گیا ابتک اوسکی تلاش مین در بدر رہا آخر گھر پھر آیا آپکو دیکھکے ڈر کے رونے لگا یہ کلمہ جو سنا میری غیر حالت ہوئی خون ناحق کی خجالت ہوئی کہ ایسا بھاری بوجھہ گردن پر لیا ناسمجھی سے گھر ویران کردیا اس عرصہ مین میرا چچا آیا یہ سب ماجرا مینے سنایا

اسنے کچھ نہ کہا تھر یک ماتم ہوا رونے لگا مجکو بہت رنج وملال رہتا تھا ہر دم غیر حال رہتا تھا آج وزیر جعفر بیگناہ
کا قتل سنا دل نے زیست سے جی بیزار کیا حضور مین آکے قتل کا اقرار کیا خلیفہ نے ماجرا سنکے اوسکی نوجوانی اور
خانہ ویرانی پر بہت تاسف کیا فرمایا یہ جرم عفو کے قابل ہی دانستہ اسنے یہ حرکت نہین کی سزاوار قتل وہ غلام
نطفہ حرام ہی جسکی افترا پردازی باعث قتل بیگناہ ہوئی پھر جعفر سے فرمایا تو نے یہ قصہ سنا تین دن کی اور مہلت ہی
بہت غنیمت ہی اوس غلام سیہ فام کو حاضر کر جو ڈھونڈھ نہ لائیگا مارا جائیگا اون دونون نے رہائی پائی وزیر کی
جان پر پھر بن آئی سوچا کہ شہر بغداد کوسون تک آباد ہی ہزار ہا غلام حبشی کرینہ منظر سیہ فام ہین مجرم کیونکر ملے گا چمن
زندگانی خزان ہوا دیکھیے کیا گل کھلے گا وزیر نے یہ حال سب سے کہا گھر مین ماتم ہونے لگا چھوٹا بڑا جان کھونے
لگا دفعتہً صبح کا سفیدہ چمکا مہر جہانگرد وزیر کا حال وآل دیکھنے کو گوشہ مشرق سے نکلا شہرزاد ساکت ہوئی شہریار
نے بیت السلطنت کی راہ لی مشغلہ انتظام ملکی ومالی مین دن تمام ہوا یہانتک کہ ہنگامہ شام ہوا بادشاہ نے
دربار برخاست کیا بیت الراحت مین جلوہ دیا شہرزاد نے جو بادشاہ کو مشتاق پایا حسن بیان کا رنگ جمایا
کہا جب مہلت کے دن تمام ہوے اور کچھ پتا نہ لگا تو خلیفہ نے جعفر کو طلب کیا جسدم یہ آمادہ مرگ دروازے
پر پہونچا کھلائی اسکی بیٹی کو گود مین لیے سامنے آئی جعفر اوسکو بہت پیار کرتا تھا گود مین لیکے پیار کرنے لگا
جدائی کا قلق جو ہوا گریہ بے اختیار کرنے لگا ایک شی گول اوسکے پیرہن مین معلوم ہوئی پوچھا بیٹی یہ کیا ہی
وہ بولی بابا یہ سیب ہی ریحان سے مول لیا ہی اور خلیفہ کا نام بھی اسپر لکھا ہی جعفر نے سیب پیراہن سے نکالا
بغور دیکھا بھالا یقین ہوگیا یہ وہی سیب ہی جسکا یہ تیسرا سیب ہی ریحان کو روبرو بلایا بچشم غضب دیکھ کے
فرمایا سچ بتا یہ سیب کہان سے پایا کیونکر تیرے ہاتھ آیا اوسکے خوف سے جان نکل گئی دست بستہ عرض کی
خداوند یہ سیب سرکار سے چرایا نہین بادشاہی باغ سے توڑ کر لایا نہین کئی دن ہوے ایک گلی مین دو تین لڑکے
اسسے کھیلتے تھے مین چھین کے لے بھاگا ایک لڑکا دوڑ کر رونے لگا کہ میری ماں بیمار ہی باپ میرا اوسکے واسطے
بانسرے جاکے لایا ہی خدا کے واسطے تو نہ لے مجھے جو اسے کر دے مینے کچھ نہ سنا گھر مین لایا چھوٹی بیگم کو
پسند آیا نذر کیا جعفر از سر نو زندہ ہوا غلام کو مع سیب خلیفہ کے حضور مین لیگیا غلام نے پھر یہ داستان
بیان کی خلیفہ کو ہنسی آگئی مگر جعفر سے فرمایا یہ خون ناحق غلام کی باعث ہوا ہی اسکا قتل واجب تا خلق خدا

دیکھہ کے عبرت کرے اور کوئی آیندہ اس طرح کی حرکت کرے جعفر نے عرض کیا خداوند نعمت بجا ہی یہی اسکی سزا ہی لیکن اسوقت غلام کو نور الدین اور بدر الدین کا قصہ یاد آگیا ہی اگر حضرت کی طبیعت سنکے شاد ہو تو یہ غلام صدقے میں آزاد ہو خلیفہ متوجہ ہوا

سرگذشت بادشاہ مصر کے وزیرزادون کی نزاع لفظی مین ترک وطن دونون کے رنج و محن غربت مین لڑکا پیدا ہونا پھر چچا کا بھتیجے اور خویش کی جستجو مین نکل کے پتہ پانا بالائی مین سیاہ مرچ نہ ملانے کے جرم مین گرفتار کرلانا

جعفر نے عرض کیا زمانہ سابق مین مصر کا بادشاہ سپہر بارگاہ عادل ذی ہمت صاحب جرأت یادگار زمانہ تھا جود و سخا مین یگانہ تھا وزیر اوسکا خوش تدبیر ترقیخواہ تھا معاملہ فہم دادرس علوم فقہ اصول منطق و معانی سے آگاہ تھا دو اوسکے فرزند ارجمند تھے بڑے کا نام شمس الدین چھوٹا نور الدین علم و فضل مین باپکے قدم بقدم تھے بلکہ کسی بات مین نہ کم تھے جب اونکے باپکا انتقال ہوا شہریار قدردان تھا بہت ملال ہوا بیٹیونکو بلاکے ماتم پرسی کی فرمایا دنیا مقام گذران ہی دم لینے کی جا نہین قافلہ روان ہی اس ماتم مین صبر کرو انتظام مالی و ملکی مین دل بہلاؤ طبیعت پر جبر کردیہ سمجھا کے ایک کو وزیر کیا دوسرے کو نائب اور اوسکا مشیر کیا خلعت عنایت ہوے دونون نذر دیکے اداب بجالائے منصب اعلی سے ممتاز ہوکے گھر آئے اسطرح عہدہ وزارت کو رونق دی چمکایا کہ وزیر اول کو بادشاہ کے دل سے بھلایا ایک روز بعد صحبت طعام باہم یہ کلام ہوا بڑے بھائی نے کہا جسطرح ہمارے تمھارے ربط ہی ہم تم بھائی ہین اسی طور پر دو عالی خاندان نیکبخت عورتین کہ وہ بھی آپس مین حقیقی بہنین ہون ایک شب اونکو عقد مین لائین عمدہ پوشاک ایک رنگ کی دونون کو پہنائین چھوٹے بھائی نے لحاظ سے جواب دیا بہت خوب اب بڑے صاحب اوج بڑھے خدا کے کارخانے مین دخل کرنے لگے کہا ایسی ترکیب ہو کہ دونون عورتین ایک شب حاملہ ہون اور ایک روز وضع حمل ہو کہ میرے مشورے مین نہ خلل ہو میرے لڑکی تمھارے فرزند ہو اوسی دن عقد ہو باہم سلسلہ بند ہو چھوٹے بھائی نے کہا بہرکیف مجکو افتخار حصول ہوگا یہ بھی قبول ہوگا پھر بڑے صاحب بولے ایک شرط اور ہی مقام غور ہی تم اپنے دلبند کے بدلے بمہر و دستخط یہ لکھدو کہ صرف شادی کے علاوہ تین ہزار سرخ

ریال اور تین پرگنے زر ریز مالا مال اور تین لونڈیان ماہرو عنبرین گیسو میری بیٹی کے صرف اور خدمت کیواسطے دونگا
چھوٹا بھائی بولا یہ بات غلط ماننونگا حسب نسب مین برابر تمھارا ہمسر ہون کیونکر یہ قبول کرون بلکہ تمکو لازم ہے جہیز
ایسا داد و دہش سامان سے رخصت کرو کہ جو دیکھے حیران آئینہ وار ہو دور و نزدیک مشہور یہ اخبار ہو القصہ فقط
تصور خیالی امور لاو بالی پر اسقدر گفتگو کو طول ہوا کہ ترک یار و دیار حصول ہوا دم سحر سلطان والاشان بعزم سیر و
شکار سوار ہوا بڑا بھائی ہمراہ رکاب چار و ناچار ہوا چھوٹے بھائی نے فرصت پائی رشب کی تکرار سے یہ حیثیت
دل و دماغ مین سمائی فوراً شہر سے باہر نکلا سرگرم راہ ہوا کئی دن کے بعد سواری کا گھوڑا راہ مین مر گیا پیادہ پائی
قدمبوسی کی منزل کا ملے کوس ہوئی بہر کیف کچھ راہ طے کی چلنے کی عادت نہ تھی پنڈلیان سوج گئین تلوون
مین چھالے پڑے قدم اوٹھانے کے دشت مین لالے پڑے ایک شخص گھوڑے پر سوار بالبنرے کیطرف
سرگرم رفتار تھا اوسے انکے حال زار پر رحم آیا اپنے گھوڑے پر بٹھایا القصہ بارین پیادہ پائی ہیئت کذائی تقدیر
بالبنرے مین لائی چوک مین جب آیا جو بڑھا تیو کا غل بلند پایا بالبنرے کا وزیر اعظم شہر کی حقیقت عیت کی
کیفیت دیکھنے کو نکلا تھا نورالدین کو دیکھا اجنبی غریب الوطن مبتلاے رنج و محن سمجھ کے قریب بلایا سواری و سکے
استفسار حال فرمایا اسنے کہا مصری ہون کہ وہ مولد ہے بھائی کی سو مزاجی سے ترک یار و دیار کیا تنہا سفر
غربت اختیار کیا یہ عزم ہے کہ تا زیست وہان نہ جاؤن نہ اونکی صورت دیکھون نہ اپنی شکل دکھاؤن وزیر
قیافہ شناس اپنے ہمراہ مکان پر لایا مہمان نوازی کا ڈھنگ دکھایا کچھ دن جو صحبت ہوئی لیاقت و
قابلیت و دیانت و امانت جوہر شرافت کی کیفیت کھل گئی ربط بڑھا محبت کرنے لگا ایکدن عالم تنہائی مین
نورالدین سے کہا بگوش ہوش میری بات سن سمجھ کے اسکا جواب دے مین چراغ سحری ہون بزم جہان کے
سفری ہون میری چشم و چراغ خانہ رونق کاشانہ ایک بیٹی خوش سلیقہ ہنرمند پری پیکر ماہ جبین ہے اس
صورت و سیرت کی دوسری اس شہر مین نہین ہے بہت سے امیر و امرا کا پیام آیا مینے انکار کیا لیکن تیری
چال ڈھال پر مین فریفتہ ہوا طبیعت نے ناچار کیا اگر تو اوسکو قبول کرے تو شادی کا سامان تیار کرون
عزیز و بیگانون سے اظہار کرون نورالدین نے جواب دیا آپ میرے محسن ہین آزردہ کرنا مجکو گوارا
نہین جو کچھ ارشاد ہو بجالاؤن بجز اطاعت چارہ نہین وزیر بہت مسرور ہوا عروسی و دامادی کا سامان

شادی کا دستور ہونے لگا اور بادشاہ سے اجازت لی تقریب مین روساے شہر کو طلب کیا اظہار حال سب
کیا اوس وزیر نور الدین نے کہا اجتک مینے اپنا حال پوشیدہ رکھا ظاہر کرنا بیکار سمجھا اب اظہار کرنا بیجا نہین بندہ
مصر کے وزیر کا بیٹا ہے باپکا نام بتایا بھائی کی سفاہت کو از آغاز تا انجام بتایا باپ اسکا مخیر عالی ہمت
مقرب بادشاہ تھا عالم اللہ کا آگاہ تھا پھر تو اوس وزیر کی فرط خوشی سے عجیب حالت ہوئی بقول مشہور ہوئید
مل گیا غنچہ سربستہ کھل گیا وہانکا یہ معمول تھا پہلے نکاح ہو جاے پھر اور رسم عمل مین آئے اوسی جلسے مین
قاضی القضاۃ کو طلب کیا عقد کا سلسلہ مستحکم کردیا نور الدین کو حمام مین لے گئے پوشاک عمدہ و نفیس پہنائی
سر سے پا تک جواہر مین سجا نوشہ بنا کے خسر کے حضور مین پیش کیا یہ آداب تسلیم بجالایا اوسنے گلے
لگایا برابر بٹھایا کہا تمنے غریب الوطنی کا باعث جو بیان کیا اوسمین سراسر تمھارے بھائی کی خطا ہے وہ کہ
اتنا بڑھایا حماقت کو اس درجے پر پہونچایا کہ بھائی سی شے کو ہاتھ سے کھویا گھر ڈبویا لیکن ازل سے
ہمارا اتحاد امیل ہونا تھا اس بہانے سے ہوا پھر مجلس امین بھیجا دو طرف و وطنا ایکجا ہوے غنچہ سربستہ کھلا کامیاب
مدعا ہوے اب سانحہ شمس الدین کا جو اسکا بڑا بھائی باعث وحشت بیمائی ہوا سنو اوسی روز وہ بھی مصر مین
کتخدا ہوا شب عقد دم نقد دونونکی بیبیان بار لائین نو مہینے کے بعد ایکدن ثمر آبدار لائین حسب تمنا بڑے
صاحب کی گود مین بیٹی آئی یہان بزم طرب نے فرزند سعادتمند سے زینت پائی نور الدین نے بدر الدین بیٹے کا
نام رکھا وزیر نواسے کی صورت دیکھ کے انتہا کا شاد ہوا بادشاہ کے حضور مین حاضر مع داماد ہوا دونوکو
خلعت سرکار سے مرحمت ہوا دھوم سے چھٹی ہوئی کسیکو جوڑا کسیکو گھوڑا دیا کوئی ذی حق محروم نرہا جب اس
جلسہ طرب سے فرصت پائی وزیر نور الدین کو بادشاہ کے حضور مین لیگیا طول سن نسیان کے دن عرض کرکے
وزارت کا خلعت دلوایا نور الدین نے ہوشیاری و کارگزاری سے وزارت کی کچہری کو خوب چمکایا اچھا انتظام
کیا عدالت وحق رسی کا شہرہ مچا خوب اہتمام کیا رعایا برایا بازاری سے ہفت ہزاری بلکہ تمام خلقت راضی
ہوئی جدید قواعد سے فراموش رسم ماضی ہوئی راہ زنونکو قزاق رہزنون سے ملک کو چہرا دیکھو جن سے صاف کیا
زبردست کو زبردست سے گزند نہ پہونچے خوب انصاف کیا جب نور الدین کا فرزند پانچ برس کا ہوا وزیر اعظم جو اوسکا
نانا تھا پہلے اوسی کا دور تھا زمانا تھا کثرت سن ضعف کے دن جو دیکھے دنیا کو لوچ سمجھا یہان سے کوچ کیا

بُری جگہ کو چھوڑا انتقام قدیم کا رُخ کیا ادھر سے منہ موڑا نورالدین نے بوضع معقول موافق معمول بڑے ترک
و احتشام سے جنازہ اوٹھایا امیر امرا شہر کا چھوٹا بڑا عالم فاضل شرکت کو آیا بعد ادائے نماز زیر زمین چھپایا اس
ماتم نے سبکو غمگین بنایا دفعتہ فرط قلق سے برق جہندہ روز خرمن شب پر گری اساس مسرت کو جلایا ترک سپہر بھی
ماتم زدون کے دیکھنے کو افسردہ اندوہ مہر سر پر رکھکے حزین نکل آیا ساقی دوران نے جام بلورین شراب
شبانہ سے بھر کے دردی کشان دہر کا خمار توڑا خواب غفلت سے ہوشیار کیا زمانہ کا رنگ دگر گون دکھایا مست
لا یعقل نجھوڑا شہرزاد متحیر ہوکے دم بخود رہ گئی دنیازاد کے دیدہ پرنم سے آنسو کی ندی بہ گئی شہریار خوب
اطوار بعد عبادت پروردگار سریر سلطنت پر متمکن ہوا شب کی تیرگی دور ہوئی دن ہوا امرا ارکان بارگاہ وزیر
امیر دولتخواہ اپنے کامون پر آمادہ ہوئے پہلے دستور دستوردان نے شہر کا پرچہ اخبار پڑھا حکم سننے کو
کوتوال شہر آگے بڑھا تا نصف النہار شہریار معاملات سلطنت مین دل بہلاتا تھا سیر فسانہ لب ماندہ شب کا خیال
آجاتا تھا دربار برخواست داروغہ باورچیخانہ حاضر ہوا اہتمام مین مصروف نواب ناظر ہوا خاصہ نوش فرما کے
ایکساعت آرام کیا زمانہ کی دورنگی نے دنکی رونق کو تمام کیا سقف لاجوردی مین شمعہائے انجم سے قندیل
وجھاڑ روشن ہوئے ثوابت وسیار کے چراغ جلنے لگے مہر بے مہر عالم افروز کا خوابگاہ مغرب کی سمت منہ پھرا
دنیا کے رنگ بدلنے لگے شہریار کو اسی کا انتظار تھا بیقرار تھا آرام گاہ مین تشریف فرما ہوا شہرزاد کی طلب ہوئی
کچھہ دیر ذوق شوق کی گفتگو رہی تب فرمایا نورالدین کا کیا حال ہوا شہرزاد نے عرض کیا بعد تجہیز و تکفین
نورالدین وزارت کے شغل مین مشغول ہوگیا ایام ماتم جب گذرے بادشاہ کے حضور مین آیا خلعت فاخرہ
پایا بادشاہ نے سمجھایا یہی رہ و رسم دنیا ہی دن رات ڈھرا لگا ہی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ خداوند عالم
خود فرماتا ہی نام اگر نیک ہو تو کچھہ دن رہجاتا ہی اب بدرالدین اسکا فرزند ارجمند سات برس کا ہوا معلم ادیب
خوشنویس سب علم و فن کے کامل عالم و فاضل اسکی تربیت کیواسطے ملازم ہوئے پڑھنے لکھنے سیکھنے لگے العبد یُسْعٰی لا بیہ طبیعت مشہور ہی
اسکی چالاک چسپت تھی عقل سلیم درست تھی بہت جلد ہر علم و کسب و فن سے خوب ماہر ہوا عقل کی جودت
طبیعت کا زور ظاہر ہوا ایک روز نورالدین بادشاہ کے حضور مین لیگیا بدرالدین نے قرینے سے نذر
دی آداب سلطانی بکشادہ پیشانی بجا لایا مطلق خوف ہوا نہ گھبرایا نہ کچھہ رعب سلطانی آیا بے ساختہ

حضرت ظلسبحانی نے یہ مصرع فرمایا ع سالی کہ نکوست از بہارش پیداست ✤ اسکے میوہ کھانے کو مشاہدہ
بقر رہو اگو یا او سید لینے نوکر ہوا اب خواہش تقدیر گردش فلک سے یہ ہوئی کہ خرد سالی مین سایہ پدر مہربان سر پر نہ رہے
ہر شخص یتیم کہے یہ جگہ تو نوبت اوج و لیجرہی تلون اسکے کارخانون مین شام و سحر ہو نور الدین کو مرض مہلک ہوا
دوا سے صحت نظر نہ آئی بلکہ طبیعت زیادہ علیل ہوئی دنیا سے کوچ کی تیاری سفر کی سبیل ہوئی مصرع
مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ✤ بدر الدین کو شدت مرض مین بلایا چند وصیتین کر کے سمجھایا اس سن کی
یتیمی اور میرے ماتم مین صبر کرنا ولیکن بہرکیف جبر کرنا تمنے سنا نہین اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْن اور یہ پرچہ
قرطاس سونپتا ہون امانت بیجا سمجھکے احتیاط کرنا میرا سب حال اور مآل تاریخ وار اسمین رقم ہی مطلب سمجہا ہی
بیش کم ہی کسی موقع پر کام آئے گا شک مٹائے گا اور یہ چند باتین دستور العمل اگر ہونگی تمام عمر رنج ہو گا نہ ملال
ہو گا نہ جاہ و ثروت مین کمی نہ دولت کو زوال ہو گا غیر جنس کو مصاحب یار نہ بنانا راز کا امر کبھی کسیکے روبرو زبان
پر نہ لانا ظلم و جبر کا شیوہ اختیار نکرنا بجرم و گناہ کسی کو ذلیل و خوار نکرنا وگرنہ بندہاے خدا صبح و مسا دعاے بد
کرینگے ایذا ہو بچانے مین کد کرینگے کسی کی حاجت بر لاؤ گے محتاج نہو گے جو کسیکو کچھہ دو گے بہت کچھہ
پاؤ گے فضول گوئی مین خفت اوٹھاؤ گے نشہ حرام ہی دونون جگہ برا انجام ہی افراط و تفریط کا خوف
ضرور ہی شیطان سے انسان مجبور ہی اسراف محتاج ہونے کا سامان ہی خست مین دشمن خدا و اجب اللعن ہوتا ہی
چغل خور خلق کی نظر مین ذلیل مورد طعن ہوتا ہی یہ چند باتین سمجھا کے فرزند کو گلے لگا کے پیار کیا آنکھہ جو بند
کی دنیا سے گذر گیا گھر مین کہرام مچا ہنگامہ محشر برپا ہوا بدر الدین بہت رویا پھر طبیعت کو سنبھالا باپ کی
نصیحت کو یاد کیا بڑے کروفر و انتظام سے مجمع خاص و عام سے جنازہ اوٹھایا دفن کے بعد چہلم تک
خانہ نشین رہا باہر نہ آیا دربار بادشاہ مین بھی حاضر نہوا در انداز غمازونکو موقع ملا گنجایش پائی خلاف مزاج
سلطان حقیقت سنائی یہانتک کہ بادشاہ آمادہ ذلت و خواری ہوا حکم گرفتاری ہوا دوسرے شخص کو
وزیر کیا اس بے پدر پابند سلسلہ مصیبت کی اسیری کا حکم ہوا نیا وزیر کچھہ لوگ ساتھہ لیکے خانہ تاراجی
وگرفتاری کو چلا اتفاقات زمانہ اسکا غلام کسی کام کو کچہری وزارت مین گیا تھا یہ خبر وحشت اثر سنکے سر دھنکے
دوڑا بدر الدین سے کہا جلد یہان سے فرار ہو وزیر حال مجمع کثیر سے آتا ہی دیکھیے فلک کیا برے دن دکھاتا ہی

تامل کا زمانا نہین کہین دم لینے کا ٹھکانا نہین یہ بیچارا مصیبت کا مارا فوراً چادر سے منہ چھپا دوسرے دروازے سے
نکل گیا گورستان مین باپ کا مقبرہ عالیشان بنوایا تھا وہان جا کے چھپ رہا شام قریب تھی اندھیرا ہوگیا ناگہان ایک
سوداگر یہودی وہان آیا پہچان کے سلام کو سر جھکایا کہا غیروقت تنہا آپ یہان کیون آئے ہین جوابدیا بتقریب تحصیل
کو باپ کی قبر پر آتا ہون کسیکو ہمراہ نہین لاتا ہون اوسنے کہا آپکے جہاز مال لینے گئے ہین ایک جہاز کے
اسباب کا مین خریدار ہو کے آیا ہون یہ ہزار ریال بیعانہ کے لایا ہون یہ تو تہیدست گھر سے نکلا تھا اس مقدمہ
کو عنایت خدا سمجھا راضی ہوا یہودی نے جیب سے قلمدان نکال کے روبرو رکھا انھون نے بیع کا اقرار لکھدیا یہودی
توڑا دیکے کاغذ لیکے روانہ ہوا یہ شب کو باپکی قبر کے پاس پڑ رہا اپنا مآل کار سوچتے سوچتے سو گیا ایک جن کو مقبرہ
پسند آیا تھا اپنا مسکن بنایا تھا اوس نے جو اس بے پدر نوجوان مبتلاے گردش آسمان کو دیکھا صورت پر شیدا ہوا
دیر تک بنظر غور اسکو دیکھتا رہا پھر سیر کو نکلا راہ مین پری سے ملاقات ہوئی باہم نقل و حکایات ہوئی جن نے
کہا آج خلقت بشر سے وہ پری پیکر نظر پڑا ہی دیکھنا تو کیا کبھی سنا نہ تھا اگر تم دیکھو گے دنیا تیرہ و تار نظر آئیگی
پرستانکی راہ بھول جاؤگی پری مشتاق ہوئی جن اوسکو ساتھ لیکے مقبرے مین آیا اوس خفتہ بخت زندہ درگور کو
دکھایا بمجرد نگاہ پری نے سرد آہ کھینچی جن سے کہا تو سچا ہی واقعی ایسا حسین کم دیکھا ہی ہرچند ایک عالم دیکھا ہی
پھر کہا ابھی مین شہر کیرو سے آتی ہون نیا تماشا نظر آیا ہی جو سنے گا ہوش بجا نرہے گا مصر کے بادشاہ کا وزیر
شمس الدین نام ہی بیٹی اوسکی غنچہ دہن گلفام ہی بادشاہ اوسکے حسن کا شہرہ سنکے نادیدہ فریفتہ ہوا وزیر سے
اوسکا طلبگار ہوا اوسکو انکار ہوا عرض کی خداوند نعمت میرا چھوٹا بھائی جسکو حضرت نے میرا نائب کیا تھا میری
کج بحثی سے وہ آوارہ وطن ہوا مورد رنج و محن ہوا باہم اقرار تھا کہ اگر ہماری تمھاری اولاد ہو آپسمین اونکا
بیاہ کرین گے غیر کو نہ دینگے اکراہ کرینگے مدتون اوسکی خبر نہ ملی اب مینے سنا ہی بانسرے مین وزیر ہوا تھا وہ
تو مر گیا بیٹا اوسکا باقی ہی مجکو اوسکی مشتاقی ہی گو بھائی دنیا سے سفر کر گیا ہی مگر میرا دل کہتا ہی کہ اس وعدے کی
بیٹے کو خبر کر گیا ہی چاہتا ہون ایفاے عہد کرون میرا گھر آباد ہو اوسکی روح شاد ہو یہ حال سنکے بادشاہ
برہم ہوا فرمایا اس نافرمانی کی دیکھہ تو کیا سزا دیتا ہون بدترین خلق سے اسکی شادی ہوگی تیری خانہ بربادی
ہوگی یہ کہہ کے اپنا غلام کریہہ منظر کبڑا پاؤن نکالنجا آنکھین نیلی دبڑے بڑے دانت کوتاہ گردن کو تجویز کیا وزیر کو

سامان شادی کا حکم دیا جار ناچار حکم حاکم مرگ مفاجات وزیر کو کچھہ بن نہ آیا جان ومال وعزت وحرمت کے
جانیکا خوف کھایا اوس پری پیکر حور نژاد کو دلھن بنایا بادشاہ خدانا ترس کے حکم سے کبڑا افریت دولھا بنکے
آیا مجکو اوسکی صورت سے نفرت ہوئی بادشاہ کی ہیچ حرکت سے حیرت ہوئی یہ جلسہ بے ربط دیکھا نگیا چلی آئی بدقسمت
وزیرزادی کو تقدیر نے یہ نحس صورت دکھائی یہ سنکے جن پری کو ساتھہ لیکے وہان گیا خدا کی قدرت اوسوقت دونون
وہان پہونچے کہ دولھا کو حجلۂ عروسی مین لیگئے تھے اور اوسکے عزیز قریب ہنسی خوشی کے بدلے رو رہے تھے
دفعتہً جن نے اوس کبڑے کو وہانسے اوٹھا کے پاخانے مین سر کے بل اوندھا کھڑا کردیا اور اپنی مہیب صورت
دکھائی اوسپر خوف ایسا چھایا کہ پاخانہ کیا نکل پڑا بلکہ کانچ نکل آئی خوب لت پت ہوا پھر غصہ سے کہا خبردار
صبح تک اگر یہانسے قدم سرکایا تو فوراً گردن توڑ کے جیتا نہ چھوڑونگا جو تے بجوڑونگا پری سے کہا یہان تم
ٹھہرو مین ابھی آتا ہون بالنسرے سے اوس جوان رعنا کو لاتا ہون چشم زدن مین وہ جن بالنسرے پہونچا
اور بدرالدین کو لاکے دلھن کے پہلو مین بٹھا دیا جن نے بدرالدین سے راہ مین سب حال وزیر کا شادی سے
انکار کرنا بادشاہ کا بیزار ہو کے کبڑے غلام کے ساتھہ قرار دینا کہدیا تھا دلھن نے جو اسکی صورت دیکھی شادی ہوئی
بند فکر سے آزاد ہوئی گو بات کرنے کا وہ دن نہ تھا لیکن سمجھنے کا سن تھا خوشی سے بے اختیار ہو کے پوچھا
صاحب تم کون ہو ماجرا یہ کیا تھا مجکو تو موت کا سامنا تھا اوسنے جواب دیا مین تمھارا شوہر ہون تمھارے باپ نے
فرمان سلطانی سے سرتابی کی کبڑے کو دولھا بنا کے بھیجنا ہنسی تھی یہ سنکے دلھن بادہ مسرور ہوئی باقیماندہ
وحشت دور ہوئی بخوشی ورغبت اوس ورد کا کام کیا سرخرو ئی سے آرام کیا گجر سے پہلے جن نے بدرالدین کو
دلھن کے پہلو سے اوٹھا لیا دروازہ جامع مسجد دمشق پر لٹا دیا اس اثنا مین سپیدہ صبح چمکا طلوع آفتاب کا
غلغلہ مچا شہرزاد حیرت سے نقش دیوار ہوئی دنیازاد بیقرار ہوئی کہا بہن کچھہ تو اور کہو وہ بولی خدا کا نام
لو شام کی انتظار رہو شہریار متوجہ عبادتخانہ ہوا اسکی جان بخشی کا باعث فسانہ ہوا جسدم شہریار بیت السلطنت
مین آیا ارکان دولت نے جبہہ سائی کو سر جھکایا مقدمات ملکی پیش ہونے لگے مجرم سزا کے ڈر سے رونے
لگے اسی شغل مین دن تمام ہوا دربار برخواست قریب شام ہوا شہریار نے خلوتسرا کی عزیمت کی کچھہ دیر استراحت
کی تھوڑی رات رہی شہرزاد سے کہا پھر اوس نوجوان برگشتہ بخت کا کیا حال ہوا اوس نے عرض کیا جسدم اللہ اکبر کی

صدا ابلند ہوئی نمازی مسجد کے دروازے پر آئے دیکھا ایک شخص شب خوابی کا لباس پہنے کوئی بائین نہ دھنے تنہا غافل
سوتا ہی صاف اجنبی معلوم ہوتا ہی کسی نے کہا نشہ شراب کا ہی کوئی بولا عالم شباب کا ہی آواز سے بدرالدین کی آنکھ
کھلی چونک پڑا مسجد کا دروازہ نظر آیا گرد نمازیونکا غول پایا پوچھا صاحبو تم کون ہو مجکو کیا ہوا کہا تمنے کہان
پہونچا وہ بولے یہ دمشق کی جامع مسجد ہی بدرالدین بولا جل جلالہ اول شب کو گورستان بالنسرے مین سویا
پچھلے پہر وطن سکے پاس اوقات کو کھو یا دم سحر دمشق کی جامع مسجد نظر آئی ہی کیا گردش تقدیر نے دکھائی ہی
او سی نمرہ مین ایک مرد پیر بھا وہ بولا ای جوان رعنا یہ کیا کہا کہان بالنسرا کجا کیر و کہان دمشق یہ گفتگو غیر محل ہی
خدا نخواستہ کیا تیرے دماغ مین کچھہ خلل ہی بدرالدین سوچا میرا کلام لغو سمجھہ کے یقین نہ آیا بلکہ مجنون جانا
چپکا وہ کھڑا ہوا شہر کیطرف چلا وہ مجمع بھی ساتھہ ہوا کوئی کہتا تھا یہ خود رفتہ دیوانہ ہی کسی نے کہا نشہ مین
مستانہ ہی جب اونسے مفر نہوا بازار مین حلوائی کی دکان تھی بے تکلف اوسمین چلا گیا وہ حلوائی رئیس عرب
سرگروہ قزاقونکا تھا بہت قافلے لوٹے تھے راہ رو اوسکے پنجہ ظلم سے کم چھوٹے تھے تھوڑے دنوں سے
اس کام کو برا سمجھہ کے چھوڑا تھا خدا نے ہدایت کی راہ راست پر آیا اوس کوچہ سے منہ موڑا تھا اب اسکے چلن
درست بازی سے خلقت راضی تھی فراموش سرگذشت ماضی تھی لوگ اسکا لحاظ کرتے تھے صاحب
جرأت سمجھہ کے ڈرتے تھے شہر دمشق مین دکان جما کے حلوائی مشہور ہوا تھا بدنامی کا دھبہ دور ہوا تھا
اوسنے دیکھا یہ غریب الوطن شریف خاندان ہی تنہائی سے مضطر و پریشان ہی پاس بٹھا یا دلجوئی کی حال پوچھا تو
اسنے ابتدا سے انتہا تک جو گذرا تھا بیان کیا وہ سنکے بہت حیران ہوا مگر سچا سمجھا جواب دیا تیرا سانحہ عبرت
و حیرت افزا ہی ایسا ماجرا کسی نے کا ہیکو سنا ہی ظہور قدرت قادر قدیر ہی اوسیکے اختیار مین تقدیر ہی لیکن
گذشتہ را صلوۃ اب کسی کے روبرو اپنا حال اظہار نکرنا مین لاولد ہون جو تو راضی ہو تو اپنا بیٹا تجھے
مشہور کرون کام اپنا سکھاؤن دو پیسے کا مزدور کرون اگرچہ اس شیرین لب کو حلوائی کا کلام تلخ
معلوم ہوا مگر مصلحت وقت دیکھہ کے قبول کیا اوس نے نہلا کے کپڑے بدلوائے کوتوال شہر کے سامنے
لیگیا کہا میرا بیٹا ہی خفا ہو کے چلا گیا تھا آج آیا ہی گھر بسایا ہی پھر گھر مین لا کے جو کچھہ نقد و جنس تھا
سامنے رکھا مالک کر دیا دمشق مین حسن اسکا نام ہوا کاربار کرنے لگا سپرد دکان کا اہتمام ہوا یہان کے حسن کا

نقشہ یہ ہوا ہم صبح ہوا آنکھ کھلی شوہر کو پاس پایا بول و براز کا خیال آیا یہ تو اوسکے انتظار مین تھی شمس الدین وزیر اسکا باپ
در حجرہ پر آیا نام لیکے پکارا دلھن وہ بھی بکشادہ پیشانی دروازہ کھولا خندہ روئی سے باپکو سلام کیا شگفتہ خاطری سے
کلام کیا وزیر غصہ سے جل گیا چہرہ کا رنگ بدل گیا کہا اے بدبخت تو زندہ رہی مر نہ گئی بیچارہ مشاطہ روزگار نے معشوقہ
دنیا کا چہرہ سفیدہ سحر اور گلگونہ مہر سے چمکایا نوشاہ سیمین عذار کلاہ مرزد خورشید سر پر رکھ کے حجلہ مشرق سے نکل آیا
شہزادی نئی دلھن کی صورت خاموش ہو گئی تیرگی شب روپوش ہو گئی شہریار بیقرار اوٹھا مسجد مین داخل ہوا فرض و سنت ادا
کی بصد عجز و نیاز دعا کی پھر سوار ہوا رعایا برایا غریب غربا کا حال دیکھا اہل حرفہ کا جنجال دیکھا دو تین گھڑی دل بہلا کے
دیوان عام مین رونق افزا ہوا مگر رات کا خیال لگا ہوا تھا ارکان سلطنت ترقیخواہ دولت حاضر ہوئے وزیر نے
اخبار کے پرچے سنائے کوتوال مجرم گنہگارونکو روبرو لائے قاضی کے حکم مفتی کے فتوے دکھائے
سلطان عادل نے سب کچھ دیکھ سنکے محبوسونمین سے بے جرم جدا کیے تقصیروار جن لیے علی قدر قصور تعذیر کا حکم دیکے
بہتون کو خانہ جزا مین بھیجا کسی کی قضا آئی کسی نے مار کھائی کوئی رہا ہوا جرمانہ داخل کر کے اپنے گھر گیا پہر
بجتے بجتے یہ اخبار بھی گذر گیا خاصے کا وقت آیا نعمت خانے مین تشریف لیجا کے خاصہ نوش فرمایا ہر اہلکار
اپنے اپنے کام مین مصروف ہوا دربار موقوف ہوا پھر فلک شعبدہ گر اپنی نیرنگی پر آمادہ ہوا اندھیر کا ارادہ
ہوا بدمستون نے بھنگ کے بطے روز کے کباب لگائے نشہ کو ٹالدیا جام آفتاب سیہ خانہ مغرب کی سمت اوچھال دیا
دونکی چمک جو الہ ظلام ہوئی تیرگی کا زمانہ آیا شام ہوئی بادشاہ اسی کا مشتاق تھا چار پہر کا فاصلہ سخت شاق
تھا شہرزاد کو یاد فرمایا باقی ماندہ قصہ کو ارشاد فرمایا شہرزاد نے عرض کی وزیرزادی نے باپکی خشمگین تقریر سے حیرت
متحیر ہوئی ہاتھ باندھ کے بولی آپ عبث رنج و غم کھاتے ہین بیفائدہ غصہ فرماتے ہین شاید اوس نطفہ حرام
کبڑے غلام کا تصور دلمین لاتے ہین وہ ملعون دفعتہ غائب ہو گیا سانحہ عجائب ہو گیا میرا عقد جوان رعنا سے
ہوا ہی آپ جو ملاحظہ فرمائینگے فریفتہ ہو جائینگے وہ شاید رفع ضرورت کو گیا ہی لباس اوسکا کرسی پر رکھا ہی
وزیر بیتاب ہوا اوسکی تلاش کو نکلا پاخانہ کے قریب جو آیا کبڑے نے آواز پہچانی رو کے چلایا وزیر کو پکارا اپنا
حال دکھایا کہا آپ نے خوب سلوک میرے ساتھ کیا جن کی معشوقہ سے میرا بیاہ کر دیا وزیر نے بڑھ کے جو دیکھا
وہی کبڑا جا ضرور کی دیوار سے لگا اوندھا کھڑا ہی تمام بدن مین براز بھرا ہی وزیر پہلے تو ڈرا پھر ہنسکے بولا تو سیدھا ہو

حال بیان کر وہ بولا درست ہے آپ چاہتے ہین یہ جان سے مارا جائے دھڑ بر سر نظر نہ آئے وہ مجھسے
فرما گئے ہین جبتک سورج مجکو دکھائی نہ دے گا سیدھا نہونگا والا وہ جیتا نہ چھوڑینگے میرا بند بند توڑینگے
اتکو اونھون نے سرنگون کرکے دیوار سے لگایا ہے مینے صورت اونکی جو دیکھی ڈر کے مارے ہگ دیا اوندھے
ہونے سے منہ تک بہ کے آیا ہے وزیر ہنستے ہنستے لوٹ گیا حلال خور کو بلاکے اوسکو سیدھا کیا جو ہین
اوسکا پاؤن زمین پر لگا تو کدم کو اچھالتا بھاگا پھر کے نہ دیکھا گو زمین پر کئی بار گرا وہانسے وزیر مسکراتا ہوا اپنی
بیٹی کے پاس آیا اوس نے دولھا کی پوشاک دکھائی پگڑی وزراے موصل کی بندش پر تھی اور ہزار
ریال تھیلی مین تھے بازو کا تعویذ نظر آیا اوسکو جو کھولا بھائی کے ہاتھ کی تحریر دیکھی جو قریب مرگ بیٹے کو
اوس نے لکھ دی تھی اور پرچہ اسحاق یہودی کا جیب مین پایا اوسمین یہ مضمون نظر آیا کہ بدرالدین
پسر نورالدین وزیر کو مال جہاز فیض ناتمناہی کی قیمت مین ہزار ریال بطور بیعانہ دیے باقی مال پہونچے
اور حساب ہونے پر رہے یہ نوشتۂ تقدیر وزیر دیکھ کے غش کر گیا بھائی کو یاد کر کے نالہ و فریاد
کر کے بیٹی سے کہا الحمدللہ حق بحقدار رسید جو دل چاہتا تھا وہ ہوا تیری لبشاشت بہت بجا ہے تیرا
خسر میرا حقیقی بھائی تیرا چچا ہے اور یہ ریال تیرا مہر ہے اسپر اوسکی مہر ہے پھر بھائی کی تحریر بغور دیکھی لکھا تھا کہ
فلان تاریخ کیرو سے روانہ ہوا راہ مین سواری کا گھوڑا مر گیا پیادہ پائی کو بہانہ ہوا ہزار خرابی بالنسرے
مین گذر ہوا نصیب سیدھا ہوا وزیر کا بدر نظر ہوا فلان دن اوسکی بیٹی سے میری شادی ہوئی جزو کل
پر مجکو اختیار ہو گیا خانہ آبادی ہوئی اسقدر مدت کے بعد فرزند ماہ جبین یوسف لقا حسین پیدا
ہوا عالم شیدا ہوا بدرالدین حسن نام رکھا چھٹی کا جلسہ عام کیا دعوت و مدارات مین بڑا اہتمام کیا خلعت و
انعام نقد و جنس حوصلہ سے زیادہ دیا کوئی مستحق محروم نرہا شمس الدین نے اپنی شادی اور لڑکی پیدا
ہونے کی تاریخ جو ملائی برابر پائی شگفتہ خاطری کا گل پھولا آئندہ کا حال وہ سب رنج و ملال بھولا
اوسیوقت بادشاہ کے روبرو بخوف و خطر حاضر ہوا خط بھائی کا بھتیجے کا لباس و پگڑی دکھائی وہ گبر چکا
سانحہ سنکے متحیر تھا اس ماجرے سے بہت عبرت آئی فرمایا یہ قصہ حقیقت مین دیدہ ہے نہ شنیدہ کس انداز
سے حق بحقدار رسید اور اپنی اوس حرکت سے نادم و شرمسار ہوا وزیر سے عذر کیا شمس الدین اوسیوقت سے اوسکی تلاش مین

مصروف ہوا ہر سوداگر و تاجر و سیاح سے دریافت کرنے لگا مگر کچھ پتہ نہ ملا تھک کے بیٹھ رہا کچھ دنون مین بیٹی کا حمل ظاہر ہوا نوین مہینے برج حمل سے چاند کا ٹکڑا پیدا ہوا نانا و نانی کا دل شیدا ہوا نانا نے نواسے کا نام گلفام رکھا ناز و نعم سے پرورش کرنے لگا جب سات برس کا سن ہوا مدرسہ شاہی مین عالم فاضل ہر فن کے کامل جمع تھے وہان پڑھنے تعلیم پانے کو بھیجا وزیر کا نواسہ جہان کا چین مہیا گھٹون پڑھنے لگا طبیعت کا تیز ذہن رسا جودت خیز تھا تین چار برس مین علوم و فنون مین کامل ہوا فراغ حاصل ہوا اور لڑکے ہم مکتب وزیر کا نواسہ جانکے بیم و ہراس کرتے تھے اسکا بہت لحاظ و پاس کرتے تھے اور یہ اونکو حقیر سمجھتا تھا بہ چشم کم دیکھتا تھا ہر ایک اسکے ہاتھ سے الم دیکھتا تھا مشہور ہے کہ اس گروہ سے شیطان ناچار ہوا ہے لکڑی کرکے لڑکا سوار ہوا ہے ایک لڑکا اونمین بہت چالاک انتہا کا منہ پھٹ بیباک تھا اوس نے کھیلتے کھیلتے کہا تم سب اپنا اور مان باپ کا نام بتاؤ جو نہ بتائے گا وہ حرام کا ہے گو بادشاہ زادہ ہو مگر کس کام کا ہے سب نے نام بتا کے چھٹی پائی گلفام کی نوبت آئی اس نے شمس الدین باپ کا نام بتایا وہ بولا یہ تمھارا نانا ہے یہان باپ کا نام بتانا ہے اسکو تو معلوم نہ تھا شرمایا کھسیانا ہو کے ماںنکے پاس آیا کہا میرے باپ کا کیا نام ہے اوس نے کہا شمس الدین وزیر وہ بولا یہ تو تمھارے باپ کا نام ہے مجکو اس سے کیا کام ہے یہ سنکے اوسکو انتہا کا رنج ہوا مصیبت مین گھر گئی شب عروسی اوس دن آنکھون مین پھر گئی یہ دونون مان بیٹے روتے تھے کہ وزیر باہر سے آیا یہان یہ ہنگامہ برپا پایا اوس نے پوچھا بیٹی نے لڑکے کا سوال گلفام کا ملال بیان کیا وہ بھی رونے لگا دلمین سوچا یہ ماجرا تمام شہر جانتا ہے یہان رہنا اسکے لیے برا ہے اوسیطرح پریشان خاطر بادشاہ کے حضور مین آیا رخصت چندروزہ کا سوال زبان پر لایا عرض کیا بدرالدین کی جستجو مین جاتا ہون جو وہ ملا تو حضرت کے قدم دیکھون گا ورنہ منہ نہ دکھاؤنگا خالی پھر کے نہ آونگا تمام شہر مین بدنامی ہے جو ناواقف ہین اونکے نزدیک یہ لڑکا حرامی ہے بادشاہ کو اسکے جانیکا ملال ہوا پہلے سمجھایا پھر بمجبوری رخصت کو قبول فرمایا اور فوراً بادشاہونکو نامے صوبہ دارونکو شقے پروانے روانہ کیے کہ جس جگہ ہمارا وزیر اپنے بھتیجے بدرالدین حسن کو پائے کوئی مزاحمت نکرے بلکہ مدد پہونچائے دوسرے روز بیٹی و نواسے کو ہمراہ لیکے شمس الدین وزیر روانہ ہوا پہلے دمشق مین لب دریا

خیام ہوا کئی دن مقام ہوا لوگ شہر مین لینے دینے سیر کرنے جانے لگے گلفام بھی اتالیق کو ساتھ لیکے شہر کی سیر دیکھنے چلا سواری کی شوکت و شان حور کی صورت کا یہ نوجوان جسنے دیکھا حیران ہوا جسدم بدرالدین حسن کی دکان کے پاس سواری پہونچی وہان انبوہ نظر آیا نئے لوگونکا مجمع پایا بدرالدین حسن بھی دکان سے اوٹھکے سواری دیکھنے آیا جسدم گلفام کے چہرۂ تابان پر نگاہ پڑی لہو کا جوش ہوا بے ساختہ سر گرم خردش ہوا پھر متعجب ہوا کہ میرا دل کیون اولٹا جاتا ہے کلیجہ خود بخود منہ کو آتا ہے جب گلفام قریب آیا وہ بمنت یہ بیان پیرا ہوا کہ حضور یہان قدم رنجہ فرمائیے ایکساعت آرام کیجئے بازار کی سیر دیکھیے جی بہلائیے گلفام اسکی صورت دیکھکے یہ کلام سنکے راضی ہوا اتالیق نے منع کیا کہ تم وزیرزادے ہو یہ حلوائی ہے دکان مین جانے سے رسوائی ہے ایسی سبک حرکت آپکے دلمین کیون آئی ہے بدرالدین نے اتالیق کی بہت خوشامد کی کہا مین شاعر ہون آپکی تعریف لکھونگا جو پسند آئیگی عالم مین مشہور ہو جائیگی القصہ اتالیق و گلفام دونون دکان پہ جا بیٹھے بدرالدین بہت تحفہ نادر مٹھائی لایا اور کہا بالائی مین ایسی بناتا ہون کہ دنیا مین کسی نے نہ کھائی ہوگی نہ کبھی نظر آئی ہوگی اسکی ترکیب میری مان نے نکالی ہے ممنون مینے بنا ڈالی ہے پھر اوسیدم بالائی بنا کے روبرو لایا گلفام نے کھا کے بڑا مزہ پایا اتالیق نے بھی دیر تک تعریف کی جب وہ سوار ہوا بدرالدین حسن بیقرار ہوا مگر چپ ہو رہا صبحکو وہانسے کوچ ہوا وزیر ہر منزل و مقام مین بدرالدین حسن کو ڈھونڈتا بانسرے مین پہونچا نامے کے ذریعہ سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اوسنے نامہ پڑھکے وزیر کی توقیر کی آنے کا سبب پوچھا وزیر نے سب قصہ مفصل عرض کیا بادشاہ نے کہا واقعی نورالدین میرا وزیر تھا جب اوسنے سرائے فانی کو چھوڑا التعلقات دنیا سے منہ موڑا خلعت وزارت بدرالدین حسن جو اوسکا خلف تھا اوسے دیا بعد چندے وہ مفقود الخبر ہو گیا مان اوسکی نورالدین کی زوجہ زندہ در گور ہے آتدن نالہ ہے اور شور ہے شمس الدین رخصت ہو کے بھاوج کے پاس آیا واقعی اوسے مردے سے بدتر پایا سر مزار شوہر پڑی رہتی تھی ہزارون دکھ سہتی تھی بعد گریہ و زاری خیمہ مین لے آیا ہوا اور پوتے کو دکھایا اسنے بیٹے کا نقشہ بالکل پوتے مین پایا زیادہ بیقرار وہ سوگوار ہوئی وزیر نے سمجھایا کہا سفر کی تیاری کرو پوتے سے دل بہل جائیگا اگر وہ زندہ ہے کبھی تو ہاتھ آئیگا شمس الدین اوسکو ہمراہ چلنے پر آمادہ کرکے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اوسنے خلعت فاخرہ اور زاد راہ کے

نام سے نقد عنایت کیا الغرض بعد قطع صعوبت راہ پھر دمشق مین پہونچے بیرون شہر فروکش ہوے
گلفام سوار ہوکے بدرالدین حسن کی دکان پر آیا وہ بالائی اوتارتا تھا گلفام نے کہا میان حلوائی ہمکو پہچانا
بدرالدین حسن کی نظر جو اوسپر پڑی سابق سے بدتر حالت ہوگئی دوڑکے مصافحہ کیا گلے لگایا لاکے دکان مین
بٹھایا بالائی کی قفلیان عمدہ مٹھائی، و بروالا یایہ کھاکے رخصت ہوا اور دیکے خیمے مین پہونچا اوس نے کہا
آج ہمنے تمھارے لیے وہ چیز منگائی ہے جو تمنے کبھی نہ کھائی ہوگی پھر بالائی کی قفلی، و بروکھی پیٹ تو اسکا
بھرا تھا پیالہ سامنے دھرا تھا چمچ سے کھاتا تھا بہلاتا تھا پھر کہا دادی جان ابھی ایک حلوائی نے ایسی بالائی
کھلائی ہے کہ اسکی حقیقت اوسکے مزے کو چھو نہین جاتی اسکے کان کھڑے ہوے دکان کا نشان پوچھ کے
اپنے نوکر سے بالائی منگائی وہ آکے قفلی لیگیا اسنے ایک ٹکڑا جو منہ مین رکھا معًا غش آگیا لوگ دوڑے
گلاب کیوڑہ چھڑکا منہ دھلایا وزیر بھاوج کی یہ حالت سنکے دوڑا آیا پوچھا سبب کیا ہوا وہ بولی کہ یہ بالائی
جو آئی ہے میرے بیٹے کے ہاتھ کی بنائی ہے اوسکے سوا اسکے بنانے کا طرز کون جانتا ہے غالبًا وہی ہو میرا
دل نہین مانتا ہے وزیر نے کہا تم صبر کرو مین اوسکو بلاتا ہون تمکو اور تمھاری بہو کو دکھاتا ہون جو اوسنے
پہچانا اور تمنے اپنا فرزند جانا تو مراد ملی ڈھونڈھنے کی مشقت بچی پچاس خاص بردار ہوشیار دکان پر بھیجے
کہ حلوائی کو پکڑ لاتا مگر خبردار کسی طرح کی ایذا و نقصان نہ پہونچانا یہ لوگ فورًا جاکے لے آئے وزیر کا
مقابلہ ہوا عجیب معاملہ ہوا صورت دیکھتے وزیر کا دل سینے مین جوش کھانے لگا جب وزیرزادی
اور اوسکی ماں کا سامنا ہوا دونوں کو غش آگیا اوسوقت وزیر زیادہ گھبرا گیا مگر مدعا ذہن مین آگیا جب ہوش
درست ہوے دونون سے کہا تمنے پہچانا مگر چپ رہو اسکا اظہار نکرو اوسی شب کو کوچ کیا بدرالدین کو
صندوق مین بند کرکے اونٹ پر لادلیا جب کیرو مین وارد ہوا شہر کے باہر خیمہ برپا کیا نجار کو بلاکے
بدرالدین حسن کو دکھاکے کہا سولی اسکے قد کے موافق جلد بنا لا اس نے پوچھا کیا کیجیے گا جواب دیا کل شہر مین
جاکے تجکو اسپر بٹھاکے منادی ندا دیگا جو شخص بالائی بنائے اور سیاہ مرچ نہ ملائے اوسکی یہ سزا
ہے القصہ سولی تیار ہوئی لوہے کی انی لگائی گئی بدرالدین حسن کو دکھاکے کہا آجکی رات اور تیری حیات
ہے دم سحر تجکو اسپر بٹھاکے وہی جرم سناکے عبرت سبکو دلاؤنگا شہر مین تشہیر کرونگا ہر گلی کوچے مین

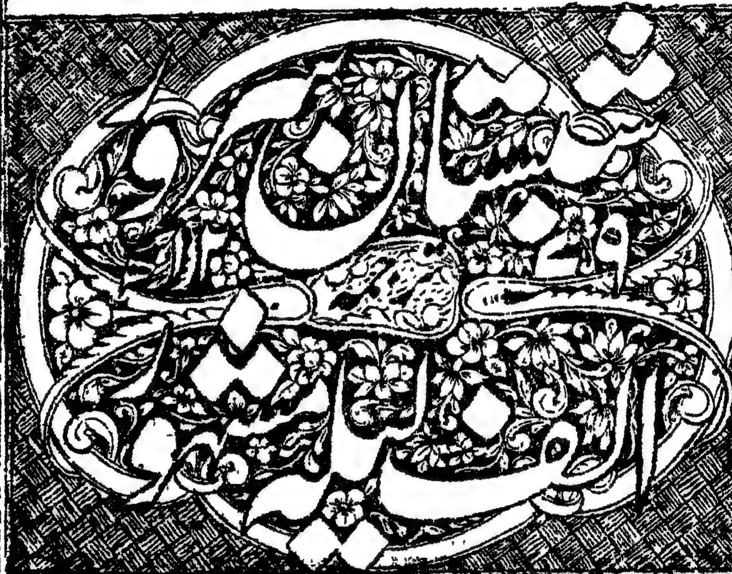
پھر اونکا صبحدم بڑے تزک سے سوار ہو کے شہر مین داخل ہوا بیٹی کو تنہا بلا کے کہا الحمد للہ تمھارا شوہر زندہ ملا اسکو حجلۂ عروسی اوسیدن کی طرح سجوا کے جو سامان جیسا تھا بدستور رکھوا اور اوسکا لباس و زر یال کی تھیلی کرسی پر رکھو تجھے سمجھایا کہ تم بھی لباس عروسی پہن کے پلنگ پر لیٹو بدرالدین حسن جو آئے تجکو جگائے تعجب نکرنا صبحکو اوسکا سانحہ مجھسے کہنا شہرزاد نے جملہ تمام نکیا تھا غلغلہ سحر عام ہوا مہر جہانتاب رونق بخش چرخ زمرد فام ہوا گھڑیالی نے گجر کی موگری لگائی مساجد سے اذان کی صدا آئی شہرزاد یہ رنگ دیکھ کے چپ ہوئی شہریار نے بالش سے سر اوٹھایا صبح ہونے سے ملول ہوا ناچار ایوان سلطنت مین تشریف لا کے ملکی مالی کام مین مشغول ہوا سپہر گردان نیلے سائبان نے کمربند پر زر مہر انور کا دست بردی مین قلعۂ جبل نصف النہار سے نیچے کھینچا روز دولت خسرو خاور زوال کا مائل ہوا دنکی روشنی مین ظلمت کا پردہ حائل ہوا آنکا دولھا ماہ تارونکی برات ہمراہ لیکے نمود ہوا دنیا آزاد کی آہ پر اثر سے شہریار خوابگاہ مین موجود ہوا شہرزاد کی طلب ہوئی فرمائش بیان شب ہوئی اوس نے عرض کی جسدم شام ہوئی دنکی کیفیت تمام ہوئی شمس الدین وزیر نے حکم کیا دو تین خواص حجرۂ عروسی کے پاس حاضر رہین کسیکو ادھر آنے جانے نہ دین جب پہر کا گجر بجا کہا بدرالدین حسن کو حجرے کے اندر پہونچا کے دروازہ بند کر لو اور تا سحر نکھولو انھون نے بدرالدین حسن کو صندوق سے نکالا یہ باختہ حواس حیرت مین متوالا تھا کپڑے اسکے اوتارے شبخوابی کا لباس پہنا حجرے مین داخل کیا دروازہ بند کر لیا جب یہ اندر آیا تمام مکان شب عروسی کا سامان بدستور نظر آیا اپنے کپڑے زر یال کی تھیلی پگڑی کرسی پر دھری دیکھی زیادہ حیرت ہوئی دل سے کہا یہ مکان وہی ہے شب عقد جسمین سویا تھا جسکے بدلے ایکمدت اپنے نصیبونکو رویا تھا گھبرا کے کہا پروردگار یہ کیا اسرار ہے مین سوتا ہون یا بخت بیدار ہے عروس بیدار تھی اسکو متحیر پا کے مسہری سے سر اوٹھا کے کہا صاحب ادھر آؤ کہان گئے تھے انتظار مین تا دیر بیدار رہی ابھی آنکھ جھپک گئی یہ مسہری کے پاس باختہ حواس آیا پوچھا مجکو کتنا عرصہ ہوا کہا ابھی تم سوتے سوتے باہر گئے تھے بدرالدین حسن نے کہا سچ ہے ایک شب یہان سویا دس برس لوگونکو رویا وہ بولی خدا نخواستہ کیا دماغ تمھارا عقل سے خالی ہے یہ تصور لاوبالی ہے بدرالدین حسن نے اپنی سرگذشت ابتدا سے انتہا تک سنائی وزیر کا گرفتار کر کے دمشق سے لانا سولی کا دکھانا اور جرم یہ کہ بالائی مین سیاہ مرچ نہ ملانا لیکن شکر ہے ایسا پریشان خواب دیکھ کے چونکا تمکو صحیح سالم پایا اور یہ حجرہ سجا سجایا نظر آیا شہریار اس امر واقعی کو بدرالدین حسن کا

خواب سمجھنا سنکے بہت ہنسا اور کہا صبحکو شمس الدین اور اسکی مان کو یہ داستان سنکے کسقدر سرور ہوا ہوگا غرض
وہ آکے دلھن کے پاس لیٹا مگر بہ بار اوٹھ اوٹھ کے چار طرف وحشیونکی صورت پھرتا تھا وہ سب سامان
اول شب کی عنوان پاکے حیرتمین گھرتا تھا انھین خیالونمین صبح ہوگئی وزیر آیا دروازہ کھلوایا اندر آکے خیر و عافیت
پوچھی بدرالدین حسن نے پہچانا کہا سبحان اللہ آپ نے کیا کیا ذلیل و خوار کیا بجز اسکے کہ دار کو تیار کیا اور گناہ خوب بتایا
کہ مرچ کو بالائی مین کیون نملایا وزیر بے ساختہ ہنس پڑا پھر گلے سے لگا کے رو یا کہا بیٹا قصور معاف کرو کدورت
سے طبیعت صاف کرو فقط اسواسطے یہ سب ہوا کہ دفعتہ یہ خبر خوش نہین اچھی جو یکایک ہووے + تم
یا تمھاری بی بی یا میری بھاوج تمھاری مان بسونکی مضطر حیران انہین سے جو صدمہ ہلاکت اوٹھاتا میرا در بدر ہونا
مفت مین بیکار ہوجاتا اٹھو پوشاک پہنو میرے ساتھ چلو تمھاری مان سے تمھین ملاؤن اور جسکو دکان پر
بٹھا کے بالائی کھلائی تھی وہ تمھارا بیٹا ہے اوسے دکھاؤن یہ وزیر کے ساتھ آیا مان دوڑ کے لپٹ گئی
جو جو مصیبتین جدائی مین گذری تھین بیان کین پھر گلفام اسکا فرزند سامنے آیا اوسکو گلے سے لگایا پہچانا کہ
اسکی صورت دیکھ کے محبت پدری جوش مین آئی تھی بہ ہزار تمنا دکان پر بٹھا کے بالائی کھلائی تھی اور فرقت
کی خوشی اور فرحت ان سب کی قابل دید تھی گویا عید تھی وہ لذات فراق دیدہ مصیبت کشیدہ جانے اور
جانے وہ ماں نے جعفر یہ قصہ تمام کر دست بستہ ریحان کے عفو قصور کا امیدوار ہوا خلیفہ نے رحم دلی سے
جرم بخشا اور حسن نوجوان نے بسبب خطا اپنی زوجہ کو قتل کیا تھا ایک خواص خوبصورت نوجوان سے اوسکا عقد کر دیا بقدر لیاقت فرع حاجت کو
سرکار سے مشاہرہ مقرر کیا وہ بعیش و نشاط بسر اوقات کرنے لگا خلیفہ کی ترقی حکومت و دولت کی دعا دن رات کرنے لگا
شہرزاد یہ داستان تمام کر کے عرض پرداز ہوئی کہ اگر آج جانکی امان پاؤنگی شبکو عجیب حکایت سناؤنگی شہریار نے سکوت کیا
دل سے کہا یہ کہتی ہی وہ کہانی بھی سن لیجیے اختتام داستان تک مہلت دیجیے صبحدم یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی کہ وزیر زادی آج پھر بچ گئی

خاتمة الطبع للہ الحمد ہران چیز کہ خاطر میخواست + آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید + نازک خیالان جادو تقریر نکتہ سنجان
عالی توقیر کو بشارت ہو کہ مجموعہ حکایات عجیب و ذخیرہ قصص غریب غزالان وادی الفت جسمیں مفتون
الف لیلہ نام وار استہ مزاج اوسکے مجنون تالیف شاعر شیرین مقال نثار نازک خیال اعجاز بیان مشہور
جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب سرور متخلص بہ شبستان سرور کی جلد اول بخیر اختتام کو پہنچی

بتوفیق خدای سخن آفرین جلا بخش مضمار رنگین

مجموعۂ نکات عجیب ذخیرۂ حکایات عجیب موجب جمعیت عاشقان پریشان دل و باعث شگفتگی غنچہ دہنان پری شمائل شگرف افسانہ بلبل ہزار داستان غیرت بہار ریاض رضوان مسمیٰ بہ حصۂ سوم



مسجع و مقفیٰ در دو زبان تالیف ناظم و ناثر عدیم النظیر اعجاز بیان بذلہ سنج لطیفہ گو سخن گوی معانی طراز فصاحت و بلاغت معمور جناب میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور مغفور

در مطبع نجم العلوم کانپور باہتمام محمد یعقوب مطبوع شد

الف لیلہ جلد دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ درزی کاشغری اور کبڑے مسخرے ملازم شاہی کا

جسوقت زرگر فلک نے نقرۂ خالص ماہ مشرق کی گھریا سے گداز کرکے نکالا باوجود سیاہی شب ذرہ ہاے اختر سے سطح نیلی کو روشن کر دیا الاشہریار فسانہ کا مشتاق تھا جلوۂ روز شاق تھا پلنگ پر آیا شہزاد کو بلایا ایفاے وعدہ یاد دلایا بحر تقریر کا جوش ہوا بادشاہ والاجاہ ہمہ تن گوش ہوا شہزاد نے عرض کی زمانہ گذشتہ مین ایک خیاط کاشغر کا باشندہ سر بازار دکان مین بیٹھکے لوگون کے کپڑے سیا کرتا تھا اتفاقاً ایک روز کوزہ پشت ایک شخص طبلہ ہاتھہ مین مسخرے پن کی گھات مین نقالی ہر بات مین زیر دکان بیٹھکے گانے بجانے لگا نقلین کرکے لوگونکا جی بہلانے لگا درزی بھی ادھر متوجہ ہوا اوسکی نقالی پر ہنسنے لگا شام جب دکان بڑھانے لگا گھر جانے لگا کبڑے سے کہا میرا مکان قریب ہے وہان چلکے اگر کچھہ گاؤگے فائدہ اوٹھاؤگے وہ راضی ہوکے ہمراہ ہوا اور ہمراہ ہوا گھر پہونچکے درزی نے اپنی جورو سے کہا مین تیرا دل بہلانے کو گانا سنانے کو ایک گویا نقال لایا ہون کھانا اگر تیار ہو تو پہلے کھالین پھر اوسکا گانا سنین اوس نے دستارخوان بچھاکے کھانا رکھدیا دونون باہم کھانے لگے درزی نے مروت کی راہ سے کبڑے کو بھی کھانے مین شریک کیا اوس روز مچھلی پکی تھی یہ تو نہایت لذیذ ہوتی ہے مگر جسکو تمیز ہوتی ہے کبڑا حریص تھا دیکھا نہ بھالا نہ کانٹا نکالا جلد جلد وہ بیوقوف ہتھے لگانے لگا دو چار نوالے کھاے تھے ایک کانٹا

حلق مین ایسا اٹکا کہ آنکھین بند منہ کھلا رہگیا کبڑا یہ دونون جورو خصم بہت گھبرائے جو تدبیرین یاد تھین عمل مین لائے جب کچھہ فائدہ نہ دیکھا درزی حاکم کے خوف سے پریشان ہوا مہانداری سے پشیمان ہوا سوچا کسی طرح اس بلا کو ٹالئے آفت کو گھر سے نکالیے قریب یہودی حکیم رہتا تھا کبڑے کو کندھے پر لاد کے اوسکے دروازے پر پہونچا آدھی رات کا وقت دروازہ بند تھا اسنے پکارا لونڈی نکل آئی درزی نے پانچ روپے دیکے کہا حکیم صاحب کو بلالاؤ ؎ زر کار کند مرد لاف زند * لونڈی خوش ہو کے دوڑی میان کو سوتے سے جگایا یہان درزی نے کبڑے کو بے حس و حرکت جو پایا سمجھا مر گیا غضب آیا گھبرا کے کبڑے کو دروازے سے لگا کے کھڑا کیا اور چل دیا یہودی روپے کے لالچ سے آنکھین ملتا دروازے پر پہونچا پٹ جو کھولا وہ پٹ سے گر پڑا اوسنے روشنی منگا کے دیکھا آدمی زمین پر پڑا ہی شمع حیات گل ہی مردہ بالکل ہی سمجھا دروازے کی چپیٹ سے یہ بیمار جو گرا مر گیا کوتوال نے اگر سنا تو تیر آفت سے گیا یہ سوچکر منہ اپنا نوچکر گھر مین اوٹھا لایا بی بی کو سانحہ سنایا عورت نے سوچکے یہ تدبیر نکالی بردیوار مودی سرکار کا رہتا تھا وہین گیہون کا کھتا تھا کبڑے کو رسی مین باندھکے لٹکا دیا یہ اوسمین کھڑا رہگیا نصف شب جب گذری مودی دکان بند کرکے گھر مین آیا کھتے مین ایک آدمی کو پایا چور سمجھا لاٹھی ہاتھہ مین تھی جھپٹ کر دو چار لاٹھیان جو لگائین وہ گر پڑا جب نزدیک گیا پہچان پایا بہت گھبرایا بنیے کا دل کتنا ہاتھہ پاؤن بھول گئے بجز انجام سوچکے سب کچھہ بھول گئے اوسی ہرجواہی مین اوسکو پیٹھہ پر لادکے باہر نکلا ایک دکان کے سہارے سے کھڑا کر دیا قضا کار ایک یہودی داروغہ عمارات سلطانی کسی رنڈی کے گھر سے نکل حمام مین چلا جب اوس مقام پر پہونچا جسجا یہ کبڑا کھڑا تھا رات تیرہ و تار کچھہ اسکو خمار سوجا نہ سمجھا چور کا گمان کرکے غل مچایا خوب چلایا زد و کوب پر ہاتھہ بڑھایا کوتوال کے پیادے شور سنکے دوڑے روشنی آئی وہ کبڑا گر پڑا تھا یہودی سر پر کھڑا تھا سب نے دیکھا مسلمان کو یہودی نے مار ڈالا اسلام کی حرارت سے یہودی کی مشکین باندھین کوتوال کے پاس لائے جسقدر رات باقی تھی یہودی قید رہا صبح کو قاضی سے فتوی پوچھا دار کا حکم ملا بادشاہ کو اس معرکہ سے خبردار کیا ظاہر یہودی کا کردار کیا فرمایا قاضی کا فرمان بجا لاؤ دار پر لٹکاؤ قصہ کوتاہ سر راہ دار نصب ہوئی مجرم کی طلب ہوئی منادی پکارا کہ یہودی ایک مسلمان کے خون کے جرم مین مارا جاتا ہی جسکو برے کام کی سزا دیکھنا ہو آئے تاکہ جرائم سے متنبہ ہو عبرت اوٹھائے یہ صدا سنکے خلق خدا شہر کا چھوٹا بڑا جمع ہوا اور جلاد یہودی کو کشان کشان پر دار لیگیا دفعتہ مودی سرکاری ہٹو بچو کا غل کرتا

جلاد کے متصل پہونچا کہا اسکی اصلا خطا نہین یہ جرم اسنے کیا نہین مینے اسکو مارا ہے میرے سر اسکا کفارا ہے خون ناحق
مجکو گوارا نہین یہودی نے اسکو مارا نہین قاضی صاحب وہان موجود تھے فرمایا یہودی کو چھوڑ دو یہ قتل کا مقر ہے اسکو برقرار
رکھو جلاد نے دست بیداد اودھر بڑھایا تیسرا ہنگامہ روبرو آیا حکیم صاحب تشریف لائے قاضی صاحب سے کہا یہ نسخہ
بندہ کا ہے حماقت سے طرفہ معجون کیا بیگناہ کا مینے خون کیا قاضی صاحب کو تو قصاص لینا تھا جلاد سے اشارا کیا اوسنے
موذیکو رہا انکو گرفتار کرلیا اب انکی باری ہوئی دار کی تیاری ہوئی تھی یکایک درزی سی راہ قطع کرکے آیا یہ غل مچایا کہ میرا جنازہ سہی
جانکر زیر خاک کرو قاضی نے کہا یک کردہ و فاختہ سنا تھا یہان چار ہین ہم لاچار ہین وہ نہین یہی سہی سادہ لوحی
جلاد کو درزی کے قتل کی اجازت دی جسدم درزی تہ دار آیا سرکار کا پیک صبا کردار آیا یہ حکم سنایا کہ اس مجمع کو حضرت
ظل اللہ نے طلب فرمایا ہے سانحہ عجیب کسی نے بادشاہ کو سنایا ہے وہ کبڑا مسخرا اتفاقا روز دم سحر حضرت ظل سبحانی کے
حضور مین حاضر ہو کے جی بہلاتا تھا بلا ناغہ آتا تھا اوس روز وقت پر نہ پہونچا بادشاہ نے یاد کیا وزیر نے سب
داستان عرض کی بادشاہ کو حیرت ہوئی بات سمجھ مین نہ آئی چارون مجرم طلب ہوئے اور کبڑے کی چارپائی ان بیچارون
کے ساتھ منگائی قاضی صاحب نے ہر شخص کا اظہار قتل بیان کیا اونکے اقرار کا مفصل اعلان کیا بادشاہ نے اون سے فرمایا
جو کوئی اس سے زیادہ عجیب قصہ سنائیگا وہ رہائی پائیگا ورنہ چارونکی جان اسکی عوض مین جائیگی کسیکو نجات ہاتھ
نہ آئیگی یہ سنکے یہودی داروغہ باغات آگے بڑھا کہا غلام عرض کرتا ہے اور حسب الارشاد بادشاہ سمجھا دہ نجات کی امید رکھتا ہے

قصہ جوان رعنا کے آنے کا کٹا ہاتھ دکھا کے سرگذشت سنانیکا طبیعت کا لگاؤ ہاتھ سے زیادہ سینہ کا گھاؤ

غلام مصر کا رہنے والا ہے میرا باپ دلال تھا اس پیشہ مین بہت زر و مال ہاتھ آیا خوب کھایا کھلایا جب اوسنے
دار فانی سے رحلت کی پس ماندہ دولت میرے ہاتھ لگی مینے بھی وہی کام اختیار کیا بہت کچھ ملا ایک روز
غلہ فروشون مین کھڑا تھا جوان طرحدار گھوڑے پر سوار آیا تھوڑے تل مجکو دکھا کے پوچھا بھاو اسکا کیا ہے مینے کہا
فی من سو درہم کا ہے اوسنے کہا خریدار کو بلا کرکے فتح دروازیکی سرا مین میرے پاس لانا تیرا منتظر ہونگا دیر نہ لگانا
مینے تاجرونکو نمونہ دکھا ایکسو دس درہم فی من ٹھہرائی خریدار میرے ہمراہ سرا مین آئے ڈیڑھ سو من تل اوسکے
پاس تھے سب تلوا دیے سولہ ہزار پانچ سو درہم ہوئے وہ خریدار سے لیکے اوسکے حوالے کیے اوسنے ڈیڑھ ہزار
درہم مجکو دیے کہ یہ تیرا حق ہے مینے فی من سو درہم پر معاملہ کیا تھا اور یہ پندرہ ہزار درہم بھی اپنے پاس جمع رکھ دے لونگا

یہ کہکے وہانسے روانہ ہوا نہین معلوم کدھر گیا ایک چلہ کے بعد آیا پوچھا وہ شی موجود ہی مینے کہا حاضر ہی بولا ابھی ضرورت نہین ہنے دے پھر چلا گیا تین مہینے کے بعد سر راہ نظر پڑا مینے کہا بندہ پرور امانت حاضر ہی لیجیے مجھے اس بارسے سبکدوش کیجیے کہا جلدی کیا ہی کیون گھبراتا ہی جب سال تمام ہوا وہ نوجوان ذی شان لباس امیرانہ پہنے میرے مکان پر آیا مین شرط مہمانداری بجالایا ہاتھہ منہ دہلواکے دسترخوان بچھایا جو موجود تھا بے تکلف روبرو لایا خیال جو کیا بائین ہاتھہ سے وہ کھاتا ہی دہنا ہاتھہ نظر نہین آتا ہی بعد جلسہ طعام ڈرتے ڈرتے یہ کلام کیا اے کرمہای تو مارا کرد گستاخ ✦ یہ کیا سبب ہی دست چپ سے آپنے کھانا نوش فرمایا دست راست نہ بڑھایا اوس نے دم سرد دل پر درد سے بھر کے اوسکو کھولا دکھا شانے سے ہاتھہ جدا تھا قبا کا فقط پردا تھا پھر رو کے بیان کیا مین ناشاد ساکن بغداد ہون باپ میرا رئیس شہر تھا مینے سیاحون و سوداگرون سے مصر کی تعریف سنی دیکھنے کا اشتیاق ہوا خصوصاً کیونکہ دارالسلطنت تھا ہر چند والد ماجد سے اجازت چاہی کسی حیلہ و بہانے سے رخصت سفر ہاتھ نہ آئی جب اللہ کا انتقال ہوا میرے قبضہ مین اسباب و مال ہوا بہت سے تحفے موصل و بغداد کے لیکے اودھر چلا بخیر و مین پہونچا پہلے سرا مین اوترا پھر مکان تلاش سے بہت عمدہ بہم پہونچا وہان سکونت کی اور اسباب تجارت رکھنے کو دوسری حویلی بکرایہ لی چندے وہانکی عمدہ عمارات و مکانات دیکھے قلعہ کی سیر کی پھر مال کا نمونہ لیکے چوک مین آیا دلالونکو بلایا اونکی یہ صلاح ٹھہری کہ سب اسباب دکانداروںکو بنفع حوالہ کرو تم سبکدوش ہوکے شہر کی سیر دیکھو ہر پنجشنبہ و دوشنبہ کو یہان آنا جو چیز بکے اوسکی قیمت لیجانا مینے معتبر ذی مقدور دکانداروںکو اسباب دیا رسید کو لکھوا لیا اور سپرد دلالونکی گواہی ہوئی وہانکے چلن سے آگاہی ہوئی حسب وعدہ پنجشنبہ و دوشنبہ کو چوک مین جاتا روپیہ حساب کرکے لے آتا باقی سیر مین دن رات گذرتی تھی بہت لطف سے اوقات گذرتی تھی ایک روز بدرالدین نام سوداگر کی دکان پر بیٹھا تھا ایک نازنین مہ جبین ماہ پیکر بہت کروفر سے اوسی دکان پر میرے برابر آکے بیٹھہ گئی دو چار لونڈیان جھکی ہوئی روبرو دست بستہ کھڑی ہوگئین مجھہ سے خوش فعلی اختلاط کرنے لگی مجکو اوسکی باتین غمزہ کی گھاتین نہایت بھلی معلوم ہوئین دفعتہً برقع چہرہ سے جو اوٹھایا عجب جھمکڑا نظر آیا میری آنکھین خیرہ ہوکے چکا چوند کرنے لگین مولف برقع کو جو چہرے سے پری وش نے اوٹھایا ✦ اللہ کی قدرت کا جھمکڑا نظر آیا ✦ جس جلوہ کو موسیٰ نے وہان طور مین دیکھا ✦ یہ تو وہ اوسکا تھا

جو اوس عرصہ مین دیکھا + ہوش حواس صبر و عقل سب فرار ہوے تہم اوسکی زلف پیچان کے سلسلہ مین گرفتار ہوے
پھر اوس نے بدرالدین سے زربفت کا تھان طلب کیا میرے مال مین سے اوسنے نکال دیا قیمت جو پوچھی گیارہ سو
درہم پر ٹھہری وہ بولی اگر میرا اعتبار ہو تو اسکو لیجاؤن کل قیمت اسکی بھیجدونگی بدرالدین نے کہا یہ مال جو آپکے پاس
بیٹھے ہین انکا ہی اسکا خیال ہی ورنہ میری دکان نہین جو کچھ ہی حضور کا مال ہی نازک مزاجی سے اس بات کی متحمل نہوئی تھان
ہاتھ سے پھینک کے کہا آخر بازاری ہو اصالت کی لی یہ کہکے اوٹھہ کھڑی ہوئی مجھسے ضبط نہو سکا بمنت کہا
یہ تھان صدقے لیا آپ لیجائیے قیمت آرہے گی اوسوقت سمجھی کہ فی الحقیقت یہ مال اسکا نہ تھا عجب انداز سے جھک کے
تھان اوٹھایا کہ میرا دم ہونٹون پر آیا مینے بدرالدین کو ہزار درہم کی رسید لکھدی وہ ہنس کے بولی تم اجنبی ہو ایسے تہ
حال ہی اور جو جانتے پہچانتے ہین دم نقد اونکا سوال ہی یہ کہکے وہ تو چل نکلی یہان جان پر بنی مرجانیکی ٹھنی بدرالدین
سے اوسکا حال پوچھا جواب دیا امیرزادی ہی تھوڑا عرصہ ہوا اوسکا باپ بہت کچھ چھوڑ کے مر گیا ہی دنیا سے سفر کر گیا
مین مجبور بادل رنجور لڑکھڑاتا گھر آیا نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نکچھ کلام کسی سے کیا منہ لپیٹ کے پڑ رہا وہ دن
اور تمام رات اوسکے تصور مین کٹ گئی بیچینی سے نیند اوچٹ گئی دم سحر بامید بازار مین آیا ایکدم کے بعد وہ پری
بران ہی لونڈیونکے حلقے مین آئی میرے متصل بیٹھی کہا کیون ہم وعدے کے کیسے ہین مینے جواب دیا صادق الاقرار
ان لوگونکو کہتے ہین ہمتو ایسے آدمیونکی تمنا مین رہتے ہین آوس نے گیارہ سو درہم کی تھیلی لونڈی سے لیکے مجکو حوالہ
کی مینے دبی زبان سے اپنی بیقراری اختر شماری بیان کی وہ بغور سنتی رہی پھر اوٹھ کے روبراہ ہوئی یہان
دم سرد کے شریک گرم آہ ہوئی مجکو وحشت مین یہ خیال ہوا کہ میری تقریر سے اوسکو ملال ہوا مولف باتون سے
مری آ گیا وہ پیچ و تاب مین + منہ سے میرے نکل گیا کیا اضطراب مین + جبدم نظر سے وہ نہان ہوئی
تاب نلایا ایک طرف بے جانے بوجھے منہ اوٹھایا چند قدم بازار سے بڑھا تھا کسی نے شانے پر ہاتھ رکھدیا
پھر کے جو دیکھا اوسکی لونڈی تھی کانمین کہا ہماری بی بی نے تمکو بلایا ہی مین خوش ہوکے اوسکے ہمراہ ہوا
تھوڑی دور چلکے دیکھا صراف کی دکان پر وہ سیمبر منتظر بیٹھی ہی مجکو پہلو مین بٹھا کے کہا کشش الفت جذبہ
محبت برا اثر ہی میرا حال تجھسے بدتر ہی یا تم اپنے مکان پر مجکو لیچلو نہین میرے ساتھ ہو مینے غریب الوطنی
کا اظہار کیا اپنے مکان پر لانا مناسب نہ جانا انکار کیا اوس نے کہا کل چہارشنبہ ہی بعد نماز ظہر اسی کوچے مین آنا

مجکو انتظار ہو یہ کہکے وہ اوٹھی اپنے مکان کیطرف گئی کیا کہون مین کس خرابی سے مکان پر آیا اور کسطرح اوس دن اوسکو گنوایا دوسرے دن دوپہر ڈھلے مین اوس کوچے مین جو آیا ایک غلام کو ٹہلتے پایا اوس نے کہا چلیے دیر سے آپکا انتظار ہے طبیعت کو انتشار ہے اوسکے ہمراہ دروازے پر آیا اندر قدم بڑھایا سبحان اللہ بارہ دری خوب سجی ہے پردے کارچوبی چھت زردوزی قاقم و سنجاب کا فرش بچھا شیشہ آلات جھاڑ جھابے کنول فانوس قرینے سے جا بجا جہانکا ساز و سامان مہیا پایا مین باغ بہت بہار کا شور بلبل کی چہکار کا نہر خوشنما ہزارے کا ہزارہا فوارہ کیوڑہ گلاب اوچھلتا پھولون کی عجیب خوشبو طرحدار جانور درختون پر ہرسو بقول خواجہ اسد قلق نظم

ایک بارہ دری تھی جادو کا　　سب طلسمات کے در و دیوار
کتنا آراستہ کیا تھا اوسے　　کیا دلہن کیطرح سجا تھا اوسے
شیشہ آلات سارے نورآگین　　نصب ہر جا موافق آئین
وہ قرینے سے ایک اک تصویر　　چین تک مین نہین ہے جسکا نظیر
بیچمین ایک نہر نور کی تھی　　جو فصیل اوسکی تھی بلور کی تھی

اوج مین تھی بہت وسیع بلند　　ہفت ایوان سے نور مین وہ چند
پردے رشک نقاب یوسف تھے　　چلمنون مین نئے تکلف تھے
آئینہ ایک ایک حیرت زا　　صاف مانند عارض عذرا
سامنے اک چبوترہ ہموار　　اوسپر تکیہ وہ مثل ابر بہار
ایسی سوجہ کب صفائی تھی　　حلب سے نہر وہ منگائی تھی

تھا یک وہ دشمن جان بلاے بے درمان نمود ہوئی جوڑا وہ جو تیار ہی مین فرد تھا بر مین غرق دریاے جواہر مین میرا ہاتھ پکڑ شہ نشین پر تمکین مین لے گئی نظم صدر مین موتیونکی اک مسند ❁ گاوتکیہ وہ خوشنما بچھی ❁ زیب مسند ہوئی غرض وہ پری ❁ اپنے پہلو مین مثل دل جا دی ❁ بڑے تپاک سے مسند پر برابر بٹھایا اودھر سحر نسترین عذار نے مقراض آفتاب سے معشوقہ شب کو گیسو بریدہ بنایا اِدھر ماہ رخسار دامن زرتار کھینچتا مشرق کی بارہ دری سے نکل آیا جامے کی کرن نے چمک کے راتکی سیاہی پر نور کی تیرگی گلشن زمانہ سے دور کی شہرزاد فسانہ طرازی سے خاموش ہوئی دنیازاد فرط قلق سے بیہوش ہوئی شہریار با افتخار نماز سے فارغ ہو کے امور سلطنت مین مشغول ہوا شہرزاد کو جانکی امان ملی قصہ کو طول ہوا وزیر کے دروازے پر دھوم مچ گئی کہ پھر آج شہرزاد بچ گئی ادھر یہ گفتگو لوگ کر رہی تھی کہ ساقی دردی کشان نے گردش بلورین ساغر ماہ سے محفل سپہر نیلی کو روشن کیا انجمن ایوان بساط زنگاری نے ثابت و سیار کی شیشی اور پیالی سے بزم آسمان کو غیرت گلشن کیا شہریار بتمناے فسانہ عشرتکدہ کو رونق افزا ہوا سیاہی کا دور ہوا رنگ فضا کا اور ہوا آرام کا بہانا ہوا شہرزاد کی طلب ہوئی کہانی شروع ہوئی آخر شب غرضکہ جب شخص شہ نشین مین بیٹھا خواص اوٹھی خبر دی خاصہ تیار ہے کہا جلد لا دوسری نے سلفچی پیش کی تیسری نے

آفتابہ سے ہاتھ دھلایا دستارخوان بچھایا خوان آنے لگے بکاول موجود ہوے طرح طرح کے پلاؤ متعدد
دوپیازے کباب نئے نئے انداز کے روٹی بڑی چھوٹی پلاؤ نمکین شیرین چاشنی دار سالن زعفرانی باآب و تاب
مرغ بکی لطیف بو باس نایاب ان چیزونکے دیکھنے سے بھوک جاتی ہے فقط رغبت ہاتھ بڑھاتی ہے جب کھانے سے
فرصت پائی پینے کی شے دربرو آئی ساقیان سیمین ساق شیشیان بادۂ ارغوانی کی لائین دور ساغر گلگون شروع ہونے
لگا شرم و حجاب طرفین سے کھونے لگا ماہ جبین کیا کیا پری پیکر نازنین ساز آواز ملاکے گانے لگیں تانین اوڑانے
لگیں تمام شب جوش خروش ناؤ نوش مین بسر ہوئی خواب غفلت مین پاسبان گیا موذن چونکا سحر ہوتے ہی
تھیلی اشرفی کی پلنگ کے نیچے رکھدی شام کے وعدہ پر صبحدم رخصت ہوا مکان پر آیا تمام دن انتظار شام
مین گذرا بعد مغرب وہان پہونچا وہی جلسہ پارینہ سامنے آیا تمام رات بڑا لطف اوٹھایا دم سحر تھیلی اشرفی کی
دھر کے چلا آیا اسی انداز پر چند عرصہ مین جو کچھ نقد و جنس کیسہ قدرت مین تھا اوسکے نذر کیا تہیدستی مانع
ملاقات ہوئی تلخ اوقات ہوئی ایک روز جی بہت گھبرایا بادشاہی مکانونکی سیر کرنے گیا ایک سوار
بالباس تار اسپ صبا رفتار پر نظر آیا اشرفی کی تھیلی ہرنے پر اور ڈورا نیچے لٹکتا تھا اتفاقاً لکڑیکا گٹھا سر پر رکھے
مزدور سوار کے برابر سے نکلا اوسنے باگ پلٹ کے مزدور کو بچایا تھیلی کا ڈورا میرے ہاتھ پڑ آیا شامت
کی گھڑی سر پر کھڑی تھی مینے تھیلی کھینچلی کمر مین رکھی سوار نے چند قدم بڑھکے تھیلی جو نہ دیکھی اور مجھکو پاس سے جاتے
دیکھا گھوڑے کی چپیٹ ایسی دی کہ مین گر پڑا پھر پکار کے کہا یہ چور ہے اودھر کوتوال روند کو لیے پھرتا تھا پوچھا کیسا
شور ہے جب قریب آیا سوار نے حال کہا اوسنے مجھکو گرفتار کیا کمر مین تھیلی نظر آئی یہ آفت لائی تھیلی سوار
کو دی مجھکو کوتوال قاضی کے روبرو لایا حال سب سنایا فَاقْطَعُوا اَیْدِیَهُمَا کا حکم ہاتھ آیا سر دست
ہاتھ کٹ گیا خشک ٹہنی کی صورت چھٹ گیا وہانسے رہائی پائی لیکن سوار بیچارا مرد رحیم تھا اوسکو بہت
رنج ہوا سمجھا یہ چور نہین خدا جانے کیا مصیبت پڑی تھی جو یہ حرکت کی علیحدہ مجھکو لیجا کے عذر کیا
وہ کیسہ زر مجھے دیا وہان اور تو یار مددگار نہ تھا پھر اوسی عورت کے مکان پر پہونچا اوسنے میرا حال زار
جو دیکھا بیقرار ہو کے ماجرا پوچھا خفت ذلت سمجھ کے مین ٹال گیا کچھ نہ کہا شب کو کھانا جب آیا اپنے درد سر کا
بہانا کیا مگر باصرار اوسنے شراب پلائی نشہ مین درد سر سے مہلت پائی آنکھ جھپک گئی اوسوقت قبا کا دامن

سر کٹ گیا کٹا ہاتھہ نظر پڑا وہ دیر تک رویا کی صبحکو جب مین رخصت ہونے لگا جانے نہ دیا کہا تم اپنا حال اور ملال چھپاتے ہو مفصل زبان پر نہین لاتے ہو مگر مین سمجھ گئی تمکو جو اس مصیبت نے گھیرا ہی باعث میرا ہی مین اس کاہش مین جان دونگی زندہ نہ رہونگی لیکن جو مینے دلمین ٹھانا ہی اوسکا بھی ماننا ہی یہ کہکے قاضی شہر کو بلوایا تمام نقد و جنس منقولہ غیر منقولہ مجکو ہبہ کیا کاغذ لکھا جب تحریر کامل ہوئی قاضی نے مہر کی اور ایک صندوق مقفل منگایا اسکو جو کھولا اشرفیون کی تھیلیان جو مینے دی تھین وہ سب نکلین اسکے بعد بیمار شدید ہوئی مرض مہلک مین مبتلا ہوگئی صحت منہ پھیر کے ہوا ہوگئی ہر چند مینے سر مارا ہر ایک طبیب حاذق ہمت ہار کچھہ نہوا مصرع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی + ایک ہفتہ مین وہ ماہ دو ہفتہ ہلاک ہوئی نوجوان بصد حرمان تہ خاک ہوئی گو میرا حال بہت غیر ہوا الا اوسکا انجام بخیر ہوا بہت تکلف نہایت دھوم دھام سے جنازہ اوٹھایا عمدہ و رفیع مقبرہ بنوایا قرآن خوان مقرر کیے جوڑے نقد روپے محتاجون کو دیے پھر وہان جی نہ لگا تنہائی سے گھبرایا مال اسباب سب لیکے بغداد میرا وطن ہی یہان چلا آیا گو ذکر کرنے مین خفت و حقارت ہی مگر اوسی روپے کی تجارت سے یہ سامان امارت ہی تمھاری محبت و آدمیت سے مجکو لطف اوٹھا راز اپنا کہا وہ درہم جو میری امانت ہین تجکو مبارک ہون انکار نکرنا اس امر مین تکرار نکرنا پھر وہ جوان پارس کو روانا ہوا میرا یہان آنا ہوا لازم سرکار ہون بخطا تقصیر وار ہون سلطان کاشغر نے کہا یہ قصہ کبڑے کے سانحہ کے روبرو کہانی ہی معلوم ہوا تم سبکی قلیل زندگانی ہی یہ سنکے مودی پاؤن پر گرا ہاتھہ باندھکے عرض کیا حضور پر نور غصہ دور کرین میری سرگذشت سن لین جو زبان مبارک سے عجیب فرمائین تو یہ سب بیگناہ کردہ گناہ رہائی پائین بادشاہ نے فرمایا خیر تو بھی بیان کر حسرت نہ رہے نقل داستان

مودی کا بیان ہی عجیب داستان ہی جوان انگشت بریدہ کا شادیکے جلسہ مین آنا انگوٹھے کٹنے کا قصہ سنانا

مودی نے عرض کیا کل ایک رئیس کے بیٹے کا عقد تھا اوس جلسہ مین امیر فقیر سب موجود تھے بلکہ اہل حرفہ کو بھی بلایا تھا آبرو سے بٹھایا تھا جب سبھون سے فرصت پائی کھانیکی نوبت آئی وسیع الان عمدہ مکان مین دسترخوان بچھا جہان کی نعمت کو سلیقہ اور قرینے سے چنا ایسا نفیس کھانا اس کثرت سے دیکھا نہ سنا تھا اپنی رغبت کی چیز ہر شخص کھانے لگا ایک قاب مین لہسن کی دم پخت تھی سب نے بڑی رچ سے تعریف کرکے اوسمین سے کھایا ایک شخص متصل بیٹھے رہے اوسکی طرف خیال نفرمایا

لوگون نے کہا آپ اسکو نوش نہین فرماتے اونھون نے جواب دیا ایکبار کھا کے آبرو خاک مین ملا کی وہ ذائقہ پایا ہے کہ تمام عمر یاد رہیگا کبھی نہ بھولے گا یہ سنکے صاحب خانہ منت کرنے لگا کہ ایک لقمہ بہر کیف کھانا ہوگا اوسوقت ناچار ہوا کہا بشرطیکہ بہت سا صابون منگائیے اور وہ گھاس جلا کے رکھہ میرے سامنے لائیے اوسنے سب کچھ لا کے روبرو رکھا اور گرم پانی کا گھڑا موجود کیا جوان نے بکراہت دو نوالے کھائے سب متوجہ تھے انگوٹھا اونکا کٹا دیکھا صاحب خانہ اونکا حال پوچھنے لگا اونھون نے کہا اسی کمبخت پلاؤ کو کھا کے ہاتھہ سے ہاتھہ دھو بیٹھا اور درست انگوٹھا کھویا ہے اگر یہ بکھیڑا تم سب میرے ہاتھہ کا سنو گے تو حضور کے ایک لقمہ کے بدل ایکسو چالیس بار ہاتھہ دھوئے کہا

بیان تاجر بغدادی کا زبیدہ خاتون کی خواص کا آنا اسکا عاشق ہونا بالسن کی دم پخت کھا کے انگوٹھے کھونا

میرا باپ تاجرون مین بہت گرامی بڑا نامی تھا بغداد وطن ہے وہی آجتک مسکن ہے میری ولادت ہارون رشید کی خلافت مین ہوئی باپ میرا پیشہ تجارت مین مسرف فضول تھا صرف بیجا نامعقول تھا جب دنیا سے کوچ کیا کرنا مین قرض ہاتھہ آیا بہت گھبرایا لیکن بڑی دقت سے رفتہ رفتہ قرض خواہون سے نجات پائی بفضل خدا تھوڑے کام مین بڑی برکت ہوئی کہ بخوبی روٹی کھائی فقط سپید کپڑا بیچنے پر اوقات تھی فراغت دن رات تھی ایک روز حسب عادت دکان پر بیٹھا تھا خچر پر سوار حور کردار عورت خواجہ سرا کے پیچھے دو لونڈیان جوان چمکا ہوا سامان میری دکان پر وارد ہوئی خواجہ سرا نے کہا آپ بہت سویرے سوار ہوئین دکانین بند ہین ابھی نہین کھلین وہ میرے پاس آ موجود ہوا اوس بیٹھہ گئی اور ہر طرف دیکھنے لگی جب کوئی نظر نہ آیا اوسنے چہرہ سے برقع اوٹھایا جمال جہان آرا عجب انداز سے دکھایا مینے مدت العمر ایسی صورت بیداری مین کیا خواب مین بھی نہ دیکھی تھی بیقرار ہو گیا عاشق زار ہو گیا نظم

خوبصورت وہ تھی ان حسینوں میں	چاند چہرہ تھا آفتاب جبین	جوش پر تھی بہار حسن شباب	گل رخ تھا شگفتہ و شاداب
نور عارض تھا برق خرمن ہوش	زلف دام بلا سے تھی ہمدوش	شوخ چشمی عیان تھی چتون سے	سحر کرتی تھی چشم پرفن سے

اوس نے جامدانی اور گلبدن کے تھان طلب کیے میری دکان مین گران بہا کپڑا نہ تھا اعتبار کی باعث اور دکاندارون سے لا دیے پانچ ہزار درہم کا سب مال تھا قیمت بتا دی وہ سب پسند تو کر چکی تھی لیکے سوار ہوئی وفور محبت عجب الفت سے کچھ کہہ نسکا مگر اوسکے جانے کے بعد خیال آیا کہ نام معلوم نہ مکان کا پتا پوچھا

اسقدر مال اجنبی کو حوالہ کیا مفت مین تو ذلیل و خوار ہوگا اس چلن سے ناحق کھوٹا بازار ہوگا تمام رات اس سوچ مین نیند نہ آئی نور کے تڑکے گھر سے جا دکان جمائی دفعتہ وہ آفت روزگار خچر پر سوار نظر آئی درہم حوالے کیے دیر تک باتین کرتی رہی حسن صورت سے بہت خوب سیرت تھی فصاحت کی جو تقریر تھی خوشنویکی نچر تھی پھر ہزار تھان اور مانگے مینے کئی جگہ سے لا کے دیے وہ لیکے سوار ہوگئی اب مہینا تمام ہوا اوس ہلال سپہر حسن و جمال کا منہ نظر نہ آیا تقاضا بیوپاریون کا ہونے لگا گھبرایا مجبور اپنا مال بیچکے کچھ کچھ روپیہ ادا کیا ایکدن پھر بجر دم وہ پریوش صنم خچر چمکاتی سج دھج دکھاتی آئی زر قیمت کی اشرفیان ساتھ لائی حساب کرکے وہین اور پوچھا تمھاری شادی ہوچکی ہے یا نہین مینے کہا ابھی تک شادی سے نسبت نہین ہوئی پھر اوس نے کچھ خواجہ سرا سے اشارہ کیا وہ مجکو الگ لیگیا کہا تمھارے تیور سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری مالک پر تمھاری آنکھ پڑتی ہے تعجب ہے تمنے کسی سج دھے مین اظہار نکیا خبردار نکیا یہ فقط بھانونکا حیلہ ہے تمھارے دیکھنے کو آتی ہے باتون سے دل بہلا کے چلی جاتی ہے مینے جواب دیا تم سچے ہو لیکن یہان خوف غالب ہے اوسکے رعب حسن سے جان نہین جالی قالب ہے اور یہ خیال کب تھا کہ مجکو عاشق صادق جانے جو کہون مانے ان باتون مین وہ دکان سے اوٹھی چل نکلی کہا یہ خواجہ سرا پیام لائیگا بجالانا نہ پھر انا کئی دن کے بعد وہ خواجہ سرا آیا کہا تم بڑے خوش نصیب ہو ہماری مالک کو دن رات تمھارا خیال ہے تجیبی کمال ہے اور تمکو کچھ خبر ہے یہ کون ہے زبیدہ خاتون اسکو پیار کرتی ہے بڑا عزو وقار کرتی ہے اسی پر سب کامونکا دارمدار ہے رطب و یابس کا اختیار ہے وہان تمھاری حسن سیرت و صورت کا مذکور کیا ہے تمسے عقد کرنا منظور کیا ہے خاتون تمکو دیکھا چاہتی ہے جلد چلو دیر نکرو القصہ بصد احتیاط وہ خواجہ سرا مجکو صندوق مین بند کرکے محل مین لیگیا جسوقت زبیدہ خاتون بصد شوکت و حشمت میرے برابر آئی رعب حسن و جمال سے دبدبہ جاہ و جلال سے جان لب پر آئی جواہر بیش بہا از سرتا پہنے کنیزان حور خصال دُرگوش مرصع پوش باتین دہنے خورشید سے زیادہ درخشان فرشاہی چہرۂ تابان سے عیان مینے بادب سر خم کرکے تسلیم کی دست بستہ تعظیم کی میرا حسب نسب پوچھا نام دریافت کیا پھر فرمایا یہ ہفتہ نیک نہین اسکے بعد تیرا عقد ہوگا حاصل زر نقد ہوگا اب دن رات محل مین قیام ہوا انتہا کی راحت بہت آرام ہوا ایکدن مشاطہ نے دولھہ دلھن کو آراستہ کیا ارباب محفل کے واسطے تکلف کا کھانا پکا میرے سامنے دستارخوان چنا

وہ کھانا جو کبھی دیکھا نہ سنا قضا میں کار ایک قاب مین دم پخت سیر کا سامنے آیا اوسکی بوباس سے رال ٹپک پڑی
خوب سیر ہوکے کھایا پھر قاضی صاحب تشریف لائے نکاح ہوا ناچ گانا دیر تک رہا بعد حجلہ عروسی مین پہونچا
ہم وہ بے دغدغہ باہم ہوے مینے ہاتھہ بڑھایا فوراً وہ غضب مین آئی غل مچایا خواصین دوڑین اوسنے
کہا اس بے تمیز مرد بھلے کو میرے نزدیک سے دور کرو مینے ڈرتے ڈرتے کہا حضور میرا کیا قصور ہے جواب دیا بدبخت تونے
لہسن کا پلاؤ زہر مار کیا ہاتھہ دھونا نہ آیا میرا دماغ بھرایا خواصون سے کہا اسکو زمین پر ٹپک دو اور چابک ہاتھہ مین
لیے حبشی سے اوٹھی اتنے لگائے کہ بدن پر کھال نہ رہی پھر حکم دیا کو توال کے پاس لیجاو اسکے ہاتھہ کٹواو کہ اپنے
نصیب کو روئے نہ دھونے کی عوض اپنے ہاتھون سے ہاتھہ دھوئے یہ سنکے لونڈیونکو میرے حال پر رحم آیا
بمنت وزاری پاؤن پر سر جھکایا کھانا دانستہ یہ حرکت ہوئی ابکی بار قصور معاف ہو پھر جو ایسا عمل سرزد ہو اسکے
ہاتھہ کے ساتھہ سر دست ہماری ناک کاٹ لیجیے یہ خطا عفو کیجیے اسبات پر اوسکو ہنسی آگئی غصہ کم ہوا مگر
یہ کہا جبتک کوئی پتہ یا نشان نہوگا بھول جائیگا پھر غوطہ کھائیگا مجکو رسی مین بندھوا کے اوسترے سے
چارون انگوٹھے کاٹ لیے جب تقصیر معاف ہوئی طبیعت صاف ہوئی پھر روغن بلسان سرکار سے منگایا زخمون
پر لگایا ایک ہفتہ تک صاحب فراش رہا جب زخم خشک ہوے غسل صحت کیا مگر خلیفہ کے خوف سے اکثر
صندوق مین بند ہوتا تھا زخمونکی سبب یہ امر باعث گزند ہوتا تھا بارے خاتون نے ایک مکان مرحمت
کیا پچاس تورے اشرفیون کے دیکے الگ کردیا مینے لونڈی غلام اپنے ذاتی مول لیے سلطنت کے چین کیے
مگر فلک کجرفتار درپئے آزار ہوا ایسی صحبت کا خار ہوا برس دن کے بعد وہ معشوقہ بیمار ہوئی توسن مرگ پر
سوار ہوئی مینے اوسکے ماتم مین وہانکی ترک بود و باش کی اس شہر مین فکر معاش کی یہ سنکے بادشاہ نے کہا مگر
مجکو خوش نہین کرتی روداد سے خوب نہین پھر حکیم یہودی آگے آیا اپنا نسخہ شروع کیا بادشاہ اودھر متوجہ ہوا

حکیم کا مریض کے پاس جانا بائین ہاتھہ کی نبض دیکھہ کے گھبرانا باغ کی سیر مین اظہار حال باہم کی شگفتہ ہو جانا

حکیم نے بیان کیا فدوی دمشق مین طبابت کرتا تھا بڑی عزت و توقیر سے فائدہ کثیر سے رات دن گذرتا تھا
ایک روز حاکم نے طلب کیا حجرے مین لیگیا ایک جوان وجیہہ وہان لیٹا تھا مینے سلام کیا اوسنے
اشارے سے لیا نبض دیکھنے کو ہاتھہ بڑھایا دست چپ ہاتھہ مین آیا مین سمجھا یہ شخص نا واقف ہے اوسی پر اکتفا کیا

نسخہ لکھکے دیا دس بارہ دن کے معالجے مین اوسکو صحت کامل ہوئی آمد و رفت سے رہ و رسم بڑھی جب روز غسل صحت کو حمام مین گیا مجکو طلب کیا جب اوس نے پوشاک اوتاری دہنا ہاتھہ قلم تھا مجکو نہایت تاسف ہوا وہ سمجھہ گیا کہا آپکو میرے ہاتھہ سے دست قلم ہی ملال ہی اگر گوش دل سے سنوگے تو عجیب و غریب یہ حال ہی نہانے سے فرصت کرلون تو اپنی سرگذشت کہون جب نہا چکا کہا اگر باغ کی سیر مناسب ہو تو چلو کہ تفریح ہو مینے کہا بسم اللہ غرض ہم دو ہمراہ ہوے باغ مین پہونچے پہلے گلگشت کی پھر فضا کی جا قالین بچھا کے بیٹھے اوس نے داستان شروع کردی

قصہ سوداگر موصل کا ایک عورت کا فریفتہ ہوکے اپنی بہن کو زہر کھلانا اوسکے زیور کی بدولت اسکا ہاتھہ کاٹا جانا

جوان نے کہا میرا مولد موصل ہی والد کے نو بھائی تھے سب لاولد تھے مجہی کو دلپسند فرزند اپنا جانتے ہر ایک پیار کرتا تھا دل و جان نثار کرتا تھا میرے والد سب مین بڑے تھے مجکو پڑھوایا لکھوایا اور جتنے فن و کسب کارآمد سمجھے سب مین طاق کیا شہرہ آفاق کیا اسلیے طبیعت رسا فہم و ذکا مین تیز تھا تحصیل علوم و فنون سے جلد فرصت پائی امتحان کی نوبت آئی نماز جمعہ کو والد اور سب چچا جامع مسجد مین چلے مین بھی ہمراہ تھا بعد نماز اکجا بیٹھے و گفتگو باز ہوا کسی نے کہا مصر جو شہر مشہور ہی لاثانی انتخاب ہی اور رود نیل سے بے قال و قیل لاجواب ہی میرے چچا بغداد و دجلہ کو بہتر سب سے کہتے تھے مگر والد ماجد بھی مصر کو ترجیح دیتے تھے اور کہتے کہ جسنے مصر نہین دیکھا دنیا کا لطف نہ اوٹھایا گویا کچھہ دیکھنے مین نہ آیا زمین زرریز مردم خیز زن و مرد صاحب حسن و جمال ہین ہنرمند باکمال ہین اکثر اہل شہر مالدار ہین امیر امرا ہزار در ہزار ہین رود نیل کا پانی شفاف ہاضم مقوی شیرین ہی باغات پر بہار زمین ہموار جا بجا سبزہ زار ہوا معتدل یہ فرحت و فضا کہین نہین ہی اور جو ستون کنارہ پر حکماے سابق کی تعمیر ہی علم حکمت کا خلاصہ اوسمین تحریر ہی حکمت کا علم طوفان سے بچایا ہی ڈوبنے نہین پایا ہی عمارت مرتفع عالی ہی شاہان گذشتہ کی بنا ڈالی ہی مقابر پختہ مقبرے سنگین مستحکم زمانے کے گزند سے آج تک محفوظ ہین باشندے خوش و خرم محظوظ ہین یہ گفتگو بڑھی کہ سب چچا مصر کے سفر کو راضی ہوے اور میرے والد کو بھی لیچلے اسباب وہان کی تجارت کے لائق خریدنے لگا مین ہمراہ چلنے کیواسطے رونے لگا آخر یہ مشورہ ہوا کہ دمشق تک اسکو لیچلو جب ہم مصر چلینگے اسکو موصل بھیجدینگے برور معین سب چلے مع الخیر دمشق مین پہونچے سرا مین قیام ہوا کچھہ روز مقام ہوا واقعی شہر پرفضا بہت خوب گلی کوچے دلچسپ عمارت مرغوب تھوڑا تھوڑا اسنے وہان مال بیچا مگر مجھے بہت نفع ہوا آخر مجکو تنہا چھوڑ سب مصر چلے اونکے بعد

مینے عمدہ مکان رفعت وشان کا سنگ مرمر کی تعمیر مطلا منقش بےنظیر اپنی بود و باش کو لیا یا تین باغ مین اوسکے بڑی سیر تھی نقش و نگار کے طور پسند جو آیا تیاری کی اور لطف بڑھایا بیشتر دروازہ پر بیٹھتا تھا ایکدن ایک عورت چہرے پر نقاب غیر سے حجاب وارد ہوئی پوچھا تم کپڑے کی تجارت کرتے ہو کچھہ بیش قیمت تحفہ تھان ہون تو ہمکو دکھاؤ مین لینے کو اوٹھا وہ بھی میرے ساتھہ گھر مین آئی مینے غلام سے عمدہ پارچون کی گٹھری منگائی اوسنے برابر بیٹھکے نقاب چہرے سے اوٹھائی بجلی سی چمک گئی خدا کی قدرت نظر آئی نظر کا دوچار ہونا دل وجگر کا فگار ہونا ہوش وحواس گم صم بکم کا عالم ہوا ٭ وہ تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ٭ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ٭ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھہ ٭ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھہ ٭ اوس نے کہا تھانون کا فقط بہانا تھا منظور دیکھنا دکھانا تھا اور مجکو بھوک لگی ہے کچھہ پکا پکایا ہو میری غذا کا وقت آیا ہے مینے نوکرون سے کہا تر وخشک میوہ لاؤ کباب اور جو شے ممکن ہو جلد پکاؤ حکم کی دیر تھی جو چیز تیار ہو سکی فوراً حاضر کی شراب کا کنٹر گلاس کشتی مین اور کباب تشتری مین قرینے سے رکھہ کے لائے شغل ہونے لگا سرور حجاب کے پردے اوٹھانے لگا یہان تک کہ نصف شب گذری وہ پلنگ پر لیٹ کے سو رہی صبحکو جب وہ چلی دس اشرفیان اوسکو مینے دین انکار کیا نہ لین کہا جو میرا آنا تمکو منظور ہو تو ایسا نہ مذکور ہو اولٹی بارہ اشرفیان بجبر مجھے دیکے کہا تیسرے دن قریب شام پھر آؤنگی مجکو اوسکے جانیکا بہت ملال رہا دو دن تک وحشیونکا حال رہا وعدہ کے دن وہ نازنین آئی حجاب دور ہو چکا تھا تمام شب عیش وعشرت مین گذری پھر چلتے وقت اوسی قدر اشرفیان دیکے راہی ہوئی تین روز کے بعد پھر آئی اوس روز لباس نو سے آراستہ وپیراستہ تھی جب کھانے سے فرصت پائی شراب ناب کے نشہ نے آنکھون مین سرسون پھولائی کہنے لگی تم مجکو کیسا سمجھتے ہو مینے کہا پری حور سے بہتر دل وجان تم پر نثار ہے جدائی سخت ناگوار ہے کہا جبتک مجھہ سے زیادہ حسین نظر نہین آتی یہ اظہار ہے جب اوسکو دیکھوگے سمجھوگے یہ مثل آفت روزگار ہے مولف تلون نے مزاج یار کے عاجز کیا ہمکو ٭ گھڑی بھر مین وہان سو مرتبہ تقریر پھرتی ہے ٭ مینے جواب دیا لاحول ولا جو ہونا تھا وہ ہو چکا مجکو اور سے کیا کام ہے یہ تمھارا خیال خام ہے وہ بولی ایک پری پیکر مجھہ سے سن وسال مین کم ہے میری مونس ہمدم ہے وہ تمھاری بہت مشتاق ہے اگر اجازت دو تو لاؤن مینے کہا تمکو اختیار ہے بیگانگی بکار ہے دم رخصت پچاس اشرفیان دیکے کہا

دعوت کی تیاری کرنا مین پرسون آونگی اوسکو ساتھ لاونگی مینے اوسی دن سے مکان کو آراستہ کیا فرش سفید بچھوایا شیشہ آلات عمدہ منگا کے لگایا طرح طرح کے نفیس عمدہ کھانے پکوائے لطیف فواکہات منگوائے شراب اقسام اقسام کی طلب کی منبر گلدستون سے آراستہ کردی تیسرے روز وہ ماہرو آئی اوس فتنہ دوران کو ساتھ لائی بیٹھتے ہی نقاب دونون نے جو اوٹھائی عجب طرح کی آفت جان پر آئی شعر

پردہ اوٹھایا رخ سے جو اوس نے نقاب کا ✤ نظر ویسے گر گیا میرے منہ آفتاب کا ✤

آنکھین بیساختہ جھپکنے لگین دونون متحیر ہوکے میرا منہ تکنے لگین پہلی ظالم بہت چالاک بیباک تھی تیور پہچان گئی ناک بھون سمیٹے منہ بگاڑ کے بنایا ضبط نہو سکا یہ فقرہ سنایا کیون صاحب دیکھتے ہی یہ شگوفہ پھولا عہد و پیمان بالکل بھولا شعر

چہ شد ان وفا و عہدی کہ بمن نمودہ بودی ✤ بتو من چہ گفتہ بودم تو بمن چہ گفتہ بودی ✤

مینے جواب نہ دیا ہنسی مین ٹالا اور طرف دیکھا بھالا دسترخوان بچھوایا کھانا آیا اسکے بعد شراب کا دور ہوا پھر تو رنگ کچھ اور ہوا نشہ کے وفور مین کیف سرور مین پوشیدہ آنکھین لڑنے لگین چھپیان دل پر پڑنے لگین شعر

دل ابد الدہر ہی ست درین گنبد سپہر ✤ ازسوی کینہ کینہ وازسوی مہر مہر ✤

ایک عالم اس سے یہان آنکھ کا ہی دلکو دل سے بے تکلف راہ ہے وہ بھی اوسکی آنکھ بچا کے دیکھا بھالی کرنے لگی لگاو اپنا مجھپر حالی کرنے لگی اوسوقت اوس قتال عالم کو یقین ہوا آنکھین لڑنا ذہن نشین ہوا چتون سے بل کھا کے جھلا کے ساقی بنی شراب پلانے لگی پھر کھڑی ہو کے کہا ایک ضرورت سے جاتی ہون ابھی آتی ہون اوسکا جانا آفت کا آنا اس سیمین رخسار کا حال تباہ ہوا مینے نادان نشہ کی زیادتی سمجھا جب وہ کرسی سے زمین پر جھکی مینے گود مین لیکے سنبھالا دیکھا ناخن سب نیلے ہین اوس چست جسم کے اعضا ڈھیلے ہین دفعۃً روح بدن سے نکل گئی میرے دلبر کی چھری چل گئی مضطر و پریشان ہوا کہ الٰہی یہ کیا سامان ہوا دفعۃً شفق خون آشام سحر نے ماہ کا منہ سپید کیا انجمن انجم کو درہم برہم کردیا موذن نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اہل زمین کو خواب راحت سے چونکا دیا طائران نغمہ سنج نے صبح کا غلغلہ مچا دیا مہر جہانتاب گھبرا کے غرفہ مشرق سے نکلا اوس نوجوان پرارمان کا حال نگاہ حسرت سے دیکھنے لگا شہریار زمانہ مشتاق فسانہ متاسف بیت السلطنت کا عازم ہوا مشغلہ انتظام ملکی مین دل بہلانے لگا یہانتک کہ دن

تمام ہوا رات کا ہنگام ہوا دربار برخواست کیا خلوت سرا مین جلوہ دیا کچھ دیر آرام کر کے شہرزاد سے کہا کہ وہ نوجوان بصد حسرت و حرمان تعجب جان سے گئی اوس نے گرفتار کیا گذری وہ گویا ہوئی سوداگر کہتا ہے محبوبہ وہ گنجینہ حسن و خوبی کو اوسی جا تہ خاک کیا مر کی سل و سپر اور صبر کے دل پر کھہ کے گریبان تا دامن چاک کیا سمجھا شراب مین زہر ہلاہل ملا کے رشک سے ہلاک کیا دم سحر مکان کے مالک کو بلا کے کہا ہمارے چچا شہر کیرو مین آئے ہین بضرورت مجکو طلب کیا ہے کرایہ پیشگی مجھ سے لو کنجیان احتیاط سے رکھو کچھ دنونکے بعد آتا ہون اسباب یہین چھوڑے جاتا ہون وہ راضی ہوا مینے کرایہ دیا زر نقد جسقدر رکھتا ہمراہ لیا اور اسباب جو تھا اوسی مکان مین چھوڑ کے روانہ ہوا شہر کیرو مین پہونچا چچا سے ملاقات ہوئی مینے عدم طلب کی شکایت کی چند روز مین چچا اپنا مال بیچکے موصل چلے مین وہانکی سیر سے سیر نہوا تھا پوشیدہ مکان لیکے بیٹھ رہا تین برس وہان گذرے دمشق مین صاحب مکان کو کرایہ بھیجا کیا اوس نوجوان مہ تابان کی جان جانیکا صدمہ دل پر رہا پھر جو گھبرایا دمشق مین چلا آیا مکان کو بند پایا مالک سے کنجی منگا کے قفل کھولا جو چیز جہان چھوڑی تھی وہین پائی خدمتگار نے مکان جو صاف کیا مالا ے مروارید پایا میرے روبرو لایا مینے پہچانا اوسی سحر حسن کے گلے کا تھا بد جو اسی مین پڑا رہا پھر وہان قیام ہوا و سیہ مال جو کچھ تھا سب تمام ہوا جب کچھ نرہا مجبور ہو کے وہ دولڑا بیچنے کو نکالا مجکو اور جواہر کی نسبت موتی کی پہچان نہ تھی قیمت معلوم نہوئی بازار مین جا کے دلال کو بلا کے حوالے کیا وہ دیکھ کے حیران ہوا کہ ایسا ہموار گول آبدار دانہ دیکھا نہ تھا در غلطان کو سرا تا ہے دیکھتے ہی دل لوٹا جاتا ہے کہا آپ ٹھہر جائین جوہر یونکو دکھا کے ہم انکو لا ئین پھر آکے کہا مال یہ دو ہزار اشرفی کا ہے مگر اب پچاس سے زیادہ نہین بکتا ہے مینے کہا میرا اشتر پھیرا جو بازار مین ملے لے آ جو پچاس اشرفی دیتا تھا اوسکے پاس لیگیا وہ کوتوال کے پاس مع دلال پہونچا کہا دو ہزار اشرفی کا مال پچاس اشرفی کو بیچتا ہے شاید چوری کا معاملہ بے طور ہے کوتوال نے مجکو بلایا اور باندھ کے بیرحمی سے اسقدر مارا کہ مینے چوری کا اقرار کیا پھر اوس نے دیکھا نہ بھالا بے تامل ہاتھ کاٹ ڈالا مین روتا پیٹتا مکان پر آیا ہنوز زخم کی شست و شو نہوئی تھی سرکار کے آدمی اور وہ خریدار جسنے چور بنایا تھا گھر مین گھس آئے جو کچھ پایا لوٹ کے مجکو باندھا کہا یہ مال حاکم شہر کا ہے تین برس سے کو بکو جستجو تھی آج پتا لگا اب مجکو ہاتھ کا درد بھولا

بدست جانکے لالے پڑے کہ موذی کے چنگل مین پھنسے جب حاکم کے روبرو پہونچا وہ میری صورت دیکھکے
بیسر رحم آیا اوس جوہری کو بلاکے فرمایا اسکے باعث بے گناہ کا ہاتھ کٹا ہی اسکا قتل کیا ہی پھر دربار برخواست
کیا مجھکو تنہائی مین پاس بلایا نرم زبانی سے یہ کلمہ ارشاد فرمایا ای فرزند جو ہونا تھا ہو چکا اب مجھ سے بیخوف و خطر بیان کر
تیرے ہاتھ یہ دولڑا کیونکر آیا تھا کس طرح سے پایا تھا مینے ابتدا سے انتہا تک سب داستان بیان کی اوس نے
کہا تو سچ کہتا ہی مشیت ایزدی یونہین تھی اس سے چارا نہین ٹالنے کا کسیکو یارا نہین وہ سانحہ اس سے بہت کم ہی جیسا
تیرے ہاتھ کا مجکو رنج و الم ہی تو تو کہہ چکا اب میری کہانی سن وہ دونون بدنصیب میری بیٹیان تھین بڑی
وہ تھی جو پہلے تیری پاس آئی تھی اور چھوٹی کو پھر ساتھ لائی تھی بڑی کی شادی کی وہین مینے بھتیجے کے ساتھ کی
تھی وہ نوجوان مرگیا یہ مصر مین جاکے فاحشہ ہوگئی پھر یہان آکے میرے پاس رہنے لگی اور جسکی جان تمھارے ہاتھ
سے نکلی جب غائب ہوگئی مینے پوچھا وہ نظر نہین آتی کیا ہوئی یہ سنکے رونے لگی کہا اتنا معلوم ہی کہ لباس فاخرہ اور
زیور بہت سا پہن کے باہر نکلی تھی پھر نہ کھلا کہان گئی مین غیرت سے کچھ نہ کہ سکا چپ رہا کچھ دنون کے بعد وہ
تجھل تو دے کے بیمار ہوئی غم سے سوکھ کے عشرہ نگذرا مرگئی زمین مین گڑگئی معلوم ہوا کہ ہم تم دونون بدنصیب ہین
لازم ہی کہ ہمارے شریک شادی و غم رہو چند سے باہم رہو تیسری میری بیٹی ہی اوسکے ساتھ تمھارا عقد کرونگا
فرزند کیطرح رکھونگا تم تنہائی سے بے بال و پر ہین منزل سے پہونچنے کے وقت نظر مین مینے کہا آپ کے احسان و مروت کا
پایان نہین امکان سے باہر ہی مجکو خانہ زاد سمجھیے جو فرمائیے غلام حاضر ہی اوسیوقت قاضی کو بلایا چند معقول گواہ
ہوے عقد ہوگیا سردست ہم نوشاہ ہوے آب عیش و عشرت سے اوقات کرتا ہون معشوق صاحب جمال ہی
عفت مین بے مثال ہی مزے دن رات کرتا ہون یہ کہہ کے وہ تو گھر گیا صحت کی جلد وہین حاکم نے اپنا
رفیق بنایا جب تک زندہ رہا دوسری جگہ جانے نہ پایا اوسکے مرنیکا یہ رنج ہوا کہ شہر مین دل نہ لگا ایسے قدردان کو
کھوکے بخاستہ خاطر ہوکے آپکے شہر مین پہونچا طبابت کرتا ہون چین سے رہتا ہون سلطان کاشغر نے کہا قصہ تو
اچھا کہا مگر کبڑے کا سانحہ بڑا ہی تم سبکی قضا ہی پھر درزی ہاتھ باندھکے سامنے آیا عرض کیا غلام کچھ بیان کرتا ہی
حضرت سنکے خوش ہوجائین تو قتل سے ہاتھ اوٹھائین بادشاہ نے فرمایا تو بھی کہہ لے کہ حسرت نہ رہے

داستان حجام کی نوجوان کو ذلیل و خوار کیا آفت مین گرفتار کیا

یار و دیار سے چھڑا کے غریب الوطن بنایا اسیر ظلم سے نہ ہاتھ اوٹھایا

درزی نے کہا اس شہر مین ایک سوداگر نے دوستونکی دعوت کی مجکو بھی بلایا مینے دیکھا لوگ جمع ہین صاحب خانہ نہین سبکو انتظار ہی یکایک وہ آیا اور ایک جوان خوشرو کو ساتھ لایا سبنے تعظیم کی اوسنے جوانکی بہت تکریم کی صدر مین جگہ دی ابھی وہ بیٹھا نہ تھا ایک حجام نظر پڑا وہ چلنے کا آمادہ ہوا صاحب خانہ متحیر ہو کے بولا بندہ پرور کہان چلیے نان خشک تیار ہی نوش فرمائیے پھر اختیار ہی بندہ اسقدر عنایت کا امیدوار ہی اوسنے کہا مین کھانا کھانے آیا تھا یا جان گنوانے آیا تھا یہ ظالم شوم غلاف انسان حقیقت مین بوم سامنے آیا مین اسکی صورت نہین دیکھہ سکتا بہت مصیبتین اسکے ہاتھہ سے پائی ہین لنگڑا ہوا وطن چھوٹا غریب دیار ہوا خستہ خراب ذلیل و خوار ہوا صاحب خانہ دوسرے مکان مین لیگیا توقیر سے بٹھایا دستارخوان بچھایا کھانا تکلف کا کھلایا پھر عطردان پاندان آیا گلوری دی عطر لگایا جب فرصت پائی بنت کہا اس نائی کی حقیقت کا فقیر تمنائی ہی ناگوار نہو تو کچھہ ارشاد کرو

اظہار کرنا جوان نوواردہ کا قصہ ماضی گرفتاری محبت دختر قاضی حجامت کو حجام کا آنا لبپر نشتر لگانا اوسکی حماقت سے اسکا لت اوٹھانا

جوان بولا مین نا شاد و نامراد ساکن بغداد ہون باپ میرا تاجر و نہین مشہور تھا الین دین دور دور تھا جب والد نے جہان فانی سے رحلت کی مین ہوشیار تھا نفع نقصان سے خبردار تھا بعد اونکے وہ چلن اختیار کیا کہ اور سوداگرونے پسند کرکے میرا زیادہ اعتبار کیا شباب تک کسی کام سے آگاہ نہ تھا اگر بضرورت گھر سے نکلتا تو رنڈی کے سایہ کو آسیب سمجھہ کے بچتا ایکدن کسی کام کو جاتا تھا رنڈیون کا غول سامنے سے آتا تھا راہ چھوڑکے تنگ کوچے مین آیا تخت بچھا پایا وہان بیٹھہ گیا سامنے دریچہ تھا پھولون کے درخت لگے تھے ایک عورت پانی دیتی تھی ناگاہ آنکھہ چار ہوگئی برچھی کلیجے کے پار ہوگئی سکتا سا ہوگیا وہ دیکھہ کے مسکرائی پھر پانی دینے کو گردن جھکائی جب ادس کام سے فرصت ملی اوس قتال نے عجیب تیور سے دیکھا کہ میرا کام تمام ہوگیا پھر کھڑکی بند کی جھلک دکھاتی چلی گئی

مؤلف وہ گئی مجپہ ایک بلا آئی ۔ ضعف نے کھودی سب توانائی + منہ جو اوسکا میری طرف سے پھرا ۔ مضطرب ہوکے تخت پر مین گرا +

یکایک شہر کا قاضی بہت کروفر سے آیا اوسی گھر مین چلا گیا مین سمجھا کہ وہ جو پری پیکر تہی اوسی کی نور نظر ہی پھر کیف گرتا پڑتا اپنے گھر آیا تپ شدید نے گھیرا پیش چشم اندھیرا آگیا تمام گھر گھبرا گیا جسنے حال پوچھا مینے ٹال دیا دوا ہونے لگی مرض کی شدت سوا ہونے لگی مصرع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی +

آخر میرا حال زار زبون ہوا دل و جگر کٹ کٹ کے خون ہوا شعر مرض بڑھ گیا آخر تب جدائی سے ٭ کہ بیٹھے لگ گئی بس
میری چارپائی سے ٭ پھر تو غش پر غش آنے لگے یہ دیکھ کے عزیز دوست آنسو بہانے لگے ع چاہت مین کیا
گذرتی ہی بندہ سے پوچھیے ٭ دل ٹوٹتا ہی صدمہ جانکاہ عشق سے ٭ دفعتہ ایک پیر زال ضعیف کمال میرے پاس
آئی حالت زار دیکھ کے آنسو بھر لائی کہا اے فرزند تمکو عارضہ ہی نہ بیماری ہی فقط تازہ گرفتاری ہی مجھے اخفا منظور تھا
حیا سے مجبور تھا جواب نہ دیا مگر بے ساختہ دم سرد بھرا سر تکیہ پر پڑھا وہ تو اس کام کی مشاق شہرہ آفاق تھی کہا صاحبزادہ
دنیا مین ایک دوسرے کے کام آتا ہی یہی نام رہجاتا ہی مجھ سے پردہ بیجا ہی مفصل کہنا زیبا ہی اگر نام و نشان سے آگاہی ہو تو یہ
ضعیفہ ابھی اپنی ہو جان جوکھوں کرکے ہزار مصیبت اوٹھاؤنگی یا اوسکو یہان لاؤن یا تجکو وہان لیجاؤنگی پھر تو مجھ سے
ضبط نہو سکا سب حال کہدیا پہلے تو ہنسی پھر کہا وہ قاضی زادی آفت کی پڑیا ہی حقیقت مین لاثانی ہی اوسے اپنی صورت
شکل کا بہت غرور ہی نشۂ حسن سے مخمور ہی لیکن خاطر جمع رکھ زمین آسمان کے قلابے ملاؤنگی تیرا مطلب بر لاؤنگی
یہ کہکے روانہ ہوئی دوسرے دن آئی یہ خبر زبان لائی کہ مین اوس شوخ چشم عیار سے تیرا حال رنج و ملال کہا کی
گوش دل سے اوس نے بغور سنا جب ملاقات کی تمنا ظاہر کی تیور بدل کے بولی شعر حقیقت مین یہ سب فقرے گڑھے
ہین تو نے اے ظالم ٭ مرض کیسا کہا نگی موت ناحق کا بہانا ہی خبردار پھر یہان نہ آنا اور خیر جو کبھی گذر ہو تو ایسا مذکور
زبان پر نہ لانا اسوقت تو ناکام آئی ہون چند سے صبر کر میرے دام سے اوڑ کے کہان جائیگی صبح شام مین منہ کی
کھائیگی مصرع ع صبر تلخست ولیکن بر شیرین دارد ٭ ہر چند اوس نے تسکین دی تشفی کی لاحالت میری غیر ہونے
لگی یاس سے جو اس کرکے جان کھونے لگی کئی دن بعد پھر جو آئی مژدہ تہنیت لائی کہا مبارک ہو تیری آہ کی تاثیر
میری سحر کی تقریر نے رنگ دکھایا پتھر کو موم کیا بڑی سرکش کی گردن کو جھکایا یہ سنتے ہی جسم زار مین جان آئی ہاتھ
پاؤن مین توانائی پائی اوٹھ بیٹھا کہنے لگی آج جو وہان گئی اوسکو خوش پایا مینے منہ بگاڑ کے بنایا ہر بار آنسو بھر لاتی
تھی اوسکو دکھا دکھا کے بہی جاتی تھی اوس نے پوچھا اماں آج تیرا کیا حال ہی کونسا صدمہ ہوا جو اسقدر ملال ہی مینے بصد گریہ
و زاری کہا واری جس جوان کا حال اوسدن کہا تھا آج اوسکے گھر مین ماتم کا ہنگامہ رونے کا شور تھا جا کے
غور جو کیا وہ ماہ لقا لب گور تھا ہڈیان سب گھل گئی ہین رگین بد نکل گئی ہین سینہ مین دم اٹکا ہی عزیز اقربا
روتے تھے سکو مرجانے کا کھٹکا ہی جینا اوسکو بہت شاق ہی فقط تمہارے دیکھنے کا اشتیاق ہی بولی آپ کیا کہتی ہین

بیٹے اوسکو اوس نے مجھے دیکھا نہ بھالا ازبانی اشتیاق نے مار ڈالا میں نے جواب دیا آپ گھڑی گھڑی کو لیے چمن میں پانی دیتی تھیں کوئی شخص میں بخت تخت پر بیٹھا تھا اوسی دن سے یہ شگوفہ پھولا ہی دل خار خار ہی محبت کا آزار ہی دین و دنیا تمھاری یاد مین بھولا ہی اگر دو چار روز ناکامی میں اور گذرے دنیا سے کوچ ہی قربان جاؤن کیا آنکھو سمجھاؤن دل کا لگنا بہت بوجھ ہی اوسوقت کی تقریر سحر سے زیادہ تاثیر کر گئی پہلے تو ڈر گئی پھر کہا اگر میرے نہ دیکھنے سے یہ حال ہی تو مجکو اپنی صورت دکھانے کا اقبال ہی بلکہ دور سے بات بھی کر لونگی بدنامی کا ٹوکرا سر پہ دھر لونگی یہ جو سنا شادی مرگ ہو کے پھر نڈھال کے پاؤن پھیر جیتا یا کہا آپ کی شفقت ضایع نہ گئی مقدمہ بن آیا اوسوقت اوٹھ کے گھر میں ٹہلنے لگا بھوک پیاس معلوم ہوئی دل بہلنے لگا جمعہ کو وہان لے چلنے کا وعدہ ہوا صبحدم حمام کا ارادہ ہوا حجامت بنوانے پر آمادہ ہوا غلام سے کہا کسی حجام کو بلا لاؤ وہ بدبخت اسی بلا سے آگیا نی عدو سے جانی کو لایا میں نے کہا بھائی جلد خط بنا مجکو ضرورت ہی اسوجہ سے عجلت ہی اوس نے میری صورت دیکھ کے کہا آپکے دشمن بیمار تھے بتلائیے آپ تو کیا کہتا ہی حجامت بناؤن یا فصد کھولون ابھی حرارت باقی ہی اسکی تب پھر ضرور ہی جو صحت کامل منظور ہی پہلے تو مجکو غصہ آیا پھر ہنسی آگئی کہ یہ تو واہی ہی بلایا تھا حجامت بنانے کو یہ کہتا ہی فصد کھلوانے کو پھر اوس نے اصطرلاب نکالا صحن خانہ میں جا آفتاب کا ارتفاع دیکھنے لگا وہان فلک لاجوردی نے اصطرلاب زرین سپہر چارم پر نکالا شمار کر کے رات کو دن کر ڈالا خطوط مطلا کی چمک حائل ہوئی سپیدۂ سحر چمکا سیاہی زائل ہوئی شہرزاد کو سکوت ہوا شہریار فرط شوق سے مبہوت ہوا کہا افسوس کس جگہہ یہ بات ناتمام رہی آج بیقراری تا شام رہی یہ کہہ کے وہ تو انتظام ریاست کو روانہ ہوا شہرزاد کے بچنے کا بہانہ ہوا وزیر منتظر حکم قتل جان کی خبر سنکے خوش خورم گھر میں آیا یہ مژدہ سبکو سنایا کچھہ کھایا پیکے دربار میں حاضر ہوا مصروف کار و بار رہا مگر بادشاہ تصور شب میں بیقرار رہا یکایک منجم باد چادر سیاہ سر پر ڈال کے برج اول پہ نکلا ستارون کا حساب کر کے ابھی کھولی ناقوس صنم خانہ رات کے بجنے بولی ساکنان کارگاہ غفلت نے دنیا کے دھندے سے گرفتاری کی پھندے سے چار پہر کی مہلت پائی آرام کی نوبت آئی شہریار دو پہرین بستر آسایش پر آیا شہرزاد کو یاد فرمایا کہا پھر کیا ہوا اوس نے عرض کیا حجام آفتاب کو دیکھ کے بہت ہنسا کہا مبارک جمعہ سو تچاس ہجری کا ہی مشتری اور زہرہ کا قران ہوا چاہتا ہی آج سب کام کرنیکو خوب ہی لیکن تاثیر کواکب سے ثابت ہوتا ہی آپکو خوشی میں رنج ہوگا پر اسلوب ہی کچھ دنون سیر ہوگی مگر جان کی خیر ہوگی

پھر جوان نے کہا انصاف کی جا ہی مجکو جانیکی جلدی اور اس ملعون کی تقریر کا طول یعنی فضول اور ابھی تک کسبت نہین کھولی استرا نہین نکالا بک بک کے مغز چاٹ ڈالا مینے کہا جو تجکو اصلاح بنانی ہی بنا نہین چپکا چلا جا جواب دیا آپ مجکو نرا حجام جانتے ہین یا تو آپ سے برا مانتے ہین بیچ ہ پرور آپکے والد ماجد اللھم اغفر میری قدر کرتے تھے بے میرے مشورہ قدم باہر نہ دھرتے تھے مین طبیب لاجواب ہون نجومیون مین انتخاب ہون صرف نحو برزبان ہی منطق مین ہمسر میرا کمان ہی ہیئت ہندسہ علم حساب ستارہ شناسی کیب قیاسی سبکا عامل ہون ریاضی مین بہت ریاض کیا ہی کامل ہون حافظہ درست ہی شرعی جتنے مسئلے ہین زبان یاد ہین سب مقر ہین کہ بغداد مین آپ استاد ہین پھر تو فرط غضب سے جسم میرا کانپنے لگا دم چڑھ گیا ہانپنے لگا کہا ای بکی تو کہانسے آیا ہی مغز کھا گیا سر پھر آیا ہی کہنے لگا سبحان اللہ زمانہ مجکو نمو ہا کم سخن کہتا ہی آپ مجکو اہی فرماتے ہین میرے او چھ بھائی ہین وہ بھی نائی ہین بڑے کا نام بکبک اوس سے چھوٹا بکبارہ ہی تیسرا بوبک چوتھا الکوز پانچوان النسجر چھٹا شاہ کہک یہ سب بکواسی کہے جاتے ہین مینے اپنے غلام سے کہا ایک اشرفی دیکے بلا کو ٹال اس نائی کو یہان سے نکال ہم حجامت بنوا ئینگے یونہین جائینگے ہم سنتے تھے سر منڈاتے اولے پڑے یہان سر بھی نہ منڈا اور پتھر پڑے اوسنے کہا غلام سے بلائے آیا نہین قسم کھاتا ہون بے حجامت بنائے نجاونگا ایکبار بڑے حضرت جنت مکان نے فصد کھلوائی سو اشرفیان بھاری خلعت دیا آپنے کچھ نہ دیا آبرو کو لیا یہ کہکے پانی لیا بال بھگوئے استرا نکالا تھوڑے بال مونڈکے پھر تقریر کو چھیڑ لیے مینے نرم زبانی سے کہا بھائی مجکو بہت ضرورت ہی سنکے ہنسا پھر کتاب کھولی کہا خداوند معلوم ہو گیا جلکہ بیدصب ہی جہانکا ارادہ ہی مجکو ہمراہ لیجیے اکیلے جانیکا قصد نہ کیجیے ورنہ خطا پاؤگے پچھتاؤگے اب مینے سخت سست کہا وہ پھر اضطراب خانہ خراب لیکے دھوپ دیکھنے لگا بولا آغا صاحب کیون گھبراتے ہو دوپہر مین دو گھڑی کی کسر ہی حجامت جلد بناؤنگا مگر اپنے عزم سے مطلع کیجیے پہلے مشورہ کر لیجیے خدا نے فرمایا ہی وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ قرآن مجید مین آیا ہی مینے ٹالا کہ ایک دوست نے دعوت کی ہی کہا خوب یاد آیا غلام بھی دو چار آدمیونکو بلایا ہی مگر سامان ابھی نہین منگایا ہی مجبور ہوکے کہا یہان سب کچھ تیار ہی تو لیجا بولا مین دیکھ لون کیا ہی مینے باورچی کو بلایا اوسنے بتایا مسلم حلوان کا دم پخت چھ مرغ کے دو پیازے چار سیخ کباب پانچ سیر دودھ کی فرنی دو سیر چوکھی سکے میٹھے چانول دو قسم کا پلاؤ نان سلیمانی قورما چار مربون کا حساب نہین سنکے خوش ہوا بلاسے حجامت بنائی مگر کیا سے فرصت ندی کھانا باندھا شراب لی کہا یہ اونکو دیکے ابھی آتا ہون اوسکے جانے کے بعد

غسل کی نوبت آئی کچھہ کھا کے پوشاک پہنی اذان کی صدا کان مین آئی دوسری صدا کا منتظر تھا شاید وہ ملعون پوشیدہ خبر
لگاتا رہا دوسری اذان سنکے مین سوار ہوا وہ بھی پیچھے پیچھے چھپا ہوا چلا جسدم قاضی کے دروازے پر آیا اوسکو ہمراہ دیکھکے
گھبرایا ضعیفہ میری منتظر تھی مجکو لیکے اندر گئی وہ صورت کی حور نشہ شباب مین مخمور مجھہ سے اختلاط کرنے لگی یکایک آدمیون
کی آہٹ کان مین آئی کھڑکی مین سے گردن جھکائی قاضی کی سواری نظر آئی اور وہ نطفہ حرام حجام جس تخت پر مین بیٹھہ گیا تھا
نظر آیا مجکو تردد ہوا اوس عاقلہ نے پہلے سے جاے پناہ سوچ رکھی تھی مجکو چھپایا قضای کار قاضی کا غلام کچھہ قصور کر چکا تھا
قاضی مکان مین آکے اوسکو مارنے لگا غلام نے دادبیداد کا غل مچایا اوس ملعون کی سمجھہ مین یہ آیا کہ قاضی نے مجھے دیکھہ لیا
یہ ہنگامہ برپا کیا دفعۃً اپنے کپڑے پھاڑ کے غوغا مچانے لگا اہل محلہ کو فریادرسی کیواسطے بلانے لگا کہ صاحبو دوڑو
قاضی میرے آقا کو ناحق مارے ڈالتا ہے یہ کہکر میرے مکان پر پہنچا وہان بھی یہی حال سب سے کہا عزیز اقربا دوست آشنا
مسلح ہوکے آئے قاضی کا گھر گھیر آدمیت سے منہ پھیرا قاضی بدحواس ہوکے باہر آیا ہنگامہ عظیم پایا کہا صاحبو ماجرا
کیا ہے یہ بلوہ کیسا ہے وہ بولے ہمارے عزیز کو تو نے قتل کیا قاضی نے کہا مینے اونکی صورت تک نہین دیکھی کس جرم مین
مارا یہ نطفۂ شیطان سامنے آیا کہا تیری بیٹی نے اونکو بلایا تھا تو آگیا دیکھہ لیا مارا قاضی نے کہا مکان موجود ہے دیکھہ لو
وہ سب بے تامل گھس پڑے ڈھونڈنے لگے مجکو اوسنے صندوق مین چھپا حجرہ مین رکھا تھا یہ دشمن خدا وہین آیا پٹ
اوٹھا کے مجکو دیکھہ لیا وہ صندوق اپنے سر پر اوٹھا دوسرے دروازے سے باہر نکلا اور غل مچاتا بھاگا گھبراہٹ مین
ٹھوکر لگی صندوق گرا پٹ کھل گیا مین نکل کے بھاگا وہ بھی میرے پیچھے یہ کہتا ہوا دوڑا کہ کیون بھاگتے ہو سنبھل کے چلو
اگر مین ہمراہ نہ آتا تمھاری جان کون بچاتا دیکھو نمک حلال ایسے ہوتے ہین آقا کی خاطر اپنی جان کھوتے ہین اہل محلہ
خندہ زن پیچھے چلے آتے تھے مگر مجکو شرماتے تھے نالہ سامنے جو آیا مین پھاندا دم تو پھول چکا تھا پاؤن پھسلا
گر پڑا گٹہ سرک گیا لنگڑاتا تھا مگر خوف سے بھاگا جاتا تھا اتفاقاً ایک آشنا کا مکان نظر آیا اور وہ بھی اوسوقت دروازے
پر تھا مینے کہا خدا کے لیے اس مجنون سے میری جان بچاؤ کہین چھپاؤ اوسنے حجام کو مار کے بھگایا مجکو نجات ملی
جی مین جی آیا دوستنے حال پوچھا مینے کہا جان پر بنی ہے پھر پوچھ لینا وہ میرے ہمراہ روبراہ ہوے گھر پہنچا
گئے مینے ایسی فضیحت اوٹھائی تھی ہر گلی کوچے مین میری رسوائی تھی ندامت سے شہر چھوڑا یگانہ و بیگانہ سے منہ
موڑا غربت اختیار کی یہان بود و باش چار ناچار کی کہ اوس جفاکار کی صورت نظر نہ آئی بکھیڑا چھٹ جاے نحوست

بخت نے پھر روز سیاہ دکھایا کہ وہ ظالم یہان بھی نظر آیا صاحبو جیسی مصیبت مجھپر اسکی باعث سے پڑی قابل بیان نہین وہ معشوقہ شادی کرنے پر راضی تھی اوسکا فراق ہی عزیزو اقربا کی مفارقت سخت شاق ہی اسیکے ہاتھون پاؤن ٹوٹا وطن چھوٹا یہ کہکے وہ تو رخصت ہوا سب نے حجام سے پوچھا کہ جو ماجرا اس جوان نے بیان کیا غلط ہی یا سچ ہی اوس نے سر اوٹھایا کہا آپ سب صاحب انصاف کرین گستاخی معاف کرین اگر یہ حرکت مین نکرتا قاضی زندہ چھوڑتا نیکی کا زمانہ نہین کسی بات کا ٹھکانا نہین دوسرا غضب یہ ہی مجھہ سے کم گو کو فضول بکی بنایا سات بھائیون مین فقط مین کم سخن زبان دخلائق ہون گو پیشے کا نالائق ہون اب چھوٹون بھائیون کا حال سب کے سامنے بیان کرتا ہون بگوش دل سنکے داد دیجیے جو کچھہ ذہن مبارک مین آئے ارشاد کیجیے

قصہ بیان کرنا حجام کا دس قزاقونکے ساتھہ دھوکے مین ناؤ پر بیٹھہ کر جانا مستنصر باللہ کے حکم سے رہائی پانا اور بھائیونکا حال سنانا

حجام نے کہا جن روزون مستنصر باللہ خلیفہ بغداد تھا شہر خوب آباد تھا دس قزاق اوسکی نواح مین راہ لوٹتے تھے قافلے سلامت نہ چھوٹتے تھے خلق اللہ اونکے جور سے نالان تھی رستے بند مسافر کو چلنے کی طاقت کہان تھی یہ خبر خلیفہ کے گوش زد ہوئی محافظان راہ پر خفگی از حد ہوئی کوتوال سے فرمایا اگر عید اضحی کو وہ گرفتار ہوکے میرے سامنے نہ آئے تجکو بل بکرا کرونگا خنجر تیرے لہو سے بھرونگا کوتوال چالاک تھا نوین ذی حجہ تھی کہ سبکو گرفتار دریا کے پار کیا صبح کشتی پر بٹھا حضور مین لیچلا مین اونکو موٹا تازہ دیکھہ کے اوسی کشتی پر سوار ہوا جسدم ناو خلیفہ کے زیر جھروکے پہونچی اوسوقت اونکے چور ہونے سے خبردار ہوا جب کشتی کنارے پر آئی سپاہیون نے چار طرف سے حلقہ کرکے سبکی مشکین باندھین خلیفہ کے روبرو لے چلے مینے دم نہ مارا چپکا چلا گیا جسدم خلیفہ نے ملاحظہ فرمایا جلاد کو بلایا حکم ہوا اوسون کے سر کاٹ ڈال اوس نے صف باندھ پر ابنایا اتفاقاً میری جگہ سب کے بعد ہوئی جلاد تیغ بکف صف پر آیا نخل تن سے برگ خزان رسیدہ کیصورت سر گرانے لگا ہر سر شمار مین آنے لگا مجکو گیارھوان گن کے اوس نے تامل کیا خلیفہ نے سبب پوچھا جلاد نے عرض کیا حسب فرمان دست تہ شمشیر بران آئے یہ گیارھوان ہی بادشاہ نے مجھہ سے فرمایا تو کون ہی عرض کی حجام ارشاد کیا انکا ساتھہ کیونکر ہوا کہا پیرو مرشد انکو موٹا تازہ دیکھہ کے بھلا آدمی سمجھا ناؤ پر انکے ہمراہ سوار ہوا جب انکا یہ حال مدنظر ہوا مجکو بجز خاموشی نہ مفر ہوا خلیفہ بہت ہنسا میرے ایذا سہنے اور چپ رہنے پر استعجاب کیا مینے عرض کی پیرو مرشد مین اپنے چھہ بھائیون کے خلاف خاموش

رہتا ہون پوچھا وہ کیسے ہین کہا میرے خلاف ہمہ تن لاف گزاف و در صورت ترکیب عجیب گانا ہی ایک کبڑا دوسرا اوپلا تیسرا کانا ہی
چوتھا مفت خورا اندھا ہی کچھ کام دھندا ہی پانچوان پوچھا ہی تخت حکومت ہر گلی کو چاہی چھٹا خرگوش کی طرح چلتا ہی زائد معاذ میرا جی چلتا ہی
اگر قبلہ عالم اونکی کیفیت سنین گے غلام کا جھوٹ سچ معلوم ہو جائیگا پھر سوچا کہ خلیفہ اجازت دیا چاہتے تھے پھر چلے خلیفہ ہنوز چپ رہا سننے لگا شروع کیا

ماجرا بکبک کا ایک عورت پر مبتلا ہو کے اوسکو عاشق سمجھا لگاوٹ کی وہ صاحب عصمت تھی اپنے شوہر کو مطلع کرکے پہلے پوشاک سلوائی پھر خچر کی جگہ باندھ کے چکی پسوائی اجرت مین مار کھلوائی

قبلہ عالم بڑا بھائی میرا بکبک نام کبڑا ہی وہ کپڑے سیا کرتا ہی سرراہ دکان رکھتا ہی اوسکی دکان کے روبرو چکی والا تھا وہ مزے دن رات کرتا تھا یہ بدقت تمام دن سی پرو کے اوقات کرتا تھا ایکدن اوسکی عورت کھڑکی کھولے بیٹھی تھی کبڑے کی آنکھ پڑ گئی فریفتہ ہوا طبیعت لڑ گئی وہ صاحب عصمت تھی اجنبی مرد کو دیکھ کے ہٹ گئی یہ ایسا مبتلا ہو گیا کام بھولا کھڑکی پر آنکھ ڈٹ گئی اتفاقاً کئی دن کے بعد وہ پھر آئی یہ تو وہین بیٹھا رہتا تھا وہ ذی شعور اسکی حماقت پر ہنسی یہ الو سمجھا کہ سونیکی چڑیا دام مین پھنسی اوس نے اسکے خراب کرنیکو کچھ کپڑا گران بہا اور کرتا لونڈی کے ہاتھ اسکے پاس بھیجا کہ دوسرا کرتا جلد تیار کرکے لا اب کبڑے کو یقین ہو گیا کہ اوسکو بھی میرا خیال ہوا غرض وہ فرمایش جانکاہی سے اس واہی سے درست ہوئی شام کو وہ عدد لونڈی کو دیکے کہا اپنی بی بی سے کہنا جو کچھ چاہیے مجھ سے سلوائیے مزدوری کا خیال نفرمائیے لونڈی عیارہ یہ سنکے چند قدم چلی پھر کچھ سوچ کے پھری کہا ضرورت کا کام بھولی تھی بی بی کا پیغام بھولی تھی بی بی نے پوچھا ہی آجکی رات تمنے کیونکر بسر کی ہمنے تو تڑپ تڑپ کے بدقت سحر کی یہ خوش ہوا کہا رات کیسی چار پہر دن بھی نیند نہین آئی ہی نہ پانی پیا نہ روٹی کھائی ہی لونڈی چلی گئی دو گھڑی کے بعد آئی کہا کرتا ٹھیک ہوا لنگر اساٹن کا بھیجا ہی پاجامہ سینے کو کہا ہی اسنے بہت جلد وہ بھی سی کے حوالے کیا مزدوری کو سلام کرتا تھا صبح سے تا شام اوسی کا کام کرتا تھا فاقہ ہوا چپکا پڑ رہا دوسرے دن لونڈی آئی کہا بی بی نے میان کو تیری دوخت کھائی اونکو بھی پسند آئی وہ چاہتے ہین ہمارے کپڑے بھی تو ہی سی اور منظور ہماری مالک کو یہ ہی کہ اس وسیلہ سے تیری آمد و رفت ہو دور کلفت ہو وہ احمق تو اس باتکا امیدوار تھا اوسکے ہمراہ ہو امکان مین جو پہونچا اوسکے شوہر نے دو تھان دیکے کہا ایک مین دو کرتے اور تیسری ابا دوسرے تھان سے کے پاجامے جلد سیلا یہ حماقت شعار ہفتہ مین تیار کرکے لیگیا مزدوری جو دینے لگا لونڈی نے

اشارے سے منع کیا سننے باوجود فاقہ کچھ نہ لیا خالی ہاتھ پھر امیر کے پاس باختہ حواس آیا کہا لوگون نے سلائی
نہین دی مین بھوکا ہون ہاتھ جو کچھ آیا نہین کئی دن سے مطلق کھایا نہین کچھ مجھہ سے لیگیا بچا یا کھایا اوس عورت
عیارہ کو اسپر قرار نہ آیا ایذا اسی بدبلی دینے کی ٹھنی شوہر سے اسکا حال اور بیہودہ خیال کہدیا وہ بہت بدمزہ ہوکے
تدبیر سوچنے لگا دعوت کے پردے مین عداوت کا سامان کیا ادھر سپہر شعبدہ گر نے رنگ بدلا نور سحر نے ستارونکا
منہ سفید کیا کانون مین الصلوٰۃ خیر من النوم کی صدا آئی طائرون نے نواسنجی سے دھوم مچائی شہرزاد نے تکلم
سے کنارہ کیا شہریار متوجہ عبادتخانہ ہوا بعد فراغ نماز تخت سلطنت پر جلوہ دیا مصروف عدل و داد ہوا یہانتک
کہ مسافر روز منزل طے کرکے سرای مغرب مین پہونچا شہریار دربار برخاست کرکے خلوت سرا مین داخل ہو کچھ دیر آرام
کیا جب بیدار ہوا شہرزاد سے بیان قصہ گذشتہ کا احکام کیا اوسنے کہا کہ چکی والے نے اسکو شام کو بلایا کچھ کھلا کے
باتون مین لگایا جب زیادہ رات آئی کہا اسوقت جانا مصلحت نہین خانہ بے تکلف سمجھ کے آرام کر صبحکو جاکے
اپنا کام کر یہ راضی ہوا وہ ذلیل ہی قلیل سی جگہ اسکو بتا اپنی بی بی کے ساتھ جاکے سو رہا آدھی رات کو اسکے پاس
آکے خوشامد سے کہا بھائی خچر ہمارا بیمار ہو گیا آٹا سرکار مین دینا ضرور ہوگا اگر دم سحر نہ پہونچا بڑا قصور ہوگا جو تم
تکلیف کرو میرا بگڑا کام بنجائے آٹا تیار ہوکے چھن جائے اور لونڈی نے بغل مین بیٹھ کے سہارا دیا یہ عقل کا
دشمن موجود ہوا اوسنے اسکا ہاتھ پکڑ خچر سے زیادہ رسی مین جکڑا اور چکی مین پھرانے لگا چابک لیکے دھمکانے
لگا دو تین بار کے پھرنے مین اسکو چکر آیا چکی کھینچنے سے دم گھبرایا چاہا کہ ٹھہر جاؤن چابک اوسکے ہاتھ مین تھا
چستی سے دو چار لگائے پیٹھ کی کھال اوڑ گئی یہ بیچارا چلائے کہ یہ کیا غضب ہے چکی پسواتا ہے اور چابک لگاتا ہے
اوسنے جواب دیا میرا خچر جو ٹھہر جاتا تھا مین چابک لگاتا تھا جب تم رکتے ہو میرا ہاتھ نہین رکتا مین بے قصور ہون عادت سے
مجبور ہون بکبک بیچارہ دو چار مرتبہ دوڑا پھر تھک کے رکا وہ چابک لیکے جھکا بدن تمام لہولہان کیا خون مین
غلطان کیا صبح تک چکی پسوائی چابک لگائے پھر ترس کھاکے لونڈی نے کھول دیا کہا ہماری
بی بی کو بیقراری ہوئی تمکو جو ذلت ملی پیٹھ چھلنی ہوگئی عجب حالت تمھاری ہوئی اس بیچارے نے
جواب نہ دیا چپ چاپ گھر کا رستہ لیا خلیفہ بہت ہنسا کہا عید کا انعام لے اور حجام نے کہا قبلہ عالم جبتک
سبکا حال نہ سنا دونگا تب تک انعام لونگا نہ اپنے گھر جاؤنگا یہ کہکے فوراً اپنے دوسرے بھائی کا قصہ چھیڑا

دوسرا قصہ الکبارہ کا جو پوپلا تھا محل مین عورت کا لگا لیجانا مسخرا بنانا داڑھی موچھہ مونڈ کے ننگا کرنا چمارون کی گلی مین نکال دینا اونکا گدھے پر چڑھانا حاکم کے پاس لانا

پیر و مرشد پوپلا جو ہی الکبارہ اوسکو سب کہتے ہین جو جو محلے مین رہتے ہین کسی روز ایک کوچے مین ضعیف عورت
ملی سلام کر کے کہا بیٹا مین ایک بات بتاتی ہون اگر عمل مین لائیگا بڑا فائدہ اوٹھائیگا وہ راضی ہوا کہا مین تجکو محل مین
لے چلتی ہون وہان امیرزادی بہت خوبصورت ہے اور جلیسین اوسکی ممتاز ہین مگر سب ٹھٹھے باز ہین جو کچھ ہنسی کی
حرکت کرین برا نمانیو اوسمین فلاح جانیو دو گھڑی مین نہال ہوگا مالا مال ہوگا یہ کمبخت لالچی دم مین آگیا خوشامد کرتا ساتھ
چلا وہ ضعیفہ محل مین لیگئی مکانات مرتفع عالی سجے سجائے کبھی اسکو کاہی کو نظر آئے تھے دیکھ کے شادی مرگ ہوگیا
اسکو تحفہ دالان مین بٹھا کے کہا مین تیری خبر کرنے جاتی ہون یا وہ لوگ یہان آتی یا تجکو اندر بلواتی ہون
یہ وہان بیٹھا حیرت سے مکان کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک پریونکا غول نمود ہوا کچھ رنڈیان کم سن عین شباب جوش خروش
کے دن عمدہ پوشاکین پہنے بالین دہنے اور بیچ مین ایک غارت گر دین رہزن ایمان گبر و مسلمان جواہر مین غرق
قریب آتین پوپلے نے بہت جھک کے سلام کیا وہ اسکا منہ دیکھ کے ہنسنے لگین یہ سمجھا مجھپر فریفتہ ہوگئین ایک جا وہ
مجمع بیٹھا اسکو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر خاصہ طلب ہوا جہان کی نعمت سامنے آئی اسکو بھی کھلائی پھر گانے ناچنے کا چرچا
مچا یہ مسخرا ایسا مزے مین آیا اونکے ساتھ ناچنے لگا یہ دیکھ کے اوسے پری پیکر نے ساغر شراب اپنے ہاتھ سے
بھر کے جو دیا کبھی اسنے لونگ نکھائی تھی گلاس منہ سے لگا سب پی گیا جب اسکو سرور ہوا اونکو مسخرا بنانا منظور ہوا
صاحب خانہ نے گلے مین ہاتھ ڈال کے آہستہ آہستہ اسکے منہ پر طمانچے لگائے یہ زیادہ مزے مین آگئے اب
ایک زور کا تھپڑ جو پڑا یہ چونک کے جدا ہو بیٹھا پھر اوسنے ہنس کے پاس بلایا کہا تم بہت نازک مزاج ہو ذرا سی ہنسی مین بھاگے اور
بڑھیا نے اشارہ کیا کہ کیون کنارہ کیا میرے بھائی نے کہا نہین جو کچھ فرمائیے بجا لاؤنگا اب منہ نہ پھیرونگا
یہ سنکے اوسنے لونڈیون سے کہا اسکو بنالاؤ اوس بڑھیا فرہادکش نے دم دیا کہ اب بی بی راضی ہوئین لونڈیان تجکو
رنڈی بنائینگی سامنے لائینگی بہت کچھ پائیگا مدت کو کام آئیگا جب اسکو آمادہ پایا لونڈیون نے ہاتھ بڑھایا
کسی نے ڈاڑھی مونڈی موچھین اوڑا دین چہرہ کو سفید و سیاہ کر کے نقش و نگار بنایا زنانی پوشاک پہنائی زیور سجا
طرحدار بنایا پھر اوس عورت کے روبرو دھول دھپا کرتی لائین تالیان بجائین اور ناک پر اونگلی رکھوا پریونکی گت بجوائی

وہی بڑھیا پاس آئی کہا وقت برابر آیا اگر ننگا ہو کے بیگم کو تو پکڑ لے جو مانگے سو پائے اوٹھا یا نجائے نشہ تو اسکو ہو چکا تھا ہوش و حواس و عقل کھو چکا تھا فوراً کپڑے پھینک کے یہ تجا ننگا ہو گیا اوس ماہ طلعت کے پیچھے دوڑا وہ بھاگی ناگاہ مغبچون نے خم افق کو شفق صبح کی شراب ناب سے گلگون کیا اور مست سرشار فلک عربدہ جو حیلہ جو نے ساغر زرین خورشید کا بزم آسمان پہ دور کیا نیند کے متوالے چونکے نقشہ ہی کچھ اور کیا خسرو چارم سر پر نشہ کی ترنگ مین چہرہ گلنار لباس تارمین کرن کا جوبن عیان شوق افزای اریکہ جہان ہوا شہرزاد نے انگڑائی لی سلسلہ تقریر کے نشے کر کرے ہوئے زبان بہکنے لگی آثار سحر کو تکنے لگے شہریار ناچار لڑکھڑاتا اوٹھا عبادتخانہ کی راہ لی قصہ کے ناتمام ہونیکی حسرت رہی بعد فراغ نماز و وظائف صبح وظیفہ خوروں کے بند و بست کو تخت پر آیا محتسب و میخوار حاکم شرع اور گنہگار سر دربار حاضر ہوے نیک و بد کے فیصلے ہونے لگے لیکن شہریار کو خیر و شر سے مطلق نہ سروکار تھا شب کے تصور مین سرشار تھا دفعۃً بدمستون نے گنبد خانہ سپہر لاجوردی کے چوگان سیہ فام یعنی ظلام سے گوی زرنگار آفتاب کو میدان فلک سے کوہ مغرب کیطرف پھینک دیا نیرنگ ساز شعبدہ پرداز برج نیلی نے روغن شب سے چہرہ روز متغیر کیا شہریار فرحان با دل شادان عازم خلوتسرا ہوا شہرزاد کو بلایا فرمایا کہ پھر کیا ہوا اوس نے عرض کی قبلہ عالم وہ سیم تن تو سر راہ چھپتا تھا وہان چھپ رہی یہ سحر اندھیرے مین گھبرایا لونڈیون نے لیجیو پکڑیو کا غل مچایا سامنے روشنی نظر آئی یہ باختہ حواس اوسکی طرف بھاگ کے آیا وہ دروازہ تھا لونڈیون نے پٹ چھٹ پٹ کھول کے ریل دیا باہر دھکیل دیا دروازہ بند کر لیا یہ آفت کا مارا ننگا دھڑنگا چار و ناچار کوچے مین نکلا اونھون نے دیکھا داڑھی مونچھ منڈی چہرہ رنگا آدمی کا جسم جانور بنا وہ پکڑ لیگئے گدھے پر چڑھایا جوتیو نکا ہار گلے مین ڈالا سر چوک تسمے لگاتے گدھے کو بھگاتے قاضی شہر کے روبرو لائے کہا خداوند نعمت وزیر اعظم کی دیوڑھی پر یہ گرفتار ہوا ہے یہ لچا ننگا ملا ہے حکم ہوا سو تازیانے لگا تمام شہر مین اسی گدھے پر ہنڈا کے شہر کے باہر نکال دیا جاے محافظون سے کہنا خبردار پھر شہر مین آنے نہ پائے بہت دنونکے بعد مینے سنا سر دھنا جاکے پوشیدہ گھر مین لایا لعنت ملامت کی سمجھایا فقرا تیسرے بھائی کا قصہ شروع

سانحہ تیسرے بھائی بوبک کا جو کور مادرزاد تھا بڑا کتیاد تھا نابینائی کی علت مین بارہا عالی آبرو گنوائی عیار مال لیگیا اسکے یارون کی جان گئی خود تشہیر ہوکے شہر بدر ہوا صحرا گم ہوا

تیسرا بھائی جسکا بوبک نام ہے کور مادرزاد بھیک مانگنا اوسکا کام ہے جو تمام دن مین مانگ لاتا اوسکو وہی کھاتا

اور ڈھنگ یہ تھا سوال نکرتا دروازہ کھٹ کھٹا کے چپ کھڑا رہتا ایکدن کسی کا دروازہ کھٹ کھٹایا اوسنے پوچھا کون ہی جواب نہ دیا پھر پٹ پٹ یہ ہاتھ مارا صاحب خانہ چور سمجھہ کے نکل آیا کہا کیا کہتا ہی اسنے کہا مرد پیر فقیر ہون للہ کچھہ دو اوسنے پوچھا تو اندھا ہی اسنے کہا جی ہان صاحب خانہ نے کہا ہاتھہ پھیلا یہ سمجھا کچھہ دیگا ہاتھہ بڑھایا اوسنے ہاتھہ پکڑ کے کھینچا اپنے کوٹھے پہ چڑھایا اور پوچھا اپنا مطلب بتا اندھا بولا دعا دیتا خدا کی راہ پر کچھہ مانگ لینا اوسنے کہا مین بھی دعا دیتا ہون کہ خدا چشم زدن تجکو بینا کرے بھائی نے کہا کچھہ تو دو وہ بولا موجود نہین بوبک نے کہا کچھہ نہ دو تو کوٹھے سے نیچے اوتار دو کہا زینہ نزدیک ہی غرضکہ کہا چپکا اوترجا یہ جو پھرا پانون پھسلا نیچے گرا ہڈیان ٹوٹ گئین بدن چور ہوا چلنے سے معذور ہوا پہلے تو غش آیا پھر دیر مین سنبھلا گھر پھرا راہ مین دو اندھے جو اوسکے ساتھی یار غار تھے ملے پوچھا آج کیا ہاتھہ آیا اوسنے نامردے سوال کا اور چوٹ لگنے کا حال کہا پھر دونون کو گھر مین لایا کچھہ اونکو دیکے بازار سے کھانا منگایا اب یہ جملہ معترضہ سنیے جو شخص بوبک کو کوٹھے پر لیگیا تھا وہ عیار بڑا بانی کار تھا وہ چپکے چپکے اسکے پیچھے چلا جس گھر مین میرا بھائی رہتا تھا بے تکلف اوسمین چلا آیا بوبک نے اپنے یار اندھون سے کہا گھر کو خوب دیکھہ بھال لو کوئی غیر نہو پھر دروازہ بند کردو لاٹھی سے وہ کونا کونا ٹٹولنے لگے چور گھبرایا چھت مین ایک رسی لٹکی تھی اوسکے سہارے سے دھنی مین لپٹ رہا اندھے دروازہ بند کرکے یکجا بیٹھہ گئے چور بھی وہان آ بیٹھا بوبک نے کہا یہ دس ہزار درہم تمھارے مینے آجتک رکھے گدڑی مین موجود ہین درہم گن کے لیجاؤ اور کسیکو سونپ آؤ وہ بولے اتنے دنون تمنے تکلیف اوٹھائی دو چار روز اور صبر کرو رہنے دو ہم جگہ سوچ کے لیجائینگے وہ گدڑی جہانسے لایا تھا پھر رکھہ آیا سبنے بالاتفاق کھانا شروع کیا چور بھی شریک طعام ہوا کسی نے جھولی سے شیرمال کے ٹکڑے نکالے کسی نے پنیر پہ ملا کے باہم کھانے لگے چور صاحب بھی خوش ہو کے ہتھے لگانے لگے منہ چلانے چبانے کا کھٹکا جو ہوا بوبک گھبرایا اندھے بولے خیر ہی اوسنے کہا یہان کوئی غیر ہی یہ کہکے ہاتھہ جو بڑھایا چور کا سر پکڑ پایا لپٹ گیا چور چور کا غل مچایا ہمسایہ کے لوگ نکل آئے اوسکو باندھا چور نے آنکھین بند کرلین اندھا بنا کہا صاحبو اندھا بے ایمان جہانمین مشہور ہین انکا شریک ہون میرا حصہ نہین دیتے ان بے ایمانون سے حصہ میرا دلواؤ اور جان بچاؤ اہل محلہ اس فیصلے مین عاجز ہوے حاکم کے پاس لے گئے چور جو اندھا بنا تھا پہلے وہ بولا خداوند ہم جبتک سزا نہ پائینگے سچ نہ بتائینگے یہ سنکے اوسکو باندھا مار پڑنے لگی جب بہت پٹا غل مچا کے ایک آنکھہ کھولی حاکم نے کہا اور مارو پھر دوسری کھولدی کہا اب مرجاؤنگا تا نہ بتلاؤن گا

حاکم بولا تو بڑا بدذات حرامزادہ ہی یا اندھا تھا اب آنکھین کھولین چور نے کہا جو آپ سزا نہ دیجیے قصور معاف کیجیے تو مفصل حال عرض کرون حاکم نے مشکین کھلوا دین کہا اگر سچ نہ بتائیگا پھر اسیطرح باندھا جائیگا مار کھائیگا چور نے آنکھ تو کھولی تھی زبان بھی کھولی کہا پیرمرشد ہم چارون بینا ہین سب کچھ دیکھتے بھالتے ہین نظر بازونکو اندھے بن کے ٹالتے ہین جسکو مالدار دیکھا بیدھڑک اوسکے گھر مین گھس گئے جو ہاتھ آیا لے نکلے جو کسی نے دیکھ لیا اندھے بن گئے انھین کامون مین آجتک دس ہزار درہم جمع کیے تھے آج جبتنے اپنا حصہ طلب کیا خدا جانے یہ بے ایمان کیا دھیان لائے افشائی انکا ڈر حاکم کا خوف و خطر نہ آیا مجکو مار اچھر بنایا اپنا صدقہ انسے میرا حصہ دلوائیے برے کام سے توبہ کرون کسی گوشے مین بیٹھ رہون یہ سنکے میرا بھائی کچھ کہا چاہتا تھا حاکم نے نہ سنا بند ہوا کے سکو دھمنا اور کہا جبتک آنکھین نہ کھولین اور سچ نہ بولین ہاتھ نہ روکنا قرار واقعی ٹھوکنا یہانتک مارا کہ دونون اندھے مر گئے بوبک نیم جان ہو سکتا ہوگیا جسم سے خون کا دریا بہگیا حاکم نے کہا سکو شہر کے باہر پھینک دو تیسرا اگر زندہ رہے تو شہر مین آنے نہ پائے مرے تو رفیقون کے ہمراہ جائے اور جو کچھ نقد و جنس تھا چار حصہ کرکے ایک تو چور کو دیا باقی سرکار مین ضبط ہوا مینے خبر پائی خاک اوڑائی پوشیدہ اوٹھا لایا مدت مین اچھا ہوا گھر کا اسباب بیچکر سرکار مین دیا اسکی صفائی ہوئی بلکہ گھر کی صفائی ہوئی اوس بلا سے رہائی ہوئی خلیفہ یہ ماجرا سنکے مسکرایا مینے اسی لپیٹ مین چوتھے بھائی کا قصہ سنایا

الکوز چوتھے بھائی قصائی کا ماجرا ہی قصہ تعجب افزا ہی گوشت بیچ کے درہم لینا اونکا کاغذ کی ٹکلیان نکلنا پھر اوس خریدار کا آنا اسکا گرفتار کرنا شور مچانا اوسکا سحر کو سفید انسان کا مردہ بنانا اولٹی آفت مین پھنسانا

پروردگار شہریار کو سلامت رکھے چوتھا بھائی جو میرا دلسوز تھا اوسکا نام الکوز تھا یہ بھائی قصائی تھا بھیڑ بکری کو خوب پہچانتا تھا مینڈھے لڑانا بھی جانتا تھا اس کام سے شہر کے امیر فقیر اوس سے آگاہ تھے اور گوشت فربہ تحفہ اوسکی دکان مین ہاتھ آتا تھا ہر شخص لیجاتا تھا ایک روز حسب عادت گوشت بیچتا تھا ایک مرد بلند بالا سفید داڑھی والا آیا چھ سیر گوشت لیگیا چمکتے درہم قیمت مین دیگیا بھائی نے گھن کے درہم جو پائے جمع کیے دھونہ اوٹھائے پانچ مہینے تک روز آتا رہا دام دیکے گوشت لیجاتا رہا ایکدن کچھ ایسی صورت ہوئی کہ اوتھین درہمون کے صرف کی ضرورت ہوئی صندوقچہ جو کھولا اونکو ٹٹولا کاغذ کی گول ٹکلیان تھین الکوز سر پر خاک اوڑا کے غل مچانے لگا اہل محلہ جمع ہوگئے ٹکلیان دکھانے لگا دفعتہ وہی شخص نظر آیا میرا بھائی دوڑ کے اوس سے لپٹ گیا پکڑ لایا کہا مسلمانون اسکی دغابازی دیکھو میرا

انصاف کرو یہ سنکے وہ غدار کہنے لگا تو نے ناحق میری حرمت مین بٹہ لگایا مکار دغاباز بنایا اب تو منت دار ہو
تو یہ کہ نہین تو تیرا پردہ فاش کرونگا اس حرکت کا بدلا لونگا حاکم گرفتار کریگا بردار کریگا بھائی کو اور زیادہ غصہ آیا کہا اس
فریب سے تیری نجات نہوگی اب مجھ پتہ کھات نہوگی پھر اوس نے کہا صاحبو تمنے سنا بین یہ ہی الذمہ ہون اب اس مرتد کا
فریب سنو یہ بدبخت بکری کا گوشت بتاتا ہے آدمی کا گوشت مسلمانون کو کھلاتا ہے اور جو مجھکو جھوٹا سمجھتے ہو اسکے گھر مین
گھس چلو آنکھون سے دیکھ لو لوگ پہلے تو متعجب ہوئے پھر بیدھڑک اوسکے مکانمین چلے گئے وہان بکری کی جگہ آدمی لٹکتا دیکھا
اوودھر گاؤ سوار شحنہ چرخ چارم تیغ شعاع بہت آبدار کھینچکے فیصلے کو نکل آیا شہزادی نے خوف سے سلک تقریر کہ بار کو
درج دہن مین چھپایا شہریار ناچار امور ضروری سے فرصت کرکے داخل دربار ہوا مصروف اجرای کار ہوا جسدم فارغ انتظام
ہوا منتظر شام ہوا یکایک حاکم ثوابت وسیارہ یعنیا خبار سنکے برآمد ہوا تیر گی استقبال کو آئی ساکنان خراب آباد نے مہلت
پائی بادشاہ آرامگاہ مین رونق افزا ہوا شہزادی کو طلب کیا وہ حاضر ہوئی استراحت کے بعد باقیماندہ داستان شروع کی
کہ جب اہل محلہ کو یہ ماجرا نظر آیا کہ آدمی بکری کی جگہہ لٹک رہا ہے چھری بغدا ٹوکرا نیچے رکھا ہے پھر تو سب نے الکوز کا گوز بند کیا
چارطرف سے جوتی پیزار مار دھاڑ ہونے لگی کہ اس ملعون نے آدمی کا خون ناحق کرکے گوشت سبکو کھلایا ہے جتنی ایذا اسکو
ہو پہنچی عالی کی سزا ہے بہیا تنک مار لگا دہی آنکھ چشم بد دور ہوئی اور یہ حقیقت سنائی کیفیت دکھائی قاضی شہر کو منظور
ہوئی آدمی جو لٹکتا تھا اوسکو کھولا چھری ٹوکرا اوٹھالیا قاضی کو حال سنایا لاش کو دکھایا قاضی صاحب کو غیظ آیا پہلے
تو قتل پر آمادہ ہوا پھر کچھ سوچ کے فسخ عزم کا ارادہ ہوا پانچ سو تازیانے لگا اونٹ پیا ولٹا بٹھا تمام شہر کو جرم
اوسکا بذریعہ منادی سنا ناکے سے باہر کردیا وہ مرد پیر ساحر بےنظیر تھا بزور سحر اوسنے یہ رنگ سبکو دکھایا تھا ورنہ
یہ عمل الکوز سے ظہور مین نہ آیا تھا غرضکہ الکوز ناکردہ گناہ مبتلاے روز سیاہ کسی ویرانے مین پڑ رہا راتکو بھیک
مانگ لاتا تھا تمام دن اوسکو کھاتا تھا جب پیٹھ کے زخم اچھے ہوے وہانسے روانہ ہوا غیر شہر اجنبی لوگون مین
بود و باش کرنے لگا بھیک مانگ کے زندگی کے دن بھرنے لگا ایکدن بازار مین کھڑا تھا گھوڑونکی ٹاپ کی آواز
کان مین آئی بموجب مثل مار گزیدہ از ریسمان پیچیدہ می ترسد اپنی گرفتاری کا ذلت و خواری کا سامان
سمجھا بھاگا اور گھبرا کے کسی امیر کے مکان مین گھس گیا دربان پیادے نگہبان جو تھے سب نے اسکو
باندھا کہا الحمدللہ مدت سے تیری جستجو کو بکو تھی ہمارے آقا کا مال چرانا مارے اوڑانا ہر شخص کے گھر مین گھس جانا

اس نے ہر چند گریہ وزاری سے کہا یارو مین خستہ تن غریب الوطن یار و دیار سے جدا ہون مصیبت کا مبتلا ہون
کسیکا کچھ لیا دیا نہین آہ سے آشنا نہین کون سنتا تھا قرار واقعی خدمت کی حاکم کے روبرو لیگئے اظہار حقیقت کی
مار کوٹ مین کپڑے پھٹ گئے تھے پیٹھ کے نشان اظہار ہوکے سزا ای شدید کے سزاوار ہوئے مفتی صاحب جھنجھلا کے
بولے مردک تو اسی تخصے سے ندگی صرف کرتا ہی زبردستی زیر دستون پر کرکے پیٹ بھرتا ہی یہان کج بحثی کسی نوع سے
پیش نجائیگی جر ثقیل سے تو ہاتھ آیا ہی بڑے شد و مد سے تیرے ہاتھ کاٹونگا نخل تن سے شاخ ظلم تیشہ عدل سے چھانٹونگا
جب لوگون نے بے گناہی کی گواہی دی اہر تین سی تازیانے لگا تشہیر کرکے ہاتھ کاٹنے سے دست بردار ہوا مستنصر باللہ
الکوز کی بدقسمتی پر ہنسا اوکہا تو اتنا بکا کہ مغز پھر گیا مینے فوراً اپنے پانچوین بھائی کا قصہ چھیڑ دیا

پانچوین حکایت انسجر کی شیشے کا اسباب تجارت کو لینا درزی سے مخاطب ہوکے تصور کی دکان جمانا نفع بڑھاتے بڑھاتے ایک لات مین ساری دکان خاک مین ملانا

کہ پانچوین بھائی کا نام انسجر ہی آدمی کے غلاف مین خر ہی باپ کے ہمراہ شام بگاہ رہتا تھا خدا کی راہ مین کچھ دو گے
ہر شخص سے کہتا تھا جب باپ مرگیا سو سو درہم سب نے پائے اوسکے بھی ہاتھ آئے کبھی دو پیسے نہ پائے تھے دفعۃً سو درہم جو ملے
گھبرا کے سوچنے لگا کس شی کی تجارت کرون جسمین سود بے ضرر ہو جمع مال کے بدلے زر ہو اس تصور مین گیلاس کنٹر
شیشے کا اسباب خرید کے چوک مین دکان جمائی سوداگر بنکر ٹیڑھی ٹوپی رکھی مسند بچھائی درزی کی دکان سامنے تھی
اوس سے مخاطب ہوکے خیال پلاؤ پکانے لگا کہ یہ ظروف چار سو کو بیچکے اور لونگا چار کے آٹھ ہونگے جسدم ساٹھ ہو نگے
بڑے ٹھاٹھ ہونگے جواہر خریدونگا اوسمین فائدہ کثیر ہوتا ہی فقیر امیر ہوتا ہی ہر بار ایک کے چار ہونگے اس الٹ پھیر مین
تھوڑے دنو مین ہم ملک التجار ہونگے شہر مین نام ہوگا سوداگرون مین احترام ہوگا خوب گرم بازاری ہوگی بڑی
آبرو ہماری ہوگی لاکھون کا بیوپار ہوگا دولت کا انبار ہوگا ہر شہر مین دکان جابجا گماشتے غرب سے شرق تک
لین دین مشہور ہوگا بادشاہ اور وزیر کو میرا خیال ضرور ہوگا شہرت میری ہر ایک جا ہوگی امیرونکو وصلت کی
تمنا ہوگی اس شہر کا وزیر اعظم اپنی بیٹی کے عقد کا مجھ سے طلبگار ہوگا پہلے ادھر سے انکار ہوگا وہ خوبصورتی
نیک سیرتی کا مذکور کریگا جہیز دینے کا وعدہ ضرور کریگا منت دار ہوگا اوسوقت بیاہ کرونگا دیر مین رسم و راہ
کرونگا شب عقد دم نقد ہزار اشرفی دلھن کو دیکے پلنگ پر بیٹھونگا بیوجہ خفا ہوکے اینٹھونگا خواجہ سرا

خریدونگا لباس شاہانہ پہن کے عربی گھوڑا زیر ران ہوگا ساز یراق جواہر نگار دیکھ کے چھوٹا بڑا حیران ہوگا اس شوکت وشان سے سسرال جاؤنگا وزیر زربفت مشجر سراہ یکسر بچھائیگا پیادہ پا استقبال کو آئے گا جب گھوڑے سے اترونگا بسم اللہ الرحمن الرحیم کا شور عظیم ہوگا گھر مین لیجا کے مسند پر مجکو بٹھائیگا میرے رعب سے وہ نہ بیٹھے گا تھرائے گا دو توڑے زر سرخ کے میرے روبرو رکھکر ملازم تسلیم کو سر جھکائینگے سامنے سے ہٹ جائینگے ایک توڑا دیکے کہونگا یہ تیری بیٹی کا مہر ہے دوسرا کیہ تو حاکم شہر ہے اس فیاضی کی خبر سبکو معلوم ہوگی سارے جہان مین دھوم ہوگی وہانسے اپنے مکان پر آؤنگا شوکت خلقت کو دکھاؤنگا ادای شکر کو وزیر کا مصاحب آئیگا دربان خبر پہونچائیگا مین دیر کے بعد اندر بلاؤنگا تجبر سے پیش آؤنگا پھر خلعت بیش بہا دونگا اعزاز سے رخصت کرونگا سونیکے وقت عجب نخوت سے پلنگ پر بیٹھونگا وزیرزادی لباس زربفت جواہر پہن کے سامنے آئیگی میرے تیور دیکھ کے ڈر جائیگی سر پاؤن پر جھکائیگی مین جھڑک دونگا وہ اپنی ماں سے حال کہے گی پھر ساغر شراب بادہ گلرنگ سے لبریز کرکے روبرو لائیگی مین لات مارونگا وہ زمین پر گرکے غل مچائیگی اس تصور مین پاؤن جو بڑھایا جورو غائب ہوگئی شیشہ آلات کا ٹوکرا اڑے آیا دکان سے اوڑ کے زمین پر گرا جھنکار کان مین آئی آنکھ جو کھلی شیشہ آلات تو چکنا چور ہوا شرمندہ یہ جورو کا مزدور ہوا چیخ مار کے رونے لگا آنسوؤن سے منہ دھونے لگا درزی جس سے یہ گفتگو کرتا تھا وہ ہنسا کہا بیگناہ کو لات مارنے کا یہ مزا ہے بری حرکت کی یہ سزا ہے جمعہ کا دن تھا خلقت نماز کو جاتی تھی جو اسکی حقیقت سنتا تھا اوسے ہنسی آتی تھی کسی امیر کی زوجہ خچر پر سوار گرد ملازمونکی قطار ادھر سے نکلی اسکی گریہ وزاری بیقراری دیکھ کے روداد پوچھی کسی نے کہا یہ شیشے کے برتن لایا تھا دکان سے ٹوکرا گرا ظرف سب ٹوٹ گئے بیچارے کے نصیب پھوٹ گئے اوسنے غریب نوازی کی چارہ سازی کی پانچ سو اشرفی کی تھیلی محتاج سمجھ کے دی یہ دعائین دیتا گھر مین آیا اوسیوقت ایک بڑھیانے دروازہ کھٹکھٹایا کہا بیٹا نماز کا وقت تنگ ہے اسنے دروازہ کھولا وہ اندر آئی وضو کرکے نماز پڑھنے کو جانماز بچھائی یہ کم حوصلہ اشرفیان گنتا تھا جب گن چکا ہمیانی کمر سے لگائی وہ نماز پڑھ کے اسکے پاس آئی کلمہ شکر بیان کرکے دعا دینے لگی کپڑے اوسکے لتے ہوگئے تھے بھائی سمجھا عرض حال ہے صورت سوال ہے ہمیانی کو کھولا ٹٹولا اشرفی نکال کے دینے لگا اوسنے کہا بیٹا تم مجکو کنگال صاحب سوال سمجھے ایک صاحبزادی حور نژاد نہایت شکیل میری کفیل ہے مین محتاج نہین کسی قسم کی مجھے احتیاج نہین یہ الو کی دم اوسکا فریب نہ سمجھا بولا وہ ہمارے دیکھنے مین آسکتی ہے

تو ہمکو وہان لیجا سکتی ہے وہ بولی اگر تم اوسکے ساتھہ عقد کرو تو یہ بات ہو بڑی دولت ہاتھہ آئیگی عورت ماہ پیکر ملجائیگی یہ سنکے ہمیانی کمر سے باندھہ روبراہ ہوا اوسکے ہمراہ ہوا کچھہ دور چلکے ایک دروازہ عالی شان امیرانہ مکان نظر آیا دروازے پر بڑھیا نے دستک دی کنڈی کھلی یہ اندر پہونچا مختصر سا مکان سجا ہوا دالان فرش شفاف بچھا جھاڑ فانوس کنول جابجا دیکھہ کے اسکی عقل کا چراغ گل ہوا سہو محو بالکل ہوا دفعۃً ایک عورت صاحب جمال حور خصال بصد غمزہ و ناز آکے اسکے برابر بیٹھی اختلاط کرنے لگی یہ احمق اوسکو اپنا فریفتہ سمجھا وہ بولی یہ جگہ نشست کے قابل نہین ہاتھہ پکڑ کے تہخانے مین لیگئی یکایک کھڑی ہو کے کہا تم بیٹھے رہو مین آتی ہون ضرورت سے جاتی ہون وہ نظر سے غائب ہوئی پری کے بدلے دیو کا مقابلہ ہوا دگرگون معاملہ ہوا ایک زنگی تلوار ننگی ہاتھہ مین قتل کی گھات مین سامنے آیا کہا تجکو یہان کون لایا النسجر اوسکو دیکھہ کے ایسا ڈر گیا گویا مر گیا منہ سے بات نہ نکلی بھاگنے کی گھات نہ نکلی زنگی نے اوسکو ننگا کیا کمر سے ہمیانی کھولی قتل کو تلوار تولی دو چار ہاتھہ لگا کے بدن کے ٹکڑے بنا کے سمجھا کہ قصہ تمام ہوا یہ بیہوش دین و دنیا فراموش خوف سے خاموش پڑا رہا وہ خونخوار سر پر کھڑا رہا پھر نمک منگا کے زخمون پر خوب ملا ہر چند زخم پر نمک چھڑکنا مشہور ہی مگر میرے بھائی نے دم نہ مارا ڈر کے مارے چپکا پڑا رہا جب اسکے مرنے کا یقین کامل ہوا وہی والا شیطان کی خالہ فرہاد کو جسنے مار ڈالا تھا موجود ہوئی لاش ایک گڑھے مین پھینک دی وہان اور بھی لاشین پڑی تھین کچھہ گلی کچھہ سڑی تھین یہ غلغلہ سنکے شہسوار روم فلک چہارم پر بڑی دھوم سے نکل آیا سلطان زنگبار کو شکست ہوئی چہرہ عالم سے تیرگی دور ہوئی آسمان پر آفتاب کے نمودار ہونے سے صبح کی تجلی مشتہر ہوئی شہرزاد نے شمشیر زبان کو نیام دہن مین چھپایا سلسلہ تقریر کو کاٹ کے قصے کے زخم پر مرہم خاموشی لگایا شہریار مشتاق فسانہ انتظام مملکت کو روانہ ہو کے سریر حکومت پر جلوہ گر ہوا سیاہ و سفید مد نظر ہوا شہر مین دھوم مچی کہ شہرزاد آج بھی قتل سے بچی بادشاہ نے حسب دستور حکمرانی کے متردد ونکو تنبیہ غربا پر عنایت و مہربانی کی اس عرصہ مین سر برآرای سپہر اول سلطان انجم سپاہ فوج ثوابت و سیار ہمراہ لیکے ظاہر ہوا زمانہ تیرہ روزگار نے خواب غفلت مین خلقت کو ڈالا عیب و ہنر اندھیرے مین پوشیدہ کر مواخذہ ٹالا شہریار کو سرور بادہ ارغوانی کا ہوا بہر ذوق باقیماندہ کہانی کا ہوا شہرزاد کو یاد کیا اوسی قصہ کے بیان کو ارشاد کیا عرض کی یہ زخمی دو تین دن اوس گڑھے مین بحالی فی الجملہ طاقت آئی اور وہ قتالہ بھی شکار تازہ نہ لائی یہ وہان سے بدقت نکلا مکان کے

کسی گوشے مین چھپ ہا دم سحر وہی بڑھیا دروازہ کھول کر نکلی میرا بھائی بھی اوسی راہ نکل بھاگا بدحواس میرے پاس آیا مصیبت کا ماجرا سنایا مینے بڑی جستجو سے مرہم سلیمانی بہم پہونچا کے اوسکے زخمون پر لگایا ایک مہینے کے بعد وہ نہایا جسم صحت کلی ہوئی انتقام لینے کی یہ تجویز کی ایک ہمیانی اوس نے بنائی اشرفی کے بدلے شیشے کے ٹکڑے بھر کے کمر مین لگائے تلوار پر بار بھر رکھوا کے بغل مین چھپائی بڑھیا کی شکل بنائی پھر تلاش اوسکی کرنے لگا جو بندہ یابندہ قضا کار ایکدن اوس سے دوچار ہوا آواز بنا کے صاحب سلامت کی کہا کہین سے روپے تولنے کی ترازو جو دلوا دے تو بڑا احسان ہو مین غریب الوطن ہون اشرفیان میرے پاس ہین شمار مین عرصہ ہوگا تولنے مین جلد سمجھ لونگی تجھکو دعا دونگی وہ عیارہ سمجھی آج کسی اچھے کا منہ دیکھا ہے بہت سہل یہ لیکھا ہے کہا میرا بیٹا صراف ہے معاملہ کا بہت صاف ہے چلو بخوبی تول دیگا اجرت کچھہ نلیگا یہ کہکے اوسکو اوسی مکان مین لائی دستک دیتے لونڈی دروازہ کھولنے آئی اسکو اندر بٹھا کے کہا دم لو مین اوسکو لاتی ہون ابھی آتی ہون یہ تو چلاوہی بے دود وہ زنگی مردود قریب موجود تھا نکل آیا کہا ادھر آو اوسی قعر جہنم کیطرف لیچلا جب وہ آگے بڑھا بھائی نے غافل پاکے اس جستی سے ایک ہاتھہ جڑا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کے گر پڑا اوسے کھینچ کے اوسی گڑھے مین ڈالدیا لونڈی جاشتہ خور رکابی مین نمک لائی اسنے اوسکی بھی لاش گرائی اور اوسی گڑھے مین پہونچائی اتنے مین وہ بڑھیا آئی ننگی تلوار دیکھکے گھبرائی بھاگی اسنے دوڑ کے پکڑا کہا مردار مین وہی ہون جس سے وضو کو پانی لیا تھا پہلی رکعت مین قتل کیا تھا اون دو کے دو ٹکڑے کیے تھے اسکے چار کیے پھر اوس نازنین کو ڈھونڈا کونے مین چھپا پایا پکڑ کے باہر لایا پوچھا تھا یہان کیونکر آنا ہوا وہ بولی برگشتہ زمانہ ہو امیرا شوہر بڑا تاجر تھا یہ عجوزہ گاہ گاہ آتی تھی مصاحبت کرجاتی تھی ایکدن اپنی بیٹی کی شادی کا ذکر کر کے مجکو یہان لائی مین بہت شوکت وشان سے زیور ولباس تکلف پہن کر تسلوا اشرفی نقد لیکے یہان آئی شادی کے حیلے سے غم ورنج پایا یہ کل ہوا نظر آیا تیرہ بختی سے اس سیہ رو کی جفائین سہتی ہون جانسے تنگ پڑی رہتی ہون زر ومال کو جو پوچھا کہا لاانتہا ہے خزانہ قارون سے سوا ہے صندوق اشرفیون سے بھرے دکھائے کہا جلد باربرداری لا یہان سے اوٹھا لیجا میرا بھائی بھولا نہ سمایا ایسا گھبرایا اوسکو اکیلا چھوڑ کے باربرداری لینے نکلا بڑی جستجو سے دس بارہ مزدور اس بے شعور کے ہاتھہ آئے وہان جو آیا شگون بد پایا اندر جا کے نہ اوس دلربا کا پتا ملا نہ صندوقون کا نشان نظر پڑا خالی دالان نظر پڑا سمجھا میرا جانا بہانہ ہوا وہ سبھین سمیٹ کے چل بسی

مال بھی روانہ ہوا اسپر بھی گرا پڑا مال جن بن کے جو اوٹھایا ہزار ون کا ہاتھہ آیا آخر حماقت اوس بے لیاقت سے
یہ ہوئی کہ دروازہ کھلا چھوڑ دیا بند نکیا اہل محلہ نے اسباب لیجاتے اسکو دیکھا تھا مکان خالی بے وارث والی دیکھہ کے
کوتوال کو خبر ہونچائی رات تو خیر سے گذری مگر دم دوڑ آئی پیادونے باندھا خدمت وزاری کی رشوت بھی دی مگر
اسکو کوتوال کے پاس لیگئے قاضی سے گفتگو ہوئی احمق سمجھا اگر سچ بولونگا یہ حاکم شرع ہے رہائی ہوگی میری صفائی ہوگی
ابتدا سے انتہا تک رام کہانی سنائی قاضی صاحب کو مفت مین بردہ ہاتھہ آئی فوراً کچھہ لوگ گھر پر بھیجے اوس
اسباب کے ساتھہ جو کچھہ اسکا مال نظر آیا قاضی کے گھر مین ہونچایا پھر حکم کیا اسکو شہر بدر کرو یہان
آنے نہ پائے کوئی فساد نہ اوٹھائے وہ شہر سے نکالا گیا راہ مین چورونے لوٹا کرتا پائجامہ تک نہ چھوڑا

حجام کے چھٹے بھائی کا حال چھٹا ہوا ہی شاہ کبک تو نام تھا مگر خرگوش خرام تھا برمکی کے مکان پر جانا پہلے خیال پلاؤ چکھنا پھر مزے اوڑانا

قبلہ عالم چھٹے بھائی کا قصہ باقی ہے اوسکو سب شاہ کبک کہتے تھے موٹے موٹے ہونٹ اوسکے چڑھے رہتے تھے
خرگوش کی چال چلتا تھا لوگ تماشا دیکھتے تھے جب وہ نکلتا تھا پہلے سو درہم ترکہ مین جو ہاتھہ آئے خوب مزے اوڑائے
پھر جو برگشتہ تقدیر ہوئی کچھہ نہ تدبیر ہوئی فاقون مرتا تھا نہایت تکلیف مین بسر کرتا تھا آخر یہ شیوہ اختیار کیا امرا کے
خدمتگارونکو یار کیا وہ اسکا حال اپنے آقا سے اظہار کرکے کچھہ دلوا دیتے نصف بانٹ لیتے ایکروز کسی امیر کے
دروازے پر اسکا گذر ہوا لوگون سے پوچھا کسکا مکان ہے جو یہ شوکت وشان ہے وہ بولے برمکی کا گھر ہے خانہ امید بشر ہے
اونکی جود وسخا فیض وعطا کا تمام شہر مین شہرہ تھا شاہ کبک بہرکیف صاحب خانہ تک ہونچا مکان رفیع الشان سجا ہوا
دالان پر پردے چھت زردوزی فرش انتخاب جو شے نظر پڑی لاجواب شہ نشین مین ایک شخص سن رسیدہ بفر وتمکین
مسند زر ریز پر بیٹھا یہ سمجھا مالک یہی ہے بہت خمیدہ ہوکے سلام کیا برمکی نے جواب دیکے مزاج پوچھا کہا یہان کیون
آئے وہ بولا غریب بدنصیب قسمت کجی پر ہے روٹی میسر نہین آتی ہے بھوک سے جان جاتی ہے برمکی نے کہا ہم بغداد مین
موجود ہین تیرا یہ حال ہے سخت بداقبال ہے پھر پکار کے کہا ہاتھہ دھلانے کا سامان لاؤ جلد آؤ ہنوز خدمتگار روبرو
نہ آیا تھا اور آفتابہ وسلفچہ جگہ سے نہ اوٹھایا تھا صاحب خانہ ہاتھہ ملنے لگا کہا تم بھی ہاتھہ دھوو دسترخوان بچھا کے
پھر ہاتھہ بڑھا منہ کے قریب لیگیا جسطرح کھاتے ہین بھائی سے کہا مہمان عزیز غذا سب لذیذ ہے ہاتھہ بڑھاؤ

بے تکلف کھاؤ بھائی سمجھا اسکے مزاج مین مزاح ہی یہ بھی شریک ہوا جسدم نرے دانت چبانے اور منہ ہلانے
کی صحبت ہوئی یہ فاقہ مست بھوک کی جھانجھہ مین جھلایا کہا غریب پرور یہ فعل لا و بالی ہی منہ کی حرکت مین پیٹ
نہین بھرتا خالی ہی وہ بولا صاحب یہ گول کباب ہی شیرمال خستہ بھربھری کیا آب و تاب ہی بھائی نے جواب دیا یہان شیرمال
ہی نہ کباب ہی بھوک کی حرارت سے کلیجہ بھنتا ہی دل بیتاب ہی برمکی نے پکارا بٹیر اور تیتر کے کباب لاؤ پلاؤ کی قابین
منگاؤ پھر بھائی سے کہا حجاب دور کرو اسقدر نہ شرماؤ کہ دسترخوان سے بھوکے اوٹھ جاؤ خانہ خانہ شماست ہاتھہ بڑھاؤ
سیر ہوکے کھاؤ یہ سمجھا کہ اگر مطلب برآری منظور ہی تو اطاعت ضرور ہی پھر تو جو خیال پلاؤ سامنے آیا منہ ہلا کے تعریف کا
غل مچایا غذا کے بعد میوونکی نوبت آئی جو نام یاد آئے لیے اونسے بھی فرصت پائی پھر بادہ زعفرانیکی صراحی منہ سے
لگائی صاحب خانہ نے خیالی شراب پلائی بھائی یہ ہنسکے بولا ایسی تند و تیز شراب پلاتے ہو نیستون کو ہستی بناتے
ہو برمکی ہنسا کہا اس شرط سے خطا معاف ہوگی طبیعت صاف ہوگی کہ تو تا زیست میرے پاس سے کہین نجانا بھائی نے عرض کیا
خداوند نعمت ایسے آقا کسیکو میسر آتے ہین وہ نمک حرام ہین جو بے اجازت جاتے ہین یہ سنکے برمکی نے دستک دی ملازم
حاضر ہوے دسترخوان بچھا وہ غذا جو تصور مین کبھی نہین آئی پیٹ بھر کے کھائی پھر شراب کا سامان آیا بادہ گلرنگ نے
اپنا رنگ جمایا ماہ پیکرون کا مسند کے قریب مجمع ہوا گانا ناچ ہونے لگا برمکی نے پوشاک طلب کی بیش بہا کپڑے
بدلوائے رات دن اونکی صحبت رہنے لگی چند روز مین یہ موافقت ہوئی کہ جزو کل مین اختیار ہوا سب کامونکا اوسی پر مدار
ہوا بیس سال ایک حال سے اوقات گذری راحت مین دن رات گذری جب برمکی نے سو مرحلے منزل فانی کے طے کیے
کوس رحیل کی صدا آئی دار المحن سے کوچ کی ٹھہرائی لا وارثی کی علت مین جو نقد و جنس تھا داخل بیت المال سرکار ہوا
شاہ کبک کا اندوختہ کھاتے مین گیا جیسا آیا تھا ہاتھہ جھاڑ کے وہانسے نکلا انسان محتاج ہوکے خدا کو
یاد کرتا ہی قافلہ حج کو جاتا تھا یہ اونکے ہمراہ روبراہ ہوا رستہ مین بدوون نے خوب لوٹا اسکو پکڑ لیگئے ساتھہ
بھی چھوٹا جو اسکو لیچلا ظالم خونخوار تھا زر و مال کی طلب مین درپے آزار تھا بھائی نے اوس سے کہا اگر مجکو ذبح کریگا
خون ناحق کی جزا کے سوا کچھہ نہ پائیگا افسوس کرکے پچھتائیگا اوسکو غصہ جو آیا چھری نکالکے ہونٹ اسکا چیر ڈالا
غلام کیطرح گھر مین لا رکھا جورو اوسکی بہت خوبصورت تھی اسپر آنکھہ ڈالنے لگی شوہر سے چھپا کے پالنے لگی جب
بدوی نہوتا چھیڑ چھاڑ اختلاط کرتی یہ ڈر کے مارے کنارہ کرتا تھا برے کام سے انکار رکھتا تھا قضا ہی کار ایک روز

بدوی کے روبرو بات تومین ہنسی کا کلمہ اوسکے منہ سے نکل گیا بدوی جل گیا سوچا کہ ہمارے روبرو تو یہ گفتگو ہے پیچھے خدا جانے کیا نا ہوگا
یہ بیشک ابرو کھوتا ہوگا یہ سوچ کے پہلے تو خوب مارا پھر اونٹ پر بٹھا پہاڑ کی چوٹی پر چھوڑ آیا کہ بے دانہ و آب خستہ خراب ہو کے مر جائیگا
خون ناحق کا عذاب مجھپر آئیگا قضائے کار وہ بغداد کا ڈھر اتھا اکثر آدمی آتے جاتے تھے دو چار دن یہ بھوک پیاس سے
بد حواس رہا جب اودھر سے مسافرونکا گذر ہوا بھوکا دیکھ کے خدا کا ڈر ہوا روٹی کھلائی ہمراہ لاکے بغداد دکھایا وہ میرے
پاس آیا سب ماجرا سنایا مستنصر باللہ یہ سنکے حیرت مین آیا نقد و جنس دیکے بر سر عنایت ہوا خاموش خطاب عنایت ہوا
پھر یہ ارشاد ہوا کہ اگر اس شہر مین تو نظر آئیگا گردن مارا جائیگا اس خوف سے جلا وطن ہوا غیر ملکو مین بود و باش کی تلاش معاش کی
جب خلیفہ نے دار فانی سے رحلت فرمائی حب وطن کشان کشان پھر یہان لائی بھائی سب مر گئے دنیا سے گذر گئے
یہ نا قدر جو لنگڑا تھا اسکی خدمتگذاری کی شرط رفاقت بجالایا جان نثار رہی کی اوسکی قدر دانی کی تمہارے روبرو شکر کے
بدلے شکایت کی بدنام کیا خاموشی کی عوض بکی نام کیا اسپر بھی مین اوسکی جستجو مین رہتا ہون رنج غربت سہتا
ہون درزی نے بادشاہ کاشغر سے عرض کیا پیر و مرشد جب یہ داستان حجام نے تمام کی سبکو بیہودہ گوئی ثابت ہو گئی
اوس جوان کے ثنا خوان ہوئے کہ ایسے صدمے اسکے سبب اوٹھائے اور ضبط کیا صرف اسکا منہ دیکھنا چھوڑ دیا وہان سے غلام
قریب شام کا نپتا آیا یہ کبڑا دکان کے سامنے طبلہ بجا کے گاتا تھا تمسخر کے حرکات سے راہ چلتونکو ہنساتا تھا اسکو
گھر مین لایا میری عورت نے مچھلی پکائی تھی وہ دکھلائی اس بھکے نے دیکھا نہ بھالا نہ مچھلی کا کانٹا نکالا کھانے لگا دو چار
نوالون کے بعد گر پڑا بیہوش ہوا مجکو خوف حاکم سے دین دنیا فراموش ہوا جو تدبیر کی خلاف ہوئی گھبراہٹ
مین بہت جادم ہو سکی کندھے پر لادکے گھر سے لیچلا ہمسایہ مین یہ یہودی حکیم رہتا تھا اوسکے دروازے پر بٹھا
لٹکا کے گھر آکر دیا باقی حال حضور نے سنا ہی چاہیے قتل کیجیے یا عوض بیٹے بادشاہ نے فرمایا وہ حجام ابھی شہر
مین ہوگا کچھ سرکاری ملازم درزی کے ساتھ جائین جس جگہ ملے حضور مین لائین اور کوتوال کو بھی اوسکی
تلاش کا حکم ہوا اوس نے فوراً اوسکو ڈھونڈھ کے حاضر کیا بادشاہ نے عجیب ہیئت کذائی دیکھی مرد سن ضعیفی
کے دن سو مچھین داڑھی روئی کا گالا گالون پر جھریان گورا نہ کالا ناک بیٹھی کان لٹکتے گالو نسے اوسکے مسخرا پن
صورت سے ٹپکتا تھا بات بات مین آگے لپکتا تھا سلطان والا شان اوسکا حال دیکھ کے حال سنکے ہنسا فرمایا
کچھ بیان کرو منے ہاتھ باندھ کے عرض کیا پہلے یہ ارشاد ہو کہ یہ نصرانی اور یہودی درزی مودی جو حاضر ہین اور یہ

کوزہ پشت جو سرنگون پڑا ہی آنکے جمع ہونیکا سبب کیا ہی بادشاہ نے حسن اخلاق سے فرمایا کہ اس کوزہ پشت کی ہلاکت کا الزام ان سب پر عاید ہوا ہی ہر ایک قصاص کا مستحق ٹھہا ہی حجام نے سنکے سر ہلایا پھر کبڑے کے پاس آیا اوسکا سر اپنے زانو پر رکھکے کھل کھلا کے ہنسا یہانتک کے اولٹ کے گر پڑا جب اوٹھا بادشاہ نے فرمایا تو کیا ہنسا وہ بولا پیر و مرشد ابھی اسمین جان باقی ہے مقام امتحان باقی ہی میری کاریگری حضور پر کھل جائیگی خدا کی قدرت نظر آئیگی یہ کہکے اپنی کسبت کو ٹٹولا بادشاہ کے سامنے لاکے کھولا ایک شیشی نکالی اوسمین سے تیل لیکے کبڑے کے گلے پر ملنے لگا یا تو وہ بے حس حرکت پڑا تھا دفعۃً ہلنے لگا پھر ایک اوزار اوسکے منہ مین ڈالا تو بند تھا کھل گیا بادشاہ کو موچنا دکھا کے اوسکے منہ مین پہونچا کے تالو سے مچھلی کا کانٹا بے تکلف کھینچا بادشاہ کے روبرو لایا کبڑے کو چھینک آئی اوٹھ بیٹھا خلق خدا حیرت کی مبتلا ہوئی صنعت پروردگار اور استادی حجام کی ہویدا ہوئی بادشاہ نے سب گناہونکو خلعت و انعام دیکے رہا کیا حجام کو بہت کچھ دیا رتبہ بڑا کیا یہ سنکے شہریار نے فرمایا واقعی کبڑے کا سانحہ حیرت افزا ہی شہرزادنے عرض کی کہ شاہ والاجاہ ابو الحسن اور شمس النہار کا ماجرا اس سے زیادہ تعجب کا ہی شہریار پھر بیٹھا فرمایا کہ وہ کیا ہی

ابو الحسن بن بکار شاہزادہ پارس کا شمس النہار معشوقہ خلیفہ ہارون رشید پر عاشق ہونا کس طرح رنج اوٹھانا آخر دونونکا ایکدن مرجانا

شہرزادنے عرض کی عہد ہارون رشید بادشاہ مین ابو الحسن بن طاہر بغداد مین عطار تھا صاحب مال و دولت نیک خصلت دیانت شعار تھا شہر کے رئیس امیر امین جانتے تھے فقیر سے خلیفہ تک اوسکو خوب پہچانتے تھے جتنی عمدہ خواصین خلیفہ کی تھین اوسکی دکان پر جاتی تھین جو اوسکے سوا جواہر پوشاک بلکہ جس چیز کی احتیاج ہوتی اوسی سے منگاتی تھین خلیفہ بھی سب طرح کی رعایت کرتا تھا بہت عنایت کرتا تھا جو امرا آتے دکان پر آتے اوسکی باتون سے لطف اوٹھاتے مگر سب مین ابو الحسن بن بکار پارس کا جو شاہزادہ تھا وہ خصوصیت کمال رکھتا تھا جوان رعنا صورت زیبا حسن بے مثال رکھتا تھا تمام شہر اوسکا عاشق زار تھا خوبصورتی کا شہرہ دیار دیار تھا اور حسن صورت کے سوا سیرت مین یکتا تھا شاعر زبردست فن موسیقی مین کامل تھا عالم فاضل سب رنگ مین شامل تھا کبھی جو گاتا تھا خلقت کا مجمع ہو جاتا تھا ایکدن وہ مہر تمثال صاحب حسن و جمال اپنے معمول سے دکان پر بیٹھا تھا بازار کی سیر دیکھ رہا تھا ایک عورت پری وش ناہید فریب عابد کش بصد زینت و زیب ابلق خچر پر سوار کرتی مین گلابی بکا آنچل مغرقی لٹکا جوان جوان آفت جان لونڈیان گرد نقاب پوش بادہ شباب سے مدہوش ساتھ دوش بدوش اوسکی صورت کا ذکر کیا ہو جسکی لونڈیون مین ماہ شب چہاردہ کا جلوا ہو عندالقصہ وہ عورت وہ بہی پیکر

دکان پہ آئی ابن طاہر کو جو نظر آئی کھڑا ہو گیا تعظیم کی کمال تکریم کی ہاتھہ پکڑ کے دکان پر لایا صدر مین مسند پہ بٹھایا اوس
پری رو نے بیٹھہ کے نقاب کو جو چہرہ سے اوٹھایا قدرت خدا کا جلوہ نظر آیا بجلی سی چمک گئی سب کی آنکھ جھپک گئی شاہزادہ
ابو الحسن سے جو آنکھہ چار ہوئی عشق کی برچھی دلمین دو سار ہوئی نیرنگ محبت مشہور ہے انسان کیا فرشتہ بھی اسمین مجبور ہے
ایک کو جنون ہو تو دوسرے کا دل و جگر خون ہو میر تقی میرؔ بیان ہے دل لگنا وان ہی دل لگی ✦ حسن اور عشق مین ہے
یکرنگی ✦ کون محروم وصل یہانسے گیا ✦ کہ نہ یار اوسکا اس جہان سے گیا ✦ اپنی قدرت جہان دکھاتا ہے ✦ اس سے
جو کچھہ کہو سو آتا ہے ✦ وہ نقشہ تصویر کیصورت خاموش یہ نشہ الفت مین مدہوش دونو کو سکتے کا عالم تھا نہ وہ
صحیح تھی نہ یہ سالم تھا آخر کار اوس آفت روزگار نے ولولے کو ٹالا دلکو سنبھالا شاہزادہ ابو الحسن کا جو حال دیکھا پھر اپنا
مال دیکھا ابن طاہر کو اپنے آنے کی حقیقت سے ماہر کر کے ابو الحسن کا نام و نسب پوچھا دکان پہ آنے کا سبب پوچھا
ابن طاہر نے کہا اس جوان کا نام ابو الحسن بن بکا ہے سلاطین فارس کی نسل مین یکتا ہے بہت نامور ہے خلیفہ کو اسکے
حال کی خبر ہے میرے حال پہ نظر عنایت ہے مجکو انسے محبت ہے یہ وجہ تشریف لانے کی ہے سراہ دکان جگہ دل بہلانے کی ہے
وہ بولی ابن طاہر اگر تیری تحریک سے یہ مجھہ سے رام ہوگا تیرا احسان ہوگا جو یہ وحشی تہ دام ہوگا مین تو اب گھر جاتی
ہون دلارام خواص بلانے کو آئیگی اسکو ضرور اپنے ساتھہ لانا باغ مکان ہمارا اسکو دکھانا پھر چلتے وقت لے آنے کو
تاکید کہا قسم دی وعدہ لیا ابن طاہر تو اوسکے مزاج سے ماہر تھا سمجھا نقشہ کچھہ اور ہوگیا خوف کا مقام ہے بیڈھب
طور ہوگیا اوس پریوش کا اوٹھہ جانا شہزادے پہ بیٹھے بٹھائے آفت کا آنا اشعار وہ گئی اسکے سر بلا آئی ✦ خاک
مین ملگئی وہ رعنائی ✦ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھہ ✦ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھہ ✦ لب پہ آہ سرد آئی
دلمین درد ہونے لگا سرخی رخسارونکی گھٹی چہرہ زرد ہونے لگا صبر و قرار رخصت ہوا بیچینی کا بند و بست ہوا بیقراری
مین جان گھر گئی رو ئی درخشان پہ مردنی پھر گئی اوجھل کا دلمین تھا نہ ہوا راحت بھاگی آرام بے رخصت ہوا نہ
آنکھین بھر آئین سینہ دل سے خالی ہوا منہ سے دھوان نکلنے لگا مصروف زار و نالی ہوا کاسۂ دماغ مین جنون
نے جگہ پائی وحشت کی بن آئی خار صحرا کی تمنا مین پاؤن چل نکلے طاقت و توانائی کے بل نکلے دل و جگر کو
کاہش ہوئی دشت ادبار کی خواہش ہوئی عقل اور عشق مین فساد ہونے لگا سبق خانہ خرابی یاد ہونے لگا
بحر محبت مین نام و ننگ ڈوبا یا بیٹھے بٹھائے سوکھے مین غوطہ کھایا ہاتھون نے سہیات گریبان سے اوجھکر پائی

دامن کی بھی صفائی کی ضعف و نقاہت نے قدمبوسی کی حس و حرکت کا یارا نہ رہا گر رہنے کے سوا سہارا نہ رہا شعر ہو بیٹھے سوکھے تو خون ناب ملا ہو خواب و خورد دونوں کو جواب ملا ہو آنکھیں بھر بازار لگ گئیں سو بلائیں ایکبار لگ گئیں یہ حال ابن طاہر دیکھکر گھبرایا شاہزادے کا شانہ ہلایا پکارا آ بوالحسن یا یا سر دے مارا کہا بندہ پرور ہوش درست رکھو کیون گھبراتے ہو خدا کی قدرت بھولے جاتے ہو سر راہ بازار مین بیٹھے ہو افشای راز کا ڈر ہے سامنا برا ہوا مقام خطر ہے عنان صبر و سکون ہاتھ سے نہ دیجیے خبردار منصب کا مرتبہ نہ لیجیے اس کوچے مین لاکھون کا خون ہوا ہے خدا جانے کی خیر کرے برا شگون ہوا ہے یہ سنکے سر دھن کے جواب دیا بھلا چنگا یہان آیا تھا ہی رے شفیق یہ کیا ہو گیا بیقراری ستاتی ہے دل گھبراتا ہے گھر انہیں ہوا جاتا جان بیٹھی جاتی ہے للہ یہ تو بتا ابھی جو چہلا وہ نظر سے گذرا کون تھا کدھر کھو گیا اوسکو دیکھکے مجکو کیا ہو گیا ابن طاہر نے دلداری سے کہا جسکے واسطے آپکی طبیعت کو انتشار ہے خلیفہ ہارون رشید کی معشوقہ نام شمس النہار ہے پادشاہ دل و جان نثار کرتا ہے انتہا کا پیار کرتا ہے خدا کیواسطے کیون ہمسکو مرگ پر آمادہ کرتا ہے بلای ناگہانی مین پھنسنے کا ارادہ کرتا ہے اس حرکت بیجا سے باز آ برا کام ہے ملک الموت کی محبت قضا کا پیغام ہے وہان کشور دل مین شاہنشاہ رفیع بارگاہ عشق کا عمل تھا کاسہ سر جنونکی جاگیر تھی دماغ مین خلل تھا وسعت سینہ مین عقل اور عشق کا کھیت پڑا شحنہ وحشت حکمران تھا اوسر ہجر کا ایک بھاو تھا مزرعہ جسم میدان تھا شرم و حیا کے بیٹوار ہی ہوش چوپٹ کر بیٹھے سیل اشک مین بھی بہے پھرے ننگ و ناموس کی دوہائی باقی ایسی ڈوبی کہ پھر نہ ترسی محکوم محبت کا حساب اور ہی کسیکی تقریر کب چلتی ہے اسکے شعلہ شوق نے سوکھی کیلی ایک انداز پہ چلتی ہے نظم

عشق ہی تازہ کا تازہ خیال ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہیں عاشق کی چشم پرخون ہی کہیں جام شراب گلگون ہی
کہیں دلدادہ خود آرائی کہیں شہرت پسند رسوائی
کہیں مشعل فروز پرتو نور کہیں ظلمت شب دیجور ہی
سچ ہی اس عشق کا جنھیں ہی مرض انکو جینے سے کچھ نہیں ہی غرض
الغرض عشق موجد بیداد ایک ہی اپنے کام میں استاد
کہیں محفل طراز عشرت ہی کہیں ہنگامہ مصیبت ہی
کہیں یہ پھول ہوکے ہار ہوا کہیں پھل ہی جگر کے پار ہوا
کہیں یہ کفر ہی کہیں اسلام کہیں دونوں سے کچھ نہیں ہی کام
غرض ایسا ہی یہ ستم ایجاد جسنے گھر سیکڑون کیے برباد
درد دلکو دوا سمجھتے ہین مرگ کو وہ شفا سمجھتے ہین

ابن طاہر نے ہر چند اپنا دماغ خالی کیا سر پھرایا شاہزادہ خاطر مین نہ لایا ان یہ باتین تھین طبیعت پھیرنے کی کہاتین تھین شمس النہار نے مکان پر

پہونچکے خواص کو بھیجا اوس نے ابن طاہر کے کان مین کچھ کہا ابن طاہر اوٹھا شہزادے کو ہمراہ لیا خلیفہ کے محل سے شمس النہار کا مکان ملا ہوا تھا اوسی مین لیجا کے دونو نکو بٹھایا اتنے مین صبح کا تارا نظر آیا موذنون نے الصلوۃ خیر من النوم کا نعرہ سنایا صنم خانون مین جھانجھ بجنے لگے طایر چہچہے کرنے لگے سلطان خاور نے دریچہ مشرق سے سر نکالا جذب عشق کا تماشا دیکھنے آسمان پر آیا شہزادے نے زبان تکلم روکی دنیا زاد بیقرار کو وعدۂ فردا سے تسکین دی بادشاہ گیتی پناہ متوجہ تخت گاہ ہوا چھوٹا بڑا شہرزاد کی جان بخشی سے آگاہ ہوا تمام دن عدل و انصاف مین مصروف رہا کوئی کامیاب کوئی سزایاب ہوا جب مہر جہانتاب نے مغرب کی راہ لی اور ماہ و ستارون کی روشنی سطح غبرا پر ہوئی شہریار مشتاق سانحہ ابوالحسن و شمس النہار خلوتسرا مین جلوہ فرما ہوا شہرزاد کو طلب کر کے فرمایا کہ اون دونون گرفتارون کا مال کیا ہوا عرض پیرا ہوئی کہ جب ابن طاہر اور شاہزادہ داخل محل شمس النہار ہوے فوراً جلسہ جم گیا کھانے کے خوان لائے دسترخوان بچھا اس انداز سے کھانا چنا کہ قطعہ گلزار ہو گیا بو باس سے مست ہشیار ہو گیا اگر نام بنام کھانون کا بیان ہو دفتر کبھی تمام ہو صبح محشر کی شام ہو جو کے کا ذکر نہین اگر سیر وہ کھانا دیکھتا فوراً رال ٹپک پڑتی کباب دیکھ کے دل کباب ہوتا گو فتے کی کوفت مین بیتاب ہوتا الغرض ان دونون نے جب کھانے سے فرصت پائی جام و صراحی کی نوبت آئی ایک پری خصال صاحب حسن و جمال تسلا و آفتابہ لائی جسنے دیکھا زیست سے ہاتھ دھویا نقد جان کھویا پھر عطردان پاندان آیا ارگجہ محمد شاہی مہک پری ایجاد نصیرالدین حیدری فتنے کی بو باس نے فساد مچایا اسکے بعد خوصین بارہ دری مین لائین وہان عجیب و غریب نقش و نگار تھا معمار کی صنعت کا اظہار تھا پھر خانہ باغ کی سیر دکھائی گلزار ارم کی کیفیت مٹائی معاملہ نئے انداز کا تھا صحن چمن مین جلسہ گل و بلبل کے ناز و نیاز کا تھا بارہ دری کے گرد نہرین آب رواں کی دلچسپ لہرین فوارے اس حسن سے چلتے تھے کہ ساون بھادون کے جھالے بارش مین چلتے تھے یہ دونون صاحب بچشم غور دیکھ کے حیران تھے بر زبان یہ کلمہ تھا مکان کیا غیرت پرستان ہر آدمی کے ہاتھ پتھر مین صنعت بنی جان ہے یکایک خواصون کا غول آیا ہر ایک مہر رخسار ماہ جبین لعبت چین جسم مین لباس زر رفتہ مد نظر سراپا غمزہ و ناز بغلون مین جواہر نگار ساز سونے چاندی کی کرسیان بچھی تھین اوسپر جلوہ گر ہوئین ساز سب کے ملے تیار حکم کا انتظار چشم براہ دروازے کی سمت نگاہ شاہزادہ جس جا جلوہ فرما تھا سمت راس تخت پر زر مکلل بیاقوت و جواہر بچھا تھا گرد پوش مین دُر یکتا ٹکا تھا دفعتہً ایک خواص آئی کہا

کتاب خانہ ...

اپنے اپنے قرینے سے سنبھل بیٹھو حضو آئی ہین یہ سنکے گانیوالیان سارنگیان چھیڑ طبلون کے سر ملا گانے لگین نظم
وہ گلے نور کے وہ لون کے سر ✤ گوش زہرہ سنے وہ دور کے سر ✤ دلکش و دلربا وہ ہر فقرا ✤
دمین ڈوبا ہوا وہ ہر فقرا ✤ کہاریون نے تخت اوٹھا کے شاہزادے کے متصل بچھایا گرد پوش جو اوٹھایا
ناظرین کی آنکھین جھپکنے لگین وہ جلوہ نظر آیا کہ ایک پریون کا حلقہ دکھائی دیا گرد پری پیکر طرحدار بیچمین وہ آفت روزگار
ایک ہاتھ خواص کے شانے پر نگاہ نشانے پر سادی صوفیانی پوشاک کانون مین الماس کی نتیان جیسے
ستارے چاند کے پہلو مین درخشان موتیون کے دست بند بادشاہ پسند ناز و انداز سے پاؤن ڈالتی لڑکھڑاتی
ٹانتی تخت پر جلوہ گر ہوئی آنکھین جو شاہزادے سے چار ہوئین آبدار تلکین مثل ناوک سینہ مین دوسار ہوئین شعر
دلمین چبھا کیا شکایت ہم کرینگے یار سے ✤ بات تک نکلی نہ جسدم چار آنکھین ہوگئین ✤ شمس النہار نے گاینون سے
عاشقانہ غزل کی فرمایش کی وہ گانے لگین دبی آگ کرید کے بھڑکانے لگین **مولف** وہ دل نہین جو نگہ سے
تری فگار نہین ✤ وہ چشم کور ہو جو صرف انتظار نہین ✤ مری فنا کی گواہی مین برق کو دیکھو ✤ جو بیقرار ہین
رہتے بیک قرار نہین ✤ مجھے تو اوس سے محبت ہے اوسکو ہو کہ نہو ✤ پرائے دلپہ کسی کا کچھ اختیار نہین ✤ ہماری خاک کو
دامن سے جھاڑتے ہو کھڑے ✤ اور اسپہ کہتے ہو دلمین مرے غبار نہین ✤ رکھی ہے شیشہ ساعت مین اونسے میری خاک ✤
ہوا ہون خاک تو بھی ایکدم قرار نہین ✤ شب فراق سے تیرہ ہے نامۂ اعمال ✤ سرور مجھسا تو کوئی سیاہ کار نہین ✤
یہ غزل سنکے شمس النہار حد سے زیادہ بیقرار ہوئی وہانسے اوٹھ کے کمرے مین اکیلی جا بیٹھی شاہزادے کو
طلب کیا ؎ چو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود ✤ توان گرلیست بران کس کہ پاکباز بود ✤ دونون
دل ازکف دادہ بے تکلفی پر آمادہ تو ہوے آلا ادھر رعب معشوق زنجیر پا اودھر گریبان گیر شرم و حیا
ہرچند دلون کے جوش خروش تھے لیکن صورت تصویر حیرت زدہ خاموش تھی آخرکار شمس النہار سے ضبط نہوا اس
کیفیت سے کہ ماہر ابن طاہر کو پاس بلایا اور رنگ صحبت کا دکھایا اوس نے کہا سبحان اللہ عجب حال ہے
مہر و ماہ کا قران ہے اتصال ہے اسپر یہ حالت طاری ہے عجیب قدرت باری ہے سچ کہا ہے ع بہت ہوتا ہے نالان
فصل گل مین زاغ بستانی ہنوز ✤ یہان رفع حجاب نہوا تھا کوئی کامیاب نہوا تھا چرخ شعبدہ باز رنگ لایا
تفرقہ کا ڈھنگ دکھایا جو خواص فہمی اختصاص محرم راز دمساز تھی دوڑی آئی خبر موحش کانون سنائی کہ مسرور خواجہ سرا

آیا ہی خلیفہ کا پیام لایا ہی یہ سنکے دھک سے کلیجا ہوا آہ سرد بھر کے کہا الہی یہ کیا ہوا دفعتہً سلطان نہاور کی آمد کے
آثار نمایان ہوئے خوف سے ماہ و ستارے پنہان ہوئے نور سحر کے دبدبہ سے ظلمت شب کافور ہوئی نفیری بجنے لگی
چونک کے گجر بجایا موذن نے اللہ اکبر کی صدا دی شہرزاد نے زبان روکی ساکت ہوئی شہریار متوجہ تخت گاہ ہوا وزیر
امیر ارکان دولت جو پہلے سے حاضر تھے اداب و تسلیم کے بعد اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے آرزو خواہون کے
مطلب حصول ہوئے اودھر مہر عالمتاب متوجہ ایوان مغرب ہوا ادھر ماہ انور نے انجمن انجم مین جلوہ دیا دربار
برخاست ہوا شہریار نے خلوت سرا کا عزم کیا کچھ دیر استراحت کی پھر شب گذشتہ کی داستان یاد آگئی شہرزاد سے
ارشاد کیا اون نوگرفتارون کا حال کیا ہوا وہ گویا ہوئی کہ جس خواص نے خواجہ سرا کے آنے کی خبر دی تھی اوس
سے شمس النہار نے کہا تو جا سرور کو باتون مین لگا مین اوسے بلالونگی جان پر یہ بھی بلا لونگی یہ کہکے خواصون کو
فرمایا بارہ دری کے دروازے بند کرلو پھر تم سے یہ کام کہ پائین باغ کی سمت جو شہ نشین تھی اون دونون
کو اوسمین بٹھایا خود بارہ دری مین تخت پر جا بیٹھی سرور کو بلایا اوس نے عرض کیا خلیفہ نے فرمایا ہی اسوقت میرا دم
گھبرایا ہی تمھارے دیکھنے کا خیال آیا ہی شمس النہار نے جواب دیا کہ عرض کرنا حضور کا کفش خانہ ہی جو مجھکو ممتاز فرماتا ہی
بسم اللہ قدم رنجہ فرمائیے دیدہ و دل فرش راہ ہین آئیے سرور تو رخصت ہوا یہ روتی ہوئی اوس حزین کے پاس
آئی فلک کی تفرقہ پردازی سنائی کہ اس حاسد نے دو گھڑی چین نہ دیا عیش کے پیالے مین غلہ لگا پھر اوس محرم سے
کہا دریا سے ملحق جو کمرہ ہی وہان انکو بٹھا کے دروازے مین قفل لگا کے منتظر وقت رہنا موقع پا کے دوسری
راہ سے باہر نکال کے مجھسے حال کہنا اور آپ خلیفہ کے استقبال کو رفع ملال کو چلی خواص نوگرفتارون دونون دلفگارونکو
وہان پہونچا کے تسکین کی باتین سنا کے باہر نکلی وحشی کیصورت یہ ہر طرف دیکھتی پھرتی تھی یکایک گھوڑون کی
ٹاپونکی صدا پیدا ہوئی خوف سے اضطراب ہوا جی بیقرار ہوا زبان مین لغزش ہونے لگی نجات کی راہ نہ پائی خلیفہ کی سواری
قریب تر آئی پنجشاخے دستیان سواری کے ساتھ جو جلتی تھین اونکی روشنی سے زمانہ دونونکی نظر مین سیاہ تھا
جانین نکلی تھین بغور دیکھتے تھے چند خواجہ سرا کمسن جوانی کی راتین شباب کے دن بلور کی لالٹینین ہاتھ مین شمعدانے
موم کی کافوری سب مین روشن دور دور آگے آگے وہ غنچہ دہن روشنی ایسی روشن تھی کہ انکو دونکی کیفیت نظر
آتی تھی چیونٹی پاؤن کے نیچے سے بچ کے نکل جاتی تھی ہزار حبشی کشادہ ہنگام مسلح لوہے مین ڈوبا او پچے بنا بیچ مین

خلیفہ در باغ تک پہونچے پرستارون نے در کا پردہ اوٹھایا عمر و دولت زیادہ کا غل مچایا خلیفہ ہارون رشید مثل بہار باغ مین آیا دیکھا شمس النہار دلبر کی روش سے بچشم انتظار روش پر کھڑی ہے مکان و باغمین تیاری بڑی ہے جو لقا خدمتگذارین حلقہ زن پچمین وہ یاسمین پیکر گل اندام ہے بکر و شوکت تمام ہے دیکھتے ہی وہ آگے بڑھی اوب سے سر تسلیم جھکایا خلیفہ نے ہاتھہ بڑھا گلے سے لگایا خرامان خرامان باتین کرتا بارہ دری مین آیا تخت پر جلوہ گر ہوا معشوقہ کو پہلو مین بٹھایا گانے والیان خوش آواز نغمہ سنج عربدہ پرداز حاضر تھین اونکو اشارہ ہوا شمس النہار نے فرمایش کی اسوقت غزل پر سوز شکایت نیرنگی زمانے مین گاؤ اونھون نے ساز ملا کے سر جما کے گانا شروع کیا غزل

اک چوٹ عشق کی ہے جو دلبر لگی ہوئی
ہے آنکھ کس سے اے دل مضطر لگی ہوئی
تڑپے ہے مثل طائر بسمل نہ کس طرح
ہے آنکھ اس لیے سو ہی ساغر لگی ہوئی
کو کب سے بھی زیادہ کوئی جان نثار ہے
رہتی ہے آگ سینے کے اندر لگی ہوئی
جتنا کروگے ظلم و ستم ہم اوٹھائینگے
برچھی ہے عشق کی امرے دل پر لگی ہوئی
لائیگی تیغ مین یہ کسی بے گناہ کو
تصویر کس کی ہے یہ برابر لگی ہوئی
ہم سے تو حال دیدہ تر کچھ بیان کر
بس ابتو دھن یہی ہے ستمگر لگی ہوئی
لبریز جام عمر ہے پی لین شراب ناب
پھر گھات مین ہے زلف معنبر لگی ہوئی
خلیفہ اس غزل کو سنکے سمجھے کہ بیان

اشتیاق ہی بیان عقل نہ پہونچی کہ یہ معاملہ فراق ہے ادھر کثرت ضبط سے تحریک خبط سے شمس النہار کو غش آیا اودھر شاہزادے کو کشش محبت نے چونکایا یہان بید مشک گلاب کیوڑہ چھڑکنے کی تیاری ہونے لگی وہان باعث افشا بیقراری ہونے لگی ابن طاہر کا یہ ڈھنگ دیکھہ کے رنگ رو پران تھا سکتے مین سر در گریبان تھا وہ محرم راز خواص آفت کا پرکالہ تھی جو دلالہ تھی سمجھی خیر نظر نہین آتی ہے صورت معاملہ کی بگڑی جاتی ہے انکا یہان ٹھہرنا مناسب نہین بہرکیف دونون کو دم دلاسے سے دریا کے کنارے لائی مختصر سی کشتی منگائی ع زورق اک سامنے ہوئی موجود ✣ ہو فلک پر ہلال جیسے نمود ✣ اوسپر دونون کو سوار کیا ملاح لے چلا اوس غریق بحر محبت کو اصلا خبر نتھی کہ کون ہون کہان جاتا ہون جسدم کنارے پر لائے ابن طاہر نے شاہزادے مین ہوش و حواس نہ پائے بہت گھبرایا ایک دوست کا گھر قریب تر تھا وہان لایا کہا رات دھوکے مین زیادہ گذری زمانہ کا رنگ اور ہے اسواسطے یہان آیا ہون اوسنے ایک تحفہ مکان خالی کر دیا شاہزادہ نے تمام رات بیقراری مین بسر کی تڑپ تڑپ کے سحر کی وہان سے افتان خیزان گھر پہونچے ابن طاہر شاہزادہ کو

پہونچا کے اپنے مکان کا عازم ہوا دو دن کے بعد خبر کو جو گیا شاہزادے کو عجیب حال مین مبتلا دیکھا عزیز اقربا گھیرے وہ سب منہ بھیرے حکیم طبیب پاس تھے اوسکی کیفیت دیکھ کے بدحواس تھے شاہزادے سے حکیم سے آنکھہ ملا کے کہا ؎ آگاہ نئی تپ درون را ✤ نشتر چہ زنی رگ جنون را ✤ از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب ✤ درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست ✤ ابن طاہر نے اپنی آواز جو سنائی شاہزادے نے آنکھ کھولدی محرم راز کی صدا جو پائی سبکو پاس سے اوٹھایا ابن طاہر کو بلا کے نزدیک بٹھایا کہا ای غمخوار کوئی دم مین زندگی کا چراغ گل ہوتا ہی ہر نفس وداع روح کا یقین بالکل ہوتا ہی مگر یہ قصہ دور کرو جلد غارتگر جان کا مذکور کرو وہ بولا فضل الٰہی ہی مگر خواص ابھی تک نہیں آئی ہی اب مین جاتا ہون کسی ترکیب سے خبر منگواتا ہون اوسکی تسکین کر کے گھر مین جو آیا خواص کو بیٹھا پایا حال پوچھا وہ بولی پہلے اپنی اور شاہزادے کی کیفیت بیان کرو کہ وقت رخصت حال اونکا بہت سقیم تھا خنجر فرقت سے دل دو نیم تھا ابن طاہر نے ابتدا سے اوسوقت تک کا حال خوش بیانی و چرب زبانی سے کہدیا اوسنے سب حکایت بلای ہجر کی شکایت سنکے سر دھن کے کہا جو ہوا وہی حال ہماری مالک کا ہی خلیفہ کے روبرو غش آیا دو پہر رات گئی آنکھہ کھولی صبح کے وعدہ پر خلیفہ تشریف فرما ہوا گجر بجے تک شہزادہ کا مذکور رہا دم سحر بادشاہ طبیبونکا مجمع ہمراہ لایا مرض کسیکے خیال مین نہ آیا جب وہ چلے گئے مجکو تمہاری خبر کو بھیجا مگر صدای در بدرگاہ ہی اور ہونٹون پر جان ہی ابن طاہر نے خواص کو جلد رخصت کیا خود شاہزادہ کے پاس آیا جو خواص نے کہا تھا وہ سب سنایا باہم کی گفتگو نہ تمام ہوئی کہ شام ہوئی شاہزادے سے رات بھر اپنے پاس رکھا ہر دم کی غشی سے بدحواس کہا دم سحر جب ابن طاہر اپنے گھر آیا پھر وہ خواص آئی اور نامہ شوق لائی ابن طاہر اوسکو ساتھ لیکے شاہزادے کے مکان پر آیا مشتاق نے خواص کو قریب بلایا نامہ اوسکے ہاتھ سے لیکے آنکھون سے لگایا بسکہ شوق ہم آغوشی کا حال تھا کھولنا محال تھا سوز فراق کثرت اشتیاق مگر تحریر تھا ہر فقرہ نالہ شبگیر تھا رنج دوری بلای مہجوری مین جو اسیر تھی ہر سطر مسلسل ہر کیفیت زنجیر تھی مضمون درد ناک مین طپش دلکے جلوے نمایان تھے اشک خونی کے دھبے تمام خط مین درخشان تھے سوز جگر کے فقرونمین شرارونکا ڈھنگ تھا دیکھنے مین آنکھین جلتی تھین بعینہ انگاروں کا رنگ تھا

نامہ شمس النہار بنام شاہزادہ ابوالحسن عاشق زار

ای باعث عیش جان عاشق	وی زیب دہ مکان عاشق	من بعد سلام و شوق دیدار	کرتی ہون مین اپنا حال اظہار

دنکو تو ہی آہ شب کو زاری — تم بن ہی حالت اب ہماری
بیچین ہون آہ مثل سیماب — سب چھوٹ گیا مزا خور و خواب

شب کٹتی ہی کروٹین بدلتے — دن جاتا ہی مجکو ہاتھ ملتے
کہ درد ہی کہ بخار تن مین — کچھ روگ سے روگ ہین بدن مین

جسطرح کے مجھپہ صدمے ہین ہای — دشمن کو یہ دن خدا نہ دکھلائے
گھبراتی ہی جان بیقرار آہ — باقی نہین تاب انتظار آہ

موت اس سے ہزار بار بہتر — فرقت نہین ای نگار بہتر
واللہ میرا برا ہی احوال — تم بن مجھے اک گھڑی ہی اک سال

یہ حضرت سوز کی غزل آہ — اب ہی مرے حسب حال واللہ
تم بن ہی عذاب زندگانی — ہی میری خراب زندگانی

مت کیجیے خیال کل ہمین گے — ہر پل مین یہ جو اب زندگانی
آجا مری مہربان ورنہ — جاتی ہی شتاب زندگانی

اتنا نہ چھپو کہ لے کفن کا — گھبرا کے نقاب زندگانی
ایسے جینے سے سوز واللہ — دے کاش جواب زندگانی

بس شکوہ ہجر کیا کرو تن مین — نزدیک ہی آج کل مرو تن مین
دلکو میرے آئیگی تب ہی کل — جب ہجر سے وصل ہو مبدل

شاہزادے نے اپنے شیدا کا نامہ جو پڑھا خوب رویا آب اشک سے منہ دھویا چھپکر جواب عشق شرر سے زیادہ تیز آفت انگیز تھا تحریر کیا خواہش کو پورا

نامۂ شاہزادہ ابو الحسن بنام شمس النہار

ای راحت جان بیقراران — وی مرہم سینہ فگاران
مین چشم کی تیری یاد مین ہا — نرگس کیطرح سے ہو نہین بیمار

ہی زلف تری وہان پریشان — خاطر ہی میری یہان پریشان
تو دیکھے ہو آئینہ مین ان شکل — یان دیکھے ہی یہ کی جہان شکل

نہ دنکو ہی چین نہ شبکو ہی خواب — دل ٹوٹی ہی اور جگر ہی بیتاب
بیتابی ہی جیسی میری کو — دیکھے ایسا نہ سے خدا کسی کو

یون سینے مین تڑپے ہی میرا دل — جسطرح سے مرغ نیم بسمل
یہ زیست ہی موت کی نشانی — اب موت ہی میری زندگانی

سینہ مین پڑے ہین تیر ناسور — مرتا ہون مین تیری جادو
ہر دم ہی کچھ اضطراب دلکو — طاقت نے دیا جواب دلکو

اب کرتی ہی سانس بھی گرانی — سب خاک مین ملگئی جوانی
بیمار ترے غم مین حبیب ہرروز نہین — اور کوچ جہان سے کرو دن مین

باقی جو نشان بروی خاکم — شمع بفسرو ز بر مزارم
بس نقش نگین ہی تربت مین — کہین ہست شہید حسرت مین

خواص نامہ لیکے ادھر گئی اور ابن طاہر اپنے گھر روانہ ہوا شہزادے کی وحشت کو بہانہ ہوا راہ مین ابن طاہر کو یہ خیال آیا کہ ان دونون کا حال روز بروز بگڑتا جاتا ہی انکا ساتھ دینا آفت کا جھیلنا ہی جان پہ کھیلنا ہی اور خواص کا جو ہر دم آنا ہی موت کا بہانا ہی جس دم خلیفہ کو خبر ہو جائیگی بغداد کی بستی زیر و زبر ہو جائیگی حرمت اور جان مفت مین برباد ہو گی اہل و عیال مصیبت مین پھنسین گے دوست روئین گے دشمن ہنسین گے مصلحت یہی ہی

کہ چندے ترک یار و دیار کیجیے غربت اختیار کیجیے اس تصور مین صورت تصویر دکان پر حیران بیٹھا تھا ایک جوہری اسکا دوست تھا وہ دیکھنے آیا اور شمس النہار کی خواص کو اسکے پاس اکثر آتے اور شہزادے کے گھر جاتے دیکھا تھا اوسوقت ابن طاہر کو سراسیمہ پاکے گھبرا کے پوچھا شمس النہار کی خواص بار بار کیون آتی ہے اسنے ٹالا جوہری نے نہ مانا جب ناچار ہوا بر سر اظہار ہوا کہا شمس النہار و ابوالحسن بن بکا شاہزادہ شمشیر محبت کے زخمی سینہ فگار ہین ایک مرض کے دو بیمار ہین مجکو خلیفہ کا خوف آتا ہے انجام بد سوچکے جی گھبراتا ہے بانسرے کا قصد ہے اگر زندہ وہان پہونچ جاؤن اس تہلکے سے نجات پاؤن جوہری یہ سنکے اپنے گھر چلا گیا دو دن کے بعد پھر وہ جو آیا دکان بند دیکھی ابن طاہر کو نہ پایا یقین ہوا کہ وہ کہین چلدیا افسوس شاہزادہ بیکس و بے یار ہو گیا بلای عشق کے ساتھ تنہائی کی مصیبت مین گرفتار ہو گیا جو ہونا ہو سو ہو اب تم اوسکی رفاقت کرو یہ سوچکے شاہزادے کے پاس گیا وہ اوٹھ بیٹھا آنے کا سبب پوچھا جوہری نے کہا ہرچند مجکو حضور کی خدمت مین نیاز نہین مگر مجھے یہ قلق ہوا کہ اب اس شہر مین آپکا وہ محرم راز نہین میرا قصد ہے کہ اوسکے بدلے خدمتگاری کرون جان نثاری کرون یہ سنکے شاہزادے کا چہرہ زرد ہونے لگا دل مین درد اٹھنے لگا ملازم کو بھیجا وہ خبر لایا کہ دو دن سے ابن طاہر بصرے بانسرے گیا ہے دکان مین قفل لگا ہے پھر اوسنے کانمین کہا ایک عورت آپکے پاس آئی ہے کسی کا پیام لائی ہے شاہزادہ سمجھہ گیا فرمایا بلا لا جوہری عقیل تھا اوٹھ گیا وہ آئی کچھہ کہہ سنکے چلی گئی پھر جوہری آیا عرض کیا غلام اس قصے سے آگاہ ہے ابن طاہر سے بہت رسم و راہ ہے میرے حاضر ہونیکا سبب اوسکا جانا ہوا حضوری کا یہ بہانا ہوا آپکی تنہائی بیدست و پائی پر خوف جی مین ہوا کہ ایسا غمخوار آپسے جدا ہوا اگر حضور مطمئن ہین مجھہ سے بجز فرمانبرداری خلاف ظہور مین نہ آئیگا کوئی کام بند نہ رہیگا شاہزادے نے فرمایا تمہارا احسان ہوا جن سے رفاقت کی امید تھی وہ پھنسا مجکو دیکھکے اپنی رہائی کر گئے مگر رحم ہوئے وہ اپنی صفائی کر گئے اب جوہری محرم راز ہوا خواص اوسکے پاس آنے لگی پیام پہونچانے جواب لیجانے لگی ایک روز طول فراق کثرت اشتیاق سے شاہزادہ جو گھبرایا رو کے جوہری سے فرمایا ابن طاہر سے شمس النہار بے تکلف تھی بلا واسطہ باتین ہوتی تھین اگر وہ ہوتا ملاقات کی ترکیب نکل آتی شربت دیدار سے دل کی لگی کچھہ تو بجھہ جاتی جوہری نے کہا انشاء اللہ تعالی جلد یہ صورت ہوگی آپسے وصلت ہوگی صبحدم خواص جو آئی جوہری نے کہا شاہزادہ بہت بیقرار ہے

پریشان ہے وحشت کا سامان ہے وہ بولی جسوقت کہو مین لاؤن ملاقات ہوجائے وہ بھی بیچین ہے ہر دم شور و شین ہے کچھ تو تسکین آئے لیکن تمھاری حویلی ذلیل ہے جگہ قلیل ہے جوہری نے اوسکو ہمراہ لیکے متصل مکان بہت عالیشان بتا دکھایا خواص کو پسند آیا رخصت ہوئی چلی گئی دو گھڑی کے بعد پھر آئی کہا قریب شام وہ آئین گی اور توڑہ اشرفی کا جوہری کو دیا کہ مکان آراستہ کرنا اکل و شرب کا سامان سب درست رکھنا جوہری نے بجاے اسکے ظروف نقرہ و طلاے رنگا رنگ مکلف مغرق زردوزی مسند تکیہ لا کے مکان کو بہت شوکت و شان سے سجا اکل و شرب کا اسباب قرینے سے چن دیا شاہزادے کو اس حال سے مطلع کیا وہ بھی پوشاک بدل کے جوہری کے ہمراہ اوس مکان مین آیا بعد نماز شام وہ رشک ماہ تمام بہ انداز شمس النہار پردہ شب مین نکل آئی مشتاق کو وہان پایا اونکی آنکھ دوچار ہوتے پلک جھپکنے لگی بہ حیرت زدہ اوسکی صورت کو تکنے لگی پھر دونون نے سنبھل کے اپنی اپنی سرگذشت اسطرح سنائی کہ سامعین کے کلیجے ٹکڑے ہوگئے رقت آئی شہزادے نے کہا شعر بے تو بر من شب بخت فراق * چون شب اولین گور گذشت * شمس النہار بولی شعر فرقت مین جان نکلی تھی اس جسم زار سے * شرمندگی حصول ہوئی روے یار سے * پھر دونون زار زار رونے لگے آخر جوہری بیچارہ اوٹھا افسوس کیے سمجھایا یہ شعر سنایا شعر غنیمت صحبت احباب ہے * آج جو ہے کل خیال و خواب ہے * پھر ہاتھ منہ دھلایا دسترخوان بچھا کے کچھ کھلایا خود وہانسے ہٹکے جدا جا بیٹھا تخلیہ ہوگیا ہنوز ہجر کے بیان سے گذشتہ داستان سے فرصت نہ پائی تھی استراحت کی نوبت آئی تھی غلغلہ بپا ہوا جوہری کا غلام پریشان بدحواس دوڑا آیا جانگداز ماجرا سنایا کہ مجمع کثیر با سپر و شمشیر دروازے پر ہے عجب نہین جو دروازہ توڑ کر اندر آئین آفت مچائین یہ خبر وحشت اثر سنکے جوہری نے دریچہ وا کیا سو سوار ہاتھون مین ننگی تلوار نظر آئے قریب تھا اسکی جان نکل جاتے اضطراب مین اپنے بھاگنے کی تمیز نہ رہی فرط خوف سے ہمسائے کے مکان مین کود پڑا آدھی رات تک ہنگامہ رہا جب وہ صدا موقوف ہوئی جوہری خائف ہراسان اوس گھر مین آیا میدان صاف کسی کا پتہ نپایا یہ رنگ دیکھ کے فلک شعبدہ باز نے ڈھنگ بدلا شب تار کو روز روشن سے مبدل کیا ادھر نوبت نوازون نے نقارے پر ٹکور دی ادھر فوج مین توپ دمی بجی توپ چلی مہر جہانتاب نے گھبرا کے چہرۂ انور سے نقاب اوٹھائی شہزادے نے آسمان کیطرف دیکھ کے لب و دہن پر مہر خاموشی لگائی شہریار بادل بیقرار عازم ایوان سلطنت ہوا گو مصروف انتظام رہا مگر تمام دن انتظار شام تھا جسدم

مہر انور نے منزل مغرب مین قدم رکھا شہریار نے بیت الراحت مین جلوہ دیا شہرزاد حاضر ہوئی فرمایا اون دونون بلا نصیبون پر کیا گذری اوس نے عرض کیا جوہری حیران چار سو نگران تھا ایک کونے سے غلام نکل آیا پوچھا تو کیونکر بچا اوس نے کہا مین تہ خانے مین چھپ کے سب ماجرا دیکھا سرکار کے ملازم نتھے ڈاکہ تھا اسباب سامان سب لوٹ لیا آئے سنکے جوہری نے مکان کو جو دیکھا تنکا نہ پایا مثل کہتے ہین جھاڑ و دیگئے وہ کمبخت اوسکو بھی لیگئے جوہری کو دو صدمے جان جوکھون کے ہوئے پہلا شمس النہار اور شہزادہ دلفگار کا دوسرا اسباب جا بجا سے عاریت لایا تھا غلام نے تسکین کی کہ دونونکو ڈکیت لیگئے ہین غالباً ایذا نہ دین اور اسباب کے لٹنے کا حال پوشیدہ نرہے گا چور سے چارا نہین غریب کو مقابلہ کا یارا نہین پھر کوئی تاوان نہ لیگا صبحدم ڈاکے کی خبر گھر گھر مشہور ہوئی جوہری کے عزیز قریب دوست آشنا جمع ہوئے غم کھانے لگے سمجھانے لگے دو پہر کو غلام پیام لایا کہ کوئی شخص آپکو بلاتا ہی جوہری باہر آیا ایک حبشی کو پایا اوس نے کہا میرے ساتھ چلو ضرورت ہی مفید مطلب صورت ہی وہ اوس راہ سے لیچلا جس سے آگاہ تھا کہنے لگا اسی راہ سے چور تمھارا گھر لوٹنے آئے تھے جوہری بیچارہ چلتے چلتے تھک گیا شام تک دریا کے کنارے پر پہونچا وہ کشتی مین سوار کر کے پار لیگیا ایک دروازے پر جا کے دستک دی وہ کھلا یہ اندر گئے پھر قفل لگا دیا وہان دس بارہ آدمی تھے اونھون نے جوہری کی بہت خاطر کی بڑی تکریم سے پاس بٹھایا اس عرصہ مین رئیس خانہ آیا خیر و عافیت پوچھی خدمتگار نے دستارخوان بچھایا جوہری کو شریک کر کے سب نے کھانا کھایا جسدم فرصت ہوئی صاحب خانہ نے پوچھا تم نے کبھی ہمکو دیکھا تھا جوہری نے کہا اس سن مین آج یہ راہ نظر آئی ہی آپکی صورت دیکھنے کی بار کب پائی ہی پھر اوس نے کہا شب گذشتہ کا مفصل بیان ڈاکے کی داستان سچی اظہار کر جوہری نے پوچھا یہ تو فرمائیے ہمارا حال آپ پر کیونکر کھلا کہا جو اس رات کو تمھارے گھر مین مہمان تھے وہ ہم سے سرگرم داستان تھے اب جوہری کو یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ہین جنھون نے گھر لوٹا ہی انکی بدولت شہر چھوٹا ہی بولا کہ جو مقدر مین تھا وہ ہوا لیکن مجکو اونکی بہت تلاش ہی اس اندوہ سے دل و جگر پاش پاش ہی وہ بولے دونون یکجا تو نہین جدا ہین الا راحت ہی آرام ہر صورت ہی اوسوقت جوہری مجبور ہوا دونون کا حال ظاہر کیا کہا وہ جو مرد ہی اوسکا نام ابو الحسن بن بکا شاہزادہ ایران ہی اور عورت مشہور شمس النہار محبوبۂ خلیفہ عالیشان ہی یہ جملہ سنکے وہ سب گھبرائے اونکے پاس بدحواس آئے دونون کے پاؤن پر ایک ایک نے سر جھکایا خطا کا اقرار کر کے عفو چاہا پھر جوہری سے کہا اسباب

تمھارا جو ہم لائے تھے کچھ تلف ہوا باقی حاضر ہی ہمارا راز افشا نکرنا خلیفہ عادل کا زمانہ ہی گرفتار بلا نکرنا شمس النہار
نے اونسے وعدہ کیا کہ تمکو اس مقدمے مین آزار نہ پہونچیگا بادشاہ کے گوش حق نیوش تک نال کار نہ پہونچیگا
پھر وہ لوگ انکو مع مال اسباب دریا کے کنارے لائے کشتی پر سوار کیا دریا ئی ٹکرس کے پار اوتار دیا ابھی یہ مبتلای
مصیبت کشتی سے اوترنے نہ پائے تھے کہ روندسرکاری موجود ہوئی سوار و پیادونے گھیر لیا پوچھا تم کون ہو
کہانسے آئے ہو اسباب کسکا لائے ہو جوہری کی جان نکل گئی دم بخود ہو گیا مگر شمس النہار نے روند کے
افسر کو قریب بلا اپنا نام بتایا وہ گھوڑے سے اوترکے آداب بجالایا دو جوان ساتھ کیے کہ مکان پر بحفاظت
پہونچا نا رسید لے آنا یا دے سکو جوہری کے مکان پر پہونچا کے چلے گئے شمس النہار محل مین داخل ہوئی
خواصون کے جسم بیجان مین جان آگئی دو دن کے بعد جوہری بازار مین کھڑا تھا شمس النہار کی
خواص ازدار نے اشارے سے بلایا وہ ایسا ڈر گیا تھا کہ سراہ بات نکی ویران مسجد مین لے آیا اوس سے
پوچھا تم سب اوس دن کیونکر بچین کہان چھپ رہین تھین اوسنے کہا جب چور گھر مین پہونچکے اسباب
اوٹھانے مین مصروف ہوے ہم کوٹھے پر چڑھ گئے مکان سب ملے ہوے تھے کئی گھر طے کر کے ایک حویلی مین
اوترے صاحب خانہ ہمت مردانہ رکھتا تھا اوسنے اطمینان کیا باقی رات راحت سے آرام پایا دم سحر فلک
محل مین لایا جسنے شمس النہار کو پوچھا ہمنے رت جگے کا بہانہ کیا راز فاش ہونے نہ دیا بارے دوسرے دن
وہ بھی تشریف لائین مع الخیر محل مین آئین پھر دو توڑے اشرفیون کے جوہر یکو دیکے کہا تمھارے اسباب کے
ضائع ہونے کا بہت ملال ہی مفت نقصان اوٹھانے کا تاسف کمال ہی انکو اپنے صرف مین لاؤ جوہری
دعائین دیتا اپنے گھر گیا جسکا جو اسباب تلف ہوا تھا بنوا کے حوالے کیا سرشام شاہزاد یکی خبر کو گیا عجب نقشہ
دیکھا آنکھین بند نقش بستر غش مین بے حس و حرکت پلنگ پر پڑا ہی گرد مجمع اعزا کا ہی جوہری کی آواز سنکے آنکھ
کھولی اسنے رو کے کہا آپ نہ کھانا کھاتے ہین نہ پانی پیتے ہین عقل حیران ہی کیونکر جیتے ہین پھر خاصہ منگوایا
جبر سے کچھ کھلایا شاہزادہ نے شمس النہار کو پوچھا جوہری نے خواص کا آنا توڑے اشرفی کے دے جانا بیان
کیا اور جو کچھ خواص سے سنا تھا کہا آدھی رات انھین باتو نمین گذری پھر رخصت ہو کے اپنے گھر کی راہ لی گجر دم
وہی خواص بدحواس روتی ہوئی آئی جوہری نے پوچھا خیر ہی جواب دیا بڑا شر پیدا ہوا ہی دیکھیے اسکا انجام کیا رنگ دکھاتا ہی

سامان بد نظر آتا ہی ہماری اور تمھاری اور شاہزادہ کی جان نہ بچے گی کچھ دیر مین قیامت مچے گی خلیفہ سبکو قتل
کریگا گور و کفن بھی نہ ملیگا گوشت چیل کوے نوچ لیجائینگے ہڈیان درندے چبا ئینگے وہ دونون لونڈیان جو اوسدن
ساتھ آئی تھین شمس النہار نے کسی قصور پر اونکو خوب مارا وہ بھاگین خواجہ سرا جو محل کا داروغہ ہی اوسکے پاس بدحواس
پہونچین تمام قصہ اوس روز کا بیان کیا وہ خلیفہ کے حضور مین لایا مفصل سانحہ سنایا خلیفہ یہ حال سنکے غیظ مین آیا
جبین پر چین خواجہ سرا بھیجکے شمس النہار کو پکڑ وا منگایا آگے خبر نہین کیا ہوا یہ ماجرا سنکے شمس سحر یعنی آفتاب عالمتاب
افق چرخ سے نمایاں ہوا غصہ مین بھرا آتا نیزۂ شعاعی چمکاتا سر پر نیلگون پر با چشم پر خون قرار لیا خوف سے
شب تیرہ کا منہ سفید ہو گیا کار پردازان سحر نے ظلمت کا رنگ مار لیا روشنی پر سرجوش و خروش ہوئی شہرزاد یہ ڈھنگ
دیکھ کے خاموش ہوئی شہریار مجبور یہ کلمہ کہہ کے اوٹھا سخت حسرت کی جا یہ قصہ چھوٹا بعد ادای فریضۂ سحر امور
سلطنت مین مشغول رہا لیکن تمام روز بامید شب ملول رہا شہو ہی رنگ بدلنے مین دنیا کا گرگٹ اوستاد ہی ہزار طرحکا
نیرنگ اوسکو یاد ہی اور یہ تو ادنا بات ہی کہ دن نمود ہوا اور رات ہو گیا یک شمس النہار کے الم مین ماہ بالباس سیاہ
فلک اول پر نکل آیا پردہ داران شب نے عیب و ہنر سبکا تیرگی مین چھپایا شہریار با دل بیقرار محل سرا مین رونق افزا ہوا
پھر وہی چرچا ہوا شہرزاد سے پوچھا پھر کیا ہوا اوس نے عرض کی جوہری یہ حکایت سنکے بیدم ہوا ہاتھ پاؤن پھولے
گھر کی راہ بدحواسی مین بھولے فوراً شاہزادے کے پاس پریشان بدحواس آیا مژدۂ مرگ سنایا کہا فرصت غنیمت جانو
میرا کہنا مانو اسیدم اسپ صرصر تیز گام پر سوار ہو سفر غربت پر کمر کسکے تیار ہو اگر سرکار کی دوڑ آگئی بجز گرفتاری و دولت
دخواری کچھ بن نہ آئیگی آبرو بگڑ جائیگی فوراً اصطبل سے گھوڑے جالاک مین چڑھنے منگوا کے دو چار جوان خاص سے
ایک دو خدمتگار وفا شعار ہمراہ لیے زیور جواہر جو ہر یکی کمر مین بندھوایا اشرفیون کا توڑا قبور مین اٹکایا سراسیمہ شہر سے
نکل کے قدم بڑھایا وہ دن اور تمام رات چلنے مین گذری کہین دم نہ لیا نہ قیام کیا نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ آرام کیا
دوسرے روز سلطان خاور نصف مسافت جب طے کر چکا تمازت زیادہ ہوئی گرم ہوا چلنے لگی زمین جلنے لگی گھوڑے
شل ہو گئے تھے سوار پیادے مضمحل ہو گئے تھے ایکجا درخت گنجان اور پانیکے چشمے وان دیکھ کے یہ لہر آئی کہ دو گھڑی یہان دم
لیکے راہ کی کسل مٹائیے آگے جدھر تقدیر رہبر ہو منہ اوٹھائیے اس تصور مین درختون کے تلے گھوڑون سے اوترے
ہنوز پانی تک نہ پیا تھا دم بھی درست نکیا تھا چرخ جفا شعار کو نا گوار ہوا رہزنون کا وہان گذار ہوا سبکو گھیر لیا

مروت سے منہ پھیر لیا جسنے تلوار پکڑی وہ مارا گیا دنیا سے بیچارا گیا جسنے نقد و جنس حوالہ کیا وہ زندہ رہا کچھ نہ کہا فقط شاہزادہ و جوہری باقی رہے وہ اس طرح سے کہ بدن کے کپڑے ساتھ نہ رہے سکے جب وہ غارتگر نقد و جنس لیکر نظر سے انکی نہان ہوے جوہری نے باتن عریان و جگر بریان آگے چلنے کا ارادہ کیا اور بہر کیف شاہزادے کو آمادہ کیا دو چار کوس بصد حسرت و افسوس چلے اب پاؤن اوٹھنے سے بیٹھ گئے پنڈلیان سوجین تلوؤن مین چھالے پڑے چلنا کیسا سیدھے بیٹھنے کے لالے پڑے سامنے قریہ ویران اوسمین مسجد جسمین خدا کے سوا دوسرے کا نام نتھا نظر پڑی یہ دونون افتان خیزان سر کے بل وہان آئے وہ باقی دن اور رات وہان اوقات کٹی جب دم پوپھٹی ایک شخص نماز کو خانہ بے نیاز مین آیا بعد ادای فرض اوسنے دیکھا دو غریب الوطن عریان بدن کونے مین مسجد کے غیرت سے منہ چھپائے بیٹھے ہین قریب آکے بدلداری حال پوچھا جوہری نے چورونکا لوٹنا آفت کا ٹوٹنا بیان کیا اوسنے کہا یہانسے چند قدم پر میرا مکان ہے اگر وہانتک چلیے تو کچھ خدمتگاری کرون جوہری نے کہا عریانی تنی مانع کام رسائی ہے ننگے دھڑ ننگے لوگونکے سامنے جانا بے حیائی ہے وہ شخص اپنے گھر جاکے دو انمین کھانا و چادرین لایا جوہری نے کچھ کھایا شہزادے نے سر نہ اوٹھایا وہ بیچارا کئی بار اپنا حرج کار کرکے انکی خبر کو آیا قریب شام جوہری نے اوس جوانمرد سے کہا اس غریب زادے کا حال بہت تباہ ہے صبح تک زندہ نرہے گا اسکی حالت گواہ ہے اگر مقدمہ نوع دگر ہوا آخرت کا سفر ہوا تو ہماری شرکت پر ضرور ہے غریب الوطن ہین یار و دیار بہت دور ہے اوسنے جواب دیا بندہ ہر طرح حاضر ہے یہ کہکے وہ تو رخصت ہوا شاہزادہ نے جوہری سے کہا تم گواہ رہنا شمس النہار کی محبت مین جو ایذا اوٹھائی اوسمین راحت پائی اب وقت اخیر ہے اجل دامنگیر ہے اتنی حسرت رہ گئی کہ میری ما نے مجکو بڑی شفقت سے پالا تھا اگر اوسکی آغوش مین جان دیتا تو لطف بڑا تھا لیکن تمسے وصیت کرتا ہون کہ بعد سفر آخرت میری لاش میزبان کے پاس امانت رکھکے بغداد مین جانا میری ما سے کہنا تیرے بیٹے نے سفر مین دنیا سے سفر کیا تو وہان جا اوسکی لاش لے آ بعد غسل کفنا کے اپنے پاس قبر بناکے تہ خاک کرنا پھر اس مصیبت مین گریبان صبر چاک کرنا یہ کہکے وہ کشتہ فراق جان بحق ہوا جسنے سنا قلق ہوا اوسکا مآل بخیر ہوا جوہری کا حال بہت غیر ہوا دو بیٹے کے لاش لحراش اوس مسافر نواز دمساز کو سونپی پھر بغداد کی راہ لی شہزادہ مرحوم کی مان سے اظہار حال کیا اوسنے انتہا کا رنج و ملال کیا بعد گریہ و بکا وہ دلجلی بیٹے کی لاش لینے چلی جوہری اپنے گھر مین آیا صف ماتم کو بچھایا دم سحر شاہزادے کو یاد کرکے روتا تھا

دامن آنسوون سے بھگو تا تھا کہ ناگاہ ایک عورت سیہ پوش بعد جوش و خروش و بکا آئی جوہری سنے پہچانا کہ شمس النہار کی غمگسار ہے علحدہ لیگیا قزاقون کے ظلم کرنے کا دشت غربت مین شاہزادے کے مرنے کا حال کہا وہ خواص فزون از قیاس بیقرار اشکبار ہوئی کہا سبحان اللہ خوب دونون بیقرارونکا محبت کے مارونکا ساتھ ہوا اوسی وقت شمس النہار بھی دنیا سے گذر گئی شاہزادے کا نام لیتے لیتے مرگئی یہ خبر تو جوہری و خواص اس انداز سے روئے اور پیٹے کہ عزیز و اہل محلہ صدا سنکے سر دھنتے تھے شریک گریہ و بکا ہوئے مصیبت زدونکے ماتم مین مبتلا ہوئے شور آہ و فغان تھا یہ مصرع ہر ایک کے بزبان تھا مصرع عشق ازین بسیار کردست و کند ؎ اپنی قدرت جہان دکھاتا ہے ✤ اسسے جو کچھ کہو وہ آتا ہے پھر جوہری سنے خواص سے پوچھا کہ خلیفہ سنے یہ ماجرا سنکے کیا کہا وہ بولی جسدم شمس النہار روتی پیٹتی خلیفہ کے روبرو پہونچی اوسکو ضبط کی طاقت نہی کھڑا ہوگیا گلے سے لگا لیا آنسو پونچھے عذر کیا خلعت فاخرہ دیا باعزاز رخصت کیا جب وہ پھر کے مکانمین آئی غش کی حالت تھی سنبھلی تو لوگو نکو سر کا یا مجھکو پاس بلایا فرمایا تیرا حق خدمت ادا ہوا اب چند ساعت کی مین مہمان دنیا مین مہمان ہون فراق مین موت کی خواہان ہون یہ یاد رکھنا کہ شاہزادے کی محبت مین ہماری جان گئی جہان گذران سے بہ ارمان گئی یہ کہکے ہچکی جو آئی روح جسم مین نہ پائی خلیفہ کو خبر ہوئی انتہا کا رنج و غم کیا وہ جلسہ درہم برہم کیا جیتے جی شمس النہار سنے اپنا مقبرہ بہت تکلف کا بنوایا تھا بڑی شوکت و شان سے ترک و حشمت کے سامان سے اوسمین دفن کیا اوس نازک اندام کو خاک مین چھپا دیا میری صلاح یہ ہے کہ شہزادے کا جنازہ جو بغداد مین آئے اوسی مقبرے مین دفن کیا جائے بعد مرگ تو دونو مشتاق ایکجا باہم ہون رنج جدائی کچھہ تو کم ہون جوہری سنے کہا بے اجازت خلیفہ کے کسکی جرات ہے اور حکم ملنے کی کیا صورت ہے وہ بولی تمام شہر مین اسکی دھوم ہے خلیفہ کو مفصل کیفیت معلوم ہے سب خواصون و پیش خدمتون کے وظیفے مقرر کرکے فرمایا جسطرح زندگی مین تم سب خدمتگذار تھین بعد مرگ اوسکے ماتم دار رہو اور مجھکو سب کا حاکم کیا ہے اختیار دیا ہے بس ہم سب قبر کے مجاور رہین ہر دم دربار مین حاضر ہین آپ جسوقت ہمکو اطلاع دینگے ہم اس کام کو پورا کرینگے القصہ شہزادے کا جنازہ جسدم شہر مین آیا چھوٹا بڑا بادل صد چاک سر و روا آغشتہ بخاک ہمراہ آیا تاجر رخ برین نالہ آتشین پہونچا ایسا بلند شعلہ آہ ہوا یہ خبر سنکے وہ خواص آئی جنازہ اوسی مقبرے مین لیگئے برابر لاش دفن کردی ؎ وصل جیتے نہو میسر اگر ✤ لائے معشوق کو یہ تربت پر ✤ عجب باریک نکتہ اسوقت فہمیدہ سامعین

آیا الکعبہ یا کہ زندہ تو بہر کیف جستجو مین آتا ہے مگر جل جلالہ عشق کی نئی چال ہے کہ مردہ بھی غیر کی باتون سے جل کے منزل مقصد تک پہونچ جاتا ہے ☆ فی الجملہ کام مین اپنے عشق یکتا ہے ☆ یہی نیرنگ سازیکتا ہے ☆ جسکی ہوا التفات اوسکے نصیب ☆ ہے وہ مہمان چند روز غریب ☆ ایسی تقریب ڈھونڈھ لاتا ہے ☆ کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہے ☆ شہرزاد نے جس دم یہ حکایت تمام کی دنیازاد نے کہا سبحان اللہ و بحمدہ اے بہن عجب طرح کی یہ داستان حیرت افزا ہوش ربا تھی کہ دیکھی سنی وہ بولی اگر آج کے دن رہائی پائی تو شاہزادہ قمرالزمان و شاہزادی خورشید لقا کے عشق کی داستان ایسی تازہ بیانی سے سناؤنگی کہ یہ قصہ پارینہ سب کے دل سے بھلا دونگی شہریار تو اسکے دم تقریر کا اسیر تھا سلسلۂ محبت گلوگیر تھا اوسکو یقین کامل ہوا کہ فی الحقیقت وہ قصہ نیا ہوگا اور آج کے دن اسکو جانکی امان دونگا تو کیا ہوگا یہ سوچکر حکم قتل سے درگذر ہوا شہرہ امان کا شہر مین گھر گھر ہوا جس دم تاجدار فلک رابع یعنی شمس نام شمس النہار وشاہزادہ مین باجگر داغدار و دیدہ اشکبار متوجہ ماتم کدہ مغرب ہوا اور جوہری سپہر اول یعنی ماہ بصد نالہ و آہ سلک مروارید انجم درج نیلی مین بکھر کے عیان بادل پر تعب ہوا دود آہ سے ایسا اندھیرا چھایا کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آیا چرخ نیلی اس قلق سے جگر کھا کے نوحہ خوان ہوا فرط غم سے سرگردان ہوا شہریار امورات سلطنت سے فرصت پا کے خاصہ نوش فرما کے محلسرا مین آیا بالین استراحت پر آرام کیا شہرزاد حاضر ہوئی حسب عادت سلسلۂ تقریر چھیڑا نیند اوچٹنے کا سرانجام کیا

قصہ شاہزمان بادشاہ جزیرہ چلدرن خالدان کا بہزار تمنا پیدا ہونا فرزند ارجمند قمرالزمان کا

دریاے فارس سے بیس منزل ایک مقام ہے جزیرہ چلدرن خالدان اوسکا نام ہے حاکم وہانکا سلطان ذیشان شاہزمان تھا شباب کا عالم نوجوان تھا سچ تو یہ ہے کہ جوانی تک شاہی یا گدائی جو تقدیر مین ہو لطف ہے جہان کی سیر ہے جوانی گئی کیفیت زندگانی گئی سن زیادہ ہوا مرنے پر آمادہ ہوا جو رہا حصہ غیر ہے القصہ اوس شاہ والاجاہ کے پاس جہان کا ساز و سامان تھا خزانہ بے حساب جواہرات بے پایان تھا فوج ظفر موج لشکر چرخ اخضر یعنی گروہ اختر سے سوا وزیر امیر مشیر سلطنت ترقی خواہ نمک حلال جان نثار حکیم طبیب بقراط کے یادگار شہرہ ہر دیار عادل غربا پرور مشہور تھا اوسکی فیاضی تھی خلق خدا اوس سے راضی تھی اس خوش نصیبی پر سلطنت کا وارث نہ تھا کاشانۂ دولت بے چراغ تھا لاولدی کا دل مین داغ تھا حکیم طبیب فقیر پنڈت نجومی اختر شناس رمال جو روبرو آتا تھا سب سے فرزند کا سوال تھا اسی جستجو مین عجب حال تھا فرط قلق سے گھبراتا تھا زاہد عابد درویش باکمال سبکی خدمتگذاری تھی تمام شب سونا

پروردگار سے التجا کرکے رونا اور بیقراری تھی ارحم الراحمین نے بعد چندے دعا قبول کی محلدار قدیم حاضر ہوئی نذر دی
عرض کی مجلس آرای خاص مین بیگم صاحبہ کا پاؤن بھاری ہی خالق سے فرزند ارجمند کی امیدواری ہی یہ سنکے بادشاہ نے
سجدہ مین سر جھکایا دو رکعت نماز شکر بجالایا نئی بات جو گوش زد ہوئی مسرت بیحد ہوئی اوسی دن سے در خزانہ کھلا محتاجونکو
زر نقد بھوکونکو کھانا ملنے لگا جب نو مہینے پورے ہوے وضع حمل کا وقت آیا بہت کچھ روپیہ لٹایا دائیان کامل جو مشہور
تھین تجویز کیا دوڑتھین طلب ہوئین فوراً حاضر سب ہوئین القصہ مشتری کی ساعت مین وہ نیر سپہر سلطنت برج حمل سے
جلوہ گر ہوا مژدۂ تہنیت گھر گھر ہوا مبارک سلامت کا غلغلہ ارض سے تا سما پہونچا جو جو ملازم باوقار ارکان ذی اعتبار تھا
نذر لیکے آ پہونچا اوس وقت کی فرحت و مسرت تحریر سے باہر ہی کیفیت اشتیاق سے ظاہر ہی اسقدر زر سرخ و سفید بانٹا
شہر تو کیا اطراف اوسکا چمک گیا وہ مہر جبین انتہا کا حسین تھا شاہزمان اوسکے باپ نے اوس مہر درخشان کا
نام قمرالزمان رکھا ساتوین روز عقیقہ اور ساتوین برس مکتب کا جلسہ نہایت تکلف سے کیا ملازم و رعایا کو خلعت و انعام سے
مالامال کر دیا معلم خوشنویس ادیب اور فنون کے کامل ملازم ہوے اس شغل مین پرورش پانے لگا بسکہ آب و گل اوسکی
گل خیز طبیعت مین جودت بہت تیز تھی جسدم دو ہفتہ وہ ماہ ہوا کامل ہو گیا جملہ علوم مین فاضل ہر فن حاصل ہو گیا اب بادشاہ
کو شادی کا بصد خوشی خیال ہوا یہ خبر سنکے شاہزادے کو ملال ہوا اس سوال کے جواب مین کہا متقدمین جو دانائے روزگار
تھے ہوشیار تجربہ کار تھے بہت حکایتین اس قوم کی بیحیائی و برائی کی شکایتین لکھ گئی ہین غلام نے سبکو پڑھا ہی لکھا ہی
کسی نے جھوٹ نہین گڑھا ہی اس گروہ کا یہی لیکھا ہی اور خداوند عالم نے فرمایا ہی قرآن مجید مین آیا ہی اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ
بادشاہ یہ جواب اپنے مطلب کے خلاف سمجھ کے آشفتہ خاطر ہوا فرمایا خیر اس سال بجبر مہلت دیگئی آیندہ اگر انکار ہوگا
تو عتاب سلطانی کا سزاوار ہوگا جب برس گذرا بادشاہ نے پوچھا عزم کیا ہی شاہزادے نے عرض کیا گستاخی
سراسر ہی اسی کا خطر ہی ورنہ وہی جو تھا اب بادشاہ کو غیظ آیا اوسکی مان سے کہا اپنے فرزند کو اس بات پر راضی کر
سمجھایا اوس سے ہاتھ اوٹھا مان نے بلاکے بہت کچھ کہا سمجھایا پیار کیا مگر شہزادے نے انکار کیا وہ رونے
لگی کہا بیٹا اس بات سے باپ بدمزا ہوگا خدا و رسول کی نافرمانی ہی انجام برا ہوگا **شعر** نہ ہر زن زن است
و نہ ہر مرد مرد ٭ خدا پنج انگشت یکسان نکرد ٭ اور جو یہی سب سوچتے تو پیدایش کا سلسلہ قطع ہو جاتا
دنیا کے کارخانے مین خلل آتا ہر چند اوس نے سمجھایا سر پھرایا اوسکے خیال مین نہ آیا

شاہزادہ قمرالزمان کا شادی سے انکار بادشاہ شاہزمان کا قیدخانہ مین بھجوانا وہان جن کا خورشید لقا شاہزادی چین کو لانا شاہزادہ کا فریفتہ ہو کے تلاش مین نکلنا حکیم کی بیٹی سے شادی کرنا

جب یہ سانحہ بادشاہ نے سنا جھنجھلا کے ایک مکان بہت پرانا تھا قیدخانہ بنا کے شہزادے کو اوسمین بند کیا اک غلام نگہبانی کو مقرر کیا کہ کہین نکل نجائے وہان اور کوئی جانے نپائے چند کتابین دل بہلانے کو بھیجدین شاہزادہ شادی سے رہا ہو کے اس قید کو فارغ البالی سمجھا تمام دن کتاب کی سیر کرتا رات کو کچھ کھا کے سو رہتا اوس خانہ وحشت کہنہ سقف و دیوار مین یار نہ غمخوار مکان تنگ دھنیان گھنی چھت پرانی پریشانی کی علامت سودے کی نشانی رات کا سناٹا جنگل سا مین ہا مین کرتا یہ بیچارہ تنہائی کے سلسلہ مین گرفتار پڑا رہتا اوس مکان مین پرانا کنوان تھا میمونہ ایک پری کا نام تھا بہت چاہ سے کنوین مین اوسکا مقام تھا وہ دشت و صحرا اوسی کے تحت حکومت تھا آدھی رات گذرے وہ نکل کے دنیا کی سیر کرتی چار سو کھیتی بھالتی دل کی حسرت نکالتی اوس رات کو جو باہر آئی مکان کے حجرہ مین روشنی پائی نئی بات جو نظر پڑی قریب آ کے دیکھنے لگی دروازے کو مقفل پایا ایک شخص خواب غفلت مین نظر آیا بند بھیڑ دروازہ کھولا اندر گئی دیکھا جوان حسین مہر طلعت ماہ جبین پلنگ پر جو اپنی نیند مین غافل ہے اوسکا چہرہ درخشان ہے جس سے پیدا روشنی کا گمان ہے نظم

دیکھا تو اک جوان ہے برق مثال / پیر کنعان کے چاند سا ہے جمال
نونہال ریاض حسن و شباب / گل نوخیز گلشن مہتاب

تیغ ابرو ہے قاتل عالم / چشم جادو ہے سحر سے ہمدم
نور سیاہ ہے روکش خورشید / صبح عارض ہے رشک صبح امید

دام کاکل وہ رخ جلوہ پذیر / مرغ دل جسمین سیکڑون ہین اسیر
دہن آب حیات کا چشمہ / لب جان بخش ہمدم عیسیٰ

دیکھکر دم بھڑک گیا اوسکا / ہوش قربان روی پاک ہوا
دم نظارہ رخ رنگین / برق عارض نے آنکھین جھپکا دین

صورت دیکھتے ہی بیتاب ہوئی برابر لیٹ گئی منہ سے منہ ملایا گلے سے لگایا پھر باہر نکل کے سرگرم پرواز ہوئی کچھ دور بادل بخور اوڑی تھی ایک ہم جنس کے اوڑنے کی آواز ہوئی اسنے کہا کون جاتا ہے ادھر آ وہ جن تھا نزدیک آیا پری نے پوچھا کس طرف سے آتا ہے کہان جاتا ہے مدتون سے سیاح ہے کوئی عجیب ماجرا بھی دیکھا ہے اوسنے کہا ابھی سرزمین چین سے آتا ہون بادشاہ وہانکا خاقان ہے بیٹی اوسکی غیرت مہر درخشان ہے ایسی صورت پاکیزہ نہ تمہاری قوم مین ہے نہ خلقت بشر مین ہے آدمی کے رشک سے داغ چاند کے جگر مین ہے چہرے کی چمک دمک دیکھکے خورشید فلک تھراتا ہے آنکھ دکھانے مین جہان قتل ہوا جاتا ہے گندھی ہوئی چوٹی کمر سے نیچے پڑی ہے اگر کھلے تو ایڑ

قد سے بڑی ہی ہونٹ عقیق یمن رشک لعل بدخشان دہن تنگ شکر افشان دانتوں کی چمک سے در شاہوار ہیرے کھاتے ہیں رخسارے ایسے شفاف ہیں کہ دم خموشی جلد کے اندر سے بتیس گنے جاتے ہیں صانع نادر نگار نے سانچے میں ڈھالا ہی سراپا قدرت خدا ہی خوش خلق لطیف و ظریف ہی قاتل جن و انسان دونوں کی حریف ہی

نظم

کیا ہی وہ نور کا سراپا
ایسا نہیں حور کا سراپا
وہ صبح جبین ہی صبح جنت
ہر چین ہی موجۂ لطافت

آنکھیں اوستاد سامری ہیں
نشہ میں شراب کی بھری ہیں
بینی کے قریب کب ہی ابرو
شہباز نے وا کیے ہیں بازو

دنبالہ کب اونمین ہی سرمہ کا ہی
بیمار کے ہاتھ میں عصا ہی
عارض ہیں وہ رشک صبح امید
مہتاب کہوں انہیں کہ خورشید

یاقوت سے بھی وہ لب ہیں خوش رنگ
کب لعل میں ہی اونسے ہمسنگ
پلکیں ہیں نشترزن رگ جان
ہیں جنکے دلوں میں زخم پنہان

وہ دانت ہیں شمع لب کے جوہر
قربان ہو جسپہ سلک گوہر
کیا کہیے دہن ہی اوسکا کیا تنگ
قاروں کی بھی دل سے ہی سوا تنگ

ہی سیب ذقن لطیف حد کا
کہیے کہ وہ پھل ہی نخل قد کا
عالم ہی چہ ذقن پہ مائل
قید اوسمیں ہیں لاکھوں یوسف دل

وہ کان ہیں برگ گل سے خوشتر
یا ہالۂ ماہ میں ہیں اختر
اس درجہ ملیح ہی زنخدان
زیبا ہی اگر کہیں نمکدان

ہیں صبح جبین کی شام زلفین
ہر طائر دل کی دام زلفین
سانچے میں ڈھلی ہوئی ہی گردن
ہی نور میں مثل شمع روشن

کیا ان واداخدا نے دی ہی
چھب تختی وہ اوسکی نور کی ہی
آئینہ کیطرح پیٹ ہی صاف
گرداب محیط حسن ہی ناف

ہی اوسکی کمر بعید از فہم
ہر تار نگاہ دیدۂ وہم
ہاتھوں میں حنا کی ہی وہ تزئین
ہی پنجۂ مہر دست رنگین

ساقین ہیں شاخ نخل طوبا
پر نور ہیں مثل دست بیضا
شفاف ہیں اوسکے کیا کف پا
ہیں عارض حور یا کف پا

بوٹا سا وہ قد ہی اک قیامت
یا نخل مراد ہی وہ قامت
انداز و ادا کرشمہ و ناز
اوس غیرت حور کے ہیں ممتاز

ملکہ با این حسن و جمال مرد کے نام سے نفرت کمال ہی خدا جانے یہ کیا خیال ہی بہت سے شاہ و شاہزادے وادی حالت میں آوارہ ہوکے بے نام و نشان ہو گئے غریب دیار کم کردہ خانمان ہو گئے آخر کار اوسکے باپ نے نصیحت و پند سے تھک کے قید خانے میں بند کیا ہی خانہ خراب رشتے کو دیا ہی دو تین عورتیں کمسن یا پیرزال نگہبانی میں ہیں رات دن جانفشانی میں ہیں جنھنے اوسکو دودھ پلایا ہی وہ سب پر حاکم ہی پرندہ وہاں پر اوڑ کے نہیں پہونچتا بڑی ظالم ہی بادشاہ اوسکو مجنون دیوانہ جانتا ہی عقل سے بیگانہ جانتا ہی بلکہ جابجا اشتہار چسپان ہیں کہ جو طبیب عامل ساحر اسکو اچھا کر دے اوسیکے ساتھ عقد ہو جائیگا وہ خوش نصیب و مہ نقد ہو جائیگا بہتیرے یہ سنکے برہم ہوئی کہا کیا واہی بکتا ہی جتنے جس شاہزادے کو دیکھا ہی

مثل اوسکا خلق نہین ہوا ہی چین کی شہزادی نے ایسی صورت کہان پائی ہوگی یہ نزاکت نہ لطافت نہ دلبری نہ رعنائی ہوگی
جن نے پوچھا وہ کہان ہی جواب دیا میرے مسکن کے قریب مکان ہی جن نے کہا اگر شاہزادے کو چشم خریداری سے دیکھون تو
تمیز کرون پری نے کہا نہین تم شاہزادی کو جا کے اوٹھا لاؤ شاہزادے کے پہلو مین لٹا دیکھنے مین حسن و قبح کھل جائیگا
ستاران نظر مین آ جائیگا جن فوراً شاہزادی کو اوٹھا لایا پری نے قمرالزمان کے پہلو مین لٹایا مگر دونون نے آپکی ترجیح کی بحث و تکرار
سے تکرار رہی آخر یہ تجویز ہوئی کہ تیسرا شخص ثالث یا تخیر اگر ہاتھ آئے تو جھگڑا مٹ جائے پری نے زمین پر لات ماری وہ شکر شق
زمین شق ہوئی ایک جن مسن جہاندیدہ تجربہ کار سیاح بحر و بر باہر نکل آیا پری نے دونون کا حسن و جمال دکھایا وہ دیکھتے ہی نقش دیوا
بت ہوکے ہوش و حواس کھو کے حیران رہگیا ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے سکا دیر مین اتنا کہا کہ نہین ہے ایک ایک پیدا
کیا جائے تو باہم کی دیکھ بھال بول چال غمزہ و ناز مین شاید کچھ فرق نکل آئے ورنہ جو انکو نیک سمجھے گا دونونکو ایک سمجھے گا
مہ و مہر کا رنگ و ڈھنگ انکے سامنے گرد ہی ایک کا منہ سفید دوسرے کا چہرہ زرد ہی وہ حسن و خوبی مین ہر فرد فرد ہی دونون
نے اس تجویز کو پسند کیا پہلے پری پسو بنی شاہزادہ قمرالزمان کی گردن مین اسنے کاٹا کہ وہ چونک پڑا ادھر
اودھر گھبرا کے جو دیکھا پہلو مین زہرہ جبین لعبت چین نظر آئی مؤلف یہ تو گرفتار بلا ہو گیا + صبر و سکون دل سے
ہوا ہو گیا + ایسا ولولہ محبت کا جوش ہوا دین و دنیا فراموش ہوا کبھی پلنگ سے اوٹھکے نثار ہوتا گرد گھومتا تھا
گاہ لپٹ کے رخسارے سے آنکھین ملتا لب شیرین بصد کوہکنی چومتا تھا وہ تو مست بیخودی غفلت مین چور تھی بہترا
خوش ادائی سے چونکایا بے تکلفی سے جگایا کچھ کام نہ آیا زمرد کی انگوٹھی اوسکے ہاتھ سے اوتار کے چھین لی اپنی انگشتری
اوسکی انگلی مین پہنا دی حیرت سے برابر لیٹ رہا پری جو کچھ فقرے زبان پر لائی پھر اسکو غفلت کی نیند آئی اب جن
مچھر بنا شہزادی کے پہلو مین ڈنک لگایا اسطرح نیند سے چونکایا اوسکی آنکھ جو کھلی آفتاب حشر ہم آغوش نظر آیا
مگر بیہوش نظر آیا بنظر اول کام آخر ہوا سینہ مین دل و جگر تھرانے لگا بیتابی سے کلیجہ منہ کو آنے لگا دل سے کہا یہ کیا
اسرار ہی کیسے بول کا سر نیچا ہوا یہ تو وہی کام ہی جسکا مجھکو انکار ہی عقل و فہم چکر ہوئی حضرت عشق کا سینہ مین ٹھکانہ
ہوا آنکھ لگنا آنکھ سے لگنے کا بہانہ ہوا کبھی کہتی الٰہی یہ خواب ہی یا بیداری ہی یا برگشتہ تقدیر ہماری ہی سحر مین مبتلا ہوئی
یا آسیب کے پھندے مین گرفتار ہو گئی یکہ و تنہا سوتی تھی دشمن جان سے دوچار ہو گئی گاہ گھبرا کے ہر طرف تکتی تھی
کبھی آنکھین بند کرتی شعلہ رخسار پر دل و جگر سپند کرتی گاہ جھنجھلاہٹ سے شانہ ہلاتی تھی کبھی گدگدی کرکے چونکاتی تھی

وہ تو بیجان تھا حس و حرکت کی طاقت سحر کی بدولت نہ تھی آنکھ کھولنے کی قدرت نہ تھی کبھی وہ لگی بیتابی سے گھبرا کے
لپٹ جاتی پھر شرما کے ہٹ جاتی کبھی اوسکے ہاتھوں سے آنکھیں ملتی کلیجے سے لگاتی دلکی تڑپ کو تسکین ہو جاتی اونگلیوں تک
جو نظر پڑی اپنی انگوٹھی اوسکے ہاتھ میں پائی محبت کی بہت آویزہ پر صحت کی علامت نظر آئی پھر اپنے ہاتھ کو جو دست
دیکھا تو اوسکی انگشتری جلوہ گر تھی سند کی مہر محبت کے محضر پر تھی سمجھی کہ اگر میں مفتون ہوں تو یہ بھی میرا شیدا ہے الفت کی علامت
طرفین سے پیدا ہے پھر اوس جن نے بزور سحر غفلت میں جدا کیا دلفگار ونکو چاہ کے ڈوبے ہوؤں کو گرفتار ونکو بیہوشی میں مبتلا
کیا حاضرین نے یہ جلسہ آپس کی دیکھ بھال کا عین وصال میں ناگہ فراق جنگ ہجر کے ملال کا بنظر استعجاب دیکھا پھر پری نے جن سے کہا شہزادی کو لیجا
اوسکے مکان پر پہونچا خود کنوئیں میں چلی گئی اور جن مسن نے اپنی راہ لی جس دم گریبان سحر سیاہ نمہ دیکھ چاک ہوا اور سلطان خاور
زینت دہ اریکہ افلاک ہوا ماہ بادل داغدار انجم و اختر کی قطار لیکے مغرب کے بیت الحزن میں روانہ ہوا آثار شب سیاہ
سحر کا نشانہ ہوا غلغلہ سحر ہوا صبح کا جلوہ مد نظر ہوا شہزادہ کو خموشی کا حیلہ ہاتھ آیا جان بچانے کا وسیلہ ہاتھ آیا شہریار
کو آج بہت قلق ہوا کہ کیوں سحر ہوئی بڑے لطف سے رات بسر ہوئی یہ سوچتا ایوان شاہی میں آیا انتظام کو مہیا کیا محتاجان جو
کی حاجت بر آئی داد خواہوں نے مراد پائی دفعتہ زینت دہ بزم انجم فلک اول پر نمایاں ہوا شہریار بیقرار فرحان ہوا
خلوتکدہ میں آکے شہرزاد کو یاد کیا اوس نے حکایت باقی کو شروع کیا کہ جب شاہزادہ قمر الزمان نماز کو اوٹھا مضطرب ہو کے ادھر
ہر سمت دیکھنے لگا خواب شب کی تعبیر کا پتہ نملا غلام جو نگہبان تھا اوسکو بلایا وہ قفل کھول کے وضو کو آفتابہ لایا شاہزادہ نے
وضو کیا بعد ادای نماز بکمال اضطراب اوس سے پوچھا وہ عورت جو میرے پہلو میں سوتی تھی اوسکو یہاں کون لایا تھا
کس نے بھجوایا تھا غلام نے حیران ہو کے دست بستہ عرض کیا پیر و مرشد دروازہ میں نے بدستور مقفل پایا عورت کیسی ہوا کا
گذر محال تھا یہ خواب کا خیال تھا شاہزادے نے انگوٹھی جو اپنے ہاتھ میں پائی یقین کامل کی نشانی نظر آئی غلام کو
زد و کوب کر کے کنوئیں میں لٹکایا کہا جبتک تو سزا سنگین پائیگا سچ نہ بتائیگا وہ بیچارہ آفت کا مارا حیلہ سے جو عرض کیا
غلام باہر آئے تو ہوش حواس درست کر کے یہ قصہ سنائے شہزادہ نے یہ سنکے باہر نکالا وہ پیشاب کا بہانہ کر کے
بھاگا بادشاہ کے پاس آ خستہ حواس حاضر ہوا جسم تمام فگار دکھایا ماجرا مفصل سنایا کہ یہ تازہ خبط شاہزادے کے
دماغ میں سمایا بادشاہ کو بشدت رنج و ملال ہوا سمجھا جوش وحشت بدرجہ کمال ہوا وزیر اعظم کو فورا بھیجا کہ سب کیفیت
مفصل دریافت کر کے عرض کرے وزیر شاہزادے کے روبرو آیا آداب بجالایا بیٹھنے کا حکم ہوا مودب جا بنشست

وہ ہم پلہ ارسطو بیٹھا تھا عرض کیا قبلہ عالم نے غلام کی زبانی کچھ سنکے خانہ زاد کو بھیجا ہی کہ اگر سچی داستان ہو تو کچھ اوسکا
سامان ہو شاہزادے نے کہا غلام ضرور نطفہ حرام ہی شبکو وہ ماہ سیما ہم بستر تھی صبح سے غائب ہی معاملہ عجائب ہی وزیر
کمبخت کے منہ سے نکلا حضور خواب کی تعبیر فرماتے ہین فاسد خیال ذہن مبارک مین آتے ہین یہ کلمہ مطلب کے خلاف
سنکے شاہزادے کو غصہ آیا ہاتھ بڑھایا ریش وزیر اوس ممتاز کی ہاتھ مین آگئی کشمکش مین ہر بال کی کھال کھنچی جوان گیا تھا
امرد ہوگئے۔ ہائی ہائی فارغ البال ہوکے بادشاہ کو صورت دکھائی نزدیک و دور یہ خبر مشہور ہوئی کہ وزیر کو بیرانہ سالی مین
شاہزادہ نے امرد بنایا ہی ہمسر ہوا ہی مین فرق نہین اس شکل سے حضرت کے روبرو آیا ہی یہ حال دیکھکے بادشاہ خود
سوار ہوا بیٹے سے دوچار ہوا غور جو کیا ہوش و حواس سب درست ہی بھلا چنگا تندرست ہی باپ سے عرض کیا پیر و مرشد
غلام کا حال غیر ہی اسی مین خیر ہی جو وہ پری شمائل میرے پاس آئے جان بچ جائے وگرنہ تامل مین میرا حال ابتر ہون
ہوگا مفت مین جنون ہوگا ناحق خون ہوگا بادشاہ نے فرمایا ای فرزند ارجمند دروازے کا قفل بند وہ کس طرح یہان آئی
شہزادہ جھلا کے کہنے لگا اگر خواب یا میری تقریر لغو حضور نے جانی ہی اسکو دیکھیے انگوٹھی جو میرے ہاتھ مین ہی کسکی نشانی
ہی بادشاہ نے وہ انگوٹھی جو ہم پلۂ انگشتری سلیمانی تھی زمرد کی ایک ڈال بے مثل لاثانی تھی دیکھکے عقل کھوئی حیران ہوا کہ بایں
سلطنت ایسا زمرد کا ٹکڑا دیکھنے مین نہ آیا تھا نہ ایسا کاریگر جسنے اوسکو بنایا تھا پھر سوچنے لگا کہ یہ شی نادر اور وہ پری پیکر
مقفل مکان مین کیونکر آئی ہر چند غور و تامل کیا اس کوچہ مین عقل نے راہ نہ پائی مگر بیٹے کی تسکین کی یہ بات ذہن نشین
کی جان پدر تم مضطر نہو کچھ کھاؤ دل بہلاؤ اگر ہم زندہ ہین زمین آسمان کے قلابے ملائینگے اوس شکل پروین سے
تمھارا عقد کرکے وحشت مٹائینگے ہر دم دلبند کی دلجوئی و مصاحبت مین مصروف ہوا انتظام سلطنت یکلخت
موقوف ہوا وزیر نمک حلال خوش تدبیر یہ رنگ دیکھکے گھبرایا زوال سلطنت کا رنگ اس ڈھنگ کو سمجھ کے
دست بستہ یہ کلمہ زبان پر لایا کہ پیر و مرشد اس غفلت مین نظم و نسق سلطنت کا بگڑ جائیگا حریف کوئی سر اوٹھائیگا
فتور ہوگا فساد کا سامان ضرور ہوگا مصلحت یہ ہی کہ مرشدزادے چندے جزیرہ خورد مین تشریف لیجا کے قلع کی
سیر کرین دریا کی موجون سے یہ لہر کم ہو جائیگی جہازون کا لنگرگاہ ہی شاہراہ ہی سوداگر ہر طرف سے آتے ہین
تحفہ تحفہ اسباب نادر اشیا لاتے ہین دیکھنے بھالنے مین دل بہل جائیگا کوئی پہلو اس راہ سے نکل آئیگا بادشاہ
کو وزیر کی رای صائب پسند آئی شاہزادہ قمرالزمان کو سمجھا کے وہان روانہ کیا سیر دریا شکار بحری کا بہانہ کیا

کہا انسے شاہزادہ قمرالزمان نے ہم جان کو اوسے یاس ناکامی چھوڑ کے اس بحر بیکنار سے منہ موڑ کے غواص محیط موج خیز
خامہ مشکبار شہزادی چین کا نقش و نگار رقم کرتا ہے خوش طبع ایسے مجبور ونکو اس انداز سے بہم کرتا ہے جسوقت جن غفلت کے
عالم مین اوس شیفتہ محبت کے مجبور ونکو شہزادی کی مجلس مین لایا بلبل شیدا کو گل رعنا سے چھڑایا صبحدم مرغان خوش صدا حمد خدا
مین نغمہ سرا ہوے باب اجابت بروی حاجتمندان وا ہوے غلغلہ سحر سے خواب شیرین شہزادی چین سے تلخ ہوا گھبرا کے
بیقرار بیدار ہوئی ہم بستر سے پہلو خالی دیکھ کے جی بھر آیا آفت تازہ مین گرفتار ہوئی ہر طرف دیوانہ وار اوس طرحدار کو
ڈھونڈا عنقا صفت پتا نہ ملا طرفہ یہ کہ سینے مین دل مضطر بھی اچھلا نہ ملا آتش فرقت سے تن بدن جلنے لگا لخت جگر چشم تر سے
آنسوؤن کے ہمراہ نکلنے لگا نشتر فراق جو پہلو مین کھٹکا تکیہ سے سر اوٹھا دیوار پہ ٹپکا وہ ماما جو علاقہ نگہبان تھی اوسکو بلا کے
کہا شاہنشہ حسینان جہان جسکو میرے پلنگ پہ تھا میرے ہاتھ پر اوسکا سر تھا وہ کہان ہے اوس خورشید رو کے
چھپ جانے سے آنکھون مین خانہ تاریک سے بدتر جہان ہے وہ بدحواس سراسیمہ ہو کے بولی صاحبزادی خواب کا سا ئیہ
بزبان لاتی ہو یا بیداری کی حقیقت فرماتی ہو جس مکان مین تم بند ہو مور گزند ہو طائر وہم و خیال کو وہان پر ہلانیکی مجال
نہین بشر کا تو ذکر کیا ہے خدا خیر کرے واری یہ کیا ماجرا ہے آبرو ریزی کی یہ باتین ہین ہمارا سفید جھونڈا ہے اسکے منڈوانے
کی گھاتین ہین دن رات کی ہماری مشقت برباد جائیگی جرم غفلت پر خدا جانے کیا آفت آئیگی شہزادی سودائے
محبت مین مبہوت ہو رہی تھی اثر صحبت جن سے خود رفتہ بھوت ہو رہی تھی نصیحت کے کلمے نے ادرا و بھارا
بگڑ کے دائی کی سفید جھونڈے پر جو روئی کا گالا تھا ہاتھ مارا نہ اوسکی حرمت آبرو کا پاس کیا نہ باپ مان کا خوف
و ہراس کیا اوس دھنکی نے گھر مین خوب تومادھنک ڈالا دائی کی سرخروئی کا یہ رنگ نکالا القصہ جب اوسکا اس الجھن مین
بند بند ٹوٹا تو بعد خرابی بسیار اوس مردار کا بچا ہوا جھونٹا چھوٹا خاک اوڑاتی روتی بلبلاتی بادشاہ کے روبرو گئی سر
دکھا کے ہاتھ پاؤن ٹوٹنے کی حقیقت سنا کے عرض پیرا ہوئی کہ شاہزادی دیوانی ہو گئی بڑھاپے مین میری
یہ گت بنائی ہے خدا کی دہائی ہے فورا بادشاہ بیٹی کے مکان یعنی اوسی خانہ زندان مین آیا فی الواقع اوسکو انسانیت سے
گذرا پایا کہا اے لخت جگر کس عالم مین ہے کیا تجکو نظر آیا ہے جو تو نے ایسا حال بنایا ہے پہلے تو کچھ شرمائی پھر بیباکانہ
یہ کلمہ زبان پر لائی آپ شادی کرنے کو ارشاد کرتے تھے مجکو چند وجہ سے انکار تھا شبکو جو شخص میرے برابر سوتا تھا
اوسکے ساتھ لونڈی عقد کو راضی ہے فی الحال فراموش خیال ماضی ہے یہ دائی بدنصیب جو حضور کو برہم کرکے لائی ہے

اس سے پوچھیے مجھکو تو جنون ہے مگر یہ انگوٹھی میرے پاس کیونکر آئی ہے بادشاہ نے دیکھا پارہ لعل ہے کئی مثقال ہے کہا
ہے بلقیس یا خاتم سلیمان اسکا بعید ہے جو تجھکو مجنون کہے وہ دیوانہ ہے مگر بشر کا گذر یہاں سراسر عقل کے خلاف ہے
آسیب جن یا پری کا اثر صاف ہے آخر یہ امر قرار پایا کہ طلا کی زنجیر اس سیم اندام کے زیب پا ہوا اور کوئی شخص اسکے
قریب جانے نہ پائے جب تک حواس میں نہ آئے یہ حکم دیکے بادشاہ تو چلا آیا منادی نے یہ حکم سلطان خاص و عام کو باواز
بلند سنایا کہ حکیم طبیب عامل ساحر جو شاہزادی کو اچھا کریگا اپنے حق میں اچھا کریگا اوسکے ساتھ اسکی شادی ہوگی خانہ دامادی
ہوگی اگر دعوی بلاتہذیب ہوگا سر قلعہ کے کنگرے پر لٹکے گا جسم سپرد خاک ہوگا قصہ ہستی کا بکھیڑا پاک ہوگا باوجود
اس کڑی شرط کے اکثر اشخاص آئے کسی نے دوا کسی نے دعا کی جھاڑا پھونکا کچھ نہ ہوا اور شہرپناہ پر کئی سر لٹک گئے اندر
موقوف ہوئی جان جوکھون سے لوگ کھسک گئے وہ جو شاہزادی کی دودھ پلائی تھی اپنے خیالات اوسکے حصہ میں
آئی تھی اوسکے بیٹے کا دانشمند نام تھا شاہزادی کے ساتھ پرورش پائی تھی دانشمند کو لڑکپن سے علم نجوم رمل کا ذوق تھا
شباب میں تلاش آوارہ وطن ہوا ایسا شوق تھا جب اس فن میں حاصل کمال ہوا وطن میں آنے کا خیال ہوا
جسدم شہرپناہ کے قریب پہونچا دروازہ پر بہت سر لٹکتے دیکھ کے حیران ہوا کہ یہ کیا سامان ہوا گھر میں آیا ماں نے
ملا شاہزادی کا حال پوچھا اون نے سبب مفصل سنا کے کہا دوسرا غضب ہے سر دروازہ شہرپناہ پر جو لٹکتے ہیں
انکے قتل کا وہی سبب ہے دانشمند نے کہا اگر ایک نظر شاہزادی کو دیکھ لون تو پھر اوسکے حال و مال کو قاعدہ رمل سے
دریافت کرون یقین ہے حال کھل جائے صحت کی کوئی صورت نکل آئے اوسکی مان بولی کل دیکھنے دکھانے کا جواب آپکو
دونگی شاہزادی سے ذکر کرونگی یہ کہہ کے شاہزادی کے پاس چلی گئی داروغہ سے کہا میری بیٹی جو شاہزادی کی
رضاعی بہن ہے ساتھ پرورش پائی ہے شاہزادی کا حال سن کے سسرال سے دیکھنے کو آئی ہے امین آپکی صلاح کیا ہے
کس صورت سے یہاں آنا ہوسکتا ہے وہ بولا میں شاہزادی کا اور تمہارا فرمانبردار ہون مگر حکم سرکار سے ناچار
ہون ہان پہر بجے شب کو جسدم حضرت ظل سبحانی محلسرا میں داخل ہون تم لے آنا شاہزادی کو دکھا لیجانا غرضکہ
انا بھی اپنے بیٹے کو زنانی پوشاک پہنا کے لڑکی بنا کے لائیں جب سامنا ہوا شاہزادی پہچان گئی بہت روئی
پھر طول مدت سفر کی مشقت کا حال پوچھا اس نے جستہ جستہ بیان کیا یہ مرد ذی ہوش فہمیدہ تھا جو سنا تھا غلط
پایا رنگ اور کچھ نظر آیا ہے آخر یہ تحاشا کر کے شاہزادی کے مزاج کی کیفیت پوچھی وہ بولی بھائی نہ مجھے آسیب ہے

نہ مجنون ہی احمقون کے پھندے مین گرفتار ہون دل و جگر خون ہی پھر اوس ماہرو کی صحبت کا ذکر کرکے انگوٹھی دکھائی
سب حقیقت مفصل سنائی دانشمند نے عرض کی کہ آپ دلبر کی لیے تھوڑے دن صبر کیجیے خدا چاہتا ہی تو مین پتا لگاتا ہون ڈھونڈ لاتا ہون
یہ کہہ کے رخصت ہوا صبح کو کمر ہمت باندھ کر فہرست کی توکل سے علی الصباح ایک ایک بستی کی اہل شہر شہر بلدہ قریہ و دہ دہ مین
وہ خستہ جگر گذرا جہانتک چین کی سرحد تھی ہر مقام مین شاہزادی کی وحشت و جنون کا ذکر سنتا رہا جب سرحد چین کی سرزمین
سے آگے بڑھا اور جزائر خالدان کے علاقہ مین قدم دھرا وہان قمرالزمان شاہزادہ کا حال سنا کہ خواب مین کسی عورت
خوبصورت کو دیکھ کے دیوانہ ہی نہ ہوش بجا ہی نہ حواس کا ٹھکانہ ہی یہ سنکے خوش ہوا کہ منزل مقصد کو پہونچا شاہزادہ کے
قیام کا مکان اوسکا پتہ و نام دریافت کرکے جہاز پر سوار ہوا لنگر اوٹھا دیا نیرنگ فلک سفلہ شعار گردش گردون
ناہنجار دیکھئے جب اوس قلعہ کے روبرو آیا جہان شاہزادہ قمرالزمان تھا دفعتہ جہاز کو کچھ ایسا صدمہ پہونچا کہ ڈوب گیا
اودھر سفینہ آفتاب کا مستول بحر مشرق سے نمایان ہوا نسیم سحر کے جھونکون نے زورق ماہ و ستارونکو ساحل مغرب
مین پہونچا دیا نظرون سے چھپا دیا موذن نے نعرہ اللہ اکبر سنایا شہرزاد نے گھبرا کے بحر خاموشی مین غوطہ لگایا
صبح کی توپ چل گئی وا رے بیچاری جان مضطر نکل گئی سنسے سے شہریار مضطر و بیقرار خلوتخانہ سے بیت السلطنت مین آیا عدل
و داد کے مشاغل سے دل بہلایا مگر جب خیال آتا تھا دل گھبراتا تھا آخر زورق مہر ساحل مغرب مین پہونچی تیرگی
محیط آسمان ہوئی شہریار نے دربار برخاست کرکے خلوت کی راہ لی جب تھوڑی رات باقی رہی کہانی شروع
ہوئی شہرزاد نے کہا اتفاقات زمانہ سے بادشاہ بیٹے کے دیکھنے کو آیا تھا دونون باہم دریا کی سیر کرتے تھے
کہ جہاز کو ڈوبتے دیکھا بہت آدمی غرق بحر فنا ہوے اکثر نہنگ اور دریائی جانورون کے حصے مین آگئے وہ دانشمند علم
شناوری سے آشنا تھا کسی طرح سے پیرتا تھا یہ قلعہ کی سمت تاک کے چلا شاہزمان نے وزیر سے کہا خبردار یہ جوان
ڈوبنے نہ پائے زندہ نکالا جائے وزیر نے ملاحون پر تاکید کی اسکی زندگی باقی تھی کشتی پہونچ گئی دریا سے
نکال کے کشتی پر ڈال کے بادشاہ کے روبرو پہونچایا دانشمند قاعدہ دان تھا موافق دستور ملک چین آداب
بجالایا بادشاہ بہت خوش ہوا پھر اسکے علم و عمل کا حال سنکے زیادہ توقیر کی اور بیٹے کی وحشت و پریشانی
کی حقیقت مفصل کہی اوسوقت اسکو ثابت کیا یقین ہوا کہ اب میدان مار لیا بادشاہ سے عرض کیا امیدوار
ہون کہ ایکساعت بے شرکت غیر شاہزادہ سے دو باتین کرون تنہائی مین کیفیت دریافت کرلون بادشاہ

فوراً باہر آیا اکیلا شاہزادے کے پاس تھا شاہزادہ نے پوچھا تمھارا مولد و مسکن کہاں ہے کدھر جاتے تھے جو اس آفت میں پھنسے دانشمند نے عرض کیا خانہ زاد باشندہ چین ہے جہاں کی شاہزادی پری وش مہرہ جبین ہے آپ اوسکے دام محبت مین گرفتار ہین فراق مین بیقرار ہین اوسکا رضاعی بھائی زار زار ہون آپکی تلاش مین سرگردان ہر شہر و دیار ہون آپ کی انگشتری جو شاہزادی کے ہاتھ آئی ہے خاتم سلیمان سے زیادہ جانکے کلیجے پر اوسکی جگہ بنائی ہے وہ فغفور چین کی لخت جگر ہے ایک عالم فریفتہ و نثار اوسپر ہے مگر وہ آپکی شیدا ہے باپ اوسکا جنون و آسیب سمجھا ہے ناحق وہ نازنین آپکے سلسلہ محبت مین اسیر بزنجیر ہے وحشت سرا مین تنہا اسیر ہے سچی بات کرامات ہوتی ہے شاہزادہ قمرالزمان چیخ مارکے اوس سے لپٹ گیا اور بے اختیار رونے لگا پھر سنبھل کے کہا مجکو جلد لیچلو دانشمند نے عرض کیا جلدی نکرو عجلت کا کام خراب ہوتا ہے معاملہ سب درست ہے فغفور چین نے بقسم اقرار کیا ہے جو اسکو اچھا کرے گا اوسیکے ساتھ شادی کرکے قائم مقام کرونگا سلطنت کا مالک کرونگا اس امید پہ بہت آئے مگر اچھا نہ کرسکے بادشاہ نے اونکے سر کٹوا کے لٹکائے وہ آپ کی صورت دیکھتے ہی تندرست ہو جائیگی تمنا بر آئیگی شاہزادی کے ساتھ سلطنت بھی ملجائیگی سفر دور و دراز آپ پروردہ ناز غم مفارقت سے تاب و طاقت نہین فاقون سے کھڑے ہونیکی حالت نہین وحشت دور کیجیے بامید وصال طبیعت مسرور کیجیے غذائین لطیف نوش فرمایئے دل بہلایئے تاکہ جسم زار مین طاقت آئے ضعف دور ہو جائے پھر شوق سے عزم سفر کیجیے یہاں سے چلیے یہ سنکے خود بخود دل و جگر مین طاقت آئی سنبھل گیا مژدہ وصال گوش زد ہوا رنگ بدل گیا خاصہ طلب ہوا بادشاہ کو عجب ہوا گھبرا کے جو آیا سحر کا کارخانہ پایا دانشمند کو بھی شریک دستار خوان کیا مدت کے بعد باپ بیٹے نے باہم کھانا نوش جان کیا ملال دور ہوا پوشاک بدلی ہنسنے بولنے لگا ہزار ہا روپیہ گوشہ نشین محتاجون کو ملا صدہا قیدی رہا ہوا شہرون مین جہان جہان یہ خبر ہوئی عید گھر گھر ہوئی مگر دانشمند دم بھر جدا نہوتا تھا پلنگ کے پاس سوتا تھا یہ بھی دولت دنیا سے مالا مال ہو گیا اسقدر نقد و جنس ملا کہ نہال ہو گیا چودہ پندرہ دن مین وہ ماہ کامل ہوا تندرستی کا لطف حاصل ہوا اب لیچلنے کا تقاضا شب و روز ہونے لگا آخر دانشمند نے کہا پوشیدہ بے سر و سامانی کا سفر موجب ضرر ہے راہ مین ہزار طرح کا خوف و خطر ہے سیر و شکار کے حیلے مین بادشاہ سے اجازت لیکے چلو آگے بڑھکے ترکیب نکل آئیگی جس جا کا قصد ہے بخوبی ہو جائیگی شاہزادے نے شکار کی اجازت بادشاہ سے حاصل کی سامان کی درستی ہونے لگی خوشی خوشی رخصت ہوا دو تین منزل شہر سے جب نکل گئے دانشمند نے دو گھوڑے صبا رفتار

چھانٹے کچھ اشرفیان اور عمدہ جواہر بہت سا لیکے نصف شب جب گذری سوار ہوے تا سحر لوپی پاشنہ لگائی خدا
جانے لشکر سے کسقدر دور ہوگئے اہل لشکر نے صبح تک انتظار کیا پھر تلاش مین مصروف ہو جنگل کی بہت خاک چھانی کچھ
پتا نہ ملا تھک کے مجبور ہوے عتاب شاہی کے خوف سے رنجور ہوے شاہزادہ مع دانشمند خشکی و تری کی منزلین طے کرتا چین مین
جو داخل ہوا شہر مین مکان معقول کرایہ کو لیا آرام کیا پھر دانشمند شاہزادے کو حمام مین لیگیا نہلایا حکیمانہ لباس پہنایا کہا اب مین
جاکے آپکے آنے کی اطلاع کرتا ہون وہان سے ہوکے پوشیدہ آؤنگا سب حال کہ جاؤنگا وہ ادھر چلا شاہزادہ در دولت پر
پہونچا حاجبان بارگاہ سے کہا عرض کرو ایک حکیم دور سے خبر علالت شاہزادی سنکے آیا ہی یاوری تقدیر نے یہانتک پہونچایا
ہی ملازمان سلطانی اسکی صورت زیبا دیکھکے عاشق زار خوف مآل سے بیقرار ہوکے مانع ہوے کہا آپ اس خیال محال سے
درگذرین اپنی جوانی پر رحم کرین جب نمانا وزیر اعظم کے روبرو لیگئے وہ بھی انکی صورت دیکھکے متحیر ہوا لیکن انکے اصرار سے
ناچار بادشاہ کے حضور مین لیگیا قمر الزمان نے باادب سلام کیا بے اجازت برابر بیٹھہ گیا بادشاہ کو ناگوار ہوا مگر مسافر ملک
عدم سمجھکے چپ ہو رہا جب اسکا چہرہ دلفریب پر زیب دیکھا قلق ہوا فرمایا اپنی نوجوانی پر رحم کھاکے اس عزم سے
باز آؤ قلعہ کی دیوار پر سر نہ چڑھاؤ اسنے جواب دیا کہ اگر ہمنے تندرست کردیا تو حضرت کو ایفائی وعدہ ضرور ہوگا ورنہ
بندہ دار پر چڑھکے منصور ہوگا یہان یہ باتین ہو رہی تھین دانشمند اپنے گھر پہونچا مان کو بلایا سب حال سنایا کہا
جلد شاہزادیکو خبر کرو کہ خانہ زاد کامیاب ہوکے آیا ہی شاہزادے کو ساتھ لایا ہی وہان بادشاہ نے خواجہ سرا کے ہمراہ
شاہزادہ قمر الزمان کو شاہزادی کے پاس بھیجا قمر الزمان نے قلمدان کھولکے پرچے پر یہ طومار فرحت آثار تحریر کیا
شبکی ملاقات انگوٹھی بدلنا تپ فرقت مین جلنا اور انگوٹھی اوسمین رکھکے لفافہ بند کیا خواجہ سرا کے ہمراہ وہان پہونچا
خبر تو وہ سن چکی تھی جی سنسایا حجرے مین اکیلی جا بیٹھی سبکو پاس سے سرکایا خط کا لفافہ کھولا انگوٹھی دیکھی یقین آیا
کہ یہ وہی دشمن جان ہی کیا خدا کی شان ہی اب سینہ مین دل و جگر گھبرانے لگے ہزار طرح کے وسوسے آنے لگے کہ ہر
پروردگار دیکھئے کیا ہوتا ہی سامنا بڑا ہی میدان کسکے ہاتھہ رہتا ہی دیکھین وہ کیا کہتا ہی یہ بندہ جی چوٹ ہی کہ جب دیکھا
بھالی کا زمانہ ایسے مشتاقون کا قریب ہوتا ہی تو خفقان انجام و آغاز کا سامان پیش نظر لاتا ہی شکست فتح مین
الجھاتا ہی یہ مقام بہت نازک ہی تجربہ کار اسکا لطف اوٹھاتا ہی مزا جانتا ہی انیلہ کوڑھ مغز کھانیکے سوا اور کیا جانتا ہی
جسکا سینہ فگار دل خستہ زار ہو وہ مرہم کی قدر کرتا ہی بھلا برا سمجھتا ہی جسکے تمام عمر سوئی نہ چبھے کورا ہو وہ ہنسی سمجھکے

تحلیل غذا سمجھتا ہے القصہ وہ بہ وطلب کیا جسدم مقابلہ ہوا عجیب معاملہ ہوا بیہوشی دونونکو طاری ہوئی غشی ساری ہوئی
شاہزادہ لپٹ تو گیا مگر گر پڑا دیر تک دونون نقش دیوار رہے اعضائے جسم بیکار رہے جب ہوش حواس درست ہوئے
گذشتہ مصائبون کا بیان قید و بند کی داستان کا ذکر چھڑا کبھی رویا کبھی ہنسا اوس وقت عجب عالم تھا دونون متحیر ہو کے گلے لگ جاتے
تھے خدا جانے کیا کیا تصور آتے تھے وہ خواجہ سرا جو ہمراہ آیا تھا پوشیدہ کھڑا دیکھتا تھا آخر نہ رہ سکا دوڑا ہوا بادشاہ کے حضور
مین آیا جو دیکھا تھا سنایا عرض کیا پیر و مرشد ہمنے حکیم لقمان سنا تھا یہ حکیم سلیمان ہے دیو پری جن سب پر حکمران ہے صورت دیکھتے ہی
نہ جن ہا نہ جنون رہا پری پرواز کر گئی وہ حال ہوا کہ صحیح سالم جیسے تندرست ہوتا ہے انتظام مین مصروف ہین خیر و شر کا
بند و بست ہوتا ہے فرط الفت سے بادشاہ فوراً آیا شہزادی کو بھلا چنگا دیکھ کے گلے لگایا پھر حسب اقرار حکیم صاحب کے
ہاتھ مین اوسکا ہاتھ دیا کہا جو وعدہ کیا تھا پورا کیا مگر تم اپنا حسب نسب مسکن و وطن بتاؤ کہ کون ہو کہانسے آئے ہو اس
سن و سال مین یہ علم و کمال کس اکمل کے تربیت یافتہ ہو مجربات مسیحی کسطرح سے لے آئے ہو وہ اوٹھ کے گلے سے لپٹ گیا
بادشاہ اس جرات پر زیادہ متحیر ہوا پھر شاہزادہ قمر الزمان نے بیان کیا قبلہ عالم مین نہ حکیم نہ طبیب نجومی نہ رمال ہون
جزیرہ خالدان کا حاکم جو شاہزمان ہے اوسکا لال ہون بعد سانحہ شب شاہزادی کی دید انگوٹھی بدلنا اپنا رنج و تعب سہنا
خوش بیانی سے سنایا بادشاہ چین فرط خوشی سے پھولا نہ سمایا ہر بار سجدے کو سر جھکاتا تھا اور یہ کلمہ فرماتا تھا پروردگار
نے میری حرمت آبرو بچائی دامن عصمت پر بدنامی کا دھبا نہ لگا تمنا بر آئی اوسیوقت سے شادی کی تیاری ہونے لگی ہانگی
رسم کے مطابق ملکہ خورشید لقا کے ساتھ قمر الزمان کا عقد ہوا کئی دن دلچسپ جلسہ ہا دینے کے مقدمے مین
مشہور ہے جسنے بیٹی دی اوسنے کیا نہ دیا بادشاہ چین نے سلطنت دیکے اپنا ہاتھ خالی کیا دانشمند کی جانفشانی
مشقت اوٹھا کے جانا ساتھ لے آنا سنکے بادشاہ انتہا کا خوش ہوا وزارت کا خلعت مرحمت کیا بادشاہ کا
وزیر ہوا ان دونون کی جان مال کا مالک ہر دم کا مشیر ہوا عمدہ مکان لب دریا رہنے کو ملا عیش و عشرت کا سامان
مہیا کیا گیا یہ دونون کشتہ ہجران بے دغدغہ دوران شب و روز عیش مین مشغول ہوئے مطلب دل کے خاطر خواہ
حصول ہوئے یہ نہ سمجھے کہ گردون گردان ہر دم در پئے آزار ہے اسکے کید سے ہر شخص ناچار ہے چنانچہ رشک کھا کے یہ رنگ لایا
شاہزادہ قمر الزمان کو خواب دکھایا کہ اسکا باپ شاہزمان نزع مین گرفتار ہے لب پر یہ کلمہ ہر بار ہے کہ افسوس قمر الزمان
کی جدائی سے موت قریب آئی مگر اوسکی خبر نہ پائی مصرع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ مولف یہانتک کہ اوٹھانیکا وقت

اپنے قریب آیا + افسوس نظر می بیرانہ حبیب آیا + دیکھ کے چونک پڑا بے اختیار نعرے مار کے رونے لگا شہزادی
گھبرا کے اوٹھ بیٹھی پوچھا خیر تو ہے کہ دنسا رنج و ملال ہے کہ ضبط نہیں ہوتا یہ حال ہے اوس نے خواب کا ماجرا باپ کا تڑپنا بیان
کیا شہزادی از بسکہ دانا تھی سمجھی طول مدت سے گھبرایا ہے وطن کا خیال ماں باپ کا ملال ذریعہ سفر بنایا ہے اوسی وقت اپنے
باپ سے رخصت خواہ ہوئی بڑے شد و مد سے برس روز کی اجازت ملی کوچ مقام شاہ و شہریار کا زبان پر ہے شعر
منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست + ہر جا کہ رفت خیمہ و بارگاہ ساخت + خاقان نے بڑے تجمل و شوکت سے
فوج و لشکر زر جواہر ہاتھی گھوڑے ہمسر صرصر دیکر رخصت کیا کئی منزل خود ساتھ رہا بلکہ نصف شہر بیقرار ہو کے
با نالہ و آہ ہمراہ ہوا بہت آدمی بے کہے سنے ساتھ چل نکلے عزیز و اقربا کو چھوڑا وطن سے منہ موڑا و ہانکا رہنا ناگوار
ہوا انبوہ کثیر جم غفیر ہمراہ شاہزادہ والاتبار ہوا بازاری بیوپاری کنجڑے قصائی نان بائی بھٹیارے جس منزل
مین مقام ہوتا کوسون مین لشکر کا دورہ نہ تمام ہوتا اردوی معلی شہر سے فزون ہر منڈی و گنج کے جھنڈے
گڑے سوار پیادہ کی مشل اور لین کی ڈوری پڑی جگہ بہت چوڑا چکلا رنڈیاں حسین مہ جبین طرحدار جس چیز کی
خواہش ہو دن کا کیا ذکر نصف شب تک تیار جوان جوان ہندو مسلمان کا ندار بڑا کرو فر عجیب غریب بہار کئی منزلین
بہت آرام سے طے ہوئین ناگاہ گذر دشت وحشت انگیز صحرای رست خیز مین ہوا سراہ درخت نہ سایہ پایا کنوان
یا پانی کا چشمہ کچھ نظر نہ آیا تمام لشکر حرارت آفتاب سے بیتاب ہوا پانی کا قطرہ گوہر نایاب ہوا مجبور پیاس سے بدحواس
آگے پانی ملنے کی امید پر سب چلے جاتے تھے توے سے زیادہ زمین گرم تھی پاؤن کیا گھوڑون کے سم جلے جاتے تھے
بارے ایک سمت کچھ درخت اور پانی کا چشمہ نظر پڑا لشکر ٹھہرا دم لیا پانی پیا شاہزادہ نے فرمایا تمام فوج و بھیڑ بھڑکا
دھوپ سے بیچین بیقرار ہے اسی جا مقام ہو کہ سبکو آرام ہو یہ حکم سنکے ساربانون نے اونٹ بٹھائے چھکڑے کھلے فراشون
نے خیمے بے چوبے استادہ کیے بازار آراستہ ہوا اشل درشل سوار پیادے اترے کٹورا کھنکنے لگا سیر کو ہر ایک
جوان چمکنے لگا کسل راہ سے شاہزادی پلنگڑی پر جو لیٹی آنکھ لگ گئی شاہزادہ قمرالزمان جو آیا ملکہ کو نیند مین غافل پایا
اور کمربند جسمین لعل مرد جواہر گران بہا ٹکا تھا وہ جدا پڑا تھا شہزادے نے جو اوٹھایا زر دوزی بٹوہ منرق اوس مین
بندھا نظر آیا کھولا تو ایک تختی الماس کی گرد لعل جڑے نقش کندہ چہار طرف مفرد حرف لکھے اندھیرے کے
باعث پڑھی گئی باہر لا یا دیکھنے لگا اتفاقات زمانہ کوئی جانور شکاری بھوکا بطلب آب و دانہ اوڑا جاتا تھا سرخی

جو دیکھی پارہ لعل کو گوشت کی بوٹی سمجھا شعر اگر نعشی دو کس بردوش گیرند + لئیم الطبع پندارد کہ خوان است + جھپٹا
جو مارا ہاتھ سے لیگیا قمرالزمان کو رنج ہوا کہ ایسی نادر چیز مفت ہاتھ سے جاتی ہے چھین لو اوسکا پیچھا کیا وہ کچھ دور
جا کے بیٹھ گیا جب شاہزادہ قریب آیا پھر وہ اوڑ کے آگے بیٹھا اور بٹوے کو نوچ کے کچھ سوچ کے وہ تختی
نگل گیا اسی طرح شاہزادے کو لگا کے لشکر سے دور لیگیا اب باز سفید بر آشیانہ مغرب کا متوجہ ہوا شام قریب
ہوئی بسیرے کا وقت آگیا ایکدرخت سربلند دیکھ کے اوس پر قیام کیا شاہزادہ دوڑ دھوپ سے شل بھوک پیاس سے
مضمحل با حالت یاس لشکر سے جدا ملکہ کے غم مفارقت میں مبتلا اوسی درخت کے نیچے بیٹھ رہا رات ہوگئی دشت
ویران میں انسان نہ حیوان شورش حیران تھا کوئی تدبیر ذہن میں نہ آتی تھی جدائی تنہائی سب سے زیادہ ستاتی تھی القصہ اسی
خیالوں میں صبح ہوگئی وہ جانور اوڑا شاہزادہ بھی ساتھ چلا دس دن اسی طرح بیدانہ و آب خراب رہا جنگلی میوے
جو کچھ ہاتھ آگئے تو کھانا اور اوسکے تعاقب میں چلے جانا گیارھویں دن لب دریا شہر وسیع مکانات رفیع نظر آئے
۱۴
جانور تو مکانوں کی آڑ میں نظر سے نہان ہوا شاہزادہ خفیف یار و دیار سے جدا سوے فلک نگران ہوا اودھر
سیمرغ آتشین پر صحرای مغرب سے کریال کرتا نکلا صفحہ جہان روشن ہوا طائران دہر چہچہہ پرواز ہوئے در اجابت دعا
باز ہوئے مد نظر دوست دشمن ہوا شہرزاد بلبل کیطرح چہکتی تھی فوراً قصہ پردازی سے باز ہوئی دنیازاد قمری
کیطرح کو کو نعرہ زن ہونے لگی وقت آغاز ہوئی شہریار دار الامارۃ میں رونق افزا ہوا اور سیاست مقدمات
ریاست جاری ہوئے رکن سلطنت متوجہ کاربراری ہوئے طبیعت بہلائی جسدم مغرب میں سیاہی نظر آئی زاغ شب نے
خرمن چرخ پر دانہ انجم دیکھ کے کائو کائو مچائی مشتاق فسانہ کو بہانہ ہوا محلسرا کو روانہ ہوا شہرزاد کو یاد کیا پھر کیا ہوا
ارشاد کیا اوس نے عرض کی شاہزادہ مایوس ہوکے ایسی چیز اپنے ہاتھ سے کھو کے دریا کے کنارے سیر دیکھتا چلا
ایک باغ نہایت پر فضا نظر آیا دروازہ کھلا پایا بے تکلف اوسمیں جاکے گل و خار کی بہار سے دل افسردہ بہلانے
لگا باغبان اوسمیں مسن مرد مسلمان مومن تھا اوس نے جو شاہزادے کو دیکھا دروازہ بند کیا قمرالزمان نے سبب پوچھا
وہ بولا اے جوان رعنا تو مجکو مسلمان غریب الوطن سرگردان معلوم ہوتا ہے اور یہ شہر بت پرستوں کا ہے اگر کلمہ گو کو یہ
بیدین پاتے ہیں سخت ایذا پہنچاتے ہیں انکی بات میں یہ حرکت ثواب کی ہے اجر بحساب کی ہے مجکو بہی عجب ہے
کہ تو اس شہر میں پھرا اور آفت میں نہ گھرا پھر اپنے جھوپڑے میں لیجا کے جو کچھ موجود تھا کھلا پلا کے سلا رکھا جب آنکھ

کھلی شاہزادے نے اپنی واردات باغبان سے کہی کچھ نہ چھپی کبھی خوف کا کبھی ملکہ کا تصور اس بکھیڑے مین نیند اوڑ گئی باغبان نے بہت افسوس کیا خدمت کی دلجوئی مین رہا پھر کہا میرا دوست ایک سوداگر ہی ہر سال شہر ابونی سے یہان آتا ہی مال اسباب لیکے جزیرہ خالدان مین بیچنے جاتا ہی برس روز یہان توقف کرو جسوقت وہ آئے گا بہت آرام سے وہان پہنچا دیگا یہ گھوسلا جو خانہ بے سقف ہی آپ کا گھر ہی بہر کیف اسمین اوقات بسر کیجیے باہر نکلنے کا نام نہ لیجیے یہ تو بادل پر خار یار نہ مددگار باغ مین رہے اب ملکہ کا حال سنیے نیند سے چونکی تو شاہزادیکو نہ پایا کمربند جو نظر پڑا تو وہ کھلا غائب تھی کا نشان ناپید ابھی شاہزادہ امتحان کو لیگیا شام تک انتظار کیا رات کو اضطراب نے دلکو بیقرار کیا لیکن اسنے حواس پریشانی مین سررشتہ عقل ہاتھ سے نہ دیا بجز معتمد خواصون کے کسیکو اس راز سے آگاہ نکیا اسواسطے کہ فرقہ سپاہ کا جاہل ہے ناشناس ہوتا ہی اونکو نہ خدا کا ڈر نہ رسول کا پاس ہوتا ہی اگر یہ گروہ سنکے کوئی فساد اوٹھائے تو ہی بات بگڑ جائے پھر کیا بن آئے فوراً مردانہ لباس پہن کر قمرالزمان ہی صورت تو ملتی تھی کسی نے نہ پہچانا کوچ کا حکم دیا خود گھوڑے پر سوار ہوئی خواص رازدار کو سکھپال مین بٹھا لیا کچھ دنون خشکی مین راہ طے کی پھر جہاز پر سوار ہوئی جب شہر ابونی مین گذر ہوا سفر کو طول ہوا تھا جہاز کا لنگر ہوا ملازم اوترے مکان کی تلاش کو شہر مین پہونچے اودھر پرچہ اخبار سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ شاہزادہ قمرالزمان کا جہاز آیا ہی ابھی تو لنگر ہی مگر جلد عزم سفر ہی مشتاقانہ سوار ہوا شاہزادی شہر مین جاتی تھی سر راہ دوچار ہوا دیکھتے ہی جان بیچین ہو گئی بصد منت اپنے مکان پے لایا محلسرا سجا سجایا فوراً خالی ہوا اوسمین اوتار الشکر کی خاطر جدا مکان تجویز کیا تین چار دن بہت دھوم دھام سے دعوت کی جب یہ رخصت خواہ ہوئی سلطان ابونی کو مآل کار پر نگاہ ہوئی کہ ایسا جوان رعنا اور شاہزادہ پھر کاہے کو ہاتھ آئے گا اگر چراغ لیکے ڈھونڈے گا اس خاکدان تیرہ مین نہ پائے گا کہنے لگا سنو صاحب مین وارث تاج و تخت کا محتاج ہون پروردگار نے فقط ایک بیٹی عنایت کی ہی اب اپنی حیات بے ثبات کا صبح و شام چراغ گل ہوا چاہتا ہی اندھیرا بالکل ہوا چاہتا ہی مجکو یہ لو لگی ہی کہ اوسکی شادی تمھارے ساتھ کرکے سلطنت سے ہاتھ اوٹھاؤن اپنی جگہ پر تمکو بٹھاؤن شہزادی بسکہ عقیل تھی سمجھی اگر یہ امر وقوع مین آئیگا شادی کے صبحکو غم کا سامان ہو جائیگا اور انکار مین یہ اندیشہ آتا ہی کہ ایسا پیام بمنت تمام بادشاہ ہوکے خود زبان پر لاتا ہی مبادا انکار سے محجوب ہوکے غصے ہو جائے تو سب مشقت برباد جائے یہ نشیب و فراز سوچکے ایکدن کی مہلت چاہی بادشاہ ابونی نے منظور کی اسنے

لشکر کے سالار جرار و افسران نامور و کار کو جمع کر کے کہا کہ ابونی کا بادشاہ خوشامد سے اپنی بیٹی کا بیاہ مجھ سے کرتا ہے اور میری شاہزادی بھی راضی ہے تم سبکی صلاح کیا ہے متفق اللفظ سبنے کہا ہم جان نثار تابعدار ہیں جو ارشاد ہوگا بجا لاوینگے اطاعت سے سر نہ پھیرینگے القصہ دوسرے روز اقرار کے ساتھ سب راضی ہوگئین وہ تخت سے دست بردار ہوا داماد کو سریر سلطنت پر بٹھایا وزیر امیر و سائر شہر پناہ حاضر ہوئے مراتب بمراتب نذرین گذرین گر سکہ پر انکا نام ہوا سلطنت تخت حکومت ملک پر انتظام ہوا حسب لیاقت سبکو خلعت مرحمت ہوئے شبکو دولہا دولہن حجلۂ عروسی مین گئے لوگ تنہا چھوڑ کر دور دور رہے نصف شب جب گذری خورشید لقا جانماز بچھا وظیفے مین مشغول ہوئی حیات النفس عروس نو کا نام تھا وہ انتظار مین سوگئی دم سحر غسل کر لباس فاخرہ پہن تخت پر بیٹھی عدل و داد سے رعایا کا دل شاد کرنے لگی بادشاہ بیٹی کی خبر کو آیا حال پوچھا اوسنے شرم سے سر جھکایا بادشاہ سمجھا در خزینہ وا نہین ہوا غنچہ سر بستہ تک گذر صبا نہین ہوا کسل راہ صعوبت شام و بگاہ کا خیال کیا جب ہو رہا دوسری شبکو بھی وہی آس در کاسہ پائی کچھ توجہ نفرمائی جب دو تین دن گذرے اور درج عصمت سر بمہر پایا تو اوسکو غصہ آیا بیٹی سے کہا قمرالزمان سے کہنا اگر آجکی شب بھی بے اعتنائی عمل مین آئی تو صبحکو قتل کا سزاوار ہوگا بر سر دار ہوگا ادھر سلطان خاور بکمال غیض و غضب شمشیر شعاعی چمکاتا جبروت دکھاتا ایوان مشرق سے نمایاں ہوا اودھر تو شاہ ماہ خجل و نادم حجرۂ مغرب مین پنہان ہوا انجمن انجم درہم برہم ہوئے رات کی سیاہی توبے دم ہوئی نور کا تڑکا جو دیکھا شہرزاد نے زبان تکلم کو روکا شہریار نے عبادتخانہ کا عزم کیا بعد ادای نماز سریر سلطنت پر جلوہ دیا گو داستان کے تصور سے ملول تھا مگر دل بہلانیکو عدالت انصاف مین مشغول رہا کسی مجرم کو سزا دی کسی ملزم کی عفو خطا کی اس اثنا مین مہر عالم افروز نے منزل روز طے کر کے نہان خانۂ مغرب مین قدم رکھا زمانہ تیرہ و تار ہوا شہریار دربار برخاست کر کے خلوت سرا مین داخل ہوا آرام کیا جب تھوڑی رات رہی بیدار ہو کے شہرزاد سے داستان گذشتہ کی تکمیل کا احکام کیا اوسنے کہا حسب معمول اوس شبکو بھی شاہزادی خورشید لقا نے نماز پڑھکے سونیکا قصد کیا حیات النفس شاہزادی اوٹھ بیٹھی کہا اتنے دن گذرے تمنے میری جانب رخ نکیا آج تک بات کی بھی نوبت نہین آئی اور بات کیسی مین دل و جان سے تم پر نثار ہوں صرف التفات و اختلاط کی امیدوار ہون اب بھی سند سے کچھ نہ نہ لقی او فرنا فعی الا مجبور ہون کہ میرا باپ بر سر عتاب ہے اوسکو بہت رنج و تاب ہے خدا نخواستہ

کوئی بات تمہارے خلاف اوس سے اگر ظہور مین آئیگی تو میری جان مفت جائیگی شہزادی یہ سنکے گھبرائی سمجھی قضا قریب آئی
یہ سوچ کے بے اختیار رونے لگی حیات النفس کو تاب آئی گلے سے لپٹ گئی کہا خیر باشد اوسنے جوابدیا بری ملی تھا انجام برا ہوا ہی
جان جانیکے سوا اور کیا ہوتا ہی لیکن تم اگر چاہو تو جان بچے ورنہ صبح موت کا سامنا ہی اوسنے کہا خدا شاہد ہی جان کیسی
ملال تمہارا گوارہ نہین کیا کرون بادشاہ ظالم ہی اس سے چارہ نہین اوسوقت خورشید لقا نے ابتدا سے تا انتہا سب
حال سنا کے کہا اگر خدا چاہتا ہی تو آج کل مین شاہزادہ قمر الزمان آتا ہی ہمارا تمہارا مطلب ملجاتا ہی حیات النفس کو اس سے
محبت تو ہوگئی تھی جنسیت ورلے اوڑ ہی کہا تم بدلجمعی تمام سلطنت کا سرانجام کرو مین سمجھ لونگی یہ خدشہ باپ کے دل سے
نکال دونگی یہ کہکر دونون لپٹ کے سو رہے وہ جو لونڈیان خواصین چالاک ہر تاک مین تھین سب نے دیکھا انھین مقصد مطلع ہوا
دہن غنچہ وا ہوا مبارک سلامت کا غلغلہ برپا ہوا شہزادی کی مان نے سنا بادشاہ کو خبر ہوئی لڑائی سر ہوئی شعر
یہانتک یہ قصہ تو چھوڑ اہیان - سنو شاہزادیکی پھر داستان + یعنی شاہزادہ قمر الزمان با دل پریشان شب و روز
رنج و الم سہتا تھا مگر اوس باغ مین با دل پر داغ پڑا رہتا ایکدن باغبان نے کہا آج بت پرستونکی عید ہی باہم گلے ملتے ہین
یہ سیر قابل دید ہی گبر و ترسا ہنود و نصارا شہر مین پھرتے چلتے ہین خانہ نشین سب باہر نکلتے ہین تمہارا جی چاہے تو
دل بہلا آؤ اور جہاز کی آمد بھی مہینے سنی ہی جاتا ہون تمہارے جانیکی صورت ٹھہراتا ہون باغبان تو اودھر گیا خورشید لقا
کو یاد کر کے رونے لگا دفعتہ دو چڑیان لڑتی ہوئی ایک ٹہنی پر آ بیٹھین ایک تو گر کے زمین پر مر گئی دوسری اوڑ کے
خدا جانے کدھر گئی تھوڑی دیر مین دو اور آئین قد و قامت مین اوس سے بڑی تھین جس جگہ وہ چڑیا مردہ پڑی تھی وہانکی
زمین چونچ سے کھود کے اوسکو تہ خاک کیا پھر اوڑ گئین یہ حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ پھر وہ آئین اور پہلی چڑیا جو قاتل تھی اوسکو
پکڑ لائین دونون نے اوسکے پر نوچے پھر جسم ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیے شاہزادہ قمر الزمان اوس بیجان چڑیا کے
پاس آیا پر تو سب نچے تھے معدہ مین کچھ سرخ سرخ نظر آیا اسنے پوٹا چیر کے دیکھا تو وہی تختی تھی جسکو جانور اسکے
ہاتھ سے لیگیا تھا بہت خوش ہوا پانی سے دھو کے احتیاط سے رکھا دل سے کہا کیا عجب ہی کہ بخت برگشتہ مددگار
ہو اسیطرح معشوق دوچار ہو اس عرصہ مین باغبان آیا یہ دونون باہم درختونکو دیکھنے بھالنے لگے کوڑا کرکٹ جا بجا سے
ٹالنے لگے ایک درخت سوکھ گیا تھا باغبان نے کہا اسکو کھود کے پھینکدو شہزادہ کھودنے لگا تبر پتھر پر لگا وہانکی
مٹی جو سرکائی کھڑکی نظر آئی اوسے جو کھولا مکان معقول ہموار عرض طول ایک دالان مین پچاس دیگین سونیکی خاک سے بھری

برابر دهری دیکھین قمرالزمان وه خزانه لاانتها دیکھه کے رنج وملال بھولا یه دوسرا شگوفه پھولا باغبان کو لاکے دکھایا اوسنے کہا صاحبزادے یه تمھارا مال ہی تمکو بے تکلف حلال ہی بچاس برس اس باغمین مجھے گذرے تمام مین ہانکی کھودی کبھی لٹیا بھی نه نکلی یه دولت آپ کی تقدیر کی ہی نه کچھه سعی و تدبیر کی ہی دو ایک روز مین جہاز الیونی جانیوالا ہی تیار رہو مگر دیگین آدھی آدھی خالی کرکے روغن زیتون میرے پاس بہت ہی اوسمین بھر لو جہاز پر دھر لو شاہزاده نے وہی کیا احتیاطاً وه تختی جو گری ہوئی ہاتھه آئی تھی ایک دیگ مین رکھدی دوسرے روز جہاز کا مالک آیا پوچھا کون جائیگا شاہزادے نے کہا ہمارا عزم ہی اسباب لیچلو جہاز پر رکھو ہم بھی آتے ہین خلاصیون نے دیگین اوٹھائین جہاز پر پہونچائین چلتے وقت مالک جہاز نے کہا آج ہوا انتہا کی موافق ہی جلد چلو دیر لگاؤ گے تو لنگر اوٹھه جائیگا پھر ہاتھه نه آئیگا قمرالزمان رخصت کو باغبان کے پاس جو آیا اوسکا غیر حال پایا اوسنے وصیت کی میرا وقت قریب ہی خویش و اقربا نہین کوئی دوست آشنا نہین آپکے سوا دوسرا نہین مجھکو غسل و کفن دیکے تہ خاک کرلینا جب قدم باہر نکالنا جو ابدی قبر مین ڈالنا یه کہه کے باغبان راہی گلزار جنان ہوا شاہزاده اوسکی کوفت مین آنکھون سے خونفشان ہوا پھر بطرز معقول تجہیز و تکفین مین مشغول ہوا پوشیده مسلمانونکو بلا کے اچھی طرح نہلا کے سپرد خاک کیا محسن سمجھه کے ماتم مین گریبان چاک کیا دیر جو ہوئی جہاز کھل گیا شاہزاده دریا پر جو آیا جہاز کا نشان نه پایا حسرت و افسوس کے سوا کچھه ہاتھه نه آیا مجبور ناچار بادل پر خار اوسی باغمین ہوپنچکے دوسرے برس کا امیدوار ہوا جہاز نے بادمراد جو پائی کئی دن مین الیونی نظر آئی جہاز کی آمد جو معلوم ہوئی اسباب دیکھنے کے حیلے سے شاہزادی خورشید لقا خود گئی که شاید قمرالزمان ملے یوسف لقا جانجان سے ملے جہاز کے مالک سے پوچھا کیا اسباب ہی کون کون سوار ہی مفصل بیان کر جو چیز پسند آئیگی قیمت نقد دیجائیگی اوسنے عرض کیا خداوند نعمت کچھه جواہر گران بہا ہین بیش قیمت کپڑا ہی بچاس خم روغن زیتون کے ہین مگر مالک اوسکا وقت پر نه پہونچا جہاز روانه ہوگیا یه روغن زیتون کی خواہشمند تھی خمونکو اوٹھوا لیا قیمت پوچھی وه بولا مالک اسکا مر گیا ہی واللہ اعلم یه کیونکر ہاتھه آیا ہی ہزار درہم عنایت کیجیے شاہزادی نے دولتسرا مین پہونچکے خم کو کھولا روغن کے نیچے سونے کی خاک نکلی حکم ہوا سبکو دیکھا ایک خم مین وه طلسم کی تختی تھی دیکھتے ہی غش آگیا حیات النفس نے دوڑ کے سنبھالا جب افاقه ہوا حیات النفس کو وه تختی دکھا کے کہا اسکی بابت ہماری کمبختی آئی یه سب مال اسباب شاہزادے کا ہی جہاز کے مالک کو بلایا کہا زیتون کے

چوری کا گمان ہی اگر اوسکے مالک کو جلد لاؤ گے تو نجات پاؤ گے ورنہ جہاز ضبط ہوگا سزا دیجائیگی سختی کیجائیگی اور حکم دیا
کہ جہاز کا کل اسباب اوٹھہ آئے کوئی شی جہاز پر رہنے نہ پائے فوراً ملازمین سرکار پہونچے سب اسباب اوٹھا لیگئے مالک جہاز
بیچارہ مصیبت کا مارا گھبرا کے اوسی دن روانہ ہوا یہ سب قدرت کے کارخانے ظاہر کے بہانے ہین جو کرنا منظور ہوتا ہی
اوسکے لیے کوئی نہ کوئی حیلہ ضرور ہوتا ہی ورنہ کہان شاہزادہ کیسی تختی جانور ہاتھہ سے چھین لیجائے جنگلونکی خاک چھنوائے
اور جب نحوست گئی دن اچھے آئے تو یہ سامان بنائے القصہ مالک جہاز کے ہوش پرواز تھے لیکن ہوا رہبر ہوئی جلد جا پہونچا
باغ کے دروازے پر گیا دستک دی زنجیر ہلائی قمرالزمان سویا چاہتا تھا آواز سنکے باہر آیا صاحب جہاز نے ہاتھہ پکڑا کشان کشان
جہاز پر لایا فوراً لنگر اوٹھایا قمرالزمان حیران پوچھنے لگا ماجرا کیا ہی میری کونسی خطا ہی وہ بولا تو نے زیتون چرایا ہی سلطان
ابونی نے ہمارا مال ضبط کیا تجکو بلایا ہی شاہزادہ نے کہا نہ مینے کبھی وہ شہر دیکھا نہ بادشاہ کی صورت سے آشنا ہون بیجرم
گرفتار بلا ہون مگر وہان کون سنتا تھا یہ ہزار سر دھنتا تھا آخر اسکو لیکے روانہ ہوے یہ جو مثل ہی اصل ہی ورنہ ستانی سیتم میرے
چور بن کے پکڑا جاتا ہی بچہ شاہ کیا بادشاہ بنکے مزے اوڑاتا ہی شب و روز قطع مسافت کیا ابونی مین جہاز پہونچا
اوسی ہیئت کذائی سے در دولت پر لیگئے خبر ہوئی خورشید لقا نکلی بمجرد نگاہ سینہ سے آہ نکلی ضبط کیا مالک جہاز کو خلعت دیا
انکو حمام مین لیجانے کا حکم ہوا پوشاک بھیجی وہون نے نہا کے کپڑے بدلے خیال کیا تو اپنے کپڑے تھے بھید کھلو مین طلب کیا
حال اظہار سب کیا دیر تک دکھڑے روئے دلکے غبار دھوئے شاہزادی خورشید لقا نے لباس زنانہ پہنکے بادشاہ کو
بلوایا وہ حیران ہوا جب سب ماجرا سنایا شاہزادہ قمرالزمان سے مخاطب ہوکے کہا ہم آج تک شاہزادی چین کو اپنا داماد
جانتے تھے اگر آپ کا دل راضی ہو طلب قاضی ہو شاہزادہ عالم بڑے مقرر لگاوٹ باز تھے وہ فقرہ نمین شاہ ابونی
کی تمنا دونی کی صبحدم بڑی دھوم سے عقد ہوا صدائی مبارکباد سنکے بادشاہ چین خم زرین افق سے برآمد ہوا
شعبدہ پردازی کا طور ہوا اندھیرا تھا یا اوجالا فی الفور ہوا باغبان فلک پیر نے گلزار انجم نذر خزان کیا دامن سحر
مین رخ ماہ تابان نہان کیا خموشی شہرزاد کی گلوگیر ہوئی دن کی ضیا اکسیر ہوئی شہریار مجبور و مایوس سر سلطنت پہ
آیا وزیر امیر حاضر ہوے اخبار سنا بادشاہ ہر بار مغرب کی سمت دیکھتا تھا کہ شام ہو دن کسی طرح تمام ہو یکایک نوشاہ خاور جلد
مغرب کا عازم ہوا پردہ ظلام کھینچنا کارپردازون پر لازم ہوا شہریار کی تمنا پوری ہوئی متحرک ناصبوری ہوئی آرامگاہ
مین تشریف لاکے شہرزاد کو بلا کے کہا ہون وہ بولی قربان جاؤن قاضی نے خطبہ نکاح پڑھکے منہ پھیرا او لحن کے

محبت نے گھیرا حیات النفس با ایک کی تھی اب دونو کی شیدا ہوگئی باہم عجب طرحکی محبت پیدا ہوگئی جو ایکدم آنکھہ سے اوجھل ہوا
دوسیری کی زیست مین خلل ہوا جب دن نیک آتے ہین سب کام بنجاتے ہین ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست +
فضل الٰہی سے دو غنچہ دہن نونہال اوسی سال دونون کے بطن سے پیدا ہوے ماں باپکے سو حسن عالم فریب خاص و عام
شیدا ہوے شاہزادی چین کا ماہ جبین جو تھا باپ نے امجد اوسکا نام رکھا اوفی کے بادشاہ نے نواسے کو شیر بیشۂ شجاعت
سمجھکے بلا کد اسد کہا دونو کی پرورش کا ساوی خیال صبح و شام رکھا ہزار ہا روپئے محتاج فقرا جو گوشۂ انزوا مین تھے انکو
عنایت کیے شہر کے روساو ارکان سلطنت کو خلعت دیے ملازمین کے اضافے کیے اپنے ہمراہیونکو بہت کچھہ دیا
ہر ایک کو مالا مال کیا دونو شاہزادے اکجا پرورش پانے لگے ماں باپکے پاس ساتھہ آنے لگے جب سن تمیز کو پہونچے
معلم ادیب خوشنویس اور فنون کے استاد کامل تعلیم کو مقرر ہوے ذہن رسا فہم و ذکا تیز تھا تھوڑے دن مین بہت کچھہ
حاصل کیا حد بلوغ کو پہونچنے نہ پائے تھے کہ خداوند عالم نے علم و ہنر کسب و کمال مین اکمل کردیا جب وہ جوان ہوے تب
قمرالزمان نے کہا جس روز ہم سیر و شکار کو سوار ہون باری باری ہر ایک تخت پر بیٹھکے انتظام سلطنت کیے نظام
کیا اودے حسب ارشاد دونو خجستہ نہاد عدل و انصاف کی داد دینے لگے تحسین و مرحبا کا صلہ خلائق کی زبان سے لینے لگے
اور دونو شاہزادیاں سوتیلے بیٹون پر جان و دل سے فدا تھین اپنی اولاد سے بے پروا تھین عورت عقل کی دشمن مشہور
ہے کوچہ پرستی کی رہزن مشہور ہے باہین الفت فلک نے چاہا کہ فساد بڑھے محبت کم ہو عناد بڑھے ایکبار قمرالزمان شکار کو گیا تھا
اوس روز امجد جبین کی شاہزادی کے بیٹے کی تخت نشینی کی باری تھی جب دربار برخاست کرکے محل مین جانے لگا راہ مین
خواجہ سرا نے ایک پرچہ حیات النفس کے نام سے دیا اوسے دیکھکے شاہزادے کو ایسا غصہ آیا کہ خواجہ سرا کو ہلاک کیا
تہ خاک کیا اور وہ خط لیکے اپنی ماں کے پاس آیا پڑھکے سنایا اوسنے قسم کھائی کہا بیٹا یہ مجھپر افترا ہے بہتان ہے تحریر اسکا
شیطان ہے دوسرے روز اسد کا اجلاس ہوا جب تخت سے اوٹھا ایک عجوزہ دلالہ طوفان اوٹھانے مین شیطان کی
خالہ لفافہ شہزادی جبین کے نام سے روبرو لائی جیسے اسد نے پڑھا دریای غضب مین بہ مارکے بڑھا مجھہ لہر جوانی تلوار
کھینچکے لگائی بحر ہستی سے وہ مردار پار ہوئی فورًا فی النار ہوئی پھر اپنی ماں کو خط دکھایا حال سنایا اوسنے کہا تجکو جنون ہوا
بیگناہ کا تیری گردن پر خون ہوا دونو شاہزادے ان باتون سے کبیدہ خاطر رنجیدہ دل ہوے اس اثنا مین قمرالزمان شکار
کھیلکے دارالسلطنت مین پہونچے یہان کا رنگ اور نظر آیا دونو بیٹونکو اوجھا پریشان پایا سبب پوچھا دونو نے ایک زبان

ہو کے بہت رو کے کہا بیٹون نے ہمکو بدنام کیا سوای خاص و عام کیا کوئی خرابی بے حجابی کا مقدمہ وقوع نہین ہوا آپ بے
ڈر سے مفصل نہین کہا اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ عورت کے مکر و فریب سے خدا کی پناہ ہے عقل کو اس مین کہان راہ ہے یہان تک
کد و کاوش کی کہ قمرالزمان کی بے تحقیق طبیعت پھر گئی چاہا کہ دونو بیٹون کا خون کرون اپنے ہاتھ سے مار ڈالون
اودھر شاہ خونی لباس شمشیر شعاعی لیکے بکمال غیظ و غضب افق سپہر سے نکل آیا تیرگی شب نے خوف سے منہ چھپایا انجمن بر ہم
ہوے کافور شبنم ہوئی شہرزاد نے آسمان کیطرف دیکھ کے قصہ کوتاہ کیا شہریار متحیر عشرتکدے سے عبادتخانہ کا
عازم ہوا بعد ادای نماز تخت سلطنت پر جلوہ دیا مشغلہ انتظام مین دن تمام کیا جب خورشید جہان گرد منزل مغرب مین
پہونچا اور ماہتاب بصد آب و تاب بساط نیلی پر جلوہ گر ہوا شہریار خوابگاہ مین آیا آرام فرمایا جب تھوڑی رات رہی
شہرزاد سے داستان کی فرمایش کی وہ گویا ہوئی ہر چند غصہ سے عقل مین فتور آتا ہے انسان رنجیدہ ہوجاتا ہے مگر
قمرالزمان ادھر بادشاہ ابونی اودھر فغفور چین دونو سسرون کے خوف سے یہ حرکت کر نہ سکا جندر نام پہلوان بڑا زبردست
قوی ہیکل سنگین دل تھا اوس سے کہا تو دونو شاہزادونکو شہر سے باہر لیجا کے انکا خون بہا کے نشانی مجکو دکھا نعش کو
وہین زیر خاک چھپا تا وہ تابع حکم دونو مہر و ماہ بیگناہ بیچارونکو مصیبت کے مارونکو ابونی کی سرحد سے باہر لیگیا وہان
بادشاہ کے حکم سے آگاہ کیا وہ بولے خدا و رسول گواہ ہین ہم دونو بیجرم و گناہ مبتلای روز سیاہ ہوتے ہین باپ ماں کے
ظلم سے جان کھوتے ہین رضینا بقضا بسم اللہ امجد نے کہا اتنا دم مرگ احسان کر پہلے مجکو بیجان کر اسعد کا مرنا مجھ سے
دیکھا نہ جائیگا تڑپ کر ہونٹون پر دم آئیگا اور یہی تکرار اسعد نے بمنت کی کہ مجکو اپنا ذبح ہونا گوارا ہے بھائی کی جان جاتے
دیکھون اسکا کہان یارا ہے اوسوقت جندر سنگدل نے چاہا کہ دونوکو چادر مین لپیٹ کے وار کرون دو کے
چار کرون جب پشتارا باندھا اور تلوار کھینچی گھوڑا اوسکا نادر بے بہا شدت سے چالاک تھا تلوار کی چمک سے ایسا
چمکا کہ باگ ڈور جندر کے ہاتھ سے چھٹ گئی گھوڑے نے جنگل کی راہ لی وہ سمجھا ایسا گھوڑا تمام عمر ہاتھ نہ آنے گا
اور انہین سے کوئی بھاگ نہ جائیگا پہلے گھوڑا پکڑ لاؤ پھر انکا خون بہاؤ تلوار ہاتھ سے پھینک گھوڑے کے پیچھے دوڑا گھوڑا
ضیل جنگل کی ہوا جو کھائی کلیل جی مین آئی دم اوٹھا کے ہنہنا کے بھاگا اور جندر اوسکے پیچھے چلا قضای کار ایک شیر
بھوکا صید کی فکر مین تھا گھوڑے کی آواز سنکے جھپٹا گھوڑا تو سناٹے مین نکل گیا جندر جو قریب آیا شیر نے اوسکو
دبایا یہ حال شاہزادون نے دیکھا امجد کو فرط جرات سے تاب نہ آئی چادر سے نکل جندر کی تلوار اوٹھائی اور شیر کو

تو دانت کچکچا کے للکارا ہی جانور کی عادت ہی جو اسکو للکارے ہزار کو چھوڑ دے اوسکو مارے شیر تڑپ کے امجد پر آیا اوسنے اُس
چالاکی اور صفائی سے ہاتھ مارا شیر کے دو ٹکڑے ہوگئے تو یک دم نیستان عدم کو سدھارا جندر کو خوف سے غش آگیا تھا سر
اوٹھا کے دیکھا تو آنسو جاری اور اسد دوڑ کے گھوڑا پکڑ لایا جب جندر کے ہوش و حواس درست ہوئے امجد نے تلوار
اوسکو دی کہا اب تو بادشاہ کا حکم بجا لا ہم دونو کا خون بہا اوسنے دیکھا ایک نے شیر کے پنجے سے چھڑایا دوسرا گھوڑا پکڑ لایا
پھر سر کٹوانیکو راضی ہین ایسے بہادر شجاع کبھی دیکھے سنے تھے دست بستہ عرض کی خداوند نعمت غلام کی جان آپنے بچائی
ہر حضور مین گستاخی نمک حرامی بیجا ہی ہر چند میرا قصور معاف ہو طبیعت صاف ہو اگر آپ کے بدلے بادشاہ میرے تمام کنبے کو قتل
کرے زندگی کی ہوا و بو ملے اور جسقدر نقد و جنس اوسکے پاس تھا نذر کیا اور سمجھایا کہ آپ اور کسیطرف چلے جائیے اس شہر نحوست
اثر کا عزم نفرمائیے یہ قبائین جو آپ پہنے ہین اوتار دیجئے وہ لیکے شیر کے لہو مین تر کرکے اونکی طرف پھرا ان دونو کو وہین
چھوڑا قمرالزمان کے حضور مین خون آلودہ قبائین حاضر کین جس وقت قمرالزمان کو الفت پدری کا جوش ہوا دونو
انکھین جوش سے بھر آئین اتفاقاً وہ خط جو اونکی ماون نے لکھے تھے دونو کی جیب سے نکلے اونکو پڑھکے شاہزادونکو بے قصور
سمجھا نذریون کا فتور سمجھا اپنا حال تباہ کیا تادیر نالہ و آہ کیا پھر بے اختیار رونے لگا جان کھونے لگا اور عہد کیا کہ جیتے جی ان
دونو کی صورت نہ دیکھے یہ عورتین کم بخت گنہگار ہین قتل کرنے کی سزاوار ہین باپ کے ناحق کی مصیبت مین مبتلا ہوا اپنی زندگی سے خفا ہوا

شاہزادہ امجد و شاہزادہ اسد کا باپ کے عتاب سے آوارۂ دشت ادبار ہونا مصائب مین گرفتار ہونا پھر یاوری بخت سے قمرالزمان کا آنا اور اونکی ملازمت سے اعزاز پانا

القصہ دونو شاہزادے وطن آوارہ ہوکے ایکطرف چل نکلے کوہ و دشت دن رات طے کرتے راہ
سے آشنا نہین تکلیف کا نام کبھی سنا نہین جنگلی میوے پر اوقات تھی تنہائی مین ہمراہ خدا کی ذات
تھی ہیہات اگر گذر ہوا تو نشیب و فراز نے بہت تھکایا دم لبو پر آیا خصوصاً اسد کا غیر حال تھا قدم اوٹھانا
محال تھا آخر تھک کے ایکجا بیٹھ گیا امجد بیچارا جرأت کرکے آگے بڑھا ایک چشمہ سرد و شیرین نظر پڑا گرد درخت
انار کے پختہ تیار بڑا بڑا انار ٹہنیان بوجھ سے جھکین پانی مین ملی ہوئین بہت خوش ہوکے اسد کو اوٹھا
لایا پانی کے بدلے انار کا عرق پلایا کچھ دانے کھلائے جی مین جی آیا رات کو اوسی جا مقام کیا ایک گھنٹا

تو دوسرا سوتا ہیم ورجا مین شکو تمام کیا صبحکو وہانسے چلے پہاڑ سے نیچے اوترے شہر نظر آیا دروازہ شہر پناہ کے
سہو بچکے یہ مشورہ ٹھہرایا کہ پہلے ایک شخص اندر جائے شہر کی حقیقت لوگونکی کیفیت دیکھ کے کچھ کھانے کو لائے
اسد شہر مین چلا امجد دروازے پر بیٹھا شہر وسیع قطعہ دار مکانات مرتفع قرینے کا بازار دیکھتا چلا جاتا تھا ایک مرد ضعیف
وضع معقول ملا اسد نے نانبائی کی دکان کا اوس سے نشان پوچھا اوسنے کہا صاحبزادے تم نو وارد ہو کہانا ہو ل
لوگے اسد بولا آپ درست فرماتے ہین ہم ابھی چلے آتے ہین بھائی میرا بہت بھوکا ہے اوسکے واسطے نانبائی کی
دکان پوچھتا ہون کہ وہانسے روٹی لیکے کھلاؤن اوسنے کہا آج تمہاری دعوت ہے کھانا تیار ہے جسقدر جی چاہے
نوش فرماؤ اور بھائی کے واسطے لیجاؤ وہ شیطان خصال کھانیکے دم سے مکان پر لیگیا اسد نے دیکھا چالیس آدمی
سن رسیدہ ضعف سے پشت خمیدہ الاؤ کے گرد بیٹھے آگ کی پرستش کرتے ہین اسد سمجھا غضب ہوا برے پھنسے یہ ایک
آتش پرست ہین یہان کچھ اور ہی بندوبست ہے اوس بڈھے نے غضبان کا نام لیکے دستک دی ایک حبشی روسیاہ
موٹے ہونٹ کتا دھنگا گمراہ نکلا اسد سے لپٹ گیا باندھ لیا اوس بڈھے نے کہا بوستنا اور کیوانا جو میری بیٹیان ہین
اونکو سونپ آکنا تہ خانے مین قید کرنا شام کو روٹی کا ٹکڑا تھوڑا پانی دینا کہ مر نہ جائے جہاز جب آئیگا اسکو آگ پر چڑھانے
بھیجونگا یہ مسلمان ہے کباب ہوگا مجکو ثواب ہوگا حبشی نے انکو وہان پہونچایا تقدیر نے قیدخانہ دکھایا اسد گھبرا کے
یہ شعر زبان پر لایا شعر ایک آفت سے تو مرمر کے ہوا تھا جینا + پڑگئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی + دفعتہ اسد
چرخ نیستان مشرق سے نکلا غزالان انجم پر خوف طاری ہوا چوکڑی بھری صحرای مغرب کی راہ لی نور سحر کی چمک سے
شہزادہ چپ ہوئی شہریار نے دارالامارۃ کی راہ لی گو تمام دن مشغلہ انتظام رہا مگر ہردم خیال شام رہا جب ضیغم سپہر درہ کوہ
مغرب مین پہونچا اور فلک اطلسی قنادیل ماہ وستارون سے روشن ہوا شہریار عشرتکدہ مین جلوہ آرا ہوا شہزادہ حاضر
ہوئی پھر وہی چرچا ہوا اسنے کہا کہ اسد بیچارہ تو آتش پرستون کی قید مین پھنسا امجد تمام دن منتظر رہا قریب شام
وہ بھی شہر مین داخل ہوا یہان کوئی مسلمان نظر نہ آیا کسی سے شہر کا نام پوچھا اوس نے کہا آتش پرستونکا شہر مشہور
ہے مجوس کے سوا یہان اور کوئی نہین رہتا ہے اجنبی بڑی تکلیف سہتا ہے امجد پھرتا پھرتا خیاط کی دکان پر پہونچا اوسکی
وضع دیکھ کے سمجھا کہ یہ بندۂ خدا ضرور مسلمان ہے السلام علیک کہکے پاس بیٹھ گیا پہلے اوسکا نام پوچھا پھر اپنی
غریب الوطنی کا حال بھائی کے چھٹ جانیکا رنج و ملال بیان کیا درزی افسوس کرکے بولا کوئی بدبخت مجوس اوسکو

دم دیکے لیگیا گھر مین چھپا رکھا اب اوسکا ملنا بہت مشکل ہی مگر تم اپنی خبرداری کرو موقوف گریہ وزاری کرو
اگر میرے پاس ہوگے مین تمھاری حفاظت کرونگا جب کوئی قافلہ آئیگا اوسکے سپرد کردونگا یہ بیچارہ اسعد کے
ملنے سے ناامید ہوکے درزی کے گھر مین رہا کئی دن کے بعد دکان پر نکل کے بیٹھا تھا کہ ایک عورت نوجوان
نقاب روے تابان پر ڈالے دامن سنبھالے سامنے آئی امجد کو دیکھ کے کھڑی ہوگئی نقاب کو اوٹھا کے درخشندہ
چہرہ دکھا کے پوچھا کہ صاحب تم کون ہو یہان کیونکر آئے ہو تمھاری نشست کی یہ جا نہین جہان بستر جمائے ہو
رہنے والے کس شہر کے ہو آدمی بڑے قہر کے ہو اس غمزہ و ناز سے کلام کیا امجد تو انیلا تھا ایسی چوٹ کو کاہے کو
جھیلا تھا اوسکا کام تمام کیا یہ حسن و جمال لگاوٹ کی بول چال دیکھہ سن کے سن ہوگیا سنبھل کر کہا تم کدھر سے آتی ہو کہان
جاتی ہو سر راہ یہ فتنے اوٹھاتی ہو وہ بولی مین کشتہ نگاہ ہون جدھر لیچلو سایہ کیطرح ہمراہ ہون امجد سوچا تو خانمان
آوارہ خستہ جگر ہی یہان نہ گھر ہی نہ در ہی اگر درزی کے مکان پر لیجائیگا رنج اوٹھائیگا یہ سوچکر چپکا ایکطرف چل نکلا وہ بھی
پیچھے پیچھے اسکے چلی امجد نے ہرچند جستجو کی کہ ایسی راہ نکالیے اس بلا کو ٹالیے اوسنے منہ نہ موڑا پیچھا نہ چھوڑا چلتے چلتے دونو
تھک گئے ایک مکان مقفل کے دروازے پر کہ کوچہ بھی تھی امجد اوسپر بیٹھ گیا وہ عورت بھی برابر جا بیٹھی پوچھا یہ مکان تمھارا
ہی امجد نے کہا ہان وہ بولی اندر کیون نہین چلتے اوسنے ٹالنے کو کہا کنجی اسکی میرے غلام کے پاس ہی وہ بازار گیا ہی
اوسنے کہا تمھارا غلام سخت نطفہ حرام ہی اتنی دیر لگائی لاؤ تو سزا ہی سوچو تو سر راہ رنڈی کا مرد کے ہمراہ بیٹھنا برا ہی
ہر طرحکا اندیشا ہی پھر اوٹھ کے قفل توڑا پھر امجد کو اندر لیگئی یہ جو مکان مین آیا بہت تکلف کا سجا سجایا پایا فرش
قرینے سے بچھا موقع و محل پر شیشہ آلات لگا ایک شہ نشین پر تکیہ مین دستارخوان بچھا سب قسم کا کھانا نمکین و
شیرین چنا اچار مربے جہان کے تر و خشک میوے قشتریون مین دھرے کباب خالی و بھرے ایک سمت برابر
سر حد طبیعت بے تکلفی کا سامان شراب پرتگالی سے کنٹر الماس تراش لبریز خوشبو تند و تیز عطردان پاندان جواہر نگار
دستارخوان پر باغ کی بہار امجد سمجھا بیشک کسی امیر کبیر کا یہ مکان ہی جلوہ پرستان ابھی جو آجائیگا غضب ڈھائیگا
یہ تو اسی خیال مین مشوش تھا وہ طرار دستارخوان پر جا بیٹھی ہاتھ بڑھایا سب کچھ کھایا باصرار اسکو کھلایا کھانیکے بعد
شراب کیطرف ہاتھ بڑھایا جام بھر کے خود پیا شاہزادے کو پلایا پھر میوہ سے ذائقہ تبدیل کرتے تھے کہ صاحب خانہ آیا
دروازے کا قفل ٹوٹا پایا پٹ کھلا نظر آیا حیران ہو کے دبے پاؤن اندر آیا کونے مین چھپ کے دیکھنے لگا جوان رعنا

شوکت شاہی چہرے سے عیان پہلو مین ماہ پارہ بلای ناگہان لیے بیٹھا ہی دفعتہً امجد کی نظر اوسپر پڑ گئی سانس سینے
مین اٹک گئی مگر اوس شخص نے ہاتھ کے اشارے سے تسکین کرکے اپنے پاس بلایا امجد پیشاب کا بہانہ کرکے اوٹھا اوسکے پاس
آیا اوس نے کہا بندہ پرور تم کون ہو قفل توڑ اور دروازہ کھلا چھوڑ رنڈی کو ساتھ لیکے چین سے بیٹھے ہو امجد نے کہا فی الواقع
بڑی خطا ہوئی ندامت حد سے سوا ہوئی اگر تم میرا حال سنوگے اور درگذر نہ سمجھوگے تو بہت تاسف کروگے پھر اپنی سرگذشت
اول سے آخر تک سنائی ع راستی موجب رضای خداست + کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست + اوس نے کہا شاہزادہ
عالم آپ اصلا اندیشہ و غم نکرین یہ مکان و سامان میرا ہی مین حقیقت مین غلام ہون نام بہادر ہی اصطبل سلطانی کا
داروغہ ہون رہنے کا غریب خانہ اور ہی گاہ گاہ دو چار دوست آشنا یہان آ بیٹھتے ہین دیوانخانہ کا طور ہی آپ جاکے
بیٹھیے مین غلامون کے لباس مین اونکا بدمزہ ہونا بلکہ مار بیٹھنا سب خدمت بجالاؤنگا یہ کہکے کپڑے غلامونکے
پہنکر روبرو حاضر ہوا امانت کرنے لگا کہ دیر ہوگئی امجد نے کہا ارے بڑا قصور کیا صبح کا گیا شام کو پھرا چھری لیکے
اوٹھا دو چار ادھر اودھر آہستہ لگا کے جا بیٹھا مگر عورت کی تسکین نہوئی کہا تمنے اسکو خوب سزا نہ دی وہ مردود پھر آیا
شراب پلانے لگا شام قریب تھی جا بجا جھاڑ جھاب کنول روشن کیے دوسرے دالان مین جاکے سو رہا ایکبارگی آئے
کی آواز عورت کے کانمین آئی امجد سے کہا اگر مجھکو پیار کرتے ہو تو اس غلام کا سر کاٹ کے پھینک دو اوسنے جواب دیا کہ یہ قتل کا
سزاوار نہین ایسا گنہگار نہین تم نشہ مین بہکتی ہو ہذیان بکتی ہو اوس نے طیش مین آکے تلوار کھینچی اور بہادر کی طرف دوڑی
شہزادہ صبح کی تجلی دیکھکے جب ہوگئی وردی بجی توپ چلی موذن نعرہ اللہ اکبر سے سونیوالونکو جگانے لگے برہمن گھنٹیان
مین جھانجھ بجانے لگے شہنشاہ فلک چارم شمشیر شعاعی چمکاتا جبروت دکھاتا نہانخانہ مشرق سے نمودار ہوا ماہ و انجم کو
انتشار ہوا شہریار عازم تختگاہ ہوا شہزاد کی جان بخشی سے وزیر آگاہ ہوا مقدمات ملکی معاملات مالی پیش ہوئے حضرت
ظل سبحانی تمام دن مشاغل انتظامی مین مصروف رہے جب مسافر رفتہ مراحل غرب مین پہونچا ایوان فلک قندیل ماہ و ستارون
سے منور ہوا شہریار خلوت خانہ مین تشریف لایا شہزاد کو یاد فرمایا کچھ دیر عیش و عشرت کا مشغلہ رہا پھر شہزادے بیان
داستان کا حکم کیا وہ عرض پیرا ہوئی کہ جب شاہزادہ امجد نے دیکھا کہ یہ ظالم زن بہ تعجیل اوسکے قتل سے منہ نہ موڑیگی
اوٹھا کہا اگر تیری یہی خوشی ہی تلوار مجھے دے ایسا نہو تیری نازک کلائی کو صدمہ پہونچے پھر تلوار اوسکے ہاتھ سے لیکے
بہادر کی طرف چلا یہ بھی پیچھے ہولی دفعتہ امجد نے پھر کے ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ گردن اوس عورت کی کٹ گئی سر اوسکا

بہادر کی چھاتی پر چڑھ رہے گر او وہ گھبرا کے چونک پڑا پوچھا شاہزادے ماجرا کیا ہے امجد نے کہا یہ دیوانی تمھاری دشمن جانی تھی مجھ سے کہا اسکو قتل کر مینے انکار کیا یہ خود تلوار لیکے چلی تھی ناچار مینے مصلحت اسمین دیکھی نہین تو تمھاری جان بچتی یہ سنکے بہادر نے کلمات شکر کیے اور کہا یہ ہوا رات تھوڑی ہی کہانی سُنی تدبیر شرط ہے امجد نے کہا مین جاتا ہون اسکو دریا مین بہاتا ہون بہادر نے کہا آپ اس شہر کی رسم وراہ سے آگاہ نہین مین جاتا ہون اگر صبح سے پیشتر آیا تو خیر ورنہ سمجھنا قید ہو گیا پھر قلمدان کھولکر مکان اور سب سامان لکھدیا کہ شاہزادۂ امجد مالک ہین دوسرا دعوی کرے تو جھوٹا ہے اور چادر مین اوسکی نعش باندھکے گھر سے نکلا دریا کیطرف تیز قدم چلا قضا می کار سامنے سے روندآئی بہادر کو ٹوکا سدراہ ہوئی روکا پشتارا جو دیکھا لاش نکلی گرفتار کیا اور سمجھا ناکہ داروغہ اصطبل سرکار ہے کہا بے اطلاع اسکا قتل نا ہوگا خدا جانے انجام کیا ہوگا دم سحر بادشاہ کے روبرو لیگئے بعد ملاحظہ گردن مارنیکا حکم ہوا حسب دستور منادی ہوئی کہ آج بہادر داروغہ اصطبل بجرم خون ناحق مارا جائیگا جسکو دیکھنا ہو آئے عبرت کا مزا اوٹھائے یہان شاہزادۂ امجد اوسکے نہ آنے صبح ہو جانے سے گھبرا رہا تھا یہ صدا جو سنی غیرت کا جوش ہوا کہا جرم میرا اوسکے بدلے محسن کی جان جائے خلاف ہے فورًا بر سر مقتل پہونچا کوتوال سے کہا یہ شخص بیگناہ ہے مینے یہ حرکت کی ہے اوس عورت کی گردن کاٹی ہے کوتوال دونوں کو بادشاہ کے حضور مین لایا نوجوان کا اقرار قتل سنایا بادشاہ اسکی صورت رعنا چہرہ پر شوکت شاہی دیکھکے فریفتہ ہو گیا دوسری یہ حرکت سراسر جرأت کی جو نظر آئی بر سر رحم آیا مفصل حال دریافت فرمایا شاہزادۂ امجد نے جو جو صعوبت پائی تھی جہان جہان تکلیف اوٹھائی تھی مفصل بیان کی بھائی کی جدائی اپنی تنہائی عیان کی بادشاہ نے اوسیدم بہادر کو رہا کیا کہ وہ بیخطا تھا اور امجد کو پایہ وزارت عطا کیا کہ مدت سے جو یا تھا فرمایا اب بدلجمعی جستجو کرو جس جگہ بھائی کا سراغ پاؤ اوسکی خانہ خرابی کرو بکڑلاؤ الغرض شاہزادۂ امجد تو مشتاق تھا وزارت کا خوب سرانجام کیا عدالت وانصاف سے بڑا نام کیا شہر مین کوبکو چار سو منادی پکارا جس نے اسد کو چھپایا ہو حاضر کرے ورنہ گھر کھودا جائیگا بڑی ہی ذلت اوٹھائیگا اور جو شخص سراغ لگائیگا خلعت وانعام پائیگا اور بہت جاسوس مقرر کیے مگر کچھ پتا نہ ملا وہ بیچارا تہ خانے مین بند رہتا تھا وہ ستم سہتا تھا گیونا کے ظلم سہتا تھا اب وہ عید مجوسون کی قریب آئی بہرام نام آتش پرست جہاز لیکے شہر مین آیا کہ جو مسلمان ہاتھ آئے لیجا کے بھینٹ چڑھائے اوس ملعون شریر نطفہ حرام پیر نے اسد کو بہرام کے حوالے کیا اوس نے صندوق مین بند کر کے جہاز پر بھیجا کوہ آتشین کیطرف لیچلا اور اسباب بھی بہت سا جہاز پر بار کیا مال تجارت کا اوٹھا لیا

امجد جہاز کی آمد سنکے آیا بہت ڈھونڈھا کچھہ پتا نہ پایا جہاز نکل گیا بہرام نے اسد کو صندوق سے نکال کے سلسلۂ آہن مین
اسیر کیا پابزنجیر کیا قضا کار ہوا مخالف چلی جہاز طوفانی ہو کے اور جزیرے مین پہونچا بہرام سمجھا یہان ملکہ ماہرخ کا عمل ہی
اگر اس مسلمان کا حال کھلا تو جہاز لٹ جائیگا زیست مین خلل آئیگا اوسیدم اسد کو طوق و زنجیر سے رہا کیا اور بمنت کہا اس جزیرے سے
نکلکے جہان تم کہو گے پہونچا دونگا بالفعل خرید فروخت اسباب کا حساب تم لکھا کرو میرے منشی بنو جب جہاز کے پہونچنے
کی خبر شاہزادی ماہرخ نے سنی اسباب دیکھنے جہاز پر آئی سب کچھہ دیکھا بھالا یہ نئی رقم نظر آئی پوچھا یہ شخص کون ہی لوگون
نے عرض کیا منشی بہرام کا ہی باعث انتظام کا ہی وہ تو اسکی صورت دیکھتے ہی مفتون ہو چکی تھی دل سے گران بہا شی بعیانہ مین
کھو چکی تھی چپ ہو رہی جسدم بہرام تحفہ تحفہ اسباب کی کشتیان نذر کو لایا ملکہ نے منہ پھرایا کہا اپنا منشی مجکو دے بہرام نے
کہا حاضر ہی وہ اسد کو اپنے ہمراہ باغ مین لائی سیر دکھائی نام پوچھا بود و باش کا مقام پوچھا اسد کے آنسو بھر آئے کہا کونسا
نام بتاؤن پہلے تو شاہزادہ اسد مشہور تھا شوکت و ثروت پر مغرور تھا سلطنت کا سر دہ انتظام تھا ضبط و نسق کا شغلہ
صبح و شام تھا جبسے بجرم مجوسون مین گرفتار ہوا تکلیف اوٹھائی ذلیل و خوار ہوا آتش کی قربانی نام ہوا جان جوکھون کا
کام ہوا یہ ماجرا سنکے ملکہ کو طیش آیا بہرام کو یاد فرمایا کہا کیون ملعون تو مسلمانون کا خون کرتا ہی گرفتار کر کے کوہ آتش فشان
پر لیجاتا ہی اپنے حق مین بون کرتا ہی خیر اسیمین ہی جلد جہاز لیجا اگر یہان صبح ہوئی بھور ہو جائیگی اسباب لٹوا کے جہاز
ڈبوا دونگی تجھے دار پر کھینچوا دونگی بہرام وہانسے جا کے لنگر اوٹھانیکی تدبیر کرنے لگا ماہرخ باغ سے دولتخانے مین
آئی خاصہ طلب کیا اسد کو دستار خوان پر بٹھایا بڑی توقیر سے کھانا کھلایا پھر شراب کا سامان روبرو آیا جام بھر کے
اپنے ہاتھہ سے اسد کو پلایا مدت کے بعد اسنے جو شراب پی سرور ہوا باغ مین حرارت معلوم ہوئی کسب ہوا منظور
ہوا وہانسے اوٹھکے باغ مین آیا سبزہ کی فضا خوش آیند ہوا حوض پر بیٹھہ کے لطف اوٹھانے لگا دل بہلانے لگا
یکایک نیند کا غلبہ ہوا حوض کے کنارے لیٹ کے سو گیا بہرام کا جہاز جب باغکی دیوار کے قریب پہونچا پانی
وہانکا نہایت سبک ہاضم مشہور تھا یہ خود خلاصیونکو لیکے باغ مین آیا حوض کے کنارے اوس درنایاب کو خواب غفلت
مین غلطان پایا پانیکے ساتھہ اوسکا پانا آبحیات سمجھا فوراً آدمیون سے اوٹھوا کے جہاز پر لایا اور لنگر اوٹھایا اودھر
ملکہ نے کچھہ دیر انتظار کیا آخر کار دل اسنے بیقرار کیا بے تکلف باغ مین چلی آئی اوس گلرو کو ڈھونڈھا پتہ نہ ملا
بلبل کیطرح نالے کرنے لگی دل و جگر بیتابی کے حوالے کرنے لگی غنچہ نمط تنگ ہوئی تقدیر سے برسر جنگ ہوئی

باغبانون سے عرض کیا بہرام پانی لینے آیا تھا اوسکے سوا ہوا کا گذر نہین ہوا سمجھی وہی نطفہ حرام یہ کام کر گیا الا کسیطرح داغ بدنامی کا
دھر گیا فوراً جنگی جہاز کچھ جوان جرار تعاقب مین بھیجے کہا جہان بہرام کا جہاز ملے پکڑ لانا جب جہاز شاہی بہرام کے جہاز کے
قریب پہونچا وہ سمجھا کہ اب ہم آگے جانے نہ پائینگے یہ لوگ گرفتار کرکے لیجائینگے ملکہ کے خوف سے اسد کو دریا مین ڈالدیا
ہر طرح آئی ہوئی قضا کو ٹالدیا یہ پیرنے کے فن سے آشنا تھا گرتے ہاتھ پاؤن لگانے لگا جان لڑا کے کنارے پر
پہونچا سجدہ شکر حافظ حقیقی کیا دم لیکے اکیسمت و براہ ہو ا راہ جانتا نہ تھا پھر اوسی کمبخت شہر کے دروازے پر
پہونچا جہان قید ہوا تھا یہ سوچا کہ اگر شہر مین جاؤ اوسوقت کون دیکھے گا اس خیال مین شام ہو گئی وہان کا دستور تھا کچھ دن
رہے شہر کے دروازے بند ہو جاتے تھے باہر کے آدمی اندر آنے نہ پاتے تھے یہ مایوس ہو کے قریب گورستان تھا اوسمین رہا
تمام رات نیند نہ آئی تارے گنا کیا وہان ملکہ کے جنگی جہاز نے بہرام کے جہاز کو گھیرا بہت ڈھونڈھا اسد کا پتہ نہ لگا
افسر نے غصے سے کہا اسباب لوٹ لو ان سبکو پکڑ لیچلو اس لڑ مین بہرام آنکھ بچا کے جہاز سے اتر کے بھاگا اور اوسی
شہر مین آیا پھاٹک بند پایا یہ بدحواس بھی اوسی قبرستان مین اسد کے سر پر پہونچا اوسکو پہچانا کہا ظالم تیرے سبب سے
مال اسباب چھٹا جہاز لٹا خیر اتنی اور تجکو دنیا کی ہوا کھانی تھی تیری بدولت مجھپر تباہی آئی تھی سال آئیندہ تجکو کوہ آتشین پر
لیجا کے چڑھاؤنگا تیرے ہوا خواہونکو جلاؤنگا قبل صبح صادق اسد کو باندھا اور اوسی شریر پیر کے گھر لیگیا سارا
حال بیان کیا اوس مردود درگاہ خدا نے پھر سلسل زنجیر و طوق مین کرکے اپنی بیٹیونکو سونپا آزار دینے کا حکم کیا اونمین سے ایک
تہ خانے مین بند کر دیا بوستنا اسکے پاس جو آئی اسد کو ایذا مین سابق جو اسکے ہاتھ سے پائے تھے اوسکا تصور کرکے
بہت رنج ہوا بے اختیار رونے لگا وہ بولی اب تم نہ گھبراؤ پچھلی باتین بھول جاؤ مین نے اسلام قبول کیا ہے اوسکے بدلے
راحت دونگی خدمت کرونگی اسد نے کہا اپنی بہن کو کسطرح سمجھاؤگی اوسکے ظلم سے کیونکر بچاؤگی اوس نے جواب دیا خدا کو
یاد کرو دلکو شاد کرو دیکھو کیا ہوتا ہے یہ کہکے لطیف غذا لائی اسد کو کھلائی پھر نفیس شراب پلائی آرام سے اسد
رہنے لگا تکلیف کے بدلے راحت پا کے خدا کا شکر کرنے لگا ایکروز بوستنا اپنے دروازے پر کھڑی تھی شہر مین
تو اسد کی تلاش ہو رہی تھی گلی گلی منادی سکے ہمراہ امجد پھرتا تھا تجسس کرتا تھا صدا آئی جو شخص اسد کو چھپائیگا
قہر سلطانی مین گرفتار ہو کے سزا پائیگا اور جو نشان بتائے گا امجد وزیر اسقدر زر و مال دیگا کہ وہ نہال ہو جائیگا
یہ سنکے بوستنا نے کہا ادھر آ اسد اس مکان مین قید ہے آتش پرستونکا صید ہے امجد تو ساتھ تھا یہ سنتے ہی بیدھڑک حویلی

مین گھس گیا ہے خانے سے اسد کو نکالا روکے لپٹ گیا پیار کیا اوس مکان کے لوٹنے کا حکم دیا بہرام اور اوس بانی فساد پیر نطفہ حرام کو گرفتار کیا گھوڑے پر بھائی کو سوار کیا سکھپال مین بوستانا کو بٹھالیا ان دونو کو بادشاہ کے روبرو لایا سب حال مفصل سنایا بادشاہ نے ہنود لوین کے قتل کا حکم دیا بہرام ارنالے کرنے لگا بادشاہ نے فرمایا اگر اسلام قبول کریگا زندہ بچے گا وہ اوسیدم مسلمان ہوا اور وہ پیر قتل کیا گیا جسدم بہرام کو معلوم ہوا کہ یہ دونو قمرالزمان سلطان ابونی کے فرزند ہین امجد سے عرض کیا غلام سال گذشتہ مین ابونی گیا تھا آپکے والد ماجد کا حال صدمۂ جدائی سے بہت غیر دیکھا اگر آپ جلد نجائینگے اپنی صورت نہ دکھائینگے خدانخواستہ زندہ نہ پائینگے یہان اور جہاز میرے حاضر ہین سوار ہوجیے لیچلون گا جلد پہونچادون گا دونو بھائی یہ خبر سنکے بہت گھبرائے بادشاہ کے روبرو رخصت کا مذکور زبان پر لائے وہ بھی بخوشی راضی ہوا اجازت دی سفر کی تیاری ہونے لگی ناگاہ محافظان طرق و شوارع کے تیزدم ہرکارے خبر لائے کہ لشکر عظیم لیکے غنیم آپہونچا بادشاہ پریشان خاطر ہوا فوجکو تیاری کا حکم دیا امجد نے عرض کیا حضور تکدر طبیعت سے دور کرین فدوی جاتا ہے حقیقت واقعی دریافت کرکے آتا ہے کچھہ افسر آزمودہ کار اور پیادے سوار حسب ہمراہ لیکے روانہ ہوا لشکر مین بڑے کروفر سے پہونچا مقربون کے ذریعے سے ملازمت ہوئی معلوم ہوا شاہزادی ہے وہ بار بار امجد کی صورت دیکھتی اور رہ جاتی امجد نے سلسلہ تقریر چھیڑا آمد کا سبب پوچھا ملکہ نے کہا جنگ و جدال کا مطلق خیال نہین تمھارے بادشاہ سے رنج و ملال نہین سبب یہ ہے کہ بہرام جہازی آتش پرست یہان کا رہنے والا میرا گنہگار ہے اوسنے سرو کار ہے اسد نام نوجوان جو تمھاری صورت سے مشابہ ہے میرے باغ سے اوس گروہ کو چرا لایا ہے کہین چھپایا ہے اون دونو کو حاضر کرو اگر تامل و تاخیر ہوگا تو اور تدبیر ہوگا امجد نے عرض کیا فدوی کا وہ بھائی ہے گردش تقدیر ہم دونو کو یہان لائی ہے برس دن اس شہر مین آتش پرستون نے بے تقصیر قید پابزنجیر رکھا بڑی مشقت سے مینے ڈھونڈھ نکالا آتش پرست ملعون کو فی النار کیا مار ڈالا دونو حاضر ہین آپ ہمارے بادشاہ سے ملاقات کرین جو ارشاد ہوگا بجالاونگا اطاعت سے سر نہ پھراونگا یہ مژدہ فرحت افزا سنکے ملکہ بہرطرح خوش ہوئی خلعت فاخرہ امجد کو دیا اور مختصر جلوس کے ساتھہ اسکے ہمراہ بادشاہ کی ملاقات کا ارادہ کیا امجد اجازت لیکے آگے آیا بادشاہ کو حال تفصیلی سنایا اس اثنا مین ملکہ کی سواری آئی بادشاہ نے بڑے تپاک سے ملاقات کی پھر اسد کو دیکھہ کے مسرور ہوا خدشہ دور ہوا باہم بیٹھے ذوق شوق کی گفتگو کرتے تھے ناگاہ دو پیک صبا رفتار برق کردار پسینے مین تر گرد آلود نمود ہوے بادشاہ نے فرمایا خدا خیر کرے ہرکارون نے بعد عتبہ بوسی سر اوٹھا کے دعا دی پھر یہ بات عرض کی فوج جرار فزون از حد شمار

آتی ہی عجب شوکت عجیب شان ہی بادشاہ سن رسیدہ نیرنگ زمانہ دیدہ فوج نوجوان ہی لشکر نصرت اثر بڑے کر و فر سے شہر کے قریب آیا ہی گھوڑون کی ٹاپون سے زمین کا ایک طبقہ آسمان پر پہونچایا ہی یہ خبر وحشت اثر سنکے بادشاہ عالیجاہ پریشان ہوا ملکہ ماہرخ بھی اختلاط بھولی اضطرار سے کچھہ اور ہی سامان ہوا بادشاہ نے امجد سے فرمایا شہر پناہ کے برجون اور فصیل پر بڑی بڑی توپین چڑھواد و پیدل و سوار دروازون پر بڑھواد و خندق کو چار طرف سے درست کرو پل کے تختے اوٹھوا کے توپخانون کا بندوبست کرو منارہ ہای بلند پر جوانان ارجمند ہتھیار بند بیٹھیں فوج کی آمد کا خیال ہے ہر طرف کی دیکھہ بھال رہے یہان یہ چرچا تھا اودھر دیدبان فلک چہارم یہ ہنگامہ سنکے برج زمردی پر بصد کر و فر جلوہ گر ہوا خطوط شعاعی کی دوربین سے نظارہ شش جہت کرنے لگا اسکی آمد کے رعب سے ماہ رخ فلک اول کی ہیئت بدل گئی رات کی چمک دم سحر سفید ہوکے چہرہ سے نکل گئی ہالہ مین ہجوم اختر رہا زہرہ سا یاور نہ رہا مشتری نے رفاقت سے منہ پھیرا ضیا شمس نے جلوہ قمر کو گھیرا عطارد نے دفتر بڑھایا نور سحر نے سیاہہ کھایا شہنا نوازان سحر نے الآ و بھیروین کے سر جمائے نوبتیون نے تلوہ مین ٹھاٹ ونکے پلٹے دکھائے شبنم نے چھینٹے دیکے خفتگان صحن چمن کو چونکایا غنچہ ہنسنے لگا بلبل کا نالہ جو کان تک آیا شاخ سرو پر فاختہ کی کوکو بلند ہوئی ڈھونڈھنے والونکو کمند ہوئی قمری نے حق سرہو کہا موذنون نے اللہ اکبر چارسو کہا نمازی مسجدونکو چلے بانبازی کرنے والون نے بیت الصنم کی راہ لی روشنی دیکھہ کے شہرزاد نے کنج خموشی مین پناہ لی شہریار با دل بیقرار اوٹھا کہا ظالم غضب کی جگہہ سلسلہ تقریر سے منہ موڑا شائقون کو تمام دن اولجھن مین پھنسایا قصہ ناتمام چھوڑا اوسنے جواب دیا خدا حضور کو سلامت اور مجکو زندہ رکھے نیر اقبال شاہ بصد جاہ و جلال تابندہ رکھے چار پہر کا فاصلہ ہی پھر وہی چرچا وہی معاملہ ہی یار زندہ صحبت باقی ہی فقط لطف مشتاقی ہو فلک نیرنگ ساز عربدہ پرداز ہی کوئی دم کی دیر ہی کمربند زرین مہر قلہ کوہ سے پنجہ شب نے کھینچا پھر اندھیری یہ گفتگو سنکے سائیس روزگار نے خنگ آسمان کی پیٹھہ سے تنگ ہوکے زین مہر کو اوتارا اصطبل دنیا بے وجود نیر عالم افروز سیہ بختونکی صورت تیرہ و تار ہوا اندھیرا دھوان دھار ہوا شہریار بالین راحت پر آیا شہرزاد کو بلایا العاقل تکفیہ الاشارہ اوسنے عرض کیا امجد فرمان سلطان سنکے اوٹھا بجا کے رسالہ دارونکو کمیدانون کو بلایا احکام شاہی سنایا شہر کا انتظام کرکے سوار ہوا لشکر جس جگہہ اوترا تھا وہان پہونچا بساط بوسان انجمن سلطانی کے وسیلے سے ملازمت ہوئی امجد نے دست بستہ عرض کی دشت نوردی بادیہ گردی کی وجہ کیا ہی کس عزم پر حضور عالی نے بیت السلطنت کو چھوڑا ہی بادشاہ نے

جواب مین فرمایا مین غمگین خاقان چین ہون نہ یہان کے بادشاہ سے مطلب نہ ملک سے کام ہے ایک شب مقام ہے ایک شہزادہ قمر الزمان میرے ملک مین آیا تھا میری چشم و چراغ جو بیٹی تھی اوس سے منعقد ہوئی بعد چندے برس دن کی رخصت لیکے وہ روانہ ہوا تھا کئی سال گذرے اوسکا حال نہ کھلا کہ کیا ہوا مجکو انتظار مین سودا ہوا اپنے شہر سے دور سنگ فرقت سے شیشۂ دل چور تقدیر یہان لائی ہے دیکھیے مقدر مین کیا رسوائی ہے یہ سنکے امجد بیساختہ گلے سے لپٹ گیا کہا مین آپکا نواسہ ہون ماں باپ میرے شہر ابونی مین حکومت کرتے ہین ہم دو بھائی غربت مین والدین کے قدموں سے دور مرتے ہین جب یہ ہم آغوش ہوا تو ادھر بھی لہو کا جوش ہوا سلطان چین بار بار گلے لگاتا تھا شادی مرگ ہوا جاتا تھا پھر امجد نے اپنے نکلنے کی داستان عرض کی نواسے کا حال سنکے رنج و ملال سے بہت رویا فرمایا تم گھبراؤ نہین اور کچھ خیال لاؤ نہین اگر مین زندہ ابونی مین پہونچا پہلے تم دونو کی صفائی و رفع ملال کرونگا امجد رخصت ہوکے اپنے بادشاہ کے روبرو آیا یہ پریشان خاطر چشم براہ تھا سب حال سنایا اوسیدم مکانات شاہی خالی ہوئے فوج تو جہان اوتری تھی اوسی جا رہی فقط خاقان چین با چند مقرب ہمنشین و معتمد ارکین شہر مین آیا بڑی دھوم سے دعوت ہوئی تمام لشکر کو بکی بکائی ہاتھ لگی دوسرے روز بادشاہ نے ملاقات کی باہم بیٹھے سرگرم اختلاط تھے یکایک ہرکارے خبر لیکے حاضر ہوے کہ فوج دریا موج مثل سیل مشرق کی سمت سے پہونچی ہے کوسون کے دور مین اوتری ہے خیمہ ہای بزرگ مہر انور کیطرح دور سے چمکتے ہین جواہر نگار کلس طلائی خورشید کی آنکھ جھپکے ہین پھرتے پھرتے صبا رفتار ہرکارے تھک گئے لشکر کی انتہا نہ ملی مجبور پھر آئے حضور مین عرض کی اب کی بار امجد و اسعد دونو بھیجے گئے جب یہ وہان پہونچے تو فی الحقیقت یہ جم غفیر اور انبوہ کثیر کبھی انکی نظر سے نگذرا تھا بہت تلاش سے وزیر کا خیمہ ملا وزیر نے مطلق نہ پہچانا دم استفسار کہا شہریار ابونی قمر الزمان اپنے جگرگوشون کی تلاش مین نکلا ہے امجد نے کہا ہمکو اونکا حال معلوم ہوا ہے آپ حضرت کے روبرو لیچلین تو ہم بیان کرین وزیر یہ کلمہ سنکے اوٹھ کھڑا ہوا دونو کو قمر الزمان کے سامنے لیگیا بیٹون کی صورت دیکھتے ہی قمر الزمان گھبرا کے جو اوٹھا غش آگیا زمین پر گرپڑا امجد و اسعد دونو لپٹ گئے فرزندونکی بوجو دماغ مین گئی آنکھ کھول دی طبیعت مسرور ہوئی غشی فوراً دور ہوئی بیٹون کی سرگذشت پوچھی جب خاقان چین کا آنا سنا سوار ہوکے شہر مین داخل ہوا لشکر اوسی مقام پر رہا بادشاہ سے ملاقات کی ملکہ کو دیکھا خاقان چین کے قدم پر سر جھکایا اوسنے گلے لگایا برابر بٹھایا قمر الزمان نے گذرے سانحے سنائے سامعین کے

آنسو بھر آئے سب نے یک زبان کہا وہ رنج اچھا ہے انجام جسکا راحت ہو دنیا مین شادی و غم توام ہے جو ناز و نعم مین پرورش پاتے ہین وہی رنج و الم اوٹھاتے ہین اس عرصہ مین پھر یہ گذرا چوتھی طرف سے اور بادشاہ اولوالعزم لشکر جرار فوج بیشمار مثل مور و ملخ ہمراہ لیکے آیا ہے کوسون تک سوار و پیادہ نظر آتا ہے زمین اونکے زیر قدم تھراتی ہے آسمان سر پہ چکر کھاتا ہے پھر وہی شاہزادے امجد و اسد سوار ہوے لشکر سے دوچار ہوے حال پوچھا معلوم ہوا کہ سلطان جزیرہ خالدان تاج بخش تاجستان شاہزمان اپنے نور نظر کی جستجو مین آوارہ وطن حامل رنج و محن ایذا ہی سفر اوٹھاتا ہے یوسف گم گشتہ کو پیر کنعان ڈھونڈھتے جاتا ہے یہ خبر لیکے دونو پھرے باپ سے دادا کی آمد کا حال کہا وہ سنتے ہی بے سر و پا دوڑا دوڑا جب آیا شاہزمان نے پہچان کے گلے لگایا دیر تک مثل ابر بہار باپ بیٹے لپٹ کے زار زار روئے داغ مہاجرت دھوئے شکوے کا دفتر کھلا لگا قمرالزمان کی صعوبت سنکے چپ ہوا پھر کچھہ نکہا قمرالزمان باپ کو سوار کر کے شہر مین لایا باہم سب سے ملاقات ہوئی صحبت دن رات ہوئی بڑے دھوم سے لشکر ونکی مہمانی کی کثرت رہی کھانے پانی کی کئی مہینے سب کا مقام رہا بڑا لطف صبح و شام رہا پھر امجد کی شادی بوستان کے ساتھہ کی اسد کے ملانے کا یہ صلہ پایا دولہا ایسا مہ لقا پایا اسکے بعد اسد کی شیدا الملکہ ماہرخ اسدنکی امیدوار تھی بیقرار تھی حسب ارشاد شاہزمان کے بہت تکلف اور تیاری سے اوسکی شادی ہوئی خانہ آبادی ہوئی اب باہم رخصت ہوکے اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوے ماہرخ اسد کو لیکے اپنے جزیرے کو چلی آتش پرستون کے بادشاہ نے طول سن کے باعث گوشہ نشینی اختیار کی امجد کو اپنا ولیعہد کیا تخت و تاج عطا کر دیا امجد نے حسن اخلاق و فیاضی سے اہل شہر کو راضی کیا اور ایسا عدل و انصاف کیا کہ کفر کی ضلالت سے شہر کو پاک و صاف کیا وہانکے باشندون نے ملت مجوس کو ترک کر کے راہ راست اسلام کو اختیار کیا بحر گناہ سے بیڑا پار کیا یہ کہہ کے شہرزاد چپ ہو رہی شہریار نے فرمایا ابھی تمھاری خموشی کا وقت آیا نہین خورشید نے رخ انور دکھایا نہین کچھہ تو اور کہا چاہیے چپ نرہا چاہیے تیری تقریر مسلسل نے میرا دل دام مین لیا ہے بہت لطف اوٹھایا ہے کیا کہون تیری باتون نے مزا دیا ہے شہرزاد نے عرض کی حضور کا ارشاد بجالانا سعادت ابدی ہے اسی مین لونڈی کی زندگی ہے نئے انداز کا قصہ آغاز کرتی ہون اظہار راز کرتی ہون

قصہ خاقان وزیر محمد زینبی باپتا بانسر کا لونڈی ماہ وش ہمہ صفت موصوف کا بادشاہ کی فرمایش سے منگانا اوسکے بیٹے نورالدین کا فریفتہ ہوکے تصرف مین لانا گھر برباد کر کے ایذا ہی غربت اوٹھانا شیخ ابراہیم کا تقوی مٹانا خلیفہ کا آگاہ ہوکے رحم فرمانا مطلب بر لانا

خلفای عباسیہ کے زمانے مین محمد زبیبی خلیفہ ہارون کا چچازاد بھائی شہر بصرے مین کارفرمائی بادشاہی کرتا تھا
اوسکے دو وزیر ذی توقیر خوش تمیز تھے وزیر اعظم کا نام خاقان تھا دوسرا وزیر مشہور سامان تھا خاقان فیاض رحم دل
رعیت پرور غریب نواز تھا اور سامان حاسد کم بین دغاباز تھا اس صفت کی باعث تمام شہر اوس سے بیزار تھا اور خاقان کا
ہر ایک محکوم جان نثار تھا یہ مقدمہ باہم عداوت بڑھاتا تھا سامان خار رکھاتا تھا ایک روز بادشاہ نے خاقان سے
کہا میرے واسطے اک لونڈی ڈھونڈھ کے لا بشرطیکہ مہ جبین ہو بہت حسین ہو اور گانے مین نادر زمانہ ہو اور سلیقہ شعاری
مین بے مثل و یگانہ ہو وہ حاسد بولا اس صفت کی لونڈی بہم نہو گی اور جو ملی دس ہزار اشرفی سے قیمت کم نہو گی ع عدو شود
سبب خیر گر خدا خواہد + اوسیوقت دس ہزار اشرفیان بادشاہ نے عنایت کین خاقان رخصت ہو کے اپنے مکان
مین آیا جو جو بردہ فروش و دلال نامور شہر مین تھے سبکو بلایا اور سمجھایا کہ جسمین ایسی صفتین پاؤ جو کچھ مانگے قیمت دو ہمارے
پاس لاؤ لالچ برا ہوتا ہے رات دن وہ سب اسی جستجو مین کو بکو پھرتے تھے اتفاقات زمانہ پارس سے ایک تاجر آیا اور جیسی بادشاہ
چاہتا تھا اوس سے بہتر لونڈی لایا لوگ وزیر کے پاس لے گئے امتحان جو ہوا تو اوس سے بہت سی صفتین زیادہ نکلین نظم و نثر مین یکتا
سراپا قدرت خدا تواریخ یاد منطق مین اوستاد علم مجلس سے آگاہ ہر فن مین طبیعت کو راہ خاقان اوسکو دیکھ کے شیدا ہو گیا
بجبر اوسکو مول لیا دس ہزار اشرفیان اوسکو حوالے کین وزیر سوچا کہ یہ منزل و مقام سفر کی ایذا اوٹھا کے آئی ہے تکلیف
پائی ہے رنگ متغیر ہے دو چار دن راحت و آرام دو ن پھر بادشاہ کے حضور مین لیجاؤں یہ سوچ کے محل مین لیگیا بی بی کے
سپرد کیا کہا یہ منظور نظر بادشاہ ہے اسکی بہت خبرداری کرنا گو یہ کنیز ہے پر اسکی پرستاری کرنا نام اسکا حسن افروز ہے مہمان
تمھاری ایک دو روز ہے اور اوسکو سمجھایا کہ تو کسی کے روبرو نہ گانا نہ کسی سے صحبت بڑھانا تجکو بادشاہ کی خدمت مین
جانا ہے احتیاط شرط ہے برا زمانا ہے بلکہ میرا بیٹا جو آئے اوس سے ملاقات نکرنا گانا بجانا ایکطرف بات نکرنا وزیر تو
یہ سبق پڑھا کے دربار مین گیا نورالدین اسکا بیٹا حور تمثال پری جمال لطیفہ گو بذلہ سنج جوان رعنا خوش گلو مرنجان
مرنج تھا کھانا کھانیکو محل مین آیا اور حسن افروز کا چاند سا منہ فلک نے دکھایا لوٹ پوٹ ہو گیا باوجودیکہ بادشاہ کی
خواہش و وزیر کی تلاش مین کاہش سے خوب آگاہ تھا کچھ اسکا خیال نہ رہا محبت کا آزار ہوا وصل کا طلبگار ہوا اور حسن افروز
بھی اسکی صورت زیبا دیکھ کے چوکڑی بھولی اپنا جمال چکار سمجھی چہرہ نیر اعظم کا اوسکے منہ کے سامنے زرد معلوم ہونے
لگا آنکھوں مین سرسون پھولی یہ فکر ہوئی کہ بادشاہ سے دو چار ہوں اسکی خدمتگزار ہوں آنکھ لڑتے ہی کمان ابرو سہام مژہ پر

تھی تو وہ طوفان کا ڈر نہ رہا باہم گوشہ مین بیٹھ کے تیر اندازی ہونے لگی بدبینون کی نگاہ بچا کے جان دینے
کو لیس ہوئی نظربازی ہونے لگی دفعتہً دل وجگر مین طرفین کے گھاؤ ہوئے طبیعت کے لگاؤ ہوئے **شعر** خاطر افکار
خارخار ہوئی + وہ لگی برچھی جو دوسار ہوئی + اوسکا چہرہ زرد ہوا اسکے دلمین درد ہوا ادھر آہ گرم متاع صبر و قرار جلانے
لگی ادھر رفیق دم سرد ہوا مثل مشہور ہے عشق اور مشک چھپتا نہین جلد افشا ہوتا ہے سلسلۂ الفت کا اسیر تشہیر ہو کے سوا ہوا آئی
پہلے نورالدین کی مان پر حال کھلا پوشیدہ بیٹے کو بلا کے سمجھایا بادشاہ کا ڈر سنایا اسنے سر جھکایا شرم سے کچھ زبان پر
نہ لایا کئی دن کے بعد وزیر نے حسن افروز کو حمام مین بھیجا دھانی جوڑا عنایت ہوا وہ جو نہا کے حمام سے نکلی اور دھانی
جوڑا پہنا رنگ روپ دونا ہوا اوٹھتی جوانی کپڑے دھانی حسن لہلہانے لگا اسکے بعد وزیر کی بی بی حمام مین چلی دو
لڑکیان نگہبانی کو حسن افروز کے پاس بٹھا گئین کہ نورالدین اگر آئے تو بات نکرنے پائے عورت سن سیدہ جہان دیدہ
یہ نہ سمجھی کہ بدھے کی ضامنی کیا شہباز عشق شکار کر چکا تھا دونون کو زخمدار کر چکا تھا نورالدین جو آیا میدان خالی پایا اوسکے
حجرے مین سیدھا چلا گیا چھوکریون نے شور وغل ہر چند کیا مگر دونون نے اونکو باہر نکال دروازہ بند کیا جبتک نورالدین کی مان
حمام سے آئے یہان بے دغدغہ وہ کام ہوئے کہ حسن افروز کے ساتھ نورالدین بھی سزاوار حمام ہوئے وہ چھوکریان
روتی حمام مین گئین کہا ہمکو ہاتھ پکڑ کے باہر نکال دیا آپ اندر گئے دروازہ بند کر لیا خدا جانے پھر کیا کیا وزیرزادی
نے غسل بھی نہ کیا گھبرا کے گھر کا رستہ لیا ابھی وہ نہ پہونچی تھی نورالدین فارغ ہو کے باہر چلا گیا حسن افروز
وزیرزادی کو پریشان دیکھ کے قریب آئی کہا آپ نہانے چلی آئین اوسنے غصہ سے جواب دیا تو نے وزیر کا
سمجھانا سر پھرانا خوب یاد رکھا یہ کیا کیا اوس نے کہا مین اوسکو بھولی نہین نورالدین میرے پاس آئے تو کیا ہوا
وہ کہہ گئے کہ بادشاہ کے روبرو اب تو نجائیگی وزیر اعظم نے ازراہ کرم مجکو دے ڈالا مین اسکا کیا چارہ کرتی لگ ما سے
کیونکر کنارہ کرتی اور سچ تو یہ ہے کہ مین بھی اونکو پیار کرتی ہون اگر سر مانگین اونکے قدمون پر نثار کرتی ہون اسی گفتگو
مین وزیر آیا بی بی کو روتا پایا کہا خیر ہے جواب دیا تمنے خود شر بڑھایا نورالدین کو حسن افروز کو دے ڈالا
وزیر نے کہا لاحول ولا وہ بولی مین کمبخت حمام مین گئی تھی نورالدین محل مین آیا حسن افروز کے حجرے
مین گیا کہا وزیر نے بخوشی عنایت کیا مجکو یقین ہے کہ جو اوسنے کہا ہو تو اسکا دامن لوث سے پاک رہا ہو
وزیر یہ سنکے سر پیٹنے لگا کہا افسوس اس ظالم نے دغابازی کی بادشاہ کی امانت پر دست درازی کی بی بی نے کہا

یہ تو ہو چکا دلالونکو بلا کے تاکید کرو کہ جلد دوسری لونڈی لاؤ وزیر نے کہا تمکو معلوم نہیں بغلی گھونسا دوسرا وزیر دن رات
میرے مٹانے کی تدبیر مین رہتا ہے اوس نے سنا اور بادشاہ سے عرض کیا پھر کیا حال ہوگا غرضکہ وزیر نے پھر دلالونکو بلا کے
دھمکا کے حکم کیا کہ اگر جلد لونڈی نہ آئیگی تم سبکی جان جائیگی وہ وعدہ کر کے گئے تلاش مین مصروف ہوئے انکا غصہ بھی
کم ہوا نورالدین اوس دن سے باپ کے سامنے نہ آیا شرم و خوف سے منہ چھپایا اور وزیرزادی کو ہردم یہ دھڑکا تھا کہ
جسدن نورالدین محل مین نظر آئیگا بدمحل وزیر کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایکروز بمنت وزیر سے کہا اوسکے سوا چراغ کاشانہ
نہیں اسکو مارا تو اندھیر ہوگا پچتاؤ گے پھر نہ پاؤ گے تمھارے خوف سے گجر دم وہ نکل جاتا ہے ایکدن تم دروازے پر اوسے
روک کے قتل کی دھمکی دینا مین پاؤن پر گر کے بچاؤنگی اوسکو گوشمالی ہوگی تمھاری طبیعت رنج سے خالی ہوگی وزیر نے
یہ بات پسند کی دم سحر اوس سے پیشتر دروازے مین چھپ رہا نورالدین جو نکلا وزیر چھاتی پر چڑھ بیٹھا خنجر کھینچ کر گلے پر رکھدیا چاہا کہ
قتل کرے وزیرزادی نکل کے پاؤن پر گری بڑی منت سے بیٹے کو بچایا اور سفارش کر کے حسن افروز کو دلوایا اب یہ دونو بعیش
و نشاط دن رات بسر کرنے لگے مزے سے شام و سحر کرنے لگے قضاء کار وزیر کو تپ نے گھیرا صحت نے منہ پھیرا مرض بڑھتا گیا
جون جون دوا کی ۔ جب غیر حال ہوا دوست کیا دشمن کو بھی ملال ہوا یار آشنا باہم ہو کے عیادت کو آئے وزیر نے
سبکے روبرو چند کلمے بطور وصیت بیٹے کو سنائے اون باتون مین یہ بھی کہا حسن افروز سے کج ادائی نکرنا نہایت
بے اعتنائی نکرنا یہ سمجھا کے سرای دہر سے کوچ کیا عالم البقا کا رستہ لیا تمام شہر نے مرحوم کا ماتم کیا عزیزون دوستون نے
بہت رنج و الم کیا مجمع کثیر بڑا وہ پیر جنازے کے ہمراہ ہوا ہر ایک نالہ و آہ کرتا چلا بڑی شوکت و شان ساز و سامان سے قبر مین دفن کیا
نورالدین نے چہلم تک صف ماتم بچھا کسی دوست و آشنا کو بھی اپنے گھر آنے ندیا اسکے بعد شہر کے اوباش جمع ہوئے نا و نوش مین
ہر وقت بیہوش رہنے لگا دریای سخاوت اولٹا بہنے لگا چند عرصہ مین کثرت اسراف سے گھر صاف کر دیا یہانتک کہ حسن افروز کا زیور
بھی بک گیا جب کچھ نرہا تو آنے والے پاس سے جانے لگے اپنا اپنا ٹھکانا کرنے لگے جن جن سے چشمداشت تھی وہ آنکھ
چرانے لگے آخر فاقونکی نوبت آئی تقدیر کی مخالفت سے عسرت و تکلیف نے صورت دکھائی جب تین دن گذرے کوفت کے
سوا کھانا اور کچھ نملا تو مجبور ہو کے حسن افروز نے کہا آج حرام بھی حلال ہے میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ مجکو بیچکے چند نے زیست بسر
کرو عنایت خدا کے منتظر رہو پہلے غلام بکے اب حسن افروز کی باری آئی نخاس مین سواری آئی دفعتہ نور سحر چمکا صبح کا
غلغلہ مچا موذن نے اللہ اکبر کی صدا دی وردی بجی شہرزاد ساکت ہوئی شہریار نے عبادتخانہ کی راہ لی اودھر

شاہنشاہ روز افق مشرق سے نمودار ہوا اودھر شہریار نے تخت طلائی پر جلوہ دیا معاملات ملکی ومالی کی دیکھ بھال مین دن تمام کیا شبکو خلوتسرا مین تشریف لاکے آرام کیا جب تھوڑی رات رہی شہرزاد سے کہانی کی فرمایش کی یہ گویا ہوئی کہ حسن افروز کو حاجی حسن تاجر سے اسکے باپ نے دس ہزار اشرفی دیکے مول لیا تھا اوس سے نورالدین نے یہ حال کہا وہ بردہ فروشونکو بلالایا باہم سب نے یہ مشورہ ٹھہرایا کہ اب چار ہزار اشرفی سے زیادہ قیمت اسکی نہ ملیگی یہان یہ مجمع تھا دوسرے وزیر کی سواری آئی اور بھیڑ دیکھ کے حاجی حسن سے حال پوچھا اوس نے کہا لونڈی بکنے کو آئی ہی چار ہزار اشرفی سب نے قیمت لگائی ہی مالک راضی نہین ہوتا ہی وہ بولا یہ قیمت مجھ سے لے لونڈی دلوادے تیرا احسان ہوگا میرے لیے راحت کا سامان ہوگا اوس نے نورالدین سے یہ ماجرا بیان کیا اسنے کہا یہ ہمارے خاندان کا دشمن ہی اسکو نہ دونگا یہ خبر وزیر کو پہونچی باہم پہلے تکرار ہوئی پھر جوتی پیزار ہوئی وہ بوڑھا یہ جوان تھا مار کھانیکا سامان نورالدین نے پچھاڑ کے سر بازار خوب مارا وزیر بحال ابتر کپڑے پھٹے بدن سوجا ہوا بادشاہ کے سامنے پہونچا اوس نے پوچھا کیا حال ہی عرض کی خانہ زاد دربار عز پہنچانے کو جاتا تھا چوک مین مجمع دیکھا سوداگر دلال باہم قیل و قال کرتے تھے مینے پوچھا کیا ہی وہ بولے لونڈی بکتی ہی اسکی خریداری کا اسکو سودا ہی غلام کو بھی خواہش تھی روبرو بلوایا خدا کی قدرت کا تماشا نظر آیا لونڈی بدر جبین ماہ پیکر مہر جبین تھی ذہن مین آیا اسکو مول لیکے حضرت کو نذر کرون محلسراے خاص مین پہنچا دون قیمت پوچھتا تھا و فعتہ خاقان کا بیٹا آیا لونڈی کو چھین کے کہا مجوسی یہودی کے ہاتھ اسکو مفت بیچونگا تجکو نہ دونگا مینے سمجھایا کہ مین اسکو بادشاہ کے واسطے لیتا ہون اوسنے نہ مانا آخر کار طول ہوا سر بازار مجکو مارا آبرو گئی یہ حصول ہوا وہ جو حضرت نے دس ہزار اشرفی خاقان کو اسیواسطے دیے تھے اوسی سے یہ لونڈی خرید ہوئی تھی وہ حضور مین تو نہ لایا بیٹے کو حوالہ کیا خاقان جب مرگیا یہ آوارہ تو تھا مطلق العنان ہوکے نقد و جنس عیاشی مین کھوکے اب لونڈی غلام بیچتا ہی بادشاہ یہ ماجرا سنکے بد مزہ ہوا وزیر کو رخصت کیا ایک تمندار کو بلا کے حکم دیا کچھ جوان ہمراہ لیکے خاقان کے مکان پر جا نورالدین کو مع لونڈی کے حضور مین لا اور اوسکا گھر کھود کے خاک مین ملانا در و دیوار کا نشان مٹانا ہنوز تمندار وپیادے کمر باندھکے چلنے پر آمادہ تھے کہ سنجر نام خواص سلطان تھا حقیقت مین غلام باوفا خاقان تھا نورالدین کے واسطے یہ حکم جو سنا سن ہوگیا سر دھنتا بہ کیف دوڑا ہوا نورالدین کے پاس آیا وزیر کی بیداد بادشاہ کا ارشاد کہہ سنایا پھر جیب مین ہاتھ ڈال کے چالیس اشرفی نکال نذر کی اور ہاتھ باندھ کے یہ بات کہی صاحبزادے برای خدا

جلد اس لونڈی کو لیکے شہر سے نکل جاؤ ورنہ یہ چھین جائیگی تمہارے دشمنوں کی قضا آئیگی مین یہان زیادہ ٹھہر نہین سکتا ملازم سرکار تھا ابھی کمیدان آتا ہوگا اگر مجھکو دیکھہ لیگا برا حال ہوگا واللہ اعلم کیا مآل ہوگا وہ تو یہ کہہ کے رخصت ہوا نورالدین حسن افروز کو دیوار پھاند کے شہر سے نکلا دریا کے کنارے پر آیا اتفاقاً جہاز کھلا چاہتا تھا پانچ اشرفیان بغداد کا کرایہ دیکے سوار ہوا جہاز کا لنگر اوٹھا چل نکلا اودھر ملازم شاہی مکان پر پہونچے وہان وزیرزادہ کیا اسکو نہ پایا ہمسایہ سے پوچھا پتہ نہ پایا مجبور مکان ڈھا کے مسمار کیا زمین کے برابر ہموار کیا پھر بادشاہ کے حضور مین آکے سب حال اظہار کیا فوراً منادی کو حکم ہوا کوچہ و بازار مین منادی کرے کہ جو شخص نورالدین کو پکڑ لائیگا ہزار اشرفی انعام پائیگا اگر چھپانا ثابت ہوا تو گردن مارا جائیگا اب حال غریب الوطن بے سروسامان خستہ تن کا سنو جب شہر بغداد قریب آیا جہاز کے مالک نے دوستانہ سبکو سمجھایا کہ یارو بکوش دل یہ سنو بغداد عجب غریب شہر ہے روم شام کا آدمی یہان نیک و بد موجود ہے جہان کا ساز و سامان مہیا ہے چور ٹھگ اوچکا کوچے گلی مین پھرتا ہے نو وارد کو لازم ہے کہ کسی سے اپنی کہے نہ اوسکی سنے الگ تھلگ رہے نہین تو گرفتار بلا ہوگا خدا جانے انجام کیا ہوگا جب جہاز کنارے پر آیا لنگر ہوا سب اوترنے لگے نورالدین بھی حسن افروز لیکے شہر مین آیا کرایہ کا مکان ڈھونڈھنے لگا وہان دوست نہ غمخوار نہ اسکو راہ معلوم پھرتے پھرتے لب دریا نکل آیا ایک باغ بہت تکلف کا پر فضا دیکھا دروازہ کھلا دیکھا بیدھڑک باغ کے اندر چلا لب نہر منہ ہاتھ دھویا بارہ دری کے چبوترے پر آکے بیٹھا حسن افروز سے باتین کرنے لگا ٹھنڈی ہوا جو لگی دونونکو نیند آگئی وہ باغ سلطانی مرغوب طبع خلیفہ ہارون رشید تھا حقیقت مین دیدو نہ شنید تھا بارہ دری نور کی صورت کی عروس نو کیطرح سجی چھت پر جھاڑ کنول لگے اسی در دروازے مختلف رنگ کے نقرئی طلائی جواہر نگار مینا کار باغ سے زیادہ دروازونکی بیل بوٹونمین بہار بلند ایسا کہ روشنی اسکی تمام شہر کو نظر آتی تھی اگر ایک شمع روشن ہو تو ہزار کی چمک دکھاتی تھی داروغہ باغ کا شیخ ابراہیم نام مرد ذی احترام تھا اوسکا اہتمام تھا بے اجازت اوسکے ہوا بار نہ پاتی تھی انسان کی نوبت کب آتی تھی قریب شام جو وہ آیا مرد و عورت دونونکو خواب غفلت مین پایا پہلے تو غصہ آیا پھر خوف خدا ہوا کہ یہ مقرر غریب الوطن حامل رنج و محن ہین خلیفہ کا حکم سنا نہین تقصیر اپنا ارادہ نہین بے سروسامان خستہ تن ہین قریب آکے جو دیکھا دونون خوبصورت نوجوان چہرے سے مفلسی عیان آہستہ سے داروغہ متصل آیا نورالدین کا پاؤن پکڑ کے بسہولت جگایا نورالدین نے آنکھہ جو کھولی دیکھا ایک شخص مفخر باریش سفید پائنتی کھڑا ہے گھبرا کے اوٹھا مودب سلام کیا کہا اے پدر بزرگوار کیا ارشاد ہوتا ہے شیخ نے فرمایا فرزند ارجمند تو کون ہے کہانسے آیا ہے اسنے جواب دیا غریب دیار چرخ درپے آزار دوست نہ غمخوار اس شہر مین اجنبی ہون

ایک اتنی اگر مہلت ملے تو خیابہ خراب کسی گوشے مین پڑے رہے شیخ کو اسکی باتون پر رحم آیا دروازہ باغ کا آپ جاکے بند کیا اور ایسی جگہہ کو پسند کیا جہانسے تمام باغکی کیفیت نظر آئے سیر کا لطف اوٹھائے جب نور الدین وہان بیٹھا دو اشرفیان جیب سے نکال شیخکو دین کہا اتنا اور احسان کیجیے اکل و شرب کا سامان منگا دیجیے ع زر بہ سر فولاد نہی نرم شود ؛ شیخ اسکو سونے کی چڑیا سمجھا جلد تحفہ غذا لا یا دونونکو کھلایا جب پیٹ بھرا تو نور الدین سے کہا قبلہ ایسی جگہہ آپ نے بٹھایا کہ سارے باغ کا جوبن بوجہ احسن نظر آیا مگر بارہ دری کی حسرت باقی رہی اسکی مشتاقی ہی ہی شیخ نے اوسکا دروازہ کھولا اندر لیگیا سبحان اللہ و بحمدہ خلیفہ کی نشست اور جلسے کے مکان منقش بنے کا کام مطلا تحریر ہر محراب طاق بے نظیر فرش بوقلمون محمل کا عجیب و غریب آدمی کو سکتا ہو جا جدھر نظر اوٹھائے دیوار کی قلعی کی وہ چمک دمک کہ آئینہ بندی کا یقین ہو منہ صاف نظر آئے نظم

طاق کسریٰ سے حسن مین تھا چند ۔ قصر قیصر سے مرتبے مین بلند
ساق سیمین حور تھے وہ ستون ۔ غیرت شمع طور تھے وہ ستون
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام ۔ صبح جنت بھی جس سے نور لے وام
جھاڑ کو دیکھ کے ہوا تا آب ۔ سب ستارے ہو گئے تا آب
سقف نقاش چین اگر دیکھے ۔ دنگ ہو آنکھین سے تک جائین
پردے زربفت کے بہت بھاری ۔ شیر ماہی کی چلمنین ساری
کاخ گردون سے بھی وہ اعلا تھا ۔ ہمسر قصر و بیضا تھا
در فردوس سے بھی خوشتر در ۔ رشک آغوش حور عین ہر در
آئینے سنگ کو دلور کیے تھے ۔ جھاڑ سب ایک ڈال کے تھے
وہ منقش تمام سقف و جدار ۔ وہ بہار طلسم نقش و نگار
جھاڑ فرشی وہ چار سو پر نور ۔ غیرت افزای نخل گلشن طور

نور الدین نے کہا اگر یہان رہنے کی یکشب اجازت ملے تو درم ناخریدہ غلام ہون شیخ سوچا اگر خلیفہ کا قصد ہوتا تو دنسے خبر ہو جاتی آج وہ نہ آئیگا ان ندیدون کا دل بہل جائیگا کہا اچھا یہ دونو ایک جا بیٹھے چاندنی کی سیر کرنے لگے ۵ تھی چودھوین اتفاق شب ؛ تابندہ تھا ایک ایک کوکب شفاف کمال چاندنی تھی ؛ دنکی سی تمام چاندنی تھی ؛ شیخ بولا کھانا تم کھا چکے اس مکان مین آ چکے اور کسی چیز کی رغبت ہو تو لا دون وہ بولا اگر انگوری شراب اور تحفہ کباب آپکی بدولت ہاتھ آئین تو اس مکان اور باغ کا لطف اس چاندنی رات مین اوٹھائین بقول اسد اللہ خان غالب ۵ غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی ؛ پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین ؛ شیخ نے کہا چار بار طواف بیت اللہ الحرام کیا ہے مینے حرام شی کا نام کبھی نہین لیا ہے نور الدین نے کہا سامنے گدھا چرتا ہے اوسکے پالان مین دو اشرفیان رکھدیتا ہون درمنہانے پر لیجائیے اشارہ کافی ہے جب وہ اسپر شراب رکھدے بے تکلف چڑھکے چلے آئیے ع بدوز د طمع دیدہ ہوشمند ؛ شیخ راضی ہو گیا ایک اشرفی تو

عمامے مین رکھی دوسری گدھے کے چار جامے مین رکھی اوسکو ہانکتے خاک پھانکتے خانہ خمار مین ہو پہنچے شراب کباب دونو لیکے پھرے نور الدین نے کہا پینے کا برتن نہین شیخ نے کمرہ کھول کے دو گلاس الماس تراش خلیفہ کے پینے کے اور تشتری کے جوڑ پینے کے میوے سے بھرے روبرو لا کے دھرے آپ مجبور کچھ دور جا بیٹھا یہان دور ساغر چلا حسن افروز کو سرور جو ہوا گانے لگے اس صدای دلفریب سے شیخ کا برا حال ہوا وجد کمال ہوا مزے مین جو آئے جو تڑ کھسکاتے قریب آتے نور الدین گلاس بادہ ارغوانی کے بھر کے شیخ کے روبرو لایا شیخ نے کہا مین اپنا قصہ سنا چکا ہون کئی بار مکہ معظمہ جا چکا ہون مجکو معاف رکھو اصرار نکرو حسن افروز نے نور الدین کے کان مین چپکے سے کہا اب تم بیہوش ہو جاو تو مین شیخ کی گت بناؤن انکا تقوی ہٹاؤن نور الدین وہ جام پیکے پشت بند مین ہوا ہاتھ پاؤن پھیلا دیے وہ سمجھا بیہوش ہو گیا حور تمثال عورت پہلو مین شیطان سر پر سوار ہوا وسوسے آنے لگے شیخصاحب بھر بھرانے لگے جب وہ گاتی لچھے داری تان اوڑاتی انکے دل پر چوٹ لگ جاتی شعر جو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود ✤ توان گریست بر آن کس کہ پاکباز بود ✤ حسن افروز نے کہا یہ اسکی عادت ہے جہان دو چار جام پیے پھر ایسا بیہوش ہو جاتا ہے کہ صبح کی خبر لاتا ہے شیخ کی اور تسکین ہوئی اسنے گلاس تھر شیخ کی گردن مین ہاتھ ڈالا اور مسکرا کے کہا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ✤ چنان نماند و چنین نیز هم نخواهد ماند ✤ اسکو پی جا گناہ اسکا میری گردن پر بقول قائل

اور کوئی وان مخل نہو باعث حجاب کا
گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحجاب

منت سے یون کہے کہ ہمارا ہو پیجیے
گر پی نجائے جلد یہ پیالہ شراب کا

گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش
دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا
اوسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپ کو
قائل نہین ہے ورنہ کسی شیخ و شاب کا

شیخصاحب کی جان تو لوٹ تھی ہر تان کی دل پر چوٹ تھی ادھر ادھر دیکھ کے جام منہ سے لگا لیا پی گیا اس کمبخت کا منہ سے لگنا برا ہوتا ہے پینے والے کو ہوکا ہوتا ہے ع چھٹتی نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی ✤ تازہ مزا زبان نے پایا بغل مین ماہ پیکر نظر آیا سرور جو ہوا خود گیلاس بھر کے پینے پلانے لگا پھر حسن افروز نے کہا ہے ہے کیسا اندھیرا ہے کچھ نظر نہین آتا ہے دم قلق کرتا ہے گھبراتا ہے شیخ تو خود رفتہ ہو چکا تھا ہوش حواس کھو چکا تھا اوٹھا جتنے جھاڑ جھانے کنول بتی اور گیلاس کے تھے اور جسقدر جھاڑ فرشی تھے سب جلا دیے رات کو دن بنایا نور الدین کو روشنی سے مہتاب کو

فلک اول پر چکا چوند ہوئی شرمایا خلیفہ اوس رات لب دریا محل مین جلوہ فرما تھا باغ کی روشنی دیکھ کے چونک پڑا جعفر کو بلا کے دکھایا وہ بھی حیران ہوا کہ یہ کیا غضب کا سامان ہوا خلیفہ کے خوف سے بات بنائی کہا شیخ نے منت مانی تھی کہ اگر وہ بیٹے آئے بارہ دری مین گھی کے چراغ جلائے خلیفہ اس بات کو لغو سمجھا ہیئت بدل کے چلا جعفر و مسرور ہمراہ ہوا قریب ہوا جعفر مشعل مہر کی روشنی سے ظلمت شب کافور ہوئی نور سحر کی تجلی سے تیرگی دور ہوئی اپنے بیگانے کی صورت نظر آنے لگی شمع فانوس مین جھلملانے لگی شہرزاد نے خموشی اختیار کی شہریار کی طبیعت بیقرار کی بالین حسرت سے جو سر اوٹھایا صبح کا جلوہ نظر آیا فوراً عبادتخانہ کا عزم کیا بعد فراغ نماز تخت سلطنت پر جلوہ دیا عدل و انصاف مین مصروف ہوا جب مہر جہانتاب نے ایوان مغرب مین قدم رکھا شہریار نے دربار برخاست کیا خلوتسرا مین داخل ہوا شہرزاد حاضر ہوئی کچھ بات اختلاط مین گذری پھر داستان گذشتہ کا خیال آیا بیان کا حکم فرمایا یہ گویا ہوئی کہ خلیفہ ہارون رشید نے باغ مین پہونچکے دونو کو چمن مین ٹھہرایا خود دبے پاؤن بارہ دری مین آیا وہ عجیب جلسہ نظر آیا پری پیکر خوش خصال عورت بیچ مین پہلو مین جوان رعنا دوسری طرف شیخ بوڑھا ہاتھ مین ساغر مے اوس ماہ پیکر سے کہتا ہے تمہارے گانے سے طبیعت سیر نہین ہوئی کچھ تو گاؤ دل بہلاؤ یہ کہہ کے خود گانے لگا ہاتھ بڑھا کے بھاؤ بتانے لگا خلیفہ کے ہوش اوڑ گئے کہ شیخ ابراہیم زہد و تقوی ایسا مزے مین آگیا غوطہ کھا گیا جعفر و مسرور کو اشارے سے بلایا یہ رنگ دکھایا اوس نے شیخ کو جو نشہ مین چور پہلو مین حور کو دیکھا متحیر ہوا عرض کیا کہ یہ بڈھے مرد اجنبی ہین شامت مین گرفتار شیخ جی ہین یہان یہ گفتگو تھی شیخ نے پھر اوس پری رو سے گانے کی فرمایش کی وہ بولی ساز نہین آواز کا دمساز نہین شیخ اوٹھا وہان تو سب کچھ موجود تھا بانسلی اوٹھا لایا اوس نے بانسلی جو منہ سے لگائی کنھیا کی روح صدقے ہونیکو نکل آئی اس حکمت سے گائی بجائی کہ خلیفہ و جعفر و مسرور سہو محو ہو گئے خلیفہ نے فرمایا اسحاق اس فن مین یکتا ہے مگر اسکے روبرو وہ بھی گراہی ہے ہم نے آجتک یہ صدا نہ سنی تھی ایسی کیب نکالو کہ پاس بیٹھ کے سنو جعفر نے عرض کیا خداوند شیخ ابراہیم حضور کو پہچانتے ہی مر جائیگا یہ جوان بھی ڈر جائیگا خلیفہ نے انکو تو وہان چھوڑا تنہا بارہ دری سے باہر نکلا قضا سے کار کوئی دامدار انکو باغ کا دروازہ کھلا دیکھ کے حوض سے مچھلی پکڑنے چلا آیا تھا مچھلیان نکال کے اب گھر کا ارادہ تھا چاندنی شفاف تھی اوس نے خلیفہ کو پہچانا تھرا کے گر پڑا خلیفہ ہارون رشید نے اوسکی تسلی کی فرمایا خوف نکر میرے پاس آ دو مچھلیان چھانٹ کے اوس سے لین اپنی پوشاک اوتار کے اوسے

عنایت کی اور اوسکے پھٹے پرانے کپڑے لیکے پہنے جال لکڑی مین لٹکا لیا اوسکو رخصت کیا خلیفہ یہ قطع بناکے اندر آیا جعفر نے مطلق نہ پہچانا بلکہ جھڑک کے کہا تو کون ہے اسوقت کہان آیا خلیفہ کھل کھلا کے ہنسا جعفر کی جان نکل گئی پہچانا نہین ہوتے ایسی صورت بنائی ہے کہ اب کوئی نہ پہچانے گا خلیفہ یہ سنکے آگے بڑھا کمرے کا دروازہ کھٹ کھٹایا شیخ نے آواز دی کہ کون ہے خلیفہ نے دروازہ کھلوا کہا کریم مچھلی والا ہوں جلسہ دوستانہ سنکے یہ دو مچھلیان میرے پاس تھین تحفہ کو لایا ہون دور سے آیا ہون حسن افروز مچھلی کا نام سنکے تڑپ گئی کہ اسوقت کیا نعمت غیر مترقب ہاتھ آئی ہے اپنی عنایت سے خدا نے بھجوائی ہے شیخ سے کہا یہ جو مانگے اسکو دیکے کباب جلد بنالا شیخ ابراہیم نے کہا اے کریم میرے باورچیخانے مین جا سب سامان وہان موجود ہے کباب بنالا خلیفہ نے کہا بہت خوب باہر آکے جعفر سے کہا شیخ کے باورچیخانے مین چلو مچھلیون کو تل کے کباب لگاتے ہین پھر پاس بیٹھ کے کھلاتے ہین جعفر و خلیفہ نے وہان جاکے ایک کے کباب لگائے دوسرے کو تلا پھر بارہ دری کیطرف چلا بدستور کے سامنے اوسکو رکھا اور ہرے لیمون نکالا عرق اوسکا مچھلی پر ڈالا ایک تو تحفہ پکائی تھی دوسرے نمک برابر مرچ تیز ترشی غضب کی آفت خیر نشہ مین سب چور تھے مچھلی زبان پر رکھتے ہی لوٹ گئے کہا تمام عمر ایسی مچھلی کسی نے پکائی تھی نہ ہمنے کھائی تھی کہ یہ سنکے نورالدین کو جگایا ایک ٹکڑا کھلایا اوس نے تھیلی کو ٹٹولا کچھ اشرفیان میان کریم کو دین اور کہا افسوس صد افسوس آج محتاج ہون ورنہ ایسا کچھ دیتا کہ تمام عمر احتیاج تیرے پاس نہ آتی بلکہ تیری اولاد مزے اوڑاتی خلیفہ نے مچھلی والونکی زبان مین عادت فیاضی کی تعریف کی پھر خلیفہ نے بانسلی اوٹھا کے پوچھا اگر یہ ورسکو بجاتا ہے مینے ایکبار سنا ہے جلسے تمنا ہے اس نشہ کے سناٹے مشہور ہین نورالدین نے حسن افروز سے کہا یہ بیچارا بھی کیا یاد کریگا تازیست لڑکی صورت نالہ و فریاد کریگا اوس نے بانسلی اوٹھائی سر مین آواز ملا ایسی گائی بجائی کہ درو دیوار مست بیہوش لوٹنے لگا ہوشیار مست ہوا خلیفہ نے کہا ہمنے تو ایسا گانے بجانے والا بادشاہ کی سرکار مین نہین سنا نورالدین کا یہ دستور العمل تھا جو شخص اسکی کسی چیز کی صفت کرتا یہ اوسکو دے ڈالتا فوراً کھڑا ہو گیا قبا اپنی اوٹھا کے کندھے پر ڈالی حسن افروز کا ہاتھ کریم کے ہاتھ مین سونپا کہا میان تم بھی کیا یاد کروگے اب روز اسکا گانا بجانا سنا کرو خلیفہ اسکی فیاضی و سیر چشمی پر حیران ہوا کہ مچھلیونکے بدلے اشرفیان دین پھر ایسی پریزاد کو تعریف کرنے پر دے ڈالا سر کا بوجھ سا ٹالا جب نورالدین جانے پر آمادہ ہوا حسن افروز نے کہا آخر تو تم جاتے ہو رخصت کا گانا بجانا سن لو وہ بیٹھ گیا پھر تو وہ جی توڑ کے ایسا گائی اور ایسی بجائی کہ سب بیہوش ہو گئے دیر تک سکتے کے عالم مین بے حس و حرکت رہے کریم ماہی گیر نے کہا میان صاحب

یہ ماہر و بھاری لونڈی معلوم ہوتی ہے نور الدین بولا سچ کہتے ہو لیکن اسکا قصہ بہت طول اور حیرت افزا ہے نیا ماجرا ہے ماہی گیر نے کہا مجکو بہت اشتیاق ہے اگر آپ بیان کریں بڑا احسان کریں نور الدین نے ابتدا سے انتہا تک اپنی رام کہانی اور سرگردانی سنائی کہا اسکے پیچھے اپنی دولت مٹائی خلیفہ نے تاسف کیا پھر اسنے پوچھا اب کدھر کا عزم ہے جواب دیا بغداد کا قصد کیا ہے اپنا اختیار کیا ہے فرمان بردار دوسرا ہے خلیفہ نے کہا اگر میرے کہنے کو عمل میں لاؤ تو سیدھے بانسرے چلے جاؤ ایک پرچہ لکھ دیتا ہوں محمد زینبی جو وہان حکمران ہے اوسے دینا قدرت خدا مشاہدہ کرلینا وہ ہنسا کہا میان کریم تم ماہی گیر وہ بادشاہ بالتوقیر تم اوسکو پرچہ لکھو وہ اوسپر عمل کرے عقل سے دور ہے وہ میرا عدو ہے ایسا ہنوز زندگی میں خلل کرے خلیفہ نے کہا میرا کام یہ نجاو میں وہ ہم مکتب لنگوٹیا یار ہون بار ہا اوسنے لکھا کہ سلطنت حاضر ہے خواہ اسکو لو یا وزارت کرو میں نے انکار کیا لیکن جسکے واسطے کچھ لکھا فوراً بجا لایا لکھنے سے زیادہ مرتبہ بڑھایا یہ سن شیخ ابراہیم سے قلمدان طلب کیا وہان سامان موجود تھا اوٹھا لایا خلیفہ ہارون رشید نے فرد سادی نکال کے یہ مضمون تحریر فرمایا

خلیفہ ہارون رشید کا نامہ لکھ کے نور الدین کو دینا پھر شیخ ابراہیم کا حصہ طلب کرنا اور غصہ میں قاب مار بیٹھنا خلیفہ کا لباس بدل کے تخت پر جلوہ فرمانا شیخ کا ڈر جانا

خلیفہ ہارون رشید کی طرف سے محمد زینبی بادشاہ بانسرے کو معلوم ہو نور الدین خاقان وزیر اعظم کا بیٹا یہ خط تمہارے پاس لاتا ہے سریع السیر آتا ہے فوراً تاج و تخت یک لخت اوسکو سونپ کے بادشاہ بناؤ تم سلطنت سے ہاتھ اوٹھاؤ پھر مہر خاص پیشانی مزین کر کے تھیلی میں نامہ رکھا نور الدین کے حوالے کیا وہ آدھ منزل مقصد کیطرف راہی ہوا شیخ ابراہیم کریم ماہی گیر سے بولا تو وہ مچھلیان کہ چار پانچ پیسہ سے قیمت زیادہ نہ تھی یہان لایا عوض میں نقد وہ جنس گران بہا تیرے ہاتھ آئی ولیکن سمجھا ہوگا یہ سب گھر لیجاؤنگا تیرے اوڑاؤنگا یہ غلط گمان فاسد خیال ہے گوش دل سے سن اوسکا یہ حال ہے کہ لونڈی میں نصف حصہ میرا ہے اشرفیان مال میرا ہے کچھ پیسے مجھ سے لے اپنے گھر چلا جا اور خلیفہ نے مچھلیان پکانے میں جعفر سے فرمایا کہ سرور سے کہو دکان پر جاکے پوشاک اور تین چار خدمتگار لاکے منتظر رہے جس وقت دروازے پر ہاتھ مارون اور کھٹکھٹاؤن تو سبکو ساتھ لیکے اندر آنا جو کہون بجا لانا جب شیخ و میان کریم سے تکرار بڑھی وہ تو ماہی گیر کم تر سمجھا تھا گالی دی اور قاب کباب کی کھینچ ماری خلیفہ نے چوٹ خالی دی اس مسخرے کو زیادہ غصہ آیا اوٹھ کے لاٹھی ڈھونڈھنے لگا خلیفہ نے بٹ ہاتھ مارا جعفر سبکو لیکے حاضر ہوا خلیفہ پوشاک بدل کے تخت پر جلوہ گر ہوا دست راست جعفر جانب چپ سرور دست بستہ کھڑا ہوا شیخ عصا ہی پیری لایا خلیفہ کو بصد کرو فر تخت پر بیٹھا پایا تمام بدن

رنجیدہ ہوا غضب سلطانی سے تھرانے لگا بدحواسی مین غش آنے لگا فوراً پاؤن پر گر پڑا آنکھین قدمون پر ملکے رونے اور کہنے لگا بیشک خانہ زاد تقصیر وار ہی بڑا گنہگار ہی جو سزا تجویز ہو اوسکا سزاوار ہی اگر عنایت شاہی سے خطا عفو و بحل ہو غلام کی مشکل حل ہو خلیفہ نے مسکرا کے جرم بخشدیا گستاخی کا انتقام نہ لیا پھر حسن افروز سے فرمایا تو سمجھی مین کون ہون اب اوسکو معلوم ہوگیا کہ خلیفہ ہارون رشید ہی باغ و مکان شاہی ہی شیخ ابراہیم داروغہ باغ مردو اہی ہی خلیفہ نے فرمایا مینے نورالدین سا دل کا جالاک صاحب ہمت نہین دیکھا اب وہ بانسرے کا بادشاہ ہوگا تو میرے ساتھ چل محلمین راحت سے آرام کر جب وہان اوسکا انتظام ہوجائیگا تجکو وہان بھیدونگا وہ اوٹھی خلیفہ کے صدقے ہوکے دعائین دیتی ہمراہ ہوئی روبراہ ہوئی خلیفہ نے حسن افروز کو زبیدہ خاتون کے سپرد کیا کہا یہ امانت ہی تمبر واجب اسکی حفاظت ہی اب اوس ستم زدہ کا حال سنیے خط خلیفہ کا لیکے بانسرے ہوپنچا بے تکلف دربار مین داخل ہوا محمد زینبی اوس وقت عدل و داد مین مصروف تھا اور سب کام موقوف تھا خریطہ لیکے وزیر کو دیا پڑھکے اوسکا رنگ زرد ہوا علیحدہ تنہا جاکے وہ پرچہ نگل گیا اور محمد زینبی سے بیان کیا کہ یہی حرامزادہ ہی جعل کا کاغذ اپنا مطلب لکھکے لایا ہی سزا کا سزاوار ہی محمد زینبی نے کہا اسکے مقدمے مین تجھکو اختیار ہی وہ ظالم اسکو اپنے گھر لیگیا اور یہانتک مارا کہ بیہوش ہوا پھر ایک کوٹھری تنگ و تاریک مین جو سنڈاس سے ملی تھی اوسمین بند کردیا نگہبانون سے کہا ایک وقت روکھی سوکھی روٹی کھلانا شام کو ایک آبخورہ پانی پلانا کچھ دنون کے بعد قتل کی تدبیر نکالی افترا پردازی سے بادشاہ کو آمادہ کیا گردن مارنے کا حکم لیا شہر مین منادی ہوئی کہ کل وقت سحر نورالدین جعلسازی کے جرم مین قتل ہوگا جسے دیکھنا ہو آئے عبرت کا مزا اوٹھائے صبحکو سحر سے پہلے اہل شہر جمع ہوے جلاد تلوار کھینچ کے سر پر آیا چاہتا تھا کہ قتل کرے بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرے کہ شحنہ چرخ چارم شمشیر شعاع کھینچکر مشرق سے نمودار ہوا اور ماہ انجم سیاہ داغ پیشانی کا چھپانیکو وہ مغرب کی سمت فرار ہوا تاریکی شب کا دامن وحشت نے منہ چھپاکے پردہ رکھ لیا صدقہ باطنون نے نور کا ذائقہ چکھ لیا صبح صادق کا ظہور ہوا تیرہ سرا مین عالم نور ہوا شہرزاد کو چھپکی جو نظر آئی حقہ وہین بہر خموشی لگائی دنیازاد نے ہر چند داد بیداد مچائی صدا اسکی سوا اور نہ آئی کہ اگر آج کے دن جان کی امان ہاتھ آئیگی تو شب آیندہ کو باقیماندہ کہانی یہ جان باختہ کہ سنائیگی شہریار با دل پر شوق قصہ کے ذوق مین امان دیکے بعد ادائے نماز دار الامارہ مین رونق بخش ہوکے مشغول عدالت و انصاف ہوا اور دن

شہزادیکا قتل معاف ہوا وہ شب گذری اور دن گردان تمام عالم پر عیان ہوا اسکی شرح نامہ ہر عیان اچہ بیان ہو یکایک
سیاہی شب کا دھبہ مغرب کیطرف نظر آیا مگر میدان زمین مہر بے مہری سے اندھیرے کا ہر ایک اونہون نے کھینچا جلوہ نہان
ہوا اتنکا سامان عیان ہوا بادشاہ خلوتسرا مین داخل ہوا شہزادکا مطلب حاصل ہوا عرض کی قبلہ عالم جب اوس
ناکردہ گناہ کو اوس روسیاہ کے حکم سے تہ تیغ بٹھایا قاتل سر پر کھڑا ہوا اتفاقاً محمد زینبی بھی دریچہ سے یہ ماجرا دیکھ رہا
تھا یکایک جنگل کیطرف سے غبار تیرہ و تار معلوم ہوا فرمایا جبتک اس گرد کی حقیقت مفصل دریافت نہو نورالدین
کو قتل نکرو جلاد نے ہاتھ روکا گرد کا سر آگیا شہر متوجہ ہوا اب سنیے خلیفہ ہارون رشید نورالدین کا بانسرے بھیجنا بھول
گیا فرمان مع ضابطہ روانہ کیا تھا یک بیک یاد آگیا جعفر سے فرمایا اسیدم تھوڑے جوان جرار ہمراہ لیکے بانسرے جا
محمد زینبی اگر فرمان بجا لایا ہو نورالدین کو سریر حکومت پر بٹھایا ہو تو خیر اگر لغو جانا ہو سمجھا نہ ہو تو زینبی اور اوسکا وزیر
بلا تاخیر سلسلہ آہن مین اسیر ہمارے روبرو آئے کہ عدول حکمی کی سزا پائے بمجرد حکم جعفر برق و باد سے
تند و تیز سمند صرصر قدم پر سوار ہوکے مع سپاہ جرار گرم خیز ہوا بہت جلد بانسرے مین پہونچا یہ گرد و غبار
سم اسپ جوانان ہمت شعار تھا یہانتک نورالدین کو تخت کے بدلے تختہ پر سر ہلاک کرتیار جلاد تہ شمشیر
جلاد بد نہاد دیا خلیفہ کی نافرمانی مدنظر ہوئی غیظ آیا نورالدین کو وہین گرگ قضا سے چھڑایا وزیر کو پابزنجیر
کرکے بادشاہ کی بارگاہ مین بھجوایا دوسرے روز خود سوار ہوا محمد زینبی اور نورالدین کو اپنے ہمراہ لایا
خلیفہ سے عرض کیا کہ اوس کور نمک شریر کی باعث یہ آفت آئی تھی اگر غلام کو ایکساعت دیر ہوتی نورالدین
کی گردن تہ شمشیر ہوتی خلیفہ کو انتہا کا ملال ہوا غصہ سے رنگ بدل گیا عجب حال ہوا نورالدین سے
فرمایا وزیر کا اپنے ہاتھ سے سر کاٹ کے پھینک دے اوسنے عرض کی پیر و مرشد سب جانتے ہین کہ یہ
خاندان کا عدو ہے جانی ہے اور اس فساد کا یہ بد نہاد بانی ہے لیکن غلام اپنے ہاتھ سے یہ عمل نکرے گا اپنے
خاندان کی وضع مین خلل نکریگا اوسکو تو جلاد نے مارا بانسرے کی فرمانروائی کا فرمان نورالدین کو عنایت
ہوا نورالدین نے دست بستہ عرض کی کہ اوس شہر مین خانہ زاد کو بہت ذلت و خواری حاصل ہوئی ہے
وہانکی خلقت سے میری آنکھ نیچی ہوگی اونکے نزدیک میری بات قابل اعتبار نہوگی آپ کے قدمونکو چھوڑ کے
مین کہان جاؤنگا انھین قدمون پر جان نثار کرکے مر جاؤنگا یہ حرکت خلیفہ کو پسند آئی مصاحبان خاص مین

آبرو بخشی عمدہ مکان رہنے کو دیا بقدر لیاقت جاگیر ملی بڑی توقیر ملی حسن افروز کے ساتھ عیش و آرام کرنے لگا دعا ہی ترقی عمر و دولت خلیفہ میں بسر صبح و شام کرنے لگا اور جعفر کی شفاعت سے محمد زینبی کی خطا معاف ہوئی پھر بالسرے کی حکومت ملی جس وقت شہرزاد نے یہ داستان تمام کی پہر رات باقی تھی شہریار نے فرمایا ابھی رات ابھی باقی ہے تیری تقریر دلچسپ سے طبیعت ابھی سیر نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ شام کو کچھ دیر نہیں ہوئی اور جو کچھ یاد ہو بیان کرو خفقان کراوسنے عرض کی لونڈی جان نثار ہے جو کچھ ارشاد ہوگا فرمانبردار کو اوسمیں کب انکار ہے بادشاہ قدردان ہے ہزارہا فسانہ یاد ہے بغور سنیئے نئی داستان ہے شہریار اسکے چپ رہنے سے بیقرار تھا اسکا انتظار تھا بکشادہ پیشانی ہنسکے فرمایا بیان کرو دلچسپ ہو

حکایت بادشاہ ایران کی شاہزادی گلنار کا تاجر سے مول لینا اوسپر فریفتہ ہونے سے عورتوں سے تعلق چھوڑ دینا اوسکے بطن سے فرزند وارث تاج و تخت کا پیدا ہونا اور حال عجائبات

یہ سنکر شہرزاد بلبل کی طرح گلشن تقریر میں چہکنے لگی کہ سرزمین ایران رشک گلزار جنان مشہور ہے شیراز و اصفہان کی لطافت روح افزا کا شہرہ زبان زد کور ہے وہاں کے بادشاہ کو شاہنشاہ سب کہتے تھے بڑے بڑے تاجدار باج گزار رعیت کی طرح دست بستہ رہتے تھے مال و دولت خزانہ کی کثرت تھی فوج دریا موج اوسکی دیکھکے فلک پیر کو حسرت تھی جہان کا ساز و سامان ہر آن مہیا تھا لیکن وارث تخت و سلطنت جو تھا تو یہ کیا تھا ہمیشہ اندوہگین وہ صدر نشین اریکہ جاہ و جلال رہتا تھا آٹھ پہر شگفتگی طبع کو لاولدی کا ملال رہتا تھا سو محل بہت کر فرکے بیبیون مہر طلعت ماہ پیکر کے جدا جدا تھے اور خواصین حسین لعبتان چین کی بہی دست بستہ پیش نظر سدا تھی مگر شاہد مدعا سے ہم آغوش نہوتا تھا فرزند کا قلق کسی دم فراموش نہوتا تھا اکثر تاجر دور دور کے لونڈیاں اوسکے نزدیک لاتے گران قیمت بیچ جاتے مگر شجر امید بار نہ لاتا شاہنشاہ بحسن عقیدت فقرا صلحا گوشہ نشینوں کی خدمت کرتا غنچہ تمنا شگفتہ نہوتا نخل آرزو پھل نہ پاتا ایک دن خواجہ سرا عرض پیرا ہوا کہ ایک سوداگر لونڈی پری پیکر نذر لایا ہے سفر دور دراز گوارا کر کے با امید ملازمت آیا ہے شاہنشاہ نے فرمایا جلد در دولت پر حاضر کرو وہ سوداگر لونڈی کو ہمراہ لیکے آیا اور نقاب پر زر اوسکے چہرہ سے الٹ کر منہ اوس آفتاب محشر کا دکھایا بادشاہ اوسکی صورت پر زینت و زیب جمال از حد فریفتہ ہو کر بیہوش ہو گیا جب سنبھلا قیمت پوچھی اوسنے عرض کی ہزار اشرفی دیکے اسکو لیا ہے اور اسقدر آج تک اسپر صرف کیا ہے لیکن غلام اسکی قیمت حضور سے نہ لیگا نذر کریگا بادشاہ نے فرمایا مینے کبھی کسیکی چیز مفت نہیں لی اور جو تحفہ لاتے ہیں

قیمت سے دونا پاتے ہین یہ کہکے دس ہزار اشرفی اوسکو مرحمت کی نواب ناظر کو حکم ہوا اسکو حمام مین لیجا کے نہلا کے
پوشاک نفیس گران بہا سے آراستہ پیراستہ بنا چنا کے روبرو لاوہ فوراً محل مین لایا ایک تو حسن عالم فریب دوسرے لباس
و زیور کی زینت و زیب بادشاہ مائل تو تھا شمشیر نگہ کا گھائل تو تھا اب لوٹ پوٹ ہوگیا آپ بے یا مکان بہت سجا سجایا
تھا اوسمین اختلاط ہونے لگا یہ نقش دیوار کی صورت بیٹھی تھی بادشاہ کی باتون پر مطلق خیال نکیا نہ جواب دیا نہ کوئی سوال کیا
تنگ ہوکے بادشاہ نے فرمایا اے بت آذری اتنی دیر مینے مغز خالی کیا اپنا مطلب تجھپر خالی کیا تو نے لب شیرین غیرت
عقیق رنگین کو وا نکیا التفات ذرا نکیا اسپر بھی وہ چپ رہی پھر کہا اگر فراق وطن ماں باپ کی جدائی عزیز و اقربا کی دید کا ملال ہے
تو بیجا خیال ہے جب تو چاہیگی یہ بات ہوجائیگی وہ اصلا متوجہ نہوئی جسطرح بیٹھی تھی گویا اینٹھی تھی ویسی ہی با نقال طلب ہے تو تصویر گلی کو
باتون مین ہنساتے تھے وہ سیر ہنک کے تھک گئے یہ جسطرح سے چپ بیٹھی تھی اوسی طور پر خاموش ہی کسیکی سنتی اپنی کہی بادشاہ نے
ناچار ہوکے خاصہ طلب کیا نوش فرما کے پلنگ پر آیا اوسکے ساتھ سو رہا صبحکو اور زیادہ فریفتہ ہوا جو مزا اوس شب اوٹھایا
ایسا لطف کسی دن اور سے نہ پایا تھا اوسی روز جتنی خواصین اور محل تھے سبکو بقدر حال زر و مال دیکے رخصت کیا اوس
اور مطلق العنان کردیا کہ جسکا جی چاہے بیٹھی رہے یا عقد کرلے اپنی ذات پر اختیار ہے بادشاہ دست بردار ہے پھر بناکے
محل سے نکال دو باس چیلے میں ڈال دیا کچھ لونڈیاں خوبصورت اوسکی ہمسن خدمت کیواسطے معین تین ایک دن کے بعد
اون لوگون سے پوچھا تم دن رات پاس رہتی ہو کبھی اسکو ہنستے بولتے دیکھا ہے سب نے عرض کی پیر و مرشد سوا چپ رہنے کے
انکا ہونٹ ہلا نہیں جو سوال کیا جواب ملا نہیں القصہ اسی حال میں سال تمام ہوا کلمہ کلام ہوا بلکہ موج دہان سے دندان
بھی نظر نہ آئے لعل لب بلال سے تکلم نکرنے پائے بادشاہ کو ہر دم اسکی خموشی کا غم تھا منہ کھولنے کا خیال
رہتا تھا اسکے چپ رہنے سے ملال رہتا تھا گاہ سوچتا تھا اگر یہ گونگی ہے تو ایسی صاحب جمال کیواسطے بڑا عیب ہے
کاسہ حلیتی مین بال بلا ریب ہے پھر اوسکی منت اور خوشامد کرکے کہا اے غارتگر دین و ایمان دشمن گبر و مسلمان برائے
خدا میری بیقراری گریہ و زاری پر رحم کھا زبان ہلا یہ سنکے وہ اس ناز و انداز سے مسکرائی کہ بادشاہ کی جان سینے
سے ہونٹون پر آگئی پھر تبسم بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بولنے پر زیست کا سامان ہے ورنہ دامن گریبان سے ایک ہوگا مشتاق
گویائی ہلاک ہوگا اوس وقت وہ سیمبر بولی کہ مین اس فکر مین حیران ہون کہ تمہارے احسان کا شکر یا نصیب کی
شکایت کرون وطن چھوٹا در بدر ہوئی ماں باپ بھائی کی جدائی سے سینہ مین ناسور ہوا سلطنت کے مٹ جانے کا رنج و الم ہے

لونڈی ہونے کی ذلت وخواری کیا کم ہے اتنے بکھیڑون مین آن کر پھنسی ہون قسم لیجیے جو اس مدت مین کبھی ہنسی ہون لیکن بااین حکومت تمھاری محبت و اطاعت سے چارہ نہوا چلے جانا گوارا نہوا آخر کار کشش الفت صادق نے تہ دام کیا مجھ سے وحشی کو رام کیا آج بگوش دل میرا حال سنکے انصاف کیجیے کہ بجا ہے یا بیجا ہے نیا سانحہ ہے عجیب واقعہ وطرفہ ماجرا ہے ہنوز اوس پریوش نے اپنی سرگذشت شروع کی تھی کہ اس شعبدہ باز نیلی فام نے انجمن انجم منتشر کرنیکو نور سحر کی تجلی دکھائی رات کی سیاہی ایسی بھاگی کہ نظر نہ آئی مہر جہان افروز کی آمد نے ماہ کا منہ سفید کیا شعاع آفتاب سے ستارون کا رنگ اوڑ گیا نوبت نوازان سحر نے بھیرون کی گت بجائی طائران خوش الحان نے نغمہ سنجی کی دھوم مچائی شہرزاد نے مہر خاموشی لب و دہان پر لگائی شہریار کی طبیعت گھبرائی خلوتسرا سے تختگاہ کا عزم کیا دل بہلانے کو مصروف انتظام مملکت ہوا اہل کار سرگرم کار ہوے جزا و سزا مین مبتلا بدکردار ہوے آخر زمانہ نے رنگ بدلا مہر جہانگرد نے ادھر سے منہ پھیر لیا روز روشن کو رات کی سیاہی نے گھیر لیا شہریار باوقار دربار برخاست کرکے خلوتسرا مین آیا شہرزاد کو یاد فرمایا پہلے تو ہم بستری کا لطف اوٹھایا پھر بیان داستان کا ارشاد فرمایا شہرزاد نے عرض کی وہ پری پیکر گویا ہوئی کہ میری خلقت دریائی ہے روز پیدایش سے شاہزادی گلنار کے نام سے شہرت پائی ہے وہان کے شہنشاہ عالی کا میرا باپ فرمانروا تھا دن رات عیش ونشاط کا مشغلہ تھا جب والد جوانی تمام کرکے مسن ہوے شباب جاتا رہا بڑھاپے کے دن ہوے حسب فرمان داور جہان کل من علیہا فان وہ رحلت کر گئے ہم سب یتیم ہی مر گئے میرا بھائی کم سن خورد سال تھا حرام خور دن دہاڑے چور محسن کش جمع تھے عنقا نمک حلال تھا مدت سے اور بادشاہون کو اس مملکت کی تمنا تھی لینے کا خیال تھا فوج کشی ہوئی کارگزار دغاباز ملگئے حریف سے ساز کیا بھائی ناتجربہ کار لڑ نہ سکا بھاگ نکلا عزیز اقربا تین تیرہ ہوے پریشان بے سروسامان اور ملکون مین منتشر ہوکے بود و باش کی معاش کی تلاش کی جب بھائی سن تمیز کو پہونچا جوان ہوا آبائی سلطنت کا خواہان ہوا مجھ سے کہا اگر تمھاری شادی سے فرصت ملے تو فوج جمع کرکے ملک موروثی پر قبضہ کرون مگر یہ قصد ہے کہ شاہان پردہ زمین مین سے کسیکے ساتھ تیرا عقد کردون مجکو یہ بات سخت ناگوار ہوئی بر سر انکار ہوئی بھائی سے کہا کونسی خطا مجھ سے ہوئی جسکی عوض غیر جنسون مین اوقات کاٹون رنج و الم مین دن رات کاٹون اوس بڑے بول کا سر نیچا ہوا شادی کی نوبت نہ آئی یہ غم پیدا ہوا کہ لونڈی کہلائی یہ سب امور قفل دہان تھے عقل چکر مین آتی تھی ہوش پران تھے مگر للہ الحمد والمنہ پروردگار نے میرے حال پر اور تمھارے مآل پر رحم کیا مین حاملہ ہون اور یقین کامل ہے کہ بیٹا

پیدا ہو حاصل تمھاری تمنا ہو بادشاہ یہ سنکے لپٹ گیا خود رفتہ ہو گئے گرد پھرنے لگا فرط خوشی سے سوکھے مین گرنے لگا وزیر
اعظم کو طلب کر کے یہ مژدہ سنایا کہ نخل تمنا بار لایا پھر وہ بولی ملک صالح میرے بھائی کا نام ہے قوم مین فری احترام ہے اوسنے کہا تمھارا انکا
لقب امیر بحار ہے شاہان بین کا ہمشیرہ ہے میں ہونٹ چبا کے تخت جگر کھا کے چپ ہو رہی جب بھائی اور کامو مین مصروف
ہوا فرط غیظ سے بھر دریا چیر کے سطح آب پہ تنہا جزیرہ مہتاب کی اور یہان پہونچکے مکان محفوظ تجویز کیا جہان ہوا کا گذر
محال تھا بشر کا اسکو خیال تھا حج راہ کے باعث نیند کا غلبہ ہوا بیہوش سو گئی فلک کو جو حرکت منظور تھی وہ ہو گئی کوئی اس ارادہ
آیا مجکو غافل پاکر اپنے مکان پر اوٹھا لایا میری آنکھ جو کھلی نیا مکان پایا میں انسان کو دیکھ کے سر پر جن چڑھا مبہوت ہو گئی ہر چند
اوسنے منت سماجت کی التفات نہ کی برنج دینے لگی جو اوسنے کہا اوسکے خلاف کیا صحبت کا انکار صاف صاف کیا جب وہ سمجھا کہ
اس سے صحبت برار نہ ہوسکے گی یہ بھی بازنہ آئیگی جھلا کے اس سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا اپنے زعم مین بڑا بیچ ڈالا تاجر خوش صفات
کریم النفس حجستہ اوقات تھا اسنے راحت اذیت اوس سے نہیں لی تقدیر نے یہ گردش دکھائی وہاں سے یہاں آئی حضور نے سحر بیانی
عنایت و مہربانی سے میرا دل اپنے قبضے مین لیا اگر تنگ پکڑتے یا ستاتے دریا موجود تھا کود پڑتی پھر نہ پاتے یہ اندیشہ ہمیشہ
رہا تھا کہ اگر یہاں بھائی کو معلوم ہو گیا کہ فلان بادشاہ کی لونڈی بنی فوراً قتل ہو جاتی آپکے کچھ بن نہ آتی بادشاہ نے وزیر اعظم کو
حکم دیا منادی باواز بلند تمام شہر مین سنا دے کہ سابق مین گلنار شاہزادی بحر مندال کی تھیں اب ملکہ ایران ہین بادشاہ کی
جان ہین پھر بادشاہ نے پوچھا پانی کے اندر تم کیونکہ رہتی ہو بطریق فسانہ دریائی خلقت کا کبھی ذکر سنتے تھے تو باور
نہ آتا تھا سنتے تھے اب یقین ہوا شاہزادی نے جواب دیا پانی کی نہین ہمین گمراہ کوئی شی ہماری نظر کی مانع اور حاجب نہین
جسطرح خشکی مین تم دیکھتے ہو اسی انداز سے ہمین پانی مین نزدیک و دور کی چیز معلوم ہوتی ہے آفتاب کی صورت چاند کی چمک
ستارونکی رونق ہم دیکھا کرتے تھے تم زمین پر چلتے ہو ہم پانی مین پھرا کرتے تھے جب کبھی ہمین آتا تیرتے تھے سطح آب
پر پھرتے تھے زمین کے کرہ سے پانی بہت زیادہ ہے ملک جدا جدا عالم ہر شہر کا علحدہ ہے فوج لشکر پیدل سوار جیدر کا
ہوسکتا تیار ہاتھی گھوڑے بے مثل نادر روزگار سب کچھ مہیا ہے جواہرات بے انتہا ہے اور مکانات جن نقش و نگار کے وہان
ہین نہین یہ کہان ہین ہیرے موتی منگے کی کچھ قدر نہین جو یہاں بے بہا ہے وہان بہا بہا پھرتا ہے گھونگھیان سیپ کی ستھرا
کام بہت سے زیادہ درخشان بادشاہ و امرا کی سواری مین رہتی ہین گھوڑونکے ساز مین یاقوت و زمرد کے اور بڑے
موتیونکی لڑیان لٹکتی ہین اب یہ التماس ہے جوکہ حضور کو میرا بہت پاس ہے مان بھائی کی جدائی کو بہت عرصہ گذرا دیکھنے کو

جی بیقرار ہے مفارقت کا صدمہ لیل و نہار ہے اگر خوشی اجازت دو تو یہان سبکو بلاؤن تم اونکو دیکھو باہم ملاؤن بادشاہ نے فرمایا تم مالک ہو گھر تمھارا ہے جسکو چاہو بلاؤ جو جی چاہے دو دعوت کرو کھلاؤ پلاؤ مین خدمت کو تیار ہون دل سے تمھارا عاشق زار ہون ملکہ گلنار نے کہا دو گھڑی آپ دوسرے کمرے مین دروازہ بند کر کے بیٹھیں اونکی آمد جسوقت دیکھیں جبتک مین نہ بلاؤن یہان تک آنا وہان سے قدم نہ بڑھانا بادشاہ دوسرے کمرے مین تشریف فرما ہوے ادھر نور سحر نے رات کا منہ سفید کیا شعبدہ باز فلک نے بساط انجم کو الٹ کے رنگ بدل دیا مؤذن نے چونک کے اذان دی صنم خانون سے ہر ہر کی آواز بلند ہوئی شہرزاد نے سکوت کیا شہریار کو نوبت شاق گذرا مگر دلپر جبر کر کے اوٹھا عبادتخانہ مین نماز صبح ادا کر کے سریر سلطنت پر جلوہ دیا ادھر آفتاب نے طلوع کیا ادھر دربار یونکا سلام مجرا ہوا ارکان دولت حاضر ہوے مقدمات سیاست معاملات ریاست پیش کیے گئے مگر جب خیال داستان آتا تھا دل بیقرار ہوجاتا تھا یہانتک کہ مسافر فلک جام نے منزل روز طے کر کے سرا مغرب مین قدم رکھا زمانہ تیرہ و تار ہوا شہریار نے دربار برخاست کر کے عزم آرامگاہ کیا شہرزاد حاضر ہوئی جب تھوڑی رات رہی داستان گذشتہ کی فرمایش کی وہ گویا ہوئی کہ ملکہ گلنار نے صندوقچے سے صندل کی لکڑی نکال کے آگ پر رکھی دھوان ہوا کچھ پڑھنے لگی دریا بڑھنا شروع ہوا یہانتک کہ جھروکے سے ملگیا ایک جوان رعنا بصد شوکت و شان نمود ہوا دوسرے عورت سن رسیدہ تمغا گلیمین پڑا اونکے بعد کئی مہ پارہ تحیر ہر طرف سرگرم نظارہ نکل آئین ملکہ گلنار بچشم اشکبار بڑھی استقبال کیا پہلے مان نے گلے لگایا پھر دوسرے سب ملے ملکہ سبکو گھر مین لائی مان نے مفارقت مین جو صعوبت اوٹھائی تھی بیٹی کو سنائی بعد اوسکی سرگذشت پوچھی ملکہ گلنار نے جو کیفیت گذری تھی وہ رو رو کے کہی اور گویا ہوئی کہ بھائی صاحب نے جو فرمایا تھا درست و بجا تھا شاہان روے زمین کی شوکت و شان کو انکے ساز و سامان کو دریائی شاہ و شاہزادے نہین پہونچتے ہین یہ بر و بحر پر فرمانروائی کرتے ہین ملک صالح نے وطن چلنے کا سوال کیا ملکہ نے جواب دیا آپ انصاف فرمائین میرے سبب سے بادشاہ کے جتنے محل تھے سبکو جواب ہوا نکال دیا کسی کا نہ خیال کیا دوسرے چار مہینے کا حمل ہے اس حالتمین اگر چلون آبرو مین خلل ہے بادشاہ یہ سب باتین سنکے اور زیادہ مطمئن و مسرور ہوا اندیشہ دور ہوا پھر ملکہ نے خاصہ طلب فرمایا بہت تکلف کا دستارخوان بچھایا بکاول نے جا بجا نعمتون کو قرینے سے چنا رنگارنگ کے کھانون سے دستارخوان کو تختہ گلزار بنا دیا یہ لوگ آکے بیٹھے ملک صالح نے کہا تمھارا بادشاہ یہان جو نہ آئیگا کھانا کوئی نہ کھائیگا اسپر ملکہ نے بادشاہ کو بلایا سلطان ایران انتہائی شوکت و جہک دمک سے آیا ملکہ گلنار نے سب سے ملایا ملک صالح نے کہا ہماری بہن آپکی خوشنودی ہے چھوٹا بڑا ہمارا آپکی فرمانبرداری کو موجود ہے پھر باہم خاصہ کھایا اطراف و جوانب کا ذکر آیا

جب رات زیادہ گئی تجدا ہی کا مکان جن نے تجویز کیا تھا وہاں جا کے مہمانوں نے آرام کیا بادشاہ نے ملکہ کے ساتھ
آرام کیا جیسکو جیسے نہایت دعوت کی رقص و سرود کی صحبت عجب ہی اسیطرح ہر روز عمدہ عمدہ کھانے نئی نئی نعمتیں پکوا کین
سبکو کھلائیں اس شغل میں اتنے دن گذرے کہ ملکہ کو درد زہ شروع ہوا دائیاں ہوشیار جلدی سے حاضر ہوئین تحسین اپنے
کام میں مشغول ہوئین بساعت سعید وہ ہلال عید برج حمل سے پیدا ہوا جسکی نظر سے ہی وہ فریفتہ و شیدا ہوا ایسکہ چہرہ مہر سے
تابان اور حسن جہان گیر تھا اسواسطے بدر نام ہوا اور فور ابتہاج سے جاری فیض عام ہوا تمام شہر کو خوشی ہوئی گھر گھر ناچ گانا دور
سرکار کی نعمتیں کھانا ملکہ گلنار کی مان نے موافق رسم کے چھٹی کا جوڑا بیٹی اور داماد کو پہنایا جواہر نگار ہنسلی کڑے سے لڑکے کے
ہاتھ گلے کو جمکایا دائیان انعام و خلعت سے نہال ہوئین دولت سے مالامال ہوئین جب ملکہ نے چلے کا غسل کیا باہر آئی ان
بھائی کو بدر دکھائی ملک صالح نے لڑکے کو گود میں لیا ٹہلنے لگا پھر یکایک دریا میں کود پڑا سلطان ایران کا رنگ
فق ہو گیا گھبرا گئے رونے لگا ایسا قلق ہوا ملکہ ہنسنے لگی بادشاہ کی تسکین کی کہا آپ بدحواس نہ ہوں وہ بہت جلد آئیگا
دو گھڑی کے بعد ملک صالح گود میں لڑکا لئے موجود ہوا بادشاہ سے کہا آپ تو گھبرا گئے ہونگے برے خیال میں آئے
ہونگے ہماری قوم میں معمول ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے دریا کی سیر کراتے ہیں پانی تر بہراتے ہیں چند سمندر کے مقامات کی
زیارت ہوتی ہے پھر گھر میں لاتے ہیں یہ کہکے دائی کی گود میں دیا اور دستہ و قبچہ جو دریا سے ہمراہ لایا تھا کھولا
اوسمین تین سو عدد الماس لعل زمرد چھہ چھہ مثقال جسکا وزن تھا اور تیس لڑے موتیوں کے دس دس لڑیاں ان میں تھیں
بادشاہ کو دیکے کہا ہم ملکہ کے اس حال سے مطلع نہ تھے دفعۃً خبر جو معلوم ہوئی خوشی کے باعث خالی ہاتھ چلے
آئے کچھ ساتھ نہیں لائے ہر چند یہ ہدیہ تمہارے لائق نہیں بخاطر قبول ہو کہ تمنا حصول ہو بادشاہ کے ہوش جاتے
رہے وہ ہر عہد و سلطنت کے مول کا تھا بعد ادای شکر کہا ہمارے تمہارے سلسلہ یکجہتی سر رشتہ الفت و محبت کا ہے
اور یہ رسم ظاہری ستعار بیکار ہے فقط تمہارے قدم رنجہ کرنے سے ہمکو سلطنت لازوال ہاتھ آئی تمنے ہماری توقیر
بڑھائی بعد چندے وہ سب رخصت خواہ ہوئے ملک صالح نے کہا آپکے لطف و عنایت نے اتنے دنوں ہمارا دل
ایسا بہلایا کہ ملک و سلطنت کا اصلا خیال نہ آیا وگرنہ دشمنوں میں اپنا شہر چھوڑکے رہنا ممکن نہ تھا ریاست کے
مقدمے میں اپنا بیگانہ ہو جاتا ہے فساد مچاتا ہے اور ہماری قوم کو اسی کی منتظر رہتی ہے کہ کسی کا ملک خالی پائے اپنے قبضے
میں لائے بعد بگو بشنو بجبر رخصت کیا جلد پھر آنیکا وعدہ لیا ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات مثل مشہور ہے بدر دن رات بڑھنے کا

مکتب خانہ مین پڑھنے لگا بادشاہ پرورش ناز و نعم سے کرنے لگا القصہ بدر نے کامل ہوکے جہان کے علوم و فنون حاصل کیے بادشاہ نے جو امتحان کیا تو کامل پایا و لیعہد بنایا ملکی مالی مقدمے اس انداز سے فیصل کیے کہ مدعی و مدعی علیہ دونو راضی ہوے خلقت بدر کی انصاف و عدالت سے خورسند ہوئی شر و فساد کی راہ بند ہوئی تمام مملکت مین فہم و ذکا جود و سخا کی دھوم مچی اب بادشاہ نے دربار عام مین تخت پر بٹھا تاج شاہی سر پر رکھا خود سلطنت سے کنارہ کش ہوا گوشہ انزوا مین عبادت معبود کرنے لگا ملازمین قدیم و جدید جو حاضر تھے سب نے نذرین دین مرتبہ و عہدہ کے مطابق خلعت ملے فوج کے اضافے ہوے جس سے سب جان نثار راضی ہوے موقوف طریقے ماضی ہوے رعایا برایا وہ بھی عنایت سے خوش و خورم رہنے لگے فیض و عطا کے چشمے بہنے لگے دنیا کو جا ہی گذران ہر ایک آیا دوسرا دن ہر بادشاہ علیل ہوا ہر روز مرض کی ترقی ہونے لگی ضعف و ناطاقتی کی دھوم ہوئی تاب و توانائی گھٹتے گھٹتے معدوم ہوئی آخر اس سرائے پوچ سے کوچ کی تیاری ہوئی غشی طاری ہوئی قریب مرگ بدر کو بلایا گلے سے لگایا کہا تمکو حاجت نصیحت و پند نہین سعادتمند نیک کام پر بند نہین ہمنے تمکو شاہنشاہ حقیقی کی حفاظت مین دیا یہ کہکے منزل آخرت کا رستہ لیا گوشہ قبر اختیار کیا بدر کو بشدت رنج و الم ہوا گھر مین کہرام مچا برپا ماتم ہوا ملکہ گلنار کی گریہ و زاری سے ہر ایک بے اختیار روتا تھا مگر کیا ہوتا تھا آخر بڑی شوکت و شان سے عمدہ ساز و سامان سے جنازہ اوٹھایا روسا شہر لباس سیاہ عالم فاضل غمگین با نالہ و آہ تابوت کے ہمراہ فوج چاک گریبان ارکان دولت وزیر امیر با حال پریشان اس سامان سے لیجا کے تہ خاک کیا کونسا بشر تھا جسکو رنج نہین ہوا موافق رسم بدر نے چالیس دن گوشہ نشینی مین صرف اوقات کی ترک سب سے ملاقات کی ملک صالح چیا و شہ جا نکاہ سنکے آیا بعد گریہ و زاری بہن بھانجے کو صبر کی جزا یاد دلا کے سمجھایا جب ماتم کے دن تمام ہوے بدر نے حمام کیا لباس شاہی پہنکر تخت پر جلوس فرمایا ایک جہان نذر دینے کو آیا یہ امور سلطنت مین مشغول ہوا انصاف و رعایت سے حکومت کرنے لگا ایکدن ملک صالح نے تخلیہ مین اپنی بہن سے کہا یہ عجب ماجرا ہے تمنے آجتک بدر کی شادی کا سامان نکیا ماشاء اللہ وہ سن رشد کو پہونچا اگر مجھہ سے کہو تو اپنے ملک مین کوئی شاہزادی جو اسکا جوڑا ہو ٹھہراؤن شادی کا رنگ جماؤن ملکہ گلنار نے کہا بھائی یہ تمہارا فرزند ہی لازم ہی کہ ایسی دلھن آئے کہ بدر اوسپر فریفتہ ہو جاے اتفاقاً بدر وہان لیٹا تھا آنکھین بند کیے یہ داستان ماں و ماموں کا بیان چپکا سنتا تھا ملک صالح نے کہا یہ سو جاے نیند مین غافل ہو جاے تو ایک فکر تمسے کرون ملکہ نے بغور دیکھہ کے کہا تم شوق سے کہو وہ بیخبر سوتا ہے اوس نے کہا شاہ سمندال کی بیٹی ملکہ جواہر نام ہے بدر وہ ماہ تمام ہے سب شاہزادے دریائی اوسکی محبت مین ڈوبے ہین

خواستگاری کر کے مایوس ہوے ہین مگر ملک سمندال عجب نخوت سے برسر انکار ہے کسیکو اپنا ہمسر نہین جانتا یہ نہین مانتا ملکہ گلنار بولی کیا ابھی اوسکا بیاہ نہین ہوا وہ تو لاجواب ہے دنیا مین انتخاب ہے مینے صغر سنی مین دیکھا تھا اب تو جوانی اوسکی آفت آسمانی ہوگی فی الحقیقت لاثانی ہوگی تمکو اس نسبت مین کیا خیال ہے ملک صالح نے کہا اوسکے غرور کا اندیشہ ہے اگر نہ مانا تو ملال ہے جنگ و جدال ہے لیکن خبردار بدر سے اظہار نکرنا پھر اوسکی تصویر نکال کے بہن کو دکھائی قضا ہی کار بدر نے جو کروٹ لی اوسپر آنکھہ پڑ گئی محبت کی برچھی سینہ مین گر گئی سانس اڑ گئی دل پہلو سے پھڑک کے نکل گیا نقشہ فی الفور بدل گیا عشق کمبخت تو تقریر سے ہوتا ہے یہان تصویر نظر آئی جان جانیکی تدبیر نظر آئی

بادشاہ بدر کا ملکہ جواہر کی تصویر دیکھہ کے عاشق ہو جانا ہجر مین مبتلا ہو کے تکلیفین اوٹھانا پھر بجد و کد بیاہ لانا

بہن بھائی مین یہ مشورہ ہوا کہ تم جاؤ گفتگو کر کے یہ امر ٹھہراؤ پھر وہانسے اوٹھے اپنی اپنی خوابگاہ مین جا کے سو رہے بدر کی نیند اوڑ گئی تمام رات بیقراری اختر شماری مین گذری دم سحر ملک صالح رخصت ہونے بہن کے پاس آیا بدر نے کہا ماموں جان اند نوں والد کے انتقال سے طبیعت پریشان ہے آپسے جی بہلتا تھا جو آپ تشریف لیجائینگے تنہائی مین زیادہ وحشت ہوگی پریشان طبیعت ہوگی میرا قصد ہے کہ کچھہ دن سیر و شکار مین طبیعت بہلاؤن پھر شہر مین آؤن ملک صالح نے کہا کیا مضائقہ میرے ساتھہ چلو لیکن تیور جو اوسکے دیکھے برے نظر آئے دلسے کہا خدا خیر کرے سامان یہ اچھے نہین کہین اسکی طبیعت کا لگاؤ ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سینہ مین گھاؤ ہے اوسیدم کارخانون مین حکم پہونچا تیاری ہونے لگی سفر کی روبکاری ہونے لگی دم سحر ماموں بھانجے کو لیکے سوار ہوا کوہ و دشت کی سیر کرتا چلا کبھی کوچ گاہ مقام ٹھہنگ صبح و شام رہتا تھا بادشاہ بدر دل کا مشورہ کسی سے کچھہ نہ کہتا تھا ایکروز ہرن کے پیچھے دونون نے گھوڑے ڈالے فلک تفرقہ پرداز مشہور ہے یہی اسکا دستور ہے ملک صالح بھانجے سے جدا ہو گیا اور ہمراہیون سے کوئی نہ پہونچ سکا چلتے چلتے تھک گیا راہ گم کر کے بہک گیا اور ہرن بھی چوکڑی بھر کے نظر سے غائب ہوا پھر تو یہ چوکڑی بھولا کچھہ اور ہی گل پھولا ایک ندی کے کنارے سبزہ تھا بیتاب ہو کے وہان گھوڑا لیے اوتر از زمین پر بیٹھہ گیا دفعۃً آہوے ختن صحرای مشرق سے نکل کے سبزہ زار چرخ کہن پر آیا رخ روشن دکھایا اوسکی چمک سے رنگی سیاہی کا حال ہوا گلزار اختر و ماہ رمیدگی سے پامال ہوا روشنی کا جھگڑا جو نظر آیا تیرگی نے کوہ مغرب مین منہ چھپایا صدای صلوٰۃ مسجدون کے تکبیرون سے بلند ہوئی تا ہمی نوش کی نداے پیر مغان کے گھر ونسے بلند ہوئی

چہرۂ روز کی سپیدی دیکھ کے دنیا زاد نے ہر چند اشارہ کیا لیکن شہرزاد نے سلسلہ تقریر سے کنارہ کیا شہریار شیر شکار بستر
راحت سے انگڑائی لیکے اوٹھا ایوان سلطنت کا عازم ہوا شہرزاد کا قتل ملتوی ہا وزیر بیٹی کا جلاد با خاطر ناشاد دست بہ قبضہ
کھڑا تھا اوسکو حکم پہونچا کہ آجکی پھر مہلت ہی آس دن آنکی فرصت ہی کل جو ہونا ہی ہو جائیگا دیکھیے کیا سامان بر روے کار آتیگا
دنیا کی دورنگی مشہور ہی ہر بشر کی زبان پہ اسکے فسانے ہین سحری بھی اس اولٹ پلٹ کے دیوانے ہین کبھی دن کبھی رات
ہی دھکو سلے کی کائنات ہی پھر زلف شب رخ روز پہ دراز ہوئی وہ چھبیٹ کہانی آغاز ہوئی یعنی بدر جو اوسجا یکہ و تنہا بیٹھا ملکہ
جواہر کا تصور آگیا بے اختیار زار زار بسان ابر نوبہار رونے لگا جان کھونے لگا ادھر ملک صالح بدر کے چھٹ جانے سے
بہت بیقرار ہوا بمرتبہ انتشار ہوا ہر طرف ڈھونڈھا سرگردان پھرتا ادھر آنکلا دور سے دیکھا بدر یکہ و تنہا نعرے مار کے
پکار پکار کے روتا ہی جان کھوتا ہی مرد جہاندیدہ تجربہ رسیدہ تھا سمجھ گیا اوس روز ملکہ جواہر کا قصہ جو مجھ سے سنا ہی اوسکا
یہ بکھیڑا ہی جو شیفتون کا حال طاری ہی شدت گریہ و زاری ہی گھوڑا لیے او تر پڑے پاؤن نزدیک پہونچا تو یہ سنا کہ ای ملکہ جواہر
تمھاری تصویر تقدیر نے جیسے دکھائی ہی طاقت ہی نہ توانائی ہی تمکو کیونکر پاؤن جو دل زار بیقرار کا تڑپنا دکھاؤن ملک صالح
کو تاب نہ رہی دوڑ کے لپٹ گیا کہا افسوس ہمنے دھوکا کھایا ہماری زبان اور بیان نے تمھارا یہ حال بنایا بدر نے کہا ماموجان
اگر میری زیست درکار ہی تو جلد اسکی تدبیر کیجیے نہین تو مجھ سے ہاتھ اوٹھا لیجیے ملک صالح نے کہا بیٹا جلدی کا کام خراب ہوتا ہی
باعث ناکامی اضطراب ہوتا ہی مین جاتا ہون نسبت ٹھہرا کے آتا ہون بدر نے عرض کیا اگر آپ اسیواسطے جاتے ہین تو
مجکو بھی ہمراہ لے چلیے جو یہان چھوڑ جاؤگے تو زندہ نہ پاؤگے وحشت طبیعت سے تنہائی مین گھٹ گھٹ کے خدا جانے کیا
کیا حال ہوگا یقین کامل ہی دنیا سے انتقال ہوگا مصلحت یہی ہی اپنے ساتھ لیجلو ہونی ہو سو ہو ملک صالح نے مجبور ہو کے
انگشتری سلیمانی جو بزرگون کی امانت اور نشانی چلی آتی تھی اپنے ہاتھ سے اوتار کے اسکی اونگلی مین پہنا دی پھر دونون
اوڑ کے دریا مین در آئے خشکی کیطرح تری کی راہ طی کی اپنے ملک مین آیا ماں اوسکی بدر کی نانی تھی نواسے کو اوس سے
ملایا وہ بہت خوش ہوئی گلے سے لگایا زر سرخ و سفید نثار کیا لٹایا عزیز اقربا کو بدر کا آنا معلوم ہوا لوگون کا ہجوم ہوا بدر
ہلال عید ہو گیا جو آیا محو جمال تھا پلک بند کرنا محال تھا ملک صالح نے اپنی ماں سے بدر کا ملکہ جواہر کی تصویر دیکھ کے
عاشق ہونا بیان کیا فراق مین جان کھونا بیان کیا پھر کہا شہر سمندال مین جاتا ہون ملکہ جواہر کے باپ سے ذکر لاتا ہون
دیکھیے جواب کیا پاتا ہون اوس ظالم کی بدمزاجی کا ڈر ہی انجام اسکا شر ہی یہ سنکے ملک صالح کی ماں نے جواہر خانہ کی کوٹھڑی

لکھو لی جو جو چیزین نادر تھین اونسے صندوقچہ بھر لیا چلے یہ نذر و نیاز بہ منت و سماجت سے ملکہ جواہر کی درخواست کرنا اظہار
حسب و نسب کے علم و کمالات کرنا بدر کو اپنے پاس بٹھا فرزند کو رخصت کیا ملک صالح نے کچھ فوج کے سردار و نامور جرار جہانت کے
سامان تحائف تکلفات کے ہمراہ لیا شہر سمندال مین پہنچا دوسرے روز بادشاہ کی ملاقات کو گیا شاہ سمندال نے تعظیم و تکریم
کی تخت سے اوٹھ کر بغلگیر ہوا پہلو مین بٹھایا آنیکی خیر و عافیت شہر کی کیفیت پوچھکے فرمایا تمھارا آنا مصلحت سے خالی نہین بالی
نہین جو امر مجھسے متعلق ہو بے تکلف اوسکی تفصیل بیان کرو ملک صالح نے صندوقچہ جواہر نذر دیکر عرض کیا حضور کی عنایت
قدیم سے امیدوار ہون کہ یہ ہدیہ مختصر قبول ہو کہ مجکو سعادت حصول ہو اُنکی خاطر سے وہ لیکے آنے کا سبب پوچھا
اوسنے کہا عرصہ دراز ہوا ملازمت سے محروم تھا اور کچھ عرض حال پر مصر و تھا اگر بگوش توجہ سنیے تو عرض پیرا ہون بادشاہ
وہانسے اوٹھ کے تماشا نشین پر آیا ملک صالح کو بلایا اُسنے بعنوان شایستہ و طرز بایستہ سلسلہ کلام شروع کیا کہ حضور
ہویدا ہو فدوی کی ہمشیر ملکہ گلنار سلطان ایران عالی تبار سے منسوب ہے اوسکے بطن سے پروردگار عالم نے مہر درخشان
طلوع کیا ایسا حسین و مہ جبین ہے کہ ایکعالم اوسکے دیکھنے کو آتا ہے درود پڑھتے چلا جاتا ہے اور زیور علوم و فنون کسب و کمال
سے بھی آراستہ و پیراستہ ہے گلزار امید کا نخل نوخاستہ ہے علم و عمل کی حقیقت ذہن کی جودت شاہ ایران نے دیکھکے
چودہ برس کے سن مین بادشاہت سپرد کیا اب موافق رسم جہان گذران بادشاہ ایران رحلت کر گیا وہ متفضل چندا
آجتک عدل و داد و عنایت و امداد سے رعیت کو شاد مملکت کو آباد کر رہا ہے اگر حضور اوسکو فرزندی مین سرافراز فرمائین تو بنائے
اتحادات دیرینہ جدید مستحکم ہو دو سلطنتین ایک ہو جائین ہم شکر عنایت بجا لائین یہ کلمہ سنکے اوسکا رنگ متغیر ہو گیا
کہا ملک صالح مین تجکو صاحب فہم و دانش جانتا تھا افسوس غلط گمان لغو امتحان ہوا ایسا کلمہ بے تامل تو کہ بیٹھا میری سطوت کا
خوف نکیا کوئی حاضر ہے اسکو باہر نکالو سر کاٹ ڈالو ملک صالح گھبرا کے اوٹھا اپنے رفیقونکی پناہ مین آیا یہ ہولناک ماجرا
سنایا ادھر شاہ خاور بصد جاہ و جلال شمشیر شعاعی چمکاتا جبروت دکھاتا ایوان مشرق سے نمودار ہوا ماہ انجم سپاہ
باین چمک و تک میدان سپہر نیلی فام سے فرار ہوا انور سحر کی تجلی جو نظر آئی شہرزاد نے مہر خاموشی لب و دہن پر
لگائی شہریار کے گوش حق نیوش مین اللہ اکبر کی صدا آئی بالین راحت سے گردن اوٹھائی تاسف سے ارشاد کیا پھر
آج دل مشتاق کو منتظر شام رکھا تاجدار دار الحکومت کی عزیمت کی باوجود مشغلہ ملکی و مالی طبیعت متعلق فسانہ رہی آخر زمانہ
نے رنگ بدلا مہر جہانتاب نے ایوان مغرب مین قدم رکھا ماہ با گروہ انجم فلک اطلسی پر نمایان ہوا کارکنان

قضا و قدر نے روز روشن کو تیرگی شب سے بدل دیا شہریار نے دربار برخاست کیا خلوت سرا کا رستہ لیا جب تھوڑی رات باقی رہی شہرزاد نے بادشاہ شہریار کہانی چھیڑدی کہا شاہ سمندال تختگاہ سے اکیلا اوٹھ کے شہ نشین مین آیا تھا کسیکو ہمراہ نہ لایا تھا ملک صالح کے ہمراہیون نے میدان خالی پاکے بادشاہ کو گھیرا حمیت سے مُنہ پھیرا فوراً پا بزنجیر کیا اسیر کیا دو چار جو اٹکے مارے گئے باقی بادشاہ کو مقید دیکھ کے بھاگ نکلے جب اس سے فرصت پائی ملک صالح کے دل مین یہ بات آئی کہ محل مین چلکے ملکہ جواہر کو اپنے قبضے مین لاؤ بھاگنے نہ پائے ایسا نہو کہین نکل جائے وہان یہ خبر سُنکے ملکہ فوراً کچھ خواصون کو اپنے ساتھ لیکے دشوار گذار جنگل مین نکل گئی تھی اور ملک صالح کی ہان سے کسی نے کہدیا تمھارا بیٹا مارا گیا بدر نے بھی سنا و لیسے کہا مہر مادری مشہور ہی جو بیٹے کی الفت ہوتی ہی تو اسے کہان وہ محبت ہوتی ہی خفت کی باعث چپکا اوٹھا ایران کا رستہ لیا راہ سے ناآشنا تھا کبھی آیا نہ گیا تھا بھول کے اوس دشت مین آیا جہان جواہر پنہان تھی ایک درخت سایہ دار دیکھ کے دم لینے کو ٹھہرا آواز کسیکی کان مین آئی اودھر جو گیا اوس خونخوار سے دو چار ہوا بنظر اول سمجھا کہ یہ وہی مہ پارہ ہی پوچھا تم کون ہو کہانسے آئی ہو ظاہرا فلک ستائی ہو اوسنے کہا مین بادشاہ سمندال کی بیٹی ہون ملکہ جواہر نام ہی درپے عداوت فلک کج خرام ہی ملک صالح نے میرے باپ کو قید کیا مین یہ سنکے محل سے بھاگ نکلی بدر سادہ لوح دوسرے نادیدہ محبت مین گرفتار تھا اب سامنا ہوگیا یہ صاف صاف بر سر اظہار ہوا کہ بدر میرا نام ہی ملک صالح میرا ماموں ہی تمھارے باپ سے میری شادی کا پیام دیا تھا اوسنے ناحق قتل کا حکم کیا مرتا کیا نکرتا اپنی جان بچانے کو قید کر لیا جسوقت شادی کرنے پر راضی ہوجائیگا اوسیدم رہائی پائیگا تم گھبراؤ نہین اور کچھ خیال لاؤ نہین مین فرمانبردار ہون جو کہوگی بجالاؤنگا ماموں کو سمجھاؤنگا ملکہ جواہر بدر کی صورت دیکھ کے دیوانہ وار بیقرار ہوئی مگر بانی فساد وہ بدنہاد جو ہمیشہ درپے آزار ہوئی اوس سن مین بد بلا تھی فن سحر مین یکتا تھی کہا میرا باپ اگر تمھاری صورت دیکھتا پیار کرتا کبھی نہ انکار کرتا یہ کہکے اختلاط کی راہ سے ہاتھ بڑھایا یہ نعمت غیر مترقب سمجھ کے پاس آیا اوسنے افسون دم کر کے کہا اہ بدبخت لال پیٹھ کی چڑیا بنجا بدر بیچارہ سحر کے اثر سے جانور ہوگیا پھر اوسنے خواص سے کہا وہ جو دشت سراسر ویرانہ بے آب و دانہ غولون کا مسکن بوم کا آشیانہ ہی وہان اسکو چھوڑ آ جب کچھ میسر آئیگا سر پٹک کے مرجائیگا خواص لیچلی راہ مین اسکی صورت دلفریب چہرہ کی زینت و زیب یاد آئی سوچی کہ ایسا جوان رعنا نہ قصور نہ کوئی خطا بھوکا پیاسا وہان جان دیگا تیرے ہاتھ کیا آئیگا خون ناحق تیری

گردن پر ہوگا روز جزا کون بچائیگا ایک جزیرہ سرسبز آباد گلزار جہانکی نعمت مہیا لطیف ہوا سب کچھ موجود تھا وہان چھوڑ دیا
ادھر ملک صالح نے ملکہ جواہر کو جو محل مین نہ پایا اپنے جوانونکی قید مین بادشاہ سمندال کو پکڑ کر کے مان کے پاس آیا
بدر کو جو پوچھا پتا نہ پایا آہ کہا افسوس جسکے واسطے یہ سب بکھیڑا کیا وہ اس طرح چھٹا ملکہ گلنار کو منہ کیا دکھاؤنگا وہ بدر
کیونکر جاؤنگا ناچار سلطنت مان کو سونپ کے پھر سمندال کیطرف چلا اوسدن ملکہ گلنار بیٹے کے فراق مین بیقرار
مان کے پاس آئی بدر کی کیفیت بادشاہ سمندال کی حقیقت سنکے بہت گھبرائی مان نے سمجھایا اندیشہ دل سے
دور کرو سلطنت کے انتظام مین مشغول رہو بدر جلد آتا ہے تمہارا گھر روشن ہوا جاتا ہے بہرکیف رخصت کیا ایران بھیجدیا
یہان بدر پر یہ گذری او جزیرے مین بہت سی چڑیان جانور تھے سبکے ساتھ دانکو کچھ کھا پیکے راتکو درخت کی
کسی شاخ پر بیٹھ رہتا اتفاقات زمانہ ایک چڑیمار ادھر آنکلا نئی صورت کی چڑیا جو دیکھی سونیکی سمجھکے جال بچھایا یہ بیچارہ
دام و دانے سے کیا آگاہ تھا گرفتار بلائے ناگاہ تھا اون جانورونکے ساتھ جال مین پھنسا چڑیمار بہت ہنسا پنجرے
مین بند کیا اور یہ سوچا بادشاہ کو اگر نذر دونگا تمام عمر کی حاجت دور ہوجائیگی ضرورت نزدیک نہ آئیگی
یہ سمجھکے بادشاہ کے سامنے لایا اس حسن و صورت کا جانور کبھی دیکھا نہ تھا پچاس اشرفیان عنایت کرکے کارپردازون
کو حکم دیا آپ ہم جواہر نگار پنجرا اسکا بنوا کے آئے یہ چڑیا اوسمین آرام پائے جب انکو قفس کی قید نصیب ہوئی جنگل کا اوڑنا
یاد آیا اور نہ کچھ پیا نہ کھایا افسردہ خاطر بیٹھ رہا بادشاہ کو یہ جو معلوم ہوا دسترخوان پر پنجرا منگایا اپنے ہاتھ سے
روٹی دینے لگا بدر نے کہ مدت کے بعد روٹی جو نظر آئی بادشاہ کے ہاتھ سے پیٹ بھر کے کھائی یکایک بادشاہ کی
بیٹی دسترخوان پر جو آئی نئی صورت کا جانور تھا بغور دیکھکے کھلکھلائی بادشاہ حیران ہوا بے محل ہنسنے کا سبب پوچھا
وہ بولی پیر و مرشد یہ جانور جسکو حضور عنقا سمجھے ہین بے بال و پر ہے خلقت بشر ہے سخت مجبور ہے مسحور ہے نام اسکا بدر تھا
باپ اسکا سلطان ایران عالیقدر تھا مان اسکی ملکہ گلنار ہے دریائی شاہزادیون مین نامدار ہے پھر سب قصہ ملک صالح کا
سمندال مین جانا بادشاہ کی بیٹی ملکہ جواہر سے بیاہ ٹھہرانا کشت و خون کے بعد بادشاہ سمندال کا قید ہونا جواہر کا
بھاگنا بدر کا راہ مین ملجانا اوسکا سحر سے جانور بنانا مفصل کہہ سنایا بادشاہ کو عجب آیا بہت کاہش ہوئی انسان
ہونیکی خواہش ہوئی بیٹی سے پوچھا یہ آدمی بھی ہوسکتا ہے وہ بولی آپ اسکو لیکے دوسرے مکان مین قدم رنجہ
فرمائین خدا چاہے تو یہ اپنی صورت اصلی پائے حضور کو سب تماشا نظر آئے بادشاہ پنجرا اپنے ہاتھ مین لیکے دوسرے

کمرے مین گیا یہ کچھ پڑھنے لگی وہ مجسم ہوا سحر کے ابر سے بدر نکلا مکان روشن ہوگیا بادشاہ نے گلے سے لگایا پہلو مین بٹھایا باہم خاصہ نوشجان فرمایا بعد سرگذشت جو پوچھی شہزادی کے بیان کے مطابق نکلی بہت افسوس کرکے کہا گذشتہ را صلوات اب کیا ارادہ ہے جو میرے امکان مین ہے او سمین قصور نہو گا اب کوئی فتور نہو گا بدر نے عرض کیا حضور کا احسان یہ چاہتا ہے کہ تمام عمر خدمت عالی مین حاضر رہون زیر قدم جان دون مجبور ہون والدہ صاحبہ کا حال میری فرقت سے دگرگون ہوگا نجاؤنگا تو ناحق خون ہوگا وہان جاکے والدہ کو صورت دکھا کے پھر آؤن گا جو ارشاد ہوگا بجا لاؤن گا بادشاہ نے فرمایا بہت اچھا ہمکو پھر کیفیت تمھاری خوشی منظور ہے جو یاد رکھوگے تو ایران کتنی دور ہے یہ کہکے وزیر کو جہاز کی تیاری کا حکم دیا خود سفر کا سامان درست کرکے عزت و توقیر سے رخصت کیا دو چار جوان کچھ پیر جو اوسکے مشیر تھے دل بہلانے کو خدمتگار ہاتھ منہ دھلانے کو جو کہ بہرے کے لوگ جدا جو ضرورت کا اسباب تھا ہمراہ کردیا جہاز کھلا چل نکلا چار پانچ روز باد مراد پائی خوب کیفیت نظر آئی دفعتہ ہوا نے رخ پھیرا مصیبت کا جھونکا آیا آفت مین جہاز کو بلا نے گھیرا ایا تو شاہ راہ پر صرصر سے تیر جاتا تھا لطف دکھاتا تھا اب وطن کی سمت چھوٹ گئی ہوا کا طمانچہ جو لگا مستول کی چوب ٹوٹ گئی جہاز مطلق العنان ہوا اختیار نرہا پہاڑ سے ٹکر کھا کے ٹکڑے ٹکڑے سے ٹکڑا جدا ہوگیا شاہزادہ گردش بخت دیکھ کے حیرت کا مبتلا ہوگیا ہمراہی تو بحر فنا کے غوطہ زن ہوئے بے گور و کفن ہوئے بدر کے ہاتھ تختہ آگیا اوسکے سہارے سے ڈوبتا ترتا کنارے سے دوچار ہوا ڈوبنے کے خوف سے برکنار ہو سجدہ شکر کو سر جھکایا کہ حافظ حقیقی نے بڑی آفت سے بچایا دم لیکے آگے بڑھا چند قدم چلا تھا کہ شہر وسیع قلعہ فلک فرسا نئے انداز کا عجیب ساز و سامان کا نظر پڑا اوسی سمت گرم خبر ہوا دفعتہ کا ئین بیل اونکے ساتھ دوچار گھوڑے ایک طرف سے دوڑ کے آئے بدر کو گھیرا شہر کیجانب سے اسکا منہ پھیرا گو بے زبان تھے مگر اونکے طرز سے ثابت ہوا کہ شہر کے جانے سے منع کرتے ہین یہانکی حقیقت سے آگاہ ہین ہوا خواہی سے سد راہ ہین یہ برگشتہ بخت نہر کا بخط مستقیم بخوف و بیم شہر مین داخل ہوا بازار خوب دکانین خوش اسلوب اسباب سب طرح کا سلیقہ سے چنا گلی کوچہ صاف پاکیزہ لیکن ہو کا عالم ہر طرف سناٹا آدمی کا پتا نہین کوئی ذی حیات پھرتا چلتا نہین حلوائی نانبائی کنجڑے قصائی جسکی دکان نظر آئی بھری بھرائی پائی مگر انسان حیوان کی صورت نظر نہ آئی سخت حیران ہوا اپنے آنے سے پشیمان ہوا سمجھا اسیواسطے وہ جانور مجکو روکتے تھے اور آگے بڑھا میوہ فروش کی دکان پر ایک مسن رسیدہ گرم و سرد زمانہ دیدہ بیٹھا ہوا سوے

جار ہا تھا اوس نے بدر کا روی تابان وضع شاہانہ چہرہ درخشان جو دیکھا اوٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کیا پھر یہ کلام کیا آپ کون ہین کہانسے اس کمبخت شہر مین آئے ہین چہرہ پر پریشانی ہویدا ہے بے سروسامانی ہو بدر نے کہا غریب و بے یار ہون بیکس ہون یار نہ غمخوار مصیبت مین گرفتار ہون اوس نے کہا کلبۂ احزان مین آئیے سر راہ آپکا ٹھہرنا مناسب نہین بدر اوسکے مکان مین گیا اوسنے دروازہ بند کیا بھوکا پیاسا سمجھ کے پہلے کھانا کھلایا آب سرد پلایا پھر یہ سنایا کہ یہ جو بستی سنسان ہے شہر نام اسکا شہر جادو ہے یہانکی فرمانروا زن ساحرہ نور کیصورت انتہا کی حسین ہے پری پیکر لعبت چین ہے وہ جو دروازے پر جانور دیکھے ہون سب انسان خوبصورت وضعدار ہین اوسی کے سحر مین گرفتار ذلیل و خوار ہین نہ اور کہین جا سکتے ہین نہ اپنا حال کسیکو سنا سکتے ہین مصیبت سے بیزار ہین جو گردش کا مارا گھر سے آوارہ یہان آتا ہے جاسوس دم دیکے اوسکے روبرو لیجاتا ہے کچھ دن مزے اوڑاتا ہے جس روز بگڑ گئی غصہ آیا تو اوسکی صورت بگڑ گئی جانور بنا کے شہر کے باہر نکال دیتی ہے پھر خبر نہین لیتی ہے وہ وحشیونکی صورت مصیبت اوٹھاتے ہین سحر مین گرفتار آگے بڑھنے نہین پاتے ہین تو خوش قسمت تھا کوئی راہ مین نملا میرے پاس سیدھا چلا آیا اب جو میرے کہنے پر عمل کرے گا تو اور کوئی تیرے مقدمے مین نہ دخل کریگا بلا سے محفوظ خوش مخطوظ رہے گا یہانکے چھوٹے بڑے مجکو خوب جانتے ہین جو کہتا ہون مانتے ہین القصہ شاہزادہ اوسکے گھر مین رہنے لگا جو وہانکا باشندہ اسکی صورت اور نوجوانی چہرہ پر دبدبہ سلطانی دیکھتا حیران ہوتا کہ ایسا خوشرو پری پیکر اوس قتال عالم کے دست ظلم سے کیونکر بچا اسکا چرچا مچا جب کوئی اسکا حال پوچھتا پیر مرد اپنا بھتیجا بناتا تھا کہ مین لا ولد ہون اسکو فرزند بنا لیکے پالا ہے اپنا رنج ٹالا ہے مین پیر ہون صبح و شام فقیر ہون اس لیے وطن سے بلایا ہے کہ مٹی خراب نجائے اسباب غیر کے قبضہ مین نہ آئے ایکروز وہ ظالم حاکم شہر خدا کا قہر بڑے تزک و حشمت سے سوار ہوئی اسی راہ سے نکلی غول کے غول غٹ کے غٹ ہمراہ لیکن بدر کیصورت پر سبکی نگاہ جو رسالہ دار یا پلٹن کا سالار پیادہ و سوار دکان کے برابر آیا پیر مرد کے سلام کو سر جھکایا پھر خواصہ اور انکا پرا جاہوا اونکا افسر بھی دور سے جھکا آداب بجالایا اب زنڈیان نازک تن سیم بدن انکی پلٹن نکلی از پا تا فرق دریای جواہر مین غرق نادر نادر عمدہ عمدہ برچھیان ہاتھون کی جھنڈیان بھارے بھندنے تکمی ترچھیان آنکے حلقے مین وہ مہ پارہ ہر طرف گرم نظارہ ناز و انداز سے چارون سمت سب پر آنکھ ڈالتی خوش فعلی سے سیب اوچھالتی اسپ صبا دم ہمسر صرصر جو رشک پری پیکر جواہر نگار پاکھر پٹھون پر الماس کی ہیکل زرق کی جھل بل یوزی دمچی زیر مرد

یاقوت کا نگینہ سے جڑے ہوئے تھے سر پر ایک تاج ہیرے کا کلغی مرصع کام اوسپر دیا ناچتا تھا کھیل جما جما کے پانون دھرتا بل کرکے اوبھرتا رکاب اور راہوار سیماب سان وہ نو مقبرا راس سج دھج سے دکان کے برابر ہو پہنچے وہان بدر کا چہرہ نیر تابان کیطرح چمکا ادھر نگاہ کی اودھر آہ کی تپش چشم اندھیرا چھا گیا سانس بند ہوئی دم گھبرا گیا قدم بڑھانے کا یارا نہوا ٹھہر جانے کے سوا چارا نہوا باگ لی بیر مرد کی خیر و عافیت پوچھی اوس نے اوٹھ کے سلام کیا اسنے بہت احترام کیا پوچھا اے عبداللہ آج دکان پر نئی شکل نظر آئی ہے کہانسے بہم پہنچائی ہے عبداللہ نے جواب دیا میرا بھتیجا ہے اسکے باپنے انتقال کیا ہمنے اپنی تنہائی کا خیال کیا بلالیا وہ تو فریفتہ ہو چکی تھی نقد دل کھو چکی تھی تاب آئی یہ کلمہ زبان پر لائی عبداللہ یہ امانت ہمکو سونپو بہت راحت و آرام پائیگا تمھارا احسان مفت ہو جائیگا اور جو میری جانب سے تمکو گمان ہو تو آگ اور معبود کی قسم مجھسے لو اب مین یہان سے قدم نہ بڑھاؤنگی بے ساتھ لیے نہ جاؤنگی عبداللہ اوس دشمن خدا کے غضب سے ڈرتا تھا کہا خیر اسدم تشریف لیجائیے دم سحر یہ در دولت پر حاضر ہوگا جیسا ہمنے آپکا کہا مانا ہے صادق الاقرار جانا ہے ویسا ہی کام کرنا ضرور ہو نہ جاؤ گی تو بدعہدی مین سود نہو گا بندہ مجبور ہے پچھتاؤ گی یہ سنکے اوسنے گھوڑا بڑھایا رات بھر چین نہ آیا صبحدم پھر دکان پر موجود ہوئی عبداللہ نے اوسکے ہاتھ مین اسکا ہاتھ سونپا اور کہا اتنا شرط ہے یہ میری جان ہے اگر خدانخواستہ اسکو رنج ہو پہنچا تو کچھ اوٹھا نرہے گا سارا زمانہ تمکو برا کہے گا وہ بولی تمھارا خیال بجا ہے کیا مجکو سودا ہے اور گاہ گاہ یہ تمھارے پاس آیا کریگا اپنی حقیقت سنایا کریگا اوس وقت عبداللہ توکل بخدا کر کے چپ ہو رہا بدر کو ساتھ کر دیا اوسنے ایک توڑا اشرفی کا نذر کیا گھوڑا اچھے جھگڑے کا کوتل ساتھ تھا بدر کو سوار کر کے لیچلی راہ مین جس جس نے بدر کو دیکھا بیچین ہو گئے اوس فاحشہ کو برا کہنے لگا کہ آخر کار یہ مرد اسکی بلا مین پھنسائیگی دیکھا چاہیے کونسی صورت بنائیگی اس ماہ پیکر کے حال پر رقت آتی تھی قضا کشان کشان لیے جاتی ہے الغرض بدر کو ساتھ لیے پائین باغ مین آئی وہان سب سحر کا کارخانہ تھا باغ کا بہانا تھا جو مکان تھا بے مثل یکتا تھا بل بوٹے پھول پھل کا دھوکا تھا بدر جو چیز دیکھتا ڈر کے مارے سے تعریف کرتا غرضکہ پھرتے پھرتے کھانے کا وقت آیا خواصون نے دسترخوان بچھایا خاصہ چنا ہر طرح کی نعمت مہیا تھی کہانتک لکھون کہ کیا کیا تھی دونو نے باہم کھانا نوش کیا شراب کی کشتیان آئین دور شروع ہوا گانیوالیان حاضر تھین ساز ملا کے گانیکی دھن مین ناچنے لگین تانین جلانے لگین کلیجے ہلنے لگین جب رات زیادہ گئی اوس نے انگڑائی لی جو جو موجود تھے اپنی اپنی جگہ پر چلی گئی وہ دو نو جواہر نگار مسہری پر لیٹے ضرورت سے فرصت پا کے

آرام کیا اتنا تو تمام کیا ... کی کیفیت دیکھنے خورشید نکل آیا شہزادے نے تقریر سحر پرداز سے خموشی اختیار کی قصہ کی دکان کو
بڑھایا شاہ کج کلاہ دیوان عام کی طرف چلا مجرائیوں کا سلام ہوا جاری احکام ہوا دنیا کا کارخانہ سحر سامری کا نمونہ ہے طلسم کا
رنگ ہے عقل سب کی دنگ ہے کسیکو فکر معاش ہوئی کہیں صبح سے کسی جا پرخاش ہوئی تھی ایک شام نظر آئی تھکے ماندوں نے مشقت سے
فرصت پائی پاسبان خفتہ بیدار ہوئے سوتوں کو جگانے لگے خبردار باش کے نعرے ہر طرف سے آنے لگے کہیں سیندھ لگی
کوئی کسی کا گھر پھاند آ کوئی مال تال لے نکلا کسی کو باندھا شہریار پلنگ پر آیا شہزادہ حاضر ہوئی داستان چھیڑ گئی کہ صبح دم جب وہ
نیند سے چونکی شہزادے کو حمام میں لیگئی کشتیاں پوشاک کی منگائیں عمدہ پوشاک پہنی پینالی چمک کے باہر آئی جا بے خانہ میں
ناشتہ کیا پھر باغ کی کوٹھی میں جلوہ دیا شہزادہ کے دل بہلانے کے لیے سیر و تماشے کا مشغلہ رہا ہنسی قہقہے میں دن تمام ہوا
رات کا جلسہ موجود ہوا نائے و نوش کا ہنگام ہوا ایک چلہ ہنسی خوشی میں گذرا طبیعت اوس فاحشہ کی سیر ہوئی بدلنے کا
وقت آیا تفرقے کا ڈھنگ دکھایا اوسی رات وہ بد ذات دبے پاؤں پلنگ سے اوٹھی بدر چپکا لیٹا جاگتا تھا آہستہ سے
صندوقچہ کھولا زرد رنگ کی مٹی نکالی پھر بزور سحر چشمہ جاری کیا اوس سے پانی لیا تھوڑا امیدہ مٹی میں ملا کے گوندھا
آگ جلائی ٹکیہ پکائی پھر نہ وہ پانی رہا نہ آگ نظر آئی بدر کی جان نکل گئی سمجھا کہ اب خرابی آئی صبح کو جو اوٹھا اوس سے کہا کہ بہ
بدولت وہ لطف اوٹھایا کہ اتنے دنوں چچا کے پاس جانیکا خیال نہ آیا اگر اجازت ہو تو دیکھ آؤں وہ بولی کیا مضایقہ
گھوڑا تیار [illegible] کیے آیا [illegible] ہوا پیر مرد کے پاس پہونچا اوس سے داستان شب بیان کی عبد اللہ نے جواب دیا خدا کو
یاد کرو وہ حافظ حقیقی ہے اوسی سے پناہ مانگو تمکو ضرر نہ ہونے گا اور دو کلیجے بدر کو دیے سمجھایا انکو پاس رکھو جسوقت وہ تمکو
ٹکڑا دے آنکھ بچا کے آستین میں رکھ لینا اسکا ٹکڑا کھانا پھر بات تو ٹال کے آستین سے نکال کے اوسکو کھلانا اور
پانی کا چھینٹا اوسکے منہ پر دیکے جس جانور کا نام لوگے وہ ہو جائیگی تمکو اوسکے ضرر سے نجات ہاتھ آئیگی بدر رخصت
ہوا ملکہ کے روبرو آیا کلیجوں کو دکھایا کہ چچا نے تمکو دیے ہیں وہ بولی مجکو عبد اللہ کا اعتماد ہے وہ نہایت نیک نہاد ہے
میں نے بھی تمہارے جانے کے بعد کلیجے پکائے ہیں اونھیں کھاؤ دیکھو تو میں مزا ہے یا کسکا کلیجہ اچھا ہے ٹکڑا توڑ کے
بدر کو دیا اوس نے چالاکی سے آستین میں رکھ لیا عبد اللہ کا کلیجہ کھانے لگا اوسکی تعریف کی کہ آجتک ایسی روٹی
نہیں کھائی اور وہ ٹکڑا آستین کا سانپ ساحرہ کو دیا وہ بے تکلف کھا گئی اسمیں اوسنے پانی کا چھینٹا بدر کے
منہ پر مارا کہا لنگڑی اور کانی گھوڑی بنجا اوس نے تو کھایا نہ تھا سحر کا اثر کیونکر ہوتا یہ حیران ہوئی بدر نے جستی تمام

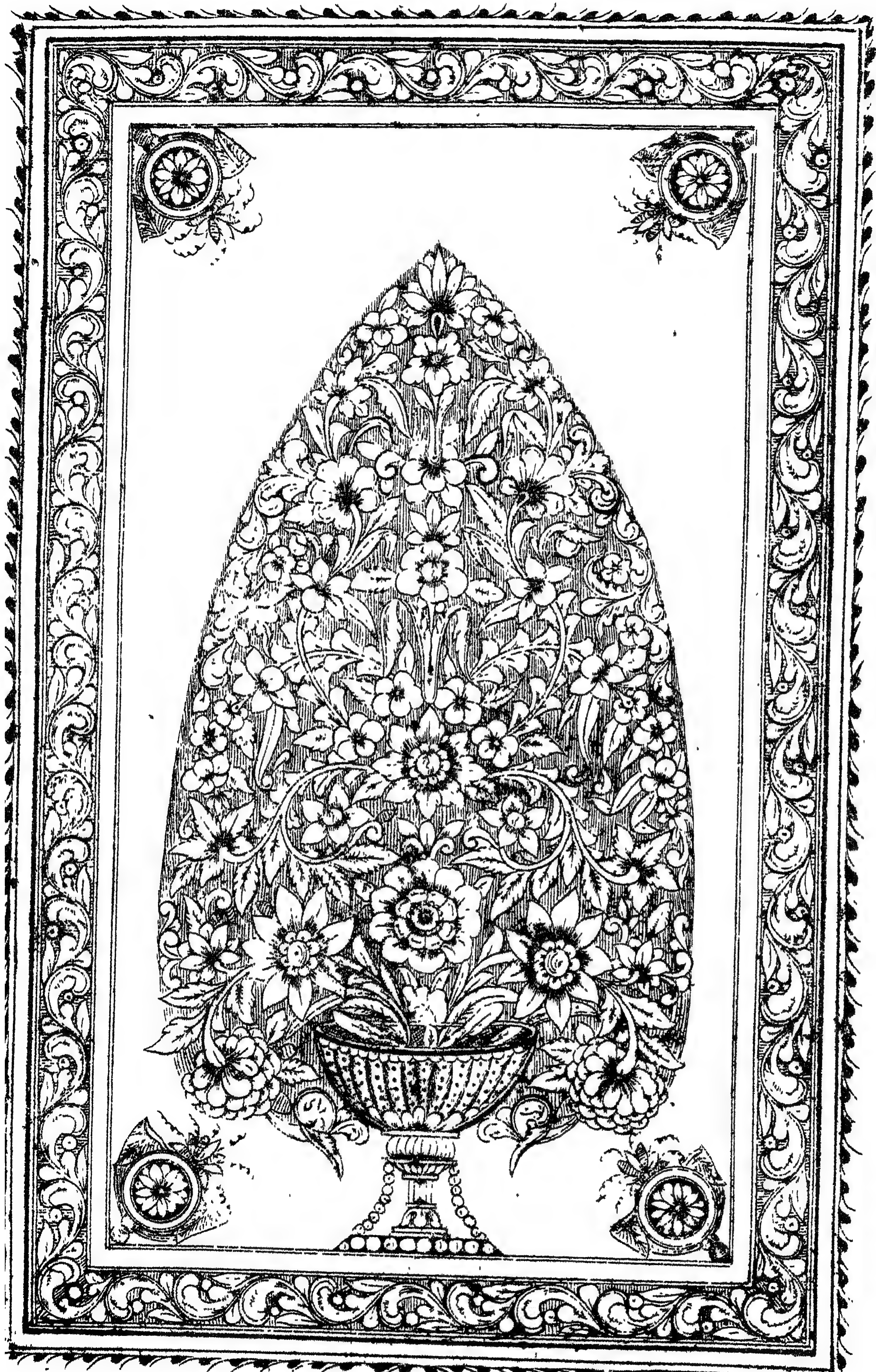
پانی کا جام اوسکے منہ پر پھینک کے کہا اپنی صورت چھوڑ کر ویسی گھوڑی خوبصورت ہوجا فوراً وہ زمین پر گرکے گھوڑی بنگئی شرمندہ ہوکے
اپنے حال و مآل پر تاسف کرنے لگی چاہ کن را چاہ درپیش کی مثل صادق ہوئی بدر اوسکو عبداللہ کے پاس لایا وہ دیکھ کے خوش ہوا
کہا تو اپنے عمل بد کی جزا سے اس مصیبت مین مبتلا ہوئی پھر گھر مین جاکے دہانہ لایا اوسکے منہ مین چڑھایا کہا خبردار اسکے منہ سے
یہ دہانہ نہ نکالنا اب جلد اسپر سوار ہو اس شہر سے فرار ہو بدر اوسی وقت اوسکی پیٹھ پر سوار ہوکے چل نکلا کئی دن کے بعد ایک شہر
بہت آباد نظر آیا روز کی مسافت سے بدر تھک گیا تھا سرا مین دم لینے کو اترا ایک دوپہر سامنے آیا بدر کو بھاتو نہین لگا یا وہ پیر جو ہونی
گھبرا کے یہ سوار ہوا جیسے گھوڑے کو بڑھایا ایک ضعیفہ کوزہ پشت چہرہ کالا سر جیسے روئی کا گالا منہ مین دانت نہ پیٹ مین
آنت شیطان کی منجھلی خالا سامنے آئی گھوڑے سے لپٹ کے زار زار رونے لگی صدقے قربان ہونے لگی بدر نے پوچھا ماجرا کیا ہے کہنے لگی
صاحبزادے تیری عمر خدا دراز کرے میری بیٹی کے پاس اسی صورت کی گھوڑی تھی وہ اوسکو بہت پیار کرتی تھی جان نثار
کرتی تھی کل وہ سقط ہوگئی آجتک سبکو دانہ پانی حرام ہے رونے سے کام ہے جو تم اسکو بیچ ڈالو تو اوسکی جان بچالو بدر نے
کہا مین اسکا مالک نہین غیر کا مال ہے بیچنے کی کسے مجال ہے وہ بولی واری تم کیسے مسلمان ہو بندہ خدا کی جان نہین بچاتے ہو
باتین بناتے ہو بدر بولا قیمت اسکی بہت ہے تو دے نہ سکیگی اوسنے جواب دیا جو کچھ فرماوگے جان بیچکے لاونگی وہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے
وہ جو تڑپ کے مرجائیگی تو ایسی پالی پوسی کہان پاونگی بدر سوچا یہ محتاج ہے وہ مول کہو اسکا جی چھوٹ جاے مایوس ہوکے
پھرے آس ٹوٹ جاے تمھاری راہ کھوٹی نہو ہزار اشرفی قیمت کہو یہ سوچ کے مول سنایا اوسنے کمر مین ہاتھ بڑھایا تھیلی
نکالکے رکھدی بدر گھبرایا کہا نیک بخت بیٹھے ہنسی سے کہا تھا بیچنا منظور نہین وہ نطفہ شیطان بوڑھا بے ایمان قریب آیا
کہا بندہ پرور تم ہزار اشرفی کو بیچ چکے ہو مین گواہ ہون گھوڑے حوالے کرو تھیلی اوٹھالو اس شہر کا معمول ہے جو شخص
چیز بیچکے انکار کرتا ہے حاکم شہر اوسکو بر سر دار کرتا ہے بدر خوف کھا کے اوترا بڑھیا اوسکو نہر پر لیگئی دہانا نکال کے توڑ ڈالا نہلایا
وہ غوطہ لگا کے اصلی صورت پر آگئی وہ زن فرہادکش اسکی ماں تھی پیار کرنے لگی بدر کی جان نکل گئی دفعۃً زمین سے
دیو زبردست پیدا ہوا ایک ہاتھ پر ماں بیٹی کو بٹھایا دوسرا بدر کیطرف بڑھایا سبکو اوٹھا کے بچشم زدن ملکہ کے محل مین
لا بٹھایا بدر سے کہا کیون جی ہمارے سلوک کا بدلا یہی تھا جو تیرے چچا نے کیا دیکھ تو مین کیا مزا چکھاتی ہون یہ کہکے
چلو مین پانی لیا کچھ پڑھکے بدر کے منہ پر مارا کہا او بے حیا الو بنجا بیچارا جب اس ہیئت مین آیا خواص کو بلایا اور پنجرے مین بند
کرکے حوالے کیا تاکید سے کہا پانی دانا نہ پائے بھڑک کے مرجائے وہ بیچاری عبداللہ کی غمخوار و دوستدار تھی اوسیوقت

ملکہ جواہر کا پتہ پاؤ فوراً ہمارے پاس لاؤ چند عرصہ مین وہ دشت و دریا چھان کے موافق فرمان کے ملکہ جواہر کو ڈھونڈھ لائے ملک سمندال نے رو کے گلے لگایا کہا بیٹا شاہزادہ بدر کی مشقت اوٹھانے سے دربدر کی ایذا پانے سے شرم آگئی لہذا اوسکے ساتھ تمکو نامزد کیا اوس نے رہین منت از حد کیا تم بعیش و نشاط راحت و آرام کرو گی سلطنت مین زندگی تمام کرو گی اوس نے سر جھکا کے عرض کیا جو حضرت نے فرمایا بہت بجا ہو لیکن مین شہزادے سے شرمسار ہون گنہگار ہون بدر نے جوابدیا یہ تمہارا گمان بیجا ہو بخدا جو مجکو اصلا اوسکا خیال ہو یا رنج و ملال ہو یہ کہ سنکے ہنسی خوشی وہ سب سمندال کو چلے ملک صالح نے کہا بعد تقرر تاریخ شادی آپکو اطلاع ہو گی نجومی پنڈت طلب ہوئے دیکھ بھال کے نحوست کے ایام ٹال کے نوروز کو برات لیجانا بیاہ لانا ٹھہرا یہ حال سمندال مین لکھ بھیجا دونو طرف تیاری ہونے لگی شاہان بحر و بر اکٹھا ہوئے عجیب غریب سامان مہیا ہوئے اگر شرح کرون دوسری کتاب لاجواب تیار ہو شتر بے مہار کا بار ہو جو شاہ و شہزادے ملکہ لیپ پر عاشق ہو کے مبتلائے سحر ہوئے تھے جانور بنے تھے اوسکے مرتے ہی اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ سب اوائے شکر کو آئے جشن شادی مین شریک ہو کے لطف اوٹھائے القصہ بساعت مقرر بدر بادہ پیکر دولھا بنکر سوار ہوا بادشاہان بحر و بر کو مع فوج و لشکر ساتھ لیا منزل بمنزل کوچ و مقام کرتا چلا جہان مقام ہوتا لشکر کو سون کے گرد مین اترتا ایک کو دوسرے کا پتہ نملتا اسی عظم و شان سے دلھن کے گھر پہونچے دھوم دھام سے عقد ہوا دونو مشتاق باہم ہوئے دور مفارقت کے غم ہوئے جب ان امورات سے فرصت پائی اپنے اپنے وطن کی یاد آئی دریا کے ساکن بادشاہ سمنداں و ملک صالح کے ہمراہ دریا مین در آئے ملکہ گلنار بدر اور ملکہ جواہر کو لیکے ایران چلے اور سب شاہ و شہریار اپنے اپنے گھر آئے جسطرح خدا نے اونکے دن پھیرے اسی طرح پڑھنے و سننے والونکی امید ملے رات باقی تھی دنیا زاد بیقرار ہو کے بولی کچھ تو اور کہو کہ نمایان روے سحر ہو شہزادی نے کہا اگر شہریار عالی مقدار نے جان بخشی کی تو کل وہ داستان سناؤنگی کہ دل پھڑک جائیگا قصہ پارینہ نظری ہو گا سننے والون کو مزا آئیگا شہریار تو شیرین بیانی پر مفتون ہو چکا تھا بے ساختہ ارشاد کیا تو تو سحر بیان ہو آج پھر قتل سے امان ہو +

خاتمۃ الطبع شکر صد شکر کہ جلد ثانی کتاب لاجواب فصاحت و بلاغت انتساب سوم بہ شبستان سرور الف لیلہ مشہور تالیف دبیر شیرین تقریر فصیح اللسان سحبان زمان بلاغت معمور جناب میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور مغفور حلیۂ طبع سے آراستہ ہوئی +

ملکہ جواہر کا پتہ پاو فوراً ہمارے پاس لاؤ چند عرصہ مین وہ دشت و دریا چھان کے موافق فرمان کے ملکہ جواہر کو
ڈھونڈھ لائے ملک سمندال نے رو کے گلے لگایا کہا بیٹا شاہزادۂ بدر کی مشقت اوٹھانے سے دربدر کی ایذا پانے سے
شرم آگئی لہذا اوسکے ساتھ تمکو نامزد کیا اوس نے رہین منت ازحد کیا تم بعیش و نشاط راحت و آرام کرو گی سلطنت مین
زندگی تمام کرو گی اوس نے سر جھکا کے عرض کیا جو حضرت نے فرمایا بہت بجا ہی لیکن مین شہزادے سے شرمسار ہون
گنہگار ہون بدر نے جواب دیا یہ تمہارا گمان بیجا ہی بخدا جو تمکو اصلا اوسکا خیال ہو یا رنج و ملال ہو یہ کہہ سنکے ہنسی خوشی
وہ سب سمندال کو چلے ملک صالح نے کہا بعد تقرر تاریخ شادی آپکو اطلاع ہو گی نجومی پنڈت طلب ہوے دیکھ بھال کے
کے نحوست کے ایام ٹال کے نوروز کو برات لیجانا بیاہ لانا ٹھہرا یہ حال سمندال مین لکھ بھیجا دونو طرف تیاری ہونے
لگی شاہان بحر و بر اکٹھا ہوے عجیب غریب سامان مہیا ہوے اگر شرح کرون دوسری کتاب لاجواب تیار ہو
شہر بے مہار کا بار ہو جو شاہ و شہزادے ملکہ لیب پر عاشق ہو کے مبتلاے سحر ہوے تھے جانور بنے تھے
اوسکے مرتے ہی اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ سب اوا سے شکر کو آئے جشن شادی مین شریک ہوکے لطف اوٹھائے
القصہ بساعت مقرر بدر بادشاہ پیکر دولھا بنکر سوار ہوا اور شاہان بحر و بر کو مع فوج و لشکر ساتھ لیا منزل بمنزل کوچ
و مقام کرتا چلا جہان مقام ہوتا لشکر کوسون کے گرد مین اترتا ایک کو دوسرے کا پتہ نملتا اسی عظم و شان سے دولھن کے گھر پہنچے
دھوم دھام سے عقد ہوا دونو مشتاق باہم ہوے دور مفارقت کے غم ہوے جب ان امورات سے فرصت پائی اپنے اپنے وطن
کی یاد آئی دریا کے ساکن بادشاہ سمندال و ملک صالح کے ہمراہ دریا مین در آئے ملکہ گلنار بدر اور ملکہ جواہر کو لیکے ایران
چلے اور سب شاہ و شہریار اپنے اپنے گھر آئے جسطرح خدا نے اونکے دن پھیرے اسی طرح پڑھنے و سننے والونکی امید ملے رات باقی تھی
دنیازاد بیقرار ہو کے بولی کچھ تو اور کہو کہ نمایان روے سحر ہو شہرزاد نے کہا اگر شہریار عالی مقدار نے
جان بخشی کی تو کل وہ داستان سناؤنگی کہ دل پھڑک جائیگا قصہ پارینہ نظری ہو گا سننے والون کو مزا آئیگا
شہریار تو شیرین بیانی پر مفتون ہو چکا تھا بے ساختہ ارشاد کیا تو تو سحر بیان ہی آج پھر قتل سے امان ہی ٭

خاتمۃ الطبع شکر صد شکر کہ جلد ثانی کتاب لاجواب فصاحت و بلاغت انتساب مسمٰی بہ شبستان سرور الف لیلہ مشہور
تالیف دلبر شیرین تقریر فصیح اللسان سحبان زمان بلاغت معمور جناب میرزا رجب علی بیگ صاحب
سرور مغفور حلیۂ طبع سے آراستہ ہوئی ٭



بتوفیق خدای سخن آفرین جلا بخش مضامین رنگین

مجموعہ نکات غریبہ و غیرہ حکایات عجیبہ موجب جمعیت عاشقان پریشان دل و باعث شگفتگی غنچہ دہنان چمن شمائل رشک ترانہ بلبل ہزار داستان غیرت بہار ریاض رضوان موسوم

شبستان سرور

ترجمہ

الف لیلہ مشہور

مسجع و مقفی اسعد زبان تالیف ناظم و ناثر عدیم النظیر اعجاز بیان نکتہ سنج لطیفہ پرداز سخن گوی حالی طراز فصاحت بلاغت معمور جناب میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور مغفور

در مطبع نجم العلوم کارنامہ باہتمام محمد یعقوب طبع شد

الف لیلہ جلد سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ غانم سوداگر دمشق و فتنہ محبوبہ بادشاہ بغداد کا

شہزادی عرض پیرا ہوئی کہ شہریار کی عمر و دولت دراز ہو در عیش و طرب باز ہو زمانہ سابق مین ایوب نام سوداگر ساکن شہر دمشق مال دنیا سے مالامال تھا دولت لازوال سے مستغنی وہ نیک خصال تھا اور حاصل زندگانی ایک بیٹا دوسری بیٹی تھی پروردگار نے دونو کو حسین مہر سیما ماہ جبین بنایا تھا خلق خدا کو دیدہ و نادیدہ دونو نے اپنا فریفتہ بروئے زمین بنا لیا تھا لڑکے کا نام پہلے غانم تمام عالم مین تھا پھر بندہ عشق مشہور ہوا اور بیٹی کو القلب لوگ کہتے تھے انکے حسن و صورت کا چرچا دور دور ہوا بعد چندے سوداگر نے متاع جان ملک الموت کو سونپی اپنی بقا سے ہوا باقی ماندونکو اوسکے مرنے کا بہت رنج و الم ہوا جب دنیا سے وہ منہ موڑا تھا مال و اسباب سے بہت کچھ چھوڑا تھا از انجملہ سو گٹھریاں مسقط و کمخواب گلبدن بیش بہا کی بندھی ہوئی رکھیں تھین بخط جلی اوسپر برائے بغداد لکھا تھا وہ مال وارث ہوا تھا اور اوس زمانے مین حاکم شہر دمشق محمد زبیبی خلیفہ ہارون رشید کا برادر عم زاد عالی وقار تھا مشہور حرم دل عدالت شعار تھا ایک روز غانم نے اپنی مان سے پوچھا ان بقچون پر برائے بغداد لکھا ہے مطلب اسکا کیا ہے اوس نے کہا تمہارا باپ جو اسباب جس ملک کے قابل دیکھتا تھا اوسپر وہان کا نام رقم کرتا تھا اندنون بغداد کا عازم تھا اجل نے فرصت نہ دی ہر ایک گٹھری جو بندھی ہے یہ کہکے شوہر کو یاد کر کے رونے لگی گوہر اشک تار مژہ مین پرونے لگی اوسوقت غانم چپ ہو رہا کچھ نہ کہا دو ایک دن مان کے مزاج کو دیکھ بھال کے مان سے کہنے لگا تاسف کی جا ہے یہ اسباب اگر نہ بغداد جائیگا تو برباد جائیگا اجازت ہو تو مین اسکو لیجاؤن بیچ آؤن اوسکی مان اسکو بہت پیار کرتی تھی ہر دم دل و جان [illegible] کرتی تھی غم مفارقت کی تاب نہ لائی نصیحت کی راہ سے یہ بات فرمائی کہ اس سفر کا متحمل تمہارا سن نہین مسافت بعید طے کرنے کے دن نہین ابھی تمہارے

باپ کا الم تازہ ہی اوسپر بھاری جدائی ستم بے اندازہ ہی مین اس رنج کی متحمل ہونگی اس قلق مین جان دونگی یہ عزم ہجا دل سے
نکالو تھوڑے فائدے کو بہت سمجھو تاجران دمشق کے ہاتھہ اسکو بیچڈالو واسنے ہرچند اپنا سر دھنا مگر غانم نے سفر کے شوق مین
کچھہ سنا چند غلام حبشی مول لیے سواونٹ بار برداری کیواسطے سفر کی تیاری کیواسطے کرایہ کیے اور سوداگر بھی جو بغداد جانیوالے
تھے شریک ہوے بڑا قافلہ ہمراہ ہوا یہ روبراہ ہوا القصہ راہ کی سیر دیکھتے کوچ مقام کرتے مع الخیر بغداد مین پہونچے کاروانسرا
مین اوترے اوس رات تو غانم نے باہم بود و باش کی مع سحر مکان کی تلاش کی الغرض ایک مکان عمدہ قطعدار باغ مین پاغ روپیہ
کرایہ لیکے کچھہ دنون رنج سفر سے راحت لی جب کسل راہ دور ہوئی خرید فروخت منظور ہوئی کپڑے بدل کے مکان سے نکلا جہان
تاجرونکی نشست ہوتی تھی اوسمین جاکے عمدہ تھانونکے نمونے دکھا کے بیٹھا غریب الوطن سمجھہ سب انسانیت سے پیش
آئے تو قیر کی آپس مین کی تقریر کی بجا دکھا کے غانم نے بڑے نفع پر مال بیچا گھاتے مین اپنے صرف کیواسطے
کچھہ رکھہ لیا ایک روز بطریق سیر بازار مین جو گیا دکانین بند سناٹا دیکھا سبب اسکا پوچھا کسی نے کہا ایک سوداگر بہت
ذی قدر سرہی فانی سے کوچ کر گیا ہی جہان سے گذر گیا ہی اوسکے دفن کرنے کو سب سوداگر سامنے جاتے ہین یہ بھی شرکت کو
ثواب سمجھہ کے جنازے کے پیچھے چلا جامع مسجد مین نماز پڑھہ کے جنازہ بدوش سب خاموش پھر چلے غلام جو ہمراہ تھا
اوسکو مکان پر بھیجا خود اون سبکا شریک ہوا سابق یہ رسم تھی کہ گورستان شہر سے کچھہ دور بناتے تھے میت وہان
لیجاتے تھے اسنے وہان پہونچکے دیکھا کہ گنبد تحفہ اور قبر پختہ پہلے سے تیار ہو چکی تھی اوسمین دفن کر دیا اسکے بعد وارثان
میت اور ہمراہی گرد قبر کے بیٹھہ کے فاتحہ خوانی کرنے لگے بعضے اشک فشانی کرنے لگے پھر حاضری کی جو رسم تھی
وہ ادا ہوئی وہان کچھہ خیمے نصب تھے معلوم ہوا شہر جو دور ہی آجکی شب خیمونمین قیام منظور ہی دم سحر فاتحہ خیر پڑھین گے
اپنے اپنے گھر کی راہ لین گے غانم دلمین سوچا اگر شبکو یہان مقیم ہوگا تو صبحکو رنج عظیم ہوگا مکان اکیلا ہی اگر چور
آئے تو لٹا یا غلام میدان خالی پاکے جمع پونجی لیکے چل نکلے تو سب کچھہ چھٹا یہا نسے چلنا ضرور ہی گو مکان دور ہی
اس قصد مین بقدر ضرورت کچھہ کھا کے لوگونکی آنکھہ بچا کے چل نکلا یہ شل مشہور ہی جلدی اور اضطراب کا کام خرابی تا آخر
ندامت ہوتی ہی حجاب ہوتا ہی ایک تو راہ سے ناآشنا دوسرے اندھیرا گھبرا گھبرا جلد قدم اوٹھاتا تھا جدھر منہ
اوٹھا چلا جاتا تھا آخر راہ بھول گیا پھرتے پھرتے نصف شب جب گذری شہر کے دروازے پر آیا اوسکو بند
پایا زیادہ گھبرایا مجبور سوچا کوئی ایسی جگہہ ہاتھہ آئے کہ یہ باقیماندہ رات کٹ جائے قریب ایک اور گورستان تھا اوسمین جاکے

جگہ صاف دیکھ کے بیٹھا تنہائی کے خوف سے نیند کو بھی پاس نہ آنے دیا ہر طرف ٹہلنے لگا اسمین کچھ دل ہلنے لگا
یکایک روشنی نمود ہوئی معلوم ہوا کہ اسی طرف آتی ہے اسکو دہشت ہوئی زیادہ وحشت ہوئی ایک ناریل کا درخت بلند تھا
اوسپر چڑھ گیا پتون مین چھپ کے بیٹھا دیکھا ایک کے ہاتھ مین لالٹین دو کے کندھون پر صندوق ہے تینون شخص ہین لباس
غلامونکا پہنے اور کوئی بائین دہنے قبرستان مین صندوق کو رکھ دیا ایک بولا ہماری صلاح یہ ہے کہ اسکو یونہین چھوڑ کے
شہر کو پھر چلو دوسرے نے کہا مناسب نہین ہماری بی بی نے اسکے دفن کی تاکید کی ہے تیسرا بولا کہ سچ کہتا ہے پھر اونھون نے
گڑھا کھودا صندوق کو اوسمین رکھ کے اپنا راستہ لیا جب وہ نظر سے غائب ہوے غانم درخت سے اترا سمجھا کچھ مال و
اسباب یہان گاڑ گئے ہین دیکھا چاہیے مٹی تو نرم تھی سرکا کے صندوق کو باہر نکالا قفل لگا تھا اوسکو توڑ ڈالا پٹ جو اوٹھایا
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا ادھر صندوق مشرق سے چراغ سحر کی روشنی کا جلوہ ظاہر ہوا شہرزاد کو تو اوسی کی
لو لگی تھی شمع گویائی کو خاموش کیا شہریار کلفت ہو کے اوٹھا کہا کہ کہان صندوق کھلا اسباب کا حال نہ کھلا اوس نے
عرض کی متاع گران بہا چشم غیر سے چھپاتے ہین دن کو باہر نہین لاتے ہین خدا آپکو سلامت رکھے بچشم بد دن پھر رات
ہے لطف قصص و حکایات ہے وہان دلالہ شب نے جب دیکھا کہ کوئی خبر لینے نہ آیا تو رحم کھا کے بیکسونکی گور پر چراغ ماہ جلایا
شہریار فوراً محلسرا مین داخل ہوا شہرزاد کا مطلب حاصل ہوا بادشہ کیطرف متوجہ ہو کے بولی کہ سنا یہ سانحہ تھا یعنی ایک
سمن بر سہی بالا سرو قامت آفت کا پرکالا لباس بے تکلف از سرتا پا دریائی جواہر مین غوطہ زن پوشاک نفیس بجائے
کفن پہنے خواب غفلت مین آنکھین بند چہرہ چمکتا جسم مہکتا زلف کمند کیطرح لپٹی ہے لب لعلین پر مسی کی دھڑی جمی
ہے چہرہ روشن کا جلوہ فریفتہ ہونے کا بہانہ ہو گیا صورت دیکھتے ہی عقل جاتی رہی دیوانہ ہو گیا سمجھا گو اسیر یہ خرابی اوٹھائی
ہے مگر از سلسلہ شاہی ہے ایک جگہ ہموار دیکھ کے اوسکو جھاڑ کے صاف کیا پھر صندوق سے اوس جواہر بے بہا کو
نکال کے زمین بے فرش پر لٹا دیا ہوا جو لگی اوس نے کروٹ لی آنکھ کھولی اور آہستہ سے کہا او شام سفر نور النسا
تم سب کیسے بیخبر ہو مین چلاتی ہون کسیکو پاس نہین پاتی ہون یہ کلمہ اور امارت کا گواہ ہوا غانم قتیل بیگناہ ہوا جب
اوس نے جواب نہ پایا ہر طرف دیکھنے لگی گورستان نظر آیا باواز بلند کہا الٰہی عقل حیران ہے قیامت کیا قریب
آئی کیسا یہ سامان ہے اوسوقت ڈرتا لرزتا غانم روبرو آیا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ بندہ پرور اس غریب الوطن کو زیست
آپکی گھیر کے لائی ہے مین اجنبی ہون عالم تنہائی ہے اوس نے کہا پہلے تو یہ بتا کہ مین یہان کیونکر آئی کون لایا

زندہ کو مردہ بنایا گورستان کی صورت دکھائی غانم نے حبشیون کا لانا دفن کرجانا اپنا پھر کھود کر نکالنا جب سنا باقی
سنایا اوس نے کہا الحمد للہ پروردگار کو میرا جلانا منظور تھا جو تجھ سے یہ کام ہوا میرے جینے کا سر انجام ہوا یہ شعر کسی تجربہ کار
کا ہے شعر اگر تیغ ظالم بجنبد ز جا * نہ بُرّد رگے تا نخواہد خدا * دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست * آغاز
نیک ہوا انجام بھی خوب ہوگا تو بہرہ مند بہر اسلوب ہوگا شعر کشتگان خنجر تسلیم را * ہر زمان از غیب جان تازہ است
رات تھوڑی کہانی بڑی ہے یہ فکر پڑی کہ دوسرا اس راز سے اگر ماہر ہوگا فساد عظیم ہوگا میرے ساتھ تیرا بھی حال
سقیم ہوگا غانم نے کہا اگر سر سرکار کے کام آئیگا تو جان نثار نہ سرکائیگا جو کچھ ارشاد ہوگا با دل شاد بجا لائیگا پری جمال نے
کہا تو جلد شہر مین جا صبح قریب ہے کوئی باربرداری لا مجکو پھر اس صندوق مین بند کرکے اپنے مکان مین لیجا
اگر صحیح سالم تیرے گھر تک پہونچی تو اپنی سرگذشت مفصل سناؤنگی حسب نسب پتہ اپنا سب بتاؤنگی غانم صندوق
مین اوسکو بند کرکے شہر کیطرف چلا نور کا تڑکا ہوا دروازہ کھلا یہ ایک خچر کرایہ کرکے اوسے لایا یہ فقرہ اوسکو سنایا
مین سوداگر ہون اسباب لیکے یہان آیا تھا رات ہوگئی دروازہ شہر پناہ کا بند پایا مجبور شب کو اس قبرستان مین اوترا
بیگاری جسکے خاطر یہ بار لایا تھا اوس نے کور نمکی کی عین وقت پر دغا دی رات کی سیاہی مین وہ واہی بلا اطلاع میرے
فرار ہوا مین ناچار ہوا آخر تجکو ڈھونڈھ لایا یہ کہکے صندوق اوسپر رکھ شہر کو چلا اتفاقات زمانہ کسی نے نہ ٹوکا نہ اسباب
روکا بے تکلف گھر پہونچا غلامونکو بلا کے صندوق اوتار کے اندر لیگیا وہ کمرہ جو بہت سجا تھا اوسمین کہا غلامون کو
ہٹا کے صندوق کھولا اوس ماہرو کو باہر نکالا پوچھا اسوقت مزاج مبارک کیسا ہے اوسنے کہا شکر خدا ہے جسنے بے تردد
یہانتک پہونچایا زندون مین شمار ہوا خنجر ہلاکت سے بیڑا پار ہوا پھر ہاتھ منہ دھلا کے دستارخوان چنا تحفہ تحفہ
غذا کچھ بازار کی کچھ جو گھر مین تیار تھی روبرو رکھی اسنے برقع جو اوٹھایا چہرۂ تابان کی چمک سے غانم کی آنکھین چکاچوند کرنے
لگین دونون نے باہم کچھ نوش کیا بعد دو چار گیلاس شراب ناب کے پیے غم دین و دنیا سرور مین فراموش کیا
غانم نے اوسوقت حال پوچھا اوس نے بیان کیا کہ نام مجھ آفت زدی کا فتنہ ہے خلیفہ ہارون رشید کی محبوبہ جان
جاتی ہے یہ آفت دیدہ اوسکی معشوقہ کہاتی ہے بغداد مین لڑکے سے بوڑھا میرا حال جانتا ہے کوئی مرد و زن بھی مجکو پہچانتا ہے بہت کمسن
خلیفہ کی خدمت مین آئی جو ضرورتین معشوقون کو ہوتی ہین سبکی تعلیم اونکی بدولت پائی میرے فہم کی رسائی پر طبیعت
کی زور آزمائی پر خلیفہ نے بہت عزت و توقیر کی دنیا کی دولت سے مالا مال کیا نہایت مرفہ حال کیا لونڈیان

سیمبر غلام نہ مین مگر خواجہ سرا بہتر سے بہتر و نزاکت دست بستہ حاضر رہتے تھے خلیفہ کی جان مجکو سب کہتے تھے شہزادیون
کے انداز پر اوقات تھی خلیفہ کی منظور نظر تھی یہانتک کہ زبیدہ خاتون جو خلیفہ کی بی بی مشہور ہر سب طرح کی عنایت اطاعت
شہریار کو منظور ہر اوسی نیکبخت کا دل و جگر آتش رشک مین شب و روز جلتا تھا کوئی ترکیب میرے بگاڑنے کی بن آتی تھی
بن جلتا تھا سوتیا ڈاہ مشہور ہر دانا اور نادان مجبور ہر اندنون میری تقدیر جاگتے جاگتے سو گئی اوسکی تدبیر سے میری
خرابی ہو گئی میری ایک لونڈی بڑی طرار ہوشیار تھی بطمع زر وہ کمبخت مجھہ سے پھر گئی مین بلا مین گھر گئی خلیفہ کو
ورینا کسی سرکش کی گوشمالی منظور ہوئی مع فوج جرار اور چند سپہ سالار آزمودہ کار ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکے اوسطرف
روانہ ہوا اوسکا جانا مجھپر خرابی کا آنا یہی بہانہ ہوا اوسی لونڈی نے سر شام کوئی شے ایسی مجکو پلائی کہ مین بیخود ہو گئی ہوش
نہ آئی زبیدہ نے صندوق مین مجکو بند کرکے زندہ درگور کیا مین تو آپ مین نہ تھی غل کیا نہ شور کیا پروردگار نے تجکو
بھیجا تیری بدولت میری جان بچی اگر فضل الٰہی ہر تقدیر آزمائی ہر جو خلیفہ تک زندہ جاؤنگی تیرے بچانے کی
کیفیت سناؤنگی یقین کامل ہر وہ تجکو مالا مال کردیگا جو تیرا مطلب ہوگا بے سوال کردیگا کہانے سے فرصت پاچکے
تھے دونو باہم کہا چکے تھے غانم نے کہا دو گھڑی تم آرام کرو مین بازار جاتا ہون جلد پھر آتا ہون یہ کہکے اوٹھا بازار مین
جاکے عمدہ تھان جابرانی اور زربفت و کمخواب کے بیش بہا فتنہ کیواسطے لایا اور دو لونڈیان سلیقہ شعار کو خدمتگاری کے
واسطے بہم پہونچایا پوشاک قطع ہوئی اوسی دن کئی درزی بلاکے سلوائی دوسرے روز نہلاکے وہ کشتی کپڑونکی منگائی فتنہ
زیادہ تر منت دار ہوئی پوشاک زیب جسم کی جامے کے تیار ہوئی طرفین سے محبت بڑھی ان دنون کی صحبت سے طبیعتونکا
لگاؤ ہوا شمشیر عشق کا زخم بڑھکے کہاؤ ہوا مگر غانم سمجھہ چکا تھا کہ خلیفہ اسپر شیدا ہر پینگ بڑھائی خوب نہین حرکت بیجا ہر
فقط زبانی اختلاط کرتا تھا بہت احتیاط کرتا تھا موافق معمول دسترخوان بچھایا میوے سب قسم کے، وبرورکے شراب ناب
کو منگایا بغداد کی رسم تھی دنکو غذا کہاتے تھے شبکو شراب کباب اور میوون پر اکتفا کرجاتے تھے جب اس جلسہ سے فرصت پائی
اور رات زیادہ آئی اپنے پلنگ پر فتنہ کو سلا آپ جدا دوسرے کمرے مین لیٹ رہا اسی طرح اوقات رہی اختلاط
زبانی کے سوا اور کوئی امر وقوع مین نہ آیا ایک ملاقات رہی زبیدہ کا حال سنئے رشک و حسد سے یہ حرکت تو کی لیکن خلیفہ کا خوف
بہت تھا کہ اوسکو کیا جواب دونگی اس فکر مین تھی کہ کوئی شخص ایسی ترکیب بتائے کہ دامن سے اوسکے خون کا دھبہ چھوٹ
جائے ایک بڑھیا فرہاد کش اوسکی دائی تھی جس نے سنگدلان کو بارہا مکر و فریب کی ترکیب بتائی تھی وہ محرم اسرار تھی بڑی

وسا بھی اوسکو بلا کے یہ مفصل حال سنا کے کہا خلیفہ فتنہ کو بہت پیار کرتا ہے جب اوسکو نہ پائے گا گھبرائے گا وہ دلالہ ابلیس کی خالا کہنے لگی تم تشویش نکرو ایک تدبیر میرے ذہن مین آئی ہے عمل مین لاؤ گی تو دغدغوں سے نجات پاؤ گی زبیدہ مستفسر ہوئی وہ بولی ایک پتلا چوبی بنا کے اوسکو کفنا کے حکم دو کہ گورستان شاہی مین دفن کرو اور مقبرہ عالیشان جلد بنوا کے تم ماتم دار ہونا بذات خود سوگوار ہونا اور جو جو اس محلمین ہین سبکو سیاہ پوش کرو ماتم کا جوش خروش کرو اور کبھی کبھی قبر پر خود سوار ہو کے جانا قرآن خوان مقرر کرکے شمعین جلوانا پھول چڑھانا خلیفہ آ کے جب حال اوسکے غم مین تمہارا دیکھے گا تسکین و تشفی کے سوا اور کچھ چارا نہ دیکھے گا احیاناً اگر کچھ شک آئیگا قبر کھود نہ سکے گا کہ شرعاً گناہ ہے خلیفہ اس مسئلہ سے آگاہ ہے اور قاضی مفتی بھی منع کرینگے قبر کھودنے نہ دینگے القصہ زبیدہ نے اوسکی تعلیم پر عمل کیا چوبی لاش کفنا کے اوسی لونڈی سے صندوق مین رکھوا کے مسرور خواجہ سرا کو بلایا حکم کیا بڑے جلوس و تیاری سے فتنہ کو دفن کرو مقبرہ عالیشان بہت جلد بنوادو وہ حسب ارشاد گورستان شاہی مین لیجا کے دفن کر آیا گنبد تکلف کا سر قبر بنایا قرآن خوان معین ہوے روشنی خوب ہونے لگی گاہ گاہ زبیدہ بھی خواصون کے ہمراہ وہان جا کے رونے لگی یہ خبر خاص و عام بلکہ تمام شہر مین کو بکو مشہور ہوئی کہ فتنہ خلیفہ کی معشوقہ مر گئی دنیای دون سے سفر کر گئی یہ حکایت غانم نے فتنہ کے روبرو بیان کی کہ تمہارے مرنیکی داستان شہر مین زبان زد ہے اب تک زبیدہ کو کد ہے اوس نے کہا مین تو تمہاری عنایت سے از سر نو زندہ ہون راحت سے بسر کرتی ہون اگر خدا کا فضل شامل حال ہے تو زبیدہ کیا مال ہے ایکدن وہ سب اوس فریب کی بدولت ذلیل و خوار ہونگے ہم تم عروس مطلب سے ہمکنار ہونگے غانم نے کہا مجکو تو جبتک خلیفہ کے لحاظ سے تمہارا حفظ مراتب پیش نہاد ہے آیندہ رنج کے بدلے راحت کا ہونا خدا کی امداد ہے القصہ تین مہینے کے بعد خلیفہ بفتح و فیروزی داخل بغداد ہوا فرط شوق سے پہلے فتنہ کے مکان مین آیا وہان زبیدہ خاتون کو مع خادمان محل سیاہ پوش پایا حال پوچھا زبیدہ نے کہا مرگ فتنہ نے قیامت برپا کی ہے سبکو صف ماتم پر بٹھایا ہے دفعتہ یہ سانحہ جانکاہ پیش آیا ہے یکایک یہ ماجرا ہوش ربا خلیفہ نے جو سنا دل سینہ مین گھبرایا غش آیا پاؤن لڑکھڑایا جعفر وزیر ہمراہ تھا اوس نے دوڑ کے سنبھال لیا گرنے نہ پایا دفعتہ تاجدار مشرق کی آمد کا غلغلہ مچا نور سحر نے شب کی سیاہی کو کھو دیا موذن نے نعرہ اللہ اکبر سنایا طائرون نے چہچہون سے سونیوالون کو چونکایا شہرزاد خاموش ہوئی شہریار نے عبادتخانہ کی راہ لی بعد ادای نماز تخت سلطنت پر جلوہ دیا عدل و داد مین مصروف ہوا یہانتک کہ شام قریب آئی

اوس غل سے بجلکر نکل کیا صورت بکار تا بن آیا شوشہ چل گیا دروازہ کھلا جو نظر آیا پہلے جعفر در انا گھر مین در آیا فتنہ اوٹھی بہت جھک کر سلام کیا جعفر تو خلیفہ کا لگا ؤ جانتا تھا اوسنے بھی مودب مجرا کیا بہت احترام کیا فتنہ نے کہا خلیفہ نے جو سزا میرے واسطے تجویز کی ہین وسیکی سزاوار ہون جرم ناکردہ گنہگار ہون لیکن یہ حال مجھسے کہنا ضرور ہی خلیفہ کو کیا منظور ہی جعفر نے کہا آپکو روبرو لانیکا حکم ہی غانم کو مقید لیجانیکا حکم ہی اور اس گھر کے کھدوانیکی تاکید ہی حکم شدید ہی فتنہ بولی مین حاضر ہون جسطرح جی چاہے لیچلو غانم کا حال سنو جبا آلگذرا ہی وہ اسباب تجارت لیکے دمشق گیا ہی اور یہ جو سب نظر آتا ہی یہ بھی مال اوسی بدمال کا ہی اوسنے میری جان بچائی ہی نیکی کا بدلا بدی ہی اس بہانے اوسکی موت آئی ہی یہ کہکے مع اسباب وزیر جعفر کے ہمراہ ہوئی روبراہ ہوئی جعفر کے ایما سے کوتوال نے فوراً مکان کھدوا ہموار زمین بنائی اوس بنا کی بنیاد ڈھائی جعفر خلیفہ کے روبرو حاضر ہوا فتنہ کے آنے کا غانم کے دمشق جانے کا ماجرا بیان کیا خلیفہ تو غیظ مین تھراتا تھا اوسوقت رحم کب آتا تھا مسرور سے فرمایا وہ جو تہ خانہ تیرہ و تار محل کے زیر دیوار ہی فتنہ کو اوسمین بند کر مسرور ارشاد حضور بجالایا فتنہ کو اوس خانہ پر بلا مین جھونک آیا جس خواص سے کوئی جرم عظیم ہوتا تھا اوسی تہ خانہ مین اوسکا حال سقیم ہوتا تھا فتنہ تو اوسمین اسیر ہوئی محمد زبینی حاکم دمشق کو خلیفہ کی یہ تحریر ہوئی

فرمان خلیفہ ہارون رشید بنام محمد زبینی حاکم دمشق

آگاہ ہو غانم نام ابو ایوب سوداگر کا بیٹا ساکن دمشق میری لونڈی لیکے بھاگا ہی جہان اوسکا سراغ پاؤ گرفتار کرکے تین دن تک با غل و زنجیر ہر گلی کوچے مین تشہیر کرنا منادی ندا کرے کہ جو ایسا امر کرے گا اس سزا کا سزاوار ہوگا خلیفہ کا گنہگار ہوگا پھر اوسی صورت سے حضور مین روانہ کرنا دیر ذرا نکرنا اور جو اوسکے گھر مین ہو یا اوسکی سعی کرے اوسکو بھی سزا دیکے برا انجام کرنا بہت جلد یہ کام کرنا جب نامہ تمام ہوا مہر سے مزین کرکے بند کیا قاصد صبا رفتار کو بلاکے یہ حکم دیا کہ جلد حاکم دمشق کو یہ نامہ پہونچانا ایک کبوتر اپنے ساتھ لیجانا رسید اس نامے کی کبوتر کے بازو مین باندھکے بغداد کیطرف اوڑا دینا جبتک کبوتر رسید نہ لائیگا مجکو چین نہ آئیگا اوس زمانے مین اس قسم کے کبوتر اکثر ہوتے تھے مہینونکی راہ دو دنمین طی کرکے آتے تھے جواب پہونچاتے تھے القصہ وہ قاصد برق رفتار شب و روز مسافت طی کرکے دمشق مین پہونچا نامہ حاکم کو دیا اوسنے بہت اعزاز و احترام سے سر پر رکھا پھر اوسے پڑھکے گھوڑے پر چڑھکے کوتوال کو مع پیادون کے ہمراہ لیا مروت سے منہ پھیرا غانم کا گھر گھیرا اودھر بادشاہ جابر سر پر کمال غیظ و غضب شمشیر شعلہ

چمکاتا جبڑت دکھاتا نہانخانۂ مشرق سے نمایان ہوا ادھر ماہ کا منہ سفید ہوگیا نور سحر کے جلوے نے حجاب تیرگی
شبگون رخ عالم سے اوٹھا دیا شہرزاد روشنی دیکھ کے ساکت ہوئی شہریار نے عبادتخانہ کی راہ لی بعد اوسکے بر تخت سلطنت
جلوہ دیا عدل و داد مین مشغول ہوا یہانتک کہ دن تمام ہوا ہنگام شام ہوا شہریار نے خلوتسرا کی راہ لی شہرزاد حاضر ہوئی
پہلے آرام کیا پھر بیدار ہو کے بیان داستان کا احکام کیا شہرزاد گویا ہوئی کہ غانم جسدن سے بغداد گیا تھا اپنے جینے مرنیکا
حال گھر والونکو نہین لکھا تھا جب عرصہ بارہ برس ہوا اوسی سے خبر کچھ نہ پائی غانم کی مان سمجھی کہ وہ مرگیا فلک نے نیرنگی دکھائی اگر وہ
زندہ ہوتا کوئی تو آتا اپنی خبر بھجواتا یہ تصور کرکے صف ماتم بچھائی اپنے گھر مین مقبرہ تیار کرکے غانم کی قبر بنائی اوسی جگہ
بیٹھکے پیٹتے روتے نالہ و فریاد کرتی تھی غانم کو یاد کرتی تھی اور غانم کی بہن بھی اوسی مقبرہ مین ہردم مان کی شریک
درد و غم رہتی تھی گھر مین کم رہتی تھی حاکم جو اوسکے دروازے پر پہونچا دستک دی ایک لونڈی دروازہ کھول کر
نکلی محمد زینبی نے غانم کو پوچھا کہ کہان ہے اوسنے ہاتھ باندھکر عرض کی مدت سے داخل جنان ہے یہ کلمہ سنکر حاکم گھر کے اندر آیا
غانم کو تو نہ پایا مگر دیکھا ایک عورت ضعیفہ دوسری پری پیکر نوجوان ہے بر سر قبر گریہ کنان ہے نامحرمونکو دیکھ کے
پہلے تو برقعے سے منہ چھپایا جب حاکم کو پہچانا تو اوسکے پاؤنکو آنکھون سے لگایا حاکم نے کہا ہم تیرے بیٹے کی تلاش ہے
بولی عرصہ ہوا غریب الوطن ہو کے مرگیا ہمین خراب کر گیا یہ کہکے زار زار بے اختیار رونے لگی جان کھونے لگی محمد زینبی حاکم
منصف رحم دل غریب پرور تھا اوسکا حال تباہ نالہ و آہ دیکھکے بچشم پرنم سوچا اگر قصور ہے تو غانم کا ہے اوسکی مان بہن کا جرم کیا ہے
جو انکی ایذا کی تاکید کرکے حکم تشہیر بھیجا ہے ہارون رشید کا پتھر کا کلیجا ہے اس عرصہ مین اور لوگ جو غانم کی جستجو مین عازم ہو
گئے تھے ناکام پھر آئے عرض کی کہین پتا نہ ملا کوچہ گلی سب چھانا نشان ذرا نہ ملا اور اوسکی مان کے رونے سے حاکم کو یقین
ہوا کہ وہ مرگیا اوسکو انکی ایذا کسی طرح منظور نہ تھی بلکہ رہائی اوسکے نزدیک کچھ دور نہ تھی لیکن ہارون رشید کی تاکید سے
خوف کھایا اونکا گھر گھڑی گھڑی لٹوا کے کھدوایا سب خالی مکین بلایا عورتونکو تشہیر کیا اخراج بلد کا حکم دیا وہ بیچاریان
مصیبت کی ماریان افتان خیزان حلب مین وارد ہوئین مگر وہانکا رہنا بھوک پیاس کا سہنا اونکو گوارا نہوا آخر
جان جوکھون کرکے بغداد کو چلین دلمین سوچین یا تو ہم جانسے مارے جائینگے یا اپنی تقصیر جو باعث تشہیر ہوئی
اوسکا پتا پائینگے پھر غانم کا سراغ لگائینگے آخر کار بصد خرابی بسیار بغداد پہونچین ہر شخص سے غانم کی حقیقت
پوچھتی پھرتی تھین یہانسے فتنہ جو باعث فساد و فتنہ ہوئی تھی اوسکا حال و مآل سنو کہ فتنہ جسدن سے ان تیرہ و تار مکین

گرفتار تھی زندگی سے بیزار تھی اوسکے متصل خلیفہ ہارون رشید کا محل تھا یہ تو غانم کی بدنصیبی اور مصیبت یاد کرکے نالہ و زاری کرتی تھی ہر وقت بیقراری کرتی تھی اور خلیفہ بیشتر راتکو اوس محل کی انگنائی مین ٹہلتا تھا دل اوسکا وہان بہلتا تھا زندان تو زیر دیوار تھا ایک روز صدای آہ و زاری خلیفہ کے کانمین آئی اسنے فتنہ کی آواز پہچانی اوس صدا کو متوجہ ہو کے سنا فتنہ یہ کہتی تھی اے ہے بیگناہ بالنصیب غانم تو کہان ہے نہ تو مجکو مرنے سے بچاتا نہ یہ روز سیاہ تیرے روبرو آتا تو نے نیکی کے بدلے یہ مصیبت اوٹھائی آوارہ وطن ہوا بے گور و کفن ہوا اسباب لٹا گھر کھودا گیا مان بہن تیری شہر سے بدر ہوئین تو سب سے چھٹا خلیفہ بیداد گر عدالت محشر سے ڈرتا نہین خدا کا خوف کرتا نہین اسکے بازپرس مین جو عذاب ہوگا تو احکم الحاکمین کے سوال کا کیا جواب ہوگا یہ کہکے زار زار رونے لگی بیقراری سے جان کھونے لگی یہ سنکے خلیفہ کو خوف خدا ہوا دلمین سمجھا کہ یہ سچ کہتی ہے مینے ناحق بے تحقیق فرط غضب مین ظلم کیا مسرور کو بلا کے کہا اس زندان سے فتنہ کو نکال کے میرے روبرو لا حسب الحکم اوسنے فتنہ کو حاضر کیا وہ خلیفہ کے پاؤن پر گرکے خوب روئی خلیفہ نے فرمایا مینے تیری تقریر سب سنی یہ بتا تو نے ظالم مجکو کیونکر جانا فتنہ سمجھی کہ اب راز کھل گیا اسکا پوشیدہ کرنا خوب نہین مرنے پر آمادہ تھی کہنے لگی کہ غانم ابو ایوب تاجر دمشق کا بیٹا ہے اوسنے میری جان بچائی گورستان سے اپنے گھر مین لایا میرا وصل چاہا جب مینے اپنا حال کہا کہ مین بادشاہ کی حرم ہون وہ دست بستہ عذر کرنے لگا کہا مین خلیفہ کا غلام ہون تم مجھپر حرام ہو پھر میری عزت و توقیر کرکے غلامونکی طرح خدمت کرنے لگا اطاعت کا دم بھرنے لگا یہ سنکے خلیفہ نے پاؤن پر سے سر اوٹھایا پاس بٹھایا فرمایا تو اپنا ماجرا مفصل بیان کر اوسنے ابتدا سے انتہا تک زبیدہ کے حکم سے صندوق مین بند ہوکے گورستان مین دفن کیا جانا پھر غانم کا جان بچانا گھر مین لا کے خدمت بجالانا بیان کیا خلیفہ نے فرمایا تو سچی ہے مگر مجکو یہان آئے ایک مہینہ کامل ہوگیا تھا جب تک کیا کرتی تھی اوسنے عرض کی اسقدر زمانہ گذرا غانم اپنا مال اسباب مجکو سونپ کے دمشق بضرورت گیا تھا مجکو حضور کی آمد کا حال نہ کھلا جسدن مطلع ہوئی فوراً عرضی بھیجی خلیفہ نے کہا حقیقت مین مینے ظلم کیا اب چاہتا ہون اسکا عوض کرون اوسنے عرض کی حضور منادی کو حکم دین کہ کوچہ و بازار مین پکارے کہ جرم غانم کا خلیفہ نے معاف کیا وہ جلد در دولت پر حاضر ہو رنج کی عوض مین راحت پائیگا مطلب ملجائیگا خلیفہ نے فرمایا اچھا دوسرے دن خلیفہ نے جعفر وزیر سے ارشاد کیا کہ آج شہر مین منادی ندا کرے کہ مینے غانم کا گناہ عفو کیا وہ خوف نکھائے میرے روبرو چلا آئے اور جابجا شہرونمین حکام کے نام شقے اسی مضمون کے بھیجدیے لیکن سود مند نہوے جب غانم کا پتہ نملا تو فتنہ

باجازت بادشاہ تلاش کو نکلی وہ اشرفی محتاجون اور پردیسی مسکینون کو دینے لگی اتفاقات سے اوس شہر مین ایک دلال
بہت ستودہ خصال مشہور تھا امیر القدر جنکو تقسیم کرنے کو اوسی کے پاس بھیجتی تھی وہ محتاجونکو بانٹ دیتا تھا وہ
جو فتنہ کو نظر آیا اسنے کچھ اشرفیان اوسکو دین کہ غربا کو اور مسافر آوارہ وطن جو ہوئے یا آئے ہون انکی خبر لینا جو امر کہ شدنی ہوتا ہے
کہیں وہ ظہور مین آتا ہے جو بندہ یابندہ مشہور ہے ویسا ہی ملجاتا ہے اوسنے عرض کی حضور دو عورتین غریب الوطن مبتلای رنج و محن
میرے مکان مین ہین اگر اونکا حال آپ ملاحظہ فرمائین گی بہت رنج ہوگا آنسو بھر لائین گی فتنہ یہ سنکے بے تکلف اوسکے
گھر چلی گئی غانم کی مان سے پوچھا تم کون ہو کدھر سے آئی ہو کونسی آفت پڑی ہے جو اسقدر خراب حال ہے گھبرائی ہو وہ بولی غریب پردیس
ہم پر وہ آفت پڑی ہے کہ خدا دشمن کو نہ دکھائے گھر لٹا شہر چھٹا بیگناہ تشہیر ہوئے بیٹا حاکم کے خوف سے روپوش ہو گیا
ہم بلائے بے وارثی مین اسیر ہوئے ہمارے سایہ سے لوگ بھاگتے ہین ہمسایے پرہیز کرتے ہین خنجر بیداد ہماری خاطر
خدا ناترس تیز کرتے ہین فتنہ نے کہا تم اپنا حال مجھسے بیان کرو خدا چاہے تو اب تمکو کسی طرحکی ایذا نہو وہ بولی فتنہ نام خلیفہ
کی کوئی معشوقہ ہے اوسکی بدولت یہ بلا ہمپر آئی ہے فاقہ کشی بادیہ پیمائی ہے میرا بیٹا غانم نام تجارت کو بغداد مین آیا تھا وہ بیگناہ
اوس سے متہم ہوا خلیفہ نے قتل کا حکم دیا اوسکو تو نہ پایا حاکم دمشق کو لکھ بھیجا میرا گھر لٹوایا جلا وطن کرکے دربدر پھروایا اودھر
سر آرای اریکۂ چارم بصد جاہ و جلال انتقام بیداد غانم کی تحقیق مین چتر زرنگار بالائے سر تیغۂ شعاعی و دو پیکر ہاتھ مین تخت
فیروزہ فام پر جلوہ گر ہوا ماہ مع سپاہ انجم روپوش کمیں ہوا شہرزاد بجلی کی تجلی دیکھکے چپ ہوئی شہریار نے امان دینے کی تختگاہ کی راہ
لی وزیر دست بقبضۂ شمشیر منتظر حکم تھا خبر امان سنکے دربار مین حاضر ہوا ارکان سلطنت آداب بجالا کے اپنے اپنے کامون
مین مشغول ہوئے مستغیثون کے مطالب حصول ہوئے اس عرصہ مین شفق شام کا جلوہ سپہر نیلی فام پر نمایان ہونے لگا تیرگی نے سمت
مشرق سے پاؤن نکالے رخ مہر انور مغرب مین پنہان ہونے لگا برخاست کا وقت آیا شہریار خلوتسرا مین تشریف لایا
شہرزاد کو بلایا فرمایا کہ پھر اون مصیبت زدونکو فلک نے کیا رنگ دکھایا اوسنے عرض کی فتنہ غانم کی مان سے جب یہ ماجرا سن چکی
تو بولی وہ بدنصیب مین ہون جسکی باعث تمکو یہ صدمہ پہونچا مگر اب میرے کہنے سے خلیفہ نے منادی کی ہے تقصیر اوسکی عفو
کردی ہے اگر غانم زندہ و سلامت آئیگا تو جو کچھ تمہارا نقصان ہوا ہے خدا نے چاہا تو دونا اوسکا ملجائیگا یہان تک یہ گفتگو تھی وہ دلال
باہر سے آیا کہا بندہ پرور اسنے زیادہ ایک شخص بحال تباہ اونٹ پر سوار نظر آیا ہے حال جو دریافت کیا شتربان نے کہا یہ بیچارا
مصیبت کا مارا بیمار پریشان نیم جان پڑا تھا مجکو خوف خدا آیا اونٹ پر چڑھا کے یہان لایا بے یار و دیار ہے دوست غمخوار ہے

تیر گھر دور ہی مجبور ہون وہانتک صعوبت راہ یہ بیچارہ نہ اوٹھا سکے گا اونٹ کی تکان سے دم نکل جائیگا زندہ نجا سکیگا مجکو اوسکی نوجوانی و بیسامانی پر رحم آیا اپنے گھر مین لایا اگر وہ بچ گیا ثواب عظیم ہوگا اور جو مر گیا ملال سے دل دو نیم ہوگا لیکن عجب غریب ہی دلمین درد چہرہ زرد صاحب آہ سرد ہی دلکو بیقراری گریہ و زاری ہی یہ اسباب ظاہر محبت کی بیماری ہی فتنہ نے کہا مین اوس صاحب آزار دل خستہ جگر فگار کو دیکھا چاہتی ہون پھر دلال کے ہمراہ سرا لین اوس بیمار الفت کے گئی بغور صورت دیکھی تو فلک نے نیا سانحہ دکھایا اپنی تیغ نگہ کا نیم بسمل پایا دونو آنکھین بند دل و جگر مجمر سینہ مین سپند اس سے ضبط نہوسکا پکار کے کہا اے ظالم یہ کیا حال بنایا بڑی جستجو سے الحمد للہ تجکو پایا غانم نے آواز پہچانی آنکھ کھول دی کہا فتنہ عالم تم ہو کثرت خوشی سے پھر غش آیا اوستاد کا یہ قول ہی ۞ دفعتہ خوگر فرقت کو نہ دے مژدۂ وصل ۞ خبر خوش نہین اچھی جو یکایک ہووے دلال فورا کیوڑہ لایا منہ پر چھڑکا بلایا بارے وہ ہوش مین آیا فتنہ بولی مینے تیرا حال خلیفہ سے مفصل کہا قصور معاف ہوا دل صاف ہوا ہر قریہ و دہ مین منادی ہوئی ہی کہ غانم بے اندیشہ و غم آئے جو صعوبت اوٹھائی ہی اوسکا بدلا پائے گا تکلیف کی عوض راحت اوٹھائے گا تو دلمین کچھ وہ خیال نہ لانا نہ تنہائی سے گھبرانا مین جاتی ہون خلیفہ کو تیری خبر پہونچاتی ہون بہت جلد آونگی اجازت لیکے تجھے لیجاؤنگی وہانسے خلیفہ کی خدمت مین آئی سب کہانی بر زبان لائی خلیفہ نے فرمایا آج سے تجکو مطلق العنان آزاد کیا مگر غانم کی بہن بڑی جمال کا حال حسن و صورت کا رنگ ڈھنگ سنکے شوق حاضر ہونے کی خاطر ارشاد کیا دوسرے روز جو فتنہ دلال کے مکان پر آئی غانم کو صحیح و سالم پایا چہرہ کا رنگ روپ کچھ اور ہی نظر آیا غانم نے پوچھا کیونکر آنا ہوا اوسنے کہا خلیفہ کی اجازت سے اور یقین کامل ہی کہ تیرے ساتھ میرا عقد کر دے تجکو اور تیری ماں و بہن کو بلایا ہی سواری کا سامان میرے ساتھ آیا ہی القصہ غانم اپنی مصیبت دربدر پھرنے کی اذیت بیان کر کے رویا پھر نکاح کے مژدہ سے نہایت شاد و خورم ہوا مگر غانم کی ماں نے فتنہ سے کہا ہم اس قلیل حال پھٹے میلے کپڑوں سے بادشاہ کے روبرو کیا جائینگے اور گئی تو ذلت کے سوا آبرو نہ پائینگے فتنہ نے دلال کو بہت اشرفیان دیکے کہا فورا لباس و سامان ضروری لاؤ انکے کپڑے بدلوا و پھر غانم کو اسپ باد رفتار پر سوار کیا اور اوسکی ماں بہن کو محمل زر مین بٹھا لیا در دولت پر پہونچکے سرور خواجہ سرا کو بلایا پوشیدہ راہ سے محلسرا مین عورتون کو اوتارا اور غانم کو دربار مین بھیجا خلیفہ اریکہ آرای کامرانی تھا دست بستہ وزیر امیر ارکان سلطنت اپنے اپنے قاعدہ سے جاگزین تھے وکلا روم شام عرب عجم مصر و حلب جہ بدرجہ جلوہ گر بہ تغیر و تمکین تھے غانم جو روبرو آیا قاعدہ دان تھا سر بہ تسلیم جھکایا کچھ شعر جو راہ مین موزون کیے تھے فصاحت و بلاغت سے

بادشاہ کی مدح مین پڑھنے لگا ہر شخص جودت طبع کی تعریف کرنے لگا خلیفہ نے فرمایا مجکو سرور ہوا کہ رنج خاطر دور ہوا اب سانحہ فتنہ کا مفصل بیان کر دو خلجان کر غانم نے بطرز معقول کچھ ظاہر کچھ اخفا اس طرح سے بیان کیا کہ خلیفہ کے سوا دوسرا بالکل نہ سمجھا خلیفہ طرز بیان سے فصاحت بیان سے زیادہ خورسند ہوا خلعت فاخرہ عنایت کیا پھر برخاست کا حکم دیا خلوت خانہ مین فتنہ اور غانم کو مع اوسکی مان بہن کے یاد کیا پھر حال کو دیکھے بڑی فریفتہ ہوگیا فرمایا جسطرح تجکو شہر مین ذلت و رسوائی ہوئی اوس سے بہت زیادہ حرمت و آبرو بڑھے گی تمام عالم مین میرے عقد کی شہرت مچے گی بڑی شوکت و شان سے شادی رچے گی پھر خلیفہ نے قاضی صاحب کو طلب کر کے اپنا عقد پڑھوایا اوسکی مادر کا نکاح وزیر جعفر کے ساتھ کیا اور فتنہ کی بڑی دھوم دھام سے عمدہ اہتمام سے غانم کے ساتھ شادی کردی شہریار یہ حکایت سنکے مسرور ہوا شہرزاد کی تعریف کی وہ بولی حضور یہ کیا ماجرا تھا اگر آپ شاہزادہ زین الصنم اور جن کا ماجرا سنینگے نہایت طبیعت شاد ہوگی دل سے پسند کرینگے شہریار متوجہ ہوا کہا اوسکا سنانا جو ایسا نادر فسانا ہے ضرور ہے مجھے تیری تقریر سننا منظور ہے شہرزاد نے چاہا کہ منہ کھولے کچھ بولے ناگاہ سپیدہ سحر کا چمکا اور بانوی مشرق نے بالباس عروسی گلنار حجلہ مشرق سے نکل کے مقنع حجاب روی تابان سے اوٹھایا مشاطہ ماہ نے انجم کے براتیونکو رخصت کیا ایک بھی نظر نہ آیا فراش سحر شمعہای سومی و کافوری گل کرنے لگے پروانون کی چراہند موقوف ہوئی نغمہ سرائی بلبل کرنے لگی سلطان نوجوان حسب عادت مشغول عبادت ہوا جب فرصت پائی دار الامارۃ مین سواری آئی ارکان سلطنت تنخواہان دولت منتظر تھے دست ادب باندھ کے تسلیم بجالائے خود بدولت تخت پر جلوہ فرما ہوے وزیر امیر بخشی سپہ سالار یلان نامدار اپنے اپنے قرینے سے کچھ بیٹھے کچھ دست بستہ کھڑے رہے مدنظر معاملات بڑے بڑے رہے اس عرصہ مین رات بالباس سیاہ تاریکی کی داد خواہ آئی اندھیرے کا اندھیر سنایا خورشید انور نے مغرب مین منہ چھپایا حکم ہوا صبحکو دادرسی کی جائیگی مطلب کی صورت نظر آئیگی سیر فرما کے خوابگاہ مین آیا شہرزاد کو بلایا کہا کل کا وعدہ وفا کرو مگر حکایت عجیب سے جی خوش کرو اوس نے پہلے دعا دی پھر داستان شروع کی

قصہ شاہزادہ زین الصنم و بادشاہ جن کا عیاشی و غفلت سے سلطنت خراب کرکے ذلت و تکلیف اوٹھانا پھر شاہ جن کی بدولت سند مین نہ پانا سرے اوڑانا

زمانہ سابق مین بانسرے کا بادشاہ رعیت پرور عدالت گستر نامور ہر شہر و دیار تھا خزانہ قارون سے زیادہ روپیہ اشرفی کا انبار تھا فیض و عطا کا شغلہ لیل و نہار تھا رعایا برایا اوسکے عہد دولت مین خوش خورم آسودہ حال تھے فرقہ سپاہ مین بہادر اہل فن کے اہل کمال تھے بادشاہ کو جہان کا آرام تھا لیکن لاولدی کا رنج باین ہمہ ثروت و حکومت صبح و شام تھا نظم سبطرح

خوش تھا وہ خجستہ نہاد ۔ غم نہ تھا کچھ بجز غم اولاد
آرزوئے پسر مین تھے آس ۔ تا امید و بحسرت و یاس
کل کی حاجت روا سے شاغل تھا ۔ روز روز رو کے مانگتا تھا دعا

بلکہ چھوٹا بڑا شہر کا رہنے والا رات دن خدا کی درگاہ مین دعا کرتا تھا فرزند کی ہر دم تمنا کرتا تھا کسی بندۂ خدا کی آخر دعا قبول ہوئی بادشاہ کو فرحت حصول ہوئی نظم

بسکہ تھی اوسکو خواہش فرزند ۔ الغرض جب گذر گئے نو ماہ
قدرت حق سے بعد مدت چند ۔ بانوی شاہ کو بفضل الٰہ
شاہ کا ایک محل خاص جو تھا ۔ درد زہ ایک دن شروع ہوا
ناگہان اوس ہی کو حمل رہا ۔ جب صبح شرف طلوع ہوا

القصہ چند ساعت کے بعد فرزند ارجمند پیدا ہوا تیرتابان بدر بیاد درخشان برج حمل سے نکلا سنتے ہی یہ خبر شہ غم کوش فرط شادی سے ہوگیا بیہوش بادشاہ بیچارہ جب ہوش مین آیا سجدۂ شکر بدرگاہ جل و علا کیا محتاج مسافر غریب غربا وار دصادر کو زر و جواہر دیا اپنے ملک کے سوا اور دور سے اختر شناس نامی اہل تنجیم گرامی بلائے ہندو مسلمان جو جو اس کام مین ہستی ہکلام مین مشہور تھے یہ چرچا سنکے از خود آئے حکم ہوا کہ بالاتفاق شاہزادہ کا جنم پترہ بناؤ ماضی مستقبل کا حال فی الحال بتاؤ ہر شخص پوتھی کھول قرعہ پھینک زائچہ کھینچ بقدر علم و کمال عرض پیرا ہوا کہ یہ مولود عمر طبعی کو پہونچے گا صاحب جرات عالی ہمت والا مرتبت ہوگا سریر آرای سلطنت ہوگا لیکن چند امور خطرناک ہین صورت سفر پیش آئے الا انجام بخیر ہو جائے بادشاہ یہ سنکے خوش ہوا فرمایا شاہان ذی الاقتدار شاہزادہای کامگار اس شغل کو کھیل جانتے ہین نجومیون اور رمالون کا کہنا نہین مانتے ہین مستقل مزاج مین جرات کا رواج ہونا ضرور ہی وہی ہوگا جو پروردگار عالم کو منظور ہی یہ کہہ کے علی قدر حال علم و کمال سب کا واقفیت کرکے خلعت و انعام عنایت کیا القصہ جشن بہت دیا درمجلس ہوا صدہا قید رہا ہوا تمام سلطنت مین بہت اہتمام ہوا علما کی تجویز سے زین الصنم نام ہوا دھوم دھام سے چھٹی کی تمام شہر مین روشنی ہوئی رنگا رنگ کی آتشبازی چھٹی خوشی گھر گھر رہی جسدم وہ ماہ دو ہفتہ ہوا معلم اتالیق خوشنویس فن سپہ گری مین نامی گرامی ہر ایک دور دور سے بلا کے تعلیم کو مقرر کیے بسکہ طبع رسا فہم ذکا شاہزادے کے حصہ مین آیا تھا چند عرصہ مین سب علم و فن کے دقایق سے کما ینبغی ماہر ہوا بہت جلد فضل و کمال اوسکا ظاہر ہوا بادشاہ بشاشت کی کثرت سے شادی مرگ ہوا عارضہ جسمانی نے گھیرا صحت نے منہ پھیرا سبحان اللہ اس دہر ناپایدار کے عجب کارخانے ہین نادان سے دانا تک اس سوچ مین گرفتار ہین جسدم بیٹا سعادتمند شجاع سخی حلیم علم و عمل مین فرد ہوا تو باپ سا غمخوار دنیا سے رہ نورد ہوا ہر چند اطبا مصروف علاج ہوے الا مرض ترقی کرنے لگا بدحواس ہر ایک حکیم و طبیب ہوا مرگ کا زمانہ قریب ہوا اوسوقت شاہزادہ زین الصنم کو

طلب کیا باپ نے باب نصیحت و پند کھولا کہا غرض گو کی بات خوش آمد کے حرکات سے خود رفتہ نہونا سلطنت سی شئی گران بہا سبک ہو کے نکھونا انعام و عطا مین تنبیہ و سزا مین افراط و تفریط کو بار نہو پروردگار سے تا شرمسار نہو رعیت پر ظلم و جور نکرنا ننانت کا طور نکرنا حکایت بد و فعل حرام سے اجتناب کرنا برے کو نیک نام نہ خراب کرنا یہ سمجھا کے وہ تو جان بحق ہوا زین الاصنام کو بہت قلق ہوا رسم کے موافق لباس ماتمی سیاہ کیا بہت حال تباہ کیا جب اوس سے فرصت پائی تخت پر بیٹھنے کی نوبت آئی سکہ و خطبہ اوسکے نام ہوا تحت فرمان ہر خاص و عام ہوا چند قلاش عیاش خلوت مین بار پانے لگے بدباطنی کی راہ سے بہکانے لگے اثر صحبت مشہور ہی شیطان کیا دور ہی بہت جلد بند پیر پھیلایا اسراف مین ہاتھ بڑھایا امور سلطنت کے معاملون سے بیخوف و اندیشہ ہوا عیاشی بدمعاشی کا پیشہ ہوا جو کام کیا لاابالی کیا رنڈی بازی شرابخواری سے پیٹ نہ بھرا خزانہ خالی کیا مان اوسکی بہت فہمیدہ و زیرکہ تھی ہر چند نشیب و فراز سمجھایا مگر کچھ اوسکی خاطر مین نہ آیا اب بے انتظامی و غفلت کا چرچا گلی کوچے مین مچا خزانہ خالی ہو چکا تھا ملک سے بھی آمد بند ہوئی ہر طرح کی گزند ہوئی تنخواہ نملنے سے فوج روزگار چھوڑنے لگی فاقت سے منہ موڑنے لگے جو جو ہواخواہ تھے اسکی حماقت سے اڑ گئے اور جو رہے درپئے آزار رہے سلطنت کی بربادی کے امیدوار رہے ہر طرف سے فتنے اوٹھے فساد برپا ہونے لگے دشمن ہنسنے دوست رونے لگے انتزاع ملک کو ہر ایک شاہ و شہریار کمر باندھ کے اوٹھ کھڑا ہوا ہنگامہ بڑا ہوا اوسوقت خواب غفلت سے چونکا خبردار ہوا کہ سلطنت غیر کے قبضے مین گئی یہ تنہا بے یار و مددگار ہوا بدمعاشون سے ملاقات کم کی وہ صحبت درہم و برہم کی باپ کے مصاحب ندیمونکو بلایا اونکی توقیر کی فعل بد سے ہاتھ اوٹھایا حرکات ماضی سے منفعل ہو کے کلام پند و نصایح پسند کیا لہو و لعب بالکل بند کیا ایکروز عالم خواب مین کسی بزرگ نے فرمایا کہ اے زین الاصنام دنیا مین شادی و غم توام ہین ؏ در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست گلشن و ویران مین کبھی بہار گاہ خزان ہے ثبات بجز ذات خدا کسیکو نہین یہ کارخانہ روان دوان ہے اگر منظور تجکو فلاح ہے تو ہماری یہ صلاح ہے تو شہر کیرو مین جو مصر کا دارالسلطنت ہے جا تیرے بخت کا ستارہ چمک جائیگا جو مطلب ہے پائیگا صبحدم جب بیدار ہوا خواب شب ماں سے کہا اوس نے جواب دیا اے فرزند خواب خیال مشہور ہے اسپر عمل کیا ضرور ہے زین الاصنام نے کہا وہ شخص بزرگ صورت نیک سیرت متقی پارسا مردان خدا سے تھا مین اس وادی مین اپنی جان لڑاؤنگا اوسکے حسب ارشاد کیرو ضرور جاؤنگا القصہ ایک رات پوشیدہ بے کہے سنے یکہ و تنہا چل نکلا کبھی پیادہ پائی کا رنج پایا نہ تھا سفر کا صدمہ اوٹھایا نہ تھا بصد پریشانی بصد سرگردانی بہر صورت پہونچا شہر قطعہ دار بہت کیفیت کا مکانات مرتفع جابجا بازار آراستہ

عمدہ سے بھر آیا ایک مسجد رفیع کے دروازے پر بیٹھ گیا کس راہ سے گردش شام و بیگاہ سے تھک گیا تھا نیند آگئی وہان
لیٹ کے سو رہا اس اثنا مین سلطان جہانگرد سیاحی کرتا سمت مشرق سے زین السما ہوا عجیب غریب جلوہ پیدا ہوا
نقش باطل کیطرح کذاک سحر نے صفحۂ دنیا سے سیاہی کو مٹایا چاند کیسا ایک تارا بھی نظر نہ آیا شعاع شمس نے جہان کو
منور کیا سیاہی شبکو شہر بدر کیا شہزادہ نے زبان بندگی شہریار امان دیکے باہر آیا وزیر تلوار میان مین کر کے اپنے گھر آیا
خلق خدا کو انکی خبر معلوم ہوئی وزیرزادی آج پھر بچ گئی اسکی دھوم ہوئی گھر گھر اسکا چرچا تھا وہی اگر یکجا ہو گئے
یہی تذکرا تھا کہ فوج زنگبار نے چین و تاتار کو گھیرا دنیا کا رنگ اور ہوا اسکا طور ہوا در دولت سلطانی پر اکا سی
دیا روشن ہوا آسمان اول پر ماہ رونق بخش انجمن ہوا محل سرای خاص مین شہریار رونق افزا ہوا باقیماندہ کہانی کا تذکرا
ہوا کہ زین الاصنام کی آنکھ جو لگ گئی پھر اوسی شخص کو خواب مین دیکھا اوس نے کہا اے فرزند مرحبا مجکو تیری جرأت و ثابت قدمی کا
امتحان منظور تھا واقعی تو بہت اولوالعزم صاحب ہمت و جرأت ہے اب تو وطن کو پھر جا وہ دولت و مال تیرے ہاتھ
آئیگا کہ تو باعث رشک سلاطین عصر ہو جائیگا اسکی آنکھ جو کھلی دم نہ مارا پھر بانسرے کی راہ لی افتان خیزان گھر پہونچا
مان نے ناکام پھرنیکا مصیبت سفر مین گھرنیکا حال پوچھا اوس نے وہی خواب کا سانحہ کہہ دیا اوسکی مان عقل کامل رکھتی تھی ملامت
و عتاب کے بدلے تسلی کرنے لگی کہا تو زیادہ رنج و فکر نکر اگر مقدر مین ثروت و جاہ ہے گھر بیٹھے سامان مہیا ہو جائیگا
مدعا بر آئیگا جسدن یہ گھر پہونچا اوسی رات کو وہ پیر مرد پھر خواب مین آیا کہا اے زین الاصنام اب زمانہ چین کا قریب آیا دم سحر اوٹھکر
اپنے باپ کے خلوت سرا مین جاکے زمین کھود تو خزانہ غیب لاریب پائیگا افلاس یاس سے بھاگ جائیگا زین الاصنام جو نیند سے
چونکا اپنی مان سے تیسرے خواب کو بیان کیا وہ متبسم ہو کے بولی کہ بڑے صاحب کے مزاج مین مزاح ہے دو بار ہنکا
سے اتنی دور دوڑانے سے تسکین نہوئی تیسرا شوشہ چھوڑا زین الاصنام نے کہا آپ بجا فرماتی ہین مگر مجکو یقین کامل ہے
اوس مکان عشرت نشان کو کھود کے دیکھونگا وہ بولی بسم اللہ گھبرو جانے سے ہر منزل مقام کی ایذا اوٹھانے سے یہ محنت
کم ہے زین الاصنام کدال پھاوڑا لیکے خلوتخانہ مین پہونچا زمین کھودنے لگا یہانتک کہ دو تین گز زمین مربع مین کھود کے
غار کیا سوا ابھی تھک جانے کے کچھ ہاتھ نہ لگا ایکدم دم درست کرکے پھر متوجہ ہوا دفعتہ سنگ سپید کی سل بہت
بھاری نظر آئی اوسے جو سرکایا دروازہ باب کامیابی کا ہاتھ آیا مشعل جلاکے اوسمین بڑھا مکان مختصر چینی کی دیوارین
بلور کے در چھت پر نقش و نگار طلا کار سیب کی بڑی بڑی تپائیان بچھین سنگ سماق کی خمین برابر رکھین پہلے شیشہ

افلاس مین شراب سمجھا سرپوش جو اوٹھایا تو زر سرخ سے لبالب پایا پھر سبکو دیکھا اشرفیان بھری تھین ہموار دھری تھین آسنے
گود مین کچھ اشرفیان اوٹھا کے مان کے پاس جا کے نذر دی مبارکباد کہی وہ دیکھ کے حیران ہوگئی بیٹے سے کہا ای فرزند عنایت خدا ہی
شکر ہوا ہی مگر مثل سابق بسبب تصرف دراز نکرنا اور افشای راز نکرنا وہ بولا اب کوئی کام بغیر آپکی صلاح کے سرزد نہوگا آپکا ارشاد
رد نہوگا اوسنے کہا مجکو تیری خوشی کی خواہش ہی غمگین دیکھنے مین کاہش ہی زین الصنم مان کا ہاتھہ تھام کے اوس خانہ مین لیگیا
اوسنے بچشم خود وہ خزانہ لاانتہا دیکھا دفعتہ اسکی نظر ایک کونے پر پڑی وہان چھوٹی سی صندوقچی آہنین دیکھی بیٹے سے پوچھا اسمین
کیا ہی اوسنے دیکھا نہ تھا متعجب ہوا اوسکو جو کھولا جواہر کی کنجی طلائی زنجیر مین پائی وہ بولی یہ اور کسی خزانہ کی کلید ہی دیدہ ہی نہ شنیدہ ہی
مان بیٹے ہر سو جستجو کرنے لگے تقدیر بر سر یاری فلک متوجہ مددگاری تھا اور دروازہ ہاتھہ آیا قفل اوسی کنجی کا پایا کھولا تو دوسرا قطعہ
مثلث دیکھا نہایت فضا کا صحن مین نو تپائیان طلائی گز بھر زمین سے بلند پائین آٹھہ پر تصویر آدمی کے قد سے کچھ بلند
الماس کے ایک پرچے کی سلم دونو کی عقل گم ہوئی کہ یہ شی نادر عدیم المثال کہانسے ہاتھہ آئی تھی ہمکو تو اسکی پرچھائین نہ دکھائی تھی
مگر نوین تپائی خالی سپید اطلس منڈھی اوسپر یہ عبارت بخط جلی لکھی کہ ای فرزند ارجمند یہ آٹھون مورتین جو تیرے ہاتھہ آئی ہین صناع نادر دست
نے بنائی ہین نوین تصویر بہت بے نظیر ہی اور چمک دمک مین ذرہ و خورشید کا فرق پائیگا جب اوسکا نقشہ نظر آئیگا اگر
اوسکا طلبگار ہوگا گیرو مین جانا وہان مبارک نام بہت سعید میرا غلام ہی مشہور خاص و عام ہی جس سے پوچھے گا پتہ پائے گا
گھر اوسکا مل جائے گا زین الصنم نے یہ عبارت پڑھکے مان سے اوسکے دیکھنے کا ذوق بصد شوق عرض کیا باصرار رخصت خواہ
ہوا پھر چند غلام باوفا ساتھہ لیکے گیرو کی سمت چلا بعد طی منازل و مراحل شہر گیرو مین بخیر و عافیت پہونچا مبارک کا
مکان اوسکا نشان دریافت کیا معلوم ہوا کہ مصر کے امیر و غنی ہی امرا کی صورت اوقات بسر کرتا ہی بے دغدغہ شام
کو سحر کرتا ہی زین الصنم اوسکے دروازے پر آیا دستک دی ایک غلام نے دروازہ کھول کے انکا نام و نشان
آنے کا سبب پوچھا زین الصنم نے کہا مین اس شہر مین غریب دیار تازہ وارد ہون تمھارے آقا کا جود و سخا بہت مشہور
ہی یہان رہنا مجکو منظور ہی غلام نے کہا ایکساعت توقف کیجیے آپکی خبر کرکے آتا ہون پھر بہت تیز قدم آیا انکو مکان مین
لیگیا اسنے دیکھا مکان رفیع الشان کمرہ بہت تحفہ صحن وسیع منقش سقف بلند ایوان دفعتہ ایک کمرہ سے صاحب خانہ
نکلا جھک کے سلام کیا مزاج کی خیر و عافیت پوچھکے یہ کلام کیا کہ آپنے یہانتک قیام سے مجکو سرافراز کیا ہمچشمون مین
ممتاز کیا زین الصنم نے کہا بانسرے کا پادشاہ جنت آرامگاہ جو تھا مین اوسکا بیٹا ہون مجکو پہچانا مبارک نے کہا

مین اوس مغفور کا زرخرید غلام ہون تمھارا سن کیا ہی اوس نے بیس برس بتائے مبارک بولا بائیس سال سے اونکی خدمت سے
جدا ہون مصر مین رہتا ہون مجکو کیونکر یقین آئے زین الاصنام نے کہا خلوتخانہ گنبد کی طرح ہی مینے اوسمین چالیس خم اشرفیون کے بھرے
پائے وہ بولا کوئی اور چیز بھی نظر آئی زین الاصنام نے کہا دوسرے قطع مین نو ستون طلائی آٹھہ پر تصویر الماس کی
نوین پر تمھارا حال تحریر تھا جو بیان آپکا باعث ہوا یہ سنکے وہ قدمبوس ہوا آنکھین پاؤن پر رگڑنے لگا پھر کہا
بیشک تم اوسکے دلبند ہو چندے یہان آسایش کرو راہ کی کسل دور ہو جائے تو غلام آپکو وہان پہونچائے آج
روسای شہر کی دعوت ہی دستارخوان پر بیٹھا تھا آپکا نام سنکے نکل آیا حضور قدم رنجہ فرما کے جلسہ مین کچھہ نوش
فرمائین زین الاصنام نے کہا جو تمھاری خوشی بہتر پھر مبارک ہاتھہ پکڑ کے کوٹھے پر لیگیا صدر مین بٹھایا آپ دست بستہ
ہمکسران ہوا وہ جلسہ حیران ہوا جب سب نے کھانے سے فرصت پائی مبارک نے یہ تقریر سنائی صاحبو تمکو میری خدمتگذاری رنگا
اچنبھا ہی یہ عالی منزلت میرا آقازادہ ہی بصرے کے بادشاہ کا بیٹا ہی جسکا مین زرخرید غلام ہون یہ میری جان و مال کے
مالک ہین شعر یہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہی ÷ کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین ÷ الغرض
تا شام وہ جلسہ تمام ہوا سب لوگ رخصت ہوگئے صبحکو شاہزادے نے مبارک سے کہا کہ حرج راہ شام سے تابگاہ تھا
اب جلد دیر نکرو مبارک نے کہا بہت خوب مگر یہ راہ پرخطر ہی ہر منزل مین بیم و رجا ہی ضرر متصور ہی زین الاصنام نے جواب دیا
خاطر جمع رکھو مین کسی صدمے سے نہ ڈرونگا جو کہوگے وہ کرونگا یہ سنکے مبارک نے سامان سفر کی درستی کا حکم دیا خدام نے
ضروری اسباب سب مہیا کیا دم سحر نماز پڑھ کے منزل مقصد کیطرف رہنورد ہوے راہ مین عجائبات دیکھتے بھالتے
خوف و ہراس ٹالتے وہان پہونچے کہ راہ تنگ پرخار سواری کا گذر دشوار تھا آخر گھوڑے اسباب وہین چھوڑا کچھہ آدمی
نگہبانی کو مقرر کرکے کہا جبتک ہم پھر آوین بخوف و خطر اسی جا بسر کرنا ہمارے منتظر رہنا مبارک شاہزادے کو
پیادہ لیکے آگے بڑھا کچھہ دور جاکے چشمہ پانی کا رواں دیکھا کنارے پر بیٹھ کے کہا اسکے پار اوترنا ہی یہ ساحل بحر کثیف
طی کرنا ہی زین الاصنام نے پوچھا کسطرح عبور کرینگے بے کشتی ڈونگی کیونکر پار اترینگے مبارک نے کہا سحر کا سفینہ شاہ
جن بھیجے گا ملاح جو انکو دیکھہ کے خوف نکھانا نہ کوئی کلمہ زبان پر لانا اگر سوار ہوکے بات کروگے ناو ڈوب
جائیگی ساحل تک پہونچنے کی نوبت نہ آئیگی یہ گفتگو تھی کہ کشتی نمود ہوئی چوب صندل کی کشتی عنبر کا مستول مساوی
عرض و طول اطلس کا بادبان کھنچا ایک شخص کھیتا سر اوسکا بصورت فیل باقی شیر کا ڈیل نزدیک آکے سونڈ بڑھا کے

دونوں کو ناؤ میں بٹھا لیا آنکھ دم میں پار جا کے بدستور خرطوم سے اوٹھا کے زمین پر کھڑا کر دیا کشتی غائب ہوئی مبارک نے
یہ بات کہی جو یہ جزیرے نکلے بادشاہ کا ہے یہ کیفیت و بہار یہ وہ دنیا میں مطلق نہیں ہو تیا آسمان خالی زمین ہری درخت پر گل و بار بیشتر
بہار شاخیں بار دار زمین پر لوٹتی ہیں جانوران خوش الحان نغمہ سرا ہیں عجیب فرحت افزا سامان مہیا ہیں اس کیفیت و ہوا سے
زین الاصنام کو کسال او جو تھی ہر طرف ہو گئی سیر کرتے آگے بڑھے قلعہ و عمارت نظر پڑی زمرد کا قلعہ یاقوت کی تحریر تیار در ہزار برج
صورت تصویر گویا خندق پانی موتی کی آبرو رکھتا تھا دریا بھی مروارید معلوم ہوتا تھا اوسکے متصل درخت سر کشیدہ ہمسر آسمان کہ جہان
تمام سکا نو چہ سایہ فگن گلزار زمین پر بستان کا جوبن دروازے کے مقابل تختہ پر آلماس کا نکل جو آیا جس زنگی بہار قد و قامت
فلک فرسا ہو تب مبارک نے وہ چادریں سفید نکال کے بچھائیں مشک و عنبر کا بخور کر کے کچھ پڑھنے لگا کہا میں بادشاہ کو بلاتا ہوں
جس دم قریب آئے اوٹھ کے سلام کرنا بہت ادب و احترام کرنا بعد دست بستہ عرض کرنا میرا باپ تمہارا جو خادم جان نثار تھا سو اب
وہ دنیا سے سفر کر گیا مجھے بلا بھی ہی آئی اب آپ حضور میں لائی امیدوار ہوں کہ عنایت قدیم جیسی اوس مرحوم کے حال پر فرماتے
تھے مجھ پر بھی اوس سے سرفراز کیجیے جب وہ پوچھے کس چیز کے خواہاں ہو تو نو پریں تصویر کا سوال کرنا صاف صاف کہہ دینا یہ کہہ کے
مبارک نے اسم اعظم شروع کیا دفعتہ برق چمکی رعد کی صدا آئی تاریکی چھائی زمین تھرائی شاہزادہ زین الاصنام خوف کھانے لگا کہ ناگاہ
لگا پھر وہ آواز موقوف ہوئی روشنی پیدا ہو گئی سلطان جن خوب بصورت انسان کی شکل بن کے سامنے آیا شہزادہ اوٹھا تسلیم کو
سر جھکایا اوس نے گلے سے لگایا پھر فرمایا اے فرزند تیرے باپ کو میں بہت پیار کرتا تھا جب وہ یہاں آتا تھا الماس کی
تصویریں مطابق تحفہ لیجاتا تھا تو تجھکو اوس سے زیادہ عزیز ہے اور خواب میں تجھکو میں نے آگاہ کیا تھا جو تیرا مطلب ہے تجھکو معلوم ہے تو اس شرط سے
ایک یہ انعام بجا لاو ہمیں تعلب یا دست تصرف دراز نکرنا میرے صولت سے ڈرنا وہ یہ امر ہے کہ ایک پری چہرہ کم سن نو عمر اچھوتا جو کا
عالم سراپا نور کا عالم با عفت میرے واسطے تلاش کر کے لا نگاہ بد سے اوسکو نہ دیکھنا وگرنہ مورد عتاب ہوگا بہت خراب ہوگا
اس نے عرض کی صورت شکل تو دیکھنے سے معلوم ہو گی عفت و عصمت کیونکر مفہوم ہو گی شاہ جن نے کہا ایک آئینہ تجھکو دونگا
اگر وہ پاکدامن اوس سے بری ہو گی تو آئینہ میں معلوم یہ شکل ہی ہو گی وگرنہ آئینہ تیرہ و تار ہو جائیگا اوسکا چہرہ تجھکو نظر نہ آئیگا
پھر کہا خبردار اگر بری نگاہ سے اوسکو دیکھا تو جاننا کہ خراب ہوگا میرے ہاتھ سے کسی طرح تجھکو نہ مفر ہوگا اسپر عہد لیا آئینہ دے کے
رخصت کیا جسطرح پار اترا تھا اوسی طرح کشتی پھر آئی کنارے پر پہونچا گئی جس جگہ سامان گھوڑے تھے وہاں پہونچے
پھر گھر میں وارد ہوئے زین الاصنام نے مبارک سے کہا جسطرف تم بتاؤ میں جاؤں اوس حور نژاد کو ہم پہونچاؤں مبارک نے

کہا جیسی شکیلہ جمیلہ لڑکیان اس شہر مین ہین کہان پاؤ گے اگر سارے جہان مین خاک اڑاؤ گے یہان ایک عورت دلالہ ہی تمام شہر کا حال جانتی ہی اچھی سی صورت خوب پہچانتی ہی مین تمھارے پاس اسکو لاتا ہون وہ ڈھونڈھ لائیگی اوسکے ذریعہ سے جلد ہاتھ آئیگی غرض وہ دلالہ آفت کا پرکالہ تھی تھوڑے عرصہ مین بہت سی حسین مہ جبین گلگون عذار طرار بلائی مگر زین الاصنام کے سوبرو لائی اسنے جسکے سامنے آئینہ دکھایا تیرہ و تار پایا آخرکار مجبور ناچار مبارک و شاہزادہ بغداد مین گئے مکان بہت نفیس کرایہ کر لیا بڑی شوکت و شان سے اوقات بسر کرنے لگے دسترخوان بہت وسیع کیا کہ صدہا معزز و ممتاز شہر امراء کھاتے تھے جو بچ رہتا غریب غربا پاتے تب شہر مین شہرہ انکی جود و سخا کا گھر گھر مچا اوس محلہ مین ایک مؤذن مسجد رہتا تھا بدباطن بداصل جب اوسنے یہ عالم دیکھا تو اوسکو آتش حسد مین لال بشکل زغال دیکھا اوسنے جو انکی ہمت و سخاوت کا چرچا سنا جل گیا چہرے کا رنگ بدل گیا ایک روز بعد نماز مغرب اپنے دوستون سے کہا ایک شخص اس محلہ مین تازہ وارد ہی اور تمام شہر کو روپے پیسے یا نقد اسباب سے ممنون کیا ہی وہ یا رہزن یا چور ہی شہر آباد دیکھکے آیا ہی فیاضی کے رنگ سے سبکو ممنون بنایا ہی ایکدن ہاتھ صاف کریگا کوئی امر خلاف کرے گا احتیاط شرط ہی اگر خلیفہ ہارون الرشید پر یہ مقدمہ کھلا تمام محلہ گرفتار ہوگا ذلیل و خوار ہوگا سب نے کہا ایسے شخص سے احتراز ضرور ہی بلکہ کوتوال سے کہنا بھی ضرور ہی مؤذن یہ باتین کرکے اپنے گھر مین گیا اور صبح کو اظہار اسکا کوتوال سے مصمم ٹھانلیا وہ طرار جو چرخ چڑھا تھا شب گردی سے فرصت پا کے صحرای نیلی فام مین نکل آیا خبردار باش بیدار باش کا غلغلہ کم ہوا کچھ اور ہی عالم ہوا سرمست بادۂ غفلت نیند سے چونکے ہوشیار ہوئے بر سر کار ہوئے شہزادے نے انگڑائی لی منہ بند کیا ہاتھونکو دعای ترقی عمر و دولت شہریار مین کھولا بادشاہ اوٹھ کے بارگاہ مین رونق افزا ہوا خلقت کا کاروبار اجرا ہونے لگا امید شام مین دنکو ٹالا امیدوار ضروری کو نکالا بعد انجام شام تیرہ انجام نظر آئی طبیعت نے تسکین پائی شہریار دربار برخاست کرکے خلوت سرا مین جلوہ نما ہوا شہزادہ طلب کی پھر وہی چرچا ہوا اتفاقاً مبارک بھی اوس جلسہ مین بیٹھا یہ سنتا تھا سوچا دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ اوسی وقت ہزار روپے چند ریشمی تھان لیکے اوسکے دروازے پر پکارا وہ نکل آیا تو مشرف ہوکے پوچھا تیرا کیا نام ہی یہان کیا کام ہی مبارک نے تھیلی روپے کی اور تھان نذر کیے کہا ہم غریب الوطن تمھارے ہمسایے مین وارد ہین ہمارے آقا نے بعد سلام کہا ہی ہمنے آپکے زہد و تقوے کا حال بہت سنا ہی یہ ہدیہ مختصر گو آپکے لائق نہین مگر قبول ہو کہ مجکو سرور حصول ہو اور مجھے اپنا مشتاق نیازمند سمجھکر دعای خیر سے یاد کرو بقول قائل سے زر بر سر فولاد نہی نرم شود + مراد کی تو مراد ملی اوسکے لیکے بہت

خوش ہوا اور کہا میر اسلام باشتیاق تمام عرض کرنا دم سحر حاضر ہو کر غیر حاضری کا عذر سناؤنگا پھر روز خدمت فیضدرجت مین
آؤنگا صبحدم اوس نے نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جلنے مغرب کیوقت مشورہ افشای حال کو توال سے کیا تھا اوسنے کہا جسکا فکر
شبکو تھا وہ شاہزادہ ہی خدا خیر کرے اگر یہ جھوٹی خبر کوتوال کو ہوتی ناحق عذاب مین گرفتار ہوتے ذلیل و خوار ہوتے جسقدر
اون لوگونکو گمان ہوا تھا وہ سب لے دور ہوا اونمین معترف قصور ہوا پھر کپڑے اچھے پہن کے زین الصنم کیخدمت مین
حاضر ہوا شہزادے نے بہت تعظیم تکریم کی دم گفتگو مراد نے پوچھا آپ کس کام کو یہان تشریف لائے ہین زین الصنم نے کہا یہ قصد
رکھتا ہون اگر کوئی خوبصورت صاحب جمال پندرہ سولہ برس کا سن و سال ہو عفیفہ بمرتبہ کمال ہو تو اوس سے عقد کرون مراد نے
کہا ان صفتونکی ہاتھ آنی مشکل ہی مگر ایک لڑکی بہمہ صفت موصوف وزیرزادی ہی اوسکا باپ وزارت چھوڑ کر خانہ نشین گوشہ
گزین ہوا ہی اوس نے طریق روزہ و نماز علم دین اسلام کا آئین اوسکو تلقین کیا ہی ظاہر و باطن اوسکا اچھا ہی شاہزادہ نے
کہا مین اوسکی صورت اگر دیکھونگا سب صفتین مجکو معلوم ہو جائینگی پھر عقد کرونگا مراد نے کہا مین اوسکے باپ سے اسکی اجازت
حاصل کرون تو آپکو لیچلون مراد وزیر معزول کی خدمت مین پہونچا اور منہ دکھانیکا اقرار لیکے حاضر ہوا دوسرے وزیر زین الصنم کو
لیگیا وزیر اسکی صورت دیکھ کے تقریر سنکے عقد پر راضی ہوا بیٹی کو روبرو کر دیا شہزادہ اوسکا چہرہ بدر مثال دیکھتے ہی
عاشق زار فریفتہ بیقرار ہو گیا آئینہ جو سامنے کیا وہ خورشید کیطرح اوس ماہرو کے مقابلے سے چمکا زین الصنم نے وزیر سے کہا
جو ہونا ہو سو ہو مین اس سے اپنا عقد کرونگا بادشاہ جن کو نہ دونگا وزیر نے قاضی کو بلایا نکاح پڑھوایا تین روز اپنے
گھر مین رکھا جو جو اوس زمانے مین شادی کی رسمین مقرر تھیں سب ادا کین شہزادہ نے اپنے مکان پر آکے جواہر بے بہا
بہت سا زیور مبارک کے ہاتھ بھیجا وزیر نے بھی جہیز معقول دیکے مبارک کے ہمراہ سوار کر دیا یہ شادی جٹ منگنی پٹ
بیاہ بغداد مین بہت مشہور ہوئی شاہزادے نے امیر وزیر سبکو بلا کے تکلف سے دعوت کی جب فرصت ہوئی مبارک نے
کہا اب یہانسے چلیے بادشاہ جن سے ایفای وعدہ کیجیے زین الصنم نے جواب دیا کہ اسپر میری جان جاتی ہی مین شاہ
جن کو نہ دونگا اپنے محل مین رکھونگا مبارک نے کہا ناحق ورطہ ہلاکت مین پڑو گے وہ جن ہی تم اسپر تصرف نکر سکو گے
وہ آکے تمکو قتل کریگا زین الصنم سمجھا یہ میرا دوست جانی ہی صلاح نیک دیتا ہی اپنے دل پر جبر کر کے صبر کیا مبارک سے
کہا اب اسی ہی وش کو میری نظر سے پوشیدہ رکھو سامنے آنے دو مبارک فوراً سامان سفر درست کر کے جن کے
جزیرے کیطرف چلا بسکہ سفر دور دراز تھا ایک روز اوس ماہ طلعت نے مبارک سے کہا عجب اتفاق ہی عقد کے

روز سے ہمنے آج تک تجھے اپنے شوہر کو نہیں دیکھا ہے اسکا سبب کیا ہی اوس وقت مبارک نے کہا سنو صاحب اوسنے عقد اپنے
واسطے نہیں کیا ہی یہ بادشاہ جن کی فرمایش تھی تمکو وہان لیے جاتے ہین جلد پہونچا دینگے یہ سنکے وہ بیچاری مصیبت کی ماری
بہت روئی کہا اللہ میرے حال زار پر رحم کر تمنے مجکو میرے ماں باپ سے چھڑا کر غریب الوطن کیا اب مجھے گور و کفن کرتے ہو حشر کے
روز خدا ہی سے نہیں ڈرتے ہو کسی نے کچھہ سنا اوسکو لیجا کے شاہ جن کے حوالے کیا وہ اسکی صورت دیکھہ کے بہت خوش ہوا
زین الاصنام سے کہا مین تمسے بہت راضی ہوا تم یہانسے جاکے تہ خانے کو دیکھنا نوین تصویر جسکا وعدہ ہی وہان پاؤگے یہان سے
لیجانیکی تکلیف کیون اوٹھاؤگے شہزادہ رخصت ہوکے گھر وہین آیا پھر بانسرے پہونچا وزیرزادی کے فراق مین حال
بہت تباہ تھا ہر دم شغل نالہ و آہ تھا پہلے ماں کی خدمت مین حاضر ہوکے قدمبوس ہوا اور ابتدا سے انتہا تک سب قصہ کہا
اب اوسکے ہجر مین نوین تصویر کا اشتیاق جاتا رہا ماں نے تشفی کی سمجھایا کہ ایک دنیا مین بہتر ہی اگر وہ ہلال ہی تو دوسرا ماہ
ہی تم رنج و فکر نکرو ہم اوس سے اچھی ڈھونڈ لائینگے اوسکا خیال تمہارے دل سے بھلائینگے مگر یہ اوسکے تصور مین مبہوت تھا
پہرون ساکت نقش دیوار رہتا کئی دن کے بعد اوسکی ماں نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوا اب چلکے اوس تصویر کو دیکھو شاید
رنج تمہارے دل سے کم ہو دفع یہ درد و الم ہو غرض ماں کے کہنے سے با دل زار سینہ فگار تہ خانے مین آیا نوین تصویر
کی جگہ ایک پری پیکر کو بیٹھا پایا نظر اول پہچانا کہ وہی وزیرزادی ہی زین الاصنام کو سکتا ہو گیا وہ بولی کیون پریشان خاطر ہو
زین الاصنام نے کہا میری حیرانی کا باعث یہ ہی کہ تمکو بادشاہ جن کو دے آیا تھا اپنے دل پر سخت صدمہ اوٹھایا تھا یہان
کیونکر آنا ہوا ہنوز اوسنے جواب دیا تھا کہ صدای ہیبتناک آنے لگی زمین تھرانے لگی ملکہ خوف کھانے لگی یکایک وہی شاہ
جن بصورت انسان نمایان ہوا شہزادہ کی ماں سے کہا مین تمہارے بیٹے کو بہت چاہتا ہون اسکے باپکی ملاقات کا بہت
پاس ہی اوسکو نباہتا ہون مجکو معلوم ہوا کہ یہ اس پری پیکر کا عاشق زار ہی مگر میرا پاس کیا اپنی معشوقہ کو باعصمت میرے پاس
پہونچا دیا مینے اسکی خاطر سے یہان بھیجا شوق سے اسکے ساتھ عیش کے تمنا دل کی نکالے مگر خبردار دوسری نذر گھر مین ڈالے نوین
تصویر بھی لایا ہون خالی نہین آیا ہون فقط دیکے جن غائب ہو گیا زین الاصنام نہایت خوش ہوا وزیرزادی کے ساتھ چین کرنے لگا وہ ملکہ
بالنسرا مشہور ہوئی یہ خبر مشہور و مدور ہوئی رات بہت باقی تھی شہریار کو مشتاقی تھی شہرزاد نے دوسرا قصہ چھیڑا کہنا شروع کیا

حکایت شاہزادہ خداداد و شاہزادی دریابار کی شاہزادہ خداداد کا زنگی مردم خوار سے بھائیون کی جان بچانا اونکا حسد سے دشمن جان ہوکے شاہزادہ کو چہ رنگ بنانا اسکا بفضل شافی

مطلق صحبت پانا جامع المتفرقین کا باپ ماں سے ملانا شاہزادی دریابار کی امید بر آنا

جزیرہ بحر قلزم میں حیران نام ایک شہر ہے پادشاہ وہاں کا رعیت پرور خجستہ خصال ملک لا انتہا دولت لازوال فوج بے حساب
سے باہر خزانہ کی تعداد سے عالم الغیب ماہر اس سامان پر کاشانہ تمنا کا چراغ گل تھا وارث تخت سلطنت نہونے سے
اندھیرا بالکل تھا اگرچہ مخدرات عصمت حسین خوبصورت مہ جبین بہت تھیں فرزند کی امید سب سے قطع تھی رات دن خیال لیل و نہار
سے دست بدعا رہتا تھا سربسجدہ ملتجی سدا رہتا تھا کہ تیری ذات برآرندہ حاجات ہے میری دعا قبول ہو مطلب دلی کا حصول ہو
ایک شب عالم خواب میں ایک مرد بزرگ صورت پاکیزہ سیرت نظر آئے فرمایا اے شخص پروردگار عالم نے تیری تنہائی پر رحم فرمایا
عنایت اوسکی تیری مددگار ہوئی شاخ تمنا برگ و بار ہوئی دم سحر نماز پڑھکر اپنے پائین باغ میں جا ایک انار اپنے
ہاتھ سے توڑ لا حسب تمنا دانے اوسکے کھا کے امیدوار ہو کیا عجب کہ اوسی شب بیبیوں میں سے کوئی باردار ہو حصول
تمنا کا باعث انار ہو آسیب حسرت سے چہرا بہی کا رو زرد کھائے دل مضمحل باغ باغ ہو جائے بادشاہ فرط خوشی سے
چونک پڑا دیکھا تو نماز کا وقت تھا ضروریات سے فرصت پا کے نہا کے بہت خشوع خضوع سے نماز پڑھی پھر دست دعا
بدرگاہ حق جل و علا بلند کیا طلب فرزند ارجمند کیا پھر باغ میں آیا پہلے گلگشت کیا پھر ایک انار رنجیدہ دیکھہ کے اپنے
ہاتھ سے توڑ لیا تمنا یہ تھی کہ پچاس بیبیاں حرم سرا میں حسین مہ جبین ہیں سب بار لائیں پچاس بیٹے پیدا
ہو جائیں اسی آرزو پر اوسی قدر دانے شمار کر کے کھائے فقط اپنی تقدیر کا پھیر ہے و گرنہ وہاں دینے میں کیا
دیر ہے جس عورت کے پاس گیا وہ حاملہ ہوئی بار ہی باری نو مہینے کے بعد لڑکا جنی اتفاقاً فیروزنا نام مردم
اون میں مہ جبین تھی اوسکا حمل احتمال میں ہا صریح ثابت نہوا ہر چند دائیاں ہوشیار دیکھہ بھال میں ہیں مگر بادشاہ سے
اقرار نہ کر سکیں شہریار بہت بدمزہ ہوا کہ یہ سخت بدبخت ہے منہ دیکھنا اسکا روا نہیں پھر قتل کا حکم دیا وزیر نے پایہ تخت کو
بوسہ دیکے عرض پیرا ہوا کہ پیر مرشد اکثر معاملہ ایسا ہوا ہے کہ نشان ظاہر نہوا نویں مہینے لڑکا پیدا ہوا ہے اس صورت میں
خون ناحق کا بوجھہ لینا بے سمجھے بوجھے یہ حکم دینا مصلحت کے خلاف ہے دور از انصاف ہے پادشاہ نے فرمایا
خیر جان بخشی کی مگر محل سے کیا شہر سے باہر نکال دو صورت نحس مجکو نظر نہ آئے بلا کو ٹال دو وزیر نے عرض
کی سمیر حضور کا بھتیجا ہے اوسکے پاس روانہ کیجیے مدت حمل تک دیکھہ لیجیے القصہ فیروزنا کام بسر انجام کو شہر سمیر میں
بھیجدیا اور سمیر کو نامہ لکھا یہ امانت شاہی ہے خبردار اوسکے حال سے ہر مہینے مطلع کرنا جو کچھہ ظہور میں آئے لکھہ بھیجنا

جب فیروز ملک یاسمن مین پہونچی بعد نو مہینے کے برج حمل سے نیر تابندہ پیدا ہوا یعنی بصورت دلکش دیکھتے ہی شیدا
ہوا بتعجیل تمام بادشاہ گیتی پناہ کو عرضی لکھی کہ حضور کو فرزند ارجمند مبارک ہو فیروز چاند سا بیٹا جنی شہریار ذوی الاقتدار
گوش بر آواز تھا یہ نوید سراسر امید سنکے بکمال مسرور ہوا غم و غصہ خاطر اقدس سے دور ہوا اوسیدم جواب لکھا کہ عنایت الٰہی
فیض تمنا ہی سے بیان بھی جتنے محل تھے سب کے افق بطن سے ایک ایک مہر درخشان نمایان ہی ہر ایک حسین
جبین سلطنت کے شایان ہی لیکن اوس یگانہ افاق کے لڑکا ہونے سے یاس مین امید حاصل ہوئی ہی شادمانی
کامل ہوتی ہی تمکو تاکید کیجاتی ہی اوس نور بصر بخت جگر کا نام خداداد رکھنا بڑی دھوم سے چھٹی کا جلسہ کرنا پرورش و تعلیم مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو جو صرف کیواسطے درکار ہووے تامل لکھ بھیجو بیگم بدل و جان اوس اختر برج شہریاری کی
پرورش مین مشغول ہوا جب پانچ برس کا سن ہوا بسم اللہ کر کے پڑھنے کو بٹھایا ہر فن کا استاد کامل طلب کیا فن سپہ گری
بھی خوب سکھایا چند عرصہ مین بعنایت خدا و باعث ذہن فن کا آئین ریاست قانون سلطنت کا مشتاق ہوا ہمسنون مین
یگانہ آفاق ہوا سولہ سترہ برس مین وہ بے نظیر یکتای روزگار ہوا جوان رعنا قوی بازو دبدبہ جہانداری جب ایسے آشکارا ہوا
جب نشہ شباب نے ترقی کی جوہر شجاعت و زور آزمائی کے امتحان پر طبیعت مائل ہوئی ایکدن اپنی مان سے کہا مین نے
سنا ہی میرے باپ کے ملک پر دشمنونکی چڑھائی ہی اکیلا پاکر غنیم نے ہرطرف سے دھوم مچائی ہی لہذا امیدوار ہون کہ بخوشی
تمام مجکو جانیکی اجازت دیجیے تامل نکیجیے نہین معلوم کیا باعث ہی کہ اسوقت مین مجھے یاد نہین فرماتے ہین شاید مجھے
جانیکے نہین بلاتے ہین آخر دریافت ہوا کہ اور بیٹے جو حضرت کے ہین ابھی اس قابل نہین ہین کہ میدان داری
کرین سر معرکہ دشمن کو عاری کرین اسوقت مین بیٹھ رہنا ہمت و جوانمردی سے دور ہی خود حاضر ہونا ضرور ہی فیروز
نے جواب دیا ہو جان مادر تو میری زیست کا سہارا ہی دلکو تیرا فراق کسیطرح نہین گوارا ہی مگر آج کل جو تیرے باپکو
بدخواہون نے گھیرا ہی بدعہدی پر مستعد ہین مروت سے منہ پھیرا ہی تیرا شریک ہونا مناسب ہی یہی وقت دستگیری ہی مگر بے بلائے
جانا بڑی بے توقیری ہی خداداد نے عرض کی ایسے وقت مین یاد فرمانیکا انتظار کرنا مصلحت کے خلاف ہی اس
مقام پر تکلیف شرع معاف ہی علاوہ اسکے تمنائے قدمبوسی حد سے فزون ہی غرضکہ شوق ملازمت سے نوبت بجنون ہی
تعجب نہین ہی کہ کثرت اشتیاق سے جان زار سینہ سے نکلے حسرت دید دلمین باقی رہے پہلے مین وہان جاکر بطور مسافر
بنکے ملازمت کرونگا جبتک کوئی کار مردانہ یا جنگ رستمانہ سرزد نہو فرزندی کا دم نہ بھرونگا جسدم کوئی ایسی شکل

نمایاں ہوگی اور یہ احوال جانینگے کہ سے زیادہ عزیز سمجھیں گے سب سے سوا مانیں گے خداداد نے ہر چند نسب و نژاد عرض نکی
تھی مگر اور کچھ حسب ہی اخفی نہو سکے ایک روز اوس ہمای اوج خلافت نے شمشیر برق خصال خرمن عدو سوز کو
کمر سے لگایا آئینہ فولادی بر میں خود سر پہ رکھا کمان کیانی کو مع ترکش جواہر نگار دوش پہ لٹکایا سمند اقرہ خاص صرصر
خرام پر سانند عراق مع لگا سوار ہوا اور رفیقان جان نثار کو ہمرکاب لے شکار کے حیلے سے ملک یاسمین سے بادِ گل
کیطرح نکلا شہر حیرن کیطرف چلا بعد قطع مراحل منزل مقصد پہ پہنچکے بادشاہ کے حضور میں آیا پایہ تخت کو بوسہ دیکے
تسلیم بجا لایا وہ بھی حسن و جمال شوکت و جلال دیکھتے ہی عاشق ہوگیا شفقت پدری سے خون نے جوش کیا کمال عنایت
و الطاف سے فرمایا آپ کا کیا نام ہے حسب و نسب کیا ہے یہاں آنے سے کیا کام ہے شہزادہ نے عرض کی قبلہ عالم
سر فروش اپنی قوم کا رئیس زادہ ہوں قاہرہ مولد ہے طبیعت سیاحی پر آمادہ ہو شہروں کی سیر کرتا جا بجا پھرتا یہاں بھی مسافرانہ
وارد ہوا ہے یہ سنا ہے کہ دربار حضور والا کو مہم سخت درپیش ہے اسواسطے قدمبوس ہوا ہوں کہ اس معرکہ جنگ میں جوہر
شجاعت بندگان عالی کو دکھاؤں کہ ہم بھی ہیں آبرو پاؤں بادشاہ یہ تقریر دلپذیر سنکے اور ویسا ہی خوب دیکھکے بہت خوش
ہوا اوسیدم فوج ظفر موج کا سالار کیا خداداد نے لشکر کے سرداروں کو اپنی خوش اخلاقی سے راضی کیا باہمی
حسن سلوک سے مطیع ہوئے جو جو چیزیں پرانی تھیں بدلوا ڈالیں نئے سر سے فوج کو ایسا آراستہ کیا کہ بادشاہ
ملاحظہ کر کے دنگ ہوگیا سوا اپنے عہدے کے ہر دم بادشاہ کی مصاحبت کرنے لگا ارکین سلطنت بھی
اسکی لیاقت و فراست سے تعظیم و تکریم کرتے تھے اور سب شہزادہ اسکے روبرو شہر یار اور تمام اہل دربار کی نظروں سے
گر گئے اپنی کج فہمی سے حسد میں گھر گئے پروردگار عالم جس شخص کو عزت و حرمت بخشتا ہے حاسد کیا کر سکتا ہے اسکی فصاحت
و بلاغت امانت و دیانت سے بادشاہ بکمال محظوظ رہتا تھا اور جن بادشاہوں کو یورش کا عزم تھا درستی فوج اسباب
حرب سامان ضرب سنکے دانت کھٹے ہوگئے کان دبا کے چپ ہو رہے بادشاہ نے معتمد جانکے سب شہزادوں کو
تعلیم کیواسطے اسکے سپرد کیا گو خداداد کی عمر سب بھائیوں کے برابر تھی پر لیاقت پر نظر تھی اب اوسکے تحت حکومت ہونے
سے آتش رشک میں جلنے لگے آپسمیں صلاح کرنے لگے کہ بابا ہمارا سودائی ہے ایک شخص محض ناواقف اوسکو ہمپر
کارفرما کیا ہے یہ کیا دانائی ہے اب بے اوسکی خداوندی و اجازت کے ہلنا دشوار ہے یہ بات بہت ناگوار ہے کوئی ایسی تدبیر
نکالئے کہ اس سخت آفت کو سر سے ٹالئے ایک نے کہا کیلا بابا کے یہ شمشیر کیجیے دفع دشمن کی تدبیر کیجیے دوسرا بولا

قتل کرنے میں قباحت ہے افشا ہوا تو بڑی ندامت ہے جس وقت بادشاہ پر کھل جائیگا صورت سے ہم لوگونکی بیزار ہوگا خون ناحق میں ہر ایک بجائی خود گرفتار ہوگا بہتر یہ ہے کہ خود بادشاہ سے سزا دلوائیے آپ نہ بلائیں بجائیے یہ شکل بہتر ہے کہ ہم اس سے شکار کی اجازت لیکر چل نکلیں اور دور کسی ملک میں ہو بیٹھکے سکونت کریں جب ہم مفقود الخبر ہو جائینگے بادشاہ اور سب گھبرا جائینگے شفقت الفت پدری بیچین کریگی دلکو اضطراب ہوگا دم بھر نہ قرار ہوگا اوس حالت میں یقین ہے ہمکو یہانسے نکالیں بلکہ تعجب نہیں جو غیظ میں آکے مار ڈالیں سب نے اس رائے کو پسند کیا شکار کا حیلہ دلونمیں ٹھان لیا خداداد سے رخصت خواہ ہوے کہ ہمارا دل بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم شکار کھیلیں اس طریقے سے شہر کے باہر جائیں گرد نواح کی سیر کر آئیں شہزادے نے باوصف دانشمندی اخوان الشیاطین کے دم میں آکے اجازت دیدی مکاروں نے اپنی راہ لی تیسرے روز بادشاہ نے فرمایا شاہزادے ہمارے سلام کو نہیں آتے ہیں اچھی تربیت پاتے ہیں خداداد نے عرض کی آج تین دن ہوے فقط دن بھر کو شکار کھیلنے گئے تھے ابھی تک نہیں پھرے خدا جانے کہاں گئے غلام کو تشویش کمال ہے بہت رنج و ملال ہے آخر کار فرزندونکی مفارقت سے بادشاہ کا احوال تغیر ہوا انبوہ الم میں اسیر ہوا خداداد سے فرمایا اے مرد بیگانہ تو قہر سلطانی سے ایسا نڈر ہو گیا کہ بغیر میرے استمزاج کے شہزادونکو شکار کھیلنے جانے دیا اور تو ساتھ نگیا اب تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ جلد اون لخت گم گشتگان کا پتا لگا جہاں ہوں ڈھونڈھ لا ورنہ تیری جان کا ضرر ہے جب خداداد ناشاد مورد عتاب شاہنشاہی ہوا اپنے گھوڑے پر سوار بچشم تر سبار شہزادونکی جستجو میں ایک سمت راہی ہوا دشت و کوہ دیہہ و قریہ بستی اور ویرانہ سب چھانا کہیں سراغ نملا اور رات دنکی دوڑ دھوپ سے تنگ آیا ایک جنگل میں بیٹھکے رونے لگا گریبان و دامن آنسوؤں سے بھگونے لگا اور کہنے لگا اے غفور الرحیم یا مجھے اون بچھڑوں سے ملا دے یا زیست کی کشمکش کا جھگڑا اٹھا دے قسم ہے تیرے عزت و جلال کی جبتک بھائیوں سے ملاقات نصیب نہوگی نہ ہیرن کی صورت دیکھونگا نہ باپ کو روی نحس دکھاؤنگا کسی پہاڑ سے سر ٹکرا کے مر جاؤنگا پھر سوار ہوکے ایک سمت کو باگ اوٹھائی صحراے لق و دق میں گذر ہوا سامنے سنگ سیاہ کا مکان نظر ہوا جب قریب پہنچا دیکھا جھروکے میں ایک ماہ چار دہ رشک حور سراپا نور صاحب جمال مگر پریشان حال رنگ زرد بیٹھی ہے کپڑے پھٹے بال نچے کھچے چہرے پر پڑے ہیں باختہ حواس بحال یاس کچھہ کہہ رہی ہے جوے خون آنکھوں سے بہہ رہی ہے خداداد نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہتی ہے اے اجل گرفتہ کیوں جینے سے

پھرا ہے ملک الموت کا طلبگار ہے جلد بھاگ جا نہین تو وہ ظالم غدار زنگی دم خوار جو اس مکان کا مکین ہے ناخدا ترس لعین ابھی
آتا ہوگا مسافرونکو پکڑ لاتا ہوگا تہ خانہ مین بند رکھیگا باری باری سے ایک ایک کو چکھیگا خداداد نے کہا مین
زندگی سے سیر ہون مرنے پر دلیر ہون تم اپنا حال کہو کہ کون ہو اوسنے بیان کیا کہ میرا وطن ہے اپنے شہر سے بغداد کی
عازم تھی راہ مین اس موذی سے دوچار ہوئی آفت ناگہانی مین گرفتار ہوگئی مردان ہمراہی کو یہ مردہ کھا گیا مجھ خستہ بخت
کو اس مکان مین لایا ہے اب وہ ناہنجار فعل بد کا مجھ سے طلبگار ہے مجھے انکار ہے آجتک تو خدا نے شیشہ ناموس سنگ ستم افریت
منحوس سے بچایا ہے جتے وقت سنا گیا ہے اگر کل پھر آکر نامانوگی تیغ بیدریغ سے حلال کرونگا پر آج حلال کرونگا مین بھی اس زندگی کو
موت سے بدتر جانتی ہون اس کل ہونے کا کہنا کب مانتی ہون یہان یہ باتین تھین کہ وہ دیو کوہ پیکر تیغ بکف مثل پیل دمان
اسپ کی تیزران سامنے سے نمود ہوا دفعۃً نور سحر نے زنگی شب کا منہ سپید کیا مہر جہانتاب شمشیر شعاعی چمکاتا غصہ سے لال بغیظ کمال
مشرق سے نمودار ہوا ادہم سیاہ انجم اوسکے جبروت سے فرار ہوا موذن نے اذان کہی طائران خوش الحان نے نغمہ تسبیح
صبح کی دھوم مچادی شہرزاد ساکت ہوئی شہریار باوقار نے عبادتخانہ کی راہ لی بعد ادای نماز و تلاوت قرآن تخت سلطنت کو
جلوہ دیا ارکان دولت کا مجرا ہوا تمام دن عدل و داد کا شغل رہا کوئی مجرم سزایاب کوئی مشتبہ رہا جب نیر روز سرای مغرب مین
پہونچا اور ماہ انجمن آرای انجم ہوا شہریار خلوتکدہ مین آیا شہرزاد کو طلب فرمایا کچھ دیر کلمہ و کلام رہا پھر وہی قصہ شروع ہوا شہرزاد
گویا ہوئی کہ پہلے تو شاہزادہ خداداد اوس کوہ پیکر دیوزاد کو دیکھ کے خوف زدہ ہوا پھر غیرت شجاعت نے دلیر کیا لڑائی پر موجود ہوگیا
اور جناب کبریا مین التجا کرنے لگا کہ تو قاضی الحاجات ہے مقابلہ اس گھڑی سخت ہے فتح و ظفر تیرے ہات ہے جس دم وہ زنگی قریب
آیا خداداد کو حقیر سمجھ کے چاہا زندہ گرفتار کرے گردن پکڑ کے گھوڑے سے اوتارے شاہزادہ کیطرف بایان ہاتھ بڑھایا
اسنے پیشتر از برق کے دو دم کا سیدھا ہاتھ لگایا وہ شانے سے قلم کرتی ہوئی زانو تک اوتر آئی حبشی کی آنکھون مین تاریکی
چھائی جھلا کے تلوار کا وار کیا خداداد نے خالی دیکے بزور خداداد دوسرے ہاتھ مین فی النار کیا وہ ماہ لقا کھڑکی سے
یہ سب ماجرا دیکھتی تھی اور فیروزی و کامیابی شہزادہ کی دعا کرتی تھی جب اوس ناپاک کو مقتول پایا شہزادہ خداداد سے کہا
فتح مبارک ہو کنجی اوسی کی کمر مین ہے لیکے قفل دروازہ قلعہ کھولو شاہزادہ نے در زندان کھولا اور اوس نیک بخت کے
پاس پہونچا اوسنے استقبال کر کے بٹھایا جرأت کی تعریف کی تہ دل سے شکرگزار ہوئی شاہزادہ خداداد نے جو اوسکے
حسن و جمال پرفریب پر نگاہ کی طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی دل سے آہ کی احوال پوچھا اوسنے رو رو کے کہا ناگاہ

صدای نالہ جانکاہ کانمین آئی شہزادی کی طبیعت گھبرائی پوچھا یہ آواز کس آفت رسیدہ کی ہی اور کہانسے آتی ہی جو دل کو ہلاتی
ہی اوسنے تہ خانہ کا اشارہ کیا اور کہا اس مکانمین صدہا شخص برگشتہ بخت اوس جلاد نے بند کیے ہین ہزار ایک کی نہار کی
تھی ہزارون بے گناہ کی جان اس ظالم نے مفت ماری تھی شاہزادہ خداداد نے کہا اب قید سے انکو نکالا چاہیے
آفت انکے سرونسے ٹالا چاہیے جب دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا اسیرون نے شور و فغان حد سے زیادہ کیا سمجھے وہی
لئیم کھانے کو آیا ہی ملک الموت نے دروازہ کھٹ کھٹایا ہی جسدم در زندان کو کھولا ایک تہ خانہ پایا نظر آیا نہایت تنگ و تا
پایا سو مسافر سے زیادہ اسیر بادل دلگیر بستہ زنجیر تھے شہزادہ نے اونسے فرمایا خوف نہ کھاؤ دلکو شاد کرو خدا کو یاد کرو
تمھارا دشمن جہنم واصل ہوا لقمہ دہن گور وہ حرامحل ہوا یہ مژدہ سنتے ہی سب نے جان تازہ پائی چہرون پر یا تو مردنی چھائی
تھی اب سرخی آئی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ کے سبکو اوس خانۂ تاریک سے باہر نکالا وہ خداداد کے قدمون پر گرے
سجدۂ شکر کیا کہ بقول مشہور خدا کے گھر سے پھرے جب باہر روشنی مین آئے شہزادہ خداداد نے اپنے بھائیون کو
قیدیونمین دیکھا خوش ہو کے کہا للہ الحمد تم سبکو زندہ و سلامت باہم پایا خدا نے سرخرو کیا الزام بدنامی سے بچایا
تمھارے باپ کا حال درد فراق سے قریب مرگ پہونچا ہی جدائی سے جان پر صدما ہی پھر اونکو جدا کر کے شمار کیا
سب پورے ہوے آپسمین گلے مل مل کے خوب روئے شاہزادہ خداداد نے بھائیونکی رہائی کا جشن کیا
سب سامان لوٹ کا اوس مکان مین موجود تھا اوسنے تو ایک عالم کو لوٹا تھا کوئی رہرو خالی نہ چھوٹا تھا جسکا جو اسباب
تھا اوسکو دیا بلکہ جس اسباب کا کوئی والی وارث نہ تھا وہ بھی اونھین لوگونکو تقسیم کیا پوچھا اسکو کیونکر اپنے اپنے
گھر لیجاؤگے بار برداری اس ویران جنگل مین کہان پاؤگے اونمین کچھ سوداگر بھی تھی وہ بولے ہمارے اونٹ قاطر
بھی یہ خونخوار لے آیا تھا یقین ہی اس قلعہ مین کہین ہون یہ سنکے شاہزادہ خداداد اونکے ساتھ قلعہ مین گیا اصطبل مین
اونٹ گھوڑے قاطر بہت سے دیکھے حبشی غلام جو اونکے مہتمم تھے قیدیونکو رہا دیکھ کے سمجھے ہمارا آقا ہلاک ہوا خوف سے
بھاگ گئے کسی نے مقابلہ نکیا ایسا خوف طاری ہوا شاہزادہ نے وہ اونٹ گھوڑے جنکے تھے اونکو حوالے کیے سب اسباب
بار کرنے لگے خداداد نے شہزادی سے پوچھا آپکا ارادہ کیا ہی وطن کس جا ہی اگر اوسکا نام نشان ہمارے کان تک آیا تو
بوجہ احسن وہان پہنچادونگا اگر گذر ہو چکا اوسنے کہا اس خانمان برباد کا وطن بہت دور ہی مسکن وہ تھا جو شہرہ گیر و مشہور ہی
تمنے میری جان بچائی موذی کے چنگل سے چھڑایا ہی احسان تمھارا مجھپر حد امکان سے سوا ہی تم سے اپنا حال نہ چھپاؤنگی

بگوش دل سنوگے تو سب سرگذشت مفصل سناؤنگی شاہزادہ خداداد نے اوسکی بہت تسکین کی کہا بے تکلف بیان کرو مجکو ہوا خواہ سمجھو

سرگذشت شاہزادی دریابار

شاہزادی نے کہا جزیرہ شمالی مین ایک شہر عظیم الشان مشہور ہر شہر و دیار ہے نام اوسکا دریابار ہے بادشاہ وہان کا لاولدی سے سحر و شام گرفتار رنج و آلام رہتا تھا خداوند عالم سے ملتجی وہ ناکام رہتا تھا بعد مدت مدید وانقضای زمانہ بعید مین بدبخت نحس قدم نہانخانہ عدم سے وجود مین آئی میرے باپ بادشاہ نے جشن عظیم کیا ہزارہا روپیہ محتاج غربا کو دیا میری پرورش شاہزادیونکے طور پر ہونے لگی جب سن تمیز ہوا پڑھایا لکھایا قانون شہریاری آئین رعیت پروری ملک ستانی سب کچھہ بتایا اس امید پر کہ میرے بعد انتظام سلطنت کریگی انصاف و عدالت کریگی میرا باپ بیشتر شکار کھیلنے جاتا تھا حسب عادت ایک روز گورخر کے تعاقب مین گھوڑا ڈالا اسپ سے جدا ہو گیا تا شام اوسکا پیچھا کیا وہ تو نظر سے غائب ہوا یہ مجبور ایک درخت کے نیچے اندھیری رات مین بیٹھہ رہا یکایک کچھہ روشنی نظر آئی یہ سمجھا کوئی گاؤن یا بستی ہے اوس طرف چل نکلا قریب پہونچا تو دیکھا ایک مکان ہے اوسمین ایک بدخصال حبشی بیٹھا ہے کئی گھڑے شراب کے گرد ہین بیل کو مسلم آگ مین بھون کے کھا رہا ہے اور ایک پری پیکر ماہ لقا رسی سے بندھی ہے لڑکا دو تین برس کا پاؤن کے پاس بیٹھا اوسکے حال زار پر زار زار رو رہا ہے بیقراری سے جان کھو رہا ہے بادشاہ سوچا مقابلہ اوس دیو پیکر کا محال ہے بہ زور اور کمال ہے مگر کسی تدبیر سے اسکو مارا چاہیے کہ ان بیکسونکی رہائی ہو جان بچے بادشاہ اس تجویز مین تھا وہ ملعون سب گھڑے شراب کے خالی کر کے بیل کا گوشت کھا گیا ہڈیان تک نہ پھینکین چبا گیا پھر اوس عورت کے پاس آیا کہا کب تک تو مجھہ سے انکار کریگی آج تجکو نہ چھوڑونگا وہ بولی مین جان سے دست بردار ہون تیرے قابو مین ہون گرفتار ہون تامل کس واسطے ہے ایک ہاتھہ لگا قتل کر کے جھگڑا مٹا یہ سنکے وہ مردود غصہ کی آگ مین جل گیا تلوار پر ہاتھہ بڑھایا سر کاٹنے پر آمادہ ہوا میرا باپ تیر انداز نشانہ باز تھا فوراً ایسا تکہ تاک کے مارا چھاتی کو توڑ کے پار نکل گیا وہ ناری داخل جہنم ہوا زمین پر مردہ گرا بادشاہ نے قریب جا کے عورت کو کھولا حال پوچھا اوس نے کہا دریای شور کے کنارے ایک ملک ہے شوہر میرا وہان کا تاجدار تھا یہ نمک حرام اوسکا غلام خدمتگذار تھا پوشیدہ مجھہ پر شیدا ہوا وقت کا منتظر رہا اتفاقات زمانہ ایک روز مجکو اور اس لڑکے کو اس جنگل مین اوٹھا لایا اور مجھہ سے وصل کا طلبگار تھا بہت اصرار تھا مگر مجکو انکار تھا چنانچہ آج کا سانحہ تو آپ نے بچشم دیکھا میرے باپ نے اوس بیچارہ سے کہا خاطر جمع رکھہ مین شہر دریابار کا بادشاہ ہون وہان پہونچکے جہان تم کہو گی بخوبی بھیجدونگا

دم سحر پیادہ پا اوسکو لیکے چلا راہ مین فوج و لشکر امیر امرا جو ڈھونڈتے پھرتے تھے اونسے ملاقی ہوا بادشاہ تو رہین ہم پہونچا
دونو کو ساتھ لیے شہر مین آیا مکان عمدہ رہنے کو عطا فرمایا جیسی شہزادیان رہتی ہین اوس مکان مین رہنے لگی کئی برس
گذرے اوسکا وارث نہ آیا عورت خوبصورت جوان تھی بادشاہ اوسکو عقد مین لایا وہ لڑکا بھی جوان ہوا علم فضل کسب ہنر
مین کامل ہوا نوجوانو مین شامل ہوا اوسکی حرکات و سکنات بروز بر امیر سب راضی تھے صلاح یہ ہوئی کہ میرا عقد اوسکے ساتھ
ہو بادشاہ بھی راضی ہوگیا مگر شرط یہ ہوئی کہ اقرارنامہ لکھدے کہ پھر دوسری عورت کیطرف آنکھ اوٹھاکر نہ دیکھے یہ بات
اوس نے قبول نکی دلمین سمجھا مجکو حقیر جانکے یہ شرط لکھوانا منظور ہوئی میرا نکاح تو موقوف رہا مگر وہ بادشاہ کا عدوی
جانی ہوگیا موقع و محل سوچنے لگا ایک روز غافل پاکے بادشاہ کو قتل کیا اور میری تلاش مین محل کے اندر چلا وزیر ہمارا
بہت نمک حلال خیرخواہ ستودہ خصال تھا فورًا یہ حال سنکے پوشیدہ مجکو محل سے نکال لیگیا اور مکان محفوظ مین مخفی رکھا
دوسرے دن جہاز پر سوار کرکے میرے باپ کا ایک دوست بادشاہ تھا وہان لیچلا کہ مجکو اوسکے پاس پہونچا کے اوس سے فوج
انتقام لینے کو لائے ہنوز وہان پہونچنے نہ پائے تھے فلک کجرفتار کا لایا طوفان عظیم آیا ہرچند ناخدا نے بچانے
کی تدبیر کی مگر تقدیر سے کچھ نہ چلی جہاز غرق ہوگیا وزیر اور جو جو ہمارے ہمراہ تھے سب ڈوب گئے فقط مین سخت جان
خانہ خراب کنندہ خانمان بہتی بہتی موجون کے صدمے سہتی سہتی کنارے پر پہونچی اوسوقت اپنا مآل کار جو سوچنے لگی بیقرار ہو کے
سر کے بال نوچنے لگی خیال آیا اس تنہائی کے جینے سے مرنا اچھا ہے اسی دریا مین ڈوب کے مرجاؤ اتنی جرات کرچا و جب اوس
قصد سے اوٹھی سوارونکا غلغلہ کانمین آیا دیکھا تو چار پانچ سو سوار بہت چمکے ہوئے اور ایک پرے پیکر مرکب صبا رفتار
پر سوار گرد سوارونکی قطار تاج مرصع سر پر کمر بند پر زر شمشیر برق دم ڈاب مین مست مے شباب مین قریب آیا فرد
صولت ہر کا نظر آئی شاہانہ شوکت و شان ازسرتا قدم پائی مینے شرم سے سر جھکایا اوسنے گھوڑا پیچھے ہٹایا پھر کسی
مقرب استفسار حال کو میرے پاس بھیجے ہرچند وہ کیفیت پوچھا کئے میرے لب بجز خموشی نہ کھلے وہ مایوس پھر گئے دفعتہ
وہ صاحب حسن و جمال خوشخصال یکہ و تنہا میرے پاس چلا آیا جو قریب تھا اوسکو دور ہٹایا سحر بیانی و لسانی سے میرا حال
و مآل پوچھا اب مجکو اظہار حال کے سوا چارہ نہوا چپ رہنا گوارا نہوا ازسرتا پا اپنا قصہ جانگداز شاہزادہ کو سنایا وہ جوان
رعنا میری مصیبت کا قصہ سنکے حیرتمین مبتلا ہوا جو آپڑا جو کچھ ہوا اچھا ہوا اب تم میرے ہمراہ چلو چندے راحت و آرام لو
پھر اپنے ہمراہ مجکو دارالحکومت مین لایا اپنی مان کے محل مین پہونچایا ملکہ نیک ذات خجستہ صفات تھی میری واردات

سنکے بہت افسردہ خاطر ہوئی دلداری و غمخواری کر کے پوشاک بدلوائی تند الطیف کھلائی اسلئے فہمیدہ و سنجیدہ تھی سمجھ گئی کہ میرے بیٹے کی طبیعت سیر آئی اسواسطے شب و روز میری خاطرداری مین مصروف رہتی تھی بجز دلجوئی کوئی بات میرے خلاف نکہتی تھی بعد چندے میرے نکاح کی صلاح ہوئی مین بھی اوسکی صورت پر نثار تھی وزرات اسی تمنا مین تھی پر راضی ہوگئی بڑے تکلف سے تیاری ہونے لگی اور شب عقد قریب پہونچی یکایک ہشاطۂ سپہر نے نو عروس مہر کو حجلۂ شرق سے بالباس گلنار باہر نکالا تیرۂ شعاعی نے لشکر نگبار کو درہم برہم کیا پریشان دستۂ انجم کیا ماہ جو سپہ سالار تھا بادل اعدا ر فرار ہوا کوہ مغرب مین پوشیدہ وہ تیرہ روزگار ہوا یہ رنگ دیکھ کے شہزادی سو فوف گرمجوشی ہوئی قفل دہن پہ مہر خموشی ہوئی شہریار بھی بستر راحت سے اوٹھا امورات سلطنت مین سرگرم ہوا گردش گردون عدار کو ثبات و قرار نہین پھر وہی شام تیرہ انجام نمود ہوئی دونکی روشنی مفقود ہوئی شہریار بدستور محلسرا مین آیا شہزادی کو بلایا اسکے سیج پر آرام فرمایا جب تھوڑی رات باقی رہی آنکھ کھل گئی کہا پھر کیا ہوا شہزادی نے عرض کیا شہزادی کہتی ہے کہ یہان آگ رنگ کا جلسا تھا محل مین خوشی کا چھپا تھا باہر قاضی کی طلب ہوئی دفعتہً درہم برہم صحبت سب ہوئی نگبار کا بادشاہ کہ ڈانڈا اوسکے ملک سے ملا تھا یہی ڈانڈا میندی کا باعث ہوا تھا مدت سے وہ ریاست جن پری کے تباہ کرنے پر آمادہ تھا مگر موقع نہ ملتا تھا اوس روز سبکو عیش و طرب مین مشغول پاکے وہ غول بیابانی مجمع کثیر ہمراہ لا کے قتل و غارت کرنے لگا شادی و غم دنیا مین توام ہے جو محل شادی تھا وہ ماتم سرا ہوا رونے پیٹنے کا غوغا ہوا مین شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکے اوس شب تیرہ و تار ظلمت بار مین محل سے نکلی کوئی راہبر مجکو راستے کی خبر نتھا ایک دریا کے کنارے ہم دونو مصیبت کے مارے ہو پہنچے مچھلی والونکی ڈونگی ساحل پہ پائی ہمارے جسم بیجان مین جان آئی توکل بخدا سوار ہوے اوسکو کھول دیا ڈونگی بہ نکلی تمام رات ڈوبتی ترتی چلی گئی جب صبح ہوئی تو ایک جہاز نظر آیا ہم سمجھے کوئی تاجر آتا ہے یہ نجانا کہ فلک بیداد گر تازہ آفت مین پھنساتا ہے جسدم ڈونگی جہاز کے پاس آئی تقدیر نے نیرنگی دکھائی پانچ چھ جوان تلوارین کھینچ کے ڈونگی پر آپہونچے ہم دونو کو جہاز پہ لے گئے وہان جو میری صورت دیکھی ہر شخص کو خواہش ہوئی آخر باہم تلوار چلی سب کے سب جہنم مین ہو پہنچے ایک اونمین سے کہ قوی ہیکل بڑا زبردست تھا نشۂ غرور سے مست تھا بچ گیا مجھ سے کہنے لگا تیری وجہ سے یہ سب مارے گئے یا لیسے بیچارے گئے مین تجکو گھر وہین لیجا کے اپنے دوست کو دونگا دم رخصت مینے اوس سے وعدہ کیا تھا

دیکھو۔ فاکرونگا پھر اوس قزاق نے شہزادہ کو دیکھکے پوچھا یہ کون ہے کہان تجکو لیے جاتا تھا مجھ بدبخت نے کہا یہ میرا شوہر ہے یہ سنکے اوس نطفہ شیطان نے کہا لاحول ولا اس بیچارے کو ایذا سے رہت دون قتل کرون وگرنہ میرے دوست کے ہم پہلو تجکو دیکھکے اسکو ملال ہوگا خدا جانے کیا حال ہوگا یہ کہکے شہزادہ کو دریا مین پھینک دیا وہ بحر زخار ناپید اکنار یہ بیکس ناچار کرتے ہی تہ کو چلا گیا پھر اوبھرا ؎ کہتے ہین ڈوبتے اوچھلتے ہین پہ ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین ؛ مینے جو دریا مین گرنے کا قصد کیا مجکو اوس ستمگر نے جہاز کے مستول سے باندھ دیا جہاز روان ہوا ہوا موافق تھی جلد ایک چھوٹا شہر نظر پڑا جہاز کو لنگر کیا قزاق نے اوترکے کچھ اونٹ کئی غلام ایک ڈیرہ مول لیا اسباب جہاز اونٹون پر بار کرکے خشکی کی راہ سے چلا دو تین دن خیر گذری پھر وہی حبشی آیا اسکو گھیرا قزاق سے کہا دست بستہ مع اسباب میرے ہمراہ ہو اگر زیست منظور ہے وہ قزاق بھی بہادر تھا تلوار کھینچی مع غلامون کے دیر تک لڑا مگر وہ بشر یہ دیو خیرہ سر آخر کار اوسکے ہاتھ سے سب قتل ہوے تمام اسباب و قزاق کی لاش یہ حبشی لیکے قلعہ مین آیا طعام شب کی جگہ وہ لاش کھائی مجھ سے گفتگو کی نوبت آئی مین رونے لگی اوسنے کہا گریہ و زاری تیری بیجا ہے راحت و آرام سے بسر کر میری مصاحبت مین شام غربت آسائش کی سحر کر آج اختیار ہے کل سے میری فرمانبرداری صبحکو اوٹھکے حسب دستور وہ مغرور آدم خوار مسافرونکی تلاش مین نکلا تھا آپ سے مقابلہ ہوا وہ دشمن خدا مارا گیا شاہزادہ خداداد نے یہ سانحہ جو سنا بہت تاسف کیا اوس سے کہا یہ سب شاہزادے ہین جسکی طرف تمکو رغبت ہو مجھ سے کہو یہ تمکو اپنے شہر مین لیجا کے بہت راحت دینگے شاہزادونکی طرح چین و عزت سے رکھینگے شاہزادی نے سب سے انکار کیا خداداد ہی جانب اسکو لگاؤ ہے قسمت مین ہمارا اسکا بنا ہے سامان سب طرحکا وہان موجود تھا بہت تکلف سے نکاح کیا سبکو شریک دعوت کرکے ایک دن وہان رکھا دوسرے روز مع قافلہ روانہ ہوا جب شہر کے قریب پہونچے شبکو سب نے شراب کثرت سے پی شاہزادہ خداداد کی بھی حالت غیر ہوئی نشہ کے عالم مین شاہزادون سے کہا مین بھی تمہارا بھائی ہون اور جو جو سانحہ گذرا تھا سب مفصل بیان کیا شاہزادی تو اپنے دل مین بہت شاد ہوئی بند فکر سے آزاد ہوئی اور بھائی اوسکے ظاہر مین خوش ہوے و لیکن حسد کے انبار کیا دو بلند ہوے لیکن سبکے دلون مین گذر رہی نصف شب جب گذری شاہزادہ خداداد اپنے خیمے مین آیا آرام فرمایا وہ نطفہ غلط باہم کہنے لگے کہ بے دریافت حال ہمارا باپ شاہ نے اسکو سب پر حاکم کیا تھا ہم سب اسکے مطیع فرمانبردار ہے

سب جیتا ہوا مسلیم ہوگا تو بے تکلف ولیعہد کرے گا یہی مالک سلطنت رہے گا مصلحت یہی ہے کہ اسوقت اسکو
مار ڈالیں آپنے حضرت سے یہ باتاں میں یہ کہکے اوسکے خیمے میں گئے چار طرف سے تلوار پڑنے لگی از سر تا پا زخمہای کاری سے
چور کیا یہی دانست میں خدشہ دور کیا اور اوسی وقت کوچ کرکے دم سحر شہر میں پہونچے بادشاہ کی ملازمت حاصل کی
بادشاہ بیٹوں کو دیکھ کے خوش ہوا استفسار اونکی غیر حاضری کا سبب پوچھا میدان خالی تھا جو جو شاہزادہ خداداد نے
کام کیے تھے وہ اپنے ہاتھ سے بیان کیے کہ حبشی دیو خصال آدم خوار تھا اوسکو مارا بہت سے بندگان خدا اوسنے قید
کیے تھے سبکو رہا کیا سیر و شکار میں معروف تھے ابھی حاضر حضور ہوئے بادشاہ عالم سبکی حکایت سنکے متعجب ہوا مگر جیب
ہو رہا تھا اسنے پھر شہزادہ خداداد کا حال بیان ہوتا ہے صبح کیوقت شاہزادی جو بیدار ہوئی خداداد کو مرے پڑے
دیکھ کے مصیبت تازہ میں گرفتار ہوئی سر پیٹ کے غل مچانے لگی آسمان و زمین آہ و نالے سے ہلانے لگی لاش پر
دیکھ کے لپٹ گئی فی الجملہ جسم میں حرارت پائی آمد و شد نفس کی بھی تحریک نظر آئی خیمے کا پردہ بند کیا خود جراح کی
تلاش میں نکلی ایکسمت چلی ایک قریہ میں بڑی جستجو سے ایک جراح ہاتھ آیا بعد گریہ و زاری اپنی مصیبت کا
حال سنایا جراح بر سر رحم آیا ہمراہ ہوا خیمے میں جو آئی شاہزادہ خداداد کو نہ پایا گریبان چاک کیا سر و رو آغشتہ بخاک کیا
سمجھی کوئی درندہ اوٹھا لیگیا جراح اوسکی گریہ و زاری بیقراری پر روکے سمجھانے لگا مقام مجبوری ہے خدا کی مرضی سے
چارا نہیں مشیت ایزدی میں انسان کا یارا نہیں پھر جبر کرکے صبر کرو بہت کچھ سمجھا کے اپنی بستی میں لیگیا مختصر سا
مکان اور سب سامان حاضر کیا دو لونڈیاں خدمت کو لے آیا شرط مہمانداری بجالایا بیشتر خود آتا حال اوسکا
دیکھ سنکے چلا جاتا چند دنوں کے بعد رنج و غم کم ہوا ایکدن شاہزادی کی طبیعت کو درست پایا جراح یہ کلمہ زبان پر لایا
کہ اگر آپ مجکو اپنا خدمتگذار سمجھ کے اپنی سب حقیقت بیان کریں تو بمقدور کوشش کرکے وہ صورت نکالوں جس میں آپکا
رنج و ملال دور ہو طبیعت کو سرور ہو شہزادی نے اوسکو معتمد و غمخوار مددگار جانکے ابتدا سے انتہا تک اپنی داستان
سنائی جراح نے کہا اگر آپکی مرضی ہو تو قریب یہ شہر ہے بادشاہ رعیت پرور عدل گستر ہے وہ تمھارے حال پر
رحم کریگا تمھارے شوہر کا قصاص شاہزادوں سے ضرور لے گا شہزادی نے یہ امر قبول کیا جراح اپنے ساتھ
لیکے شہر میں آیا چھوٹا سا مکان کرایے کو ٹھہرایا اوسمیں اوتار کے ہر شخص سے استفسار حال کرنے لگا کہ بادشاہ کو
شغل کیا رہتا ہے عدالت کا کیا رنگ ہے سلطنت کا کیسا ڈھنگ ہے سائل سے کیا کہتا ہے کوئی مقرب سلطان اسکو ملا

اوس نے سب قصہ کہدیا کہ اس بادشاہ کے پچاس بیٹے ہین مگر ان سب مین خداداد نامی بے مثل و یکتا تھا نہایت شجاع ذی مروت ماں باپ سے سوا تھا تمام شہر کی خلقت اوسکی عاشق زار تھی فریفتہ و نثار تھی تھوڑے دنونسے وہ غائب ہوگیا ہی بادشاہ نے بہت جستجو کی اوسکی ماں نے تلاش چار سو کی پتا نہین ملتا ہی وضیع و شریف شہر کے اوسکے واسطے دن رات روتے ہین ماں باپ شدت غم سے جان کھوتے ہین جراح قصہ سے آشنا تھا دسیدم شاہزادی سے یہ حال کہا اوسنے چاہا کہ اگر خداداد کی ماں تک رسائی ہو تو سب معاملہ درست ہوجائے انتقام کی تدبیر بھی نکل آئے جراح اس فکر مین ایوان شاہی کیطرف چلا اثنای راہ مین سواری دیکھی بہت دھوم دھام بڑی تیاری دیکھی بہت سوار و پیادے ہمراہ چوبدار پیش نگاہ کہتے جاتے تھے غلامان حبشی و رومی خواصین پری پیکر گرد خلقت دورویہ صف بستہ سلام کو کھڑے سکھپال مین سوار منہ پر نقاب پڑی جراح نے کسی ہمراہی سے پوچھا یہ کسکی سواری ہی کہا ملکہ کی تیاری ہی اوسنے کہا یہ بادشاہ عالیجاہ کا محل ہی بیٹا اسکا خداداد غائب ہوگیا ہی اوسکے صدمے سے اسکا حال عجائب ہوگیا ہی دیوانہ وار مساجد و خانقاہون مین جاکے نذر چڑھاتی ہی دعا کی سب سے طلبگار ہی محبت مادری کے جوش سے ناچار ہی جراح سمجھا کہ اب بر سر مطلب تقدیر نے پہونچایا ہی آگے دیکھیے جو رنگ دکھائے کچھ عجب نہین جو نقد مطلب ملجائے پھر یہ اوس انبوہ مین در آیا خواص بادشاہی سے کہا مجکو ملکہ عالم سے کچھ عرض کرنا ہی اوس نے کہا اگر شاہزادہ خداداد کا حال جانتا ہی تو بے تکلف رسائی ہوگی اور جو کچھ مطلب اور ہی تو بڑی رسوائی ہوگی جراح نے کہا اوسی شاہزادہ کا مقدمہ ہی وہ بولا سواری کے ساتھ در دولت پر چلا آ راہ مین عرض حال خلاف دستور ہی ملکہ عالم بڑی غیور ہی جراح سواری کے ہمراہ ہوا جسدم ملکہ محل مین داخل ہوئی خواص نے بذریعہ نواب ناظر عرض کی کہ ایک شخص مسافر حضور سے کچھ عرض کیا چاہتا ہی ملکہ نے فوراً طلب کیا بکمال مہربانی پردہ کے پاس بلایا جراح آداب بجالایا عرض پیرا ہوا شاہزادہ خداداد کا قصہ طول طویل ہی دوسرا نہ سنے غلام کو اخفا منظور ہی کہ اعلان مین اندیشہ فتور ہی ملکہ نے مقربونکو قریب سے ہٹایا اسکو بیٹھنے کا حکم فرمایا جراح نے ابتدا سے انتہا تک جو شاہزادی سے سنا تھا بیان کیا کہ شاہزادہ خداداد نے بڑی دلیری سے بھائیونکی رہائی حبشی خونخوار کی قید سے کی انکی جانب سے اوسکے بدلے یہ بدی ہوئی شاہزادہ کو زخمی کیا شہزادی دریابار کا رنج و ملال خستہ و خراب حال ہوکے وہانتک آنا من و عن سنا دیا کہا باقی کیفیت وہ خود حضور مین عرض کرے گی ملکہ یہ حال شاہزادہ خداداد کا سنکے غش کھاکے گر پڑی خواصون نے دوڑ کے گلاب کیوڑا چھڑکا کچھ پلایا دیر مین ہوش آیا حواس درست کرکے جراح سے فرمایا

تو میری جانب سے شہزادی کی تسکین کر اور کہنا خاطر جمع رکھو ابھی سب تدبیر ہوئی جاتی ہی سواری لینے کو آتی ہی اوسکو رخصت
کر کے بادشاہ کو بلایا یہ معاملہ پاکر وزیر نے سنایا تو آتش غضب سینہ میں بھڑکنے لگی فرط غصہ سے رنگ بدل گیا
سریر عدالت پر جلوہ افروز ہوکے وزیر اعظم کو یاد کیا فرمایا اسیدم ہزار جوان جرار ایک سپہ سالار ہمراہ لیکے اونچاسون
شہزادونکو پابجولان خانہ زندان مصیبت دکھا کے بتاکید حکم کرنا اگر متنفس اسمین سے فرار ہوگا کیفر کردار مین ہزار جوان
مع سپہ سالار گرفتار ہوگا یہ کام کر کے بہت جلد میرے پاس آ دوسرا امر ضروری درپیش ہی اوسکو بجا لا وزیر آداب بجا لاکے
رخصت ہوا جوانونکو ساتھ لیا شاہزادونکو جیل خانہ دکھایا پھر حضور مین آیا تعمیل حکم سے آگاہ کیا حکم ثانی یہ ہوا کہ
زنانی سواری کا سامان بڑی تیاری کا لیکے فلان مکان مین جا شہزادی دریابار مقیم ہی بڑی عزت و توقیر سے سوار
کر کے جراحکو دلاسا دیکے دردولت پر لا چنانچہ وزیر نے بہت تزک و حشمت سے شہزادی کو سوار کیا خاص گھوڑے پہ
جراحکو بٹھا کے نہایت دھوم دھام سے انتہا کے احترام سے لیچلا راہ مین جسنے جسنے سنا دعائین دیتا ہمراہ چلا
کہ شاہزادہ خداداد کا محل ہی کچھ عجب نہین شاہزادہ کا پتہ ہاتھ آئے بچھڑا ملائے سواری قریب جب آئی بادشاہ
دروازے تک لینے کو آیا شاہزادی اوتری قدمونپر سر جھکایا نالہ تا سقف فلک پہونچایا اور گریہ وزاری مین عرض
کی ہی عادل زمان منصف دوران بیگناہ کے خون کی فریاد ہی داد طلب نا شاد ہی لونڈی پر سخت بیداد ہی بادشاہ نے
سر اوسکا اوٹھا کے چھاتی سے لگایا روکے فرمایا خاطر پریشان جمع رکھہ اگر زندہ ہون وہ حرکت کرونگا کہ تیری تسکین
ہو جائیگی میری عدالت ذہن نشین ہو جائیگی پھر وزیر سے کہا افسوس مینے اپنے فرزند کی لاش بھی نہ دیکھی مگر فرمایا
شہر مین بہت جلد مقبرہ عالیشان بیش بہا ساز و سامان سے تیار کر اسباب ماتم سب مہیا ہو جائے جسکے دیکھنے سے رونا آئے
بادشاہ کے حکم سے ایک ہفتہ مین وہ مقبرہ تیار ہوا کہ چشم و گوش فلک سرگردان نے دیکھا نہ سنا تھا ایک روز
مقرر کر کے خود وہان جا بیٹھا وزیر امیر شہر کے رئیس طلب ہوئے فوراً حاضر سب ہوئے دفعۃً کئی ہزار سوار جرار پرا باندھے
آئے وہ بانگ دو پہر سے جمعیت بستہ ہوئے شدت بکا مین عرض پیرا ہوئے کہ ای شاہزادۂ والا تبار
ہم سبکی جان جائے اور آپکی صورت نظر آئے سرشتے مین ہمکو حکم کا انتظار نہین لیکن کیا کرین مالک کی
مرضی مین کسیکو اختیار نہین یہ کہکے وہ چلے گئے دوسرے غول مین ہزار مرد سجادہ نشین گوشہ گزین جو تمام سن
سے فقر و فاقہ کے مجرد سے خدا کی یاد مین بیلیت بسر کی تھی شام و سحر کی وہ آئے پہلے طواف کیا پھر

پھر دروازے کے روبرو آکے کہا اے بخت دل شہریار آگیا ہماری مناجات نیم شبی نالہ سحری کے اثر سے آپکی
بلا دور ہو تو جان نثاری مین کوشش کرین کہ ہو بے تمھارے زندگی گوارا نہین پر کیا کرین قضا و قدر مین کچھ چارہ نہین
یہ کہکے وہ بھی راہی ہوئے پھر ہزار عورت حور وش صاحب جمال دریای جواہر مین ازپا تا فرق غرق ٹانگنون پر سوار
زین لگام جواہر نگار آئین پہلے گرد پھرین پھر گویا ہوئین اے مہر سپہر حسن و جمال یہی چہرہ حور خصال یہ بہار شباب ہے
چہرہ کی آب و تاب بگڑ کے تمھارا کام نبجائے روی تابان کسی صورت سے نظر آئے ہمکو اسکا زوال بمرتبہ کمال منظور ہی
لیکن گردش تقدیر سے عالم مجبوری ہی آخر وہ گریبان چاک سر و روی آغشتہ بخاک روتی پیٹتی چلی گئین سبکے بعد بادشاہ و
جو مجمع امرا حاضر تھا تین بار وہ جو تصویر شاہزادہ کی مقبرے مین تھی اوسکے گرد پھرے پھر سینہ و سر پیٹتے اپنے اپنے
مکان کو گئے اوس روز سے آٹھوین دن یہ معاملہ ہونے لگا بادشاہ خود تشریف لاکے رونے لگا ایکدن دم سحر بادشاہ سریر
عدالت پر جلوہ آرا ہوا وزیر اعظم سے کہا اون مجرمونکو زندان سے نکال کے خداداد کے خون کا قصاص لے کوئی
زندہ نرہے کہ روز حشر کے بازپرس سے مجکو نجات ملے جسدم وزیر قتل کا سامان تیار کر کے شاہزادون کو
قتلگاہ مین لایا اور جلاد تیغہ کھینچکے اونکے سر پر آیا انبوہ کثیر شہر کا جوان و پیر دیکھنے کو جمع ہوا محلونمین کہرام مچا یکایک
ہرکارے کی جوڑی اوڑی ہوئی آئی تازہ خبر وحشت اثر سنائی کہ وہی بادشاہ جس سے معرکہ نبرد پر خون کو وہ دشت
گلگون ہو چکا ہی فوج جرار مور و ملخ سے زیادہ ہمراہ لایا ہی در شہر پناہ پر آجما یا ہی بادشاہ سخت مشوش ہوا فرمایا
افسوس صد افسوس شہزادہ خداداد آج یہان نہین گرنہ یہ ہنگامہ ایکساعت مین دور ہوتا تہ تمشیر حریف کا سر غرور
ہوتا یہ کہکے بہر کیف فوجکو ہمراہ لیکے باہر نکلا جب مقابلہ ہوا عجب معاملہ ہوا دشمن کی فوج ہالہ کی صورت چارسمت سے
گھر آئی ہنوز شمشیر جانستان میان سے سر میدان نکلی نہ تھی دفعۃً ایک گرد بیجان مثل زلف سنبلین معویان نمود ہوئی دونو
بادشاہ رزم خواہ دیکھنے لگے کہ یہ ماجرا کیا ہی تازہ حریف کدھر سے پیدا ہوا ہی ادھر شاہ خاور رزم کا تماشا دیکھنے کو
نیزہ شعاعی چمکاتا جبروت دکھاتا خنگ نیلی فام پر سوار نمایان ہوا ترانہ سنج ہر طائر خوش الحان ہوا عابد شب زندہ دار
اللہ ہو کی ضرب لگانے لگے رند سرشار خانہ خمار سے لڑکھڑاتے گھر آنے لگے مساجد سے اللہ اکبر کی صدا
پیدا ہوئی شہزادے نے زبان تکلم بند کی شہریار نے امان دیکے بیت السلطنت کی راہ لی عدل و داد مین مشغول ہوا
داد خواہون کا مطلب حصول ہوا یہانتک کہ اس یکہ سوار نے منزل روز طے کر کے قلعہ مغرب مین قیام کیا اور

بادشاہ ماہ با لشکر انجم سطح نیلی پر صف آرا ہوا شہریار محل مین تشریف لایا شہرزاد کو بلایا پہلے بستر راحت پر آرام کیا جب تھوڑی رات رہی بیان داستان کا حکم کیا شہرزاد گویا ہوئی کہ وہ تازہ گروہ جو برق و باد سے تند و تیز آتا تھا حریف کے لشکر پر حملہ آور ہوا تلوارین چمکین بجلی تن سے سر گرانے لگین ایکدم مین اوسکے لشکر کو لقمہ دہن نیزہ و شمشیر کیا سبکو قتل بے تاخیر کیا باقیماندہ مع بادشاہ زخمدار معرکہ سے فرار ہو گئے ادھر کے لوگ حیرت سے نقش دیوار ہو گئے جب اس معرکہ سے فرصت پائی میدان صاف ہوا سوا کشتون و زخمیون کے کسی کی صورت نظر نہ آئی تو اوس نیک مند نے بادشاہ عالیجاہ کی ملاقات کو گھوڑا بڑھایا فوج کے دل بادل سے مثل تیر پابان نکل آیا دیکھتے ہی بادشاہ نے پہچانا کہ یہ میرا فرزند خداداد ہی گھوڑے سے کود کے سجدۂ شکر جامع المتفرقین بجالایا بیٹے کو گلے سے لگایا پھر تمام فوج خرم و شادمان جلو مین بادشاہ شاہزادہ کو لیکے شہر مین داخل ہوئے سب کے مطلب حاصل ہوئے راہ مین دم تقریر اوس حبشی اور خصال کا مارنا بھائیون کا قید سے چھڑانا بیان کیا بادشاہ نے بیٹے کی ہمت و جرات پر تحسین کی شہزادون کی بیجا حرکت پر نفرین کی خداداد نے عرض کیا یہ سانحہ حضور نے کس سے سنا بادشاہ نے کہا کچھ دنون سے شہزادی دریابار بادل زخمدار سوگوار آئی ہی اوس نے سب کیفیت مجکو سنائی ہی الغرض لفتح و فیروزی ایوان شاہی مین داخل ہوئے بچھڑے ملے شاد دل ہوئے شہر مین بکو خانہ جا دوہری عید ہوئی غنیم کی شکست شاہزادہ خداداد کی دید ہوئی القصہ جب سب بچھڑے یکجا ہوے گذشتہ داستانون کا بیان ہونے لگا مجمع حاضرین بے اختیار رونے لگا بادشاہ نے پوچھا بھائیون کے ہاتھ سے جب زخم کاری تمنے کھائے اوس جنگل مین اچھا کرنے کون مسیحا دم آئے شاہزادہ نے عرض کیا مین بحالت غش مین پڑا تھا ایک شتر سوار آیا مجکو آغشتہ بخون تنہا دیکھ کے اپنے گھر مین اوٹھا لایا جنگل کی بوٹی پیس پیس زخمون پر لگائی عنایت شافی مطلق سے بہت جلد صحت غلام نے پائی بادشاہ نے شکوہ روزگار کیا کہ پھر بیٹے سے ہمکنار کیا وزیر اعظم کو حکم بھیجا کہ جلد شاہزادون کا سر کاٹ کر میرے سامنے بھیجو اور پھر در شہر پناہ پر لٹکا دو خداداد یہ سنکے دست بستہ روبرو آیا عرض کی قبلۂ عالم وہ سزاوار اسی سزا کے ہین لیکن حضور کے فرزند غلام کے بھائی ہین گو برادران یوسف سے زیادہ قصائی ہین امیدوار ہون کہ سبکی خطا معاف ہو طبیعت صاف ہو پھر اوسی طرح سے سبکے سب اسیر با غل و زنجیر روبرو آئے بادشاہ نے خداداد کی خاطر سے سبکے قصور معاف

فرمائے خداداد نے سکو گلے سے لگایا خلق خدا نے اسکی حسن بخشی پر وہ عاجی خبر دی جلانے یا وہ تعریف کی پھر جراح کو طلب کر کے
بمقدار دولت عطا فرمائی کہ تمام عمر احتیاج اوسکے کنبے کے قریب آئی شہزادیہ کہکے چپ ہو رہی نیاز دنے کہا بہن ابھی تو عرات
باقی ہے لطف حرف و حکایات باقی ہیں تمھارے چپ ہو جانے سے جی گھبراتا ہے دم لبوں پر آتا ہے شہریار کا بھی شمار ا ہوا پھر نہ کچھ چارا ہوا

خلیفہ ہارون رشید کا ابو الحسن سوداگر بچہ کو سوتے مین اوٹھالانا اوسکا بیدار ہوکے تخت سلطنت پانا ایک رات دن حکومت کا لطف اوٹھانا پھر سوتے مین اپنے گھر آنا ماں کو جھٹلانا مجنون بن کے کوڑے کھانا بعد چندے پھر وہی معاملہ پیش آنا خلیفہ ہارون رشید کا خوش ہوکے شادی کردینا مال و دولت عطا فرمانا

شہزادے نے کہا خلیفہ ہارون رشید کے زمانے مین ایک سوداگر بغداد مین ملک التجار تھا شہرون مین اوسکا شہرہ تھا نامور بہر دیار تھا ہر طرح کا مال اسباب عجب شی تھی نایاب تھی دولت بحساب تھی لیکن وارث اور چشم و چراغ خانہ ایک تھا انہا کا سعادتمند بہت نیک تھا ابو الحسن نام تھا حسن اخلاق سے عزیز دل خاص و عام تھا دنیا تو سرا ہے صرف دم لینے کا ٹھیکہ ہے سوداگر نے یہانسے کوچ کیا بیٹا مالک مال و دولت ہوا وہ تاجر باوجود دولت و نقد و جنس کے کثرت سے دلی تھا کبھی جھوٹے ہاتھ سے کتے کو مارا نہ تھا بلکہ دوسرے کا دینا گوارا نہ تھا بڑی مشقت سے تکلیفین اوٹھا اوٹھا کے سب کچھ جمع کیا تھا ایسا ہی مال حرام کا کہلاتا ہے دوسرا بہت جلد اوسکو صرف مین لاتا ہے ابو الحسن نے باپ کے ہاتھون سے ایذا پائی تھی روپی کی صورت دیکھنے مین نہ آئی تھی مال مفت سمجھ کے اوڑانے لگا دوستون آشناؤنکو کھلانے لگا زر نقد کے دو حصے کیے نصف روپے سے مکانات باغ دکانین خریدین کہ اوسکا کرایہ زیست بھر اکتفا کرے احتیاج سامنے نہ آئے راحت سے زندگی بسر ہو جائے باقی روپیہ صرف کرنے لگا مصاحب دوست آشنائی تازہ ہر دم حاضر رہتے تھے غذائین لطیف کھانیکو حسین نوجوان رنڈیان ناچنے گانیکو دن عید شب شب برات اس کیفیت سے بسر کرتے تھے سال تمام نہوا تھا کہ یہ کارخانہ تمام ہوا جو کچھ تھا سب خرچ ہوگیا جاگتا نصیب سوگیا اب جو بل کم آنے لگے راہ گلی مین اگر مل گئے تو آنکھین چرانے لگے ابو الحسن کو دوستونکی اس حرکت سے بہت رنج ہوا دلمین کہا یہ سب فقط کھانے پینے کے یار تھے خود غرض بے کار تھے بقول نظیر حسین بیگ

کھل جوش سے آشنائی نیست غیرست آش و نان ٭ آشنا باقیست تا ہست آش و نان ٭ تا حق بیٹے اپنی دولت کھوئی آبرو ڈبوئی یہ کمبخت صاحب سلامت کرنے مین چشم پوشی کرتے ہین حق فراموشی کرتے ہین امتحاناً اگر کسی سے اسنے کچھ طلب کیا اوسنے بے مروتی سے درشت جواب دیا آخرکار لاچار ہوا بہت دلفگار ہوا خدا نہ کرے کسیکو کسی بات کی عادت ہو جاے لاکھہ طرحکا اوسمین ضرر ہو مگر بے اوسکے چین نہ آئے غرضکہ جو کچھہ باقیماندہ تھا اوسکو بیچکے زر نقد کیا اب بہت احتیاط سے اوسکو صرف کرنے لگا لیکن جلسہ اور صحبت معشوقان ع بدہ جو کی خو جو پڑ گئی تھی دلمین اک بات لگ گئی تھی عادت طبیعت ثانی مشہور ہی بشر مجبور ہی بقول **مولف** جسکو جو لپکا پڑا اوس سے کبھی چھٹتا نہین ٭ گانو مین قریہ مین قصبہ مین کہین جا کر رہے ٭ پھر پھرا اپنی ضد طبیعت کا گیا اپنی نہ ہائے ٭ لکھنؤ سے سالہا ہر چند ہم باہر رہے ٭ اوسکے واسطے یہ مقرر کیا کہ تمام دن کھانیکی تیاری مین دل بہلانا سر شام بغداد کے پل پر جانا مسافر نو وارد کو ہمراہ لانا تمام شب اوسکے ساتھہ بسر کرنا رخصت اوسکو دم سحر کرنا اگر گاہے اوس سے پھر ملاقات ہوئی تو اجنبی بنکے نہ گفتگو کی نہ بات پوچھی جو اوسنے کچھہ کہا تو یہ ٹال گیا کہ مین تمکو جانتا نہین پہچانتا نہین اسطرح پر ایام گذاری کرتا تھا زندگی کے دن بھرتا تھا یہ حیلہ اور سنئے خلیفہ ہر چند اہلکار ہوشیار مستعد خبردار رکھتا تھا مگر جملہ طب و یابس کا انتظام اپنی ذات خاص سے متعلق جانتا تھا دوسرے کی بات کم مانتا تھا اور یہ معمول تھا روز شب کو ہیئت بدل کے گلی کوچے کی گشت کو جاتا رعایا برایا کی کیفیت تحقیق کر کے پھر آتا ایک تاریخ بغداد کے پل کی بھی تھی حسب معمول تاجران موصل کا لباس پہن کے ہمراہ غلام زبردست پل کے برابر پہونچا ابو الحسن تو اس تاک مین بیٹھا تھا اوٹھا قریب جا کے سلام کیا مزاج پوچھا خیر مقدم کہا پھر باتین کرتا ساتھہ چلا اپنے مکان کے متصل آکے بمنت کہا اگر آجکی شب غریبخانہ مین قدم رنجہ فرمائیے نان خشک تناول کر کے دو گھڑی دل بہلائیے تو منت فراوان ہو اس بے سر و سامان کی گردن پر یہ احسان ہو خلیفہ اسکی باتون سے خوش ہوا تھا گھر چلنے کو اس انداز سے کہا کہ قبول کیا مکان پر پہونچا اسنے تو تمام دن مکان کی درستی فرش کی صفائی جھاڑ فانوس مرنگی جابجا قرینے سے جمائے تھے خلیفہ اسکا دیوانخانہ دیکھکے بہت محظوظ ہوا سلیقہ شعار سمجھا اور اسکی ماں کو کھانا پکانے مین خوب دخل تھا باورچی رکابدار اسکو نسبت نہ تھی پروردگار نے اوسکے ہاتھہ مین مزا دیا تھا غرضکہ مسند پر خلیفہ کو بٹھایا غلام ہاتھہ دھونے کا

سامان وہ بھی لایا دسترخوان سفید بچھایا تابونکو قرینے سے چنا اور حسن شیرین نمکین غلام اوسمین لایا قورمہ قلیہ کباب
اچار مربا میوونکا سامان مہیا کردیا آپ روبرو بیٹھا کھانے کھلانے لگا جو شے زائقہ دار پائی اپنے ہاتھ سے
خلیفہ کے سامنے بڑھائی بہت کھلائی جب ہاتھ دہو چکے غلام عمدہ طشتریونمین لوزات حلوا افلی بادام تر و خشک
میوے تبدیل فی الفہ کو وہ بڑھالائے پھر کچھ کشتر گلاس الماس تراش انواع اقسام کی شراب سے لبریز تند و تیز بادام بستے بھنے
ہوے پلیٹونمین چنے ہوے سامنے آئے دور بادہ ناب شروع ہوا حجاب شرم و حجاب شروع ہوا ابوالحسن نے جام لبریز کرکے
خلیفہ کو دیا پھر آپ پیا اسیطرح سے خلیفہ نے پیا پلایا فی الجملہ جب انھوں دونونکے سرور ہوا ہر طرحکا مذکور رہا
خلیفہ نے اسکا ابتدا سے انتہا تک حال سب پوچھا ابوالحسن نے کم و کاست بیان کردیا خلیفہ اسکی باتون سے
لطف اوٹھاتا تھا سلسلۂ کلام قطع نہونے پاتا تھا اوسی گفتگو مین پوچھا کہ تمکو کوئی خواہش کسی بات کی تمنا ہی
ابوالحسن نے کہا اور تو کچھ نہین مگر اس محلہ کا موذن بہت ستاتا ہی نئے آزار روز پہونچاتا ہی اور اسی جاکے باشندے
چار شخص اور بھی بد آزار و بد نہاد اوسکے اوستاد بنے ہین جو اوسکو سکھاتے ہین وہ عمل اوس سے ظہور ہوتا ہی اہل محلہ
کے حقمین بہت ہوتا ہی سب مرے اوڑاتے ہین ہر ایک کو ڈراتے دھمکاتے ہین اگر ایکدن کیواسطے بغداد کی حکومت
میرے ہاتھ آئے تو دلکی حسرت نکل جائے کسی کا خوف نہ خطر کرون پانچونکو سزا دیکے شہر سے بدر کرون خلیفہ نے
جواب دیا پروردگار ارحم الراحمین ہی اور ہارون رشید فہمیدہ بہت متین ہی اگر تمھاری خواہش سے مطلع ہو کچھ
عجب نہین کہ ایکروز دن کیواسطے وہ سلطنت عنایت کرے یا حاکم شہر کردے ابوالحسن نے جوابدیا آپ مجکو بیوقوف
سمجھ کے ہنسی سے فرماتے ہین امورات سلطنت کہین سہل ہاتھ آتے ہین خلیفہ نے فرمایا معاذ اللہ کسی کے
حال پر خندہ زن ہونا بہت برا ہی یا اوسکو لغو تصور کرنا طریقہ سفہا ہی اور تمنے تو مجھپر احسان کیا بے جانے بوجھے
مہمان کیا شرط مہمانی بجالائے تحفہ شراب بہتر سے بہتر کھانے کھلائے اب نصف شب گذر گئی تم بھی آرام کرو
اور مجکو اجازت دو کہ صبحکو پھر منزل کا سامنا ہی ہم ہونگے قریہ و دہ زیر قدم ہونگے اور دلمین سوچا وہ ترکیب
نکالیے کہ یہ سب کام اسی کے ہاتھ سے سرانجام ہون اسکی خواہشین تمام ہون ابوالحسن نے جوابدیا بہت بہتر مگر دو
اخیر مین تمکو تم مجکو پلاو پھر سورہو اور ایک شرط یہ ہی کہ دم سحر جب آپ آمادۂ سفر ہون تو دروازہ میرا بند کر دینا
کھلا نہ چھوڑ جانا ہمین سخت ہوگا میرا ضرر ہوگا یہ کہکے ساغر شراب سے بھر کے خلیفہ کو دیا وہ پی گیا پھر خلیفہ نے

گیلاس لبریز کرکے وارو دے بیہوشی ملائی ابوالحسن کو وہ مرکب شراب پلائی جسدم حلق سے اوتری دنیا و مافیہا
کی اوسکو خبر نرہی گرپڑا بیہوش ہوا جو کچھہ یاد تھا فراموش ہوا ناگہان صبحکی جھلک نظر آئی شہرزاد نے تقریر مسلسل کا
سلسلہ توڑا قصہ ناتمام چھوڑا شہریار بحیر اوٹھا امور سلطنت مین مشغول رہا مگر گرفتہ خاطر ملول رہا بہرکیف دن تمام کرکے
قریب شام دربار برخاست کیا محل مین آیا شہرزاد کو یاد فرمایا پھر وہی چرچا ہوا قصہ چھڑ گیا شہرزاد نے عرض کی
کہ خلیفہ نے جب ابوالحسن کو بے حس و حرکت پایا غلام جو ہمراہ تھا اوسکو بلاکے فرمایا اسکا پشتارہ بنا پیٹھہ پر
لگا اور اس گلی و مکان کو بغور دیکھہ لے کہ تجکو پھر اسی جا یہ بار بردوش پہونچانا ہوگا خبردار بھول نجانا دھوکا نکھانا
یہ کلمہ سنا ایوان شاہی کیطرف چل نکلا دروازہ عمداً کھلا چھوڑ دیا بند نکیا جسدم داخل دولت ہوا خوابگاہ مین تشریف
لایا خواجہ سرا گئے سنین اور سب عملہ چشم براہ تھا بتاکید اونسے کہا جسکو ہم اوٹھا لائے ہین ہماری شب خوابی کی
پوشاک اوسکو پنہاکے خاص پلنگ پر سلانا جو جو حرکات میرے ساتھہ ہوتے ہین وہ سب ہمین بجالانا
خواجہ سرا ناظر باری دار جتنے تھے اونسے کہا خبردار اسکو میرے طرز پر بیدار کرنا اور خلیفہ اسیکو سمجھنا سامنے ایک
شہ نشین تھی اوسمین خود جا بیٹھا کہا مین یہانسے دیکھونگا اور جعفر وزیر کو بلاکے فرمایا کہ دم سحر ایک شخص لباس
ہمارا اپنے تخت پر بیٹھے گا تم سب بدستور احکام اوسکے بجالانا روپیہ اشرفی جو کسیکو دلائے تامل نکرنا حکم اوسکا
میرا فرمان ناطق سمجھنا اور اسیطرح جو جو اہل دربار مرجع کار ہین سبکو فہمایش کرنا جو شخص اسکا کہنا نہ مانے گا یا
تعمیل حکم مین دیر کریگا وہ سزا سنگین پائیگا عتاب مین آئیگا سبکو قرینے بتا کے ابوالحسن کو اپنے پلنگ پر
لٹا کے سو رہا باریدار خدمتگار جو جس عہدہ کا تھا ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف ہوا جسدم نماز کا وقت
آیا سحر نے اپنا روی درخشان دکھایا مسرور خواجہ سرا حسب معمول پارچہ حریر سرکہ مین ترکرکے ابوالحسن کی ناک کے
سامنے لایا بمجرد سونگھنے کے چھینک نے خواب غفلت سے چونکایا چاہا تھا کہ کھنکار کے فرش پر تھوک دے
خواص طلائی اوگالدان لیکے بڑھی فرش پر گرنے ندیا پھر اونسے تکیہ پر سر رکھہ لیا دیکھا تو مکان شاہانہ جابجا
فرش قاقم و سنجاب بصد آب و تاب بچھا ہے شمع مومی و کافوری روشن ہے بوباس غیرت گلشن ہے چھت
پردون پر نگاہ جو گئی حیران ہوا جو کبھی خواب مین ندیکھا تھا بیداری مین نظر پڑا دولتسرای شاہی شیشہ آلات
سے سجی سجائی سب طرحکا عمدہ سامان جسمین عورتین دست بستہ حاضر کچھہ ارباب نشاط بفرحت و انبساط ساز ملا کے

گانے لگین سحبیروین کی تانین اوڑانے لگین کسی کے ہاتھہ مین سیلاچی آفتابہ کوئی دست پاک ہینی پاک لیے جو اون نے
کہا یہ ماجرا کیا ہی شبکو جو اوس سوداگر سے گفتگو ہوئی تھی اوسی کا یہ تخیلا ہی آنکھین بند کرلین مسرور آگے بڑھا عرض کیا
امیر المومنین نماز کا وقت تنگ ہوتا ہی آپ بیدار ہون معبود کی عبادت کو تیار ہون ابو الحسن نے دل سے کہا
جو سوتا ہی وہ کسی کی بات سنتا نہین تم سب کچھہ دیکھتے سنتے ہو پروردگار نے رحم کیا سلطنت عنایت کی فورا
اوٹھہ بیٹھا جو جو لیٹے ہوے دیکھا تھا اب متصل بیٹھ کے دیکھنے لگا پری پیکر عورتین گاتی ناچتی ہوئی قریب آئین
سلامی کی رسم بجالائین مسرور قریب آیا سر خم کرکے عرض کیا امیر المومنین شبکو حضرت شاید بدخواب ہے جو نماز
قضا ہوئی اب دربار کا وقت ہی ارکین سلطنت منتظر ہین تخت پر جلوہ گر ہو کے مجرا لیجیے اجرای کار وبار کیجیے
ابو الحسن نے مسرور سے کہا تو کس سے بات کرتا ہی امیر المومنین کسکو کہا حال کیا ہی تجکو دہوکا ہی اوسنے عرض کیا خداوند
امیر المومنین خلیفہ روئی زمین ہین حضور مجکو آزماتے ہین یا بہکاتے ہین ایک حبشی بچہ کمسن سامنے کھڑا تھا اوس سے
پوچھا مین کون ہون وہ بولا آپ ظل اللہ مالک تخت و تاج ہین بادشاہ زمانہ آج ہین یہ سنکے کہا اسی جھوٹ
بولنے سے تیرا منہ کالا ہی رنگ نرالا ہی اور قہقہہ لگا کے تکیہ پر گر پڑا خلیفہ بھی لوٹ گیا مگر ضبط کیا پھر اوٹھہ کے
ایک سیمین تنکو قریب بلایا کہا میری اونگلی دانت سے کاٹ مین دیکھون سوتا ہون یا جاگتا ہون اوس نے عجب ناز و انداز
سے دانت کے نیچے اونگلی کو دبایا صدمہ جو ہوا ہاتھہ کھینچ لیا کہا ای خالق یہ کیا سبب ہوا کہ مین بادشاہ ہوگیا
پھر اوس سے پوچھا مین کون ہون وہ بولی خیر ہی آپ امیر المومنین تخت نشین ہین ہم سب لونڈیان خدمتگار
ہین جان نثار ہین یہ سنکے اوٹھنے کا عزم کیا خواجہ سرا نے ہاتھہ تھام لیا حاضرین نے مجرا کیا دعا دولت کا
غل بلند ہوا مسرور نے پوشاک کی کشتی پیش کی خواجہ سراون نے کپڑے پہناتے غرق دریا جواہر کیا
اوس کمرے سے باہر گیا تخت کے نزدیک آیا ہاتھون ہاتھہ سب نے اوسپر بٹھایا تخت پر بیٹھتے ہی خوش ہوا
چارطرف نظر کی وزیر امیر سپہ سالار بخشی وضیع و شریف اہل دربار سبکو حاضر پایا وزیر اعظم بڑھا آداب تسلیم بجالا کے
شعر پڑھا شعر الہی تا جہان باشد تو باشی + زمین و آسمان باشد تو باشی + اب سمجھا کہ بیشک مین خلیفہ ہوگیا
تمنا بر آئی شاہنشاہ حقیقی نے سلطنت عطا فرمائی وزیر اعظم سے عرضیان پیش کین پرچہ اخبار کا سنایا
پھر شہر کا کوتوال آیا آداب بجالایا اوسکو قریب بلا کے فرمایا فلان محلے مین جاو ہانکی مسجد کے موذن اور

پیالہ اس لبریز کرکے دارو بیہوشی ملائی ابوالحسن کو وہ مرکب شراب پلائی جسدم حلق سے اوتری دنیا و مافیہا
کی اوسکو خبر نرہی گر پڑا بیہوش ہوا جو کچھہ یاد تھا فراموش ہوا ناگہان صبح کی جھلک نظر آئی شہرزاد نے تقریر مسلسل کا
سلسلہ توڑا قصہ ناتمام چھوڑا شہریار پھر اوٹھا امور سلطنت مین مشغول رہا مگر گرفتہ خاطر ملول رہا بہرکیف دن تمام کرکے
قریب شام دربار برخاست کیا محل مین آیا شہرزاد کو یاد فرمایا پھر وہی چرچا ہوا قصہ چھڑ گیا شہرزاد نے عرض کی
کہ خلیفہ نے جب ابوالحسن کو بے حس و حرکت پایا غلام جو ہمراہ تھا اوسکو بلا کے فرمایا اسکا پشتارہ بنا پیٹھہ پر
لگا اور اس گلی و مکان کو بغور دیکھہ لے کہ تجکو پھر اسی جا یہ بار بردوش پہونچانا ہوگا خبردار بھول نجانا دھوکا نکھانا
یہ کلمہ سنا ایوان شاہی کیطرف چل نکلا دروازہ عمداً کھلا چھوڑ دیا بند نکیا جسدم داخل در دولت ہوا خوابگاہ مین تشریف
لایا خواجہ سراگان نمین اور سب عملہ چشم براہ تھا بتاکید اونسے کہا جسکو ہم اوٹھا لائے ہین ہماری شب خوابی کی
پوشاک اوسکو پہنا کے خاص پلنگ پر سلانا جو جو حرکات میرے ساتھہ ہوتے ہین وہ سب اسمین بجالانا
خواجہ سرا ناظر باری دار جتنے تھے اونسے کہا خبردار اسکو میرے طرز پر بیدار کرنا اور خلیفہ اسیکو سمجھنا سامنے ایک
شہ نشین تھی اوسمین خود جا بیٹھا کہا مین یہانسے دیکھونگا اور جعفر وزیر کو بلا کے فرمایا کہ دم سحر ایک شخص لباس
ہمارا پہنے تخت پر بیٹھے گا تم سب بدستور احکام اوسکے بجالانا روپیہ اشرفی جو کسیکو دلائے تامل نکرنا حکم اوسکا
میرا فرمان ناطق سمجھنا اور اسیطرح جو جو اہل دربار مرجع کار ہین سبکو فہمایش کرنا جو شخص اسکا کہنا نمانے گا یا
تعمیل حکم مین دیر کریگا وہ سزا سنگین پائیگا عتاب مین آئیگا سبکو قرینے بتا کے ابوالحسن کو اپنے پلنگ پر
لٹا کے سو رہا بیدار خدمتگار جو جس عہدہ کا تھا ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف ہوا جسدم نماز کا وقت
آیا سحر نے اپنا روی درخشان دکھایا مسرور خواجہ سرا حسب معمول پارچہ حریر سرکہ مین تر کرکے ابوالحسن کی ناک کے
سامنے لایا بمجرد سونگھنے کے چھینک نے خواب غفلت سے چونکایا چاہا تھا کہ کھنکار کے فرش پر تھوک دے
خواص طلائی اوگالدان لیکے بڑھی فرش پر گرنے ندیا پھر اوسنے تکیہ پر سر رکھہ لیا دیکھا تو مکان شاہانہ جا بجا
فرش قاقم و سنجاب بصد آب و تاب بچھا ہی شمع مومی و کافوری روشن ہے بو باس غیرت گلشن ہے چھت
پردون پر نگاہ جو گئی حیران ہوا جو کبھی خواب مین ندیکھا تھا بیداری مین نظر پڑا دولتسرای شاہی شیشہ آلات
سے سجی سجائی سب طرحکا عمدہ سامان حسین عورتین دست بستہ حاضر کچھہ اسباب نشاط الفرحت و انبساط ساز ملاکے

گانے لگین بھیروین کی تانین اوڑانے لگین کسی کے ہاتھہ مین سیلابچی آفتابہ کوئی دست پاک ہمین پاک لیے جو اون نے
کہا یہ ماجرا کیا ہی شبکو جو اوس سوداگر سے گفتگو ہوئی تھی اوسی کا یہ تخیلا ہی آنکھین بند کرلین مسرور آگے بڑھا عرض کیا
امیرالمومنین نماز کا وقت تنگ ہوتا ہی آپ بیدار ہون معبود کی عبادت کو تیار ہون ابوالحسن نے دل سے کہا
جو سوتا ہی وہ کسی کی بات سنتا نہین تم سب کچھہ دیکھتے سنتے ہو پروردگار نے رحم کیا سلطنت عنایت کی تھوڑا
اوٹھہ بیٹھا جو جو لیٹے ہوے دیکھا تھا اب مفصل بیٹھہ کے دیکھنے لگا پری پیکر عورتین گاتی ناچتی ہوئی قریب آئین
سلامی کی رسم بجالائین مسرور قریب آیا سر خم کرکے عرض کیا امیرالمومنین شبکو حضرت شاید بدخواب ہوے جو نماز
قضا ہوئی اب دربار کا وقت ہی ارکین سلطنت منتظر ہین تخت پر جلوہ گر ہوے مجرا لیجیے اجرائی کار و بار کیجیے
ابوالحسن نے مسرور سے کہا تو کس سے بات کرتا ہی امیرالمومنین کسکو کہا حال کیا ہی تجکو دھوکا ہی اوسنے عرض کیا خداوند
امیرالمومنین خلیفہ روے زمین ہین حضور مجکو آزماتے ہین یا بہکاتے ہین ایک حبشی بچہ کمسن سامنے کھڑا تھا اوس سے
پوچھا مین کون ہون وہ بولا آپ ظل اللہ مالک تخت و تاج ہین بادشاہ زمانہ آج ہین یہ سنکے کہا اسی جھوٹ
بولنے سے تیرا منہ کالا ہی رنگ نرالا ہی اور قہقہہ لگا کے تکیہ پر گر پڑا خلیفہ بھی لوٹ گیا مگر ضبط کیا پھر اوٹھہ کے
ایک سیمین تنکو قریب بلایا کہا میری اونگلی دانت سے کاٹ مین دیکھون سوتا ہون یا جاگتا ہون اوس نے بعجب ناز و انداز
سے دانت کے نیچے اونگلی کو دبایا صدمہ جو ہوا ہاتھہ کھینچ لیا کہا اے خالق یہ کیا سبب ہوا کہ مین بادشاہ ہوگیا
پھر اوس سے پوچھا مین کون ہون وہ بولی خیر ہی آپ امیرالمومنین تخت نشین ہین ہم سب لونڈیان مستعد
ہین جان نثار ہین یہ سنکے اوٹھنے کا عزم کیا خواجہ سرا نے ہاتھہ تھام لیا حاضرین نے مجرا کیا دعاے دولت کا
غل بلند ہوا مسرور نے پوشاک کی کشتی پیش کی خواجہ سراون نے کپڑے پہناتے غرق دریاے جواہر کیا
اوس کمرے سے باہر کیا تخت کے نزدیک آیا ہاتھون ہاتھہ سب نے اوسپر بٹھایا تخت پر بیٹھتے ہی خوش ہوا
چار طرف نظر کی وزیر امیر سپہ سالار بخشی وضیع و شریف اہل دربار سبکو حاضر پایا وزیر اعظم بڑھا آداب تسلیم بجالا کے
یہ شعر پڑھا شعر الٰہی تا جہان باشد تو باشی ٭ زمین و آسمان باشد تو باشی ٭ اب سمجھا کہ بیشک مین خلیفہ ہوگیا
تمنا برآئی شاہنشاہ حقیقی نے سلطنت عطا فرمائی وزیر اعظم نے عرضیان پیش کین پرچہ اخبار کا سنایا
پھر شہر کا کوتوال آیا آداب بجالایا اوسکو قریب بلاکے فرمایا فلان محلے مین جاو وہانکی مسجد کے موذن اور

بار شخص اس محلہ کے مشیر بنے باطن مین شریر ہین سو سو کوڑے اونکو اور چار سو مؤذن کو لگائے پھر اونٹ پر بٹھا کے تشہیر کر
کے شہر سے اونکا اخراج ہو اس حکم کی تعمیل آج ہو اور دروازون پر حکم جاری کہ انمین سے کوئی شہر کے اندر آنے
نپائے اور منادی اونٹ کے آگے ندا کرے جو اہل محلہ کو ایذا پہنچاویگا سبھی اوسکی شقاوت کریگا وہ ایسی ہی سزا پائیگا
ذلت کے ساتھ خارج بلد کیا جائیگا کوتوال رخصت ہوا وزیر نے عرض معروض سے فرصت کر دیکا اس اثنا مین کوتوال
پھر حاضر ہوا زمین کو بوسہ دیکے عرض کیا قبلہ عالم پانچون کو سزا حسب الحکم دیگئی شہر مین تشہیر کیا پھر نکال دیا یہ محضر سواد
محلہ کا حاضر ہے ابو الحسن نے دیکھا اہل محلہ کے نام ہین اسنے بہت خوش ہوا کوتوال سے کہا تو بہت مستعد ہوشیار ہے عمدہ
خدمت کا سزاوار ہے خلیفہ مخفی اسکی سب حرکات دیکھتا تھا اور ہنستا تھا پھر ابو الحسن نے وزیر اعظم سے کہا اوسی محلہ مین جا
وہان ابو الحسن کی مان رہتی ہے تمام محلہ اوسکو جانتا پہچانتا ہے ہزار اشرفی اوسکے پاس پہنچا وزیر نے فوراً تعمیل کی تھیلی
اشرفی کی غلام معتمد کے ہاتھ بھجوادی وہ تو اس بھید سے آگاہ تھی خلیفہ کو دعائین دینے لگی غلام نے رسید لاکے
وزیر کو دی اوسنے حضور مین پیش کی اور عرض کیا حسب ارشاد ہزار اشرفی کا توڑا ابو الحسن کی مان کو پہنچا یہ سنکے لگا اب امور
ملکی و مالی پرچہ اخبار سب سے فرصت پائی دربار برخاست ہوا امیر امرا کی رخصت ہونیکی نوبت آئی وزیر اعظم و مسرور
خواجہ سرا حاضر رہے اوسوقت ابو الحسن تخت سے اوٹھا دونو نے ہاتھ پکڑا نیچے اوترا جس مکان سے آیا تھا
اودھر قدم بڑھایا راہ مین پاخانہ کی احتیاج ہوئی وزیر سے پوچھا اوسنے داروغہ کیطرف دیکھا فوراً بیت الخلا
کا دروازہ کھل گیا وہان تخلخے روشن ہوے پاس مین صحن چمن سنگ مرمر کا فرش ولایتی قالین کہین مخمل کاشانی سبز بچھائی
بچھے داروغہ نے زر لفیت کی آرام پائی امیر علی کی بنائی خلیفہ جسکو پہنکے پاخانے جاتا تھا روبرو رکھی ابو الحسن بیچارے
نے اس چمک دمک کی خبر کبھی پائی نہ تھی پاؤن تک نوبت آئی نہ تھی گھبرا کے ہاتھ مین اوٹھائی آستین
مین چھپائی خلیفہ تو بے ساختہ ہنسنے لگا وزیر اعظم و مسرور نے خوف سلطانی سے ضبط کیا مگر مسرور نے
کہا حضور اسکو پاؤن مین پہن کر پاخانے مین جاتے ہین آپ آستین مین کیون چھپاتے ہین ابو الحسن نے
شرمندہ ہو کے آستین سے نکالی پاؤن مین ڈالی پاخانے مین گیا جسدم باہر آیا مسرور رہبر ہو کے نعمت خانہ
مین لایا وہان دسترخوان اغذیہ لطیف سے چنا تھا ہزار طرح کی نعمت غیر مترقب برابر ایک سے ایک خوش رنگ
مزہ دار بہتر ہر شے کو دیکھ کے حیران ہوتا تھا کبھی سلطنت کا یقین گاہ خواب کا گمان ہوتا تھا دل سے کہتا تھا

عجب ماجرا ہی جس بات کا حکم کرتا ہون فوراً ظہور مین آتی ہی خواب مین کیہ کیفیت تقدیر کسکو دکھاتی ہی یکایک سات مہ جبین لعبت چین ساز اپنے لیکے اونہین گانے بجانے لگین اور سات خواص رشک حور نشہ شباب مین چور ضرورت کی چیزین لیے سلیقہ شعاری اپنی اپنی دکھانے لگین ابوالحسن نے کہا ایک کسی نے آکے مجھہ میرے پاس بیٹھہ کے باتین کرین ناز و کرشمہ کی گھاتین کرین القصہ مجھہ کو چھینے باتین بنا کے کھانے مین شریک کیا پھر اونکا نام پوچھا ایک نے مہر گردن بتایا دوسری نے مرجان لب سنایا تیسری مہتاب نکلی چوتھی رشک آفتاب نکلی پانچوین نزہت العیون چھٹی فرحت جان ساتوین جو مور چھل ہلاتی تھی اوس سے پوچھا مصری اوس نے بتایا ابوالحسن نے ہر ایک کے نام کا لطیفہ سنایا جب ابوالحسن کھانا کھا چکا خواجہ سراؤن نے ہاتھہ دھلائے میان مسرور وہانسے دوسرے مکان مین لائے وہ پہلے سے بہت سجا سجایا نظر آیا وہان خواصین اور گائنین پری پیکر مہر طلعت انتہا کی خوبصورت تھین کچھہ میوہ ونکی قابین وغیرہ لا مین کچھہ گانے لگین ابوالحسن نے اونکو بھی پاس بٹھایا میوہ کھلایا اسکے بعد مسرور تیسرے مکان مین لایا وہ اوسکو بھی بہت سجا پایا سات خواصین قمر طلعت نور کی صورت جواہر نگار پیالونمین شربت فالودے افشردے لیے ہوئے کھڑی تھین اونسے بھی ابوالحسن نے نام پوچھا سب کا کام پوچھا اختلاط کی باتین کرتا رہا جب چوتھے مکان مین مسرور لایا وہ سب سے بہتر و برتر جنت کا گھر نظر آیا فرش پر تکلف چھت پر سے طرحدار ہمیشہ نایاب سقف و جدار جو شئی وہان تھی نہ کبھی دیکھی نہ سنی سات طائفے کا تنون کے سرتاپا ناز بنا انداز وہ آفت جان ساز ملا کے گانے لگین تانین اوڑانے لگین قطعہ

پھر وہان راگ کا ہوا چرچا
خوش صدائین جو ہی نوازونکی

کچھہ عجب وقت تھا عجب جلسا
ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا

وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازونکی
اوتر آئی ہی چرخ سے زہرا

سات خواصین سونے چاندی کی طلعت کی پھول دار مینا کار تشتریونمین پکوان طرحدار گوشت سنبوسے کباب فزون از حد حساب لیے کھڑی تھین مسندونکے روبرو کہین کنتر شراب زعفرانی کے گیلاس آسنا بن کے سجا صراحی بادۂ پرتگالی سے لبریز بہت تند و تیز گرد پیالیان جواہر نگار وضع کی نرالیان رکھی تھین رئیسان بغداد کی عادت تھی کہ شراب شبکو پوشیدہ پیتے تھے محرمان راز کے سوا کوئی اس حال سے آگاہ نہوتا تھا یہ ڈھنگ شام و پگاہ نہوتا شعر شرط سلیقہ ہی ہر ایک امر مین + عیب بھی کرنیکو ہنر چاہیے + الغرض ایک خواص بہت حسین

ماہ جبین تھی اوسکو قریب بلاکے نام پوچھا اوسنے صدف دہان کھولکے کہا سلک مروارید ابوالحسن نے کہا بلکہ دیدہ و شنیدہ
پھر کہا تو اپنے دست گلفام سے ایک جام مجکو پلا وہ فوراً ساغر لبریز آفت خیز روبرو لائی یہ پی گیا پھر اوسکو پلایا دوسری
گرگ کی تشتری لیے نزدیک آئی اوس سے بھی نام دریافت کیا کوکب صبح اوسنے بتایا ابوالحسن نے کہا تیرے چہرہ
کی چمک آفتاب سے سوا ہی ستارہ تیرے سامنے کیا ہی الغرض ہر ایک کے ہاتھ سے ایک ایک جام لبالب پیا نشے
مین آیا بادہ گلرنگ نے نشہ جمکایا پھر خلیفہ کے اشارہ سے سلک مروارید نے گیلاس بھرا بیہوشی کا اوسمین ملایا ابوالحسن کے
سامنے لائی کہا اے شہریار یہ [illegible] اسکو نوش فرمایئے مجھسے انکھہ ملایئے وہ ساغر ہوش ربا پلایا اور
بانسلی کو ہاتھ مین اوٹھا منہ سے لگایا ایسی بجائی اور گائی کہ کنھیا کی یاد سبکے دلسے بھلائی ابوالحسن محو ہو گیا
تعریف کو منہ کھلا رہا آنکھہ بند ہو گئی سو گیا اور مشرق کی سمت سے خواجہ خاوران دست بنیچہ اسباب افشان کے لیکے
بجنبال ساحل مغرب سبزہ زار فلک سے آیا اور دشت بیت سے بھاگا روشنی کا سامان ہوا صبح کا جلوہ نمایان ہوا شہزادے
یہ ہلٹڑ دیکھکے متاع تقریر کو درج دہن مین نہان کرکے لبونپر مہر خموشی لگائی تقریر سلسل کی صورت نظر نہ آئی شہریار بیدار
پلنگ سے اوٹھکے بیت السلطنت کی طرف روانہ ہوا اور یہ سمجھا آج کے دن مہتی کا بیج جانا ہوا ہر اہلکار ادب
بجالاکے اپنے کام مین مصروف ہوا بادشاہ عالیجاہ کا شگفتہ ہونا شام پر موقوف ہوا تا آسمان روشنی مین تبدیل ہوا
تیرگی کا جا نمین عمل ہوا شہریار با دل شاد محلسرا مین آیا شہزادی کو یاد فرمایا قصہ چھیڑا اوسنے عرض کیا خلیفہ ہارون رشید بادشاہ نے
ابوالحسن کو خود غلط دیکھکے قریب آیا لباس شاہی اوسکے جسم سے اوتروایا اوسکے کپڑے پہنا کے اوسی حبشی خانہ زاد
کو حکم دیا کہ اسکا پشتارا بنا کے لیجا اسکے دیوانخانہ مین پہونچا وہان اسکو لٹا دینا اور دروازہ کھلا چھوڑکے چلا آنا یہ حکایت اسکے
سامنے زبان پر نہ لانا غلام حسب فرمان ابوالحسن کو لادکے لیگیا دیوانخانہ مین اوسکے بچھونے پر سلاکے پھر آیا خلیفہ کو تعمیل حکم کا
حال سنایا ابوالحسن تمام رات بیہوش پڑا رہا دم سحر جو انکے جھونکے لگی خواب غفلت سے آنکھہ کھل گئی اپنا گھر دیکھکر ششدر رہا بادشاہی کنیزون کے
نام اسکو یاد تھے پکارنے لگا کہ سلک مروارید کوکب صبح تم کہان ہو میرے پاس آؤ نیند سے جگاؤ کبھی [illegible] اونکے نام لینے لگا
غصہ مین آکے آواز دینے لگا یہ شور و غل سنکے اوسکی ماں پاس آئی کہا اے فرزند دلبند آج کیا ہے جو خلاف عادت تو باتین
کرتا ہے حاکم کے خوف سے نہین ڈرتا ہی ابوالحسن نے بچشم غضب اوسکی طرف دیکھکے کہا اے بدبخت عورت تو کسکو اپنا فرزند
کہتی ہے کون ہے تو کہان رہتی ہے وہ بولی اے پارہ جگر نور نظر یہ کیا گل پھولا تو ایکدن مین مجکو بھولا ابوالحسن نے کہا اے نامعقول

تو ایسی گستاخ ہو گئی ہی مین امیر المومنین بادشاہ عصر ہون مجکو اپنا بیٹا کہنے لگی وہ بولی ای غضب ایسا کلمہ جو منہ سے نکلا پھر نہ کہنا اگر
اور کوئی سن پائیگا دیوانہ سمجھ کے پکڑ لیجائیگا ابو الحسن نے جواب دیا کہ ای پیر زال بیہوش حواس سب بجا ہین تو ہزیان بکتی ہی میرا
منہ تکتی ہی اوسنے کہا ای لخت جگر تو خوب غور سے دیکھ کہ یہ خلیفہ کا محل ہی یا تیرا گھر ہی تو ہمین پیدا ہوا اسی جگہ جوان ہوا آج یہ کیا
سامان ہوا بارے ابو الحسن نے آنکھ کھول کے بغور چار طرف خوب دیکھا پھر جو وہ لہر آئی آنکھ بند کر لی کہا او بڑھیا تو جو بہک کے
یہان چلی آئی ہی تیری قضا کشان کشان لائی ہی کہ مین خلیفہ وقت حکمران ہون شاہ شاہان ہون وہ بیچاری بہت گھبرائی کہا
ظالم تو نے ہمارے محلے کے موذن اور اوسکے رفیقون کا حال سنا نہین کل حسب فرمان خلیفہ دوران وہ پابزنجیر تشہیر ہوے شہر بدر کیے گئے اس بیچاری نے
تو اوسکو حاکم کے خوف سے ڈرایا یہ سمجھ مین نہ آیا کہ اوسکے خیال کا یہ مقدمہ گواہ ہوگا دریش ورسیاہ ہوگا ابو الحسن نے یہ قصہ جو اپنی مان سے سنا
کل کا حکم دینا یاد آگیا کہا ای پیر زال خوشحال اب کوئی شک و شبہ نہ رہا کہ امیر المومنین ہو مین ہی نے موذن کی تشہیر و تعزیر اور اخراج کی تدبیر فقط میرے
حکم سے ہوئی ہی اور کسی نے نہین کی ہی وہ سمجھی کہ اسکے دماغ مین خلل ہو گیا ہی کہا بیٹا یہ خطاب خاص خلیفہ ہارون رشید کا ہی جسکے ہم تم اور
خلق خدا مطیع فرمانبردار ہین یہ باتین بیکار ہین آو شکر خداوند نعمت کی غریب پروری دیکھ کل توڑا ہزار اشرفی کا اپنے غلام کے
ہاتھ مجکو مرحمت فرمایا ہی آج تو نے یہ جھیڑا مچایا ہی یہ کلمہ سنکے ابو الحسن کو یقین کامل ہوا کہ مین بادشاہ بغداد ہون جعفر وزیر سے
حکم کر کے مین نے یہ توڑا اشرفی کا بھیجا تھا کہا ای مکار اب تجکو سزای سخت دینا ضرور ہوا تجھسے اتنا بڑا قصور ہوا مجکو اپنا بیٹا بنایا
میری سطوت و سلطنت کا خوف نہ آیا یہ کہکے مانکو خوب مارا وہ بیچاری غل مچانے لگی اہل محلہ کو بچانے کے لیے بلانے
لگی یہ غوغا سنکے دو چار شخص اوسکے گھر مین آئے ابو الحسن کا ہاتھ پکڑ کے کہا ای ناسعادتمند کوئی پاجی بھی ایسی بیجا حرکت
نہین کرتا ہی تو قوم شریف سے ہی کے ماکے خون مین ہاتھ بھرتا ہی وہ اونسے بھی بیہودہ بکنے لگا ہر شخص اوسکا منہ تکنے لگا الغرض سبکو
یقین ہوا کہ یہ مجنون ہی اس سے اوجھنا بونہ ہی مبادا پتھر یا لاٹھی مار بیٹھے تو کوئی دیوانے کا کیا کرے باہم مشورہ کر کے تھانہ دار کو
اس حال سے مطلع کیا وہ جو اسکے گھر مین آیا ضعیفہ بیچاری کو لہولہان پایا داروغہ نے مشکین بندھوا کے پابزنجیر کیا
گلے مین طوق ہاتھون مین ہتھکڑی ڈال کے اسیر کیا اور پچاس کوڑے روز مار کے پوچھتا کہ تو کون ہی جب اسکا حال ابتر ہوا
تمام جسم کوڑون سے فگار ہوا کہنے لگا نحوست بخت گردش ایام سخت سے ناحق کوڑے کھائے سختی کھلاتے مین
ابو الحسن تاجر بغدادی ہون وہ عورت میری مان ہی امیر المومنین خلیفہ ہارون رشید ہی مین اوسکا خانہ زاد ہون تھانہ دار
سمجھا اب اسکو ہوش آیا حواس درست ہوے بیہودہ بکنے کی سزا پائی سارا بدن داغدار ہی بعینہ اکسیر فگار ہی تھانہ دار کو

اسکے حال پر افسوس ہوا اسکی ماں نے کہا تیرا مہمان دروازہ کھلا چھوڑ گیا شیطان نے آکے تجکو خراب کیا تیرا جگر کباب کیا جب ابوالحسن معقول گفتگو کرنے لگا اسکی ماں نے تقاضہ در کی سنت کیکے قید سے چھڑا یا گھر مین لائی مرہم پٹی ہوتی دس پندرہ دن مین زخم خشک ہوئے گھر مد چھٹے نہایا کپڑے بدل کے باہر آیا مثل مشہور ہے کہ علت دور ہوتی ہے عادت سے بشر کی طبیعت مجبور ہوتی ہر ہر روز نیا مسافر لانے لگا تحفہ کھانے کھلا شراب پلانے لگا اپنا دل بہلانے لگا اور وہ مہینہ بھی تمام ہوا غرہ کو بدستور مسافر کی تلاش مین بعد کے دیر جل گیا قضائی کار خلیفہ ہارون رشید بھی بدستور موصلی سوداگر بنا ہوا وہان پہونچا ابوالحسن نے دیکھا جانا کہ یہی سوداگر ہی جسکی بدولت اسقدر ذلت وخواری ہوئی کیا کیا خرابی ہماری ہوئی خلیفہ کیطرف سے منہ پھیر کے چلے کیجانب دیکھنے اور لہرین گننے لگا گویا پوشیدہ ہوا خلیفہ کو اسکی تلاش تھی پھر محفلین اپنا نیسر دیکھنے کیفیت اوٹھانے کیا اسکو دیکھا نزدیک آیا سلام علیک کی اوسنے جواب نہ دیا اجنبی کیطرح صورت دیکھنے لگا خلیفہ نے کہا تمنے ہمکو نہین پہچانا ایک مہینے کا عرصہ ہوا کہ تمنے اپنے گھر مین لیجا کے تحفہ تحفہ کھانے کھلائے تھے بہت لطف اوٹھائے ابوالحسن نے ہنسکر کہا میان اپنی راہ لو جان نہ پہچان بڑے مہمان تمنے خلیفہ سمجھا اسکو اپنا بھی تعجب ہوا نہ کرتا ہو ہمیشہ گدا کیا اور بڑھکر اسکے گلے سے لپٹ گیا کہا مجکو اپنا دوست صادق سمجھو اگر تمکو کوئی رنج پہونچا ہی بیان کرو اسکی عوض راحت دونگا ہر حال تمہاری شرکت کرونگا ابوالحسن نے جواب دیا کہ تمسے آرام کی توقع نہین ہین تمہاری بدولت مجنون ہوا ازار روز ہوتا تھا زیان نے کہا زندا نہین بند رہا فاقہ کے لطف اوٹھائے خدا کیواسطے میرے پاس سے چلے جاؤ پھر اپنی صورت نہ دکھاؤ تمکو سمجھا دیا تھا کہ دروازہ کھلا چھوڑ نہ جانا مجکو آفت مین نہ پھنسانا تم وہم سحر اوسکا بند کرنا بھول گئے شیطان آیا مجکو عجیب غریب خواب پریشان دکھایا میرے دلمین گمان آیا کہ مین بادشاہ وقت ہون اس خیال مین خدا جانے کیا کیا سہے کہا اہل محلہ مجکو پکڑ لیگئے قید مین پھنسایا کوڑے لگے کئی دن بھوکے پیاسے ہم قید رہے ضعیفہ ماں ہے اوس بیچاری کو ناحق خدا کا گنہگار ہوا سو اسر بازار ہوا خلیفہ اسکے حال و مآل سے مطلع تھا اسکی بھولی باتون پر بیساختہ ہنس پڑا ابوالحسن نے کہا اے شخص مین تجکو مرد معقول سمجھا تھا کہ میرا حال سنکے شرماتے گا اپنی خطا کا مقر ہوگا محجوب ہوکے عذر کریگا نہ کہ قہقہہ لگائیگا اور مجکو چڑائیگا اگر یقین نہو میرا جسم ننگا کرکے دیکھ لے غور جو کیا تمام بدن مین کوڑونکے داغ نظر آئے خلیفہ نے گلے سے لگایا تسکین کی کہا بخدا مجکو انہا کا ملال ہوا تیری حالت پر تاسف بکمال ہوا لیکن گذشتہ را صلوۃ آج پھر اپنے گھر لیچل میری دعوت کر وعدہ کرتا ہون اب دروازہ کھلا نہ چھوڑ جاؤنگا اسکا لطف دکھاؤنگا ہر چند ابوالحسن نے

عہد کیا تھا کہ کسیکو دوسری بار اپنے گھر مین نہ لیجاؤنگا اس ذلت و رسوائی کو دل سے نہ بھلاؤنگا لیکن خلیفہ کی باتو نمین آگیا
دم کھا گیا گھر لیچلنے کے سوا کوئی بات بن نہ آئی شرم سے گردن جھکائی خلیفہ کو اپنے ہمراہ لیکے روانہ ہوا راہ مین بدستور
اختلاط کرتا ہوا مکان پر پہونچا کھانا بہت تکلف سے خلیفہ کے روبرو چنا باہم دونون نے کھایا اب دوسرا دستارخوان آگیا سپید
و شفاف اسکی ماں نے لاکے بچھایا میونکی تشتریان گزک کا سامان شراب نفیس بہت عمدہ کنٹرونمین لاکے رکھدی دو بادۂ
گلنار نے خلش اغیار دور کی فی الجملہ جو سرور ہوا حجاب بالکل دور ہوا خلیفہ نے پوچھا تمکو کسی چیز پر بہت رغبت ہے ابوالحسن نے
کہا دوستونکی صحبت کے سوا کسی شی کا جویا نہین عنایت خدا سے کسی طرح کی تمنا نہین اور جو کچھ ہے وہ خواب کا بیہودہ خیال ہے اور وسکے
ہونیکا البتہ ملال ہے وہی سلطنت کا سامان جو اب پریشان مین جو دیکھا تھا ایک حور روش بانسلی بجا کے گاتی تھی جان لیوے پھر
آئی تھی اسی گفتگو مین نشہ کا وفور ہوا خوب مخمور ہوا خلیفہ نے گلاس مین بیہوشی ملا کہا جام اخیر ہو اوس معشوقہ کے تصور مین
پیجا ابوالحسن بہت خوش ہوا وہ ساغر آفت خیز بیہوشی آمیز پی گیا تھوڑا ہاتھ پاؤن اٹھا کر ہلانے لگے گر پڑا گویا جی گیا خلیفہ نے
جسد مردہ اوسکو خود غلط پایا غلام سے فرمایا آدھی رات کے طور پر اسکا اسباب ہمارے محل شاہی پہنچا وہ بموجب ارشاد ابوالحسن کو چادر مین لپیٹ
محل مین لیگیا خلیفہ کے پلنگ پر لٹا دیا اور سبکو سمجھا دیا کہ خلیفہ کی شب خوابی کی پوشاک پہنا کے سلانا وقت سحر جو قرینہ خلیفہ کا ہے
اوسی طرح پیش آنا اور خلیفہ دوسرے مکان مین تشریف لیگیا سحر ہا نماز سے پہلے بیدار ہوا اوسی شہ نشین مین جہان سے
پہلے ابوالحسن کا تماشا دیکھا تھا آبیٹھا اور یہان بادصبحگاہی کی فرحت نے ابوالحسن کو چونکایا آنکھ جو کھولی سونے کا اوگلدان
وہی ساز وسامان جا بجا نظر آیا سات طائفے گانیوالونکے ساز ملا کے الاپ بھیرون الٹ گانے لگے اور نوبتی نوبت و
شہنائی بجانے لگے ابوالحسن سخت حیران ہوا لیکن کہا پھر بار کھانے کا سامان ہوا وہی خواب ہین وہی خواجہ سرا ہین افسوس
آج پھر وہی خواب پریشان نظر آتا ہے ذلت و خواری کا سامان نظر آتا ہے وہ مہمان دشمن جان جو وعدہ کر کے دروازہ کھلا چھوڑ
گیا مروت سے منہ موڑ گیا پھر اپنی آنکھین بند کر کے سوچا تو اسی طرح چپکا پڑا رہ پھر دوپہر کے بعد شیطان جھک مار کر چلا جائیگا
مجکو ایذا نہ پہونچائیگا لیکن وہ جو جو اہتمام مین تھے مشغول اسی کام مین تھے انمین سے جیشہ سنید یا راحت جان خواص کا نام
تھا وہ پاس آکے بیٹھی کہا امیر المومنین یہ وقت آرام کا ہے یا دربار کے انصرام کا ہے جو نکلیے روز روشن ہوا جاتا ہے ابوالحسن نے
آواز پہچانی کہا او شیطان میرے نزدیک سے دور ہو تو مجکو اوسکے شبہ مین امیر المومنین کہتی ہے جیب امین ہی نے اور
جواب دیا آپ حقیقت مین امیر المومنین حاکم روئے زمین ہین یہ خطاب خاص آپکا ہے اپنی آنکھین اچھی طرح سے کھولیے پھر نظر

دیکھیے بیشک آپکے دلسے جاتا رہیگا ابو الحسن نے آنکھین کھولین خواصین گرد و پیش کی بولین اسنے سبکو پہچانا تو زیادہ ڈرا کہا خدا خیر کرے یہ سامان نظر آتا ہے جی گھبراتا ہے شاید پھر شیطنت نصیب ہوا یا دیوانگی کا زمانہ قریب ہوا پھر آنکھین بند کرکے لیٹ گیا خلیفہ کو ہنسی آئی مگر ضبط کیا پھر راحت جان قریب آئی عرض کی حضور نماز صبح کا وقت ہاتھہ سے جاتا ہے وزیر امیر اور جتنے فرمان بردار ہین سبکا دم گھبراتا ہے دفعۃً دو خواصین آگے آئین ابو الحسن کی بغلونمین ہاتھہ ڈالکے اوٹھایا بارہ دری مین مسند مغرق پر بٹھایا ناچ گانا شروع ہوا ہنگامہ مچا پھر ابو الحسن سوچا کہ مین امیر المومنین بادشاہ روی زمین ہون چاہتا تھا کسی سے بات کرے لیکن گانے بجانے کے شور و غل سے کسی کے کان تک آواز نجاتی تھی کوکب صبح اسکے سامنے ناچتی گاتی تھی اشارہ سے اوسے قریب بلایا کہا سچ کہہ میرا کیا نام ہے بیبی بولی امیرالمومنین آپ ناحق ہمسے امتحان لیتے ہین شاید ہمسے بدگمان ہین یا ہمکو بناتے ہین دانستہ بھولے جاتے ہین اگر فرمایئے جو آپنے کام کیے جیسے حکم دیے سب عرض کرین دیوان بار مین کوتوال سے اوس محلہ کے موذن کو مع چار اوسکے شریرونکو بلا تاخیر سزا دلوا کے شہر سے نکلوایا اشرفی کا توڑا وزیر کے ہاتھہ ابو الحسن کی مانکو بھجوایا وہ وہ کھانے دستار خوان پر نوش جان فرمائے غرضیکہ آپ ہی سے ہمکو پاس بٹھا کے کھلوائے پھر ہمارے ہاتھہ سے گلاس بادہ ناب کے پیئے آخرکار پلنگ پر استراحت فرمائی تمام شب خواب راحت مین بسر ہوئی نوبت آئی سحر ہوئی اور خواصین کچھ خواجہ سرا ان باتونکی تائید کرنے لگے ابو الحسن سبکی باتین سنکے کہنے لگا کہ تم سب حسین خوبصورت ہو مگر مکار فریبی ہمہ تن ورہو خلاصہ یہ ہے کہ جھوٹے ضرور ہو تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان مطلا مذہب پر نقش و نگار مکانونکے دیکھنے کی عوض مینے قیدخانہ دیکھا تمہاری اطاعت کی بدولت گذشتہ زمانہ دیکھا تمنے گانا سنایا فلک نے گالیان سنوائین نقرئی طلائی اسباب کے بدلے آہنی بیڑیان پاؤنمین آئین لالہ رخونکو دیکھکے داغ سیاہ پیٹھہ مین پڑے اہل محلہ بیگانہ خو ہوکے لڑے کوکب صبح نے حجاب کے عرض کی دور از حال خواب و خیال کا ذکر زبان پر نہ لائیے ایسے بد کلمے منہ سے نفرمایئے پھر یہ سوچنے لگا کہ اوس قید ہونے کو اور مار کھانے کو جسکے زخم و نشان آجتک ہرے ہین درد کے سامان دلمین بھرے ہین خواب سمجھون یا اس حالکو جو پیش نظر ہے خیال جانون دونومین سے کسکو جھوٹ سمجھون کسے سچ مانون پھر ایک خواص کو پاس بلاکے کہا میرے کانکی لو دانت سے کاٹ دیکھون جاگتا ہون یا سوتا ہون درد سے کچھ تعین ہوتا ہون اوسنے خوب زور سے کاٹا ابو الحسن درد سے چلایا بہت غل مچایا دفعۃً گانیوالیان خواصین سب ملکے گانے لگین ناچ کے غل مچانے لگین ابو الحسن نے جو یہ سامان دیکھا کپڑے گلے سے اوتار کے پھینک دیے ننگا پاجامہ پہنے اونکا شریک ہوکے ناچنے گانے لگا تالیان بجانے لگا خلیفہ نے جو یہ رنگ دیکھا ہنسی سے پیٹ کا ڈھنگ دیکھا ضبط نہو سکا ہنستے ہنستے لوٹنے لگا فرمایا اری ابو الحسن خاموش قریب ہے کہ مین بیہوش ہو جاؤن اودھر خلیفہ

زرین فلک چھپا ہین پہ چھپا صبح کا وقت نسیم سحر کی ٹھنڈی ہوا نور کا شامیانہ سطحہ زرنگاری پر کھنچا محفلیگان نا بجانا ہنسی قہقہہ مجلس صدا سے شہزاد
جھنگی ماہ و اختر سے سقف نیلی کو صاف پایا سورج کی کرنکا جلوہ نظر آیا حیرت مین آ کے چپ ہوئی کہانی آمد شام پر اوٹھ رہی شہریار تفریح کو سوار ہوا منظور
ہوئی مدنظر شکار ہوا شہزادہ کا باپ تیغ بکف منتظر فرمان تھا امان کا لب کھجان تھا شہریار مسکراتا جو برآمد ہوا اسکو تسکین ہوئی کہ آج پھر جان
بچی یہ بات ذہن نشین ہوئی گھر مین آ کے پوشاک بدلی دربار کی تیاری ہوئی اس عرصہ مین داخل بادشاہ کی سواری ہوئی واللہ شب نے ابوالحسن کی
حرکات پر خندہ دندان نما کیا بدمعاشونکی روسیاہی کا سرانجام مہیا کیا شہریار بقرار محلسرا مین داخل ہوا شہزاد کا مطلب حاصل ہوا عرض کی ابوالحسن نے
خلیفہ کی آواز پہچانی پھر کر دیکھا کہا سبحان اللہ حضور خوب موصل کے سوداگر بنکے آئے مجکو برے دن دکھائے مگر اپنی وہی حرکتون پر
شرمایا نہین عجب سلطانی مطلق آیا نہین غرض کیا پہلے تو وہ عیش و عشرت کے سامان دکھائے جہانکی نعمتین کھلائین
کھاتے مین یہ خار ہوا کہ بار بڑی بیڑیان پہنائین خلیفہ نے فرمایا ابوالحسن تو سچ کہتا ہے تیری ایذا اوٹھانے کا مجکو رنج ہے
انشاء اللہ تعالی اوسکا عوض کرونگا ایسا دونگا کہ تو وہ رنج و ملال بھول جائیگا بہت راحت پائیگا پھر سرور سے لباس
تکلف کا منگایا اوسے پہنایا ابوالحسن نے عرض کی میری تمنا یہ ہے کہ ہر وقت حضور مین حاضر رہون ایکدم جدا نہون خلیفہ نے
اوسیدم بلا قید آنیکی اجازت دی مکان رہنے کو مقرر کر دیا ہزار اشرفی کا توڑا مرحمت فرما کے دربار مین رونق افروز ہوا
ابوالحسن اپنے مکان پر ماں کے پاس آیا مفصل حال سنایا اب ابوالحسن مقرب بادشاہ کا ہوا ایک روز خلیفہ زبیدہ خاتون کے
سامنے لایا ابتدا سے انتہا تک اسکا قصہ سنایا زبیدہ خاتون یہ ماجرا سنکے نہایت خوش ہوئی نقد و جنس اپنے پاس سے
عنایت کیا میان بی بی دونو کا مورد مراحم ہوا وہان بھی بے تکلف آنے جانے لگا نزہت الارواح زبیدہ خاتون کی لونڈی
تھی خاتون اوسکو پیار کرتی تھی بڑا عز و وقار کرتی تھی دور کی صحبت سے ابوالحسن کی آنکھ اوسپر پڑی طرفین سے طبیعت لڑی تھی
مقدمہ تو کبھی چھپائے سے اخفا نہین ہوا ہے سب نے سنا ہوگا کہ اسمین کیا کیا نہین ہوا ہے زبیدہ خاتون کو یہ بات معلوم ہوئی
تمام محلمین دھوم ہوئی اونھون نے خلیفہ سے کہا کہ ان دونو کی طبیعت کو لگاو ہے الفت کا دونمین گھاو ہے اگر آپکی صلاح ہو تو انکا
نکاح کر دو خلیفہ نے سنکے فرمایا یہ تو تمنے میرے دل کی بات پہچانی مینے ابوالحسن سے وعدہ کیا تھا کہ تجکو ایک خوبصورت عورت
دونگا میرا وعدہ وفا ہوگا ان دونو سے بڑا مزا ہوگا جیسا خلیفہ ابوالحسن سے محبت رکھتا تھا اوس سے زیادہ نزہت الارواح زبیدہ
خاتون کو عزیز تھی گویا اسباب ظاہر کنیز تھی القصہ بہت دھوم دھام سے دونو کی شادی ہوئی خانہ آبادی ہوئی نقد و
جنس زیور جواہر بہت کچھ مرحمت ہوا وہ جو خلیفہ نے مکان رہنے کو دیا تھا اوسمین شام و سحر بڑے لطف سے اوقات بسر کرنے لگا

دونو نوجوان خوش پوشاک خوش خوراک صاحب جود و دہش تھے بڑی جہک دمک سے خوش لباس پہننے لگے ستار خوان
خرچ کیا ایسے لطیف تھے انکا طور رہتا ہمیشہ بادہ گلرنگ کا دور رہتا ابو الحسن کی جو ملاقات کو آتا اوسکو کھلاتا پلاتا دم رخصت جیسکی
لیاقت دیکھتا ویسا ہی اوس سے سلوک کرتا چندے یہی لیل و نہار رہے کاربار رہے عیش و عشرت سے ہمکنار رہے ایکروز وہ ملازم جسکی
تحویل میں توشک خانہ اور جیب خانہ تھا حساب تیار کرکے لایا جمع خرچ جو دیکھا بہت گھبرایا لاکھون روپیہ عنایت خلیفہ و زر وجہ امر
نقد و جنس جہیز خاتون کے جو ملا تھا اب قرضخواہ ہونگے بیکے اور شہر ارہا دیپہ انکے ذمہ نکلا بہ نسبت عرض کی فضول خرچی میں کل پھولا
اندیشہ قرض سے زیست بیکار ہوئی کل گذار کی مہیا دشوار ہوئی بڑے تکلیف سے اوقات گذرنے لگی آخرکار مجبور ناچار میان بی بی نے
باہم بیٹھکے صلاح کی ابو الحسن نے کہا کہ ہمکو تمکو خلیفہ اور زبیدہ خاتون نے اسقدر مال و زر اسباب جواہر دیا تھا اگر سلیقہ سے کھاتے
قرینے سے اوٹھاتے تو ہم کیا ہماری اولاد محتاج نہوتی یہ تشویش آج نہوتی غیرت سوال کی مقتضی نہین کبھی کچھ کوئی شی کسی سے
طلب کی نہین یہ بات بہت ناگوار ہوتی ہے خفت بیکار ہوتی ہے لیکن ایک حیلہ میں سوچا ہون جو تم بھی میری شرکت کرو
کرو یہین رفاقت کرو تو کام نکل آئے مفلسی کی تکلیف دور ہوجائے وہ بولی مین حاضر ہون جو کام مجھسے کرسکتا ہوگا اوسمین عار نہین اگر
ذلت و خواری کا ہوگا وہ گوارا نہین ابو الحسن نے کہا وہ یہ مقدمہ ہے کہ ہم تم مرجائین ایسا دم چرائین یہ سنتے ہی نزہت الفواد
بولی واہ وہ گور سے دشمن مرین آپکو شوق ہو تو مرا کرین میننے ابھی دنیا کو دیکھا بھالا نہین کچھ کھایا پیا نہین خاتون کی
سلامتی میں کسی کا جنازہ تک نظر آیا نہین تم اگر مرجاؤ تو بجا ہے ساری دنیا کو تمنے جانا ہے ابو الحسن نے جواب دیا آخر عورت ہے
موت کے نام سے ڈر گئین گویا سچ مچ مرگئین ارے بیوقوف یہ مرنا نہین زیست آسایش سے کرنا ہے حیلہ کرکے روپیے گھر
بھرنا ہے نزہت بولی اگر یہی ہے تو مین موجود ہون لیکن پہلے اوسکی حقیقت مجکو مفصل سنادو ابو الحسن نے کہا مین لیٹکے دم توڑ دونگا
مردے کیطرح ہاتھ پاؤن پھیلاؤنگا تو مجکو کفنا کے دالانمین منہ قبلہ کیطرف کرنا پگڑی میری بندھی ہوئی سر کے پاس دھرنا
کورے کھڑے میں کافور کچھ دور رکھدینا پھر گریبان چاک اور سر پر خاک ڈال کے روتی پیٹتی زبیدہ خاتون کے سامنے جانا
میرے مرنیکی خبر سنانا جب تم وہانسے پھر کے آؤگی اور نقد و جنس لاؤگی تو مین اوٹھ بیٹھونگا اور تمہاری ایسی شکل بناکے
خلیفہ کے سامنے گریان نالان جاؤنگا بہت کچھ پاؤنگا یہ موت تو عین زندگانی ہے اگر قرضخواہ ہوئے آپ … ہے
اس ماتم کے سامان سے خاتون کے روبرو جاؤگی وہ دست بیج و افسوس کرکے دیگا کچھ دیگی …
ہم تم خوب کھائینگے کھلائینگے زیست کے لطف گھر بیٹھ کر اوٹھائینگے نزہت خوش ہوئی ابو الحسن …

جادر کو مثل کفن لپیٹا کورے کورے کپڑے بہر کی بہتی تھین کافور و کفن و عطر گلاب تھوڑی سی علی یہ سب اشیا گرد پیش رکھ لیے نزہت نے انگوٹھے باندھ کے چھاتی پہ ہاتھ رکھ دیے یہ سب سامان نعش کے قریب درست کر اپنا گریبان پھاڑ صورت کو بگاڑ بالون کو پریشان کیا ماتم کا سامان کیا محل کی اہل ہر قدم پہ شور مچایا جہان ٹھہری آہ کی جتنی خاص خواصین تھین جاشتہ خور اسکا حال دیکھ کے روتی پیٹتی ہمراہ سبکے لب پر نالہ و آہ زبیدہ خاتون کے حضور مین حاضر ہوئی خاتون نزہت کو مرتبہ پیار کرتی تھی اسکی یہ کیفیت زبیدہ کا دل بیقرار کرتی تھی حال پوچھا اسکو رونے سے بات کی مہلت کہان تھی اور جو خواصین ہمراہ تھین سب نے عرض کیا خداوند نعمت ابو الحسن مر گیا اسکا حال ایسا ہی اوسکے غم و ماتم مین سوگوار ہی زبیدہ خاتون اوسکو سمجھانے لگی کہ بشر کو موت سے چارہ نہین مشیت ایزدی مین کسیکا اجارہ نہین لیکن باسباب ظاہر تیری فضول خرچی سنے اوسکو مارا ہی وہ بیچارا کہانسے لاتا مانگنے کی اوسکو عادت نتھی کوفت کھا کے دنیا سے گذر گیا داغ فرقت تیرے دلپر دھر گیا نزہت نے کہا خداوند نعمت لونڈی اسکی غمخوار تھی ہر دم کی جان نثار تھی جو اوسنے کہا حکم اوسکا بجا لائی اطاعت سے گردن نہین پھرائی مگر یہ مقام ناگزیر ہی اسکا علاج ہی نہ تدبیر ہی اوسکو دنیا کے بکھیڑون سے فراغ ہوا مجکو تمام عمر کا داغ ہوا زبیدہ خاتون نے اشرفی کا توڑا کچھ زربفت کے تھان گران بہا اور تاش تمامی کے تھان بہت سا سامان مرحمت فرما کے کہا بہت دھوم دھام ساز و سامان شوکت و شان سے ابو الحسن کا جنازہ اوٹھانا باقی اوسکی فاتحہ درود کے صرف مین لانا بعد سیوم سرکار سے معمار جائینگے پختہ مقبرہ بنائینگے القصہ نزہت وہ سب کچھ لیکے گھر مین آئی ابو الحسن کو دکھایا وہ خوش ہوکے اوٹھ بیٹھا نزہت کو لٹایا کفنا کے روتا ہوا دربار بیقرار حضور مین حاضر ہوا خلیفہ نے جو یہ حال دیکھا گھبرا کے پوچھا کیا ہی ابو الحسن رو کے بولا غضب کا سانحہ ہی نزہت الارواح جسنے انتقال کیا فلک نے سخت صدمہ دیا بایہ حال کیا یہ سنکے خلیفہ کی آنکھ مین آنسو بھر آئے جعفر وزیر مسرور خواجہ سرا سب اوس سے محبت رکھتے تھے متاسف ہوے گھبرائے اور وہ خاتون کو نہایت عزیز تھی بہت لیاقت شعار باتمیز تھی خلیفہ نے بصد افسوس ابو الحسن سے فرمایا دنیا گذرگاہ ہی اس عالم مین یکسان گدا و شاہ ہی بشر مجبور ہی صبر کرنا ضرور ہی یہ کہکے دو توڑے زر سرخ کے زربفت کے تھان اور جو جو سامان اسمین درکار ہوتا ہی کثرت سے دیکے کہا تجہیز و تکفین کر میت کو زیر زمین کر یہ وہانسے اوچھلتا کودتا اسباب لیکے گھر آیا نزہت الارواح کو دکھایا یہان آو مرنے کی نقل سے شادی ہوئی خلیفہ اور زبیدہ خاتون کو غم ہوا طبیعت کا حال برہم ہوا دربار کے برخاست کا حکم دیا خود مسرور خواجہ سرا کو ہمراہ لیکے زبیدہ کے محل مین پہونچا اوسکو بہت حزین و مغموم پایا دلپر رنج و الم کا ہجوم پایا آنکھین ڈبڈبائی تھین لب پر پیہم نالے تھے اشک مسلسل نے فرط بیقراری سے رخسار دلپر

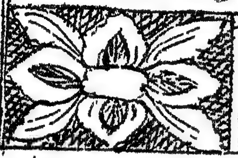
پاؤن نکالے تھے خلیفہ سمجھانے لگا ہرچند نمک حلال رفیق جان نثار دنیا مین نایاب ہے وہ تمھاری لونڈی تھی لیکن وفادار
مزاجدان غمگسار تھی بہت سلیقہ شعار تھی الا قضا سے چارا نہین کچھ اختیار ہمارا نہین فی الحال صبر کرو شکر خدا کرکے صبر کرو زبیدہ خاتون
نزہت الارواح کا مرنا سنکے گھبرائی سمجھی خلیفہ کو شبہ ہوا کہا صاحب نزہت تو زندہ ہے ابو الحسن اوسکا شوہر مرگیا ہے وہ دنیا سے گذر
گیا ہے خلیفہ کو نزہت الارواح کے مرجانے کا یقین کامل تھا زبیدہ خاتون کے بیان سے چھپاتک ہوکے مسکرایا مسرور سے فرمایا تو نے
سنا یہ کیا کہتی ہین مسرور نے دست بستہ عرض کی شاہزادی خیر ہے ایسا فہمیدہ سنجیدہ بے سمجھے بوجھے ایسا غلط کلمہ زبان پر لائے تو کیونکر
جرأت نہ آئے خلیفہ نے خاتون کیطرف مخاطب ہوکے کہا صاحب تم ابو الحسن کا رنج نکرو وہ ابھی اپنی بی بی کیواسطے روتا پیٹتا میرے
پاس آیا تھا مینے نقد و جنس بہت سا اوسکی گور و کفن کو دیا مسرور حاضر تھا اس سے دریافت کرلو زبیدہ نے کہا صاحب آپکے مزاج مین
ہر وقت ہنسی ٹھٹھا موجود رہتا ہے موقع محل نہین سمجھتے لونڈی کا پرسا دیتے ہو اپنے رفیق کی خبر نہین لیتے ہو وہ ابھی روتی پیٹتی
میرے پاس آئی تھی کیسا کیسا بلبلائی تھی مجکو اور تمام خواصونکو خوب رلایا ابو الحسن کا حال سنایا مینے اوسکو جو چاہیے سب کچھ دیا تجہیز و تکفین
شوہر کی تاکید کرکے رخصت کیا قصد تھا آپکو اس سانحہ کی اطلاع کرون مخلدار کو بھیجون کہ آپ خود تشریف لائے یہ فقرے سنکے
قصہ مختصر میان بی بی مین دیر تک تکرار رہی خلیفہ نزہت کا مرنا کہتا تھا خاتون ابو الحسن کا عالم سے گذرنا بتاتی تھی قصہ کسیطرح طے ہوتا
تھا قول فیصل کی صورت نظر نہ آتی تھی آخر خلیفہ نے [illegible] تنگ ہوکے مسرور سے فرمایا جلد جا بچشم خود دیکھ آ کون جیتا ہے کون مرگیا
لیکن سانحہ گذر گیا اور باہم شرط ہوئی خلیفہ نے کہا اگر مین ہارا تو وہ باغ جو تمکو بہت پسند ہے دونگا اور جو تم ہاروگی تو تصویروالا
محل تمھارا لے لونگا وہ راضی ہوگئی دونو صاحب گوش بر آواز مسرور کے منتظر تھے اب ذرا انکا حال سنیے وہ دونو جانتے تھے
کہ جب خلیفہ محلمین تشریف لائیگا تحقیق کرنے کو کوئی نہ کوئی آئیگا یہ مقدمہ بالا بالا نجائیگا ابو الحسن دروازے کی دراڑ سے دیکھتا تھا
کہ مسرور نظر آیا سمجھا کہ خلیفہ نے بھیجا ہے نزہت الارواح سے کہا جلد کفن پہن کے لیٹ جا اور زربفت کا تھان جو خلیفہ نے
دیا تھا وہ اوسپر الدیا جب مسرور وہان پہونچا ابو الحسن رونے لگا جی کھونے لگا مسرور بھی رویا اور نزہت کے منہ سے
چادر اوٹھا کے چہرہ دیکھا پھر چھپا دیا کہا عورت کی کج فہمی مشہور ہے باوجودیکہ زبیدہ خاتون بہت صاحب عقل و ہوش
ہین اسوقت اٹک گئی ہین کہ ابو الحسن مرگیا نزہت جیتی ہے اسپر شرط کی ہے ابو الحسن نے کہا خدا خلیفہ کو سلامت رکھے
کیسی خداوندی اور پرورش کی مجبور ہون جو کوئی اور یہان ہوتا تو خود چلکے عرض حال کرتا نعش تنہا چھوڑ نہین سکتا
مسرور نے جواب دیا مین بھی مجبور ہون ٹھہر نہین سکتا ورنہ حسنات مین شریک ہوتا تمھارے ہاں کی حاجت نہین مین مفصل عرض

کرونگا یہ کہکے رخصت ہوا جب وہ دور نکل گیا ابوالحسن نے نزہت کو اوٹھایا کہا اب تم سنبھل جاؤ سب سامان درست کرو
ماتم زدونکی صورت بناؤ یقین ہے زبیدہ خاتون مسرور کو جھوٹا جانیگی اوسکا قول نہ مانے گی کسی اپنے معتمد کو یہان بھیجے گی حقیقت
دریافت ضرور کریگی یہ دونو پھر دروازہ کے متصل جا بیٹھے اور دیکھنے لگے مسرور محل مین پہنچا تسلیم بجا لا کے مسکرا کے دست بستہ
عرض کیا حضور شرط جیتے زبیدہ خاتون یہ سنکے ناخوش ہوئی جھلا کے بولی اے حبشی غلام یہ ہنسی کا مقام ہے سچ کہہ ماجرا کیا ہے
کون مرگیا ہے اوس نے کہا خداوند نعمت نزہت کا لاشہ دھرا ہے ابوالحسن سرہانے غش مین پڑا ہے خلیفہ نے قہقہہ لگایا کہا تمھارا
شیش محل میرے قبضہ مین آیا پھر مسرور سے فرمایا اپنے جانے آنے کا حال بشرح بیان کر اوس نے کہا پیر و مرشد ابوالحسن کے
دروازے پر غلام جو پہونچا اوسکو بسان آغوش مشتاق وا دیکھا جب گھر مین قدم بڑھایا یہ سانحہ نظر آیا نزہت الارواح کو
کفنا کے دالان مین لٹایا ہے اور وہ زربفت کا تھان جو حضور نے مرحمت کیا تھا اوسکو اوڑھایا ہے سرہانے ابوالحسن گریبان
چاک سر پر خاک ڈالے روتا ہے بیقرار ہے جان کھوتا ہے غلام نے قریب جا کے چادر سرکا کے نزہت کا منہ دیکھا پھر بند کر دیا
چلا آیا جو آنکھوں سے دیکھا حضور کو سنایا خلیفہ نے زبیدہ سے کہا کیون صاحب اب تو تمکو بھی یقین آیا ہوگا وہ بولی لاحول ولا
تمھارا غلام سراسر جھوٹ بولتا ہے ابھی وہ روتی ہوئی میرے پاس آئی تھی ابوالحسن کے مرنے کی حقیقت سنائی تھی شنیدہ
کے بود مانند دیدہ مسرور بولا حضور کے قدم مبارک کی قسم کھاتا ہون نزہت کو کفن پہنے آنکھ سے دیکھ کے آتا ہون
زبیدہ نے کہا دیکھ نمکحرام تجھ سے کیسا انتقام کرتی ہون پھر دستک دی خواصین حاضر ہوئین اون سے مخاطب ہو کے
کہا خلیفہ کے آنے سے پہلے یہان کون آیا تھا کیا حال سنایا تھا سب نے متفق اللفظ بیان کیا نزہت الارواح
روتی پیٹتی آئی تھی ابوالحسن کے مرنے کی خبر سنائی تھی اوس نے ایسا اودھم مچایا کہ ہم سبکو رولایا پھر حضور نے اشرفیان زربفت
و کمخواب کے تھان اوسکو مرحمت کیے اور تسلی دی کہ ابوالحسن تو پیدا نہین ہوسکتا مگر تیری زیست تک جہانکی نعمت تیرے
واسطے موجود ہے یہ باتین سنکے خلیفہ پھر خوب ہنسا کہا عورتونکو ناقص العقل سچ کہا ہے زبیدہ بولی آپ نے ایک جھوٹے
غلام کے کلام پر سبکو جھوٹا جانا اوسکی بات کو مانا اگر ارشاد ہو مین بھی کسی اپنے معتمد کو بھیجون شک مٹاؤن خلیفہ نے
فرمایا بسم اللہ زبیدہ نے اپنی انا کو جسکا دودھ پیا تھا اوس سے زیادہ اعتبار کسی کا نہ تھا بلا کے فرمایا انا جی تم ابوالحسن کے
گھر جاؤ جو کچھ حال ہو آنکھون سے دیکھ آؤ وہ سلام کر کے چلی یہ دونون تو راہ تکتے تھے انا کو آتے دیکھا ابوالحسن نے
نزہت سے کہا اب جلد میرا لاشہ بنالو یہ کہہ کے دالان مین چادر تانکے لیٹ گیا نزہت نے دوشالہ اور کمخواب کا تھان

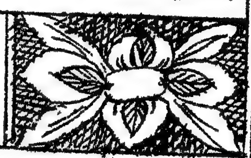
جو زبیدہ خاتون نے دیا تھا اوپر ڈالدیا اور اپنے سر کے بال پریشان کرکے ماتم کا سامان کرکے سرہانے رونے لگی
انا نے نزدیک آکے کہا نزہت بیبی مین تیری مصیبت سنکے ماتم پرسی کو آئی ہون وہ بولی انا جی خدا تمکو اور تمہاری ملائی
کو ایک سو بیس برس سلامت رکھے کیا لونڈی کے حال پر عنایت کی نظر ہی مگر میری بدقسمتی دیکھو کس سن مین رانڈ ہوئی جو میرا
حال سنتے ہین اونکی چھاتی پھٹتی ہی دیکھا چاہیے میری زندگی کیونکر کٹتی ہی پھر لاش کو دیکھ کے کہا کیون ابوالحسن مجکو
اکیلا چھوڑ گئے ہمجولی سے منہ موڑ گئے مین کیا کرونگی رنڈاپے کے دن کیونکر بھرونگی انا بولی بچی صبر کر خدا اوس
روسیاہ کا برا کرے جسنے جھوٹ بول کے ناحق میان بی بی مین فساد مچا رکھا ہی پھر اوٹھکر ابوالحسن کا منہ دیکھ کے چادر ڈالی اپنے
ولکی شک مٹالی کہا نزہت بیبی مجبور ہون زبیدہ میری منتظر ہونگی اس لیے جلد جاتی ہون ناحق کا جھگڑا مٹاتی ہون وہ بیچاری
ساٹھہ ستر برس کی بڑھیا ہانپتی دم چڑھتا ہوا جلد جلد قدم اوٹھاتے جا پہونچی جو کچھ دیکھا تھا زبیدہ خاتون سے بیان کیا
انھون نے اوسکو خلیفہ کے پاس بھیجدیا پہلے مسرور کی ملادی نے کہا او جوانا مرگ کوئی ایسی جھوٹی بات خاوند کے روبرو
کہتا ہی نزہت اپنے خاوند کی لاش پر رو رہی ہی سر پیٹ کے جان کھو رہی ہی تو سزا کے قابل اب ہی اتنا جھوٹ
بولتا ہی غضب ہی مسرور نے کہا بوا بلی تو بڑی مکارہ ہی عیارہ ہی مجکو بہکاتی ہی احمق بناتی ہی انا نے کہا او مکارہ کے
جنے تیری شامت آئی ہی جھوٹ بول کر بات بڑھائی ہی جب زیادہ دونو مین تکرار بڑھی ہاتا پائی باقی تھی زبیدہ کو ملال
ہوا غصہ مین تھرانے لگی عجب جلال ہوا خلیفہ سے کہا سبحان اللہ آپ اپنے غلام کی باتین ازرہ فتنہ انگیزی افترا پردازی دیکھتے ہی تحمل سے
ہین اور ٹالتے ہین فساد کی بنیاد ڈالتے ہین جب یہ مقدمہ بڑھ جائیگا مجھپر بھی جن چڑھ جائیگا تو سیکڑ تماشا ہوگا ابوالحسن کے تابوت کے
ساتھ اور ایک لاشا ہوگا خلیفہ نے کہا سنو صاحب ایک کے سامنے دوسرا جھوٹا ہی اور مثل ہی جھوٹے کے روبرو سچا رو دیتا ہی
جان کھو دیتا ہی تمھاری سمجھ عالی ہی مگر مینے یہ تدبیر نکالی ہی کہ ان سبکو ہمراہ لیکے ہم تم ابوالحسن کے گھر مین چلین پھر کسی کے کہنے
کی حاجت نہین جو کچھ ہوگا بچشم نظر آئیگا شبہہ مٹ جائیگا یہ کہکے خلیفہ اوٹھا زبیدہ کا ہاتھ پکڑ لیا پیچھے مسرور اور انا انکے
بعد خواصونکا مجمع ابوالحسن کے دروازے پر پہونچے ادھر شہرزاد کو چراغ سحر کی روشنی نظر آئی ماہ نے مع گروہ انجم اپنی
صحبت بڑھائی آفتاب کے نکلنے کا بہانہ ہوا مرغ مغرب کی سمت چاند روانہ ہوا مسجد و مومنین ان ہولی نمازی
اپنے اپنے گھر سے نماز پڑھنے کو نکلے دیر مین جھانجھ بجنے لگی شہرزاد نے سکوت کیا شہریار نے فرمایا عین کہانی مین
غل لگا کس جگہ چپ ہوئی کچھ اور نہ کہی شہزاد نے عرض کی حضور قریب ہی ابوالحسن و نزہت کے غم مین شہر نیلی سیاہ پوش ہوگا

الم کا جوش خروش ہوگا اور مشہور یہ بات ہے کہ دن کے ساتھ رات ہے خدا حضور کو سلامت رکھے یہ بھی باقیماندہ داستان ہوگی لونڈی
شام سرگرم بیان ہوگی اس تقریر کو زیادہ عرصہ کھنچا تھا کہ رنگ شب باہیئت عجیب ابو الحسن کا ماجرا سنکے نمودار ہوا زمانہ کا رنگ تیرہ و تار
ہوا شہریار شوق فسانہ سے بیقرار محلسرا میں داخل ہوا شہزاد نے باقیماندہ قصہ چھیڑا مطلب حاصل ہوا اوس نے عرض کی کہ ابو الحسن تو
منتظر تھا بادشاہ و زبیدہ خاتون کو جو تشریف لاتے دیکھا گھبرایا نزہت الارواح کو دالان میں لٹا کے میت کا سامان بتایا پھر
اوسکے برابر آپ بھی سج سجا کے لیٹ رہا مسرور نے دروازہ کھولا خلیفہ و زبیدہ خاتون اور یہ سب ہنگامہ دالان میں پہونچا
سب نے دیکھا دونو لاشیں کفنائی دالان میں رکھی ہیں زبیدہ خاتون نے خلیفہ سے کہا دیکھا آخر آپکی تحقیقات نے یہ رنگ دکھایا
میری ایسی نادر لونڈی کی جان گئی خدا جانے اوسکو کیا وسوسہ آیا خلیفہ نے فرمایا تمکو آج بہت الم ہے حال درہم برہم ہے جو منہ
میں آتا ہے زبان سے نکل جاتا ہے معاملہ برعکس ہے ابو الحسن اوسکا عاشق زار تھا سب پر اسکا اظہار تھا وہ جو مر گئی اسنے قلق سے
جان دی شرط میں جیت چکا ہوں یہاں دونو کے مرجانے پر بھی تقدیم تاخیر کا قصہ تھا شرط لگانے سے اولجھا تھا آخرکار
خلیفہ نے کہا اسکا فیصلہ بھی ہم کیے دیتے ہیں کہ پہلے کون مر گیا بعد کسنے جان دی یہ کہ کے دونو لاشوں کے بیچ میں آ بیٹھا
اور کہا میں قسم کھاتا ہوں اشرفی کا توڑا منگاتا ہوں جو سچ بتا دے پہلے مرنیکی خبر سنا دے وہ ہزار اشرفی لے دفعۃً ابو الحسن
کی لاش حرکت میں آئی گھبرا کے آواز سنائی کہ پہلے غلام مر گیا تھا اور کفن پھینک خلیفہ کے پاؤں پر سر رکھدیا اسکے بعد
نزہت الارواح کفن سے نکل کے زبیدہ خاتون کے قدموں پر گر پڑی وہ ڈر کے چلانے لگی ہے ہے کیا قیامت ہے مردے کفن سے نکل نکل کر
پاؤں پر گرتے ہیں ابن الامین دوڑتے پھرتے ہیں خلیفہ ہنستے ہنستے بیتاب ہوا خواصونکو سکتا ہو گیا مسرور اتنا گھبرائی کہ یہ کیا ہو گیا
جب سدم ہوش حواس درست ہوئے زبیدہ خاتون نے نزہت سے کہا اے بیٹی یہ ماجرا کیا تھا تمام دن ہمارا لڑتے جھگڑتے
میں گذر گیا خیر تجکو زندہ دیکھا میرے دلکا رنج والم جاتا رہا اسیطرح خلیفہ بھی خوش ہوئے ابو الحسن سے فرمانے لگا کہ او مسخرے
یہ کیا تجکو سوجھی مجکو زبیدہ سے لڑوایا اسوقت تک کسی نے پانی پیا نہ کھانا کھایا اوس نے کہا غلام راست راست بے کم و کاست
عرض کرتا ہے جو کچھ حضور نے مرحمت کیا تھا اور بی بی نے دیا تھا میری فضول خرچی سے سب صرف ہوا کچھ باقی نہ رہا اندنوں
بہت تکلیف سے گذرتی تھی میں فاقے کرتا تھا نزہت مرتی تھی مانگنے سے انکار تھا روپیہ پیسہ ہر دم درکار تھا یہ خیال آیا حضور
مجکو پیار کرتے ہیں نزہت کے مرنیکا حال سنیں گے بہت کچھ مرحمت کرینگے یہی نزہت سوچی کہ بی بی میرے مرنیکی خبر سنکے بیقرار ہو جائینگی
تجہیز و تکفین کو نقد و جنس عطا فرمائینگی اس حیلہ سے بہت ہاتھ آئیگا افلاس کا تقاضا دور ہو جائیگا اسکی سچ بولنے سے

بیوی وخاتون بہت خوش ہوئی خلیفہ سے ہزار اشرفی اور دلوادی اب ماہ بماہ سوای مقررہ تنخواہ میاں بی بی دونوں کو نقد وجنس جو مانگتے دیتے رہے انکی خبر لیتے رہتے زرتو کے جو دو انعام سے ابوالحسن و نزہت کی ضرورت و کام سے بچ رہتا تھا سوای عیش و عشرت کوئی شکایت کا کلمہ کسی سے نہ کہتا تھا امیروں کے انداز سے غمزہ وناز سے رات دن گذرتا تھا ہر ایک وعامی شاہ وشہزادی میں مصروف رہتا تھا کہ ایک پو پھٹ گئی سپیدی ظاہر ہوئی سیاہی چھٹ گئی شہریار نے فرمایا عجیب غریب قصہ یہ تمنے سنایا وہ گویا ہوئی وقت ہاتھ سے گیا ورنہ اس سے زیادہ وعجیب ماجرا الہ دین چراغ کا یاد ہے اگر سیاہمین تیغ جلاد شہریار امان دیکے بیت السلطنت کو روانہ ہوا وہ دن اشتیاق میں گزرا جب شب نمود ہوئی شہریار پلنگ پر آیا شہزادی کو یاد فرمایا کچھ حصہ اللیل رہا پھر بیان داستان کا حکم دیا



حکایت الہ دین وعجیب غریب چراغ کی



شہزادی نے دعا دیکے کہا ملک چین کے علاقہ میں ایک شہر بہت آباد تھا رہنے والا ہر ایک عیش وخرم شاد تھا مصطفی نام خیاط بھی وہاں رہتا تھا مگر کثرت عیال سے مزدوری میں اوقات بسر ہوتی تھی افلاس کی شام سحر ہوتی تھی بیٹا اوسکا الہ دین مشہور تھا لیکن نا معقول کاہل مجہول کھیلنے کودنے کے سوا کوئی کام نکرتا تھا معیشت کا سرانجام نکرتا تھا تمام دن آوارہ لوگوں میں اوقات خراب کرتا تھا ماں باپ کو جلا کے کباب کرتا تھا مصطفی نے ہرچند سر مارا کہ بیٹا کچھ کام سیکھے مگر لاسا مار پیٹ کرکے تھکا سو دمند نہوا اوسکو آوارگی کے سوا کچھ پسند نہوا اس کوفت میں ایسا بیمار پڑا کہ جنازہ کے سوا اپنے پاؤں سے نہ اوٹھا جب کفن و دفن سے فرصت پائی اوسکی ماں سمجھی کہ ناحق رات دن آو جلنے کی دکان کسی عنوان الہ دین سے اب نہ چلے گی مجبور اوسکو موقوف کر جو کچھ اسباب باقی تھا اسکو بیچکے چرخا و روئی مول لیکے وہ نیکبخت کاتنے لگی سوت بیچکے پیٹ پالنے لگی مصیبت کے دن کاٹنے لگی جو کسی کام سے کہتی وہ آنکھیں دکھاتا لڑتا اوسی کود پھاند بدمعاشوں میں اوقات کرتا یونہی دن رات کرتا ایک روز حسب عادت لونڈوں کے ساتھ سربازار لہو لعب میں مشغول تھا جیسا اوسکا معمول تھا کہ ایک مسافر جانب بیابان اودھر سے گذرا الہ دین کو دیکھا وہ جادوگر پکا تھا افریقہ اوسکا وطن تھا فن جادو کے علاوہ رمل بھی جانتا تھا قیافہ خوب پہچانتا تھا الہ دین کو بغور دیکھ کے سمجھا کہ یہ لڑکا وہی ہے جسکی تلاش میں یار و دیار چھوڑا ہے عزیز و اقربا سے منہ موڑا ہے آدمی ساتھ کے لونڈوں سے اسکی سب حقیقت ماں باپ کا نام اوسکا پیشہ و کام تحقیق کر لیا کئی دن تک اسکے ساتھ الہ دین کو بلا کہا لڑکے تو مصطفی درزی کا بیٹا ہے اسنے کہا ہاں میں اوسکا فرزند ہوں پھر پوچھا وہ کہاں رہتا ہے الہ دین بولا بہت دن گذرے

وہ قضا کر گئے دنیا سے گذر گئے یہ سنکے اوسکو گلے سے لگا چلا چلا رونے لگا بیقرار ایسے ہی ہونے لگا لوگ جمع ہوگئے حال
پوچھنے لگے وہ ساحر بولا صاحبو مصطفی میرا بڑا بھائی تھا مدت سے مین جدا ہو کے اور ملکو مین اپنا روزگار کرتا ہا اب اوسکے دیکھنے کو
اس شہر مین آیا تھا قسمت نے ماتم مین پھنسایا ایسے غمخوار کو چھڑایا عجب ا اس بچے کو سلامت رکھے یہ اوسکی نشانی ہی سر سے
پاؤن تک اوسی کا نقشہ ہی یہ میرا باعث زندگانی ہی جب خوب رو چکا بہت سے پیسے جیب سے نکال الہ دین کی گود مین ڈالدیے کہا بیٹا
تیری ماں کہان رہتی ہی میرا سلام کہنا اور یہ پیام کہنا کہ تم میری بڑی بھاوج ماں کی برابر ہو کل اگر فرصت پاونگا تمہارے
دیکھنے کو ضرور آونگا کچھہ تو تسکین ہوگی تسلی دل غمگین ہوگی یہ کہکے وہ تو ایک طرف راہی ہوا الہ دین اپنی مانکے پاس گیا
پوچھا اماں کوئی میرا چچا ہی عزیزو نمین کوئی بچا ہی اوسنے جوابدیا میری دانست مین تو کوئی نہین تیرے باپنے کبھی کسی کا ذکر کیا
اسنے اوس شخص کا ماجرا اپنا پیار کرنا پیسے دینا سب مانسے کہا وہ سنکے چپ ہو رہی دوسرے دن وہ ساحر افریقی پھر آیا الہ دین کو
لڑکو مین کھیلتا پایا اوسکو گلے سے لگایا پیار کیا اور دو اشرفیان اوسکے ہاتھہ مین دین کہا اپنی مانکو دینا شام کو بہر کیف مین آونگا
کھانا بھی وہین کھاونگا الہ دین نے وہ اشرفیان مانکو دیکے کہا آج چچا ضرور آئیگا وہ ضعیفہ اشرفیان دیکھہ کے خوش ہوئی تمام
دن وہ الجھاو مین تھی نکہ پانا خود بخود ہاتھہ آجانا ایک اشرفی کو بھنا کے سب طرحکے کھانے لذیذ پکائے وقت شام ہوا اور نکا
ہنگام ہوا وہ ساحر بھی آپہونچا کچھہ میوہ تر و خشک دو شیشے شراب کے یہ سب الہ دین کو دیکے اوسکی ماںکو مودب سلام کیا اور
مصطفی کا نام لیلیکے رونے لگا وہ بیچاری مصیبت کی ماری بھی بہت بین کرکے رونے لگی جب خوب سا رو دھو چکے ہاتھہ منہ افریقی کا
دھلایا باہم بیٹھہ کے کھانا کھایا جب کھانے سے فرصت ہوئی مدت کے بعد لطیف غذا میسر ہوئی تھی ادھر اودھر کا مذکور چھڑا افریقی
نے پوچھا الہ دین کیا کام کیا کرتا ہی اسکی ماں نے ابتدا سے انتہا تک اسکی آوارگی سنائی کہا نہ کوئی پیشہ کرتا ہی نہ کام کرتا ہی
مرے باپکو بدنام کرتا ہی جب سب ماجرا کہانی سن چکا الہ دین سے کہا بڑے افسوس کی بات ہی کس باپ کا تو بیٹا ہی کیون اوقات
بیہودہ خراب کرتا ہی اندہا اور ضعیف ماں اوسکا کلیجہ جلا کے کباب کرتا ہی جس کام پر تجھکو رغبت ہو مجھہ سے بیان کر تیری خواہش پوری
کرونگا تجارت منظور ہو سر چوک دکان کرایہ کی لے دونگا سوداگرون سے تجھکو ملاونگا اونکی صحبت مین خرید فروخت کا طریقہ معلوم
ہو جائیگا تو فایدہ اوٹھائیگا یہ کہکے رخصت ہوا دم سحر آیا الہ دین کو ہمراہ لیکے بازار مین گیا اچھی پوشاک سوداگرون کی سی
مول لیکے پہنائی بیوپاریونکی سج بنائی دو چار تاجرون سے ملایا اپنا عزیز بتایا کچھہ بادشاہی مکانونکی سیر دکھائی پھر گھر مین
لایا اوسکی ماں بیٹے کی وضع دیکھہ کے بہت خوش ہوئی حقیقت مین چچا بھی کہا صبحکو باغات مین لیجاونگا خوب تماشا

دکھاؤنگا پھر چلا گیا الہ دین کو بوعدۂ فردا تمام رات نیند نہ آئی دم سحر وہ مکار آیا یہ تو آمادہ بیٹھا تھا اوسکے ہمراہ ہوا روبراہ ہوا
اثناء راہ مین مکانات و باغات دکھاتا شہر سے باہر لے نکلا جب کئی کوس طے کیے الہ دین کبھی اتنا پھرا نہ تھا تھک گیا اوس
ساحر نے ایک باغ مین لیجا کے جہان حوض پانی سے لبالب گرد درخت میوہ پھولے پھلے سب تھے اوسکے کنارے پر بٹھایا
پھر اوسکو پیار کیا کہا بیٹا تم بہت تھک گئے ہوگے یہان بیٹھو ہاتھ منہ دھو کے باغکی سیر کرو پھر آگے چلینگے وہان کھولکے
کلیجے کھجورین میوہ تر و خشک تکلف کی مٹھائیان اسکو دین کہا جسقدر جی چاہے کھاو وہ کھانے لگا یہ سمجھانے لگا کہ اب
بیہودہ لڑکون مین نہ کھیلنا اشرافون کے پاس اگر بیٹھو گے تمھاری عزت بڑھے گی توقیر ہو گی نیک باتونکی تاثیر ہوگی جب الہ دین وہ
کھا چکا آگے لیچلا القصہ شہر تو چھٹا تھا باغ بھی آنکھون سے نہان ہوا الہ دین بیچارہ کبھی کوس بھر نہ چلا تھا آج پانچ چھہ کوس
راہ طے کی شل ہو گیا قدم اوٹھانیکی طاقت نرہی کہا چچا جان ابھی کتنی دور جانا ہے اوسنے کہا بھتیجے گھبراو نہین اب وہ
باغ بہت نزدیک ہے اوسکے دیکھتے ہی طبیعت تمھاری بہل جائیگی راہ کی ایذا یاد نہ آئیگی پھر اوسکا ہاتھ پکڑ کے قصے کہانیان
سناتا دل اوسکا بہلاتا لیچلا آخر کار وہ راہ کراہ کراہ کر اوس لڑکے نے طے کی دو پہاڑ ملے اونکے بیچمین وہ جگہ تھی ساحر جسکا جویا
تھا الہ دین سے کہا بیٹا وہ باغ اسمین ہے گھبرا تمین آ پہونچے تو تھوڑی سی خشک لکڑیان جنگلسے یہان جمع کرین آگ لینے جاتا
ہون تجکو سیر دکھاتا ہون الہ دین نے لکڑیان لا کے رکھین ساحر آگ لایا لکڑیان جلائین جب خوب بھڑکین افریقی نے اپنی
جیب سے فتیلہ نکال کے روشن کیا عطر اور خوشبو کی چیزین اوسپر چھڑکین کچھ پڑھنے لگا شعلہ بڑھنے لگا یکایک زلزلہ سا ہوا جسجگہ
یہ چچا بھتیجے کھڑے تھے وہان ایک سل پتھر کی چوکور معلوم ہوئی اور کڑا اوسکے اوٹھانیکا اوسمین جڑا تھا الہ دین کم
سن اوسنے ایسی باتین کاہے کو دیکھی تھا ڈر گیا بھاگا ساحر کمبخت نے اوسکو پکڑا اور زور سے ایسا تھپڑ مارا کہ منہ سے
لہو نکلا الہ دین بیچارہ رو رو کے بولا آپنے ناحق مجکو مارا پھر وہ ساحر پیار کر کے بولا بیٹا مین تمھارا چچا ہون اگر طمانچہ
مار لیا ہے اب اس کام کا مزا پاؤگے درد بھول جاؤ گے دیکھو میرے پڑھنے کی تاثیر سے اور تدبیر سے یہ پتھر نظر آیا
اسکے تلے خزانہ ہے تو اس پتھر کو اوٹھا اوسمین جا دیکھ کیا قدرت خدا ہے اسمین کیا کیا رکھا ہے الہ دین بولا چچا جان مین حاضر
ہون جو فرماؤ گے بجا لاؤنگا آپکی اطاعت سے نہ پھرونگا پھر اوسنے ایک چھلا دیا کہ اسکو پہنکے پتھر اوٹھا الہ دین نے وہ
[illegible] کا بیچ ہلا پھر کیسے تنکے کیطرح پتھر اوٹھا کے پھینکدیا اوسکے نیچے گڑھا نظر پڑا اور دروازہ بند دکھائی دیا ساحر نے
کہا تو اسمین کود کر دروازہ کھولو اندر تین دالان ملینگے اونمین خمین برابر رکھی ہین سب مین چاندی سونا بھرا ہے

تم خیال نکرنا سیدھے اندر چلے جانا مگر در و دیوار سے جسم بچانا بلکہ دامن کو ان کے بلند رکھنا اگر دیوار بدن سے چھو جائیگی فوراً
تمھاری قضا آئیگی ایک دالان مین وارد ہوگے تکلف و زینت سے ملا ہوا باغ پڑیگا جسمین ہر قسم کے میوے تیار ہونگے عجیب
برگ و بار ہونگے اگر رغبت ہو جتنے مطلب ہون توڑ کے آستینون اور جیبون مین بھر لینا باہر آکے شوق سے کھانا کچھ خیال
نہ لانا باغ جب طے کر دو گے ایک شہ نشین بڑے کر و فر و تمکین کی دیکھو گے اوسکے طاق مین چراغ جلتا ہوا اوسکو بجھا کے جیب مین
رکھ لینا اسی راہ سے پھر آنا خوف نکھانا یہ سنکے الہ دین بجرأت تمام گڑھے مین کودا اور دروازہ کھلنے دالان مین پہونچا وہان
دیگونکو چاندی سونے سے بھرا دیکھا پھر آگے بڑھا باغ دلکشا نظر پڑا اوسکی فضا و سرسبزی گل و اثمار کی بو باس سے دل بشاش ہوا نظم

باغ تھا وہ تمام معدن نور　　اور تجلی مین رشک گلشن طور
خوش قرینے وہ نقرئی نالے　　وہ درخت او زمین سب جواہر کے

نور مین ہر چمن تھا صبح امید　　پھول اک ایک تھا گل خورشید
مثل خط شعاع سنبل تر　　رشک رخسار حور عین گل تر

حسن مین وہ ہر اک گل سوسن　　مسی آلودہ گلرخون کا دہن
جلوہ گر سبز بوٹے اوسکی وہ دوب　　صورت سبزۂ رخ محبوب

سب چمن اوسکے نور آگین تھے　　پھول پھل رشک ماہ و پروین تھے
سامنے شہ نشین نادر کار　　سب طلسمات کے در و دیوار

مثل سقف سپہر اوسکی چھت　　طرفہ نقش و نگار کی صنعت
طاق مین اک چراغ تھا روشن　　نور آگین تمام تھا گلشن

الہ دین باغ کی سیر دیکھتا شہ نشین مین پہنچا اور چراغ مراد روشن دیکھا اسنے گل کرکے جیب مین باحتیاط رکھا پھر باغ مین آیا درختون کے
نیچے پھل بڑے چھوٹے بہت پڑے تھے اوٹھا لیے لیکن وہ پھل آفتاب کیطرح درخشان تھے نگاہ نہ ٹھہرتی تھی ایسے تابان تھے طرح طرح کے رنگ
کے سرخ سفید زرد سبز آسمانی گلابی الماس جھلکتے کہ رنگ شب تاب کیصورت دمکتے جسقدر آستین و جیبون مین سما سکے اوس نے بھر لیے بہت احتیاط
سے دہرے جسد مکان سے نکل کے گڑھے مین آیا پکارا چچا جان آؤ میرا ہاتھ پکڑ کے باہر نکالو بدر جو اس عین سنبھالو اوس بدبخت
افریقی نے چاہا کہ چراغ کسی طرح ہاتھ آئے تو وہ بیچارا سر پٹک کر مر جائے ساحر نے کہا پہلے چراغ مجکو حوالے کر پھر تجکو نکال
لونگا اوس نے کہا یہان چراغ نکل نہین سکتا ہے جو مین چھپا دیا ہے باہر آکے نکال دونگا اور میرا دم گھبراتا ہے یہان ٹھہرا نہین جاتا ہے
غرضکہ دیتین ملین یہی تکرار ہوئی ساحر کا قصد تھا پہلے چراغ لے لون پھر اسکی شمع حیات گل کرون لڑکا اس فکر مین تھا کہ باہر اون
تو چراغ دون آخر ساحر جھلایا نہایت طیش مین آیا آگ تو جل رہی تھی کچھ خوشبو اوسپر چھونک بیرحمی سے پڑھنے لگا وہ پتھر
جو گڑھے کے منہ سے سرکا تھا پھر ادھر بڑھنے لگا یہانتک کہ وہ گڑھا چھپ گیا مٹی برابر ہوئی نشان باقی نرہا ادھر فلک شعبدہ باز
نے رنگ بدلا زمانہ نیرنگ ساز نے ڈھنگ بدلا عامل سپہر چارم غصہ سے بغل در آتش چہرۂ لال افق مشرق سے نمایان ہوا

ماہ خوف سے تھرتھراتا چاہ نخشب مین نہان ہوا لیلائے شب محمل مغرب مین روپوش ہوئی شہرزاد حیرت زدہ خاموش ہوئی نظم

کھلی زنگی شب کی بداختری ‏ ہوا جلوہ گر خسرو خاوری
نسیم سحر سے ہوا انقلاب ‏ پتنگوں کی مٹی ہوئی کیا خراب
صدائے موذن ہوئی جب بلند ‏ مسہری سے اوٹھا شہ ارجمند
ہوئے بیحجاب آسمان و زمین ‏ ستارونکی آنکھیں جھپکنے لگین
ہویدا ہوا نور پنہان صبح ‏ لگے جھلملانے چراغان صبح

شہریار عالی وقار بعد ادائے نماز تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا مستغنیون کا حاصل مدعا ہوا تمام دن عدل و داد مین مشغول رہا مگر خیال داستان شب مین ملول رہا آخر مہر جہانگرد نے منزل روز طے کی شام تیرہ انجام محیط عالم ہوئی شہریار نے دربار برخاست کیا خلوتسرا کا راستہ لیا کچھ دیر استراحت کی جب بیدار ہوا شہرزاد سے فرمایا اوس زندہ در گور کا کیا مآل کار ہوا یہ گویا ہوئی کہ وہ ساحر افریقی مصطفی درزی کا بھائی نہ تھا نہ یہانکا باشندہ ایک ملک کا افریقہ نام تھا وہی اوسکا مولد و مقام تھا جس محلہ مین وہ رہتا تھا وہ ساحرونکا مشہور تھا وہانکے جادوگرونکا شہرہ دور دور تھا اسنے بھی سحر سیکھنا شروع کیا تھا جب چالیس برس گذرے سحر مین کامل ہوا ساحرونمین شامل ہوا اسکے سوا علم نجوم رمل بھی حاصل کیا ایکروز رمل کے طریقے سے اپنا مآل کار دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ ملک چین مین ایکجا خزانہ ہے وہان سب طلسم کا کارخانہ ہے تہخانہ مین دولت لازوال ہے خزانہ قارون سے زیادہ مال ہے ایک چراغ وہان جلتا ہے مشعل ماہ کیصورت چمکتا ہے چار موکل زبردست مطیع اوس چراغ کے ہین جو اوس چراغ کو پائے اوسی کے یہ فرمانبردار ہو جائین جس شی کا طلبگار ہو گو کیسی ہی دشوار ہو فوراً حاضر کرین لا مین پھر اسنے دیکھا یہ کام کیونکر ہوگا جواب پایا کہ یہ مشکل کام تیرے ہاتھ سے نہوگا ہان جو اس صورت شکل کا نابالغ لڑکا میسر آوے تو یہ مقدمہ اوسکے ہاتھ سے ہو جائے یہ اوسکی تلاش مین نکلا تھا شہر در شہر ڈھونڈتا پھرتا تھا آخر اوس علامت و نشانکا الہ دین کو پایا اوسے بھتیجا بنایا اور دم دیکے اوس مقام پر لایا مگر یہ مثل مشہور ہے گر زمین پر آسمان و زمین ہزار سپہر پر نہ دهند تا نہ دهد زمانہ ثمر روزی ٭ یہ تو دغابازی سے ناکام رہا ورنہ ستانی بستم میرسد ٭ یہ الہ دین کا انجام ہوا افریقی مارڈالنے کے تصور مین دروازہ پتھر سے بند کرکے اپنے ملک کیطرف بھاگا خوف یہ ہوا کہ جنہے الہ دین کو میرے ہمراہ دیکھا ہے وہ تجسس ضرور کریگا گرفتار ہونگا پاداش عمل مین بر سر دار ہونگا اس بد حواسی مین وہ چھلا جو الہ دین کو پہنایا تھا اوسکا لینا بھی بھول گیا وہی چھلا اوسکی رہائی کا باعث ہوا جب ساحر اوسکو بند کرکے بھاگا یہ چچا چچا کہکے بہت چلایا وہان کون تھا جو اسکی آواز سنتا اور جواب دیتا مضطر و ناچار اندھیرے مین ایکطرف بیٹھ رہا وہ دن اسی کلفت مین تمام ہوا دوسرے روز بھوک پیاس سے جب بیتاب ہوا کلیجہ کباب ہوا سمجھا اس کمبخت چچا کا آنا قضا کا بہانا تھا مجھکو

اس گڑھے مین سر پٹک پٹک مر جاتا تھا اوس اندھیرے مین گھبرا کے ہر طرف ٹٹولتا تھا حیرت نے دہ چپ تھا منہ سے کچھہ نہ بولتا تھا کہ ایک حلقہ اسکے ہاتھہ مین آیا اوسکو بزور کھینچنے لگا اس امید پر کہ شاید دروازہ ہو اور وہ چھلا ساحر نے جو دیا تھا اوسی ہاتھہ مین تھا چھلے نے حلقے سے رگڑ کھائی اسکی امید بر آئی فوراً ایک جن بلند بالا قد دنیا سے نرالا پیدا ہوا الہ دین سے کہا کیون مجکو بلایا ہے کیا مطلب تیرے جی مین آیا ہے پہلے تو یہ ڈرا کہ ایک تو مصیبت مین پھنسا تھا اب اس بلا کا سامنا ہوا پھر دل مضبوط کرکے پوچھا تم کون ہو یہان کیونکر آئے ہو جن بولا یہ چھلا جو تیرے ہاتھہ مین ہے ہم دو موکل اسکے مطیع فرمان بردار ہین جو کچھہ تو کہے گا وہ بجا لاوینگے تیری اطاعت سے سر نہ پھراوینگے امتحاناً الہ دین نے کہا مجکو یہانسے باہر نکال یہ سنکے جن نے وہ پتھر سرکایا اسکو باہر لایا اسنے زمین آسمان باغ اور جو کچھہ تھا سبکو بدستور پایا مگر دو دن سے بے دانہ و آب تھا بھوک پیاس سے بیتاب تھا چلنے کی طاقت کہان تھی جسم مین نیم جان تھی جن سے کہا مجکو فلان شہر و محلہ مین میرے گھر پہونچا اور چلا جا جب کوئی ضرورت ہوگی تجکو بلاونگا جن بولا جب تو اس چھلے کو رگڑیگا مین فوراً آونگا یہ کہہ کے اوسکو گھر کے دروازے پر پہونچا دیا اسنے اپنا گھر پہچانا اندر گیا اسکی مان تین دنسے حیران پریشان تھی سرگرم نالہ و فغان تھی اسکو دوڑ کے گلے سے لگایا الہ دین کو غش آیا اوسنے پنکھا جھلا پانی اسکے حلق مین ٹپکایا دو گھڑی مین ہوش آیا پہلے مان سے یہ بات کی کچھہ کھانا کھلا بھوک سے مرتا ہون بات نہین کر سکتا ہون جو کچھہ موجود تھا اوس نے روبرو رکھا کہا بیٹا پیٹ بھر کے ابھی نہ کھانا بھوک کو بہلانا کچھہ کھا کے سو رہ پھر مجکو اپنا سب قصہ مفصل سنانا القصہ اوسنے کچھہ کھایا پانی جو پیا بدن سنسنایا لیٹتے سو گیا تین چار گھڑی کے بعد اوٹھا سب اپنا حال اوس ساحر کا صحرا مین لیجانا پھر گڑھے مین بند کرکے بھاگ جانا بیان کیا کہا وہ کمبخت چچا نہ تھا دغاباز ساحر تھا مجکو اوسنے ہلاک کیا تھا لیکن اللہ نے تیری بیکسی پر رحم کیا مجکو زندہ یہان پہونچا دیا پھر وہ پھل جو باغ سے جن کے جیب و دامن مین بھر کے تھے مانکو دیے اوسنے کبھی جواہر آنکھہ سے نہ دیکھا تھا ایک کونے مین رکھہ دیے وہ آفتاب کیطرح چمکنے لگے تمام گھر روشن ہو گیا اوسنے ساحر کو برا بھلا کہا الغرض شام قریب تھی یہ ضعیفہ بھی فرزند کے قلق مین سوئی نہ تھی دونو مان بیٹے دروازہ بند کرکے سو رہے تمام رات کروٹ نہ لی صبح کو جب اوٹھے الہ دین نے مانسے کہا مین بہت بھوکا ہون مجکو کچھہ جلد دے جان جاتی ہے بچا لے اوسنے کہا بیٹا اتنا صبر کر مینے کچھہ سوت کاتا ہے اوسکو بیچ لاؤن تو تجکو کچھہ پکا کے کھلاؤن الہ دین بولا یہ قصہ موقوف رکھہ میرے پاس ایک چراغ ہے اوسکو بیچکے اسوقت کام نکال اور وہ چراغ مانکو دیا وہ بولی یہ تو بہت کثیف زنگ مین بھرا ہے چکنا میلا ہے اسکو صاف کر لون تو بیچنے کو جاؤن یہ کہہ کے تھوڑی ریت اور پانی لیکے اوسکو صاف کرنے لگی جیسے ہی ایک رگڑ دیا

جن قوی ہیکل بون شمائل موجود ہوا کہا اے ضعیفہ کیون مجکو بلایا ہی جو کام ہو مجھہ سے بیان کر اوسکو بجا لاؤن جو شی مطلوب ہو
سو بہم پہونچاؤن ہم چار موکل اس چراغ کے تابع ہین جسکے پاس ہوگا جس کام کو وہ کہے گا اوسیوقت حکم اوسکا بجا لاوینگے اطاعت سے سر
پھر اوینگے اوس نے کبھی ایسی شکل نہ دیکھی تھی وہ تو غش کھا کے گری آمر الہ دین حیلہ کی باعث جن کی صورت دیکھہ چکا تھا جلد اوٹھا ماکو
سنبھالا چراغ اپنے ہاتھہ مین لیا کہا مین بھوکا ہون کھانا جلد لاؤ وہ نظر سے غائب ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد ایک خوان
سر پر رکھہ کے موجود ہوا الہ دین نے جو دیکھا بارہ قابین سونے کی جواہر جڑی طرح طرح کا نفیس کھانا اوسمین چھ ٹی اور بھرا دو الان
مین رکھہ کے چلا گیا الہ دین نے اس عرصہ مین ماکو ہوشیار کیا کھانا دکھایا حال سب سنایا وہ ضعیفہ تمام عمر ان باتونکی آشنا نہ تھی گھبرا کے
کہنے لگی بیٹا یہ جن فرقہ شیاطین سے ہین انکی صحبت اچھی نہین اس چراغ کو بیچ ڈالو پھر کیف فقر و فاقہ پر قناعت کرو اوس نے
کہا اچھا ابتو اسکو کھاو پھر جیسا ہوگا سمجھہ لینگے جو کہوگی کرینگے غرضکہ تین دن تک دونون نے اوس خوان پر اوقات
رکھی چوتھے دن جب بھوک لگی ایک قاب چھپا کے بیچنے کو لیچلا ایک یہودی سوداگر اوس محلہ مین رہتا تھا راہ مین وہ ملگیا اوس نے
پوچھا کیا لیے جاتے ہو الہ دین نے قاب دکھائی یہودی حیران ہوا کہ اس لڑکے کے ہاتھہ ایسی گران بہا شی کیونکر آئی
قیمت پوچھی اوس نے کہا جو تم دوگے مین لونگا انکار نکرونگا یہودی نے بہت سوچ کے تھیلی سے ایک اشرفی نکالکر اسکو دی
یہ بہت خوش ہوا اوسکو بھنا کے نان بائی سے کھانا لیا گھر مین آیا باقی جو بچا تھا ماکو دیا وہ کھانے پینے کا سامان
بازار سے لائی چندے احتیاج انکے پاس نہ آئی کئی مہینے وہ قابین یہودی کے ہاتھہ ایک ایک اشرفی کو بیچکر اوقات گذاری
کرتا رہا لہو و لعب سیر تماشے مین ایام شماری کرتا رہا کچھہ دنون خوب چین سے بسر ہوئی خوشی خرمی سے شام سحر ہوئی
جب قابین بک چکین تو وہ سینی جسمین جن قابین رکھہ کے لایا تھا وزن مین ہر قاب سے دس حصے زیادہ بنایا تھا اوسکے
بیچنے کو تیار ہوا اور وہی یہودی خریدار ہوا دس اشرفیان دیکے لے لیا الہ دین ناواقف بہت خوش ہوا اسراف مین لانے لگا
سمجھہ بوجھہ کے اوٹھانے لگا سابق مین لڑکونکے ساتھہ بسر کرتا تھا پریشانی کی شام صبح کو دمین سحر کرتا تھا حسد سے اونکے
ہاتھہ سے ذلت پائی تھی اذیت اوٹھائی تھی جب سے ہر روز سہ پہر کو بازار مین جاتا جو ذی عزت دکاندار تھے یا عمدہ خریدار تھے
اونسے گفتگو کرتا اونکے معاملے دیکھہ سنکے آدمیت کی خو کرتا جب وہ اشرفیان صرف ہوگئین تو وہ چراغ جسکی یہ روشنی تھی
اوٹھا لایا ریت لیکے با آسانی ملنے لگا بمجرد ہاتھہ لگانے کے وہ جن موجود ہوا کہا کس چیز کی خواہش ہے کیا تیری خواہش ہے
ہم اس چراغ کے موکل ہین جسکے پاس ہوگا ہم اوسکے تابعدار ہین فرمان پذیر بے تکرار ہین جو تم کہوگے بجا لاوینگے اطاعت سے

سر نہ پھر اسینگے الہ دین نے کہا مجکو بھوک کی شدت ہے غیر حالت ہے یہ سنکے وہ جن غایب ہوگیا دو گھڑے کے بعد ویسا ہی
خوان جیسا پہلے لایا تھا حاضر کیا ماں بیٹون نے خوب سیر ہوکے کھایا باقی اوٹھا رکھا چند دن اور اوسمین اوقات گذری
گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت نہوئی جب کھانا ہوچکا پھر قاب بیچنے کی نوبت آئی خریدار کا گھر دیکھ چکا تھا اوسی یہودی کے
پاس قاب لیکے چلا راہ مین ایک سنار سن رسیدہ مرد معقول رہتا تھا اوسنے الہ دین کو بلایا کہا صاحبزادہ مینے اکثر تمکو یہودی کے
گھر جاتے دیکھا ہے غالبکہ کچھہ بیچنے وہان جاتے ہو اور مقرر دھوکا کھاتے نقصان اوٹھاتے ہو وہ شخص غدار فیلسوف مکار ہے
بھلے آدمیونکو اوس سے معاملہ کرنیمین انکار ہے اگر کوئی چیز بیچنا ہو مجھے دکھاو اگر میرے قابل ہوگی لونگا ورنہ وجہی قیمت پر کسی اور سوداگر کے
ہاتھہ بیچ دونگا الہ دین نے دامن کے نیچے سے قاب طلائی مرصع نکال کے اوسکو دکھائی سنار نے بنظر اول پہچانا سونیکو بے غل و غش
جانا کہا ایسی چیز کوئی تمنے اوس یہودی کے ہاتھہ بیچی ہے اور قیمت اوسنے کیا دی ہے الہ دین بولا بارہ قابین مینے اوسکے ہاتھہ
فروخت کی ہین اوسنے بارہ اشرفیان دی ہین یہ سنکے سنار نے سر پیٹا کہا کیا حرامخور ہے دن دہاڑے چوری ہے پھر
قاب کو تولا الہ دین سے بولا کہ قیمت اسکی وجہی بہتر اشرفی ہے پھر تھیلی سے اشرفیان نکال کے سامنے رکھین کہا اگر جی چاہے
اور کو دکھاو جو اس سے دام زیادہ دے تو اوسکو دو اور مجھہ سے جھوٹ بولنے کی گنہگاری لو الہ دین اشرفیان لیکے اوسکی تعریف
کرتا گھر آیا پھر سب قابین اوسکو دین دوسرے کو نہ دکھایا اوس روپے سے مدت تک اوقات بسر کی اطمینان سے شام و سحر کی آب
یہ معمول کیا کہ اکثر جوہریونمین جا کے جواہر کی خرید فروخت دیکھا کرتا یہانتک کہ اوسکو اس فن مین تمیز حاصل ہوئی اور سمجھا مین جنکو
شیشہ کے ٹکڑے سمجھتا ہون وہ بیش بہا جواہر ہے اور یہ وہ ٹکڑے ہین جنکو چراغ کے ساتھہ تہ خانہ سے اوٹھا لایا تھا لیکن پھر ازکسی
نکہا اونکو حفاظت سے رکھہ کے چپ ہو رہا چوک کی سیر تو روز کرتا تھا ایکدن اسنے سنا منادی پکارتا ہے کہ آج کوئی اپنی دکان
نہ کھولے جبتک ہنگامہ نہ ہولے شاہزادی حمام مین جائیگی نہائیگی جو کوئی بازار مین چلے پھرے گا وہ قید ہوگا آفت
مین گھرے گا یہ خبر سنکر الہ دین کو اشتیاق ہوا کہ کسی طرح اوسکو دیکھا چاہیے اوسنے حمام کے متصل ایک مکان کرایہ کو لیا
پوشیدہ اوسمین جا بیٹھا دروازے کی درار سے جھانکنے لگا شہزادی جب حمام کے دروازے پر پہونچی برقع منہ سے اوٹھایا
الہ دین کو وہ روی تابان نظر آیا تاب نلا سکا غش آیا بیہوش ہوکے گر پڑا **شعر** تیر الفت لگا جو کاری + غش
کھا کے گرا وہ ایکباری + بہت دیر مین ہوش حواس بجا ہوے دل سے کہا جل جلالہ کیا تیری قدرت ہے ایسی
صورتین بھی دنیا مین بنائی ہین جنکا دیکھنا کیسا کبھی کسی کے سنے مین نہین آئی ہین دل سے کہا اب یہانکا ٹھہرنا بیکار ہے

ناہوش کا پھر نظر آنا دشوار ہے گھر چلا راہ مین چال تھا قدم اوٹھانا محال تھا گرتا پڑتا چہرہ زرد دل مین درد لب پر آہ سرد اپنے مکان پر پہونچا اوسکی ماں نے یہ نقشہ جو دیکھا بیقرار ہوئی ہر چند استفسار ہوئی جسقدر پوچھا اسنے کچھہ بتایا ہی راز کو چھپایا لیکن وہ اسکا دل جو جگر خون ہوتا تھا حال دگرگون ہوتا تھا بھوک پیاس سب کل پاس آئی تھی وحشت اپنا رنگ دکھاتی تھی اسکی ماں کو یہ رنگ بون دیکھکر گریہ وزاری تھی اوسکی تڑپ دیکھنے سے دلکو بیقراری تھی جب وہ متوجہ ہوکے دلداری وغمخواری سے پوچھتی الہ دین رو دیتا بھید کو چھپاتا تھا بر سر مطلب نہ آتا تھا مگر عشق غضب کی شئے ہے جسقدر چھپاؤ افشا ہوتا ہے کوچہ بازار مین اسکا چرچا ہوتا ہے عشق اور مشک کا پردہ کھل جاتا ہے نظر بازون کی آنکھہ مین تل جاتا ہے اوسکی بو باس خوش دماغونکو منزلون جاتی ہے اسکی وحشت چہرے کی زردی اندھونکو نظر آتی ہے نظم

سچ ہے کہ یہ عشق بد بلا ہے | سچ ہے کہ مرض یہ لا دوا ہے
ہے محض غلط کہ دلمین ہے عشق | انسان کے آب و گل مین ہے عشق
دکھلای اثر جو عشق پر فن | آہن ہو موم موم آہن
ہے خلقت حسن و عشق توام | جسطرح جہان مین راحت و غم

القصہ جبا نتک ضبط کی طاقت صبر کی لیاقت تھی خاموش ہا لیکن ناتجربہ کار تازہ گرفتار تھا ایکدن ماں سے کھل پڑا اسرار قصہ کہدیا کہ اسطرح شاہزادی ماہرخ حمام کے دروازے پر نظر آئی صبر و قرار فرار ہوا آنکھون کے روبرو سیاہی چھائی دلکو تیر سے اوسکا نگاوہ ہے سینے مین شمشیر محبت کا گھاو ہے بے وصل وصال ہوگا کچھہ دن اور فراق مین گذرے تو تباہ حال ہوگا تو میری طرف سے شادیکا پیام بادشاہ تک پہونچا بہر کیف حضور مین جا جو لکھی میری سرکار ہے ورنہ تجکو اختیار ہے وہ بیچاری ضعیفہ نئی آفت مین مبتلا ہوئی گھبرا کے کہنے لگی بیٹا تجھہ سے بڑی خطا ہوئی وہ جو ہونا تھا وہ تو ہوا اٹکا یہ ہوا کہ تجکو سودا ہے یہ مرض لا دوا ہے تو درزی کا لونڈا اسوقت خیال ہے شاہزادی کا مقابلہ ہنسی کھیل ہے وحشت و جنون نہین تو کیا معاملہ ہے توبہ و استغفار کر جو کچھہ جھک ملا اوس سے انکار کر اگر کوئی حاسد فتنہ پرداز یہ راز سن پائیگا فساد اوٹھائیگا ناحق خانہ ویرانی ہوگی جان پر بنیگی یہ سب کھیل بگڑ جائیگا وہ بولا مین جانتا تھا کہ تو ایسے بیہودہ بکھیڑے بتائیگی در دولت پر نجائیگی تو بھی ہی بیٹا سودائی ہے مین دریافت کرچکا ہون اسی بہانے میری قضا آئی ہے جسطرح ہو تو بادشاہ کے حضور مین جا یہ پیام پہونچا جو کچھہ وہ فرمائیگا بجا لاؤنگا شاہزادیکی محبت سے منہ نہ پھیرونگا وہ سمجھی اسکو چراغ کا بھروسا ہے آمین جو کچھہ ضرر ہے اوسکی خبر نہین اپنی ذلیل اوقات پر اسکی نظر نہین ناچار کہا تو یہ سمجھہ مین ایک ادنا درزیکی جورو ہون بادشاہ کے سامنے منہ سے کیا بات نکلے گی جو حسب نسب پوچھا کیا کہونگی اگر چپ رہی کیا سنونگی دوسرے بادشاہ کے روبرو حاجتمند خالی ہاتھہ نہین جاتا ہے پہلے نذر و پیشکش دکھاتا ہے مین جا کے کیا دونگی اور گفتگو کیا کرونگی الہ دین نے کہا تم جانتی ہو چراغ کی کیفیت اور اوسکے موکلونکی قدرت میرا کوئی

کام بند رہے گا فوراً نجیالاؤنگا بادشاہ جو کچھ کہیگا فی الجملہ اوسکی ماں کو تسکین ہوئی پھر ماں بیٹے دونو سو رہے دم سحر وہ اوٹھی دربار
شاہی کے جانے کی تیاری کرنے لگی نہاکے کپڑے بدلے الہ دین وہ جواہر جو تہ خانہ کے باغ سے لایا تھا اوسکو ایک قاب
طلائی میں لگاکے مانکے روبرو لایا کہا یہ وہ گران بہا چیزیں ہیں کہ بادشاہ دیکھکر اپنی سلطنت بھول جائیگا تیرا سوال رد نکرے گا
فوراً منظور فرمائیگا وہ ضعیفہ جواہرات لیکے روانہ ہوئی در دولت پر پہونچی اوس روز حکم بار عام کا تھا مجمع کیسا دربار ازدحام کا تھا
بے تکلف چلی گئی بادشاہ کو مجرا کرکے ایکطرف کھڑی ہو رہی قضای کار اوس روز کوئی ضرورت بادشاہ کو درپیش تھی چند مقدمے
فیصل کرکے برخاست کا حکم دیا خود وزیر اعظم کو ساتھ لیکے خلوت میں گیا خلقت وہانسے چلنے لگی یہ ضعیفہ بھی ناچار سمجھ کے
گھر کیطرف پھری بیٹے سے دربار کا رنگ بادشاہ کی غریب پروری کا ڈھنگ بیان کرکے کہا میرے دلکا خوف و خطر نکل گیا
نہایت رحم دل عدالت گستر بادشاہ ہے ہر شخص کا حال پوچھتا ہے نیک و بد کے سوال کا جواب بکشادہ پیشانی دیتا ہے آج کسی ضرورت
کی باعث وزیر کو ہمراہ لیکے تخلیہ میں جا بیٹھا صبحکو پھر میں جاؤنگی یقین ہے کامیاب ہوکے گھر آؤنگی پھر تین چار دن یہ ضعیفہ
دربار میں گئی کثرت اژدہام ہجوم بیشمار سے عرض کرنیکی مہلت نہ ملی مگر بادشاہ نے جو اسکو پیہم آتے دیکھا تو وزیر سے فرمایا ایک
ضعیفہ کئی روز سے آتی ہے تا کام قریب شام پھر جاتی ہے کل جب وہ آئے میرے روبرو لانا قریب بلانا میں اوسکا مطلب خود
دریافت کرونگا احتیاج اوسکی رفع کرونگا الہ دین کی ماں تو روز دربار میں حاضر رہتی تھی اوسدن جو گئی بادشاہ کی نظر پڑی
وزیر سے فرمایا ادھر دیکھ اس ضعیفہ کیواسطے تجھ سے کہا تھا جا اپنے ساتھ تخت کے قریب لے آ حسب ارشاد وزیر نے اریکہ سلطانی
کے متصل پہونچایا پھر اپنی جگہ پر آیا الہ دین کی ماں اتنے دنوں میں دربار کے قرینوں سے آگاہ ہو چکی تھی تخت کا پایہ نزدیک جو
پایا سر جھکایا بوسہ دیا گردن کو نہ اوٹھایا جبتک بادشاہ نے نفرمایا شہریار نے پوچھا بہت دنوں سے دربار میں تو حاضر رہتی ہے
اپنا مطلب کیوں نہیں کہتی ہے اوس عورت نے پھر زمین کو بوسہ دیکے عرض کیا اگر لونڈی جانکی امان پائے تو بزبان لائے مگر
تخلیہ ضرور ہے کنیز مجبور ہے یہ سنتے بادشاہ نے برخاست کا حکم فرمایا وزیر اعظم کے سوا دوسرا وہاں نظر نہ آیا اوس ضعیفہ نے
پہلے وہ قاب جواہر کی نذر دی پھر ماہرخ شاہزادی کی درخواست کی بادشاہ جواہر دیکھ کے حیران ہو گیا کہ یہ جواہر ایک سے ایک
تحفہ و نادر جو اس مدۃ العمر میں دیکھنے کا کیا ذکر کان تک نہیں آیا اس نیکبخت نے کیونکر پایا وزیر سے پوچھا اسکو دیکھ
یہ جواہر یا اسکا ذکر کبھی تیرے چشم و گوش تک آیا ہے قصص و حکایت کے طریق سے کسی معتبر نے ایسا سانحہ سنایا ہے وزیر
عرض پیرا ہوا غلام ناچیز ہے اسکی کیا تمیز ہے مگر جوہری پیر فلک آج تک مہر و ماہ کی عینک شب و روز لگائے جستجو میں پھرتا ہے

اوس نے نہ دیکھا نہ سنا ہی اور غلام کا ذکر کیا ہی پھر بادشاہ سے فرمایا جو ایسی شی جسکا وجود عنقا ہی پیش کش کرتا ہی اوسکا نذرانہ ہی کہ اوسکو فرزندی مین لون اپنی بیٹی سے عقد کر دون یا نہیں وزیر مضطر ہو کے حیران ہوا کسی سے کہا غضب کا سامان ہوا مین امید وار تھا کہ میرے بیٹے کے ساتھ شادی ہوگی میری خانہ آبادی ہوگی بادشاہ جواہر دیکھ کے پھسل گیا وہ مقدمہ ذہن سے نکل گیا قدم بڑھا کے بادشاہ کے کان سے منہ لگا کے کہنے لگا پیر و مرشد شاہزادی کے روبرو یہ اہر بد تر از پشیز ہی بہت ناچیز ہی تین مہینے کی مہلت چاہتا ہون غلام زادہ اس سے بہتر نذر کرے گا بادشاہ سمجھا اگر وزیر تین ہزار برس خاک چھانے گا انکا ہمسر پائے گا اگر قاف سے قاف تک سر ٹکرائیگا اسکی بھی دل شکنی نکرو مہلت دو الہ دین کی ماں سے فرمایا ہمنے یہ ہدیہ قبول کیا تو نے اپنا مطلب حصول کیا لیکن سر دست ہو نہیں سکتا تین مہینے مین جہیز کا سامان درست کر لون تو اوسکا عقد کر دون اتنے دنون کے بعد پھر آنا ہمسے پوچھ جانا وہ آداب بجا لائی خوش خرم اپنے گھر مین آئی الہ دین اسکا چہرہ دیکھکر دریافت کر گیا کہ یہ جو بشاش آتی ہی مژدہ شادی لاتی ہی جب وہ قریب آئی مبارکباد بزبان لاتی پھر ابتدا سے انتہا تک وہ کیفیت دوہرائی الہ دین فوراً سجدہ شکر بجا لایا اور ماں کے پاؤن پر سر جھکایا ایسا یہ مشتاق تھا کہ تین مہینے کا عرصہ بہت شاق تھا اوسی دن سے ایام شماری کرنے لگا امید مین اوقات گذاری کرنے لگا وہان وزیر نے مقرب جلیسون کی معرفت سے ایسی تدبیر کی کہ بادشاہ کو اپنے بیٹے کے ساتھ شادی کرنے کو راضی کر لیا اور تیاری ہونے لگی دو مہینے جب گذر گئے الہ دین کی ماں قریب شام کسی کام کو بازار گئی عجب سیر دیکھی کہ شہر مین بڑی دھوم دھام ہی جا بجا خلقت کا اژدحام ہی ہر دکاندار صفائی و روشنی کرنے مین مصروف ہی لین دین کا کام موقوف ہی سوار پیادے بہت چکے چمکائے آتے جاتے ہین اپنی اپنی سج دھج دکھاتے ہین اسنے کسی سے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہی ہنگامہ کیسا ہو رہا ہی اوس نے جواب دیا اے نیکبخت تو اس شہر مین شاید نہین رہتی ہی جو یہ بات کہتی ہی آج بادشاہ کی بیٹی کا وزیر زادہ کے ساتھ نکاح ٹھہرا ہی سارا شہر آگاہ ہی تجکو خبر نہین اسکا سبب کیا ہی یہ بیچاری آفت کی ماری بدحواس الہ دین کے پاس آئی خبر وحشت اثر سنائی کہا بیٹا میری محنت تیرا جواہر ناحق برباد گیا بادشاہ نے بدعہدی کی وزیر کے بیٹے سے شاہزادی کی شادی قرار دی آج عقد ہو جائیگا اس ذریعہ سے وہ سلطنت پائیگا الہ دین پر تو کوہ الم گرا غش کھا کے زمین پر گر پڑا دفعتہً سپیدہ صبح چمکا روز روشن کا غلغلہ مچا ماہ انور کے چہرہ پر افسردگی چھائی ستاروں کی چمک کافور ہوئی نظر نہ آئی شہرزاد حیرت سے آسمان کی طرف دیکھ کے ساکت ہوئی شہریار نے عبادتخانہ کی راہ لی پھر تخت سلطنت پر جلوہ دیا ارکان دولت و اہل دربار کا مجرا ہوا تمام دن

امورات انتظامی مین مصروف رہا جب مہر جہان گرد سرای مغرب مین ہو بخارات کی سیاہی نے عالم کو تیرہ و تار کیا شہریار خلوت سرا مین داخل ہو شہزادہ کا مطلب حاصل ہو خاصہ نوش فرما کے آرام کیا جب بیدار ہوا بیان داستان کا حکم دیا شہزادی نے کہنا شروع کیا کہ جب الہ دین ہوش مین آیا دل سے کہا چراغ ہمارے پاس موجود ہے وہ سب وعدے بجاویگا بادشاہ کیا مردود ہے یہ سوچ کے اپنی خوابگاہ مین گیا چراغ نکال کے بدستور رگڑا فوراً جن ملبہ بالا حاضر ہوا کہنے لگا جو ارشاد ہو فرمانبردار بجا لانے کا حکم سے سر نہ پھیرینگا الہ دین بولا بادشاہ نے عہد شکنی کی مجھسے شادی دختر کا وعدہ تھا آج وزیرزادہ کے ساتھ کر دی جسوقت وہ دونو لیٹنا تب لیجا ہون پلنگ کو نکال اوٹھالا میرے حجرے مین پہونچا جن نے کہا بہت خوب یہ کہکے وہ غائب ہو گیا یہ اوسکے انتظار مین ہشیار رہا جسوقت شاہزادی کا عقد ہوا اور وہانکی رسم کے موافق شاہزادی کی مان حجرہ مین دولہا دولہن کو لٹا کے شب بخیر کا کلمہ سنا کے چلی گئی خواصون نے دروازہ بند کیا جن تو منتظر تھا پلنگ اوٹھا کے دونو کو لے آیا الہ دین کے روبرو رکھدیا وہ بولا وزیرزادہ کو اوٹھا کو ٹھڑی پاخانہ جو تیرہ و تار ہو اوسکی کھڈ مین اسکا سر اور پانو اوپر کر کے لٹکا آ اور دم صبح حاضر ہونا مطلب کچھ بات باقی ہے یہان پہونچنا جن تو اوسکو اوٹھا کے کسی ہنڈاس مین سر تلے پاؤن اوپر ادھر لٹکا کے روانہ ہوا وزیرزادہ اوسکی صورت دیکھ کے ڈر گیا جیتے جی مر گیا دوسری کھڈ مین سڑا گین اور بد دماغ اسکا بدبو سے پھٹنے لگا پھر الہ دین نے شاہزادی کے برابر بیٹھ کے کہا تم اپنے دل مین خوف و خطر نکرنا یہ فقط تمہارے باپ کی بدعہدی کی سزا ہی ورنہ یہ حرکت کیا ہی وہ تو اس قصہ سے آگاہ نہ تھی سنکے چپکی ہو رہی اور تلوار بیچمین رکھکر الہ دین اوسکے ساتھ سو رہا پھر نہ کچھ پوچھا نہ کہا اوسکو نیند کہان تھی بحیرت ہر سو نگران تھی گجر دم جن حاضر ہوا الہ دین نے کہا وزیرزادہ کو اوٹھا لا جن اوس کی تعمیل بدنصیب دولت پہ تجہ ہو رہا تھا لایا پلنگ پہ لٹایا ایسی بدبو آئی کہ الہ دین کی طبیعت گھبرائی کہا دونو کو اوسی مکان مین بدستور رکھ آ وہ فوراً عمل مین لایا اوسی کمرے مین پلنگ رکھ کے چلا آیا بادشاہ تمام شب خوشی سے سویا نہ تھا گجر دم رات کا حال دریافت کرنیکو آیا دروازہ کو کھڑکھڑایا وزیرزادہ دروازہ کھول دوسرے کمرے مین گیا بادشاہ نے اندر قدم دھرا وہان تعفن کو ہا یہی چھپی ہو چکی تھی دماغ اسکا بدبو سے پریشان ہوا بہت حیران ہوا کہ وہ شب عروسی کی بو باس یا یہ مقدمہ خلاف قیاس بادشاہ نے حال پوچھا وہ رونے لگی ہچکی بندھ گئی بات نکر سکی اوسکی صورت پر دہشت بے اندازہ حالی وحشت نظر آتی تھی غش ہوئی جاتی تھی بادشاہ حیرت کے عالم مین وہانسے چلا آیا اپنی بی بی کو کچھ مختصر سا حال سنا کے بھیجا شاہزادی کی مان جو آئی عجیب حالت پائی وزیرزادہ کے غم نے سینہ لرزان شاہزادی نقش دیوار کی صورت حیران اوسنے بیٹی کو گلے سے لگایا تسکین دی حال پوچھا اوسنے مفصل بیان کیا

کسی امر محال کا سوال کیا ہوگا تم ہاتھ منہ دھو کے آؤ مین یہ سب اسباب منگاتا ہون لیجاؤ جتکی مان اسقدر بد حواس تھی کہ جینے سے
یاس تھی یہ کلمہ سنکے دلسے کہا یہ سب سامان اسی آن وہ دیا دیگا خوش ہوگئی کہ چراغ جلاؤ نا امیدی کا تصور نہ لاؤ الہ دین
اپنے سونیکے مکان مین گیا چراغکو رگڑا جن حاضر ہوا الہ دین نے کہا بادشاہ کی یہ فرمایش ہے اور شادیکا اسی پر مدار ہے جلد
بیرسے روپیہ یہ سب سامان لا کہ بادشاہ کو انتظار ہے اوسنے کہا بہت خوب سلطان تخت سے نیچے قدم رکھنے نہ پائے گا
تا بعد از سب سامان یہان پہونچ جائے گا جن تھ جانا اسباب کا آنا خوان ایسے چمکتے تھے کہ نظر خیرہ ہوتی تھی لونڈی غلاموں کی
ایک سی صورت شباہت عقل کھوتی تھی الہ دین نے اپنی مانسے کہا دیر نہ لگائیے انکو بادشاہ کے روبرو لیجائیے وہ ضعیفہ
یہ اسباب لیکے بازار مین جو پہونچی بازاری سے ہفت ہزاری سبکے ہوش گم تھے تکنے لگے پروردگار ایسے امر عجائب
روزگار ہین یہ حبشین پرستانکی ہین یا قسم انسانکی ہین ہر خوانونکو دیکھ کے متحیر تھے کہ یہ تورہ پوش جسمین لاکھون کا
جواہر ٹکا ہے اسکے اندر وہ جنس کیا ہے جسپر ڈھانکا ہے اور کس کاریگر نے اس قرینے سے ٹانکا ہے تمام بازار مین بھیڑ تھی تماشے
شانہ چھلتا تھا خوان بیجانیکو رستہ نہ ملتا تھا قبل انکے پہونچنے کے بادشاہ کو ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ وہ عورت عجیب غریب
خوان لاتی ہے کہ اوسکے دیکھنے کو تمام خلقت چلی آتی ہے یہ غلغلہ سنکے جوہری فلک چارم مشتاق دید جواہر بے ہمتا افق
مشرق سے نکلا شعاع ہے ہر ذرہ چمکا نور سحر سے رات کی سیاہی دور ہوئی ظلمت عالم سے کافور ہوئی شہزادکو جو روز
روشن کا جلوہ نظر آیا تو گوہر تقریر بے بہا کو صدف دہن مین چھپایا شہریار زمانہ مشتاق فسانہ بستر راحت سے بیقرار اوٹھا
فرمایا کس لطف کے مقام پر قصہ چھپٹا شہزاد نے عرض کی اگر زندگی باقی ہے چار پہر کی مشتاقی ہے شبکو بخیر بیان داستان ہوگی
سب کیفیت عیان ہوگی الغرض شہریار بعد نماز صبح تختگاہ مین داخل ہوا مستغیثون کا مطلب حاصل ہوا تمام دن شغلہ
انتظام رہا مگر انتظار شام رہا جب مہر عالم افروز نے مجلہ مغرب مین قدم رکھا شہریار دربار برخاست کر کے محل مین
جلوہ فرما ہوا شہزاد حاضر ہوئی داستان چھیڑ دی کہ جب یہ سب خوان دربار مین پہونچے بادشاہ کی نظر سے گذرے
جس حبشن کے چہرہ پر بادشاہ کی نظر جاتی تھی سہو محو ہو جاتا تھا پردونمین پھر کر حلقہ چشم مین آتی تھی وہ حسن اور حسین
جمال اور گھونگروالے بال بادشاہ سے اہل دربار تک جو دیکھنے کو بڑھتا تھا در و دیر ہٹتا تھا سوائی اوس بدبخت
وزیر کے جھوٹا بڑا لیران تھا باواز بلند ثنا خوان تھا بادشاہ کہتا تھا یہ آدمی ہے یا پرستان کا سلطان ہے جسکا سلسلہ
یہ سازو سامان ہے اور غلام پری پیکر لباس مطلا اور جواہرات اوسمین ٹکا پہنے تخت کے بائین دہنے کھڑے ہے

وزیر نطفہ بے وقت حاسد کمبخت نے جلکر جادوگر بنایا لیکن اس افسونکا بادشاہ پر اثر نہوا اون سبکو ماہ رخ کے محل مین بھجوا کر خود بھی ادہر دیکھنے کو جا پہونچا خواصون نے طلائی خوان جلبشیونکے سر پر سے اوتروائے تمام محل مع شاہزادی حبشیونکی صورتین اور خوانونکو دیکھکے کہتے تھے یہ خواب ہی یا خیال ہی بشر کو ایسے اسباب عالم اسباب مین دیکھنا محال ہی بادشاہ نے الہ دین کی مان سے فرمایا تو اپنے بیٹے کو میرے پاس لا مجکو اوسکے دیکھنے کا اشتیاق حد سے زیادہ ہوا آج ہی مین شادی کر دینے کا آمادہ ہوا وہ ضعیفہ یہ خبر فرحت اثر سنکے گھر مین آئی بیٹے کو سب کیفیت سنائی پھر کہا بادشاہ نے تجکو بلایا ہی اوس نے کہا جا ایک گھڑی کے بعد جاؤنگا پھر اپنے حجرے مین گیا بدستور چراغ کو رگڑا جنونکو بلایا کہا مین حمام مین جاؤنگا نہاؤنگا جن اوسکو اوٹھا کے سلطانی حمام مین جو سنگ مرمر کا تھا لیگیا جامہ خانہ مین کپڑے اوتارے جن سے کہا جبتک مین نہانے سے فرصت کرون تو کشتیان پوشاک شاہی کی اور جواہرات بے بہا بیس توڑے اشرفی کے چالیس غلام پری پیکر گلاندام اور پانچ خواصین صاحب جمال خوبصورت گھوڑا مع ساز و یراق طلائی مرصع وہ کہ ابلق لیل و نہار دیکھکے چال بھول جائے انکھونمین سرسون پھول جائے حاضر کر اور دو کشتیان زنانے لباس کی مع زیور مرصع لانا بہت جلد آنا یہ حمام مین گیا جن اودھر چل نکلا حمامی ورزش سے ہاتھون ہاتھ کیسہ کیا مشت مال کی بدنکی کثافت نکال دی بہت بو باس کی سنبل کا تیل عمدہ خوشبودار تمام جسم مین ملا از سر تا پا جھکنے لگا جسم جامہ خانہ مین آیا پوشاک کی کشتیونکو قرینے سے چنا پایا کپڑے پہنے جواہر کا زیور جسم پر سجا فی الحقیقت دولہا بنا جب باہر نکلا اشرفیونکے توڑے غلام کندھون پر لیے کھڑے تھے کشتیونمین تکلف زنانے جوڑے گران بہا الماس زمرد موتی قرینے سے جابجا ٹکا دیکھکے نہایت خوش ہوا چہل غلام زرین کمر مرصع پوش بدوش آگے آگے اور تین دست راست اور تین جانب چپ اشرفیان محتاجونکو بانٹتے چلے جوڑا بہت بھاری اپنی مانکو پہنایا سوار ہوکے سکھپال طلائی منگایا چھ خواصین اوسکے ہمراہ کین دس توڑے اشرفی کے دیکے کہا جب محل مین جانا پہلے جوڑا ملکہ ماہ رخ کی مانکو پھر دلہن کو پہنانا جب منہ دیکھ لینا یہ اشرفیان رونمائی کی دینا غرضکہ اس سج دھج سے بازار مین جب آیا کسی نے اسکو نہ پہچانا فرحت و مسرت کی باعث نقشہ بدل گیا تھا اہل شہر کیا انبوہ کثیر برنا و پیر دیکھنے کو دوڑا کبھی اس احتشام کی سواری بادشاہ نہ وزیر کی دیکھی تھی نہ اشرفیونکی بخشش سنی تھی ہر شخص حیران اسکی صورت کو تکتا تھا عجب کی سبب سے کوئی کچھ پوچھ نہ سکتا تھا دو ہرکارونکو دوڑایا کہ بادشاہ کو آنیکی خبر دو پہونچے ہماری سواری سے پیشتر ہو سب نے جسنے دیکھا کہنے لگا کہ یہ جوان پری پیکر بے تکلف شاہزادی کا جوڑا ہی کیا صورت

شکل پروردگار نے عنایت کی ہو کس مجمکٹے کا گھوڑا ہو جب قریب پہونچا بادشاہ نے وزیر اعظم کو اور جو جو مرد نامی سپہ سالار گرامی تھے اونکو بہر استقبال روانہ کیا اسکی شوکت و شان سامان دیکھ کے ہر ایک کو سکتا ہوا تخت کے متصل پہونچا سواری سے اوتارا بادشاہ بھی اسکو دیکھ کے حیران ہوا یہ آداب بجالایا بادشاہ نے ہاتھ بڑھا کے گلے لگایا برابر تخت پر بیٹھایا کچھ دیر اظہار حال رہا بادشاہ کو اسکی تقریر کا خیال رہا دفعتہً اشارہ جو کیا نوبت خانہ سلطانی بجنے لگا مبارک سلامت کی صدا ہر طرف سے پیدا ہوئی بادشاہ اسکا ہاتھ پکڑ کے محلمین لے گیا قاضی کو طلب کیا شاہزادی ماہرخ کا نکاح اسکے ساتھ پڑھوا دیا پھر کہا بابا خانہ خانۂ شماست جا ہو آجکی شب اسی جا قیام کرو راحت سے آرام کرو یا جہان جا ہو لیجاؤ یہاں تمہارا ہی ہمین تمہاری خوشی بہر کیف گوارا ہی اوسنے عرض کیا فدوی چاہتا ہی تھوڑی زمین ہموار متصل دولتسرای شاہی اگر ہاتھ آئے تو شاہزادی کے واسطے محل بنجائے وہان لیجاؤن آپ کے زیر سایہ رہون بادشاہ نے فرمایا تم میری جان و مال کے مالک ہو پوچھنے کی احتیاج کیا درکار ہی جو مقام پسند ہو جسقدر چاہو لو مکان بناؤ کھدواؤ اختیار ہی یہ تسلیم بجالا کے سوار ہوا اوسی طرح اشرفیان لٹاتا زر سرخ کا مینہ برساتا اپنے مکان پر پہونچا راہ مین دوروئیہ خلقت دوڑ دوڑ کے اشرفیان لیتی تھی دعائین دیتی تھی اپنے گھر پہونچکے بدستور جن کو طلب کیا حال اظہار کیا کہا چاہتا ہون ایوان شاہی کے متصل ایک محل اعالیشان اور اوسمین جتنی ضرورت کے مکان ہوتے ہین تیار ہو نقرئی طلائی در و دیوار ہو جابجا جواہر جڑا ہو مکان وسیع بہت بڑا ہو جو کبھی کسی شاہ و شہریار نے نہ بنوایا ہو بشر کے دیکھنے مین نہ آیا ہو جن نے سلام کیا پھر یہ کلام کیا کل دیکھ لیجیے گا جو ظہور مین آئیگا انسان کا کیا ذکر پرستان کا رہنے والا نقش دیوار ہو جائیگا وہ تو رخصت ہوا یہ شاہزادی کے اشتیاق مین بیچین رہا دوسرے روز وہ جن آیا کہا مین حکم بجالایا چلکے ملاحظہ فرمائیے جو کسر باقی ہو بتائیے الہ دین جو وہان گیا عجب مکان جنت نشان نظر آیا عقل اسکی جاتی رہی محل بارہ دری دیوانخانہ خوش قرینے زنانہ مردانہ باہر اصطبل فیلخانہ پائین باغ شداد کے باغ سے زیادہ بھلا اچھا حمام اوسمین سانچہ کا ڈھلا طرفہ یہ کہ سب ساز و سامان مہیا فرش فروش مع فراش جھاڑ جھابہ مردنگ فانوس کنول شیشہ آلات عمدہ سے سجا خوصین پری پیکر خواجہ سرا بہتر سے بہتر نوجوان لونڈیان باندیان پیش خدمت غلامان اصیلین محلدار آتو سن رسیدہ پرانی پرانیان اور جو کچھ ضرورت کی چیزین شاہ و شہریار کی ہوتی ہین توشکخانے مین سب سامان پوشاک کے صدہا دست بقچے صندوق پٹارے چنگیر عطردان پاندان اصطبل گھوڑون سے بھرا تھانون پر سب سامان دھرا فیلخانہ مین ہاتھی ہتھنیان

ہر ہر طرح سے کے ہوئے عماریان جھولونکی نئی تیاریان فیلبان جوان جوان انکے داروغہ جدا جدا خزانہ روپے اشرفی سے بھرا جواہر خانہ مین ہر ایک قسم بے بہا جو جسکا عہدہ تھا سب برو آئے نذرین دکھائین بقدر لیاقت خلعت پائے علی الخصوص خاص بارہ دری جسمین ایک سے ایک درتھا ہین لوٹتے ہین جواہر عمدہ نادر تھا سونے چاندی کے پلنگ مسہریان نئی وضع نیا ڈھنگ غلام گردش مین کرسیان صندلی کس کس شی کا بیان کرون ایک کتاب فکر مین دوسری تیار ہو پر سونمین اسباب کا نہ شمار ہو جن تو مکانات اور سب کارخانے الہ دین کو دکھاکے راہی ہوا یہان اس مکان اور سامان کا غلغلہ تا ایوان شاہی ہوا ادھر شاہنشاہ چہارم سریر عمارات عجیب سامان غریب کی سیر کا مشتاق افق مغرب سے بڑی چمک دمک سے نکلا انجمن انجم برخاست ہوئے ماہ کا منہ سفید ہوا شمع لگن مین جھلملانے لگی نسیم سحر بھر چلنے لگی ہر روش پر نگار رنگ کے پھول کھلانے لگی مسجدونسے اذان کی صدا آنے لگی شہرزاد شمع حیات کے گل ہونے کا خوف کھانے لگی شہریار نے چہرہ دیکھکے تسکین دی فرمایا تجھے امان ہے جبتک بیان داستان ہے شہریار نے برآمد ہوکے سریر سلطنت پر جلوہ دیا عدل و داد مین دن تمام کیا جب مہر جہانگرد داخل حجرۂ مغرب ہوا شہریار نے دربار برخاست کیا خلوت سرا مین آیا شہرزاد کو یاد فرمایا کچھ دیر بستر راحت پر آرام کیا پھر بیدار ہوکے بیان داستان کا حکم دیا شہرزاد گویا ہوئی کہ یہ خبر عجیب سنکے بادشاہ چین محل سے نکل آیا یہان قدرت خدا کا جلوہ پایا سر دست قالین ولایتی جسمین ٹخنے تک پاؤن غرق ہوتے تھے بچھے دیکھے دلسے کمال یہ مذکور بر زبان آیا آج ایسا نادر مکان بنا پایا وزیر اعظم جو خار کھاتا تھا ساحر بتاتا تھا وہ بھی حاضر ہوا الہ دین روبرو آیا تسلیم بجالایا بادشاہ کو لیچلا جون جون آگے بڑھتا تھا ہر قدم پہ ٹھہر کے درود پڑھتا تھا جسدم دروازے کے اندر آیا جنت کا نشان اہتمام مین حور و غلمان پاؤن لڑکھڑایا جو سامان اس سلطنت کی مدت مین نہ دیکھا نہ سنا تھا وہ ہر مکانمین قرینے سے چنا تھا بارہ دری مین پہونچا اور زیادہ متعجب ہوا دل سے کہنے لگا یہ شخص انسان ہے یا سلیمان ہے وہ جن و انس کا فرمان روا تھا اور یہ یکہ و تنہا تھا حقیقت یہ ہے کہ ایسا مکان اور یہ سقف و ایوان بادشاہ کی نظر سے کبھی نہ گذرا ہوگا تعریف کا مرتبہ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا یہ خبر جسنے سنی وہ حاضر ہوا وزیر امیر سپہ سالار ارکان سلطنت چھوٹا بڑا جمع ہوگیا جسنے دیکھا اوسکو سکتا تھا صورت تصویر صغیر و کبیر حیران تھے کوئی کچھہ کہہ نہ سکتا تھا بارہ دری کی غلام گردش مین دسترخوان وسیع بچھا جا بجا نعمت کا ڈھیر سب طرح کا کھانا قرینے سے چنا تمام ملازم و عہدہ دار سرکار ایکسمت بیٹھے اور جگہ خالی رہی سبکو کھانا کھلایا پھر رخصت فرمایا ملکہ ماہ رخ کو اور اونکی ماں کو بادشاہ نے بلایا یہ طلسم کا کارخانہ دکھلایا شہ نشین مین

اوس سے نادر تحفہ دسترخوان بچھا تھا اور سب طرحکا سامان کھانیکا چنا تھا جو بادشاہ نے کھانا کیسا تمام عمر نہ سنا تھا دیکھنے
سے انسانکی بھوک بھاگ جاتی تھی کھانے کی نوبت کب آتی تھی ماہ رخ جس مکان اور اوسکے سامان کو دیکھتی تھی گل کی روش کھلی
جاتی تھی زمین پر پاؤن نہ لگاتی تھی ان سبھون نے دسترخوان پر زنانی صحبت کی خاصہ نوش کیا الہ دین نے کہا محلدار اور خواص ملکہ
جسقدر عملہ زنانے مین ملازم ہر کھانا کھاتین باقی اپنے اپنے گھر لیجاتین یہ سنکے ماما اصیلون نے پشتارے باندھے مگر کھانا
بدستور رہا کوئی کمانہ سکا دسترخوان معمور رہا اب باسایش تمام ملکہ ماہ رخ و الہ دین اوس مکان مین رہنے لگے عیش و عشرت سے
شام و سحر کرنے لگے فوجکے سوا جتنا عملہ اور ہاتھی گھوڑے اور سامان جو الہ دین کے پاس تھا بادشاہ نے کبھی دیکھا نہ تھا
اکثر دم سحر بادشاہ اسکے محل مین آ بیٹھتا اور داماد کو دیکھکے پھولا نہ سماتا دوسرے تیسرے روز الہ دین بادشاہ کے
دربار مین جاتا بعد برخاست مجلس ساری شاہی مین ہو کے چلا آتا آٹھوین روز جمعہ کو شہر کی سیر کرتا وہی دونون غلام زرین کمر پوشاک زر
پہنے باتین دہنے اشرفیان بانٹتے جاتے فقیر فقرا محتاج غربا کا دورویہ اژدہام ہوتا ناکام کوئی نہ رہتا تھا سونے چاندی کا
دریا بہتا تھا اور گاہ گاہ شام و پگاہ وزیر اعظم و ارکان معظم و عمائد کے گھرونمین جاتا دو چار گھڑی بیٹھ کے چلا آتا اونکو اپنے
مکان پر بلاتا نعمتین کھلاتا اور ہر شخص کی حاجت برلاتا فائدہ پہونچاتا اس سے تمام شہر ادنی و اعلی اسکو یاد رکھتا اسکا بندہ ہوا
کوئی ایسا نتھا کہ بندہ بیدام نہ ہو دعاگو صبح و شام نہ ہو جب کبھی شکار کھیلنے دو چار کوس کا عزم کرتا جس قریہ دیہ مین گذرتا
وہانکی خلقت مالا مال ہو جاتی نہال ہو جاتی بخشش وجود و انعام کا یہ کام تھا کہ جو ہو ثنا خوان ہو ذکر خیر ہر ایک کے زبان
ہو اسکے علاوہ جرأت نے اتنی پروردگار نے عطا کی تھی سوچتا تھا کہ کسی دن ایسا وقت و موقع ہاتھ آئے کہ بادشاہ
کو جوہر شجاعت دکھائے اتفاق زمانہ ایک غنیم فوج عظیم لیکے اس ملک کی تسخیر کو چلا اور بادشاہ کو یہ حال
معلوم ہوا اس نے بھی فوج جمع کی سامان حرب و پیکار کی دیکھ بھال ہونے لگی الہ دین نے بادشاہ سے عرض کی فدوی نے
کبھی ایسا کام نہین کیا فوج و لشکر کا انجام نہین کیا مگر امیدوار ہون کہ اس لڑائی کا اہتمام فدوی کے نام ہو تاکہ امتحان
تمام ہو بادشاہ نے قبول کیا رطب و یابس کا اختیار دیا صبح کوچ کر کے شہر کے باہر قیام کیا فوج اوسی روز
مع ساز و سامان و توپخانہ ماہی مراتب نشان لیکے حاضر ہوئے میدان ہموار ہوا فوج صف آرا کی گئی القصہ یہی
حسن تدبیر سے اس فوج قلیل کو انبوہ کثیر سے لڑایا دوسرے روز شکست فاحش دی اور سلطان فراری کو کاہش دی
بادشاہ یہ خبر فرحت اثر سنکے بہت شاد ہوا شہر دیگ و در یہ خبر پہونچا اوس روز سے شاہزادہ فتح نصیب لقب ہوا

سلطنت کے کارخانوں میں اختیار سب ہوا کئی برس بڑی راحت و آرام سے بسر ہوئی فلک نیلی کو اسکا خار ہوا اور دُ
آزار ہوا اب یہانسے یہ حال سنیے وہ ساحر افریقی جو اسکا چچا بنا تھا اور تہ خانہ میں اسکو چھوڑ کے بھاگا تھا پھرتا پھرتا افریقیہ میں وارد
ہوا ایک روز سوچنے لگا کہ وہ لڑکا تہ خانہ میں مر گیا ہوگا دنیا سے گذر گیا ہوگا بسکہ رمل میں بڑا طولا تھا قرعہ پھینکا شکلیں
کھینچ لے اسکا حال دیکھنے لگا کہ زندہ ہے یا مر گیا بعد تامل معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کا داماد ہے بے فکر دنیا سے آزاد ہوا ہے ایک محل کہ بشر نے
کبھی دیکھا نہوگا اوسمیں شاہزادی کے ساتھ دن رات عیش و عشرت میں مشغول ہے جو ساز و سامان شاہی ہوتا ہے سب
حصول ہے یہ دیکھتے رشک کی آگ میں جل گیا اوسی دم شہر سے نکل گیا چین کیطرف روانہ ہوا کہیں توقف نہ ہوا بعد
چندے اس شہر میں وارد ہوا مہمان سرا میں مقام کیا ماندگی سفر سے آرام کیا ایک روز شہر میں جا کے ہر طرف گشت کرتا
ایک مجمع میں گذرا چند شخص باہم بیٹھے ہر طرح کا مذکور کرتے تھے ایک شخص نے الہ دین کے محل کا ذکر چھیڑا افریقی نے پوچھا کس
محل کی اسقدر صفت کرتے ہو وہ بولے صاحب معلوم ہوا تم یہاں نو وارد ہو الہ دین نام یہاں رہتا تھا کچھ دنوں سے شاہزادی
ماہ رخ جو یہاں کے بادشاہ کی بیٹی ہے اوسکے ساتھ اوسکی شادی ہوئی ہے اوسنے دولت شاہی پر ایک عمارت طلائی مرصع تعمیر کی ہے بشر کا تو
ذکر کیا ہے جو بادشاہ جنوں کا ہوگا اوسنے نہ دیکھا ہوگا یہ سنتے یقین ہو گیا کہ وہ چراغ اوسکے ہاتھ لگا یہ سب کارخانہ اوسکی باعث
نصیب ہوا وہانسے اوٹھ کے محل کو دیکھا پھر تو انگاروں پر لوٹنے لگا اپنے سر کے بال کھسوٹنے لگا سرا میں آیا
قرعہ پھینکا معلوم ہوا کہ الہ دین کو چراغ ملا ہے اوسکی یہ روشنی ہے اور وہ شہ نشین کی کانس پر رکھ کے شکار کھیلنے گیا ہے یہ کافر
تو ساحر تھا بصورت نجومی بن کے محل کی ڈیوڑھی پر پہونچا اور پکارنے لگا ماما اصیلیں کمبخت سست اعتقاد ہوتی ہیں اوسکو انہوں نے
بلا لیا ڈیوڑھی پر بٹھایا حال پوچھنے لگیں ایک آدھ اوسمیں خیر خواہی سے شہزادی کا قصہ لے بیٹھی کہ ہماری بی بی کی اولاد
نہیں ہوتی اوسنے پوچھی کہ حال ابتر غور سے کہا تمہاری بی بی پر سحر ہوا ہے وہ ایک بڑا چراغ جو کانس پر دھرا ہے اوسمیں آسیب ہے
شہزادی سے کہو اپنا منہ دکھیں پھر میرے پاس لا دیں اوسکی تدبیر کروں اسی سال میں اولاد ہو گھر آباد ہو وہ دوڑی گئیں
شاہزادی سے کہا کہ ایک نجومی بڑا کامل ہے بے مثل عامل ہے گھر کا حال کہ دیا کانس کا چراغ بتایا پھر جھٹ پٹ اوسمیں
تیل بھر کے شاہزادی کے روبرو دھر کے منہ دکھلایا اب وہ چراغ باہر آیا یہ دیکھتے ہی شاد ہو گیا بند تردد سے آزاد
ہو گیا کچھ جھوٹ موٹ پڑھ کے چراغ اوٹھا لیا کہا میں اسکو ویرانہ میں گاڑ دونگا اسی مہینے میں شاہزادی حاملہ
ہو جائینگی نویں مہینے چاند سا بیٹا پائینگی چراغ لیکے سرا میں آیا اوسکو صاف کر کے رگڑا دیا موکل جو اوسکے تابع تھا

حاضر ہوا کہا کیا ارشاد ہوتا ہی افریقی نے کہا یہ محل جو تمنے یہان بنایا ہی بجنسہ مع سب سامان کے اوٹھا ملک افریقہ مین
پہونچاؤ اور مجکو اپنے ہمراہ لیے جاؤ اوس موکل نے دوسرے کو بلا محل کو اوٹھا مع افریقی کے بجردم افریقہ مین جہان اوسنے
کہا تھا رکھدیا اور رخصت ہو کے چلا گیا ادھر فلک شعبدہ باز نے ڈھنگ بدلی رات کا دفعۃً رنگ بدلا عامل سپہر چارم بہر تسخیر
دیو شب گوشہ مشرق سے نکلا طلسم خانہ جہان کو محصور کیا ثوابت سیار کی انجمن درہم برہم ہوئی ظلمت شب توپ دم ہوئی
موذن نے اذان دی شہرزاد چپ ہوگئی شہریار بستر سے اوٹھا عبادتخانہ کا رستہ لیا بعد فراغ نماز تخت سلطنت
جلوہ دیا عدل و انصاف مین مشغول ہوا اس اثنا مین مسافر سپہر نے منزل روز تمام کی شفق شام کھل کھلا کے ہنس پڑی
تیرگی محیط آسمان ہوئی شہریار نے خلوتسرا کی راہ لی شہرزاد حاضر ہوئی پہلے آرام کیا پھر بیدار ہو کے بیان داستان
کا احکام کیا شہرزاد گویا ہوئی پہلے چند فقرے سلطان چین کے قلق و اضطراب کے دل لگی سے سنیے اوسکا
معمول تھا کہ دم سحر روز اوٹھ کر محل شاہزادی کو دیکھ لیتا تھا آج جو دیکھا میدان صاف پایا محل کہیا وہان نشیب و فراز
نظر آیا گھبرا کر آنکھین ملنے لگا بلکہ آنکھون سے خون ناب جگر نکلنے لگا وزیر اعظم کو طلب کیا اظہار حال سب کیا اوسنے بھی بغور
دیکھا سطح ہموار گلشن خار عرض کی غلام نے پہلے کہا تھا کہ یہ سحر کا کارخانہ ہی محل کا بہانہ ہی حضور کو باور نہوا بادشاہ نے
فرمایا وہ مکار کہان گیا وزیر نے کہا کئی دن ہوئے شکار کھیلنے کے حیلے سے گیا ہی حکم ہوا پچاس سوار جاین
اوسکو گرفتار کر کے لائین وزیر نے پچاس سوار اور ایک رسالہ دار کو روانہ کیا اتفاقات زمانہ الہ دین شکار کھیل کے
پھر آتا تھا شہر پناہ پر سوار ملے یہ تو سب اوسکے ممنون تھے ہزار ہا روپے دیتا تھا دست بستہ سب نے کہا بادشاہ انتہا کا بدمزاج
وزیر کی بدزبانی ہمکو آپکی گرفتاری کا حکم دیا ہی مجبور ہین آپ جلد چلین تاخیر نکرین آدمیونے سبب پوچھا یہ سب لاعلم تھے کچھ کہا شہر مین
یہ غلغلہ ہوگیا تھا کہ بادشاہ آج الہ دین کو قتل کریگا تیغ جلاد کو لہو سے بھرے گا سخاوت عجیب شے ہی تمام شہر اسکا
جان نثار تابعدار تھا مسلح ہو کے سب نے دولت کو گھیر لیا بادشاہ کی اطاعت سے منہ پھیر لیا اس اثنا مین الہ دین
داخل ایوان شاہی ہوا دروازے بند ہوگئے اسکو دیکھ کے بادشاہ نے قتل کا حکم دیا بمصداق مصرع عدو شود
سبب خیر گر خدا خواہد ❊ وزیر نے عرض کی ایوان شاہی و شہر ابھی لٹ جائیگا ایک شخص زندہ نہ بچنے پائے گا
در دولت پر مجمع عام ہی خلق کا ازدحام ہی اگر یہ حکم سن پائینگے ابھی دروازہ توڑ کے اندر آئینگے ہم لوگ جیتے بچنے
نپائینگے مناسب ہی اسوقت الہ دین کی رہائی ہو تا کہ یہ سمجھ لین کہ بادشاہ نے عفو قصور کیا رہا کر دیا بادشاہ نے فی الفور

رہائی کا حکم دیکے منادی سے کہا شہر میں ندا کرے کہ بادشاہ نے الہ دین کے قصور معاف کر دیئے یہ خبر سنکے لوگ مطمئن
ہوئے الہ دین نے پوچھا سبب اس عتاب کا باعث سختی و عذاب کا مجکو معلوم نہوا بادشاہ کوٹھے پر لے گیا پوچھا محل تیرا کیا ہوا
اوس نے جو دیکھا محل کیا وہاں تو جھونپڑا بھی نہیں ہکتے کے عالم میں نقش دیوار ناچار رہ گیا فرقت ماہرخ میں خونکا دریا آنکھوں سے
بہ گیا بادشاہ سے کہا ہمیں اچھا میرا قصور نہیں میں شکار کھیلنے گیا تھا یہاں یہ آفت آئی میرے قتل کرنے میں خون ناحق کے
مواخذہ کے سوا اور کیا ہاتھ آئے گا اگر شاہزادی نہ ملی تو اپنا کام خود گلا کاٹ کے مر جائونگا چالیس دن کی مہلت دیجئے اگر
ملنے اوسکو نہ پایا تو میرے مرنیکی خبر آپکو آئیگی خون بے گناہ کی بدنامی بچ جائیگی بادشاہ سوچا مہلت دو چند سے انتظار
کرو الغرض بادشاہ سے رخصت ہو کے سر بصحرا ہوا طبیعت کی بیقراری بڑھی سودا ہوا دل میں سوچتا تھا کدھر جاؤں کیونکر
پتہ لگاؤں آخر ایکدن جوش وحشت میں چاہا کہ جان دے ویرانہ میں پتھر سے سر پھوڑ کے مر رہے اس خیال میں پتھر اوٹھانیکے
ارادہ کیا کہ سر پر مارے مسبب الاسباب کے کارخانے جدا ہیں اسی حیرت میں سب مبتلا ہیں اسکے ہاتھ میں وہ چھلا افریقی کا
تھا وہ پتھر سے رگڑ گیا فوراً اوسکا موکل موجود ہوا کہا خیر ہے یہ کیا کرتا ہے ناحق کیوں جان سے گذرتا ہے اسنے کہا افسوس ہے کہ
میری محنت برباد گئی کوئی شاہزادی کو محل سمیت اوٹھا لیگیا اور مجھے خبر نہوئی خدا جانے وہ کون تھا اور کہاں گیا اوسنے
کہا وہی افریقی جو تجکو لیگیا تھا وہ آیا اور فریب سے چراغ اوس نے پایا اوسکے موکل جنہوں نے محل بنایا تھا اوسکے حکم سے اوٹھا
لیگئے اس نے کہا تم اوسکو لا سکتے ہو وہ بولا اتنی طاقت و قدرت ہم میں نہیں مگر تمکو وہاں پہونچا سکتے ہیں شاہزادی کو
ملا سکتے ہیں الہ دین نے کہا اچھا اوس نے اسکو اوٹھا کے افریقہ میں محل کے دروازے پر بیٹھا دیا ایک آن میں
پہونچا دیا رات ہو گئی تھی محل اسنے پہچانا اوسوقت کوئی بات بن نہ پڑی اوسکی دیوار کے نیچے پڑ رہا دم سحر اسکی آنکھ
کھلی شہزادی طبیعت کی وحشت سے اوس ساحر کی دہشت سے گھبراتی تھی اکثر صبحکو بر آمدے پر آکے جنگل دیکھکر جی بہلاتی
تھی حسب دستور آکے سحر کو دیکھنے لگی یکایک الہ دین جو چونکا شہزادی کی نگاہ اوسپر پڑی پہچانا ایک محرم راز کنیز سے
کہا اوس راہ سے پوشیدہ الہ دین کو لے آؤ وہ آکے اسکو اپنے ساتھ لیگئی دونوں ملکے خوب روئے مہاجرت کے
داغ آنسوؤں سے دھوئے شاہزادی نے اسکی عقل پر نفرین کی کہ ایسی شے نایاب اس بے قدری سے کانس پر
رکھدی اور کچھ خبر نہ لی اور نہ ہمکو اوسکے حال سے آگاہ کیا کہ اوسکی احتیاط کرتی جان سے عزیز جانکے چھپا رکھتی خیر
گذشتہ را صلوات اب کوئی تدبیر ایسی نکالو کہ اس ساحر کو جان سے مار ڈالو اوس نے پوچھا صحبت کیا رہتی ہے شاہزادی نے

کہا پھر مجھے سونپتا ہے تیری خوشامد کرتا ہی مجھی ہم کو کام ہی مین کہتی ہون یہ چاہتا تو تیری تجھ سے صحبت ہو نہایت دونکر
آخر کار ہیچ بن ہے جھک مار کے چلا جاتا ہی علاء الدین نے کہا اب اوس سے آشتی کرو تو تیری محنت و شفقت پر مجھکو حکم یا ملتا ہی
علاء الدین جب ہاتھ اوٹھا یا ہی وہ سنکے خوش ہو جاویگا پھر شراب کا طلب کرنا اوسمین زہر ملاکے پلا دینا اوسکا کام تمام ہو جاویگا ہمارا کام ہو جاویگا
یہ بات اوسکو پسند آئی شہزادی کے پاس جو وہ الماس تھا اوسکو شراب کے کنٹر مین ملا دیا اور پھر ارغواص کو سمجھا دیا کہ جب افریقی
آئے اور مین شراب طلب کرون پہلے دوسرے کنٹر سے مینا مین بیکر اور مانگونگی تو اس کنٹر زہر آمیز سے شراب لانا خبردار
بھول نجانا القصہ پہر بجے حسب معمول افریقی آیا انواع اقسام کے میوے پہل لایا شاہزادی کی منت بعد بجا جت کرنے لگا اٹھا
تعشق کے لیے دم سرد بھرنے لگا شاہزادی حسب وعدہ التفات کی باتین کرنے لگی یہ بجابت خوش ہوکے شاہزادی
نے کہا آج جی چاہتا ہی ہم تم باہم شراب پئین مضائقہ نہ دور ہو طبیعت کو سرور ہو ساحر تو ایسا چاہتا تھا نہایت
خوش ہو اگرد پھرنے لگا پاؤن پڑنے لگا شاہزادی نے اوسی خواص سے کہا شراب تند و تیز سے ساغر لبریز جلد لاؤ
گلاس بھر کے لائی شاہزادی نے پیا پھر دوسرا گلاس طلب کیا وہ افریقی کو دیا وہ بے تکلف منہ سے لگا پی گیا گویا
جی گیا تو دور شروع ہوا دوسرے گلاس کا حلق سے اوترنا و زہر کا اثر کرنا فوراً سر تلے اوپر ٹانگین اوپر یہ توجیت ہوکے
پھڑکنے لگا علاء الدین اس تاک مین تھا فوراً آپہونچا زہر کا انتظار نکیا خنجر گلے پر پھیر دیا جب وہ مرگیا اوسکی بغل سے وہ چراغ
نکالا دیکھتے ہی علاء الدین باغ باغ ہوگیا رنج والم سے فراغ ہوگیا اوسکی لاش پڑی ہی چراغ کو اوسنے رگڑا فوراً موکل حاضر ہوا
کہا کیا ارشاد ہوتا ہی علاء الدین بولا اسیدم اس محل کو جہان تمنے بنایا تھا پہونچا دو اوس جلدی سے لیجا کہ ذرا بھی جنبش محسوس
نہو موکلون نے فوراً محل کو اوٹھا کے شہر چین مین محلسرای شاہی کے روبرو جہان بنایا تھا لاکے رکھ دیا بادشاہ پریشانی
خاطر سے اوسوقت بالاخانہ پر ادھر اودھر دیکھ رہا تھا دفعۃً وہ محل نظر پڑا بیساختہ دوڑا ہوا محل مین آیا شاہزادی کو دیکھ کے
کے رویا گلے سے لگایا پوچھا شاہزادہ کہان ہی اوسنے کہا آپ سے محجوب ہی اس لیے کمرے مین پنہان ہی بادشاہ وہان آیا
معاملات گذشتہ کا عذر کیا چھاتی سے لگا کے خوب رویا کہا طبیعت کو صاف کرو میری غلطی معاف کرو علاء الدین نے
ہاتھ باندھ کے کہا آپ ہر صورت مختار ہین بالکل شکوہ یا ہیچ شکایت نہی فی الفور داہی جو کچھ آپنے کہا اوسی مین مصلحت تھی جو حضور ایسی
باتین نکرتے تو اتنی جلد شاہزادی ہاتھ آتی اوسکے پیچ مقدوقت سے سفر لیجانے میری صورت کیا ہوجاتی یہ سنکے
بادشاہ نے وزیر اعظم سے حکم فرمایا کہ ایک ہفتہ تمام شہر کی دعوت ہماری طرف سے ہو کوئی اپنے گھر مین کچھ پکانے نہ پاوے

بلکہ آگ سلگانے نہ پائے سرراہ چوک مین کچھ کچھ فاصلے سے طائفے مقرر کرو کہ ہون رات ناچ گانا ہو ہر محلے
مین بھی ارباب نشاط کو بیچ دکانین ایسی لگی جائین کہ سیر دیکھنے والے حظ اوٹھائین مسافر پردیسی مہمانسرا مین قیام کرین
لطیف غذائین کھا کے ناچ دیکھین گانا سنین راحت سے آرام کرین ہر سے خانقاہو نمین بزرگو نکی درگاہو نمین مشائخ گوشہ نشینو نکو
بہت کچھ نقد و جنس ملا محتاجو نکو غنی مالامال کر دیا غریب غربا کا گھر روپی اشرفی سے بھر دیا اس جلسہ کی دہوم ہوئی شہرلون سے
خلقت سیر دیکھنے کو شہر مین پہونچی ہر شخص کی احتیاج برآئی بلکہ خواہش سے زیادہ دولت پائی صدہا قیدی زندان سے
رہا ہوا ایک عالم کا بھلا ہوا یہان تو یہ جلسہ ہا دن عید رات شب برات ہوگئی نئی بات ہوگئی اب اس جملہ کو بغور سنیے ماجرا او
سنیے اوس ساحر کا چھوٹا بھائی تھا حقیقت مین قساوت قلبی سے قصائی تھا فن سحر مین دونون یکتا تھے بد بلا تھے
بے گناہو نکے لہو کے پیاسے تھے جرپال کے پوتے سامری کے نواسے تھے دونو کبھی یکجا نہ رہتے تھے سحر کی
دہن مین صدمہ فراق سہتے تھے جب زیادہ اشتیاق ہوتا تھا جدائی کا صدمہ شاق ہوتا تھا قواعد نجوم و رمل سے آپس کا حال
دریافت کر لیتے تھے اسطرح طبیعت کو تسکین دیتے تھے دو برس لاپرسونکا عرصہ ہوا تھا کہ دونو جدا تھے چھوٹا بھائی
پھرتا چلتا افریقہ مین آیا بڑے کو نہ پایا اوسکو ملال ہوا حال دریافت کرنیکا خیال ہوا علم رمل سے جسکا مشاق تھا دیکھنے لگا
معلوم ہوا کہ شاہزادی چین کی یہان آئی تھی اوس نے زہر پلا کے ہلاک کیا اور اوسکے شوہر نے گلا کاٹ لیا یہ دیکھ کے
رونے لگا بیقراری سے جان کھونے لگا پھر سوچا اگر تو روتے روتے مر جائیگا وہ زندہ نظر نہ آئیگا چین مین چلکے
اوسکا بدلا لو تو دلکو چین ہو یہ عزم مصمم کر کے وہانسے چلا شہر چین مین وارد ہوا سرا مین اوترکے شہر مین پھرنے لگا
جس جگہ دو چار شخص باہم دیکھتا وہان بیٹھ جاتا اونکی باتین سنتا اپنا قصہ کچھ سچ کچھ جھوٹ سناتا ایک روز مجمع ہو رہا تھا شوقینو
چھٹے ہر جا شوقین گذر ہو اوہ غپ شپ باہم کرتے تھے نئے نئے دم بھرتے تھے ایک نے کہا سبحان اللہ ہمارے
شہر مین عابدہ سیف زبان ہے اوسکی کرامتونکی طول داستان ہے یہ ادنا بات ہے کیسا ہی درد سر ہو کہان جانیکا
خطر ہو جہان اوس نے ہاتھ لگایا کوسون درد نظر نہ آیا مرد میدان ہے توکل پر گذران ہے سوا ہی روزہ نماز حرص و آز
سے کچھ کام نہیں دنکو صائم شام سے تاسحر جانماز پر قایم رہتی ہے اپنی حاجت خدا چھٹ بندونسے نہین کہتی ہر
گہ گاہ نماز جمعہ کو مسجد جامع مین جو جاتی ہے خلق کو عید ہوتی ہے تمنا بر آتی ہے یہ مکار سمجھا کہ ترکیب خوب ہاتھ
آئی مطلب نکل آئیگا بھائیکا قاتل اس گات سے مارا جائیگا اوس نے کیجیب کے مکان کا پتا پوچھ کے وہان پہونچا

ملاقات سے مشرف ہوا اوسکو دیکھا عورت مردانہ خصال ہے باکمال ہے قدمبوسی کے بعد بہت منت سماجت سے عرض کیا کہ مین غریب الوطن
گم کردہ خانمان ہون بے آشنا اس شہر مین وارد ہون کوئی شخص اپنے پاس ٹھہرا نے نہین دیتا تمام دن بے دانہ و آب پھرا اوس
عابدہ کو خوف خدا آیا کہا یہ فقیر کا گھر ہے تو عبث دربدر ہے ایک کونے مین بیٹھ رہ جو دال دلیہ رزاق بھیجے گا تجکو بھی ملے گا یہ تو
خدا سے چاہتا تھا قبول کیا دو چار دن مین سب اوقاتون کا حال دریافت کر کے شبکو تنہا پا کے اوس عورت کو مار ڈالا
صبحکو اوسی کا لباس پہن کے عصا ہاتھ مین لیا برقعہ منہ پر ڈال کے چل نکلا لوگونکا مجمع گرد ہو گیا کوئی قدمبوس ہے تا کوئی گرد
پھرتا ہنگامہ کثیر ہمراہ ہوا یہانتک کہ ملکہ ماہرخ کے محل تک پہونچا یہ غلغلہ سنکے ملکہ نے خواص کو بھیجا وہ حقیقت سب دریافت کر کے
آئی ملکہ کو یہ خبر سنائی کہ وہ عابدہ جسکا شہرہ شہر مین ہے اس راہ سے جاتی ہے خلق خدا ہمراہ ہے اون لوگونکی آواز آتی ہے ملکہ نے
خواجہ سرا اونکو دوڑایا کہ جلد اوسکو یہان لاؤ مدت سے مشتاق ہون مجھے دکھاؤ خواجہ سرا جھپٹے اوسکو بہ کیف منت خوشامد سے
لائے ملکہ نے پائین فرش تک استقبال کیا مصافحہ کر کے بٹھایا وہ مکار دغا شعار ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلا چاہتا تھا
برقع مین خوب بدن چھپایا کسی کو رونگٹا نظر نہ آیا دعائے خیر دیکے ملکہ کے برابر جا بیٹھا ملکہ نے فرمایا اگر مجکو سرافراز کرو کچھ
دن میرے پاس رہو تو تمھاری صحبت کی برکت سے سعادت حصول ہو ہماری یہ عرض قبول ہو اوس مکار نے بہت آون
دبا کر جواب دیا فقیر کی امیرون سے صحبت اچھی نہین ریاضت مین خلل ہوگا بہت برا ہوگا یہ سنکے خاصہ طلب ہوا خوان ستار
بچھایا گیا اوس مکار سے کہا بسم اللہ کچھ نوش جان کیجیے کہ برکت ہو قبول دعوت ہو اوس نے کہا سوکھے ٹکڑے کھانیکی
عادت ہے بیسونکی ریاضت ہے جب نعمت جہان خراب کی تو دماغ مین آئیگی طبیعت اوسپر راغب ہوگی سب محنت برباد جائیگی
شاہزادی نے مکان سب سے جدا اوسکے واسطے تجویز کر دیا کچھ خشک میوے اور روٹی کے ٹکڑے وہان بھیجدیے
خود خاصہ نوش کیا بعد فراغ طعام اوسکو تمام مکان دکھایا اوس دغاباز نے بہت تعریف کی کہا روے زمین اور پردہ قاف
مین ایسا مکان نہ نکلتا اگر رخ کا انڈا اسمین لٹک جاتا پر لوگونکی نظر مین کھٹک جاتا ملکہ نے کہا شہزادہ شکار کھیل کے
آیا تو ویسے رخ کا انڈا منگایا اسی گفتگو مین الہ دین آ پہونچا جو جو جانور شکار کیے تھے ملکہ کو دکھائے باتین ہونے لگین
وہ بولی مین تمھاری منتظر تھی ابھی اس مکان مین رخ کا انڈا لٹکوادو جو میری خوشی چاہتے ہو الہ دین بولا بس
اسی واسطے تم مکدر رہو ابھی لو یہ کہکے جلد اس مکان مین گیا پہلو سے چراغ نکال کے رگڑا فوراً دیو کل حاضر ہوا کہا کیا ارشاد ہوتا ہے
اس نے کہا رخ کا انڈا درکار ہے ملکہ کو اسکا ہمراہ ہے یہ سنتے ہی اوسکا رخ پھر گیا الہ دین پریشانی مین گھر گیا آواز کرخت

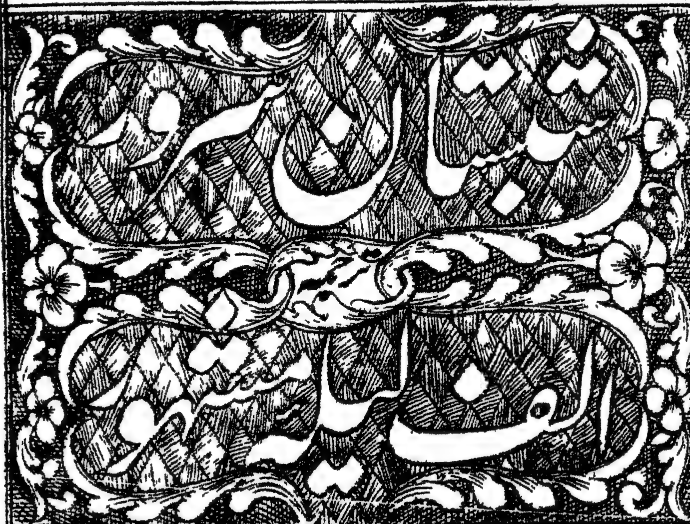
بولا اے کمبخت یہ ہماری فرمان برداریون کا عوض ہے اب تو چاہتا ہے ہم اپنے مالک کو تیرے گھر مین لٹکائین نیکی کا بدلا بدی یا ئین مجبور ہین کہ تو اسمین بے قصور ہے اوس ساحر افریقی کے بھائی کا یہ فتور ہے ایک نیک بخت عابدہ کو مار کے اوسکی صورت بنا کے تیرے گھر مین بیٹھا ہے وہ یہ باتین سکھاتا ہے تجکو خاک مین ملاتا ہے الہ دین نے بہت منت سماجت کی عذر کیا کہ مین اس کید سے آگاہ نہین میرا کچھ گناہ نہین اونکو رخصت کر کے باہر آیا ملکہ کو بلایا کہا تمھارے گھر مین کوئی عفیفہ زاہدہ مہمان ہے مجکو اوسکی زیارت کا بڑا ارمان ہے شہزادی الہ دین کو ساتھ لیکے اوس مکان مین گئی جہان وہ مکار عابدہ بنی ہوئی تھی اس نے قدمبوسی کو ہاتھ بڑھایا آستین مین خنجر کھنچا ہوا چھپایا جبسے اوس نے مصافحہ کو ہاتھ نکالا الہ دین نے جھپٹ کے پکڑ لیا پہلو مین خنجر مارا کہ وہ جہنم کو سدھارا ملکہ رونے لگی کہ تمنے غضب کیا کام زبون کیا بے جرم عابدہ کا خون کیا اس نے برقع اولٹ دیا وہ مرد نکلا بیٹھ قبض ہاتھہ مین قتل کی گھات مین تھا ملکہ کو سکتا ہو گیا کہ یہ کیا ہو گیا الہ دین نے تسکین کی کہا یہ اوس جادوگر کا بھائی تھا اوس عابدہ کو مار کے میرے قتل کی فکر مین آیا تھا میرے موکل نے مجکو بچایا سب قصہ سنایا یہ ہنگامہ سنکے بادشاہ چین بھی وہان آیا بہت خیرات کی روپیہ فقیرونکو لٹایا الہ دین کا اوس مکار کے ہاتھہ سے بچ جانا عجیب بات ہوئی لاش اوسکی پھکوا دی باہم بعیش و طرب بے اندیشہ و غم رہنے لگے بادشاہ چین مسن ہو چکا تھا الہ دین کو تخت نشین کیا آپ گوشہ تنہائی مین بیٹھ کے عبادت معبود کرنے لگا یہ تو صاحب نصیب تھا اور تمام شہر کی خلقت عایا بڑا یا چھوٹا بڑا اس سے رضی تھا بعدل و داد وہ نیک نہاد زندگی بسر کرنے لگا دن کو عدالت کرتا رات کو عیش و عشرت کرتا انھین کامو مین شام نشاط سحر کرنے لگا چند عرصہ مین سلطان چین عازم ملک بقا ہوے کچھ دن یہ سب مصیبت مین مبتلا ہو پھر ہی چہچہے ہونے لگے خواب غفلت مین سو گئے دنیا کا عجب کارخانہ ہے جو ہشیار ہے وہ دیوانہ ہے غفلت پر اسکا مدار ہے بہت سیچ دپوچ ہے جسکو سب کارروا لکھتے ہین حقیقت مین بیکار ہے جسکو کار کہتے ہین الحمد بس ہے باقی بیکار ہے

خاتمۃ الطبع شکر صد شکر کہ جلد سوم کتاب لاجواب فصاحت و بلاغت انتساب موجب جمعیت عاشقان پریشان دل و باعث شگفتگی غنچہ دہنان پری شمائل موسوم بہ شبستان سرور الف لیلہ مشہور تالیف میر شیرین تقریر سحبان زمان اعجاز بیان جناب میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور مغفور ماہ رجب المرجب ۱۳۰۰ھ ہجری مین حلیۂ طبع سے آراستہ ہوئی



بتوفیق خدای سخن آفرین جلا بخش مضامین رنگین

مجموعهٔ نکات غریب و غیره حکایات عجیب موجب جمعیت عاشقان پریشان دل و باعث
شگفتگی غنچه دهنان مسمی شمامهٔ آتش رشک ترانهٔ بلبل هزار داستان غیرت بهار ریاض رضوان موسومه



مسجع بمقتضاء اردو زبان تالیف ناظم و ناثر عدیم النظیر اعجاز بیان نادره سنج لطیفه پرداز
سخن گوی معانی طراز فصاحت و بلاغت ممدوح جناب میرزا رجب علی بیگ صاحب سرور مغفور

در مطبع نجم العلوم کارنامه باهتمام محمد یعقوب طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکایت خلیفہ ہارون رشید بادشاہ بغداد و تحقیق تفحص کی

شہرزاد نے شاہ ایران عالیشان سے بیان کیا بشر کی طبیعت مین زمانہ کی نیرنگی پیدا ہے کبھی خوش بشاش ہے گاہ الم مین مبتلا ہے ایک طور پر یکرنگ دنیا اور نہ کسیکا مزاج رہتا نہین اسیواسطے قابل اعتبار کوئی کہتا نہین ہر چند خود غور کرے حال نہ کھلے چنانچہ ایکدن خلیفہ ہارون رشید گرفتہ دل پشیمان خاطر دلبستر اپنے بیٹھا تھا کہ ندیم محرم راز بہت ممتاز وزیر اعظم دستور معظم جعفر جسکا نام تھا آیا خلیفہ کا مزاج منغص پایا سکوت کے عالم مین دست بستہ سامنے کھڑا ہوا جب اسکو عرصہ بڑا ہوا اور خلیفہ اوسی حال مین رہا مجبور ہو اسنے عرض کیا کہ خانہ زاد کو اسوقت مزاج مبارک مکدر معلوم ہوتا ہے امیدوار ہون کہ فدوی اس راز سے آگاہ ہو تاکہ تدبیر دفع تفکر شاہ ہو خلیفہ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے کوئی ایسی ترکیب نکال کہ رنج و ملال طبیعت بحال ہو جعفر مزاجدان بلا کا فہمیدہ اللسان تھا بولا حضور آج اپنا معمول بھول گئے بیشتر غریب غربا کا حال دریافت فرماتے تھے شہر کی سیر کو تشریف لیجاتے تھے دل بہلاتے تھے خلیفہ نے ارشاد کیا تو نے خوب یاد دلایا لباس تبدیل کر آ تو چلین جعفر اپنے مکان سے آیا خلیفہ نے تاجرونکا لباس بہت جسم فرمایا پوشیدہ کھڑکی سے نکل کے پہلے شہر کے گرد پھرے پھر کشتی پر سوار ہو کے پار اوترے وہانکی آبادی باغ مکانات باغ خاطر افزا دیکھکے پل کی راہ سے معاودت کی ایک فقیر نابینا جسپر بیٹھا تھا اوس نے سوال کیا خلیفہ نے جیب سے اشرفی نکال کے اوسکی گود مین ڈالدی اوس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے معدن جود و سخا تو نے اپنا صدقہ دیکے مجھکو بہت شاد کیا اب ایک دھول لطف تمام اس فقیر کے سر پر لگا اس سے زیادہ رہین منت بنا ہے چند سزاوار بڑی سزا کا ہون یہ کہکے ہاتھ چھوڑ دیا دامن پکڑ لیا کہ بغیر دھول لگائے رہائی نہ پاؤ گے چلا جاؤ گے خلیفہ نے جواب دیا کہ اے بندۂ خدا اس حرکت کی امید مجھ سے بیجا ہے خلاف امر کا مکلف نہو اجر میرا کھوتا ہے فقیر نے کہا اپنی اشرفی لیجیے اور ٹھنڈے ٹھنڈے چل دیجیے مینے خدا اور رسول سے عہد کیا ہے جو اوسکو توڑون تو بے دھول کھائے اشرفی لون اور دامن چھوڑ دون ناچار خلیفہ نے آہستہ دھول لگائی فقیر نے دامن چھوڑ کے دعا دی خلیفہ کو زیادہ حیرت ہوئی

تجھہ آگے بڑھ کے جعفر سے کہا مین چاہتا ہون کہ اسکے عہد سے آگاہ ہون تعجب کے اوس سے کہ اشرفی جسنے تجکو دی وہ خلیفہ ہارون رشید ہے فرماتا ہے کہ تو در دولت پر حاضر ہو مجکو کچھہ پوچھنا ہے جعفر یہ پیام پہونچا خلیفہ کے ہمراہ چلا پل سے اوتر کے دیکھا کہ ایک شخص تکلف کا لباس پہنے اسپ مادہ پر سوار اوس میدان مین نہایت بیرحمی سے دوڑاتا ہے اور بے تصور پے در پے کوڑے لگاتا ہے دوڑتے دوڑتے اوس مادہ اسپ کا بہت برا حال ہے دہانے کی رگڑ سے منہ لال ہے پسینہ اسقدر بال سے ٹپکتا ہے کہ تر بتر سم اور نعل ہے خلیفہ ٹھہر گیا اور جو لوگ تماشا دیکھہ رہے تھے اونسے پوچھا اس ظالم کا اسکو ایذا دینے سے کیا مطلب ہے کونسا جرم اس حیوان بے زبان سے سرزد ہوا ہے وہ بولے بہت دنون سے یہ ماجرا دیکھتے ہین کہ جب یہان آتا ہے زد و کوب کرتا ہے دوڑاتا ہے خلیفہ نے جعفر سے کہا مین آگے بڑھتا ہون تو اس سوار سے کہدے صبحکو در دولت پر آئے مفصل حقیقت حضور مین سنائے وزیر یہ حکم دیکے پھر خلیفہ کے ہمراہ ہوا شہر مین داخل ہوکے ایک کوچہ مین گذرے اکثر اوس راہ مین آئے تھے میدان ہموار تھا آج عمارت بہت نادر نظر آئی خلیفہ نے جعفر سے پوچھا یہ مکان عمدہ کسی ہمارے ملازم کا ہے کب بنا ہے اوسنے عرض کی غلام ناواقف ہے ارشاد ہو تو اہل محلہ سے دریافت کیجے خلیفہ نے فرمایا اچھا جعفر نے بڑھ کے لوگون سے پوچھا وہ بولے بندہ پرور حویلی خواجہ حسن حبال کی ہے یہ شخص ہمیشہ رسی بٹ کر انتہا کی تکلیف مین اوقات بسر کرتا تھا افلاس سے مرتا تھا کچھہ دنون سے خدا جانے کیا ڈھول کی رسی بٹی کس معاملت پٹی جو برسن تقدیر سے بل نکل گیا مفلسی کا خلل نکل گیا ایسا امیرانہ محل بنایا ہے اور بہت کروفر سے شام و سحر لطف اوٹھاتا ہے جہان نکے مزے اوڑاتا ہے خلیفہ نے یہ ماجرا سنکے اوسکو بھی سر دربار طلب کیا دولتسرا کا راستہ لیا دوسرے روز بعد نماز فجر تخت پر جلوہ دیا جعفر تینون شخصون کو لیکے حاضر ہوا اونھون نے پایہ تخت کو بوسہ دیا خلیفہ کے قدم پر آنکھیں ملین مودب سلام کیا پہلے خلیفہ نے نابینا فقیر سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اوسنے جواب دیا بابا عبد اللہ اسم غلام ہے خلیفہ نے فرمایا کل مینے تجکو اشرفی دی تو نے میرا دامن پکڑ کر بجبر مجھہ سے دھول لگوائی اور کہا مینے خدا و رسول سے عہد کیا ہے راست راست اپنے کام کا بیان کر یہ ماجرا کیا ہے

حکایت بابا عبد اللہ نابینا کی جسکو خلیفہ نے اشرفی دی اوسنے دھول مارنیکی درخواست کی

اوسنے عرض کی قبلہ عالم خانہ زاد ساکن بغداد ہے بعد انتقال والدین کے مین بہت کچھہ نقد و جنس ہاتھ آیا تھا اگر اوسکو بیہودہ نہ کھوتا تمام عمر کافی ہوتا پہلے تو خوب لہو و لعب مین اوڑایا جب کم رہا بڑھانیکا خیال آیا یہانتک اسمین کاوش کی کہ اسی اونٹ خریدے سوداگرونکو کرایہ دینے لگا قرار واقعی اجرت لینے لگا اونکے ہمراہ تمام ملک سرکار مین شام و پگاہ پھرتا تھا بہت راحت و آرام سے لیل و نہار گذرتا تھا ایکبار بصرے سے تاجرونکا اسباب بار کرکے بغداد کیطرف آتا تھا ایک دشت مین گھاس سبز بہت دیکھی اونٹونکو اوسمین

چھٹو درخت گنجان کے نیچے کچھہ بچھا کے بیٹھہ ہا دفعتًہ ایک فقیر پیادہ پا جو بانسرے کو جاتا تھا دم لینے میرے پاس آکے بیٹھ گیا باہم
آنے جانے کا حال پوچھا پھر اوس نے اور مینے اپنا اپنا کھانا نکال کے ایک دستار خوان پر کھایا ادھر اودھر کا ذکر آیا اوس فقیر نے
کہا یہانسے قریب خزانہ لاانتہا ہی جواہر و اشرفی و سونا اسقدر بھرا ہی کہ اگر تم یہ اسی اونٹ بھر لوگے ایک کونا خالی نہوگا
لیجانا کسی سے محال نہوگا مجھے طمع دامنگیر ہوئی بہت خوش ہوکے فقیر کے گلے سے لپٹ گیا کہا سچ ہی مردان خدا دنیا سے جدا
ایسے ہی ہوتے ہین مزرعۂ آخرت کیواسطے کشت عمل خیر بوتے ہین اگر یہ سب اونٹ زر و جواہر سے بھرونگا تو ایک اونٹ
آپکو بھی دونگا فقیر میری خست و پست ہمت دیکھہ کے بولا سبحان اللہ مفت کے مال مین یہ صرفہ اگر آدھے اونٹ دو تو البتہ بتاتا
ہون مینے دل سے کہا اے نادان حریص چالیس اونٹ کیا تھوڑے ہین دس بارہ پشت تک چین سے کھائیگا دنیا کا لطف اوٹھائیگا
یہ سوچ کر مینے فقیر سے کہا داتا مین تمھارا جی دیکھتا تھا تم مالک ہو جو چاہو لو اور جو جی مین آئے مجکو دو فقط اپنا
فرمانبردار مجکو سمجھو القصہ جو اوس نے کہا مینے قبول کیا اونٹ لیکے اوسکے ساتھہ چلا تھوڑی راہ طے کی ایک پہاڑ بہت بلند
نظر آیا فقیر دامن کوہ مین بیٹھہ گیا کمر سے چقماق پتھر نکال خس و خاشاک جمع کرکے آگ سے تنکے جلائے لوبان اوسپر
چھڑک کے کچھہ پڑھنے لگا دفعتًہ وہان دروازہ نظر آیا اوسکو کھولکے اندر آیا ادھر خسرو چارم سپہر کی آمد کا غلغلہ مچا طائرون
نے نغمہ سرائی سے سونیوالونکو چونکا دیا مساجد سے اللہ اکبر کی صدا آنے لگی شفق صبح اپنا جوبن دکھلانے لگی انجمن ماہ و انجم
درہم برہم ہوئی آنکی سیاہی تو بہم ہوئی شہرزاد نے درج دہن پر مہر خموشی لگائی شہریار کی خلوتسرا سے برآمد ہوکے
نوبت آئی تخت سلطنت پر جلوہ دیا عدل و داد مین مصروف ہوا در خزانہ وا ہوا محتاجون کا حاصل مدعا ہوا جس نے
جو حاجت ظاہر کی اوس نے اوسکی خواہش پوری کردی یہانتک کہ دن تمام ہوا چار سو غلغلۂ شام ہوا شہریار دربار برخاست
کرکے ایوان خلوت مین آیا پلنگ پر آرام فرمایا جب تھوڑی رات رہی نیند سے آنکھہ کھلی شہرزاد کو بیان داستان کی
اجازت ہوئی وہ گویا ہوئی بابا عبد اللہ کہتا ہی کہ فقیر کے عمل سے یہ اثر جو نمایان ہوا تو خزانہ کی امید سے مین شادان و فرحان
ہوا اوس دروازے کے اندر بیتامل قدم رکھا وہان دیکھا جابجا اشرفی روپے کے انبار ہین ایکطرف جواہر کے تودے
بیشمار ہین مین تو تھیلیونمین اشرفیان بھرتا تھا فقیر جواہر اوٹھا اوٹھا کے دھرتا تھا وہ سب اونٹ لبریز کرکے با قدم تیز
چلے فقیر اوس غار مین جاکے ایک ڈبیا چوبی لے آیا مینے پوچھا حضرت اسمین کیا ہی کہا بابا مرہم ہی دوراہے
جب آئے فقیر آدھے اونٹ لیکے بانسرے چلا مینے بغداد کا راستہ لیا چند قدم چلکے حرص گریبان گیر ہوئی دوڑکے

فقیر کو پکارا وہ ٹھہر گیا اوس سے کہا آپ فوات واحد اہل نہ عیال جنکا خیال ہو چالیس اونٹ کی خدمت نہو سکیگی کچھ اور مجھکو دو
فقیر بولا تو سچ کہتا ہی جتنے جی چاہے لیجا دس اونٹ اور لیے شکر بجالایا قدم بڑھایا پھر بدبختی اور طمع نے گھیرا اودھر گیا فقیر کو وہ
پھیرا دوسری بار دس اونٹ اور اوس نے دیدیے اسی طرح چار حملوں میں چالیسوں اونٹ فقیر نے حوالے کیے ہنسی خوشی رخصت ہوا اب میری
شامت کا سانحہ سنیے اور سراسر دیکھیے بد روز و طمع دیدہ ہوشمند ہو مجکو خیال آیا جو ڈبیہ فقیر نے خزانہ سے لی تھی وہ بھی لوں اونٹوں کو
چھوڑ کے فقیر کے پاس آیا کہا حضرت یہ ڈبیہ تم کیا کروگے یہ بھی مجکو دو فقیر نے انکار کیا میں دلمیں سوچا کہ یہ خزانہ لا انتہا دینے میں
اسنے دم نہ مارا بکشادہ پیشانی مجکو حوالہ کیا ڈبیہ کے دینے میں تکرار ہی اسمین کچھ اسرار ہی دلمین آیا اگر فقیر خوشامد سے نہ دے
زبردستی چھین لوں فقیر میرے تیور سے یہ ارادہ سمجھا کہا اگر تیری یہی مرضی ہی ڈبیہ حاضر ہی لیکن اس مرہم کی تاثیر سن اگر بائیں
آنکھ بند کرکے پلک پر لگائیگا تمام روی زمین کا خزانہ نظر آئیگا اگر داہنی پلک پر رکھیگا دونو دیدے پھوٹ جائینگے پھر تا زیست
کچھ نہ سوجھیگا میں نے کہا آپ اپنے ہاتھ سے پہلے لگا دیجیے اوسنے جانب چپ پلک پر مرہم لگایا تمام زمین کا خزانہ مجکو نظر آیا
میری طینت میں دغابازی تھی خیال ہوا فقیر مجھ سے فریب کرتا ہی خدا جانے داہنی آنکھ کی پلک پر لگانے سے کیا دیکھونگا
پھر اوس سے کہا شاہ صاحب اس پلک پر بھی لگا دیجیے فقیر نے جواب دیا ای شخص تیرے ساتھ ایسی نیکی کرکے
بدی کیا کروں تو اندھا ہو جائیگا تمام سن ٹکرائیگا تقدیر کی برائی نے نہ مانا قسمت میں ٹھوکرین کھانا تھا میں نے کہا شاہ صاحب
جو تم سے طلب کیا میرا کہنا تم نے سب کیا خدا کے واسطے اس مرہم کو داہنی پلک پر بھی لگا دو اگر اندھا ہو جاونگا تمہارا گلا زبان نہ لاونگا
پھر اوس نے سمجھایا مگر کچھ خیال میں نہ آیا جب وہ مجبور ہوا مرہم داہنی پلک پر بھی لگایا ادھر اوس نے اپنا ہاتھ سرکایا ادھر دونو
آنکھیں چوپٹ ہو گئیں اندھیرے کے سوا کچھ نظر نہ آیا وہ سب اونٹ کسے کسائے لدے پھندے لیکے بصرے کی طرف
چلا ہر چند میں نے آہ و بیقراری گریہ و زاری کی فقیر کے دلمیں ذرا رحم نہ آیا اوسی جنگل سنسان صحرائی ویرانے میں مجکو چھوڑ کے راہی ہوا
دوسرے روز ایک قافلہ ملا جو بصرے سے بغداد جاتا تھا میری تنہائی پر لوگوں نے رحم کھایا یہاں پہنچایا جب سے بھیک
مانگ کے پیٹ پالتا ہوں زندگی کے دن کاٹتا ہوں یا تو تمام زمین کے خزانے نظر آتے تھے اب اتنا بڑا آسمان جسکو ایک جہان
دیکھتا ہی وہ آنکھوں سے غائب ہی میرا سانحہ عجائب ہی یہ ماجرا سنکے خلیفہ تو رحیم تھا چار درہم روز مقرر فرمائے کہ ایسا بھیک مانگنے نجائے
پھر اوس جوان سے جو گھوڑی دوڑاتا تھا نام پوچھا اوس نے عرض کیا اے بادشاہ عالم پناہ مجکو سیدی نعمان کہتے ہیں خلیفہ نے فرمایا جو تم
اپنی گھوڑی پر ستم بے پایان کرتے ہو اسکا کیا سبب ہی اسقدر جانور کا ہلاک کرنا غضب ہی وہ دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ پیر و مرشد

اگر اس بخت کا قصہ گوش زد ہوتا حضرت کو ملال ہوتا اس آزار دینے کا بہت کم خیال ہوگا خلیفہ نے فرمایا کہ کوشش کرنا اقرار واری سے درگذرنا

حکایت سیدی نعمان دولتمند باوقار و زن ساحرہ مردہ خوار کی

سیدی نعمان تخت کے قریب آیا جیسے بیانی ترک نہ باہر لایا خلیفہ کے روبرو جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے زبان کانپی جاتی ہے اگر
بنی ہوئی بات منہ سے باہر آتی خانہ زاد کا باپ دولت بے پایان اسباب ساز و سامان اسقدر چھوڑ کے دنیا سے راہی
ہوا تھا کہ میری اولاد امیرانہ گذران کرتی وارث اوس مال کا غلام کے سوا دوسرا نہ تھا پروردگار نے یہ نعمت غیر مترقب اور
جہانکی سیر سے شراکت غیر وہی تھی چند دن اوسی طرح روز و شب گذرے آخر خیال آیا بیہودہ زندگی کرنا باعث سر بسر
خوب نہین کسی نیکبخت خوبصورت سے عقد کرو حکم خدا و رسول ہے یہ جو شغل کرتے ہو بہت نامعقول ہے الغرض بہت جستجو چارسو کرکے
ایک عورت کہ حسن و جمال ظاہری اوسکا مرتبہ کمال تھا بہم پہونچائی خداوند نعمت صورت دیکھ لی سیرت کی حقیقت سے آگہی پائی
پہلی بسم اللہ یہ غلط ہوئی کہ نکاح کے بعد دستار خوان چنا گیا جہانکی نعمت انواع اقسام کی اغذیہ جو امیروں کے لائق ہون
روبرو آئی قدوری شہر کی رسم کے موافق چمچہ اوٹھا کے پلاؤ کھانے لگا اوس نے جیب سے چمچے کے بدلے سوئی نکالی ہے
دو دانے ہاتھ مین ڈالتے ہین اور دو دو چار چار دانے اوٹھا کے کھانے لگی وہ ذرا اول تھا خاموش رہا جب شیرمال باقرخانی پر ابیٹھے
کیطرف اشارہ کیا اوس نے ناخون سے چھلکا اوتار لیا غلام سمجھا روز عروسی ہے شرم آتی ہے یا یہ مرد کے ساتھ کھانا نہین کھاتی
ہے لیکن اوسکا یہی معمول رہا کئی دن کے بعد مینے اوس سے کہا اس حرکت کا سبب بتاؤ جو مجھ سے حجاب ہے اکیلی کھاؤ اگر میرے صرفہ کا
اندیشہ ہے تو یہ خیال نہ لاؤ خالق ارض و سما نے اسقدر دیا ہے کہ تمسے سیکڑون کھائین تو کم نہو مجھکو کچھ فکر و غم نہو اوس نے
اسکے جواب نہ دیا بعد چندے مجھے شب کو نیند مین غافل پاکے دبے پاؤن اوٹھی قضارا خانہ زاد کی بھی آنکھ کھل گئی اوسکی یہ حرکت
دیکھ کے مین مصنوعی خراٹے لینے لگا اوسکی دبی ہوئی پوشاک بدل کے باہر نکلی مین بھی فوراً اوسکے پیچھے چلا مکان سے کچھ دور
گورستان تھا وہان گئی شب ماہ تھی ایکدرخت کی آڑ سے مین دیکھنے لگا کوئی بندۂ خدا نہ تھے جو مینے دیکھا غول
کی مادہ وہان تھی اوسکے برابر بیٹھ کے اختلاط کرنے لگی حضور پر روشن ہوگا یہ قسم شیاطین سے ہین ویرانہ پسند اور جو
کچھ نہین پاتے ہین مردے قبر سے نکال کے کھاتے ہین آشنے باتون سے جو مین نہین سمجھا فرصت کرا اوسکو ساتھ
لیا وہان گئی جہان تازہ مردہ دفن ہوا تھا گیلی قبر دیکھ کے کھودنی آئی اور کھودی بے تکلف دونون نے
تمام گوشت نوچ نوچ کے کھایا ہڈیان قبر مین ڈال کے بدستور اوسکو بنایا یہ دیکھ کے میرا حال غیر ہو گیا

قریب تھا غش آنے لگے اور اوسکے خوف سے کہ مبادا دیکھ لے آفت لاے گھر کیطرف باقدم تیز چلا قبل اوسکے مکان مین پہونچا دروازہ کھلا رہنے دیا پلنگ پر لیٹ رہا گر نیند اور گئی دل مین ڈر کتا تھا تھوڑی دیر مین وہ آئی مجکو سوتا سمجھ کے برابر لیٹ گئی تا صبح میری پلک نہ جھپکی اذان کی آواز سے اوٹھ کے مسجد مین گیا نماز پڑھ کے ٹہلنے لگا جب مین مکان مین آیا اوسنے ملازمون سے کھانا منگوایا دسترخوان پر کھانا مجکو بلایا اور خود اوسی طرح کھانا شروع کیا مجھ بدبخت کے منہ سے نکلا صاحب جہان کی نعمت روبرو موجود ہے جسپر رغبت ہو کھاؤ یا جس شی کو جی چاہتا ہو اوسے پکوا لو کیا مردے کا گوشت ان سب کھانون سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے یہ سنتے ہی وہ ملعونہ سمجھی کہ اسنے آنکی حرکت دیکھ لی غضب سے چہرہ لال ہو گیا غصہ سے تھرانے لگی عجب حال ہو گیا فوراً جیب سے ڈبیہ نکالی اوسمین سیندور تھا چٹکی بھر کے کچھ پڑھ کے مجھپر مارا کہا ہو دشمن جان کتا ہو جا اوسیدم مین زمین پر گر کتا ہو گیا وہ لکڑی لیکے مارنے لگی نوکرون کو پکارنے لگی کہ یہ کتا کہانسے گھس آیا ہے اسکو مارو نکالو وہ سب دوڑ پڑے لات جوتی لکڑی سے پیٹنے لگے میرا حال غیر ہوا بارے ایک خدمتگار نے رحم کھا کے باہر نکال دیا ادھر سپہر شعبدہ باز نے چادر سیاہ شب کو چاندنی سفید سحر سے چھپا لیا خورشید جہانگرد سحر کی سیر کو افق مشرق سے نمایان ہوا ماہ مع گروہ انجم حجلہ مغرب مین پنہان ہوا شہرزاد حیرت سے خاموش ہوئی شہریار نے عبادتخانہ کی راہ لی مؤذن نعرہ اللہ اکبر سنانے لگے برہمن صنم خانون مین جھانجھ بجانے لگے شہریار بعد فراغ نماز تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا مستغیثون کا حاصل مدعا ہوا تمام دن کاروبار ریاست کا مشغلہ رہا ضبط و نسق کا در پیش معاملہ رہا جب شاہ خاور نے سیر عالم سے فرصت پائی آرامگاہ مغرب مین داخل ہونیکی نوبت آئی شہریار نے دربار برخاست کیا عازم بیت الراحت ہوا شہرزاد حاضر ہوئی پہلے استراحت لی پھر کہانی شروع کی عرض کیا شاہ عالیجاہ کی عمر دراز ہو در عیش و عشرت باز ہو سیدی نعمان کہتا ہے جب اس ملعونہ نے سحر سے کتا بنایا اور مار کے باہر نکالا تو دوسری بلا مین مبتلا ہوا محلے کے کتے اجنبی سمجھ کے میرے پیچھے پڑے چار طرف سے دوڑے ہزار خرابی سے بھاگتا جاتا تھا کتون کا غول بھونکتا میرے ساتھ چلا آتا تھا دفعتہ ایک جانور پردار آیا مجکو پنجے مین پکڑ کے لے اوڑا تمام خلقت دیکھ کے چلانے لگی بہت گھبرانے لگی ہر ایک کہتا تھا عجیب ماجرا ہے باز کتے کو لیے جاتا ہے وہ سب غل مچاتے رہے وہ جانور جو باز کیصورت تھا اونکی نظرون سے غائب ہوا دور ایک قریہ جسمین تھوڑے سے گھر تھے وہان مجکو لیکے اوترا پھر آدمی کیصورت بنکے اپنی بیٹی کو پکارا کہا جسکی تلاش مین گیا تھا وہ ہاتھ آیا اسکی جورو نے کتا بنا کے گھر سے

نکالا تھا مینے راہ مین دیکھا اوٹھالا یا اب تو اسکو آدمی بنا دو ایکدن مین بھوانی کی پوجا ہوگی اسکو بھینٹ دونگا یہ کہکے
وہ تو باہر چلا گیا اوس نے کنڈ لا کھینچا آگ جلائی رائی سرسون کچھ دانے لائی سیندور مجھپر چھڑک کے اوس جلتے مین
بٹھایا کچھ پڑھ پڑھ کے ماش مجھپر لگانے لگے دیر مین بڑی وقت سے مین اصلی صورت پر آیا حال تو سب اوسکے
باپ کی زبان سے سنکے سمجھا تھا بولنے کی طاقت نہ تھی اب آدمی ہوا بات کرنے لگا فوراً اوسکے پاؤن پر گرکے زار زار
اسطرح سے رویا کہ وہ بھی رونے لگی پھر مینے کہا یہ شعر میرے حسب حال ہے **شعر** کہ از چنگال گرگم در ربودی * چو
دیدم عاقبت خود گرگ بودی * اوس نے کہا تو خاطر جمع رکھہ مین تیرے بدلے کا دوسرا آدمی اوسکو لا دونگی تیری جان
بچالونگی اب تو بھاگ کے اپنے گھر چلا جا مینے فاصلہ پوچھا کہا سو کوس ہے پھر اوسکی منت کرنے لگا کہ جبتک پاؤن پیادہ
چلا نہین جاتا وہین مر جاؤنگا ایذا ہی سفر اوٹھہ نہ سکے گی صحرا مین گور و کفن بھی نہ پاؤنگا دوسرا یہ ڈر ہے اگر وہ قتال مجکو
زندہ دیکھے گی ابکی بار جیتا نہ چھوڑے گی خدا جانے مجھپر کیا آفت توڑے گی جسطرح تمنے میری جان بچائی ہے
اس بلا سے بھی رہائی کر دو اوس نے کہا خیر اب تو میرے منہ سے یہ کلمہ نکل گیا اور مہلت کم ہے ادھر آ میرے نزدیک
کھڑا ہو اپنی آنکھین بند کر لے مینے وہی کیا ایکساعت کے بعد کہا آنکھین کھول دے مینے دیکھا اپنے دیوانخانے
مین کھڑا ہون نوکر چاکر مجکو دیکھ کے روتے ہوے دوڑے شور و غل جو ہوا وہ عورت شیطان خصلت دوڑتی
پر آئی مجکو بہیئت اصلی دیکھ کر جھلائی فرط غیظ سے بے پردہ نکل آئی اوس فرشتہ خصال کو دیکھکر کہا اب سمجھی یہ تیرا فساد ہے دیکھ تو
کیا کیا تجکو بادہی ہے اسطرف سے یہ جھپٹی باہم لڑائی ہونے لگی سحر آزمائی ہونے لگی جو دیکھتا تھا کلیجہ اوسکا دہل جاتا تھا بھاگ
کے باہر نکل جاتا تھا پہر بھر کامل ہنگامہ محشر رہا کبھی آگ برسی گاہ پتھر گرے اہل محلہ جا بجا چھپتے پھرے بعد ایسی تاریکی
چھائی ایک کو دوسرے کی صورت نظر نہ آئی اسکے بعد رخ خورشید درخشان دیکھنے مین آیا وہی گھوڑی جسپر غلام سوار تھا
کسی کسائی زین لگام پوزی مچی ہنہنانے لگا باگ اوسکی ہاتھہ مین نظر آئی خانہ زاد پھر اوسکے پاؤن پر گرا کئی بار صدقے ہوا
کر دیکھا اوس نے کہا خاطر جمع رکھہ اب تا حشر اسکی یہی صورت رہیگی ہیئت بدل نہ سکے گی اب تو ہم جاتے ہین کئی ضرورتین
در پیش ہین جب فرصت ہوگی تو گاہ گاہ شام و پگاہ آئین گے تجکو دیکھ جائین گے وہ تو نظرون سے غائب ہو گئی
مینے گھوڑی طویلے مین باندھی اوسدن سے سینہ پر یا آندھی آئے روز اسکو دوڑاتا ہون ایذا پہونچاتا ہون خلیفہ
یہ ماجرا سنکے حیران ہوا فرمایا سیدی نعمان تیرا کچھ قصور نہین عمل بد کی یہی سزا ہے جو تو دے رہا ہے پہر خلیفہ خواجہ حسن

کیطرف متوجہ ہوا کہا کل تمھارا محل دیکھکے مجھکو پسند آیا اہل محلہ سے جو پوچھا تو وہ بولے خواجہ حسن نام رسیان بیچکے بہت تکلیف مین اوقات
گذاری کرتا تھا بھوکا مرتا تھا تھوڑے دنون سے ایسا گذران ہی چمکا ہوا سب سامان ہی باوجود اس دولت و حشمت کے نخوت نہین ہمسے اگلی
جو ملاقات ہی بہت دبکے ملتا ہی صحبت بے تکلفانہ دن رات ہی یہ سنکے مجکو بہت فرحت و مسرت ہوئی کہ تم اس دولت خداداد پر نیک نہاد
ہو اسواسطے تمھارا احال دریافت کرنیکو بلایا ہی کہ کیونکر یہ مال بیقیاس ہاتھ آیا ہی کچھ اور طرح کا تصور دلمین لانا مفصل ہمکو سنانا

قصہ خواجہ حسن رسن فروش کا یاوری تقدیر سے مچھلی کے پیٹ سے ہیرا پانا دولتمند ہوجانا

خواجہ حسن نے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کرنے لگا پیر و مرشد پہلے یہ جملہ معترضہ سن لیجیے تاکہ کیفیت کھلجائے اسی شہر مین دو شخص
ہین ایک کا نام سعد دوسرے کا سعدی ہی سعد تو انتہا کا محتاج ہی اور سعدی صاحب دولت آج ہی باہم محبت قلبی و دوستی دلی حد کی
ہی مگر سعدی تدبیر کا قائل ہی سعد تقدیر پر مائل وہ کہتا ہی اگر بشر خوش تدبیر ہو تو مال و دولت بڑھتی ہی سعد کا قول ہی تقدیر
موافق نہو تو لاکھ تدبیر کرے مصیبت بڑھتی ہی باہم جب گفتگو بڑھی سعدی نے کہا ایک الحرفہ ہمارا آشنا ہی مفلسی کی بلا مین
پھنسا ہی ہم اوسکو روپے دیتے ہین دیکھو تدبیر سے وہ جمع بڑھائیگا افلاس دور ہو جائیگا یہ کہکے دونو ہمدم باہم غریبخانہ پر
تشریف لائے حال پرسی کی فدوی نے کہا بہت تکلیف ہی اہل و عیال فاقون سے پیٹ بھرتے ہین کڑے دن بری طرح
کاٹتے ہین اوقات قلیل ہی فراغت کی کونسی سبیل ہی پانچ لڑکے بی بی تمام دن رسی بٹکر شام کو بیچتا ہون کچھ کھانے
مین صرف ہوتا ہی جو بچا اوسکا سن لاتا ہون اسطرح پیٹ پالتا ہون مصیبت کے دن ٹالتا ہون لڑکے کمسن ہین
اونکے کھیلنے اور کھانیکے دن ہین سعدی نے کہا اگر دو چار سو روپے نقد ہاتھ آئین پھر تو یہ افلاس کے دن دور ہو جائین
یہ کہکے چار سو روپے کی تھیلی میرے ہاتھ مین دی کہا اسکو بیہودہ صرف نکرنا ہم پھر آکے تمکو آسودہ حال اگر دیکھینگے
بہت خوش ہونگے فدوی اونکا رہین منت ہوا شکر ادا کرکے ہاتھونکو بوسہ دیا وہ رخصت ہوگئے مین پھر اپنا کام
کرنے لگا دلمین سوچا تیرے پاس صندوقچہ نہین نہ گھر مین کوئی کوٹھری ہی جہان اس رقم کو حفاظت سے رکھے مجبور
یہ تدبیر نکالی دس روپے اونمین سے نکال باقی مضبوط پگڑی کے پیچون مین لپیٹ کر سر مین باندھے اور سن مول لینے
بازار کو گیا نو کا سن لیا ایک روپیہ بھنا کے کھانے کا سرانجام کیا مدت سے گوشت نکھایا تھا وہ بھی ہاتھ مین
لیلیے گھر پھرا راہ مین چیل نے گوشت دیکھ کے جھپٹا مارا مینے دوسرے ہاتھ سے بچایا پھر وہ آئی مینے چھاتی
کے نیچے چھپایا گردن جو جھکی پگڑی مین بوجھ تھا سر سے زمین پر گری نحوست بخت دیکھیے پگڑی مین سرخ بانات کی

تو بی بی چیل گوشت سمجھی اوس نے پنجون مین پکڑ کے اوٹھا لیا درخت پر جا بیٹھی مینے ایسا شور و غل کیا کہ محلے کے زن و مرد
جمع ہو گئے سبکے چلانے اور غل مچانے سے چیل جو اوڑی بگڑی تو اوسکے پنجے مین پھنسی تھی لیے چلی غلام سر پیٹتا رہا وہ نظر سے
اوجھل ہو گئی خاسر خجل گھر مین آیا ایک تو روپے کے جانیکی کوفت دوسرے یہ ذلت اوٹھانیکی کہ سعدی اگر پوچھے گا کیا جواب
دونگا چیل کا لیجانا کیونکر باور آئیگا میرے فریب کا یقین کامل ہو جائیگا القصہ دو مہینے تو روپون سے بال بچون نے دونو وقت
روٹی پیٹ بھر کے کھائی پھر وہی فاقون کی نوبت آئی تھوڑے دنونکے بعد وہ بزرگوار یعنی سعدی و سعد میرے پاس آئے
وہی نقشہ جو دیکھ گئے تھے بدستور پایا مفلسی کا سامان سب نظر آیا کہنے لگے حسن ہم تو تمکو ویسا ہی پاتے ہین وہ روپے کچھ کام
نہ آئے فدوی نے جواب دیا آپکی عنایت اور غریب پروری مین کچھ شک نہین لیکن بدقسمتی کا علاج کسی سے نہین ہو سکتا شعر
گر زمین را آسمان دوزی + ندہندت زیادہ از روزی + ماجرا وہ گذرا جسکو سنکے لوگ ہنستے ہین مگر بے کہے چارہ نہین
پوشیدہ رکھنا گوارا نہین یہ کہکے وہ رام کہانی بیان کی سعدی نے کہا حسن تو ہنسی کرتا ہے ہمکو نادان بناتا ہے اس بات کا
کسکو یقین آتا ہے چیل گوشت پر پنجہ مارتی ہے یا کپڑے کی پوٹلی اوتارتی ہے مفلسی مین تمکو اتنی جمع ہاتھ آئی اپنی قوم کے انداز پر
نشہ بازی مین اوڑائی مینے جواب دیا آپ جو کچھ فرماتے ہین بجا ہے مگر اس سانحہ کو میرا خدا چھوٹا بڑا سب جانتا ہے سعد نے میرے کلام
کی تائید کی کہا اکثر یہ جانور کھانے سے علاوہ چیزین اوٹھا لیجاتا ہے بارہا دیکھا سنا ہے سعدی نے پھر اپنی جیب سے
تھیلی نکال کے دوسو اشرفی اور مجکو دیکے کہا حسن انکو ضایع نکرنا کچھ تو اپنی جمع بڑھاؤ دانشمندی و چالاکی دکھاؤ
دفعتہ زمانہ حرباخو نے رنگ بدلا نور سحر نے چمک کے ماہ و انجم کا منہ سفید کیا لیلای شب محمل مغرب مین روپوش ہوئی شہزادی
مجنون وار حیرت سے خاموش ہوئی شہریار نے عبادتخانہ کی راہ لی نوبت بجی توپ چلی شفق صبح کی نیرنگی پر غنچے
مسکرانے لگے بلبلونکے غول نغمہ سنجی سے دھوم مچانے لگے شہریار عالی وقار داخل ایوان سلطنت ہوا تخت طاؤسی
پر جلوہ دیا بدستور امورات انتظامی مین مشغول ہوا اہل حاجت کا مدعا حصول ہوا یہانتک کہ سیاح جہان سرای مغرب مین
پہونچا چار سواعت کا غلغلہ مچا شہریار محل عشرت مین آیا شہزاد کو یاد فرمایا کہا حسن حبال نے اشرفیونکو بھی کھویا یا کچھ
فائدہ اوٹھایا شہزاد عرض پیرا ہوئی کہ اوسکی تقدیر خلاف تھی کیونکر منفعت ہوتی حسن کہتا ہے کہ وہ تو اشرفیان دیکے
چلے گئے مین مکان مین آیا حسب اتفاق کسیکو گھر مین نہ پایا وہمین سے دس اشرفیان نکال کے باقی مضبوط باندھ کے جا بجا
ایسی جگہ رکھوں کہ بی بی لڑکون کا دست تلاش وہان نہ پہونچے یکایک ایک گوشہ مین مٹکا دیکھا بھوسی اوسمین بھری تھی

اوسی کے اندر وہ رکھہ دین کہ یہان کون ڈھونڈیگا اور سن لینے کو بازار چلا گیا کچھہ دیر کے بعد میری بی بی گھر مین
آئی اور ایک شخص سر دھونے کی مٹی بیچتا نکلا میری بی بی کو اوسکی ضرورت تھی اور پیسہ کوڑی کچھہ پاس نہ تھا بھوسی کو پکار کے
اوس سے کہا اگر بھوسی سے مٹی بدلو تو مین لون وہ راضی ہوا مٹی دیکے بھوسی مٹکے سمیت اوٹھا لیگیا مین بھی سن خرید کے
گھر مین آیا تھک گیا تھا لیٹ رہا جس کونے مین مٹکا رکھا تھا خیال جو کیا وہان نہ پایا گھبرا کے اہل خانہ سے پوچھا وہ مٹکا
یہان سے کیا ہوا اوس نے بھوسی دیکر مٹی لینا مجھہ سے کہدیا مین سر پیٹ کے بولا غضب کیا گھر کو تباہ کیا مجھکو سوای خلائق
لیے بے درہم گناہ کیا پھر مینے اشرفیان رکھنے کا حال بصد ملال اوس سے بیان کیا وہ سر پیٹنے چلانے لگی خاک اوڑانے لگی
مینے کہا چپ رہ محلے والے اگر سنین گے میری حماقت پر ہنسین گے کیا عرض کرون جسطرح کی کوفت اور خفت حاصل ہوئی
ار سعدی کو منہ کیا دکھاونگا جو پوچھے گا زبان پر کیا لاونگا مجبور قضای الہی پر راضی ہو کے چندے اوقات کی قضا سے کار
پھر وہ دونو غمخوار آئے حال پوچھا جھوٹ بولنے کی عادت نہ تھی بے اظہار مفر نہوا جو گذرا تھا بے کم و کاست اونکو
سنایا وہ بھی تاسف کرکے بولے حسن تیری تقدیر مین تکلیف و ایذا ہے اسکو کون کھو سکتا ہے پھر سعد کہ مرد عابد باخدا تھا
اوس نے ایک پیسہ سیسے کا مجکو دیا کہا حسن دیکھہ اسد تعالی تجکو اس سے نفع بخشے گا سعدی بہت ہنسا کہا جو دو اشرفیون سے
تو کچھہ نہوا یہ کھوٹا پیسا البتہ افلاس ٹالے گا فقر و فاقہ سے نکالے گا یہ کہکے وہ آپ چلے گئے مینے پیسا جیب مین رکھ لیا
ہمسایہ مین ایک ماہی گیر رہتا ہے اوس روز کسی صدمہ سے اوسکا جال پھٹ گیا اوسکو خیال آیا اسے درست کر لو صبحکو دریا جانا ہے
مچھلیان پھنسانا ہے اتفاق زمانہ اوسنے تلاش جو کیا گھر مین کچھہ نہ ملا کہ سوت لا کے جال کی مرمت کرے اپنی بی بی سے
کہا تو حسن حبال کے گھر جا ایک پیسہ بوعدہ صبح لا مین جال کو درست کرون وہ خانہ زاد کے پاس آئی اور پیسہ کا سوال کیا مجکو
وہ پیسا سعد کا دیا ہوا یاد تھا اوسکے حوالے کر دیا وہ بولی دم سحر جسقدر مچھلیان جال مین پہلی بار آئین گی وہ تیرا حق ہے بجنسہ
پہونچائی جائین گی یہ کہکے اپنے گھر گئی پیسا خاوند کو دیا اپنے وعدہ سے مطلع کیا وہ بھی راضی ہوا سوت لا کے جال
درست کیا صبحدم بعد نماز دریا پر پہونچا بسم اسد کہکے جال پھینکا جب اوسکو کھینچا ایک مچھلی ہاتھہ بھر کی نکلی حسب وعدہ
اوسکو جدا رکھا پھر اور مچھلیان پکڑین مکان پر آکے وہ مچھلی بی بی کو دی کہ حسن کے گھر اسکو پہونچا دے عورت مچھلی
لیکے میرے پاس آئی کہا حسن بخدا پہلے ہی ایک مچھلی ہاتھہ آئی ہے مینے اوسکی خاطر سے لے لی اور اپنی اہل خانہ کو دی اوس
اوسکو صاف جو کیا اوسکے پیٹ سے ٹکڑا اسفید جیسے شیشے کا ہوتا ہے نکلا وہ لڑکے نے لے لیا کھیلنے لگا رات کے وقت

غرض اوسی شب جب کھانے لگا وہ ٹکڑا یاد آیا وہ چمکنے لگا تب اپنی عورت سے کہا چراغ اونکو زمین پر رکھدے چراغ جوہر کا تمام گھر اوسکی تجلی سے روشن ہوگیا تب میں نے کہا سعدی کا کلام سچا تھا کہ تجھکو اس سے فائدہ ہوگا یہی غنیمت ہے کہ پیسے روز کا تیل موقوف ہوا جب کھانے سے فرصت پائی لڑکے آپسمیں لڑنے لگے بڑا کہتا تھا اسکو میں لونگا چھوٹا بولا میں نہ دونگا اسمیں شور و غل ہونے لگا میں تمام دن کی محنت سے خستہ تھا لیٹتے سو گیا صبح جو ہوئی حوائج ضروری سے فرصت کرکے اپنے کاروبار کو نکلا اوس ٹکڑے کا خیال نرہا میرے مکان کے قریب ایک یہودی سوداگر رہتا تھا وہ جواہرات مول لیتا بیچتا تھا رات کے ہنگامے سے وہ بھی تا دیر نسویا تھا صبحکو شکایت و رحمتانہ کرنے کو اوسکی بی بی میرے گھر میں آئی کہا شبکو بچونکے شور و غل کا سبب کیا تھا ہماری نیند میں خلل پڑا میری عورت نے وہ ٹکڑا اوسکو دکھا کے کہا اسکے واسطے میرے لڑکے لڑتے جھگڑتے تھے وہ جوہری کی جورو دن رات جواہر دیکھا کرتی تھی سمجھی یہ قطر الماس ہے اوس نے کہا تم اگر اسکو بیچو تو میں بیس اشرفیاں دیتی ہوں ابھی مول لیتی ہوں وہ حیران ہوئی ایک شیشے کے ٹکڑے کی قیمت بیس اشرفی ماجرا کیا ہے مانا یہ بیش بہا ہے اس عرصہ میں خانہ زاد جا پہونچا پوچھا کیا باتیں کرتی ہو میری بی بی نے سب حال کہا اوسوقت مجکو سعد کا قول یاد آگیا سمجھا اوسکے پیسے کی یہ برکت ہے فی الواقع میرا افلاس دور ہوگا یہودن سے کہا یہ ناواقف ہے تم ہمسائی ہو اس سے لیتا ہوں لاکھ اشرفی سے کم نہ دونگا وہ بولی پچاس اشرفی شوہر کی بے اجازت دیتی ہوں میں نے انکار کیا وہ بیتابانہ دکان پر اپنے شوہر کے پاس گئی سب تقریر بیان کی وہ فوراً چلا آیا قیمت کی گفتگو ہونے لگی خانہ زاد نے کہا وہی لاکھ اشرفی ایک پیسا اگر کم ہوگا نہ دونگا قصہ مختصر بعد رد و قدح لاکھ اشرفی پر فیصلہ ہوا وہ لاکھ اشرفی دیکے ہیرا لیگیا فدوی نے اوس مبلغ خطیر سے بہت ساز و سامان بہم پہونچایا مکانات مول لیے عمدہ عمارت بنائی باغ تیار کیے گل بوٹے کی آرایش سبکو پسند آئی اب کوئی محلہ شہر بغداد میں نہیں جہاں میرا کارخانہ و گماشتے خرید فروخت نکرتے ہوں اور نفع کی کیفیت یہ ہے کہ ایک روپیے کے پانچ ہوتے ہیں میرا مال پہلے بکتا ہے اور تاجر دوڑتے ہیں دولت خدا داد ہر طرف سے چلی آتی ہے کبھی نہیں جاتی ہے تھوڑے دنوں کے بعد سعدی سعد دونوں میری ملاقات کو آئے میرا کرو فر مال اسباب دیکھ کے بہت گھبرائے میں نے انتہا کی تعظیم تکریم کی دیر تک اختلاط رہا جب وہ رخصت ہونے لگے خانہ زاد نے بمنت و سماجت دست بستہ دونو صاحبوں سے عرض کیا اگر آج کی رات غریب خانہ کو فیض قدم سے رشک گلزار فرمائیے اور نان خشک بھی یہیں کھائیے عین بندہ نوازی ہے وہ راضی ہوے

کھانا شیرینی نمکین تیار تھا دسترخوان بچھا کھانا انواع اقسام کا چنا گیا تو دونون صاحبون نے بے تکلف کھایا پھر گانے بجانے کا چرچا ہوا جب آدھی رات گئی آرام کیا وقت سحر بعد ادای نماز مینے کہا اب چلکے سیر مکان و باغ جو لب دریا ہو رہنے کو بنایا ہے اوسکو ملاحظہ کیجیے القصہ کشتی بہت تکلف کی مینے سیر کیواسطے بنوائی تھی منگائی اوسپر باہم سوار ہوے باغ مین پہونچے اوسکی تیاری پھولونکا رنگ کیاریونکا ڈھنگ دیکھہ کے اونکی طبیعت فرحناک ہوئی پھرتے پھرتے ایکدرخت بہت بلند سرکشیدہ نظر آیا سایہ بھی بہت گھنا تھا ٹہنی اوریتی تک ناہموار نہ تھی کوئی شی بیکار تھی وہانکی ہواؤنکا سبزہ لہلہا پسند آیا قالین منگاکے بچھایا اوسکے نیچے بیٹھے یکایک سعد کی آنکھہ ایک چھونجھہ پر پڑی نئی بات نظر ہوئی کہ کپڑے سے بنا معلوم ہوتا تھا اوسنے مجکو دکھایا سعدی بھی دیکھکر گھبرایا آخر ایک خدمتگار کو بلاکے کہا تو اسپر چڑھ جا یہ گھونسلا اوتار لا دیکھین ماجرا کیا ہے کس جانور نے کپڑے کا آشیانہ تیار کیا ہے وہ درخت پر چڑھ کے معلق اوتار لایا دیکھا تو چیل کا گھر تھا پگڑی اوسمین لپٹی تھی جو مینے اپنی دستار پہچانی سعدی سے کہا آپنے جسدن روپے مجکو دیے تھے مینے پگڑی مین باندھ لیے تھے یہ وہی ہے وہ بولا جو روپے اسمین ہاتھ آئین تو ہم یقین لائین اوسکو جو ادھیڑا پھنسہ پوٹلی بندھی تھی جو روپیہ اوسمین نکلا پھر تو سبکو سکتے کا عالم تھا اور سعدی نے کہا بھائی ہماری بدگمانی تھی تیری سچی کہانی تھی پرتک عبرت کی باتین ہین پھر کھانا کھایا سو رہے تھوڑے دن رہے اوٹھے مکانکی سیر مین اور اوسکی تیاری کے دیکھنے مین شام ہو گئی پہلے قصد وہان شب باشی کا نہ تھا رات ہو جانے سے مجبور رہنا پڑا گھوڑون کیواسطے دانا جو منگایا بازار بند ہو چکا تھا بڑی مدت سے خدمتگار ایک مٹکا بھوسی کا لایا بھوسی نکال کے گھوڑونکو دینے لگا شب کا وقت تھا دفعتہ اوسکے ہاتھہ مین کپڑا آگیا کچھہ بندھا تھا وہ ہمارے پاس لایا مینے پہچانا دوستون سے کہا الحمد للہ جو کچھہ مینے تمسے کہا تھا وہ تمنے آنکھون سے دیکھا ملاحظہ کیجیے یہ وہی مٹکا ہے جسمین اشرفیان رکھی تھین ایکسو نوے پوری گن لین سبکو حیرت ہوئی سعدی نے اقرار کیا کہ فی الحقیقت سعد کا قول بہت راست تھا ویسے ہی دولت بے عنایت باری تعالی ہزار تلاش سے ہاتھہ نہین آتی ہے خلقت عبث تجسس مین خاک اوڑاتی ہے قصہ سنکے خلیفہ نے فرمایا خواجہ حسن ہمارے خزانے مین موجود ہے سبحان اللہ کون لے اور کسکو ملے یہ کہکے رخصت کیا عبداللہ بینا و سیدی نعمان و خواجہ حسن نے پایہ تخت کو بوسے دیکے اپنا راستہ لیا زمانے نے گردش لیل و نہار کا رنگ دکھایا سپیدۂ صبح نے ماہ و ستارونکی چمک دمک کو مٹایا خورشید روشن کا طلوع ہوا القصہ یہی کچھہ اور ہوا شہزادے قفل خموشی دہن مین لگایا دنیازادنے بیقرار ہوکے یہ فقرہ سنایا بہن یہ کہانی اچھی تھی افسوس صبح ہوگئی شہرزاد بولی اگر آج جان بچی تو کل قاسم و علی بابا کا قصہ سناؤنگی سامعین خوش ہونگے ایسی حکایت زبان پر لاؤنگی شہریار تو اسکی تقریر پر شیدا تھا یہ کہکے

بستر راحت سے بھاگا تیری سحر بیانی نے میرا دل تسخیر کیا جب تک سلسلۂ تقریر اختتام نہ پائیگا تیری حیات کو زوال نہ آئیگا اور زیر تیغ بکف
جلّاد کا منتظر اور دولت پر حاضر تھا شہرزادہ جان بخشی سنکے خوش ہوا وہ دن مشاغل انتظام سلطنت مین گذرا شام کا ہنگامہ گرم ہوا رات کی سیاہی نے
دنکی سفیدی کو چھپا لیا بادشاہ ماہ دو شخل انجمن انجم ہوا شہریار نے خلوت سرا کا عزم کیا کچھ دیر استراحت کی پھر کہانی چھڑ گئی

حکایت علی بابا و چالیس ٹھگونکی ایک لونڈی کی ہوشیاری سے ٹھگونکا مارا جانا علی بابا کا دولت بے قیاس پانا

شہرزاد گویا ہوئی ملک پارس مین دو بھائی تھے ایک کا نام قاسم دوسرے کا علی بابا تھا باپ اونکا جب اس جہان سے
گذرا تھوڑا سا ترکۂ پدری انکے ہاتھ آیا قاسم نے ایک بڑے دولتمند کی بیٹی سے عقد کیا علی بابا کے ہاتھ جو آیا تھا وہ بیچا
گنوایا قاسم کا خسر جب مر گیا تو دولت لا انتہا اور اسباب طرح طرح کا بیش بہا اوسکے ہاتھ لگا وہ ملک التجار مشہور ہوا علی بابا
کے پاس جو باقی رہا اوس سے دو چار گدھے مول لیکے جنگل سے لکڑیاں لانے لگا مشقت سے روٹی کھانے لگا ایکروز حسب
معمول جنگل مین جاکے لکڑیاں کاٹ رہا تھا کہ سامنے سے غبار تیرہ و تار معلوم ہوا غور جو کیا تو سوارونکو آتے دیکھا علی بابا
سمجھا بیشک یہ قزاق ہین بھاگو یا کہین چھپ رہو نہین تو یہ تکلیف دینگے یا قتل کرینگے ہر چند چارطرف دیکھا پناہ کی
جگہ نظر نہ آئی طبیعت سخت گھبرائی ناچار ایک درخت بہت گھنا سامنے تھا اوسپر چڑھ کے پتون مین چھپ رہا گھوڑے
قریب جو آئے گدھے بھی الگ سمت ٹل گئے وہان سے نکل گئے وہ چالیس سوار اور اونکا سردار اوسی درخت کے تلے ٹھہرے ایک
طرف غار تھا راستہ ناہموار تھا سردار پہلے اوترا پھر وہ سب گھوڑونسے کود کے جستی روان اسباب لوٹ کے لائے تھے
گھوڑون سے اوتار کے سردار کے پیچھے روانہ ہوئے غار کے اندر اوتر کے دروازے کے پاس جو پہنچے سردار نے کہا کھل جا او سمسم فوراً
دروازہ کھل گیا وہ سب اوسمین گئے اسباب لوٹ کا اندر رکھ کے باہر نکلے پھر کہا بند ہو جا او سمسم دروازہ بند ہو گیا
وہ سب گھوڑون پر سوار ہوکے جدھر سے آئے تھے اودھر چلے گئے علی بابا درخت پر سے یہ ماجرا آنکھون سے
دیکھتا کانونسے سنتا تھا کچھ دیر انتظار کیا جب وہ نظر سے غائب ہو گئے یہ درخت سے اوترکے دروازے کے
پاس آیا کہا کھل جا او سمسم یہ لفظ زبان پر لاتا تھا کہ دروازہ کھل گیا یہ اندر پہونچا سبحان اللہ قدرت کا تماشا معاینہ کیا
مکان بہت تکلف کا نہایت معقول مساوی عرض مع طول اور جا بجا اشرفی روپے تھیلیون مین بھرے طرح طرح کے
اسباب ڈھیر کے ڈھیر پڑے آتے ہی کچھ توڑے اشرفیونکے اوٹھائے باہر آیا پھر وہی کلمہ زبان پر لایا دروازہ
بند ہوا یہ گدھے ڈھونڈھ لایا پہلے اشرفیان لادین پھر لکڑیونسے اونکو چھپا کے شہر کیطرف چلا گھر کے دروازے

پھر چپکے سے ہوے گدہے گھر مین لیگیا لکڑیان جہاڑ اچہکین اشرفیان اپنی عورت کو دین وہ بہت خوش ہوئی چاہا جو بوجھیے لگی علی بابا نے کہا یہ راز ہی چھپا رہے پھر مفصل تجھ سے کہدونگا عورت اونکو گننے لگی اوسکے شوہر نے کہا ہمین بہہ ہوگی ترازو سے تول لینے زمین مین گڑھا کھود کے گاڑ دے قاسم کا گھر نزدیک تھا وہ وہان گئی اوسکی بی بی سے کہا ترازو مجھے دیکار ہے کچھ تولونگی وہ عورت بہت چالاک ہشیار تھی اور رات بھی ہو گئی تھی اوسنے اندھیرے مین چربی ترازو مین لگادی کہ جو کچھ تولے نشان اوسمین بنجائے پتہ ہاتھہ آئے یہ عورت ترازو لیکے گھر مین آئی اشرفیان تولین پھر زمین مین گاڑ دین ترازو جاکے پہونچادی قاسم کی عورت نے جو روشنی مین دیکھا ایک اشرفی چربی مین لپٹ آئی تھی جب قاسم اوسکا شوہر دکان سے گھر مین آیا کہا تو علی بابا کو محتاج جانتا ہے وہ تجھ سے زیادہ مالدار ہے اشرفیان تول کے رکھتا ہے دولت بیشمار ہے پھر حقیقت ترازو لیجانے کی اشرفی اوسمین چپٹ آنے کی سنائی قاسم کو تاب آئی علی بابا کے پاس آیا کہا سچ سچ مجھ سے حقیقت حال کہدے کہ یہ اشرفیان کہانسے تیرے ہاتھ آئی ہین کیونکر پائی ہین ورنہ نشانی اوسکی موجود ہے یہ اشرفی جو ترازو مین رہ گئی تھی وہ کہان کوتوال کے پاس جاکے دکھا اوسکو لاونگا تمہارا گھر کھدوا دونگا علی بابا بہت افسردہ ہو گیا بھائی بدباطن ہے خراب کریگا ہزار بہانہ سے میری جان پر عذاب کریگا مجبور وہ سب داستان سنائی پتہ نشان بتایا گویا آنکھ سے وہ جگہ دکھائی دوسرے دن صبح ہی دس خچر لیکے اوسی طرف چلا جنگل مین پہاڑ نظر آیا درخت کا نشان بعینہ پایا غار مین او تر ادروازہ کو بند دیکھا خوش ہوکے زبان سے کہا کھل اوسمسم دروازہ کھل گیا مکان مین جو آیا فی الواقع جابجا اشرفی روپے اسباب کا ڈھیر پایا اور دروازہ موافق معمول بند ہو گیا قاسم نے بہت سی اشرفیان اوٹھائین دروازہ کے پاس پہونچا قضارا وہ نام ایسا بھلایا گویا تمام عمر زبان پر نہ آیا تھا سمسم بھول کے شیشم کہنے لگا ہرچند چلا کے اپنا مغز کھایا سر پھرایا مگر کچھ سود مند نہوا اب تو لینے کے دینے پڑے زخم دل و جگر آلے ہوے جان کے لالے ہوے اشرفیان پھینک دین اور نقش دیوار کی صورت ایک کونے مین چھپ رہا قضای کار اوسی روز وہ قزاق قافلے کو لوٹ کے وہان آئے بہت مال اسباب رکھنے کو لائے سردار نے کہا کھل اوسمسم دروازہ کھل گیا ادہر قاسم گھوڑونکی ٹاپونکی آواز سنکے مردہ ہو گیا تھا اسپر بھی دروازہ جو کھلا یہ نکل بھاگا باہر ٹھگ مسلح موجود تھے ایک شخص نے تلوار جو لگائی دو ٹکڑے برابر ہو گئے اسباب مال جو دیکھا سب موجود تھا سردار حیران ہوا جو انون سے پوچھا یارو بتاؤ تو یہ شخص اس مکان کے اندر کیونکر آیا اگر نام یاد تھا تو اسکے اندر بیٹھے رہنے کی کیا وجہ ہوئی اگر نہ یاد تھا تو اندر آنا محال تھا کچھ دیر سب سوچا کیے جب ذہن نہ لڑا اوسکے چار ٹکڑے کرکے دروازے پر

لٹکا دیے کہ جو دیکھے خوف سے قدم آگے نہ بڑھائے دور سے بھاگ جائے یہ ترکیب بنا کے وہ تو جہان سے
آئے تھے اوسی طرف راہی ہوئے جب دن تمام ہوا وقت شام ہوا قاسم کی عورت بیقرار بشکل بدر علی بابا کے پاس آئی
کہا اسدم تک قاسم کی راہ دیکھی خدا جانے کیا صورت پیش آئی صد آہی برنجاست تقدیر نے کیا گردش دکھائی اوس نے
بھاوج کی تسکین کی کہا وہ شخص عقلمند ہے راہ کترا کے لوگونکی نظر بچا کے آتا ہوگا اشرفیان لاتا ہوگا القصہ اسی سوچ
مین صبح جو ہوئی قاسم کی زوجہ کی بیحو رہوگئی علی بابا کے پاس گریان نالان آئی کہا ابتک نہ آیا لالچ کا کام خرابیِ آخرت
جان کا عذاب ہوتا ہے اوسکی خبر لانی ضرور ہے دلکی بیقراری کو دفو رہی مجبور علی بابا دو چار گدھے لیکے اودھر چلا جب اوس غار
کے نزدیک آیا جا بجا لہو کا نشان پایا دل سے کہا خیر نہین شگون بد ہے یہ لہو اوسکے قتل کی سند ہے دروازہ کے متصل جو پہنچا
لاش کے چار ٹکڑے دو نو طرف دیکھے اسنے سمسم کے نام سے دروازہ کھول کے چند تھیلیان اشرفیون کی لے دو گدھون پر لادین اور
بدستور اول لکڑیون سے چھپا دین اور دو گدھون پر چار ٹکڑے لاش کے لاد اور اونکو بھی لکڑیون سے پوشیدہ کرکے چل نکلا
راہ مین کسی نے نہ ٹوکا بے اندیشہ گھر پہونچا اشرفی کے گدھے اپنے مکان مین ہانک دیے لاش والے قاسم کے
دروازے پر لایا مرجینا نام قاسم کی لونڈی آفت تھی مکاری مین یگانہ تھی اوسکو بلایا کہا اسمین تیرے آقا کی لاش ہے
پاش پاش ہے اوتار کے کفن دفن کی تدبیر کر مین تیری بی بی کو اس سانحہ سے آگاہ کیے آتا ہون شریک ہوجاتا ہون
نصف شب رونے پیٹنے مین گذری جب تھوڑی رات رہی مرجینا اوٹھی مصطفی نام درزی کفن دوزی کرتا تھا
اوسکے مکان پر گئی ایک اشرفی اوسکے ہاتھ مین رکھی کہا میرے ساتھ چل مجکو کفن سلوانا ہے مگر شرط یہ ہے کہ تیری آنکھون پر
پٹی باندھ کے لیجاؤنگی راہ مین کھولونگی درزی نے اسمین عذر کیا مرجینا نے دوسری اشرفی اوسکے ہاتھ مین دی اور
منت کی کہ اسمین تیرا کیا نقصان ہے قریب تو مکان ہے ع زر بر سر فولاد نہی نرم شود + درزی لالچ مین آکے راضی ہوگیا
مرجینا نے اپنی چادر اوتار کے اوسکی آنکھونکو خوب لپیٹا ہاتھ پکڑ کے اپنے گھر لائی ایک اندھیری کوٹھری مین بٹھا دیا
اور لاش کے ٹکڑے برابر لگا دیے پھر اوسکی آنکھین کھولین دو شمعین روشن کردین کہا اسکا کفن جلد تیار کردے
ایک اور اشرفی تجکو دونگی درزی نے موافق اوسکے کفن تیار کیا مرجینا نے تیسری اشرفی دیکے پھر اوسکی آنکھون مین پٹی
باندھی جہان سے لائی تھی وہان پہونچا دیا گھر مین آکے علی بابا کو بلا کے جنازہ اوٹھایا ایک گورستان مین لیجا کے
قبر مین چھپایا علی بابا چالیس روز تک ماتم دار رہا گھر سے باہر نہ نکلا بعد چہلم قاسم کی بی بی سے عقد کیا اور اپنے

بیٹے کو جو تجارت کے طریقے سے آگاہ تھا قاسم کی دکان پر مقرر کردیا یا وری تقدیر سے علی بابا بھائی کی دولت کا بھی مالک ہوا بفراغت بسر کرنے لگا اب حقیقت اون چالیس ٹھگونکی سنیے کہ ایکروز موافق معمول وہ سب خزانہ کیطرف آئے قاسم کی لاش کی تلاش کی جہان لٹکا گئے تھے کی اوسکا پتا نہ پایا باہم مشورہ کیا کہ اس جگہہ کوئی آیا لاش لیگیا پھر جاویگا خزانہ اوٹھا لیجائیگا اوسوقت تدبیر کچھہ بن آئیگی دولت برباد ہوگی حسرت رہ جائیگی مناسب ہے کوئی ہوشیار چالاک شہر مین جائے اور اوسکا پتا لگائے کہ آجکل کون شخص تازہ مرا ہے اوسکا مکان دریافت کرآئے تو یہ بھید کھل جائے اونمین سے ایک قزاق کہ بہت چالاک تھا آٹھون گانٹھہ جسے ٹھگ کہتے ہین اوس نے اس کام کا بیڑا اوٹھایا کہا مین اسکی تلاش مین جاتا ہون جان لڑاتا ہون یا تو اوس شخص کا پتا ہاتھہ آئیگا یا اس راہ مین میرا سر جائیگا اگر ناکام رہا تو بندہ دوستونکو منہ نہ دکھائیگا دفعتہ فلک شعبدہ باز نے نیرنگی دکھائی نور سحر سے رات کی سیاہی ایسی بھاگی کہ نظر نہ آئی شاہ کجکلاہ چارم سر پر افق مشرق سے نکلا عالم روشن ہوا شہرزاد حیرت سے ساکت ہوئی شہریار نے عبادتخانہ کی راہ لی بعد ادای نماز داخل ایوان سلطنت ہوا مصروف انصاف و عدالت ہوا مجرم سزا پانے لگے خمیازہ بدکاری اوٹھانے لگے یہانتک کہ دن تمام ہوا شہریار نے دربار برخاست کیا بعد گلگشت خلوتسرا مین داخل ہوا شہرزاد کا مطلب حاصل ہوا کچھہ دیر اختلاط کی صحبت رہی پھر کہانی شروع ہوئی شہرزاد نے کہا جس ڈاکو نے پتہ لگانیکا بیڑا اوٹھایا تھا وہ رات کو پوشیدہ شہر مین وارد ہوا دم سحر بازار مین پہونچا ہر طرف نظر کی راہین کھلین سب کے دروازے بند تھے منتظم معدودی چند تھے تمام چوک مین اوسی مصطفی خیاط کی دکان کھلی تھی قطع برید مین مشغول موافق معمول تھا ٹھگ نے سلام کیا پھر یہ کلام کیا کہ میان ابھی روز روشن نہین کچھہ سیتے پروتے ہو یا بیہودہ اوقات کھوتے ہو درزی نے جواب دیا تمھاری نوجوانی حماقت کی نشانی ہے دو دن گذرے مین اندھیری رات اور آنکھہ پر پٹی بندھوا کے ایک شخص کا کفن سیا ہے بھلا کسی جوان نے بھی ایسا عمل کیا ہے یہ کلمہ سنکے ٹھگ دلمین سوچا کہ اب پتا ہاتھہ آئیگا حریف ملجائیگا ایک اشرفی جیب سے نکال مصطفی درزی کے ہاتھہ پر رکھی کہا کچھہ حال حقیقت کا پرسان نہین فقط یہ چاہتا ہون جہان تمنے کفن سیا ہے وہ دروازہ مجھکو بتادو پہلے تو اوس نے انکار کیا مگر لالچ برا ہوتا ہے دم صبح بے محنت مشقت اشرفی پائی درزی کے منہ سے رال ٹپک آئی مرضی پا اپنے گھر تک اوسکو کھلے بندون لیگئی تھی مصطفی اوس ٹھگ کو اپنے ہمراہ وہانتک لایا

آگے قدم نہ بڑھایا کہا یہانتک وہ عورت مجکو لائی تھی پھر آنکھون پر پٹی چڑھائی تھی قزاق نے دل سے کہا گھر نہ ملا تو گویا
ہوا محلہ تو یہی ہے پھر اوس دروازے پر کھریا سے نشان بنایا مصطفی سے رخصت ہوا کہ مژدہ اپنے سردار کو دیجیے اور تھوڑی سی
جستجو مین اوس گھر کا پتا لگا لیجیے قضا ای کار جبنیا کسی ضرورت کو کہین گئی تھی وہ جو پھری دروازے پر کئی لکیرین سفید
دیکھین یہ تو آفت زمانہ تھی کھڑی ہو کے سوچی کہ یہ کسی دشمن کا کام ہے اوس نے دروازے کا پتا لگایا ہے اسنے فورًا تمام محلے کے دروازون پر
ویسی ہی لکیرین بنا گھر مین آ کے بیٹھہ رہی بی بی سے بھی اطلاع نہ کی وہ قزاق ہولے گھوڑے پر اڑا ہوا اپنے گروہ مین پہنچا
یہ مژدہ سبکو سنایا دوسرے روز او نکا سردار اپنا تھا لیکے شہر مین آیا پراگندہ ہو کے سب پھرنے لگے وہ شخص سردار کو اوسی محلہ
مین لایا وہ نشان دکھایا اوس نے بغور جو دیکھا تو اوس محلے کا کوئی دروازہ خالی نہ تھا جسپر وہ نشان نہ تھا غصہ کا خجل
نادم سب وہانسے پھرے کمینگاہ مین پہونچکے اوس رہبر کو بہم قتل کیا مطلب حاصل کیا القصہ اوسی طرح سے ایک اور سر
ہاتھہ پر رکھہ سردار کے روبرو آیا کہا مین جاتا ہون اگر زندہ رہا تو ٹھیک پتا لاتا ہون سردار نے اوسے خلعت دیکے رخصت کیا
پتہ ہاتھہ آنے پر انعام کا وعدہ دیا اوس نے بھی شہر مین پہونچکے مصطفی درزی کو ڈھونڈا کچھہ اشرفیان دین وہ اوسکو بھی
دروازے پر لے گیا یہ بھی خوش ہوا سرخ نشان بنا کے اپنا راستہ لیا قزاق سردار کے روبرو بہت کچھ شیخی سے دعوی کیا
خصوصًا چلین اسمین سر مو فرق نہوگا یہانکا حال سنیے پھر جبنیا نے اوس نشان کو دیکھا فی الفور سب گھرونکے دروازون پر
وہی نشان بنا دیا دوسرے دن وہ قزاق سردار کو ہمراہ لیکے شہر مین جو آیا سب دروازون پر اوسی علامت کو پایا بہت آشفتہ
ہوا اور غمگین وہ صحرا نشین اپنی جگہ کو پھر گیا سرخ نشان بنانیوالے کو زرد روئی حاصل ہوئی منہ کالا کر کے اپنی صحبت سے
نکال دیا دل سے کہا اب اس زمرہ مین کوئی ایسا نہین جو اس کام کا اقبال کرے اپنے لہو سے ہاتھہ لال کرے مصلحت یہی ہے
جو ہونی ہو وہ ہو بذات خود کمر کسکر اس وادی مین قدم رکھو حریف سے بدلا لو یہ سوچ کے بذات خود تن تنہا جیسے کہتے ہین
شہر مین آیا اوسی مصطفی درزی کے وسیلے سے علی بابا کے مکان تک پہونچا بدیدۂ دل غور کر کے نقشہ اوس مکان کا صفحۂ
دل پر نقش کیا پھر اپنے گروہ مین آیا سبکو سنایا کہ حریف کے گھر کا تصور اوسکے کوچے اور بام و در کا نشان مثل سبق یاد کر کے
آیا ہون انشاء اللہ تعالی وہ جگہ فراموش نہین ہو سکتا دشمن روپوش نہین ہو سکتا تم جا کے اونیس ۱۹ خچر زبردست لاؤ
اور سینتیس ۳۷ کپے مول لو ایک ایک جوان مسلح کپے مین بٹھاؤ ایک کپے مین روغن بھر لو خچرون پر دھر لو اور مین
روغن فروش کی صورت بنا کے رات کو اوسکے دروازے پر پہونچونگا غریب الوطن بنکے اوس سے ایک رات کے قیام کی

اجازت لونگا جب رات زیادہ جائیگی تم سبکو اوسمین سے نکال کے دشمن کا کام تمام کرونگا پھر بھاگنے کا سرانجام کرونگا القصہ یہ
تدبیر ٹھہرا کے ایکدن قریب شام وہ نطفہ حرام علی بابا کے دروازے پر پہونچا اتفاقات زمانہ علی بابا اوسوقت طعام
شب کھا کے دروازے پر چہل قدمی کرتا تھا اوس ٹھگ نے سلام علیک کر کے کہا آپ صاحب خانہ معلوم ہوتے ہین مین مسافر
غریب بیمار ہون ہر بار قصبہ قزوین سے تیل لیکے شہر مین آتا تھا پھر چلا جاتا تھا آج مجبور رات ہوگئی حیران ہون کس جگہ آج کی
رات بسر کرنیکو مکان مانگون صبحکو اپنے گھر چلا جاؤن علی بابا خوش ہمت جوانمرد تھا اسکو اجنبی سمجھ کے کہا بہت اچھا مکان
حاضر ہے اور غلام کو اپنے بلا کے کہا اس سوداگر کو اونٹ خانہ مین خچر اسکے بندھوا کے اسنے کہا اسکے آرام کی تدبیر کردے کسیطرح کی
ایذا اسکو نہ پہونچے اور مرجینا سے کہا یہ شخص آجکی شب مہمان ہے اسکے کھانے پینے کا سامان فوراً درست کر کے اسکے
روبرو لا اوس نے کھانا کھانے سے انکار کیا مرجینا نے ایک کمرے مین پلنگ بچھا کے فرش درست کردیا علی بابا تو
اوسیوقت سونے کو چلا گیا تھا ٹھگ اوس مکان مین آکے پلنگ پر لیٹا مرجینا سے کہا تم بھی جا کے سو رہو یہ وہین
مکان کے ایک کونے مین پڑ رہی مگر علی بابا نے اسکی خدمتگذاری کی تاکید کی تھی مرجینا کو کھٹکے مین نیند نہ آئی جب رات
زیادہ گذری تو ٹھگ اوٹھا ادھر ادھر دیکھا کوئی معلوم نہوا کپون کے پاس پہونچا آواز دی کہا چار پانچ گھڑی کے
بعد آؤنگا تمکو نکالونگا قتل و قمع شروع کرونگا سونیکا نا وقت ہاتھ سے نہ گنوانا سب نے جواب دیا ہمکو آج نیند کہان
آپ دلجمعی سے دو گھڑی آرام کیجیے پھر اسکی خانہ خرابی کا اہتمام کیجیے اتفاقات زمانہ مرجینا وہین پڑی تھی جہان کپے رکھے
تھے یہ داستان جو سنی بسکہ عقیلہ وہ لونڈی تھی فوراً سمجھ گئی یہ وہی ٹھگ ہے آج اس صورت مین آیا ہے روغن فروش کا
بھیس بنایا ہے غضب ہوا یہ ہنگامہ برپا کریگا اس نے دل سے کہا دیکھون کسی کپے مین تیل بھی ہے یا سب مین قزاق ہین
جسکے پاس گئی اور کپے کو بجایا اوس مفسد نے آواز دی کہ ہم نکلین اسنے دبی زبان سے کہا ابھی نہین دیکھتے دیکھتے جب آخر کے
کپے کے پاس پہونچی اوسکو تیل سے بھرا پایا اسنے ایک چھوٹی دیگ نکال کے چولھے پر چڑھا دی اور آگ بہت تند و تیز
اوسکے نیچے بھڑکا دی پھر اوس کپے سے دیگچی بھر بھر کے تیل نکالا دیگ مین ڈالا جسدم وہ خوب جوش مین آیا بہت
خروش مین آیا وہی دیگچی بھر کے لائی اور کپے کے منہ مین چھوڑی جسپر تیل پڑا فوراً جلکے کباب ہوا اور آواز تک نہ نکلی
اسیطرح سبکو جلایا خدشہ مٹایا پھر اپنے مقام پر پاؤن پھیلا کے لیٹ رہی جب پہر رات رہی وہ سردار چونکا
کپون کے پاس پہونچا آواز دی کہ نکل آؤ کچھ جواب نہ آیا آواز بلند پکارا کسی مردے نے دم نہ مارا اوسوقت گھبرا کے

کپے کا منہ کھولا بلی بوجہ ریمانی کی چیر اہنسد وہا غمین جو گیئی پر جو اس ہو کے بھاگنے کی راہ ڈھونڈھنے لگا جب نکل جانے کی کوئی راہ نپائی خانہ باغ کی دیوار پر چڑھکے کود پڑا اور سر پہ پاؤن رکھکے بھاگا ادھر سحر نے اوس بد کے اضطرار و فرار پہ خندۂ دندان نما کیا ادھر مہر منور کی آمد کے دبدبہ سے ماہ بالگروہ انجم مغرب کی سمت گرم خیز ہوا تیرگی شب نور روز سے بدلی شہزادے نے بازبان تکلم بند کی شہریار خلوتسرا سے داخل ایوان سلطنت ہوا آپنے اپنے کام مین مصروف ہر ارکان دولت ہوا تمام دن نظم و نسق کا مشغلہ ہا مالی و ملکی کا در پیش معاملہ رہا جب مہر جہانگرد سرای مغرب مین آیا تیرگی نے عالم کو چھپایا شہریار خلوتخانہ مین تشریف لایا آرام فرمایا جب تھوڑی سی رات رہی شہزادے نے کہانی شروع کی کہا مرجینا جب ٹھگونکو جلا کے خاک کر چکی اور سردار کو بھگا کے قصہ پاک کر چکی اطمینان سے سورہی صبحکو علی بابا اوٹھا سر و رو تو ان سے فرصت کر کے نماز صبح پڑھ کے وہان آیا خچرونکو بندھا پایا مرجینا کو جگایا پوچھا ماجرا کیا ہی روغن فروش کہان ہی اور خچر ابھی تک نہین لیگیا ہی مرجینا نے کہا آپ کپے کو ملاحظہ کیجیے وہ قریب آیا دیکھا کپے کے اندر آدمی جلا بھنا پڑا ہی تو وہ بہت گھبرایا مرجینا سے کہا کیا ماجرا ہی مرجینا بولی آپ اور کچھہ خیال نفرمائیے جلد غلامونکو بلا کے اس باغیچہ مین بڑا سا گڈھا کھدوائیے کہ یہ سب کپے اوسمین سما جائین باہر رہنے نپائین جب اس کام سے فرصت ہوجائیگی لونڈی مفصل یہ داستان ابتدا سے انتہا تک آپکو سنانے گی علی بابا نے فوراً غلامون کو بلایا ایک گڑھا کھدوایا لاشین اوسمین گاڑ دین اور کوٹ پیٹ سکے زمین ہموار کردی جب اس کام سے فرصت ہوئی مرجینا نے وہ سب حقیقت بیان کی کہ اسطرح ٹھگون کا سردار کیونکے پاس آیا اور یہ کلمہ بازبان پر لایا جنسے اونکی باتین سنکے موقع جو پایا اوسی کے تیل کو جوش کر کے سبکو جلایا مگر وہ سردار بچ گیا بھاگ نکلا اب اوس گروہ سے تین شخص باقی ہین ایک سردار دو اوسکے رفیق بدکردار لیکن وہ آپ کی فکر سے غافل ہونگے آپکو ہوشیاری بھی داری ضرور ہی غفلت مین فتور ہی ؎ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + علی بابا یہ داستان سنکے مرجینا سے بہت راضی ہوا کہا میرا جینا مرجینا کی باعث ہوا ورنہ دھوکا کھا چکا تھا کیسی بلا کو بلا کے اپنے گھر مین لا چکا تھا اون خچرون کو ایک ایک دو دو غلام کے ہاتھہ بازار مین بیچا سبکو بیچا اب اوس بھاگے ہوے ٹھگ کا حال سنو جہانسے اوسی صحرا مین پہونچا نادم و خجل اپنی تنہائی سے پاگل دلمین سوچا علی بابا کو اگر نمارونگے تمہاری زندگی خراب ہوگی پشیمانی بیحساب ہوگی یہ خیال کر کے اسباب چیدہ چیدہ لوٹا ہوا اوس خزانہ سے نکالا اور شہر مین آکے کاروان سرا مین بخوف و بیم مقیم ہوا پہلے یہ امید تھی کہ قتل اس جرم عظیم کا پوشیدہ نرہا ہوگا بادشاہ نے یہ قصہ سنا ہوگا علی بابا کو قتل کر کے گھر لوٹا ہوگا

باقیماندہ قید سے بچھوٹا ہوگا شہر کے لوگونسے ملاقات کر کے اس راز کا جویا ہوا کچھہ پتا نہ ملا سمجھا علی بابا غضب کا سفاک چالاک ہی کہ بھید کھلنے نہ پایا حاکم کے کانتک خبر نہ آیا نہ شہر کے باشندون سے کسی نے سنا خوب چھپایا کچھہ دنون کے بعد چوک میں دکان بہت تکلف کی کرایہ کو لی اوسکو سجا اسباب قرینے سے چنا سوداگر بنکے بیٹھا نام اپنا خواجہ حسن تاجر مشہور کیا وہ دکان جو اسنے لی تھی قاسم کی دکان سے ملی تھی بعد انتقال قاسم علی بابا کا بیٹا اوسمین بیٹھتا تھا اب اسنے سب دکانداروں سے راہ پیدا کی علی الخصوص علی بابا کے بیٹے سے بہت رسم بڑھی دن رات کی صحبت ہونے لگی جب اوسکو معلوم ہوا کہ یہ علی بابا کا بیٹا ہی تو یہ وہ تحفے پہنچانے لگا کھانے عمدہ نفیس پکا کے باصرار کھلانے لگا ایکدن علی بابا کے بیٹے نے یہ داستان اپنے باپ سے کہی کہ خواجہ حسن نام بڑا تاجر میری دکان کے متصل رہتا ہی ہر دم میری دلجوئی خاطرداری کرتا ہی اکثر عمدہ چیزیں مجکو دیتی ہین اور کھانے مین شریک کرتا ہی میرا دل چاہتا ہی کہ مین بھی اوسکی دعوت کرون اوسکے احسان سے سبکدوش ہون علی بابا نے قبول کیا کہا جمعہ کے روز تم اوسکو یہان لاؤ کھانا کھلاؤ سب سامان یہان مہیا ہوگا بلکہ دستارخوان اغذیہ لطیف سے چنا ہوگا وہ حسب وعدہ خواجہ حسن کو اپنے مکان پر لایا اوسکا تو مطلب برآیا علی بابا سے ملاقات ہوئی دیر تک اخلاص و اتحاد کی بات ہوئی جب کھانے کا ذکر آیا خواجہ حسن انکار زبان پر لایا کہا چند روز سے مجکو ایک بیماری ہوئی ہی جسکے علاج مین طبیبون کی طبیعت عاری ہوئی ہی اونھون نے مجکو منع کیا ہی کہ جسمین نمک ہو وہ غذا نکھانا بلکہ ہاتھہ نہ لگانا علی بابا نے کہا کیا مضائقہ وہی چیزیں تیار ہوجائینگی جسمین نمک نہوگا پھر مرجینا کو بلا کے کہا ہمارے مہمان کو نمک کھانا نہین کھتے ہین عارضہ ہی بہانا نہین تو میٹھی چیزیں جلد تیار کر یہ سنکے مرجینا سوچنے لگی کہ یہ کیسا انسان ہی جسکو نمک کھانے سے انکار ہی بے شبہہ مکار دغاشعار ہی جلکے صورت تو اوسکی دیکھو یہ جو وہان آئی بنظر اول پہچان گئی وہی یہ قزاق ہی دوسری علامت یہ دیکھی کہ خنجر زیر قبا چھپا ہوا ہی خاموش ہوکے اپنے کام مین مصروف ہوئی کہی طرح کے میٹھے کھانے تیار کیے اور سب دستارخوان پر چن دیے خواجہ حسن شریک طعام ہوا میٹھی غذائین کھاتا رہا جب کھانے سے فرصت پائی اور میوونکی نوبت آئی مرجینا نے ناچنے کے کپڑے پہنے اور خنجر آبدار کمر مین رکھا اور عبداللہ غلام سے کہا تو طبلے باندھ کے میرے ہمراہ ہو کہ گانے ناچنے کا لطف خاطر خواہ ہو جسدم مرجینا ٹھاٹھہ سے وہان پہونچی علی بابا سے کہا آپکے مہمانکو ناچ گا کے نقلین و تماشے دکھا کے راضی کرونگی

اور آپ سے انعام لونگی اوس نے اجازت دی مرجینا ناچنے گانے لگی اور نقلین ایسی کین کہ خواجہ حسن جعلی بھی بہت
خوش ہوا اب اسنے خنجر میان سے کھینچا اور ناچنے لگی جب خوب ناچ چکی انعام لینے کو متصل آئی پہلے علی بابا نے اشرفی
دی پھر اسکے بیٹے نے اشرفی عطا کی خواجہ حسن سمجھا کہ میرے پاس بھی آئیگی اوس نے توکمر سے اشرفی کو کھولا مرجینا نے
خنجر کو تولا اور بجستی تمام لپٹ کے ایسا خنجر مارا کہ کلیجے کے پار ہوا چھاتی کو توڑ کے دوسار ہوا اسنے سانس بھی نہ لی
بیٹھے بیٹھے جان دی جسدم وہ مرگیا علی بابا مرجینا پر جھلایا کہ یہ کیا تجھ سے وقوع مین آیا ناحق بدنام کیا رسوا ہی خاص
وعام کیا یہ خبر حاکم کے جو گوش زد ہوگی میرے قتل کی اوسکو کد ہوگی مرجینا نے جواب دیا کہ شکر کرو تمھاری جان بچی
اوس حسن افزا دے کے سر گئی پہچانو تو یہ کون ہے وہی قزاق روغن فروش خانہ بدوش ہے آج یہ کھات لگائی تھی حکمت
اوسکی بن آئی تھی جو مین یہ حرکت نہ کرتی تمھاری جان نہ بچتی دیکھو کمر مین اسکے خنجر ہے اس سے ظاہر سر بسر ہے یہ کھانا
کھانے آیا تھا یا خنجر لگانے آیا تھا علی بابا کے خنجر دیکھ کے یہ سنکے ہوش حواس بجا نہ رہے مرجینا کو گلے سے لگا کے
آزاد کیا کہا تیرے حقوق میرے ذمے بڑے ہین اسواسطے تیری شادی اپنے بیٹے سے کرونگا بڑی عزت دونگا
پھر بیٹے سے کہا اسکی ہوشیاری وفاداری دیکھی دو بار اس قزاق سے مجکو بچایا اور اس راز کو چھپایا وہ بھی سعادتمند
تھا راضی ہوگیا پہلے اوسکی لاش کو مٹی مین دبا دیا پھر قاضی کو بلا کے مرجینا کا نکاح پڑھوا دیا اور صحرا کے خزانہ
مین جو مال اسباب تھا بہ تدریج اوٹھا لایا ان کامون سے فرصت کر کے خانہ نشین ہوا یاد الٰہی مین زندگی کے دن
بسر کرنے لگا دولت لازوال کرورون روپیہ نقد لاکھون کا مال پایا تمام کنبے نے تا زیست بفراغت کھایا
شہر مین مسجد مدرسے مہمانسرا کنوین تعمیر کیے اور شرفاے گوشہ گزین بیوگان پردہ نشین کے وظیفے مقرر کردیے
کہ خیر جاری سے دارین مین اجر و ثواب ہمیشہ ملتا رہے شہرزاد نے یہ قصہ تمام کرکے چاہا کہ دوسری حکایت
شروع کرے ہنوز زبان نہ کھولی تھی کچھ نہ بولی تھی کہ نور سحر چمکا دنیا کا رنگ بدلا ادھر نوبت صبح بجی اودھر توپ
چلی مسجد مین اذان ہوئی شعاع مہر تابان سے زمین درخشان ہوئی شہریار سکھ سیج سے اوٹھا
عبادتخانہ مین داخل ہوا بعد ادائے نماز اورنگ حکومت پر جلوہ دیا عدل و انصاف مین مصروف ہوا
یہانتک کہ جب تمام ہوا رات کا غلغلہ عام ہوا شہریار زمانہ شتاق فسانہ دربار برخاست کرکے
خلوتکدہ میں داخل ہوا شہرزاد کا مطلب حاصل ہوا پہلے اوسنے دعا دی پھر داستان شروع کی

قصہ علی خواجہ کا ایک سوداگر بغداد کو دیانت دار سمجھنا اشرفیان امانت رکھنا ہنگام طلب اوسکا مکر جانا خلیفہ ہارون رشید کا ایک لڑکے کے فیصلہ پر اشرفیان علی خواجہ کو دلانا خائن کا قتل کیا جانا

عہد دولت خلیفہ ہارون رشید بادشاہ بغداد مین علی خواجہ نام سوداگر ساکن بغداد تھا ہمیشہ تجارت مین اوقات گذاری کرتا تھا باوجود مقدرت حسرت زن و فرزند مین مرتا تھا سچ ہی تنہائی کی زیست موت سے بدتر ہی جسکو خبر ہی اوسنے تین رات پیہم خواب مین دیکھا کہ ایک پیر مرد ستودہ صفات کہتا ہی ای شخص جلد خانۂ کعبہ کو روانہ ہو حج تجھپر واجب ہی توقف ذرا نہ ہو اس کلمے نے مجھہ ایسی تاثیر کی کہ سب اپنا مال اسباب بیچکر سفر کی تدبیر کی ہزار اشرفی زادراہ سے جو بچی اونکو ایک گھڑے مین رکھہ کے زیتون کا تیل اوسمین بھر اُسکا ایک سوداگر بڑا دوست غمخوار ذی اعتبار تھا اوسکے پاس وہ گھڑا لیگیا کہا مین عازم خانہ خدا ہون تجکو اپنا شفیق جانتا ہون بطریق امانت یہ گھڑا اپنے گھر مین رکھ لے مع الخیر وہان سے جب پھر آونگا گھڑا اپنا اوٹھا لیجاؤنگا اوسنے کنجی کوٹھری کی حوالہ کر کے کہا تو اپنے ہاتھ سے اسمین رکھ جا آکے لے لینا علی خواجہ نے ایک کونے مین گھڑا رکھ کے قفل بند کر دیا اپنا راستہ لیا قافلہ اوسی روز حج کا عازم تھا اوسمین شریک ہوگیا جب مکۂ معظمہ مین پہونچا مناسک حج سے فرصت پائی کچھہ اسباب تجارت کا ہمراہ تھا اوسکو نکال کے بیچنے لگا یکایک دو چار سوداگر اونکے اسباب دیکھ کے پسند کیا اور کہا اگر یہ مال شہر کیرو مین جو دار السلطنت مصر کا ہی جائے تو نفع کثیر ہاتھہ آئے علی خواجہ مدت سے مصر کے دیکھنے کا مشتاق تھا قافلۂ مصری کے ہمراہ چل نکلا جب وہان پہونچا شہر کو بارونق دیکھا اور وہانکے باشندونسے ملاقات کر کے بہت خوش ہوا مال جو دکھایا سبکو پسند آیا بڑی قیمت سے بیچا بہت فائدہ ہوا وہانسے دمشق کو چلا راہ مین بیت المقدس اور مسجد کو دیکھ کے بہت محظوظ ہوا چند قیام کیا پھر وہ رست باز حلب و شیراز مین آیا عمائد کی ملاقات سے لطف اوٹھایا اسی طرح جابجا پھرتا بلاد و امصار کی سیر کرتا سات برس کے بعد بغداد مین داخل ہوا اعزا و احباب کی ملاقات سے سرور حاصل ہوا اب ذکر اوس ایمان امانت دار کا سنو سات برس تک نہ اوسکو علی خواجہ یاد آیا نہ کبھی اوس گھڑے کو دیکھا جس روز علی خواجہ شہر مین داخل ہوا اوسی شب کو وہ اپنی عورت کے ساتھہ کھانا کھاتا تھا عورت نے کہا مدت سے روغن زیت ہمنے کھایا نہین بلکہ نظر آیا نہین سوداگر کو علی خواجہ کا قصہ یاد آیا بی بی سے کہا میرا ایک دوست کعبہ کو گیا ہی اوسکا گھڑا روغن زیت کا امانت میرے پاس رکھا ہی ایک پیالہ اور روشنی مجکو دے مین کوٹھری سے نکال لاؤن وہ نیکبخت بہت امین آخر مین تھی بولی ایسی امانت مین

خیانت کرنا بہت برا ہی انجام اسکا ذلت و خفت کے سوا اور کیا ہی اگر وہ آکے امانت طلب کرے اور نہ پائے تو کیا ہو رسوائی حد سے سوا ہو وہ بولا سات برس گذرے اوسکا پتا ہی نہ ٹھکانا ہی کیسا آنا جانا ہی عورت نے ہر چند سمجھایا اسکی خلقت میں نہ آئی تھی اچھا سمجھ میں آیا روشنی اور پیالا لیکے کوٹھری کو کھولا گھڑے کو ٹٹولا طول مدت کی باعث وہ تیل سڑ کے خراب ہو گیا تھا ایسی بو اوسمیں آتی تھی کہ طبیعت گھبرا آتی تھی مگر اوس لئیم نے گھڑا کھول تیل پیالے میں اونڈیلا قضا ہی کار ایک اشرفی بھی تیل کے ساتھ نکل آئی پھر تو بے تکلف سب تیل نکال کے اشرفیاں جتنیں اپنے کیسے میں بھریں دوسری کوٹھری میں بہت ہوشیاری سے دھریں برے کام کا برا انجام ہوتا ہی کیسا نیک ہو بدنام ہوتا ہی تیل تو وہ سڑ گیا شیطان کا سایہ سر پڑ گیا اشرفیاں نکال گئے اور تازہ تیل منگا کے گھڑے میں بھر دیا منہ باندھ کے اوسی جگہ دھر دیا اتفاقات زمانہ شبکو یہ حرکت ہوئی دم سحر بعد نماز علی خواجہ اوسکے مکان پر آیا بعد ذوق شوق امانت طلب کی اوس نے کنجی سامنے پھینک دی کہ جہان رکھ گئے ہو وہانسے لیجاؤ علی خواجہ نے کوٹھری کو کھولا جہان گھڑا رکھ گیا تھا وہین پایا اپنے مکان پر اوٹھا لایا یہان کھول کے جو دیکھا تیل موجود اشرفیوں کا نشان مفقود علی خواجہ اولٹے پاون اوسکے پاس آیا یہ حال سنایا وہ بولا سبحان اللہ خوب کہے گئے تھے حاجی ہوکے نہ آتے نہ ایسا بہتان اوٹھاتے مجکو آپ تیل دے گئے تھے یا اشرفیونکا کچھ ذکر کیا تھا آپکی وہی مثل ہوئی ؎ چون بیاید ہنوز خر باشد + علی خواجہ نے منت و زاری کی کہا کہ میری تمام عمر کی کمائی ہے جسپر یہ آفت آئی ہے اگر بعد الضرورت صرف ہوئی ہون بتدریج دینا انکار تو نکرو عاقبت کے مواخذہ سے ڈرو تو نہ سنا اوس نے بہت شور و غل مچایا تمام اہل محلہ کو یہ سانحہ سنایا بحدے کہ لوگونکو چار سو یہ خبر مشتہر ہوئی ہر کس و ناکس کو خبر ہوئی آخر نوبت قاضی تک آئی قاضی نے گواہ طلب کیے علی خواجہ نے کہا مجکو اسکا بڑا اعتبار تھا برسونکا یار تھا اوسوقت قاضی نے اوس دغاباز سے قسم کو کہا وہ حرام خور بے تکلف قسم کھا گیا قاضی نے مدعی کو جواب دیا علی خواجہ خجل گھر پھرا یہ مثل اصل ہوئی + مثل یکی نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ + بادشاہ بغداد خلیفہ ہارون رشید نیک نہاد تھا نماز جمعہ کو جو وہ سوار ہوا علی خواجہ نے راہ میں عرضداشت گذرانی بعد ملاحظہ حکم ہوا صبحکو مدعی و مدعا علیہ دونو در دولت پر حاضر ہون بذات خاص انکا فیصلہ کرونگا شبکو موافق معمول لباس تبدیل کرکے شہر کا حال دریافت کرنے جو نکلا ایک محلے میں دس بارہ لڑکے کھیل رہے تھے خلیفہ ٹھہر گیا ایک لڑکا اونمیں خوبصورت ہوشیار تھا وہ کہنے لگا میں قاضی بنتا ہون تم میں کسیکو علی خواجہ اور کسیکو تاجر بغدادی بناکے ہزار اشرفی کا دعوی کرو میں اس قصے کا انفصال کرونگا جھگڑا چکا دونگا غرضکہ وہ مدعی

مدعا علیہ بطلب وہ روبرو آئے اوس لڑکے نے جو قاضی بنا تھا کہا مگر ابھی تیل کا لاؤ جب وہ بھٹلیا روبرو آئی تو قاضی نے علی خواجہ سے
پوچھا کتنی مدت ہوئی جب امانت تو سپرد کر گیا تھا مدعی مصنوعی بولا سات برس کا عرصہ ہوا اوس نے وہ روغن زبان پر رکھا
کہنے لگا کیا ماجرا ہی اسقدر زمانہ گذرا تیل کا ذائقہ نہیں بدلا کوئی حاضر ہی وہ جو روغن زیت بیچتے ہین اونکو حضور مین حاضر کرو
اونچلین سے دو لڑکے روغن فروش بنکے سامنے آئے تسلیم بجالائے اوس نے پوچھا اس تیل کا ذائقہ کبتک اچھا رہتا ہی
روغن فروش مصنوعی بولے پیر و مرشد بہر حال ایکسال اسکے بعد سٹرجاتا ہی بدبو آتی ہی آنکی بو منہ پھیر زبان پر نہیں رکھی جاتی
ہی وہی تیل وسکے سامنے کیا اور کہا چکھ کے اسکی مدت بتا جب اوسنے زبان پر رکھا عرض کی خداوند نعمت یہ تیل تازہ ہی
انتہا یہ ہی کہ چھ مہینے کا ہوگا پھر وہ قاضی تاجر بغدادی سے کہنے لگا ای ملعون تو سخت دغاباز انٹی مار ہی یہ فریب تو نے
کیسا کیا اگر نیست درکار ہی جو امر راست ہوا ہی اوسکا اظہار کر اپنی خطا کا اقرار کر و گرنہ ای بدکار تجکو دار کا سزاوار کرونگا
تیرے لہو مین اپنا ہاتھ بھرونگا یہ سنکے وہ تھرایا اور ایسا رعب چھایا کہ اوسنے اشرفیان نکالنے کا اور تیل بدلنے کا
اقرار کیا اور عفو کا امیدوار ہوا یہ معاملہ دیکھ کے خلیفہ حیران ہوا جعفر سے فرمایا تو نے اسکے ذہن کی رسائی اور طبیعت کی
زور آزمائی دیکھی اس لڑکے کو پہچان رکھ اور محلے کا خوب دھیان رکھ دم سحر تخت عدالت پر جب جلوہ فرما ہونگا ان
لڑکونکو میرے سامنے لانا ہوگا علی خواجہ و تاجر بغدادی کا اسی کی رہائی سے قصہ چکانا ہوگا یہ سنکے جعفر نے اون
لڑکونکا نام دریافت کیا اور سب کے رہنے کا مقام دریافت کیا جسوقت تخت زرنگار پر خورشید خاور جلوہ گر ہوا اور
چاک گریبان سحر ہوا خلیفہ ہارون رشید نے اورنگ سلطنت پر اجلاس فرمایا اون لڑکونکو روبرو بلایا اور حسب الحکم
علی خواجہ و تاجر بغدادی بھی آئے اپنی سرگذشت زبان پر لائے خلیفہ نے شب گذشتہ کے طور پر لڑکون سے
فرمایا فیصلہ کردو کچھ خوف نکرو حسب فرمان خلیفہ سلطان زمان اوس لڑکے نے مقدمہ کا انفصال کیا تاجر بغدادی
کو اقرار کے سوا انکار بن نہ پڑا علی خواجہ کو اشرفیان ملین سوداگر سر بازار قتل ہوا خلیفہ نے لڑکے کو ہزار روپیہ مرحمت کیا
بقول قائل حق بحقدار رسید خائن فی الفقہ مرگ جسپید ادھر خورشید جہانگرد کی آمد کا غلغلہ ہوا ماہ و سیارون نے خوف سے
اپنا راستہ لیا نور کا تڑکا ہوا شہرزاد کو قتل کا دھڑکا ہوا دنیازاد گھبرا کے بول اوٹھی بہن تیرے سکوت سے طبیعت گھبرائی
ہی جان بیقرار لبونپر آتی ہی کوئی قصہ اور چھیڑ دے جبتک روز روشن ہو آفتاب نکلے اوس نے کہا جان ہاردر اگر آج
زندہ بچی کل وہ داستان سناؤنگی کہ دل خوش ہو جائیگا کل کے گھوڑے کی حرکات پر تعجب آئیگا شہریار نے دلمین خیال کیا

جلدی کیا ضرور ہی قتل ممکن ہی جب منظور ہی مسکرا کے فرمایا تیرا گھبرانا بجا ہی تیری سحر بیانی نے میرے دلکو مسخر کیا ہی پھر بستر راحت سے اوٹھا حمام مین جا کے غسل کیا پوشاک بدل کر داخل عبادتخانہ ہوا بعد ادا ے نماز بصد نیاز اورنگ سلطنت پر جلوہ دیا مصروف انتظام مملکت ہوا قریب شام دربار برخاست کیا اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کے کچھ دیر مصروف گلگشت باغ رہا جب سیر سے طبیعت سیر ہوئی خلوت سرا کی راہ لی بعد اکل و شرب آرام کیا پھر بیدار ہو کے شہزادے سے بیان داستان کا احکام کیا یہ گویا ہوئی شہریار عالی وقار کا یاور اقبال رہے عدو پامال رہے

قصہ کل کے گھوڑے کی تیز رفتاری کا و شاہزادہ فیروز شاہ ولیعہد شاہ ایران کی سواری کا گھوڑے کا محل شاہی بنگالہ مین پہونچانا فیروز شاہ کا شاہزادی پر عاشق ہو کے ایران مین لانا

حضور پر نور پر ہویدا ہی کہ جشن نوروز کا طریقہ سلطنت ایران مین ہزار برس سے رائج ہوا ہی بادشاہ سے رعایا تک جشن نوروز کی خوشی مین تکلف کا سامان کرتا ہی بادشاہ کے روبرو اہل حرفہ اپنی اپنی دستکاری و صناعی کی چیزین لاتے ہین صلہ مین زر نقد و خلعت پاتے ہین موجد اسکے آتش پرست ہوے ہین پہلے نام اسکا جشن سدہ تھا اہل اسلام کا جب اوس ملک پر قبضہ ہوا اس رسم کو جاری رکھا بلکہ زیادہ رواج دیا اور جشن نوروز مشہور کیا چنانچہ ایک سال بادشاہ ایران کے روبرو یہ جلسہ تھا وزرا امرا ارکان سلطنت حاضر تھے صناع آنے لگے اپنی اپنی کاریگری بادشاہ کو دکھانے لگے حسب لیاقت انعام و خلعت پانے لگے ایک نجار ہندوستان کا رہنے والا آفت روزگار لکڑی کا گھوڑا بنا کے لایا بادشاہ کو دکھایا پھر وزیر سے مخاطب ہو کے بولا اب بھی بہت غور سے اسے ملاحظہ کرین آج کے سوا ایسا گھوڑا کبھی نہ دیکھا ہوگا بادشاہ اوسکی گستاخی سے بدمزہ ہوا فرمایا شبیہ گھوڑے کی چوبی اور طلائی نقرئی ساز کے سوا اور کیا ہی جو تو بے دلیل دعوی کرتا ہی وہ عرض پیرا ہوا پیر و مرشد کے روبرو لب کشائی کلام کی کسکو مجال ہی اس گھوڑے کا یہ حال ہی چشم زدن ہزارہا کوس طے کرتا ہی دیکھنے مین زمین پر پاؤن رکھتا ہی مگر وہ اوڑتا ہی بڑا سریع السیر ہی اور یہ صنعت غلام کی بے شرکت غیر ہی بادشاہ نے امتحان چاہا نجار نے کہا یہ حضور کے روبرو جو بہت بلند پہاڑ نظر آتا ہی کتنی دور ہی وزیر بولا پچاس کوس اوس نے جواب دیا آپ گھڑی کو دیکھین کئی منٹ مین غلام جا کے پھر آتا ہی بادشاہ نے فرمایا وہان ترمے کا درخت بھلا ہی خوشہ اوسکا لیتا آنا آپنے جانے کی سند دکھانا وہ نجار گھوڑے پر سوار ہوا اوسکے کان کے پاس ایک پرزہ تھا اوسے جو پھیرا گھوڑا اوڑا اور فورًا نظر سے

غائب ہوگیا چند منٹ مین نجار خوشہ ہاتھہ مین لیے حاضر ہوا بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ عالیجاہ انتہا کا خوش ہوا
قیمت پوچھی وہ عرض پیرا ہوا کہ غلام نے اسکو مال و دولت لینے کو نہین بنایا ہی ایک امید ہی اوسکی تمنا مین حضور کو دکھایا ہی
جانکی امان ملے اور گستاخی اگر معاف ہو تو اظہار مطلب صاف صاف ہو بادشاہ فریفتہ تو ہو چکا تھا بے تامل فرمایا عرض
تیری قبول ہو گی خواہش تجکو حصول ہو گی بیان کر اوس نے پایہ تخت کو بوسہ دیکے کہا گھوڑا یہ حاضر ہی فدوی کو
غلامی مین لیجیے شاہزادی کے ساتھہ عقد کر دیجیے یہ کلمہ ملازمان سرکار سنکے برہم ہوے اوسکو سرزنش کرنے
لگے مگر بادشاہ خاموش ہو رہا بڑا بیٹا بادشاہ کا فیروزشاہ نام ولیعہد تھا سمجھا بادشاہ اس بات پر راضی ہی تخت سے
اوٹھا کے دوسرے مکان مین لیگیا دست بستہ عرض کیا کہ یہ جو حضور کو خیال آیا ہی بڑی ذلت کی بات ہی تمام اطراف
وجوانب مین یہ خبر مشہور ہو گی سلاطین عالم مین شہرہ ضرور ہو گی پھر منہ دکھانیکی جا نرہے گی کسیکی نظر مین وقعت
صلا نرہے گی بادشاہ نے بیٹے سے کہا بے اسکے یہ گھوڑا جو کبھی ابلق لیل و نہار کی نظر سے نہین گذرا اسطرح
ہاتھہ آئیگا تا زیست اسکا صدمہ رہجائیگا دوسرے وعدہ خلافی ہو گی اسکی کیا تلافی ہو گی وہ سمجھ گیا بادشاہ بیشک
راضی ہی غالبا بیٹی کے ساتھہ شادی کر دے اوس صناع ہندی سے کہا مین اسکا امتحان کرتا ہون پھر جیسا
عقل مین آئیگا اوسکے موافق کیا جائیگا نجار گھوڑا روبرو لایا شہزادہ سوار ہوا وہی کان کا پرزہ کہ اوسکو دیکھ چکا
تھا موڑا گھوڑا ہوا ہوا اور سب کی نظر سے چھپ گیا اوسوقت نجار گھبرایا کہا افسوس مرگ کا زمانہ قریب آیا بادشاہ نے
پوچھا خیر ہی اوس نے کہا اندھیر ہی شاہزادے نے جلدی کی اوسکی کلونکا حال دریافت نہ کیا کہ اوترتا کس سے ہی اور
ٹھہرتا کیونکر ہی شاہزادہ نے سوار ہوتے کل پھیر دی کوی بات دریافت نکی اگر کوئی صدمہ پہونچے تو غلام مجبور
ہی بادشاہ نے کہا یہ تجکو چاہیے تھا اوسکو سب کلون سے آگاہ کر دیتا اگر وہ زندہ و سالم پھر آیا یا اوسکی صحت کی
خبر آئے تو خیر و گرنہ تجکو قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہے اوسکو زندان مین بھیجا باحفاظت کا تاکید حکم کیا وہ تو قید ہوا
اب شاہزادہ کا حال سنو گھوڑے پر سوار ہو کے کل کو جو دبایا گھوڑا ایسا بلند ہوا کہ آسمان کے قریب لایا اوسوقت
فیروزشاہ گھبرایا ہر طرف دیکھنے لگا گھوڑے کا جسم ٹٹولنے لگا یکایک دوسری کل پر ہاتھہ جو پڑا گھوڑا زمین کا
متوجہ ہوا نصف شب گذری تھی ایک مکان رفیع الشان کی چھت پر اوترا شاہزادہ گھبرا کر اوترا ہر طرف دیکھنے لگا زینہ کا
دروازہ نظر آیا نیچے اوترنے کا قرینہ پایا آہستہ آہستہ کہ پاؤنکی آہٹ نہو نیچے اوترا سبحان اللہ وبحمدہ مکان رفیع الشان ا

طلائی منقش ہر ایک قصر و ایوان جیسے شاہ و شہریار و نکے ہوتے ہیں استراحت کو بعد غذا اوسمین سوتے ہیں لیکن بہت سے خواجہ سرا ہتھیار لگائے پانو پھیلائے خواب غفلت میں بیہوش ہیں چند نشین ترکنیں قلماقنیں مسلح و دوش بدوش ہیں شاہزادہ دبے پانو آگے بڑھا زربفت کا پردہ پڑا تھا اوسکو اوٹھا کے اندر گیا ادھر شہزاد کو نور سحر کا جلوہ نظر آیا شعاع مہر سے چاند شرمایا نقاب مغرب میں منہ چھپایا شہزاد نے زبان تکلم بند کی حسرت سے چپ ہو رہی شہریار نے گھبرا کے کہا پردے کے اندر کا حال نہ کھلا کچھ تو اور بیان کیا ہوتا شہزاد عرض پیرا ہوئی کہ اگر بخیر دن تمام ہوگا تو شبکو پھر بیان داستان کا اہتمام ہوگا دنکو کہانی کہنا برا ہے کار بار درہم برہم ہوتا ہے بڑے بوڑھون سے سنا ہے شہریار بعد فراغ نماز داخل دربار ہوا مصروف کاربار ہر اہلکار ہوا احکامات جاری فرمائے اہل احتیاج نے فیض و عطا سے فائدے اوٹھائے جب خورشید جہانگرد منزل سوز طے کر کے داخل سرای مغرب ہوا شہریار دربار برخاست کر کے خلوتسرا میں آیا شہزاد کو طلب فرمایا تھکے آرام کیا جب خواب راحت سے بیدار ہوا بیان داستان کا حکم دیا شہزاد گویا ہوئی شاہزادہ فیروزشاہ نے جو پردہ اوٹھایا آنکھ جھپک گئی وہ جلوہ نظر آیا سامنے اندر قدم رکھا دیکھا چھپر کھٹ جواہر نگار کے پردے جگر جگر کرتے شمع ہای مومی کافوری روشن جھاڑ جھابے فانوس کنول مرد رنگیون پر عجیب جوبن گرد اوسکے خدمتگارنیں سمجھتیں سبکی سب سوتیں فقط شمع ایک پاؤں سے استادہ حفاظت کے آمادہ دولہن کی صورت مکان سجا اسباب ضروری روزمرہ کے صرف کا قرینے سے جابجا دھرا

نظم

کاخ گردون سے بھی وہ اعلا تھا — ہمسر قصر در بیضا تھا
در فردوس سے بھی خوشتر در — رشک آغوش حور عین ہر در
وہ منبت تمام میناکار — لاجوردی وہ ہر در و دیوار
دیکھ کر وہ بہار گلکاری — عقل نقاش فکر ہو عاری
جھاڑ کو دیکھ کر ہوا ثابت — سبع سیارہ ہو گئے ثابت
طرفہ فرشی کنول پہ جوبن تھا — نور و نار ایکجا یہ روشن تھا
شمع فانوس میں تھی یون روشن — جیسے حجرے میں پہلی شبکی دولہن
پردے زربفت کے بہت بھاری — شب یلدا ہی کی تھین جنمین سیاہی
قصر تھا وہ نئے وتیرے کا — صاف ترشا ہوا تھا ہیرے کا
ساق سیمین جیسے تھے وہ ستون — غیرت شمع طور تھے وہ ستون
وہ منقش تمام سقف و جدار — وہ بہار طلسم نقش و نگار
سقف نقاش چین اگر دیکھیں — دنگ ہون آنکھیں چھت سے لگجائیں
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام — صبح جنت بھی جن سے لیتی وام
وہ دو شاخے کنول تھے دست دعا — صاف صبح اجابت آئینہ تھا
جھاڑ فرشی وہ چار سو پر نور — غیرت افزای نخل گلشن طور
کیا کہوں تھا جو نور فرش کا خوب — چاندنی جل گئی تھی میلی تھی خوب
بیچ میں ہے پلنگ میناکار — چادرین پھولونکی ہین سب تیار

استراحت مین ماہ کامل ہی	عیش و عشرت بھی ساتھ شامل ہی	وہ تو سوتی ہی پھول ہنستی ہین	دیکھنے والے سب ترستے ہین

شاہزادہ فیروز شاہ سمجھا یہ کوئی شاہزادی عالی وقار ہی سلطنت کا سازو سامان تیار ہی پلنگ کے متصل جو آیا خدا کی قدرت کا جلوہ پایا چاند کا ٹکڑا شعلہ رخسار آفت روزگار خود خواب ناز مین بخت بیدار شبنم کا دوپٹہ تانے کچھ جواہر مین بنی باتین کچھ پائینتی سرہانے نیند کے جھونک مین غافل ہین فیروز شاہ نے دل سے کہا یہ پیارہ اگر غلامی مین قبول کرے سلطنت ہفت اقلیم سے بہتر ہی سر جاتا ہی تو جائے جیسے پاؤن نہ سرکائے ہزار بار پروانون کیطرح گرد پھر کے شمع کیصورت کھڑا رہے یہ سوچ کے دوپٹہ جو منہ سے سرکایا شاہزادی کی آنکھ کھل گئی جوان رعنا کو اپنے پلنگ کے پاس پایا وہ بھی نظر اول لوٹ پوٹ ہوئی حضرت عشق کی دوسار چوٹ ہوئی اسکی صورت شکل لباس مکلف دیکھکر سمجھی کہ بیشک یہ کوئی شاہزادہ نامدار خاندان عالی تبار سے ہی پوچھا آپ کون ہین کہان سے آئے ہین باوجود اس نگہبانی اور چوکی پہرے کے کہ صدہا زن و مرد اسباب حرب سامان نبرد سجے مستعد ہین محل مین کیونکر تشریف لائے ہین شاہزادہ نے مسکرا کر کہا آپ اصلا خوف و دہشت نہ کہائیے کچھ اور خیال خاطر مین نہ لائیے سامان میرے یہان آنے کے اتفاقات مین زمانے کے مین ایران کا شاہزادہ ہون مگر اسوقت مرگ کا آمادہ ہون دم سحر والد نامدار بادشاہ عالیوقار جشن نوروز مین مصروف تھے وزیر امیر سپہ سالار خوانین جرار ارکان ذی اعتبار نذرین دیکر دست بستہ گردپیش سریر سلطنت کھڑے تھے مجمعے بڑے تھے اور صدہا اہل حرفہ صناع جو جس کام مین یگانہ تھا مشہور زمانہ تھا اشیاء نادر بہتر سے بہتر لا کر نذر دے رہے تھے زر سرخ و سفید انعام مین لے رہے تھے یکایک ایک نجار آفت روزگار چوبی گھوڑا بنا کر نذر لایا اوسکا حال جو پوچھا یہ بتایا کہ اسمین یہ صنعت ہی کہ اسپر سوار ہوکے روم شام جس مقام کا عزم کرو کل موڑنے کی دیر ہی وہین پہونچو چنانچہ امتحانا وہ پہلے سوار ہوا دس بارہ منزل کی مسافت پانچ چھ منٹ مین طی کر کے چلا آیا عبرت کا یہ ڈھنگ دکھایا مگر مجکو اس حرکت کا نہ اعتبار ہوا خود سوار ہوا لیکن اتنی غفلت ہوئی کہ اون کلونکی حقیقت نہ پوچھ لی وہ جو گردنکی کل نجار نے دبائی تھی میری سمجھ مین آئی تھی دفعتہ اوسکو پھیر آفت نے گھیر گھوڑا ایسا اوڑا اور بلند ہوا کہ آسمان کے قریب پہونچا زمانہ تیرہ و تار ہوا اندھیرا چشم اشکبار ہوا اوسی بدحواسی مین ڈھونڈھکر دوسری کل جو ہاتھ مین آئی بزور مینے گھمائی اوس نے زمین کیطرف میلان کیا آپکے محل کی چھت پر مجکو اوتار دیا وہان سے بہزار خرابی خوفناک یہان آیا تقدیر نے آپ تک پہونچایا

معلوم نہین کہ یہ کونسا دیار ہی کون یہانکا تاجدار ہی اسکا نام کیا مشہور ہی میرا ملک کتنی دور ہی قرینے سے ثابت ہوتا ہی
آپ یہانکی فرمانروا ہین خلق و مروت ہمت و جرأت مین بے ہمتا ہین اگر مسافر پرور ہی کی راہ سے مجکو غریب دیار
سمجھکے میری جان بچالو ملک الموت کے پنجے سے چھڑالو تو عجب کیا ہی شاہان عالی حوصلہ کا یہی شیوا ہی دفعتہً فلک
شعبدہ باز نے نور سحر کی تجلی دکھائی شہزاد آسمان کیطرف دیکھ کے گھبرائی موذن نے اذان دی ماہ و ستارون نے
حجلہ مغرب کی راہ لی شہریار خلوتسرا سے باہر آیا تخت سلطنت پر جلوس فرمایا ارکان دولت مصروف کاروبار ہوے
گرفتار مصیبت عیار و غاشعار ہوے تمام دن مشغلہ انتظام ہا منتظر شام رہا خدا خدا کر کے دن تمام ہوا شب کا ہنگام ہوا شہریار
نے دربار برخاست کیا بیت الراحت مین داخل ہوا شہزاد کی امید بر آئی وہی کہانی سنائی شاہزادی فیروزشاہ
کی صورت پر فریفتہ ہو چکی تھی دل سی کران بہا کھو چکی تھی بمنت و سماجت کہنے لگی آپ خاطر مبارک جمع فرمائیے پلنگ
تشریف لائیے یہ عزم مصمم ہی جبتک میرے دم مین دم ہی اگر اس کام مین میرا سر تن سے جدا ہو جائیگا مجکو رحمت ہوگی
مگر تمہارے خلاف مزاج کوئی امر سامنے نہ آئے گا اس ملک کو سب بنگالہ کہتے ہین لاکھون بندہای خدا آباد رہتے
ہین میرا باپ یہانکا شہریار ہی مجکو اوسکے رطب و یابس مین اختیار ہی اب رات کم ہی مجکو تمہاری بیچینی کا بت
الم ہی دو چار گھڑی آرام کرو صبحکو جو کچھہ ہوگا وہ ظہور مین آئیگا تمہارا وسوسہ نکل جائیگا یہ کہکے فیروزشاہ کا ہاتھہ
پکڑ کے دوسرے مکان مین کہ وہ بہت خوب سجا سجایا تھا لائی جواہر نگار پلنگ پر لٹایا اور وہ خواصین جو محرم راز
و مسار تھین اونسے فرمایا کہ تا ورود خسرو خاور تخت زرنگاری پر بہان دست لبستہ حاضر رہو شاہزادے کی
خدمتگذاری مین قصور نہو اور قبل صبح باورچیخانہ مین حکم ہو جائے دوپہر بجنے نہ پائے جہانکی نعمت تیار ہو جائے عمدہ عمدہ
طائفے ناچنے گانے والے شکیل و جمیل مع ساز و سامان حاضر رہین ہنگام بیداری ناچ گا کے شگفتہ غنچۂ خاطر کرین پھر
اپنے پلنگ پر آئی کروٹ لیتا صبح نیند نے شاہزادہ کے تصور مین بار نہ پائی جسدم صبح کا سپیدہ چمکا مسجدون سے اللہ اکبر
بلند و ستے ہر ہر کی صدا آئی تاجدار ثوابت و سیارہ مشل کپتان جگر پارہ اقلیم مغرب کی سمت با قدم تیز بڑھا علم سلطان
مشرق کا پرچم چمکا اور خورشید درخشان جو تھے زینے پر چڑھا دونو خواب راحت سے بیدار ہوے ہاتھہ منہ دھونے
چمکنے کے آثار ہوے فیروز شاہ بیدار ہوا حوائج سے فراغت کر کے منہ ہاتھہ دھویا لباس شاہی پہنا تاج فرمانروائی
زیب سر کر کے بیٹھا وہان شاہزادی نے چمکنے کا سامان کیا داتن کا جوڑا پہنا الماس و زمرد و یاقوت کا زیور زیب جسم کیا

خوب بن ٹھن کے مثل طاؤس طناز وہ قیامت خرام گل اندام نئی دولھن کیطرح سج سجا کے فیروزشاہ کے کمرے مین آئی دل کی بیقراری جان پر آفت لائی ادھر دیکھتے ہی شاہزادہ کی جان نکل گئی اودھر سینہ توڑ کے محبت کی سنان نکل گئی دیر تک دونو کو سکتے کا عالم رہا شاہزادی نیجان شاہزادہ بیدم رہا دو گھڑی کے بعد دل ٹھہرا کے فیروزشاہ کی کیفیت سنی اپنی سرگذشت کہی اختلاط شروع ہوا جب ہر بجا خاصہ طلب ہوا تا و نوش کا ڈھنگ سب ہوا اب دن عید رات شب برات اسطرح اوقات بسر ہونے لگی چھپون مین شب وصل سحر ہونے لگی نظم

الغرض شاہزادہ عالم — تو نہیں چندے ہا خوش و خرم
ایکدن بعد چند مدت کے — باپ مان اپنے اوسکو یاد آگئے
شاق گذرا بہت فراق وطن — بھر گیا دلمین اشتیاق وطن

دو مہینے کے بعد فیروزشاہ کو خیال آیا کہ باپ مان نے اپنا کیا حال بنایا ہوگا اوس نجار پر کیا ستم ڈھایا ہوگا بادشاہ اوس سے بہت بری طرح سے پیش آیا ہوگا یہ سوچ چکے شاہزادی سے کہا اگر تمکو میرے قول پر قرار ہو میری باتکا اعتبار ہو تو دو مہینے کی مہلت دو اپنے والد بزرگوار اور مادر جگر تفتہ بیقرار سے اظہار حال کر کے نامہ تمھاری خواستگاری کا بھجواون اور فوج و لشکر ہمراہ لیکے بڑے کر و فر سے آؤن تمھارے ملک کی رسم کے موافق شادی کا رنگ جماؤن دھوم دھام سے بیاہ لیجاؤن شاہزادی یہ سنکے چپ ہو رہی کہا صبحکو اسکا جواب دونگی اور دلمین خیال کیا کہ دیکھون اسمین میرے مشیر و ندیم کیا رائے دیتے ہیں کونسا امر اچھا ہے شب کو مشورے کی صحبت نے قرار پایا جلیسون و انیسون کو جمع کیا تو محلدار جہاندیدہ روزگار جو تھین انکو بھی بلایا بعد گفت و شنود سبکی یہ رائے ہوئی کہ فاصلہ بہت دور ہے بشر طبیعت سے مجبور ہے اگر شاہزادہ چلا جائے اور جب وطن مین داخل ہو ماں باپ خویش اقربا کی سلسلہ محبت مین اسیر ہوا اور نہ آئے تو کیا بن پڑے بیکار سب تدبیر ہو شاہزادی فراق مین زیادہ دلگیر ہو چندے یہان اور قیام کرے عیش و طرب مین بسر صبح و شام کرے سر رشتہ الفت ترقی پر ہر دم ہو طول مدت سے بل بیٹھے خوب مستحکم ہو اوسوقت جانیکی اجازت دو تقدیر پر راضی رہو ہونی ہو سو ہو یہ بات شاہزادیکو بھی پسند آئی فیروزشاہ کو من و عن یہ کہانی سنائی کچھ دن اور خوش و خرم گذرے پھر ایک روز فیروزشاہ نے ذکر سفر کھولا مغموم ہوکے بولا نظم

مجھکو اسوقت اک بڑی ہی ملال — والدین اپنے یاد آئے کمال
نہیں معلوم میری فرقت مین — مبتلا ہونگے کس مصیبت مین
ڈھونڈھتی ہین بہت اونکی آنکھین — اب ارادہ یہ ہے کہ دلمین
کہ زیارت کو اونکی مین جاؤن — ایک نظر سبکو جاکے دیکھ آؤن
بولی وہ ماہرو کہ بسم اللہ — چلیے بندی ہے آپ کے ہمراہ
کتنے ہی اوس گھڑی ہوئی ہونگا — ساتھ جانے کو ہو گئی ہتیا

فیروز شاہ نے کہا ہی میری بھی تمنا ہی تمسے جدا نہون اپنے ساتھ لیچلون جسوقت تم کہوگی چلے آئینگے دو گھڑی مین منزل مقصود پر پہونچ جائینگے شہزادی اس بات پر راضی ہوئی نماز کے وقت سے پہلے دونو اوٹھے اور اوسی چھت پر گئے گھوڑا موجود تھا ایران کی سمت اوسکا منہ کرکے سوار ہوئے آگے فیروز شاہ پیچھے شاہزادی بیٹھی کمر سے لپٹی شاہزادہ نے کل موڑی گھوڑا اوڑا سرگرم راہ ہوا اتنا تیز کچھ جانے لگا تھا جو چڑھنے اوترنے کی کل پہچاننے لگا تھا گھڑی بھر کا عرصہ ہوا تھا مہر جہانتاب نے حجلہ مشرق سے باہر قدم نہ دھرا تھا کہ یہ سرزمین ایران مین جا پہونچا پہلے دارالسلطنت مین گیا شہر سے دو کوس باغ شاہی باغ تھا جسکی فزا کا ضو انکے دلمین چراغ تھا عمارت عالیشان عجیب غریب قصر و ایوان اوسمین گھوڑیکو اوتارا شاہزادی سے کہا تم یہان چین سے آرام کرو ایک ساعت قیام کرو مین جاتا ہون سامان سواری و جلوس لیکے ابھی آتا ہون بڑے کروفر چہک دمک سے تمکو اپنے باپ کی خدمت مین لیجاؤنگا اُن سے ملاؤنگا القصہ شاہزادیکو اوس مکان مین بٹھا باپکی خدمت مین حاضر ہوا دھوم مچ گئی مبارک سلامت کی صدا در و دیوار سے پیدا ہوئی بادشاہ کو سب سانحہ سنایا عرض کی اسطرح سے فدوی بنگالہ کی شاہزادیکو لایا کچھ سامان سواری چنڈول یا عماری عنایت ہو کہ بفر و شوکت حضور مین لاؤن والدہ کیخدمت مین لیجاؤن بادشاہ نے جان تازہ پائی بچھڑے فرزند کیصورت خدا نے دکھائی اوس قمر کو گلے لگایا خوب ✿ بس ہوا وصل یوسف و یعقوب ✿ پھر فرمایا بابا مین خود چلتا ہون دھوم دھام سے مجمع خاص و عام سے شاہزادیکو سوار کرکے لاؤنگا اہتمام سواری سارے شہر کو دکھاؤنگا مگر خوب یاد آیا اوس ہندی کو بے جرم و گناہ مقید کیا ہی کیسا کیسا رنج دیا ہی جلد بلاؤ سلسلہ قید سے رہا عذر گذشتہ کرکے کچھ عطا کرو پھر شاہزادی کے پاس چلون وزیر نے فوراً انجار کو حاضر کیا جسدم وہ بادشاہ کے روبرو آیا بہت لطف فرمایا خلعت مرحمت کیا چھوڑ دیا یہ خبر تمام شہر مین عام ہو چکی تھی گوش زد ہر خاص و عام ہو چکی تھی کہ فیروز شاہ مع الخیر داخل ہوا ابترا مطلب حاصل ہوا بنگالے کی شاہزادیکو ہمراہ لایا ہی سرکاری باغ جو شہر کے باہر ہی اوسمین بٹھایا ہی اوس نجار نے بھی سنا فرصت کو غنیمت سمجھ کے اوسی طرف روانہ ہوا جب در باغ پر پہونچا داروغہ سے کہا مین شاہزادی کے لینے کو آیا ہون حکم ہی اوسی گھوڑے پر سوار کرکے بروے ہوا فوراً یہان پہونچا اسی خدمت کے صلہ مین یہ خلعت حضور سے پایا ہی ظل سبحانی نے دست گہربار سے عطا فرمایا ہی داروغہ کو اس فریب پر نگاہ نہوئی اسکو چھپے مین عقل کو راہ نہوئی شاہزادی کے حضور مین لایا یہ معاملہ سنایا وہ تو منتظر طلب تھی جھٹ

سوار ہوئی پیچھے وہ ہندی جا بیٹھا اور کل کو اوٹھایا گھوڑا آسمان کے نزدیک آیا یہ سوچا اب ایسی آن سے صدہا کوس دور ہوئے اور
بھوک پیاس سے بھی مجبور ہوئے گھوڑے کو نیچے اوتارا کشمیر کے متصل آیا درخت گنجان چشمے کے پاس وہ بد حواس دیکھ کے
گھوڑے سے اترا شہزادیکو اوسکے تلے بٹھا خود کھانیکی فکر میں چلا بستی نزدیک دیکھی وہانسے میوہ تر و خشک لیا شیر مال
پنیر خرید کی پھر آیا شاہزادیکو کھلایا آپ زہر مار کیا جب پیٹ بھرا شیطان سر پہ سوار ہوا برے کام کا طلبگار ہوا اوسنے انکار کیا
ہاتھا پائی کی نوبت آئی شاہزادی بیقرار ہو کے چلائی ادھر شاہ خاور نیزۂ شعاعی چمکاتا جبروت دکھاتا افق مشرق سے
نمایاں ہوا اودھر ماہ بادل اغلاط ترسان لرزان گوشۂ مغرب میں پنہان ہوا نور سحر نے چمک کے رات کی سیاہی کو دور کیا تمام عالم کو
پر نور کیا اہل اسلام بہر نماز مساجد میں جانے لگے ہندو بتخانوں میں آنے لگے نسیم صبحگاہی کے جھونکے سے نئے نئے شگوفے
کھلانے لگے بلبلو نکے غول فرط خوشی سے چہچہانے لگے شہرزاد نے زبان تکلم کو روکا شہریار بستر راحت سے بکمال افسردگی
اوٹھا پھر تو کا تمام دن سرگرم انتظام رہا بعضو نکی بحالی و مجرمونکی سزا کا اہتمام رہا یہانتک کہ مہر جہانتاب نے دامن غروب
منہ پر لیا اور ساحرۂ شب نے چادر سیاہ کو سطح غبرا پر بچھا دیا شہریار با وقار محلمیں آیا شہرزاد کو یاد فرمایا کچھ دیر اکل و شرب کا
چرچا رہا پھر آرام کیا تھوڑی رات رہے چونکہ بیان داستان کا حکم کیا شہرزاد عرض پیرا ہوئی کہ شاہزادی کی گریہ وزاری
کام آئی خدا نے آبرو بچائی اتفاقات روزگار سے کشمیر کا شاہزادہ شکار کھیل کے پھر آتا تھا رونے پیٹنے کی صدا ای
دردناک جو گوش زد ہوئی سوارونکو دوڑایا اور خود بھی اوسی جگہ آیا دیکھا ایک عورت نوخاستہ صاحب حسن و جمال اور مرد
کریہ منظر زبون خصال باہم جنگ و جدال کرتے ہیں آپس میں لپٹے مرتے ہیں حال پوچھا مرد برہم ہو کے بولا یہ میری عورت ہے
آپکا دخل بیجا ہے شاہزادی نے کہا حاشا یہ جھوٹا ہے میں بنگالہ کی شاہزادی ہوں یہ حرامزادہ ساحر ہے جادو کے زور سے
مجکو یہاں لایا ہے یہ حال ہم پہونچایا ہے اوسکے چہرہ کی شوکت سے اس صاحب تمیز شاہزادہ کو یقین ہوا کہ جھوٹا یہ بدجوہر ہے اور سچی
یہ ماہرو ہے ایکسوار سے فرمایا عمل بد کی بادا ش میں اسکا سر تن سے جدا کر تاخیر نہ فرما کہ وہ بیدین تو اسفل السافلین کو پہونچا
شاہزادی کو ہمراہ سوار کر کے مکان پر لیگیا اوسی دم محل سرا تحفہ خالی ہوا اوسمیں اوتارا بیشتر خدمت خواصیں محلدار مغلانیان
جو جو سامان بادشاہزادیوں کے واسطے درکار ہوتے ہیں سب فوراً مہیا کر کے سوچا اسنے بیرو سے عقد کا اہتمام کیجیے کچھ
بدجمعی تمام عیش و آرام کیجیے شاہزادی یہ سامان دیکھ کے گھبرائی اور نکاح کی خبر بھی کانمیں آئی سمجھی وہی مثل ہوئی کہ از چنگال گرگم
در ربودی + چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی + کسی صورت سے آبرو بچاو جان حرمت پہ صدقہ کرو جی گنوا ہو پر نک اسکی وہیں رہی

آخر دل سے یہ صلاح ٹھہری مجنون بنجاؤ تنکے چنو کسیکو مارو کسیکو کاٹ کھاؤ ہزیان بکو سبکو گالیان سناؤ دفعتہً گریبان چاک کیا سر و روغنشہ بخاک کیا کسیکو گالی دی کسی پر تھوک دیا کسیکو مار کسیکو نوچ لیا خبطیونکا ڈھنگ سوچ لیا جب یہ صورت ہوئی شاہزادہ کشمیر نے اوسکے پاس کا آنا چھوڑا اوسنے آب و دانا چھوڑا حکیم طبیب بلا سیانے عامل ساحر جو جو ان فنون مین کامل تھے طلب ہو جھاڑ پھونک علاج معالجے ہونے لگے وہ کبھی ہنستی گاہ روتی تھی تمام رات نہ سوتی تھی یہ جملہ تو ناتمام سنئے دو اب جہان پناہ و فیروز شاہ کا حال سنو کہ بڑے کروفر سے فوج لشکر جلوس سواری سامان ہمراہ لیکے شاہزادی بنگالہ کے لینے کو چلا فیروز شاہ نے پیش قدمی کی جب در باغ پر آیا داروغہ نے یہ قصہ پر غصہ سنایا کہا حضور نے جسکو بھیجا تھا وہ اوسی گھوڑے پر سوار کر کے لیگیا یہ سنتے ہی نعرہ مار گریبان تا دامن پھاڑ صحرا کی سمت چل نکلا بادشاہ یہ خبر سنکے یا تو ہنستا آتا تھا خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا اب روتا ہوا دولت کو روانہ ہوا غرض تنگ دل دوز غم و الم کا نشانہ ہوا آخر فیروز شاہ بحال تباہ پھرتا کوہ و دشت طے کرتا سرزمین کشمیر مین پہونچا وہان جا بجا یہ چرچا سنا کہ ہمارے شاہزادے کے ہاتھ بادشاہ بنگالہ کی بیٹی آئی ہے جب عقد کا سامان ہونے لگا شاہزادی مجنون ہو گئی سر زد ہزیان ہونے لگا یہ صدا فیروز شاہ کے جب کانمین پڑی سینہ مین سانس اڑی سوچا کیا عجب ہے کہ اوسکے دلمین میرا خیال آیا ہو کمبخت نگار نے کیواسطے یہ سوانگ بنایا ہو شہر مین چلکے مفصل حال دریافت کرو اگر طالع یار بخت مددگار ہوا تو یہ خیال سچا ہوگا حاصل مدعا ہوگا بہرکیف افتان خیزان بے سر و سامان کشمیر مین داخل ہوا وہانکا چھوٹا بڑا اس حال سے آگاہ تھا جس سے پوچھا متفق اللفظ سب نے یہی بیان کیا دو تین دن کے بعد یہ حکیمونکی وضع بناکے در دولت پر آیا اپنی طبابت کا حال فن سحر مین کمال سبکو سنایا وہان تو اسکی تلاش تھی ہی تو نکی اسی پر معاش تھی کسی نے شاہزادہ کشمیر کے روبرو فیروز شاہ کو پہونچایا دم گفتگو سب کے روبرو اس نے اقرار کیا اگر ایک ہفتہ مین اچھا کر دون پچاس ہزار روپے کا سزاوار ہون گر نہ تو مین گردن زدنی سزاوار ہون لیکن شرط یہ ہے کہ سب حال ابتدا سے انتہا تک سنائیے اور مریضہ کی صورت دکھائیے یا چارہ کرونگا نہیں تو کنارا کرونگا شہزادہ نے راست راست بیکم و کاست کہدیا کہ ایک ساحر چوبی گھوڑے پر سوار کر کے جادو کے زور سے یہان لایا تھا مینے اوسکو قتل کیا شاہزادیکو چھین لیا جب عقد کی تیاری ہوئی شاہزادیکو جنون کی بیماری ہوئی فیروز شاہ نے پوچھا وہ گھوڑا کہان ہے میرے روبرو منگائیے جب وہ گھوڑا سامنے آیا دیکھتے ہی کہا یہ سحر کا بنا ہے مگر مجھے اسکو اچھی طرح دیکھنا ہے پھر حکیم صاحب کو شہزادیکے روبرو لیگئے نبض ہاتھ مین لی وہ گالیان دینے لگی انہوں نے کچھ پڑھ کے آگے بڑھ کے کانمین پھونکا وہ بیہوش ہو گئی

خاموش ہوگئی فیروز شاہ نے کہا پرسون پنجشنبہ ہے منادی ندا کرے جسکو عجیب غریب سانحہ دیکھنا ہو صحرا مین آئے
اور فوج کا حلقہ گھیرے گرد رہے کوئی اندر آنے نہ پائے غرضکہ بروز معین ہزارہا بندۂ خدا یہ سیر دیکھنے کو آیا گرد سپہ سالار نے
فوج کا پرا جمایا شہزادیکو غسل دلوا لباس و زیور لاکھون کا پہنا گھوڑے کو منگوایا گرد اوسکے عود و عنبر جلا کے عطر اگر
بہت سا گھوڑیکے جسم مین لگایا پھر شاہزادیکو گھوڑے پر سوار کیا پیچھے اوسکے خود سوار ہوا تمام عالم نگران تھا ہر شخص حیران
تھا کہ یہ کیا کرتا ہے فن سحر کیسا اداکرتا ہے دفعتہ بآواز بلند پکارا دیکھو مین شاہزادۂ ایران ہون یہ ہماری معشوقہ ہے اسکو ہم
لیے جاتے ہین ایسا کوئی ہے ہمکو لڑکے یا سر میدان نکل کے روکے فوج نے یہ سنکے چار طرف سے باگ اوٹھائی شاہزادہ نے
گھوڑیکی کل دبائی گھوڑا بچشم زدن آسمان پر پہونچا پلک مارتے نظرونسے غائب ہوگیا شرمندہ ہوکے سب برگشتہ
ہوے یہ بخیر و خوبی داخل خطۂ ایران ہوے اپکی آرزو خاص محللین و تراماں باپنے کہ فراق فرزند سے مغموم زندہ در گور تھے از سر نو
زیست پائی بہو بیٹے کے صورت نظر آئی اوسوقت کی خوشی لاائق دید تھی محل مین گویا عید تھی امیر وزیر ارکان سلطنت شہر
کے رئیس فوجدار جو جو ملازم سرکار تھے شاد و خورم ہوے نذرین لیکر در دولت پر پہونچے نذرین دین مبارکبادی کی صدائین
بلند ہوئین بادشاہ عالیجاہ نے فرط خوشی سے زر سرخ و سفید نثار کیا محتاج فقیرونکو غنی کردیا دم سحر بادشاہ نے
ہزارکرو فرنیک ساعت دریافت کر شاہزادیکا نکاح پڑھایا آرایش و نمایش مین لاکھون روپیہ صرف فرمایا خدام و اہل حرفہ
کو خلعت و انعام دیا فوجکی تنخواہ مین اضافہ کیا جب اس ہنگامے سے فرصت پائی بادشاہ بنگالہ کو نامہ لکھا ہدیہ گران بہا
دوستانہ روانہ کیا اوسمین یہ مژدہ تھا کہ بساعت سعید اوس گوہر ناسفتہ درج جہانبانی یعنی تمہاری بیٹی کو اپنے فرزند ارجمند
فیروز شاہ جو میرا ولیعہد و قایم مقام ہے اوسکے سلک عقد مین داخل کیا تمکو مبارک ہو بہر عنوان اطمینان کامل رکھو جب
اسطرحکی دو سلطنتین ایک ہوتی ہین رعایا برایا خلق خدا کیواسطے یہ باتین بہت نیک ہوتی ہین جسدم یہ نامہ
مع ہدیہ بیش بہا پہونچا بنگالہ کا بادشاہ یہ مژدہ سنکے نہایت خوش ہوا محل مین گیا شہزادیکی ماںکو یہ خبر سناکے مبارکباد
دی نوبتخانو مین شلک تہنیت سر ہوئی نوبتخانو مین خوشی کی نوبت بجنے لگی وہ محل جو دار المحن ہوگیا تھا غیرت
چمن ہوا تینون سے جہان گریہ بکا کا چرچا تھا چھوٹا بڑا وہانکا خندہ زن ہوا اسکے بعد سلطان والاشان بنگالہ نے
بہت سا سامان جہیز مع ہاتھی پالکی روانہ کیا کئی سو لونڈی غلام گھوڑے اور زر سرخ و سفید کے صدہا توڑے کہاتے
چوڑے کے جھنڈول سکھپال محافے رتھین مجھولیان خزانہ کے چھکڑے ہزارہا اونٹ اوسپر صندوق پٹارے اور

اسباب تصرف ہری قسم کا بھیجا اور جواب کا غذ سرخ طلائی پر تحریر کیا رابطہ و تحائف کا نقشہ جمایا ہندوستان تخمینہ ختم ہوئی مگر رات باقی تھی شہزادہ نے دوسری کہانی چھیڑ دی

حکایت تین شاہزادگان ہندوستان و شاہزادی حور خصال کی کیفیت ایک کی شادی اور دو کے ملال کی

زمانہ سابق مین ہندوستان کا جو فرمان روا تھا اوسکے تین بیٹے تھے فرزند اکبر کا نام نیر اقبال اوسط کا لقب بدر جمال اور سب سے جو چھوٹا تھا اوسکو پری پیکر کہتے تھے اس بادشاہ کی ایک بھتیجی تھی اوسکا نام حور خصال تھا حسن بے مثال تھا جب اوسکے باپ نے قضا کی مصلحت یہ ہوئی چچا کی کہ اپنے گھر مین الکے بیٹونکے ہمراہ پرورش کرنے لگا مثل اپنی اولاد کے سمجھنے لگا یہ تینوں لڑکے اور حور خصال سالہا سال یکجا بسر کرتے رہے ایک مکتب مین لکھتے پڑھتے رہے جبکہ وہ سب حد بلوغ کو پہونچے بادشاہ عالیجاہ یہ شیر وشکر گویا ہو گئے کوئی شاہزادہ عالی خاندان اور تین شاہزادیان والا دودمان کہین ٹھہرانا چاہیے کہ ان چارونکی شادی سے فرصت ہو خانہ آبادی کی بصورت ہو گردش چرخ کا اعتبار نہین خدا جانے کیا رنگ لائے آج کیا ہی کل کیا پیش آئے ایک خواجہ سرای قدیم نے بادشاہ کو تنہا پاکے عرض کیا ہی جو شاہزادونکی شادیکا خیال ہی انکا کچھ رنگ اور ہی عجیب حال ہی مثل سنتے تھے یک گز و فاختہ یہان مقام لاحول ہی تین گز ایک فاختہ کا ڈول ہی تینون شاہزادے حور خصال کے عاشق زار ہین شادی کے امیدوار ہین بادشاہ کو بڑی تشویش ہوئی کہا ایک کے ساتھ اگر شادی کردون دو تو جلائینگے کچھ بری حرکت اگر نہ کرینگے تو شہر سے ضرور نکل جائینگے اگر کسی غیر شاہزادے سے یہ امر ہوا تو یہ اوسکے دشمن جان ہونگے مار ڈالنے کا خیال ہوگا اوسکا زندہ رہنا محال ہوگا اسی سوچ مین شب و روز سر دھنتا تھا کچھ کسی سے نہ کہتا نہ سنتا تھا مدت مین ایک امر ذہن مین آیا اونکو بلاکے یہ سنایا کہ تم میرے لخت جگر نور نظر ہو ایک کو دوسرے پر فضیلت نہین میرے نزدیک برابر ہو مین حور خصال کی شادی کیا چاہتا ہون اور منظور یہ ہی کہ باہم تم مین ملال نہو عداوت کا خیال نہو وہ اس شرط پر موقوف ہی کہ تم علیحدہ علیحدہ سفر کرو اور سوغات میرے واسطے وہ لاؤ کہ بے مثل ہو آجتک کسی نے دیکھی کیا سنی نہو تاجر سیاح چرخ نے اپنی دکان پر جیسی ہو نور باف دہر نے زمانیکے کارگاہ مین بنی نہو اسمین جسکو فوق ہوگا شی نادر پیش کریگا اوسی کے ساتھ اسکا بیاہ رچیگا یہ اس بات پر راضی ہوے سامان سفر شام و سحر درست کرکے بقدر حوصلہ سرکاری خزانہ سے زر سرخ و سفید لیکے ماں باپ سے رخصت ہوے تینون بھائی باہم گھر سے چلے دفعتہ یکہ تاز سپہر بجمال شوکت و شان خنگ فلک پر نظر آیا پرچم شعاعی کی چمک نے دیو شب کو بھگایا فوجین سحر دی بجی تو پ چلی شہزادے حیرت سے بت بن گئی

شہریار بستر راحت سے اوٹھا عبادتخانہ کا عازم ہوا بعد ادای نماز تخت سلطنت پر جلوہ دیا وزرا و ارکان دولت بعد ادای تسلیم و زمین بوس مشغول کار ہوے ظالم مظلوم حاضر کیے گئے عدالت کا گرم بازار ہوا سزا پایا ہر بدکار گنہگار ہوا اسی عرصہ مین زمانہ نے رنگ بدلا تیرگی شب نے روز روشن کو چھپالیا شہریار محل عشرت مین آیا شہزاد کو طلب فرمایا کچھ دیر اکل و شرب کا چرچا رہا پھر آرام کیا جب تھوڑی رات رہی شہریار نے بیدار ہو کے بیان داستان کی فرمایش کی شہزاد گویا ہوئی آیکعالم اس بات سے آگاہ ہے کہ مسافر کے لیے راستے کی عمر کوتاہ ہے اون تینون شہزادون کا چلنے کے بعد ایک شہر مین گذر ہوا عجیب نقشہ مد نظر ہوا کچھ ایسے حساب سے اوسکی بنا ڈالی تھی نئی بات نکالی تھی کہ عقلمند شہر نامی ورا چھے تھے وہانسے بعد مین مساوی رکھے تھے چندے اوسکی سیر کر کے باہم مشورہ ہوا کہ مکان سے یہانتک ہم سب ساتھ آئے پھر گھر بھی ہمراہ ہو چلین اوسکی ترکیب یہ ہے کہ جو پھرے وہ اسی شہر مین آئے اور دونکے انتظار مین ٹھہر جائے جسدم فلک تفرقہ پرداز سبکو دوچار کرے مع الخیر بالاتفاق اپنے ملک کو چلین یہ امر باہم مستحکم کر کے وہم ایک دوسرے سے ملکے روانا ہوا انفرقے کا بہانا ہوا پہلے بڑے صاحب نیر اقبال جنکا نام تھا اونھون نے کشن گڈھ کی بہت تعریف سنی تھی کہ روم و شام مین یہ کیفیت اور فزوآبادی خلق کی کثرت مال اسباب نوادر روزگار کے انبار اصلا نہو نگے اوسطرف راہی ہوے تھوڑے عرصہ مین وہ مسافت طی کی مع الخیر شہر مین پہونچے آپنے تئین تاجر مشہور کیا سرآہ مکان بکرایہ لیا روز نئے نئے بازارونکی سیر کرنے لگا کبھی بزازونکا اطلس گلبدن جامدانی کامدانی زربفت کمخواب دیکھا گاہ جوہری بازار مین آیا یاقوت زمرد پکھراج ہیرا سب نے دکھایا کیسیدن شیشہ آلات کی دید رہی جھاڑ فانوس کنول چینی کے ظروف دیکھے اونکی گفت و شنید رہی تجارون سے رسم و راہ ہوئی جلسونمین بسر شام و پگاہ ہوئی ایکروز چوک مین بیٹھا تھا دلال قالین بیچتا آنکلا قیمت جو پوچھی تیس ہزار اشرفی بیان کی شہزادہ نے حیران ہو کے کہا ایک دری کو یہ بکتا ہے آسمین تکلف و وصف کیا ہے وہ بولا بندہ پرور وصف اگر سن پاؤگے زیادہ گھبر اوگے پہلا یہ مقدمہ ہے اسپر بیٹھ کے جہانکا عزم کرو ہوا سے پہلے پہونچو یہ سنکے نیر اقبال نے دل سے کہا الحمد للہ یہ مشقت سفر کی بیکار نگئی جس شی کی تلاش تھی وہ ہاتھ لگی فوراً دلال سے کہا یہ حال تو سنا مگر امتحان بھی ضرور ہے اوسنے جواب دیا بہت سہل ہے آپ کاروان سرا مین فرش کیجئے ہم سوار ہو کے چلیے قیمت وہان دیجیے شاہزادہ راضی ہوا دلال نے اوسکو بچھایا انکو بٹھایا خود بھی ایکطرف سوار ہوا تصور کی دیر تھی کاروان سرا مین داخل ہوا امتحان حاصل ہوا فورا

اشرفیان نکال کے دلال کو دین کچھ بطریق انعام عنایت کین وسکے کہا اس سے زیادہ کیا چیز دنیا مین عجیب ہو جو اور کوئی میرا بھائی
لائیگا میدان ہمارے ہاتھ آئیگا جب مطلب حصول ہوا سیر تماشے کا معمول ہوا چنانچہ ایک بتخانہ مین عجیب صورت کا بت مد نظر ہوا
کہ ہوش حواس کھو کے ہمنام اوسکا دیکھکر ہوا زمین سے دو گز اونچا معلق ہوا پر بتھا اور حلقہ چشم مین پتلی کی جگہ دو لال تھے بڑی
صنعت یہ تھی جدہر سے دیکھو برو برو ہو ہر طرف دو بدو رہو جب سب طرح کی دیکھا بھالی ہو چکی اوسی قالین پر بیٹھ کے وہان آیا
جہان سے تینون بھائی جدا ہوے تھے سرا مین قیام کیا بھائیون کے انتظار مین ہر صبحکو شام کیا اب بدر کمال جو انسے چھوٹا تھا
اوسکا حال سنو بھائیون سے جدا ہو کے چند عرصہ مین شیراز پہونچا یہ شہر ایران کا دار السلطنت تھا جن سوداگرون کے ہمراہ یہ سفر دور
دراز کیا اکثر کو ہمراز کیا اونکے باہم رہنے لگا سیر کرنے لگا عجیب غریب شہر دیکھا بازار نہایت خوشنما تھا شہر مین چشمہ ہای سرد
و شیرین رواں زن و مرد خوش لباس پیر و نوجوان تمام شہر گلزار ہر گلی کوچے مین بہار تھی تاجر تمام کروڑپتی لاکھونکا
لین دین اسباب مال اسطرح کا دیکھا جو کبھی نظر سے نہ گذرا تھا تمام شہر کی روز گشت ہونے لگی وہانکی ہوا فرحت خیز راہ کا
کسل کھونے لگی ایکدن ملک التجار کی دوکان پر بیٹھا تھا کانمین صدا آئی دیکھنے والو دیکھو کیا شی آج فلک نے تمکو دکھائی شہزادے نے
قریب بلا کے پوچھا بھائی کیا ہے وہ بولا خداوند دیکھنے کا تماشا ہے نام اسکا دوربین ہے فی الحقیقت اسم بامسمی ہے اگر نہ ارکوس کی
شی کا تصور کرو فورا نظر آئیگی دید کی حسرت نکل جائیگی قیمت جو پوچھی اوس نے عرض کی پہلے میرے کلام کا امتحان لیجیے
پھر مول ... شاہزادہ اپنی معشوقہ کا مشتاق تھا صدمہ دوری بہت شاق تھا اوسکا تصور کرکے دوربین مین دیکھا
بے تکلف خوش خصال نظر آئی خواصین بدستور دست بستہ کھڑی ہین سنگاردان سامنے دھرا ہے آرایش کا شغل ہے
آنکھین آئینے سے لڑی ہین دیکھتے ہی دنیا مافیہا بھولا عجب شگوفہ پھولا سوچا اس سے عجائب کیا چیز کسی کے ہاتھ
آئیگی جو مجھپر اوسکو ترقی ہو جائیگی جو میرا مطلب تھا بر آیا اب قیمت کا مذکور زبان پر لایا اوس نے پچاس ہزار اشرفی سنائی
شہزادے نے فورا دیکے کہا اپنے مفت مین یہ نادر چیز بڑی پائی یہ فراق سے بیتاب تھا بے خور و خواب تھا سبھوں سے رخصت ہو
ہندوستان کیطرف چل نکلا تھوڑے عرصہ مین اوسی کاروان سرا مین وارد ہوا بڑے بھائی کے پاس قیام کیا وہ جو سب سے
چھوٹا بھائی ہے ہی یکہ تھا وہ بھی دنیا کی دیکھ بھال کو سیر کرتا سمرقند مین وارد ہوا سرا مین قیام کیا دنکو چوک مین جاتا جو چیز
عمدہ نظر آتی اوسکو بغور دیکھتا دلخواہ و نادر کوئی شی نہ پاتا ایک مہینہ اسی جستجو گشت کوبکو مین گذر گیا ایک روز کچھ دن
باقی تھا کہ یہ چوک مین آیا کسی نے یہ فقرہ آواز بلند سنایا کہ یہ چیز لاجواب انتخاب ہے جسکی قسمت مین ہو اسکو پائے پھر سستا

کی خواہش ہو نظر سے گر جائے شہزادہ نے قریب بلا کے پوچھا میان کیا چیز ہی جو ایسی عزیز ہی اوس نے جیب سے
سیب نکال کے دکھایا اور وصف کا یہ جملہ زبان پر لایا کہ یہ وہ شی ہی کسیطرح کا بیمار ہو علاج سے طبیب تھکے ناچار ہوا وس وقت
اسکو سونگھائے اگر ہونٹون پر جان ہو کسیکو صحت کا نگمان ہو از سر نو زندہ ہو جاے قیمت جو پوچھی کہا بعد امتحان بیان
ہوگی قضا کی کار ایک مرد پیر شریف و نجیب مگر محتاج یہ سنکے بولے کہ ایک بندۂ خدا صاحب فراش ہی گور و کفن کی تلاش ہی اگر
ادہر آزماؤ گے جزا اسکے روز جزا کو پاؤ گے دنیا مین نیکنام ہوگا نیک ہی انجام ہوگا دلال راضی ہوا اوٹھا شاہزادہ کو
ہمراہ لیا مکان پر جو پہونچے رونے پیٹنے کے آواز گھر مین سے آتی تھی غل اسقدر تھا کہ بات نہ سمجھی جاتی تھی جو بزرگ
ساتھ لیگیا تھا اوس نے دستک دی پردہ ہوا اندر لیگیا اینے دیکھا بیمار کو چارپائی سے زمین پر اوتارا ہی نبض ساقط ہی ہوش
نہ حواس فقط سانس آتی جاتی ہی یہی سہارا ہی دلال سیب نکال کے جسدم سونگھاتا تھا ہر سانس دم مسیحائی تھی وہ سنبھلتا
جاتا تھا چار گھڑی مین گئی طاقت آگئی بھلا چنگا نظر آیا شاہزادہ سہو محو ہو گیا وہانسے نکل کے سیب کا مول پوچھا
ساٹھ ہزار اشرفی دلال نے بیان کی شاہزادہ نے کچھ کہا نہ سنا سرا مین ساتھ لا کے قیمت حوالے کر دی فخر سے کہا یہ سیب جو مینے
پایا ہی کسی نے دیکھا نہ سنا ہوگا کبھی کسی کے ہاتھ آئیگا نہ آیا ہی ایسا خوش ہوا کہ اوسیدن سامان سفر درست کیا دم سحر وطن کا
عازم ہوا اوسی کاروان سرا مین بعد طی منازل و مراحل آ پہونچا دونو بھائی انتظار مین بیقرار تھے ملاقات ہوئی اپنی اپنی کیفیت
سب نے سنائی دوربین جو دیکھی اسنے بھی شاہزادی کا تصور کیا وہ عجیب عالم مین نظر آئی کہ نفس چند باقی ہین عزیز اقربا سرہانے
بیٹھے روتے ہین خدمتگذار اپنی جان کھوتے ہین دوربین اسکے ہاتھ سے گر گئی مردنی چہرہ پر پھر گئی وہ سب حیران
ہوے کہا ماجرا کیا ہی جو اسنے دیکھا تھا وہی تک سبکو دکھایا جسنے دیکھا وہ غم رسیدہ دلگیر ہوا سب کا نقشہ تصویر ہوا چھوٹے
بھائی نے کہا اگر مین اسیدم وہان پہونچون اور شاہزادی کے جسم مین کچھ بھی دم ہے تو فوراً اچھا کر دون بیچ سے
بھائی نے کہا مین اپنے قالین کا وصف تمکو دکھاتا ہون اگر خدا نے چاہا گھڑی بجنے نہ پائیگی سبکو وہان پہونچاتا ہون
یہ کہکے قالین کو بچھایا اور بھائیونکو بٹھا لے اوڑا پلک سے پلک ہلنے پائی تھی کہ قالین نے بچھڑونکو ملا دیا ملکہ کے محل
پلنگ تک انکو پہونچا دیا خواجہ سرا محلدار پیش قدمتین اور جو وہان گریان نالان مبتلای رنج و الم تھے کوئی ہرجو
کسیکو سکتا ہوا گھبرائے کہ ہوا کیا یہ کون اور کیونکر آئے بعد تامل سب نے پہچانا بادشاہ کو خبر ہوئی وہ بھی روتا ہوا
آیا شہزادون نے بعد ادای تسلیم و قدمبوسی عرض کی آپ بدلجمعی تشریف لائیے پروردگار کی قدرت ملاحظہ فرمائیے

بادشاہ کرسی پر جلوہ گر ہوا چھوٹے بیٹے نے سیب جیب سے نکال کے شاہزادی کو سونگھانا شروع کیا وہ سیب عجیب سیب تھا تھوڑی دیر کے بعد ہوش حواس درست ہوئے شہزادی اوٹھ بیٹھی بادشاہ کو تسلیم کی شاہزادونکی تعظیم کی سب کا حال پوچھنے لگے چھوٹا بڑا جو جو حاضر تھا نقش دیوار تھا کہ یہ کیا اسرار تھا بادشاہ نے بیٹون سے سفر کا حال پوچھا ہر ایک نے اپنی سرگذشت کہکے اپنا اپنا تحفہ پیش کش کیا اور خواص سب کا مفصل بیان کر دیا بادشاہ نے فرمایا مین مطلب تمھارا سمجھا مگر شاہزادی کی صحت مین یہ تحفے مساوی ہین اگر دوربین نہ ہوتی تمکو صحت و بیماری کی کیفیت معلوم ہونا دشوار تھی اور جو قالین ہاتھ نہ آتا تو اتنا جلد کون پہونچاتا اور سیب نے اوسکی بیماری کے آسیب کو کھو دیا دوبارہ زندہ کیا لہذا سب برابر رہے اسمین کوئی کیا کہے لیکن اور دوسری ترکیب خیال مین آئی ہے آدمی پر اس کام کی بنا ٹھہرائی ہے وہ جو صحرا ہی وسیع ہے وہان چلکے تیر پھینکو جسکا تیر آگے نکلے وہ شادی کا سزاوار ہے تاہم کی خلش بیکار ہے آپس سب راضی ہو باطل قرار راضی ہوئے تھا ایک قدر انداز چرخ چہارم قوس کی کمان ہاتھ مین سنبھال تیر شعاعی سوفار سے تا پیکان و یکھبال میدان زنگاری مین لیس ہی تھا ماہ انجم سپاہ نے سہم سے گوشۂ مغرب کا رخ کیا فوراً آنکھون سے نہان ہوا اونکی وحشی کا جھگڑا ابروے آسمان عیان ہوا شہزادے نے خموشی اختیار کی شہریار ہر چند دری ہوا یہ چپ رہی آخر بوعدۂ شام قصہ کا اختتام ہوا داخل تختگاہ شہریار ذی احترام ہوا گو امور انتظامی مین مشغول رہا مگر دل ملول رہا گردش لیل و نہار سے گدا و شاہ سب آگاہ ہین یہی دور و تسلسل شام و بیگاہ ہین پھر شب ہوئی شہزادہ طلب ہوئی عرض کی وہ تینون شاہزادے منتظر سحر تھے تیر کمان اوٹھا کے حاضر ہوئے بادشاہ مع سپاہ سوار ہوا صحرا مین جا پہونچا پہلے بڑے صاحبزادے نے تیر لگایا بعد منجھلا صاحبزادہ روبرو آیا اسکا تیر بڑے سے بڑھ کر گیا سو قدم آگے گذر گیا پھر چھوٹا پری پیکر سامنے آیا بقوت تمام تر تیر لگایا عجب سناٹے سے خانۂ کمان سے نکلا کہ کہین پتہ و نشان اوس میدان مین نہ ملا ٹوٹکر تیر کیا بادشاہ نے منجھلے بیٹے کے ساتھ حور خصال کی شادی کر دی بڑا بیٹا ترک لباس کرکے فقیر ہو گیا کنج قناعت مین مسکن کیا اور چھوٹے نے لباس بدستور رکھا مگر شادی کے جلسے مین غیرت سے شریک نہوا الا اپنے تیر کی تلاش مین اکثر صحرا نوردی کرتا تھا جنگل مین دیکھتا پھرتا تھا

حکایت شاہزادہ پری پیکر و شاہزادی پری بانو کی

ایکدن شاہزادہ پری پیکر تیر کی تلاش مین دور نکل گیا ایک اونچے ٹیکرے پر تیر نظر پڑا نزدیک جو گیا تیر پتھر مین گڑا ہی نصف سما گیا ہی شہزادے نے دلسے کہا اتنی دور تیر کا آنا اور میرا پانا اسرار سے خالی نہین

لاوبالی نہیں چاروں طرف بنظر غور دیکھنے لگا ایک سمت دروازہ آہنی نظر آیا نزدیک جو پہونچا دفعۃً وہ کھل گیا دیکھا ایک
شاہزادی حسین ماہ طلعت مہر جبین لباس شاہانہ دربر خواصین غرق دریای جواہر ادھر ادھر ہمجولیاں ہیں وہ آفت زمانہ
نازوانداز مین یگانہ چلی آتی ہی اوسکی رفتار ناز پر آسمان کو چکر ہی زمین تھراتی ہی بمجرد نگاہ شاہزادہ نے آہ کی کلیجہ پکڑ
کے رہگیا مگر ضبط سے کام لیا دل مضطر کو تھام لیا یکایک اوسنے کہا ای شاہزادہ پری پیکر آئی
قدم رنجہ کیجیے کلبہ تار کو رخ انور سے روشن فرمائیے جسدم اوسنے نام لیا شاہزادہ کے ہوش جاتے رہے کہ یہ
اجنبی نہیں آشنا ہی معاملہ یہ کیا ہی غرض آگے بڑھا شاہزادی نے ہاتھ پکڑ کے سورۂ اخلاص پڑھا اور محل کیطرف چل نکلی
عمارت دیکھی شاہانہ در سے تا سقف و جدار جو شی تھی نادر زمانہ دلھن کی صورت ہر ایک کمرہ سجا سجایا شیشہ آلات کے
سوا جو جو ضرورت کی چیزین ہوتی ہین جابجا سبکو سلیقے اور قرینے سے پایا شاہزادہ نے کہا میری عقل حیران ہی
کارخانہ قدرت کا یہ سامان ہی پھر شاہزادی سے مخاطب ہو کے کہا پہلے یہ فرمائیے میرا نام جو آپکی زبان سے نکلا اسکا
سبب کیا ہی کیونکر گوش زد ہوا ہی وہ گویا ہوئی ؎ جو کہ تم پوچھتے ہو حال اسکا + تمنے کسطرح مجکو پہچانا +
کیا نہیں تمکو اس سے آگاہی + کہ نہین قوم جن سے کچھ مخفی + مگر یہ مکان آپکی نشست کے لائق نہین بارہ دری مین
چلکے آرام کیجیے یہ کیا سب حقیقت سن لیجیے جب یہ بارہ دری مین آیا وہان بہت سحر کا کارخانہ پایا نقرئی
طلائی چمکتی در و دیوار جواہر کی بیلین لاجورد کی پچی کاری الماس یاقوت زمرد کے پھول ہزار در ہزار ایک کمرہ
مین مسند شاہانہ بچھی تھی اوسپر بصد تکریم بٹھایا ؎ بیٹھا مسند پہ وہ خجستہ شعار + ہو گیا گرم پہلوے دلدار +
پھر یہ فقرہ سنایا آپ مجکو جانتے نہیں پہچانتے نہیں مین عرصہ بعید سے آپکو خوب جانتی ہون تمام کنبے کو
آپکے پہچانتی ہون پہلے میری رام کہانی سنلو پھر اپنی ابتدا سے حقیقت میری زبانی سنلو تمنے سنا ہوگا کہ
قبل از ظہور آدم علیہ السلام قوم بنی جان تمام تھی اور آجتک ہی بالفعل میرے والد بزرگوار کی سلطنت ہی
ساری قوم تحت حکومت ہی پری بانو میرا نام ہی بود و باش کا یہ مقام ہی بہت دنون سے مجکو تمہارا خیال
تھا فرقت کا ملال تھا اب اپنی سرگذشت سنو تم تین بھائی ہو اور تمہارے چچا کی خوش خصال بیٹی ہی اوسکی
کے سب فدائی تھے پھر اپنے باپ کی تجویز سے تم سب سفر کو گئے ایک نے قالین خریدا جو ہوا پر اوڑتا تھا
دوسرے نے دوربین لی جو جام جہان نما سے بہتر تھی اوسی نے وہ رقم چھین لی تم سمرقند مین پہونچے

وہ سیب بیٹنے تمکو بھیجا تھا جس سے تمنے اوسکو اچھا کیا تھا اگر مطلب حصول نہوا کسی کا یہ سب سے بہتر نہ تھا پھر بادشاہ نے تیر اندازی کا حکم دیا تیر کے دور جانے پر شادی ہونا مقرر ہوا بڑے بھائی کے تیر سے منجھلے کا تیر آگے نکل گیا جب تمنے تیر لگایا بیٹے اوسکو اوٹھا کے اس سے دیر سے بڑا الدیا اس خیال سے کہ تم اوسکی تلاش کو آوگے مجھسے ملجاوگے اب بدیدۂ غور و نظر انصاف سے مجکو دیکھو وہ جو تمھاری مطلوبہ ہی مجھمین اور اوسمین تمیز کرو دیکھو تو کون اچھا ہی کسکی معشوقانہ دلفریب ادا ہی شاہزادہ نے جواب دیا کہ مین بقسم کہتا ہون تم مین اور اوسمین زمین آسمان کا تفاوت ہی وہ ایسا حسن یہ پاکیزہ صورت یہ جاہ و حشمت کہانسے لائیگی تمھارے روبرو غیرت دا ہوگی تو کبھی نہ آئیگی اور مین نظر اول تمھارا عاشق زار فریفتہ و نثار ہوگیا ہون تمھاری صحبت ہفت اقلیم کی سلطنت سے بہتر جانتا ہون لیکن یہ خوف ہی کہ میری خاک سے پیدایش ہی اور تمھاری ابتدا آتش ہی ماں باپ عزیز اقربا سرکار کے یہ ملاقات کب گوارا کرینگے اپنی ذلت تصور کر کے خون ہمارا کرینگے شاہزادی نے جواب دیا اس بات سے دلجمعی رکھو ہماری قوم کا دستور ہی بالغ عورت جسکو پسند کرے وہی سبکو منظور ہی اور یہ رسم بہت خوب ہی دیکھ بھال کے جو کوئی کام کرتا ہی دوسرے کو کب بد نام کرتا ہی بوجہ اسکے تمام عمر نبہ جاتی ہی کدورت طرفین مین نہین آتی ہی یہ سنکے شاہزادہ نے اوسکا ہاتھ سینہ پر رکھا آنکھوں سے لگایا اوسکے الطاف کا شکر بجا لایا وہ بولی اس ہاتھ پکڑنے کی شرم تمھارے ہاتھ ہی مرنے جینے کا ہمارا تمھارا ساتھ ہی شہزادہ نے کہا ایجاب قبول ہوچکا نام ہی جو ہمارے تمھارے با تو نین ہو چکا اور بکھیڑا مولویونے لگا دیا ہی وہ نمود اور دکھانیکا ہوتا ہی قصہ سارے زمانیکا ہوتا ہی اوسکے ہونیکی ضرورت کیا ہی شرعی حکم اتنا ہی وہ جو مزاجدان مصاحب سن رسیدہ آتو محلدار مغلانیاں حاضر تھین نذرین پیش کر کے مبارکباد دینے لگین وہ دونوں کی بلائین لینے لگین طائفے حاضر تھے گانے ناچنے لگے دوسرے کمرے مین دستار خوان چنا تھا یہ دونوں اوٹھ کے وہان جا بیٹھے جہانکی نعمت برغبت کھانے لگے بعد فراغ جلسہ طعام و دور شراب ناب کا ہونے لگا حجاب کا پردہ دور ہوا اونکی کلفت کھونے لگا خواصین دست بستہ جو حاضر تھین آموختہ بجالائین اپنے اپنے مقام پر آئین دو چار باہر پردے کے منتظر طلب کھڑی ہوئین ملازمونمین خوشیان پھیلین بڑی ہوئین الغرض شبکو وہان آرام کیا دم سحر بصد کرو فر خواب راحت سے بیدار ہوے حمام جانے نہانے کو تیار ہوے شہزادی شرمائی مصاحبوں نے آنکھ چرائی داخل حمام ہوئی پرستانمین شادی کی خبر عام ہوئی یہ نہاکے جامے خانے مین آئے پوشاک کی کشتی منگائی نکھر کے عاشق معشوق مکانمین داخل ہوے کھانا چنا ہوا تیار تھا

نوش کیا غم عالم فراموش کیا اس اثنا مین پرستان کے طائفے نقال حاضر ہوئے کچھ پیر جلسہ ہا شاہزادہ نے بہت پسند کیا خلعت و انعام سکو دیا اوسدن سے شب و روز نئی تیاری ہوتی تھی و لکے ارمان نکلتے تھے سیر کو خانہ باغ مین پھرتے چلتے تھے پری بانو نے شاہزادہ پری پیکر کی اسطرح دلجوئی خاطرداری کی کہ ان بالکل محبت معشوقہ اول کی صحبت سہو محو دلسے ایکباری کی مگر گاہ گاہ شام و پگاہ باپکا خیال شاہزادہ کو آتا تھا دلمین کانٹا سا کھٹک جاتا تھا آخر کار ایکروز موقع پا کے شاہزادی پری بانو سے کہا کہ میرا باپ ضعیف ہے اور مجھسے بدرجہ الفت و محبت تھی ایکدم کی جدائی ناگوار ہوتی تھی بے دیکھے قبلہ عالم کے طبیعت بیقرار ہوتی تھی کئی مہینے کا عرصہ ہوا میرا حال اونکو معلوم نہین خدا جانے کیا حال ہوا ہوگا یقین ہے جینا محال ہوا ہوگا ان باتون سے پری بانو کو یقین ہوا کہ شاہزادہ فریب نہین کرتا ہے فی الحقیقت مجھ سے محبت رکھتا ہے باپکو دیکھ کے چلا آئیگا میری جدائی گوارا نہوگی بے دیکھے وہان رہا نجائیگا بخوشی اجازت دی کہا زیادہ دیر نہ لگانا جلد چلے آنا یہان تو جانیکی تیاری تھی پری کو بیقراری تھی دو کلمے یہ سنو کہ جسدن سے بادشاہ نے منجھلے بیٹے کی شادی خانہ آبادی کی تھی بڑے اور چھوٹے بیٹے کو دیکھا نہ تھا انکی جدائی سے گھبراتا تھا ہر دم نیا دغدغہ تھا کیا کیا خیال آتا تھا جب وزیرون امیرونسے یہ مقدمہ دریافت کیا بالاتفاق سب نے کہا کہ بڑے صاحب رشک کی باعث ترک لباس کر کے خانہ نشین عزلت گزین ہین چھوٹے مرشدزادے غریب الوطن ہوگئے شہر مین نہین ہین اسکے ورا اور کچھ معلوم نہوا بادشاہ ملول رہنے لگا اوس شہر مین ایک ساحرہ نزدیک و دور مشہور تھی وزیر اعظم اوسکو حضور مین لایا اوسکے کمالون کا مذکور بادشاہ کو سنایا حضرت ظل سبحانی نے روبرو بلا کے فرمایا مین فقط اس باتکا مشتاق ہون کہ پری پیکر زندہ ہے یا مرگیا اور جو زندہ ہے کسطور پر ہے کہان ہے مجھ سے پھر بھی ملاقات ہوگی طبیعت نگران ہے ساحرہ نے بہت دیکھ بھال کے عرض کیا کہ شاہزادہ پری پیکر راحت و آرام سے ہے بڑے اعزاز و احترام سے ہے سلطنت لازوال ملک مالا مال قبضہ مین آیا ہے لطف زندگی خوب اوٹھایا ہے مگر دو چار دن مین وہ آتا ہے الم مفارقت دور ہوا جاتا ہے یہ امر عجب ملاحظہ مین آئیگا میرے کمال کا حال حضور پر روشن ہو جائیگا بادشاہ مژدہ آمد فرزند سنکے خوش ہوا نقد و جنس دیکے رخصت کیا اور شاہزادہ کی ملاقات ہونے کے بعد اور عطا کا وعدہ دیا پھر وہی حملہ چھڑتا ہے کہ جب شاہزادہ پری پیکر پری بانو اپنی معشوقہ سے رخصت ہونے لگا اوسوقت اوس نے کہا یہ سب قول و قرار فیما بین ہو چکے ہین لیکن

اس نصیحت کو خوب یاد رکھنا کہ یہانکا حال عجائبات کی کیفیت میرا عقد مین لانا یہ مال و خزانہ جو تمھارے قبضۂ اختیار مین ہے اسکا ذکر کسی اپنے بیگانے سے نکرنا اور جو باہر لاؤگے انتہا کا رنج و ملال و صدمہ اوٹھاؤگے اسی پر قصہ مختصر کرنا کہ باسایش تمام صبح و شام اوقات بسر کرتا ہون جس سے گذر کرتا ہون یہ سمجھا کے بیس سوار پر نزاد بڑی چمک دمک کے جو کسی نے کبھی دیکھے نہ سنے تھے ہمراہ کیے گھوڑا سواری کو وہ دیا جو ابلق ایام نے باین گردش صبح و شام اوسکا نام نہ سنا تھا اور پوشاک وجواہر بھی ایسا پہنایا تھا کہ سر آرایان ہفت اقلیم کو خواب مین نظر نہ آیا تھا اور دو خدمتگذاروں کو حکم دیا کہ چپ و راست اشرفیون کے توڑے لیے نثار کرتے جائین کہ محتاج فائدہ اوٹھائین شہر وہانسے بہت فاصلہ پر نہ تھا اور پریزادون کا چلنا پہر بھر کے عرصہ مین شاہزادہ داخل ہوا جسکی نظر پڑی وہ بغور دیکھتا رہا سب دعائین دیدیکے کہتے تھے جل جلالہ کیا سازوسامان ہے عقل حیران ہے کہانسے شہزادہ کے ہاتھہ غیب کا خزانہ اور جنون کا کارخانہ آگیا ہے کہ خدمتگار اشرفیان لٹاتے ہین غریب غربا شہر کے فقیر محتاج آسودہ حال ہوتے جاتے ہین اسی سج دھج تزک و احتشام سے در دولت پر وارد ہوا ہرکارے و خبردار انسے پہلے اظہار حال کر چکے تھے وزیر امیر دوڑے بادشاہ بھی بیتابانہ تخت سے اوٹھا بیٹے کو چھاتی سے لگایا پہلو مین بٹھایا اودھر نور سحر کا طلوع ہوا شعاع مہر سے عالم پر نور ہوا اودھر ماہ باکروہ ثوابت و سیار فلک اطلسی سے کافور ہوا مجرہ مغرب مین مستور ہوا مؤذنون نے اذان کہی طایرون نے نغمہ سنجی سے صبح کی دھوم مچادی شہرزاد نے سکوت کیا شہریار عالی وقار راحت منزل سے برآمد ہوا وزیر امیر ارکان دولت تسلیم کرکے اپنے اپنے کام مین مصروف ہوے کاغذات مالی و ملکی پیش کیے تمام دن یہی شغلہ ہا سر شام دربار برخاست ہوا شہریار محل مین آیا شہرزاد کو طلب فرمایا جب سب کامون سے فرصت ہوئی کہانی شروع کی شہرزاد گویا ہوئی اوسوقت بادشاہ کی مسرت ارکان دولت کی بشاشت لائق دید تھی بادشاہ نے شاہزادہ پری پیکر سے سرگذشت پوچھی شاہزادہ پری پیکر نے عرض کی خدوی حضرت کے سامنے کم و بیش نہ بیان پہنچائیگا سچ سچ جو گذرا ہے اوسکو سنائیگا بعد شادی شاہزادی بوجہ محبت غیرت مقتضی اسکی ہوئی کہ اس شہر مین کسیکو صورت دکھانے مصلحت یہ ہوئی کہ کہین نکل جائیے یہ سوچکر ترک یار و دیار کیا تنہائی کا سفر اختیار کیا کچھ دور شہر سے بڑھا تھا پروردگار نے عنایت کی یہ دولت غیر مترقب ہاتھہ لگی بوجہ احسن اوقات بسر ہوتی ہے جس شے کی خواہش ہوئی فوراً موجود ہوگئی راحت و آرام مین شام سحر ہوتی ہے اس سے زیادہ بیان موجب

ہنگامے و فساد کا ہو قول استاد کا ہو حضرت کی قدمبوسی کا مشتاق تھا صدمہ مہاجرت سخت شاق تھا حاضر ہوا اور اگر آستان بوسی کا شرف حاصل ہوگا خرسند حضور کا دل ہوگا بادشاہ نے فرمایا اگر تمکو دیر ہو تو کیونکر ہم تمھاری خبر پاوینگے کس پتے سے کسیکو تمھارے پاس بھجواوین شاہزادہ نے عرض کیا یہ باتین افشاے راز کی ہین پیام غلام سے نہوگا بان جلد جلد آونگا صورت دکھاجاونگا تین دن وہان اوقات کی پچھتی ہین بسر دن رات کی چوتھے روز رخصت ہوا فرط شوق سے چار گھڑی مین پری بانو کے پاس پہونچا وہ تو ہمہ تن انتظار تھی بیتابانہ لپٹ گئی حال پوچھنے لگی آب دل پر نقش ہوگیا کہ شاہزادہ بدل ہمارا شیدا ہی دام الفت مین پھنسا ہی کہا اب ہمسے پوچھنے کی حاجت نہین ہفتے مین ایک روز چلے جایا کرو تیسرے دن پھر آیا کرو پھر گیا تھا شاہزادہ ہر بار نیا ٹھاٹھ بدل کے جاتا تھا موافق خوش ہوتے تھے منافقونکو رشک آتا تھا اور شہر مین داخل ہوکے اوسی طرح اشرفیان فقیرونکو لٹاتا تھا اہل حاجت کی تمنا برلاتا تھا وزیر اعظم سے دوسرا وزیر جو رتبہ مین کم تھا رشک و حسد کی باعث آمادہ فساد وہ بدنہاد بہردم تھا اور بادشاہ کبیر السن عقل کا دشمن کوسون دانشمندی کے کوچے سے دور تھا حماقت سے مجبور تھا ایکروز اوس کمبخت نے بادشاہ کو اکیلا جو پایا یہ فقرا جمایا حضور شاہزادہ کے تیور دیکھتے ہین غلام کو خوف آتا ہی کہ حضور کو گرفتار کرکے شاہزادہ جو تخت پر بیٹھے تو پھر کیا بن پڑے گا ہمسر اوسکا کون ہی جو لڑے گا مناسب ہی کہ غفلت مین ایسی سونیکی چڑیا کو صید کیجیے بے تکلف قید کیجیے بادشاہ پہلے تو چپ ہوا پھر دوبارہ کہنے سے راضی ہوگیا مگر بادشاہ کو اوس ساحرہ کا اعتقاد بہت تھا سب سے پوشیدہ اوسے بلا یا کہا کسی ترکیب سے اسکے حال کو دریافت کر یہ سامان جو کبھی کسیکو نصیب نہین ہوا شاہزادہ کہانسے لاتا ہی کون یہ بار عظیم اوٹھاتا ہی اوسنے جواب دیا چندے تامل کیجیے بہت جلد یہ حال کھل جائیگا پوشیدہ رہنے نہ پائیگا شاہزادہ کے آنے جانے کا دن تو مقرر تھا یہ سر راہ جا بیٹھی شاہزادے نے کبھی اسکی صورت دیکھی تھی نہ ایسے امور کا خیال تھا دغدغے سے فارغ البال تھا سواری جب قریب آئی یہ دعا دینے کے ہمراہ ہوئی خادم نے اشرفی پھینک دی یہ مکارہ تھوڑی دور باتین بناتی چلی جب اوس ٹیکرے کے قریب سواری پہونچی نظر سے غائب ہوگئی ہر چند چار طرف یہ دوڑی مطلق پتہ نشان نہ پایا کوئی باغ یا قصر و ایوان نظر نہ آیا اوسدن تو یہ خائف ناکام پھری جو دن شاہزادہ کے آنے کا تھا کچھ رات سے وہان آ بیٹھی آہ و نالہ کے دم بھرنے لگی بیمار کا حیلہ کرنے لگی یکایک شاہزادہ قریب پہونچا

اس نے سر پیٹا ہائے ہائے کا شور مچایا بسکہ وہ کریم رحیم تھا یہ غوغا جو گوش زد ہوا متاسف از حد ہوا گھوڑے کی باگ لی حال پرسی کی اس عیارہ نے لڑکھڑا کے آواز بیماروں کی بنا کے کہا خدا آپکو سلامت رکھے گھربار سے دور ہوں تپ شدید کے آنے سے ہوش و حواس جاتے رہے مجبور ہوں قدم اوٹھانیکی طاقت نہیں جگہ سے حرکت دشوار ہے کوئی سرپرست ہے نہ غمخوار ہے ایڑیاں رگڑ کے مرجاؤنگی یا کوئی درندہ کھا جائیگا یا چیل کوونکے حصہ میں گوشت پوست آئیگا کون ایسا خدا کا ولی مقبول بندہ ہے جو اس آفت سے بچائے گا یہ سنکے شاہزادہ کو اسکے حال پر رحم آیا خوف خدا کرکے ملازموں سے اوٹھوا لایا دروازہ پر پہونچا تھا کہ محل میں خبر ہوئی گھبرا کے پری بانو نکل آئی پوچھا خیر ہے شاہزادہ نے جواب دیا راہ میں یہ ضعیفہ مرتی تھی اولٹی سانس بھرتی تھی میرا جی دکھ گیا یہانتک لے آیا اب تمکو اختیار ہے یہ بیکس غریب بیمار ہے ایک تو کام یہ ثواب کا ہے دوسرے نام بھی جناب کا ہے پری نے کہا میں اسکی نگہبانی کو تا مقدور تیار ہوں آپکی یہ مرضی ہے میں فرمانبردار ہوں مگر بیمار حقوق خدمت بھول جاتا ہے جب اچھا ہوتا ہے اکثر بھلائی کا بدلا برا ہوتا ہے شہزادے نے جواب دیا ہم لله یہ کام کرتے ہیں ہماری نظر ہر دم بخدا ہے اجرت کے طلبگار نہیں خدمت کے خواہاں زنہار نہیں پھر کیا پروا ہے یہ کہکے گھوڑا اوٹھا اپنے والد ماجد کے حضور میں آیا یہاں پریزاد نے خواصوں سے فرمایا اس ضعیفہ کو دار الشفا میں لیجا کے اچھی طرح سے رکھو دوا غذا خدمت میں اگر قصور ہو گا تو برا قصور ہو گا قریب شام وہ پانی چشمہ شیر کا جو عجیبات کا فائدہ رکھتا ہے کیسا ہی مرض مہلک ہو فورًا دفع ہو جاتا ہے مریض جب اوسکو چکھتا ہے اسکو پلانا اور اولش ہمارا کھلانا خبر میں دیر نہونے پائے جو کیفیت گذرے ہمارے کانتک آئے صحت کے بعد تم لوگونکو انعام ملیگا اور کوئی عمدہ کام ملیگا دفعتہً فلک حربا خو نے رنگ بدلا زمانہ شعبدہ باز نے ڈھنگ بدلا سپیدہ صبح چمکا شفق نے مطلع کو گلگون کیا شہزادہ حیرت زدہ خاموش ہوئی گویا بت بن گئی عامل روز کی آمد سے ساحرہ شب ظلمتکدہ مغرب میں پنہان ہوئی تاریکی مٹی روشنی عیان ہوئی مساجد سے اذانکی آواز آئی طائروں نے نغمہ سنجی سے دھوم مچائی شہریار بستر راحت سے اوٹھا بعد غسل ملبوس شاہی زیب جسم کیا داخل ایوان سلطنت ہوا جعل و فریب کے جہان بنان کرنے لگا کسی کو نشر لکیسکو ہائی دی اسی شغلہ میں شام تیرہ انجام آپہونچی شہریار کی یہی تمنا تھی فورًا دربار برخاست کرکے محل کی راہ لی کچھ دیر اکل و شرب کا چرچا رہا پھر آرام کیا تھوڑی رات رہے جب نیند سے چونکا بیان داستان کا احکام کیا شہزادی نے دعا دیکے کہا کہ پری بانو کے حکم سے خواصیں اوس مکار پیرزال ساحرہ کو مکانات دکھاتی اوسکا دل بہلاتی

شفاخانہ مین لیگئین اور بہالی جوڑ مین رکھ کے چشمۂ شیر کا پانی پلایا یہ تاثیر اوسکی شاہزادی سے سن چکی تھی آت بھر دم چرائے پڑی رہی دم سحر اوٹھ بیٹھی اور اونسے کہا بی بی اللہ تمھارے مالک کا جاہ و حشم بڑھائے تم سبھونکا بھلا کرے اب مین بالکل اچھی ہون طاقت میرے جسم ناتوان مین آگئی مرض دور ہوا ملکۂ عالم کا شکر بجا لا نا ضرور ہوا میری طرف سے بعد تسلیم عرض کرنا آپکے صدقے مین مجکو صحت حاصل ہوئی توانائی بھی آگئی امیدوار ہون کہ حضور کی قدمبوسی کرکے اپنے بال بچونمین جاؤن اونکو دیکھون اپنی صورت دکھاؤن خواصون نے جاکے ملکہ پری بانو کے حضور مین عرض کیا ساحرہ طلب ہوئی اوس بارہ دری مین جہان ملکہ تخت پر جلوہ فرما تھی پہونچی اوسکی صفت کیا لکھون وہ جگہ کیا تھی نظم

پہونچتے ہی قصر طلسمات مین
نہ گرمی نہ سردی کی اوسجا سرشت
نظر آئی خوش قطع بارہ دری

چمک پاتی تارونکی فرقت مین
ہوا اوسکی مانند باغ بہشت
پریزادون سے تھی جو اکسر بھری

نہ تاریکی شب نہ خورشید و ماہ
مگر سحر کا کارخانہ تمام

فقط عالم نور وقت نگاہ
نہ تھا آدمی اوسکا اوسمین نام

ساحرہ تو اور مکانونکو دیکھہ کے سہو محو ہو چکی تھی ہوش حواس کھو چکی تھی بارہ دری کو دیکھہ کے بولی جل جلالہ کیا اوسکی قدرت کے کارخانے ہین دیکھنے والے دیوانے ہین بارہ دری ہی گویا پری ہی آسمان سے اوتار کے اس زمین پر دھری ہی اور جو قصر و ایوان و باغ ہی شداد کی عمارت مین بے شک اسکے داغ ہی مرد نگ فانوس جھاڑ و نمین شیشہ الآت کا نام ہی سراسر سونے چاندی اور جواہرات کا کام ہی یہ کہتی ہوئی شاہزادی کے قریب آئی صدقے ہوئی بلائین لین گرد پھری بہت شکر ادا کیا کہ آپنے رحم دلی سے مردیکو جلالیا وہ بولی نیکبخت خیر ہی یہ دنیا کے کارخانے ہین مرگ و زیست کا مالک پروردگار ہی اور سب بہانے ہین بوقت رخصت بچاس اشرفیان دیکے کہا اپنے لڑکونکو اسکی مٹھائی کھلانا اس سیر چشمی پر ساحرہ اور حیران ہوئی کہ ایک محتاج بے نوا کو اسقدر دیا نہال کیا خواصین آہنی دروازے پر لاکے قلعہ کی کچھ سیر دکھا کے کسی نے دوپٹہ کسی نے پاجامہ کوئی کرتی محرم دیکی ایک لبشتارہ ہو گیا اپنے گھر جب گئی بوجھ سے دب گئی دوسرے دن بادشاہ سے سب کیفیت بیان کی کہا وہ شاہزادی ہی پرستانکی جو اسپر مبتلا ہی یہ بھی اوسپر دل و جانسے نثار ہی شیدا ہی جب مکانات باغ اور اوسکے سامان زر و جواہر کا ذکر آیا بادشاہ کو دیوانہ بنایا کہا اللہ اللہ یہ دولت لازوال جواہر و لال پر اختیار رکھتا ہی چھوٹا بڑا اسکی اطاعت کا دم بھرتا ہی اور سیر چشمی اوسکی لونڈیونکی سنکے بادشاہ غلام ہو گیا ہوش حواس کھو گیا کہا پھر اس سلطنت کا لینا مجکو قید مین بند کردینا کیا مشکل ہی جب اوسکو ہر طرح کی قدرت حاصل ہی

ساحرہ کو رخصت کیا وہ جو شاہزادہ کی دشمنی مین تھے اونکو بلا لیا یہ سب سامان جاہ و حشم فوج کی کثرت جلوس کا
نوبت و نشان کوس و کورلو او بر حیم کا بیان کر کے تدبیر پوچھی سب نے قید کرنیکی مصلحت دی ساحرہ کا تو اعتبار ہو چکا
تھا دوسرے دن یہ شورہ اوس سے بیان کیا اوس نے جواب دیا یہ نری حماقت کی نشانی ہی اپنے ہاتھون خرابی
لانی ہی جسدم اسکو یہان قید کیا اور وہان اوسنے سنا فوراً چلی آئیگی سبکو خاک مین ملائیگی ایک متنفس بھی جان بر نہوگا
خاک سیاہ کیونکہ یہ گھر نہوگا دولت سب لٹ جائیگی سلطنت اوسکے قبضے مین آئیگی روکنے والا اونکا کوئی نظر نہین
آتا ہی یہ یاد ناحق گھر ہوا جاتا ہی جو مین ترکیب بتاؤن اوس پر عمل کرو یہ خیال موقوف رکھو بہت سی نادر چیزین جنکا
دنیا مین جواب نہین وہان کونسی شی ہی جو نایاب و انتخاب نہین بتدریج اونکو طلب کرو نہ وہ ہاتھ آئینگی نہ شاہزادہ
پائیگا غیرت دار ہی خفت کی باعث منہ نہ دکھائیگا یہ دغدغہ مٹ جائیگا بادشاہ نے اوسکی عقل پر تحسین کی اور
پوچھا پہلے کون سی شی طلب کرون اوس نے کہا شیرونکے چشمے کا پانی مانگو کہ وہ آبحیات ہی زیست کی کائنات ہی
یہ کہکے چلی گئی دوسرے روز شاہزادہ پری پیکر جو آیا بادشاہ نے بہت چاپلوسی کر کے اوسکا سوال کیا شاہزادہ
نے جواب دیا کہ یہ امر بہت دشوار ہی غیر کی چیز اور ایسی اور اسمین میرا کیا اختیار ہی آپکے فرمانے سے مانگونگا جو ہاتھ
آیا تو لایا حضور کے ارشاد سے انکار نہین کرتا مگر لانے کا اقرار نہین کرتا یہ کہکے رخصت ہوا شبکو خلوت مین اپنی معشوقہ سے
یہ ذکر کیا وہ بولی ہائی کیا چیز ہی مجھکو جان کا عذر نہین مگر دقت طلب ہی وہان شیرونکا بندوبست سب ہی خیر نقش
سلیمانی بازو پر باندھ کے جاؤ شیر اپنے سر جھکا لینگے گھڑا اوسمین سے بھر لاؤ یہ تکلف اوسمین ہی جسقدر صرف کروگے گھڑا تو
بھرا پاؤگے جبتک اوسکو زمین پر نہ بہاؤگے القصہ شاہزادہ آمادہ ہوا نقش سلیمانی کی برکت سے چشمے سے پانی
بھر لایا اور اوسکو اپنے باپ کے پاس پہونچایا سب دیکھ کے مع ساحرہ پانی پانی ہوگئے زیادہ دشمن جانی ہوگئے
کچھ دن ٹالکے ساحرہ نے کہا اب خیمہ طلب کرو کہ وہ ایسا ہو مٹھی مین آ جائے اور وسعت اوسمین یہ ہو کہ تمام لشکر
سما جائی اور راحت پائے بادشاہ عقل کے دشمن نے شاہزادہ سے وہ خیمہ طلب کیا اوس نے شاہزادی سے کہا
اوسکو تو شاہزادہ کی خاطر مد نظر تھی فوراً دیدیا اوس نے باپکی خدمت مین پہونچایا ہاتھ سے نکال کے طول و عرض
دکھایا کہ ایسے دو چار لشکر اوسمین آ جائین سوارون پیدل کی یہ صورت ہو کہ کوئی کسی کا پتا نہ پائین یہ تو دیکھ بھال کے
خزانہ مین بند ہوا بادشاہ کو چین نہ آیا درپئے گزند ہوا اب اوس ساحرہ نے کہا فی الحال یہ سوال کرو کہ ایک آدمی گز کا ہو

اور داڑھی تو چھین ہیں گز کی ہون جبتک وہ خود دکھول کے نہ دکھائے زمین سے لگنے نہ پائے اور ہاتھ مین وہ جریب
ہو جو بیس من کے قریب ہو انسانکی قضا جب آتی ہے پہلے عقل زائل ہو جاتی ہے تدبیر خلاف تقدیر ظہور پاتی ہے ایسے آدمی کا
بلانا ملک الموت کا بلانا تھا ہی سیدھا عدم کو روانہ ہوتا ہی اس مرتبہ شاہزادہ جو آیا بادشاہ نے تازہ سوال پیش کیا شہزادہ
سنکے سن ہو گیا کچھ جواب نہ دیا جسدم رخصت ہو کے پری بانو کے پاس آیا اوسنے شاہزادہ کو دیکھا حیرت کا پتلا پایا پوچھا
خیر تو ہے مزاج کیسا ہے سکوت کی وجہ کیا ہے شاہزادہ نے اپنے باپ کی نئی فرمایش کا قصہ سنایا وہ بولی کیون گھبراتے ہو یہ
کام بہت آسان ہے جسمین آپکی عقل حیران ہے وہ میرا حقیقی بھائی ہے یہ کیفیت خالق نے جسکو عطا فرمائی ہے مین بلاتی ہون
ابھی تمکو دکھاتی ہون تم تردد فی الحال نکرنا کچھ اور خیال نکرنا عجیب الخلقت اوسکا نام ہے کچھ فاصلہ پر وہ سلطنت کرتا ہے
بود و باش کا وہی مقام ہے یہ کہکے بہ تمنائی ملاقات خط لکھا اور ایک پریزاد کو دیا وہ چار گھڑی کے عرصہ مین وہان
داخل ہوا دیکھو تو تنہا وہی جریب ہاتھ مین آیا شاہزادہ کو دیکھکے بہن سے پوچھا یہ کون ہین اوسنے حال سب بیان
کرکے کہا مینے عقد انسے کیا ہے تم اُن دنون قلعہ کہربائی کی فتح مین مشغول تھے اسوجہ سے تمکو تکلیف ندی وقت اظہار اسکا
موقوف تھا وہ اوٹھ کے شاہزادے سے بغلگیر ہوا کہا مین آپکے ہونے سے آگاہ نہ تھا خالی ہاتھ آنے سے حجاب ہوا
تمھاری نذر مع الخیر گھر جاکے بھیجونگا یا پھر ملاقات کو آونگا ہمراہ لاؤنگا اب وہ کام بیان کرو جس واسطے مجکو جلد بلایا ہے
کونسا امر اہم سامنے آیا ہے پری بانو نے جوابدیا بھائی انکا باپ ہندوستانکا فرمان روا ہے اوسنے تمکو دیکھنے کو طلب کیا ہے
وہ بولا بہن ابھی تم مفصل حقیقت سے آگاہ نہین ہو نہ انکو معلوم ہو میرے شہر مین اسکی دھوم ہے سلطان ہند
رشک سے بیٹے کا عدو ہے عنقریب قید ہو یا قتل کرے اسکی جستجو ہے کئی وزیر مشیر اسکے بانی ہین ناحق عدوی جانی ہین ایک ساحرہ
ہے شوہر اوسکا میرے ملک مین رہتا ہے سب قصہ اوس نے بہ تبیین تذکرہ مجھ سے کہا ہے پانی کا مانگنا خیمہ کا طلب کرنا میرا دیکھنا
یہ شورہ سب اوسی جادوگرنی کا ہے مین جاتا ہون جو برسر حساب ہوا تو خیر ہے وگرنہ سبکو مٹا کے انکو تخت پر بٹھا کے
آتا ہون یہ کہکے شاہزادہ کو ہمراہ لے وہان جا پہونچا تمام شہر مین تہلکہ پڑ گیا جسنے یہ قد و قامت اور جسامت دیکھی
مرنیکی علامت سمجھا بہت بھاگ نکلے اکثر سہم کے قالب بیجان کیصورت جہان بیٹھے تھے بیٹھے رہ گئے زہرے پانی
ہوکے بہ گئے یہ دونو سالے بہنوئی بادشاہ کے روبرو آئے حضار دربار خوف سے تھرائے بعض سکتے کے عالم مین
حیران رہ گئے بادشاہ خوف سے آنکھین بند کرکے بھاگا اسنے جریب بڑھائی وہ کھینچکے سامنے لے آئی عجیب الخلقت نے

گردن پکڑکے آہستہ سے ایک اونگلی سر پر ماری کھوپڑی پاش پاش جسم قاش قاش ہوا روح عالم بالا کو سدھاری اسنے کھڑے ہوکے جب سب کو بلایا زلزلہ آیا بہتونکو خاک مین ملایا باقی ماندونکی شاہزادہ پری پیکر نے سعی کی کہ یہ سب بیگناہ ہین اس امر سے نہین آگاہ ہین پھر اونکی صدا آئی سب نے ازسر نو زندگی پائی وہ جو بڑے بھائی گوشہ گزین تھے اونکو تخت نشین کیا منجھلے بھائی کا مشاہرہ بیش قرار مقرر کردیا وزیر جوانکا تنخواہ دار تھا اوسکو وزیر اعظم کیا بے اندیشہ و غم کیا اس انتظام کے بعد دونو رخصت ہوکے پری بانو کے پاس آئے یہ سب داستان بیان کر لائے وہ دونو فرط مسرت سے بھائی پر نثار ہوئے بہت شکرگزار ہوے بقیہ زندگانی ہمیشہ کامرانی دونو نے بسر کی اور کوئی خواہش نہ رہی تمنا برآئی عمر بھر کی یکایک دھوم ہوئی سحر کی شہرزادنے کہانی مختصر کی کہا اگر آجکے دنکی شام ہوئی اور مین زندہ رہی یہ داستان تو تمام ہوئی مگر اور ایسا قصہ سناؤنگی کہ یہ گذری حکایتین دل سے بھلاؤنگی شہریار نے بوعدۂ شب اپنے امور ضروری سے فرصت کرکے دارالحکومت کیطرف قدم بڑھایا ارکان سلطنت کو چشم براہ منتظر پایا انھین باتونمین بادشاہ مقتول کے ماتم مین شب نے لباس سیاہ کیا بلند دود آہ کیا شہریار دربار برخاست کرکے محلمین آیا شہرزاد کو یاد فرمایا شب گذشتہ کا وعدہ یاد دلایا اسنے صحبت کا رنگ جمایا شہریار کیطرف ملتفت کرکے یہ قصہ سنایا

حکایت کیخسرو شاہ اور تین بہنونکا ایک کا منظور نظر بادشاہ ہوکے ملکہ پارس خطاب پانا دو کا رشک و حسد سے ملکہ کی اولاد کو مخفی نہر مین بہانا اتفاق کا بچہ جنکی شہرت بچانا بادشاہ کا غیظ مین آنا ملکہ کو قید کرنا ایذا پہونچانا

شاہنشاہ مطلق شاہ عالیجاہ کو صدہا برس سلامت رکھے دشمنونکو مورد ملامت رکھے زمانۂ ماضی مین شیراز کا بادشاہ عادل نیک خصال تھا بیٹا اوسکا جواد شجیع خوش اقبال تھا دنیا تو جگہ چھوڑ دینے کی ہے صرف چند ساعت دم لینے کی ہے آخر وہ رفتنی گیا اوس نے چھوٹا عزیز اقربا کو گریان نالان دیکھ کے مونہ موڑا وہی فرزند ارجمند تخت پر بیٹھا وزرا امیر رؤسا شہر حاضر ہوئے نذرین گذرین گذرین سکہ بنام کھدا منادی نے ندا دی شہر مین دہائی پھر گئی عیش و آرام کیا امورات سلطنت کا بخوبی انتظام کیا رعایا برایا کو احسن سے حلقہ بگوش کیا کہ سلطان گذشتہ کا زمانہ سب نے فراموش کیا از انجملہ ہفتے عشرے کے بعد وہ نیک نہاد لباس تبدیل کرکے مع وزیر اعظم شہر مین کوچہ بکوچہ گشت کرکے ہر ایک کے حال شادی و ملال سے خبردار ہوتا وقت کو بیکار نکھوتا حسب اتفاق ایک روز موافق عادت کے پھرتا تھا دفعتہ ایک گلی مین گذر ہوا کان مین صدا آئی اگر میری شادی بادشاہ کے نان پز کے ساتھ ہوتی عجیب غریب روٹیان کھاتی تمکو جلاتی یہ دروازہ کے قریب گیا دراڑ سے جھانک کے دیکھا کہ تین عورتین نوجوان

باہم بیٹھی ہوئی بات چیت کر رہی ہین جب وہ کہہ چکی دوسری بولی کہ میرا بیاہ سلطان کے خاص پز سے ہوتا تو جہانتک نعمتین وہ میسر آتین روٹی کی حقیقت کیا ہے مزعفر پلاؤ قورمے کباب کا ہے تیسری جو اونسے کمسن تھی مگر صورت شکل سلیقے گفتگو مین مزہ سب سے زیادہ تھا کہنے لگی تم دونون پست ہمت کم حوصلہ ہو جو نفرونکی تمنا کرتی ہو دلیل خواہش کا دم بھرتی ہو مین اگر بادشاہ سے منسوب ہون وہ طالب مین مطلوب ہون تو ایسا لال جنون کہ گوہر شب چراغ سے روشن ہو زیب انجمن ہو اگر روئے تو شاہک مسلسل موتی کی لڑی ہو جو وہ غنچہ دہن خندہ زن ہو تو پھولونکی جھڑی ہو بادشاہ اوسکی تقریر سنکے حیران ہوا اولاد کی تمنا مین ہمبستری کا خواہان ہوا وزیر سے فرمایا اس طرح کو بھول نجانا دم سحر ان تینون عورتونکو حضور مین لانا صبحکو وزیر اونکو ہمراہ لیکے حاضر ہوا بادشاہ نے ارشاد کیا رات کو تم سبکی تمنائین سن چکا ہون میرے روبرو جو تم اظہار کرو تو تمہارا مطلب بر آئے وہ کام ہو جائے دونو شرما کے گردن جھکا کے چپ ہو گئین چھوٹی بڑی چالاک تھی اوس نے سب حقیقت مفصل بیان کی اوسی وقت بادشاہ نے نانبائی و باورچی کو بلا کے دونونکا نکاح پڑھوایا چھوٹی کو اپنے عقد مین لایا محلین بھجوایا ملکۂ پارس خطاب دیا بڑا اعزاز و احترام کیا اسکی بڑی بہن اپنی قدر کے موافق نانبائی کی جورو بنی منجھلی بد باطن باورچن مشہور ہوئی اب حسد و رشک کی آگ مین جلکے بادشاہ کو بے لیاقت نا قدر کہنے لگین دن رات یہ دونو اس فکر مین رہنے لگین کہ کوئی ایسی ترکیب نکالیے بادشاہ کی نظر سے چھوٹی بہن کو گرا کے ذلیل و خوار کر ڈالیے لیکن نصیب اوسکا یار بخت مددگار تھا کچھ بن نہ آتا تھا مقدمہ برعکس ہوتا جاتا تھا اس عرصہ مین اوسکا حمل مشہور ہوا بادشاہ زیادہ متوجہ ہو گیا ساعت بساعت ترقی ہونے لگی شہر مین دھوم ہوئی یہ خبر سبکو معلوم ہوئی وہ دونو موقع پا کے مبارکباد کہنے آئین منت و لجاجت سے یہ کلمہ زبان پر لائین کہ خدا نے ہماری مراد پوری کی دلکی تمنا ملی امیدوار ہین کہ وضع حمل سے پہلے ہمکو طلب فرمایئے کہ جہانتک ہم ہوشیاری سے خدمت گذاری کرین احتیاط تمہاری کرین

عورتون کے تو مکر ہین مشہور ✤ منہ کی کھاتے ہین یہان یہ اہل شعور ✤

وہ بیچاری راضی برضا نظر بخدا رکھتی تھی راضی ہو کے اقرار کیا جب وہ وقت آیا ملکۂ پارس کو درد زہ شروع ہوا بہنونکو بلایا اپنا حال سنایا یہ کام بہت مین مصروف ہوئین قابلہ اور دائیون کو پاس آنے نہ دیا پہلے سے مشورہ ہو چکا تھا کتے کا بچہ پاس رکھ لیا تھا ملکہ کی آنکھونمین پٹی باندھ کے لڑکا چھنوایا چاند کا ٹکڑا پیدا ہوا دیکھتے ہی انکی آنکھ مین زمانہ سیاہ ہوا رشک سے بہت جل آئین

خود اُسے چادر مین لپیٹ پٹارہ مین بند کرکے محل مین جو نہر جاری تھی اوسمین بہا دیا وہ کتے کا بچہ مار کے سبکو دکھا دیا کہ ملکہ یہ جنی ہی عجیب الخلقت اولاد پیدا ہوئی تو اُسی ہنگامے مین بیچ محل سے بیضہ زرین نکلا دایہ شب نے چاند تارونکو سہ پارونکو چادر سیاہ مین لپیٹ کر چشمہ مغرب کیطرف بہایا دن نکل آیا شہرزاد نے سررشتہ تقریر کو حلقہ ناف کیطرح کاٹا شہریار کا دل وہ جاتا تھا فرمایا غضب کی جگہ قصہ ناتمام چھوڑا تقریر سے منہ موڑا اوسنے عرض کی اگر جان بچی اور شام ہوئی تو یہ داستان بوجہ احسن تمام ہوگی اودھر ملکۂ پارس کی بیکسی پر شام کالے کپڑے پہن کے داد طلب ہوئی امیر فقیر اپنے اپنے گھر مین گھر گھر کے مشغول خور و نوش ہوے خواب راحت سے ہمدوش ہوے شہرزاد کی طلب ہوئی باقی کا سوال ہوا کہ اوس بیگناہ پر کیا گذری کیا مآل ہوا اوسنے عرض کی بادشاہ یہ خبر سنکے غیظ مین آیا وزیر سے فرمایا جلاد کو بلا کہ جدا اوسکا سر تن کرے بے گور و کفن کرے وزیر ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگا پیر و مرشد یہ بیقصور ہی مرضی خدا سے مجبور ہی اکثر یہ معاملہ ہوا ہی کہ عورتین عجیب غریب بچے جنتی ہین کیا اپنے اختیار سے صورتین بگاڑ سکتی ہین ایسی باتون سے بادشاہ کی طبیعت کو صاف کیا آخر قصور معاف کیا وہ لڑکا بہتا ہوا باغ سلطانی مین جہان وہ نہر گئی تھی پہونچا قضا سی کار داروغہ باغ نہر کی کیفیت دیکھ رہا تھا پٹارہ نے قریب جو آئی اوسنے پانی سے نکلوائی جب اوسے کھولا ایک سہ پارہ کپڑے مین لپٹا پایا یہ لاولد تھا لڑکے کی تمنا دن رات رہتی تھی عنایت پروردگار سمجھ کے گھر مین لایا بی بی کو سونپا اوسکو بھی عید ہوئی فوراً دائیان طلب ہوئین انا چھوچھو ملازم سب ہوئین بہت اہتمام سے پرورش ہونے لگا وہان بادشاہ جو ملکۂ پارس سے ہم بستر ہوا حمل رہگیا اب دوسرے لڑکے کی آمد ہوئی پھر وہی دشمن جو بلائی گئین لڑکا جنوانے لگین کسی کا خیال برائی کیطرف نہ جاتا تھا کہ خالہ بھانجے کا ناتا تھا جب وہ دو تو وضع حمل کیوقت آئین اپنی بد باطنی کی حرکت عمل مین لائین اوس سہ پارہ کو بھی بدستور کپڑے مین لپیٹ اور پٹاری مین بند کر اوسی نہر مین چھوڑ آئین اور کہا اس مرتبہ بلی کا بچا ہی دیکھ لو ہمارا قول سچا ہی اتفاقاً وہ بھی داروغہ کے ہاتھ آیا اور کسی نے نہ پایا داروغہ اپنے گھر لایا پرورش کا زیادہ سامان بڑھایا اس بار بادشاہ سنکے خونخوار ہوگیا اور خود قتل کرنے پر آمادہ ہوا مصمم یہ ارادہ ہوا پھر وزیر امیر صغیر کبیر شفاعت کو اوٹھ کھڑے ہوے بہت سی حکایتین سنائین خوف خدا سے ڈرایا خون ناحق کا انجام برا سمجھایا بادشاہ کو رحم آیا اب تیسرے حمل کی باری ہوئی بڑے دھوم کی تیاری ہوئی وہی مکارہ بدکردار پھر جچہ خانے مین شریک حال جات

کمال ہوئین اس بار لڑکی پیدا ہوئی آفتاب اوسکی صورت دیکھ کے محجوب ہوا سمت مغرب منہ چھپا کے غروب ہوا وہ حرامزادیان
مشتاق ہو چکی تھین اوسی طرح سے اسکو بھی کٹہرے مین باندھ کے نہر مین بہا دیا اور چھچھوندر پیدا ہونیکا غل مچا دیا داروغہ تو جاٹ پر
لگ رہا تھا صبح و شام ہر روز نہر پر آتا اور باغبانونکو تاکید کر جاتا کہ جو کوئی شی نہر کے ذریعہ سے کسیکے ہاتھ آئے فوراً ہمارے پاس
لاوے مورد انعام ہوگا اور چھپانے مین قابل سزا لائق کلام ہوگا یہ لڑکی بھی داروغہ کو ملی اوسی گھر مین یکجا صبح و مسا رہنے لگی یہان
کیفیت گذری کہ بادشاہ نے بصورت غصہ مین بھرا تاج سلطانی سر پر سے دھر اکہا اب جیتا نچھوڑونگا قتل سے منہ نموڑونگا
پھر چھوٹا بڑا دست بستہ سمجھانے لگا بیوجہ خون کی حکایتین سنانے عتاب الہی سے ڈرانے لگا آخر پر گفتگوی بسیار و منت
بے شمار یہ صلاح ٹھہری کہ قفس آہنی خاردار بنے جسمین ہاتھ پاون ہلانے کی جگہ نرہے اوسمین بند کرو ہر روز نئی ایذا دو
جان تو بچ گئی مگر عذاب عظیم مین وہ بیگناہ پھنسی اور وہ لڑکے بسن تمیز ہوے داروغہ کو بہت عزیز ہوے بڑی
دھوم سے بسم اللہ ہوی معلم ادیب خوشنویس حکیم طبیب فاضل سب ملازم ہوے یہ پڑھنے لکھنے لگے دنیا کے عمدہ
کسب اور فن سیکھے تھوڑے دنونمین ذہن کی جودت سے علوم و فنون مین کامل ہوے منطق ہیئت ہندسہ رمل
نجوم حکمت مین یہ دستگاہ ہوی کہ طبیبان تجربہ کار یکتای روزگار جو تھے اونمین شامل ہوے پھر سپہ گری کا
فن سیکھا بانک پٹا بندوق برچھا گھوڑے کا چڑھنا گھٹنا بڑھنا تیر اندازی نشانہ بازی مین مشق بہم پہونچا کے نادر
روزگار ہوے جن جن سے یہ کام سیکھا تھا اونکے بتانے باریکیان دکھانے کو تیار ہوے لڑکون کے
حال پر یہ عنایت کردگار ہوئی کہ علم فضل عقل شعور مین بیمثال ہوے ہر فن مین باکمال ہوے تو تینون مہ سیرتین اطرحکی
جو دیکھتا تھا شیدا ہوکے نثار ہوتا تھا قربان صدقے ہزار بار ہوتا تھا داروغہ دولت دنیا سے مالا مال تھا فقط
لاولدی کا ملال تھا وہ خالق نے ایسی عطا کی کہ دیکھی نہ سنی اونکے رہنے کو شہر کے باہر عمارت عالیشان
شاہانہ مکان بنوایا بارہ دری لوانخانہ اصطبل فیلخانہ پائین باغ رمنہ بہت بڑا ہزارہا جانور اوسمین چھوٹا جب جی
گھبرائے شکار کھیلین دل بہلائین فن سپہ گری کی مشق کرین تاکہ بھول نجائین اور نام بھی انکی صورت دیکھکر عجب
دلچسپ رکھے بڑے کا نام بہمن چھوٹے صاحب پرویز مشہور ہوے بہن انکی مہرہ جبین رشک لعبت چین
یہ نام سنکے سب مسرور ہوے فلک سفلہ شعار ہر دم تازہ رنگ لاتا ہے کبھی صبح مسرت گاہ شام غم دکھاتا ہے
پہلے داروغہ کی بی بی نے قضا کی سبھونے انتہا کی بکا کی کہ یہ داروغہ اور اوسکی بی بی کو بے شبہ و شک اپنا ماں باپ

جانتے تھے صغر سن کے پلے تھے انھین سے ملے ہلے تھے حقیقی ماں کی آغوش مین جانیکی نوبت نہ ہوئی تھی انھین کی گود
مین آنکھ کھلی تھی کچھ دنون پیچھے داروغہ کی نوبت آئی بادشاہ کی ملازمت بھی انہون نے پائی اب یہ بے یار و غمگسار لیل و
نہار بسر کرنے لگے مگر بہن نہایت عقیلہ تھی سوجھ سے اُسکی ہی پر اُنکا دارمدار تھا اجرای کار تھا یہانتک کہ بے اوسکی صلاح
گھر سے باہر قدم نہ بڑھاتے تھے جبتک اجازت نہ پاتے تھے اب گاہ گاہ کوہ صحرا مین بھی جاتے شکار کھیل کے چلے آتے
ایکبار دونو بھائی شکار کھیلنے گئے تھے زہرہ جبین گھر مین اکیلی تھی دفعتًہ ایک پیر زال خجستہ خصال برقع سر سے پاؤن تک
ہزار دانے کی تسبیح ہاتھ مین خدا اور رسول کا ذکر بات بات مین پیرونکی عصا ضعیفی کی لغزش کا سہارا دروازے پر آئی خواص
سے کہا چار رکعت نماز کی اجازت چاہتی ہون مکان کے مالک سے لا دو وقت تنگ ہو گیا ہے دغدغہ نماز قضا ہونیکا ہے
اوس نے اندر آکے مفصل اوس ضعیفہ کا حال نماز پڑھ لینے کا سوال زہرہ جبین سے کہا کبھی اس وضع کی عورت اوس نے
نہ دیکھی تھی روبرو بلا لیا خود اوٹھ کے سلام کیا پھر یہ کلام کیا خانہ خانۂ شماست تشریف لائیے وہ تخت بچھا ہے جانماز
تسبیح کنٹھہ سجدہ گاہ موجود ہے جس طریقے پر منظور ہو بسم اللہ اوس نے بلائین لیکے دعا دی نماز مین مشغول ہوئی
بہت رجوع قلب خشوع خضوع سے عصر کی چار رکعتین تمام کر کے کچھ دیر وظیفہ پڑھا پھر سلام کر کے رخصت
چاہی جانے کا ارادہ کیا زہرہ جبین نے کہا ای مادر مہربان آپکی تشریف لانے سے مکان و مکین کو افتخار حاصل ہوا
ہمارا سرفراز دل ہوا خدا جانے کس عرصہ سے دولتخانہ چھٹا ہے دن اب تھوڑا ہے کچھ تناول کر کے جانا جلدی کیا ہے اور ابھی
بھی کہین ہوا ہے یہ کہہ کے خواصونکی طرف دیکھا وہ سب تعلیم یافتہ تھین فورًا کمرہ مین دستار خوان بچھایا شیر مال کباب
پنیر دو چار قسم کی مٹھائی اوسے پیش کی وہ خود بھی آبیٹھی ہاتھ دھلوائے کھانا کھلوایا پھر خواصون سے فرمایا آپکو مکانات
اور باغ کی سیر کراؤ سب دکھلاؤ یہ عصا ٹیکتی سب کچھ دیکھ کے پھر آئی بارہ دری جو باغ مین دیکھی تھی اوسکی بہت
تعریف سنائی کہا صاحبزادی خدا آپکو صد و سی سال سلامت رکھے اس سن و سال مین یہ خلق محبت خوش چشمی و مروت
دیکھی کیا سنی نہ تھی نہ ایسی عمارت نہ باغ نہ اسطرحکی سجی سجائی بارہ دری چشم فلک نے دیکھی ہو گی زہرہ جبین نے
کہا یہ تو تمنے اپنی عنایت و خاطر سے فرمایا اب بلا رو رعایت کہیے ایسی چیز کوئی جسمین یہ بیمثال ہو جاتے
درکار ہے یا نہین وہ بولی کہ جو کچھ مکان کیواسطے درکار ہوتا ہے وہ سب سلیقہ و قرینے سے جا بجا ہے مگر ایسے
مکان اور اسطرحکے شائق کیواسطے تین چیزین ضرور درکار ہین پہلے مرغ خوش صدا جسکو بلبل ہزار داستان

کہتے ہین اوسکی آواز سنکے کوسون سے جتنے جانور بولنے والے ہین جمع ہوجاتے ہین چہچہے مچاتے ہین دوسرا درخت گانے والا ہوا کی تحریک سے پتے اوسکے باہم جب ملتے ہین تو ارگن کی آواز شرماتی ہی دھرپت خیال ٹپے غزل کی کیفیت کانون آتی ہی تیسرا سونیلے رنگ کا پانی اگر ایک بوند اوسکی کسیے بڑے برتن مین جیسے لگن یا تسلہ مین ڈالدو فوراوہ لبریز ہوجائے اور دس بارہ گز وہ پانی فوارے کیطرح جہندہ ہو مگر ایک قطرہ اوس ظرف کے باہر نگرے سبکو کیفیت نظر آئے زہرہ جبین نے پوچھا یہ تو فرمائیے یہ چیزین کہان ہین کسطرح سے میسر آئین کیونکر یہان پہونچ جائین اوسنے کہا یہانسے دو مہینے کی راہ شمال کیجانب کوئی شخص جائے جب ساٹھ دن گذر جائینگے اور تیسرے مہینے کا پہلا روز ہوگا ایک شخص سن رسیدہ گرم و سرد زمانہ دیدہ ملیگا اوس سے اگر پوچھے گا وہ سب مفصل حال بتا دیگا یہ کہکے وہ تو چلی گئی زہرہ جبین کو کد ہوئی کہ جان رہے یا جائے مگر یہ چیزین ہم ہونچانے اسی سوچ مین بیٹھی تھی بھائی اسکے شکار کھیل کے جو آئے بہن کو مشوش دلگیر دیکھ کے گھبرائے بہمن نے پوچھا بہن خیر ہی کیا ماجرا ہی افسردگی وملال کا باعث کیا ہوا ہی وہ ٹالنے لگی جب قسمین دین تو اوس نے سب حقیقت بیان کی بہمن نے کہا تم پریشان نہو اگر زیست باقی ہی تو ہم اوسکو لائینگے دم سحر بہر تلاش ضرور جائینگے پرویز گویا ہوا بھائی صاحب تم بڑے ہو گھر کی رونق تمھارے دم سے ہی تم آرام کرو مجھے اجازت دو بہمن نے جواب دیا کہ بھائی گو تم چھوٹے ہو مگر عزم بڑا رکھتے ہو جاؤگے یہ چیزین لاؤگے مگر میری غیرت کیونکر قبول کریگی کہ مین گھر مین بیٹھ کر آرام کرون اور تمکو وہ صحرا کی صعوبت اوٹھانے دون الغرض بعد نماز صبح سفر کی تیاری ہونے لگی زہرہ جبین رونے لگی کہا گو مجکو اون چیزون کا اشتیاق ہی لیکن تمھاری جدائی سخت شاق ہی مین اس خواہش سے درگذری تم نجاؤ بہمن نے جواب دیا خدا پر نظر کرو کسی بات کا دل مین خوف نہ خطر کرو زندگی باقی ہی تو مع الخیر جلد آتا ہون تمھاری فرمایش لاتا ہون یہ قرولی میری اپنے پاس رکھو جب میرا حال دریافت کرنا منظور ہو اسکو دیکھنا اگر بدستور صاف شفاف نظر آئے سمجھنا مین زندہ صحیح سالم ہون اگر اسمین خون ہوگا تو میرا حال زبون ہوگا اسطرح بہن کی دلجمعی کرکے بہمن توکل بخدا روانہ ہوا بخط مستقیم بیخوف وبیم چل نکلا وقفہ فرانہ ہوا جب ورست مرٹکے نہ دیکھا تنہائی کا اندیشہ نکیا جب سفر مین دو مہینے تمام ہوے دم سحر دامن کوہ پر نگاہ جو کی ایک انسان بہیئت حیوان نظر پڑا سر کے بال قدمبوسی کرتے تھے داڑھی مونچھون کے بال ناف سے نیچے گذرتے تھے پلکین آنکھین بند کرچکی تھین بھوین پلکونسے گذر چکی تھین

یہ اوسکے قریب پہونچا بہت جھک کے سلام کیا اور یہ کلام کیا کہ آپ کتنے دنونسے اس وحشت افزا صحرا مین مقیم ہین یہان
کوسون سے آدمی کی پرچھائین نظر نہین آتی ہی کیا تنہائی سے طبیعت نہین گھبراتی ہی فقیر نے کہا بابا برسون ہوئے ہین
رنج اوٹھا کے کنارا کیا ہی دد و دام کی صحبت مین گذارا کیا ہی خوب مجکو یاد ہی انسانکی ملاقات مین لاکھ طرحکا فساد ہی
اب آپ رنج سفر اوٹھانیکا اس دشت پر خطر مین تشریف لانیکا سبب بتائین حقیقت واقعی زبان پر لائین ہمن نے کہا حضور پر
سب کھلا ہی میرے اظہار کی حاجت کیا ہی فقیر نے کہا اگر مجھ سے پوچھتے ہو سیدھے گھر کی راہ لو ادھر رخ نکرو ہزارون
خستہ تن غریب الوطن اس پہاڑ پر بے گور و کفن کھڑے ہین غفلت کے پردے آنکھون پر پڑے ہین دیدہ و دانستہ
اپنے خون مین ہاتھ نہ بھرو اور فقیر کو اس مظلمہ مین شریک نکرو یہ تمنا بیجا ہی دل سے دور کرو اپنے زور بازو پر نہ غرور کرو
ہمن نے کہا شاہ صاحب اس قصد پر یار و دیار کو چھوڑا ہی اپنے بیگانے سے منہ موڑا ہی بغیر اون چیزون کے خالی پھر کر
ہرگز نجاؤنگا کسیکو صورت ندکھاؤنگا اس ارادہ مین جان جاتے تو خوب ہی گھر واپس جانا نامرغوب ہی فقیر نے دیکھا کہ یہ
شاہزادہ عالی تبار ہی بڑا غیرت دار ہی جان لڑائیگا ناکام نجائیگا پھر کہا بابا خیر خدا مددگار ہی تو بیڑا پار ہی اگر فقیر کے
کہنے پر عمل کروگے وہ پاؤگے اور جو بھول گئے پتھر ہو جاؤگے اجتک جو ادھر آیا ہی جسنے بہر کیف اوسکو سبق پڑھایا
ہی اونھون نے غصہ کو نہ روکا آپ دنیا سے گذر گئے فقیر کو ناحق بدنام کر گئے بگوش دل سنو اور یاد رکھو جب پہاڑ پر پہونچنا
گذر ہوگا چار طرف سے شور و غوغا بیشتر ہوگا آخر گالیونکی نوبت آئیگی اگر گردن تمہاری پھر جائیگی ہمہ تن سنگ سیاہ
ہو جاؤگے بیکار ہو کے پچھتاؤگے اور جو پنجرے تک بلبل کے پہونچ گئے سمجھے مجاؤگے درخت اور پانی لیکے
مع الخیر پھر آؤگے ہمن نے کہا ہی ہادی تمہارے فرمانے پر قدم بقدم جاؤنگا کوئی کچھ کہے گردن نہ پھراؤنگا یہ سنکے
اوسنے جیب سے گیند پر زر نکالکے اوسکے روبرو پھینک دیا اور کہا یہ جس طرف جائے تم اسکے پیچھے پیچھے چپکے
چلے جانا جب پنجرے تک گذر ہوگا پھر وہ چیزین بھی تمہارے ہاتھ آئینگی حسرتین نکل جائینگی لو خدا حافظ و
نگہبان ہی سخت امتحان ہی دفعتہ مرغ زرین فلک چارم نے آشیانہ شرق سے باہر آنے کو پر تولے [illegible]
سحر و دورباش کے نعرے بولے نوبت نوازون نے نکورہی شہنا سے الاپا بھیرون کی صدا پیدا ہوئی
موذن نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا ماہ فلک اطلسی نے سدھارا شہزادہ بلبل کی روش چہک رہی تھی دفعتہ زبان بند کی
شہریار کی طبیعت کلفت ہوئی مجبور بستر راحت سے اوٹھ کے عبادتخانہ مین آیا بعد حمد و ثنا سجدے مین سر جھکایا

جب نماز و وظیفہ سے فرصت ہوئی اورنگ سلطنت پر جلوہ گر ہوا متوجہ عدل و انصاف سربسر ہوا زمانہ نیرنگ ساز نے
پھر رنگ بدلا روز روشن کو چادر سیاہ شب مین چھپالیا شہریار عشرتکدہ مین تشریف لایا شہزادکو یاد فرمایا پہلے اکل و شرب کا چرچا ہوا
پھر الم کیا جب رات تھوڑی رہی داستان گذشتہ کے بیانکا حکم دیا شہزاد نے زبان معجز بیان کھولی بعد دعا و ثنا
بولی ہمن حسب ہدایت اوس ولی اللہ کے گیند کے پیچھے چلا جدھر وہ جاتا تھا ہمن اوسکے ساتھ چلا آتا تھا
یکایک وہ ٹھہر گیا ہمن گھوڑے سے نیچے اوترا یا وہ گیند کے ساتھ پہاڑ پر چڑھا **نظم**

جو درویش کا گیند ہادی ہوا	ارادہ کیا ساعت الکوہ کا	ہوئی کوس بھر کی چڑھائی مجھے	تو دیکھا وہان اور ہی رنگ ہے
وہ سبزہ وہ آب روان وہ فضا	جنون زا شگوفہ تھا بادام کا	کسی جا پہ نیرنگ باغ فرنگ	کہین فرنگ کے ڈھنگ کا ایک رنگ
جو شیشے ہون اوس سنگ شفاف کے	پریزاد تسخیر ہون قاف کے	حقیقت مین تھی وہ جگہ بے نظیر	بیان اوسنے کی حمد رب قدیر
پناہ بلندی و پستی توئی	ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی	ملے بے غل و غش جسے ایسا مقام	تو زاہد کی خلد برین کو سلام

دفعتہً چار طرف سے گیر و دار کی آواز آنے لگی لیجیو پکڑ لو جو بہرا سنے کچھ توجہ نکی جب وہ فحش گالیان دینے لگی اسکو غصہ آگیا
بے اختیار پھر کر دیکھا فوراً تمام جسم پتھر کا ہوگیا یہان وعدہ گذر گیا زہرہ جبین نے قرولی کو دیکھا اوسکو سیاہ خونچکان
پایا نعرہ مارا خاک اوڑانے لگی بے اختیار رونے چلانے لگی پرویز نے سنا ہمن کو سمجھا یا کہا مضطر نہو مین جاتا ہون فضل الٰہی شامل
حال ہے تو بھائی کو اور اون چیزونکو لیکے آتا ہون یہ کہہ رخصت ہو کے چلا اور فقیر تک پہونچا اسکو بھی اوسنے سمجھایا صورت
دیکھکے ہمن یاد آیا پرویز نے کہا وہ میرا بھائی تھا اب مین جاتا ہون تقدیر آزماتا ہون فقیر نے کہا نہ اوس سے
کچھ ہوسکا نہ تجھ سے ہوئیگا جوانی پر رحم کر مفت جان کھوئیگا پرویز نے کہا شاہصاحب جانکا جانا آسان ہے نا کام
پھر جانے مین بڑی خفت کا سامان ہے فقیر نے اسکو بھی گیند دیا وہ راہبر ہوا اور مضمون مکرر سمجھایا یہ گیند کی
رہبری سے پہاڑ پر چڑھ آیا بدستور ہولناک آوازین آنے لگین اور پتھر کے آدمی قطار در قطار نظر آئے جب گالی گلوج
کی باری آئی یہ جھلا بہت تھا سوچا انھین آوازون نے بھائی کو مارا ہے دیکھو تو ماجرا کیا ہے گردن کا پھرانا بہانہ ہوا اوسی
کوچے مین یہ بھی روانہ ہوا جسم خاکی سنگ ہوا پتھر ہو کے بھائی کے سنگ ہوا پرویز کو جو زیادہ عرصہ ہوا ہمن بیقرار
ہوئی خود جانیکو تیار ہوئی وہ جو آتو مغلانیان سن رسیدہ جہاندیدہ عقلمند تھین مکان اسباب انکو سپرد کیا کہا
چھ مہینے ہمارا انتظار کرنا پھر یہ سب کچھ تمھارا ہے بھائیونکو لاؤنگی تو تم سبکو منہ دکھاؤنگی وگرنہ اوسی کوہ و دشت مین

جان دونگی جیتے جی پھرونگی پھر مردانہ لباس اوس عورت رستم جرأت نے پہنا ہتھیار لگائے گھوڑے پر چڑھنے کی مشاق تھی فن سپہ گری مین شہرۂ آفاق تھی توکل بخدا چل نکلی رات دن راہ طے کرتی تھی جب گھوڑا تھک جاتا تو ٹھہر جاتی کچھ دیر دم لیکے پھر سوار ہوتی آگے قدم بڑھاتی القصہ ایک مہینے مین دو منزلہ کرتی دامن کوہ تک پہونچی وہ درویش نظر آیا کہا الحمد للہ منزل مقصد کا پتہ پایا شاہ صاحب سے ملاقات کی بھائیونکی حقیقت پوچھی فقیر نے اپنا سمجھانا اونکا باز نہ آنا کہکے کہا اے جوان رعنا بے مثل و یکتا تو اس حرکت بیجا سے کنارا کر جانسے عزیز شے ناحق کھونا نہ گوارا کر اسنے کہا شاہ صاحب وہ ناتجربہ کار تھے جرأت کی راہ سے جان دی اگر خدا کا فضل شامل حال ہے اور یاور اقبال ہے تو یہ مہم جلد سر ہوگی فقیر نے سب نفع و ضرر کے مدارج سمجھاکے اسکو بھی گیند دیا اس نے فقیر سے روئی لیکے دونو کانونکو بند کیا یہ طریقہ شاہ صاحب نے بہت پسند کیا کہا ابتدا خوب ہوئی انتہا بھی اچھی ہوگی فتح تیرے نام پر ہے حامی تیرا خداوند اکبر ہے بسم اللہ کر جو مینے کہا ہے اوسکو یاد رکھو وہ رخصت ہوکے آگے بڑھی گیند کی رہبری سے پہاڑ پر چڑھی کان تو بند تھے کوئی آواز نہ گوش زد ہوئی یہ بلا تو اس طرح سے رد ہوئی یہ پتھر کی تصویرین دیکھتی پنجرے کے پاس پہونچی وہ جانور یہ دیکھکر بولا سبحان اللہ رنڈی ہوکے وہ کام کیا جو مردو سے نہوسکا یہ قصہ ہی تمام کیا روئی کانونسے نکالو میری باتین سنو پہلے سمجھی کچھ نہین پیچ تو پھر خیال آیا فقیر نے کہا تھا جب پنجرا نظر آئیگا پھر کچھ خطرہ نہین سب کام بن جائیگا اسنے روئی کان سے نکال ڈالی درخت و پانی کا حال ہزار داستان سے پوچھا اوس نے کہا سامنے وہ درخت ہے اوسکے تلے چشمہ جاری ہے جسکی تمکو طلبگاری ہے زہرہ جبین نے کہا پانی کیواسطے چاندی کی ٹھلیا ہمراہ ہے لیکن درخت کا دکھا دینا جانکاہ ہے اوس طائر خوش صدا نے کہا ٹہنی اوسکی کافی ہے جس زمین مین لگا دوگے ایک ہفتہ مین ایسا ہی درخت ہوجائیگا اور یہی کیفیت دکھائیگا اسنے پنجرہ اوتار کر اپنے روبرو رکھا چشمے سے پانی بھر ٹہنی درخت کی قرولی سے کاٹ لی یہ سب لیکے وہانسے چلی جب اون پتھرونمین پہونچی جو سب انسان تھے اوسی جانور سے پوچھا کوئی ایسی ترکیب بھی ہے جو یہ آدمی ہو جائین اور ہمارے دونو بھائی زندہ نظر آئین وہ طائر مسیحا دم بولا گھڑے کا پانی جو چشمۂ زندگانی ہے تھوڑا تھوڑا ان پر چھڑک دے اللہ کی قدرت دیکھ لے اسنے چلو مین پانی لیا سب پر چھڑک دیا جسپر بوند پڑی کلمہ پڑھا آنکھ کھول دی جیسا تھا ویسا ہوگیا جب دونو بھائی زندہ ہوے یہ روکے لپٹ گئی کہا بھائی کس کام کو آئے تھے کس شغل مین مشغول ہوگئے وہ حضرت زندہ بولے بہن غفلت کی نیند مین سوتے تھے تمہاری بدولت چونکے غرضکہ جو سنبھالا اسکے قدمونپر گر پڑا کہا آپکی باعث اس بلاے عظیم سے

نجات ہوئی آپکی خدمتگذاری و اجابت ہوئی القصہ یہ فتح نصیب مجمع کثیر جم غفیر ہمراہ لیے پہاڑ سے اوترے جب فقیر صاحب کیخدمت مین ہونچی آداب بجالائی شاہ صاحب نے بمسرت کھڑے ہوکے چھاتی سے لگایا مرحبا و جزاک اللہ کہکر فرمایا کہ یہ سب بزرگوار موجود ہین بہت انکو سمجھایا مگر کسیکی خاطر مین نہ آیا فقیر کے کلام پر نہ عمل کیا اپنی زیست مین خلل کیا جو تمہارا یہان قدم نہ آتا تو انکو انسان کون بناتا فقیر اس طلسم کا نگہبان تھا یہی میری جان تھا دو گھڑی توقف کرو مجکو غسل و کفن دیکے تہ خاک چھپادو پھر اپنا راستہ لو تمہارا احسان ہے فقیر رخصت ہوتا ہے نفس چند کا مہمان ہے یہ کہہ کلمہ پڑھتے پڑھتے طلسم جسم سے جان راہی ہوئی سانس کی صدا جو نہ نکلی سبکو آگاہی ہوئی بہمن پرویز نے غسل دیا کفنایا سب نے نماز پڑھی قبر مین جو اوتارا کچھ نظر نہ آیا آخر نشان قبر کا بنا کے سب روانہ ہوے جو جس ملک کا رہنے والا تھا وہ اوس سمت کو راہی ہوا دونو شاہزادے بہن کے ہمراہ اپنے شہر کو چلے تھوڑے دنونمین مسافت راہ طے کر کے اپنے باغ مین باخاطر فراغ ہونچے ملازم دیکھ کے دوڑے محلسرا مین دھوم ہوئی مبارک سلامت کی صدا آنے لگی یہ خبر سبکو معلوم ہوئی منون تیل ماش پہ تلاش صدقے کو آیا جانورونکی پھٹکیان خالی ہوئین اشرفی روپیہ بہت کچھ غریبون دوستون نے بھجوایا محتاج غنی ہوگئے اسقدر فقرا نے پایا بارہ دری کے روبرو حوض تھا پانی اوسمین تھا بچمین اوس ٹہنی کو لگایا ہفتے عشرے مین سر سے بلند درخت پایا پنجرا اوس جانور کا مسند کے روبرو رکھا کہ ہردم پیش نظر رہے اوسکی خبر ہے جب رنج سفر سے فرصت ہوئی بدستور سابق سیر و شکار مین مشغول طبیعت ہوئی

شاہ کیخسرو و ملکہ ایران کا فرزندونکی دید سے شاد ہونیکا سامان ہے اور اسی پر اختتام داستان ہے

مشہور ہے جب دن اچھے آتے ہین غیب سے سامان مہیا ہوجاتے ہین اوسکی قدرت کے عجیب کارخانے ہین فرقت کے بہت حیلے ہین ملادینے کے صدہا بہانے ہین یہ دونو شکار کھیل رہے تھے کہ بادشاہ عالیجاہ کی سواری بھی اسطرف سے گذری چٹیل میدان تھا نہ گلی کوچہ نہ کوئی مکان تھا بادشاہ نے دونو نوجوانونکو دور سے دیکھا قریب بلایا مجبور ناچار دونو گھوڑونسے کودے بعد آداب و تسلیم اشرفیان و مال پر کچھ نذر دینے کو سر جھکا ہاتھ بڑھایا بادشاہ انکی صورت اور وضع لباس ہتھیار گھوڑے دیکھ کے حیران ہوا سمجھا کہ یہ پری پیکر کسی ملک کے شاہزادے ہین کیا تیور ہین کیا ارادے ہین بادشاہ نے نذر اوٹھا کے انکو چھاتی سے لگایا پھر حال وطن بود و باش کا مسکن دریافت فرمایا بہمن نے بکمال ادب عرض کی سرکار کے خانہ زاد ہین حضور کے باغ کا جو داروغہ تھا اوسکے فرزند ہین ہمین ہوش سنبھلنے نہ پائے تھے کہ اونکی قضا آئی ہماری ملازمت کی تمنا اوسنے نکلنے نہ پائی

یہ سنکے بادشاہ نے فرمایا ہمارے رمنے مین بے اجازت شکار کھیلنے آتے ہو کچھہ خوف وہراس دلمین نہین لاتے ہو
بہمن نے عرض کیا پیر و مرشد یہ شیہا رے آب وگل مین نہین ہے یہ ہر داب سلطانی سے نادانی سے آگاہ نہین اور کسی قاعدہ دان
سے رسم وراہ نہین خطا عفو کے قابل ہے اس کوچے سے نابلد تھے تعلیم کی پہلی منزل ہے سلطان کیخسرو انکی صورت
پر غش تھا جرأت کی تقریر پر عش عش کرکے بحسرت یہ کہا کہ ایسی اولاد پروردگار نے ہمکو عطا نکی یہی تمنا دلمین رہی
فرمایا ہمارے سامنے صید کرکے کسی جانور کو لاؤ اپنی شجاعت ونشانہ بازی دکھاؤ یہ سنکے دونون نے گھوڑے
بڑھائے پہلے تو گھوڑونکی چال پھر گشت اس حسن سے دکھائی کسی نے دیکھا کسیکو نظر بھی نہ آئی دشت سے ایک
شیر نر ہزبر فیل ہیکل نکلا یہ دونو برچھے تانے گھیر کے روبرو بادشاہ کے لائے بہمن گھوڑے سے کود اسپر تلوار
لیکے لڑنے لگا کس کس خوبصورتی سے اوسکے پنجے سے جسم کو بچایا فن سپہ گری دکھایا پھر ڈانٹ کر تلا ہوا ہاتھہ
لگایا دو ٹکڑے کیے کم و بیش نہونے پایا تحسین و آفرین کا شور مچ گیا بادشاہ بہت محظوظ ہوا گھوڑے سے اوتر پڑا
دیر تک گلے سے لگا کے پیار کیا اشرفی روپیہ دست وبازو پر نثار کیا دن زیادہ آیا تھا بادشاہ نے دولتسرا کا
عزم کیا دونو شہزادون سے فرمایا میرے ہمراہ چلو بہمن نے ہاتھہ باندھ کے عرض کی قبلۂ عالم نے ایسا الطاف فرمایا
کہ سر خاک افتادہ بر سر افلاک پہونچایا آجکی گستاخی معاف ہو صبح خداوند نعمت جو رمنہ مین جلوہ دینگے
تو خانہ زاد شرف آستانہ بوسی حاصل کرینگے بادشاہ نے اسکا سبب پوچھا پرویز عرض پیرا ہوا پیر ومرشد ہم
دونو خانہ زاد ہین ایک ہماری بہن ہے بنام جدا ہین مگر ایک جان دو تن ہین کوئی بے مشورہ کام نہین کرتا
راحت و آرام نہین کرتا بادشاہ نے فرمایا مین تمہاری محبت برادرانہ سے انتہا کا راضی ہوا بخوشی اجازت
دی یہ دونو آداب بجالائے رخصت ہوکے اپنے باغمین آئے بہن سے بادشاہ کے ملجانے کا عنایت
فرمانیکا حال کہہ کے کہا اپنے ہمراہ ہمکو لیے جاتے تھے آجکی مہلت لیکے چلے آئے وہ بدمزہ ہوے کہا تم کیسے
نادان ہو سطوت وصولت سلطانی کا خوف نہ آیا جانے کا انکار کیا عدول حکمی سے عتاب کا اندیشہ نہوا
دم سحر سیدھے چلے جانا خطا کا عذر کرنا در دولت پر سواری پہونچانا ادھر سحر نے چادر سفید نورانی سطح آسمان
پر بچھائی ماہ و ستارون پر اوداسی چھائی شعاع مہر کی تجلی سے ایسے محجوب ہوے کہ غروب ہوے شہزادے حیرت سے خاموش
ہوئی زبان تکلم بند کی شہریار بیت الراحت سے اوٹھا اورنگ سلطنت پر جلوہ دیا وزیر امیر ارکان دولت شرف یاب

ملازمت ہوئے مصروف کار خدمت ہوئے تمام دن ضبط و نسق کا شغل رہا اہل حاجت کا پیش معاملہ رہا آخر فلک نے بعد بار نے رنگ بدلا نور روشن کو شب کی سیاہی نے چھپالیا شہریار دربار برخاست کر کے خلوت سرا مین داخل ہوا شہرزاد کا مطلب حاصل ہوا پہلے آرام کیا جب نیند سے بیدار ہوا بیان داستان کا حکم دیا شہرزاد گویا ہوئی کہ وہ شب اودھر سلطان کیخسرو کو بیداری مین گذری اِدھر شاہزادو نکی نیند اوڑگئی جب صبحکا تارا بلند ہوا شاہزادون نے لباس عمدہ پر تکلف زیب جسم کیا ہتھیار نفیس لگائے سلطان سے پہلے رمنہ کے دروازے پر آئے گھوڑون سے اوتر کے زین پوش بچھا کے بیٹھے اس اثنا مین سلطان کی سواری آئی دونون نے تسلیم کو گردن جھکائی سلطان دیکھ کے مسکرانے لگا لہو کے جوش سے کلیجہ منہ کو آنے لگا دل مین سوچنے لگا کہ اے خالق یہ نیا ماجرا ہے طبیعت کے ولولے کا سبب کیا ہے پھر شکار مین مصروف ہوا اوس روز بڑے نے اپنا فن ورزش دکھایا گینڈے کو کمند مین پھنسا کر لے آیا سلطان کیخسرو بمرتبہ مسرور ہوا امرا و وزرا سے فرمایا کہ یہ بڑے بھائی کا ثانی ہے چھوٹے کا ہمسر ہے دونو مین لطف قند مکرر ہے پرویز تسلیم بجالایا نذر دیکر بہمن کے پاس آیا اوس روز سلطان نے شکار نہ کھیلا شہر کیطرف پھر ارادہ مین دونو سے باتین کرتا دارالامارۃ مین داخل ہوا انکو اپنے قریب دنگل پر بٹھایا سکو رشک آیا خاصے کا وقت جو آیا انکو دسترخوان پر یاد فرمایا اسکے بعد ارباب نشاط کی طلب ہوئی دیر تک گانے ناچ کی صحبت رہی بعد برخاست انسے فرمایا کہ تم روز شکار مین شریک ہوا کرو یہ آداب بجالا کے رخصت ہوئے کئی روز متواتر یہ رمنہ شاہی مین گئے شکار مین شریک رہے بادشاہ سوا انکے کسی سے مخاطب نہوتے تھے ایکدن بہمن نے حضرت کو زیادہ ملتفت پا کے بہت لجاجت سے عرض کیا پیر و مرشد ہماری بہن حضور کی قدمبوس کی نہایت تمنا رکھتی ہے اور مراحم خسروی سے امید اس التماس کی قبول کی ہے شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ؛ بادشاہ نے ہنس کے فرمایا کل چلینگے تمھارا مکان بھی دیکھینگے یہ رخصت ہوئے جب مکان پر پہونچے بہن سے بادشاہ کے آنے کا حال کہا اوس نے بکاول سے حکم دیا طرح طرح کے کھانے شیرین نمکین لا الق بادشاہ تیار کر ہزار داستان یہ سنتی تھی بولی کہ اسش پکاکے اوسپر موتی ضرور چن دینا باورچی بولا اسطرح کے اسش مینے کبھی پکائے نہین بلکہ کبھی دیکھنے سننے مین آئی نہین وہ بولی تمکو کیا جو ہم کہین حکم بجالاؤ باتین نہ بناؤ القصہ تمام شب تیاری مین گذری صبحکو بادشاہ شکار گاہ سے جو پھرا اوسی باغمین آیا شاہزادی منتظر دروازے کے پاس کھڑی تھی بادشاہ نے اندر قدم بڑھایا اوسنے تسلیم کر کے سر اوسکے پیر پر جھکایا بادشاہ نے اوسکو بھی چھاتی سے لگایا حیران ہو کے دیر تک صورت دیکھتا رہا فرمایا بخدا ایسے

ہمصورت بھائی بہن دیکھنے مین نہین آئے خدا عمر دراز فرماے القصہ بادشاہ کو بارہ دری مین لا کے بٹھایا کمرہ کا دروازہ جو کھولا پہلے فوارہ نظر آیا دیکھا بیس گز زمین سے بلند ہزارے کا فوارہ جہندہ ہے گویا سونے کا مینہ برستا ہے اور کوئی بوند حوض سے باہر نہین کرتی ہے یہ بات نہایت تعجب کی ہے پوچھا خزانہ اسکا کہان ہے اوسنے عرض کی اوسکا نام ہے نہ نشان ہے فقط حوض سے پانی اوچھلتا ہے پھر اسمین آتا ہے ایک قطرہ باہر نہین جاتا ہے بادشاہ نے فرمایا اس رنگ کا پانی ایسی روانی کبھی ہمنے دیکھی نہین بلکہ سنی نہین اوسنے عرض کی ہرچند طول طویل یہ کہانی ہے مگر حضرت کو سنائی ہے پھر اوس درخت کے پتون سے گانے بجانے کی صدا آنے لگی بادشاہ ہر طرف پھر پھر کے دیکھتا تھا کچھ نظر نہ آتا تھا گھبراتا تھا آخر بے صبر ہو کے پوچھا یہ باجے کہان ہین اور گانے بجانے والے کدھر بیٹھے ہین وہ بولی حضور کے روبرو ہین کیخسرو نے متعجب ہو کے کہا کسطرف ہین اوسنے عرض کی حوض کے کنارے وہ جو درخت ہے اوسکے پتونکی یہ آواز ہے انکو دم بدم ہوا بجاتا ہے نہ کہین ساز ہے بادشاہ بیقرار ہو کے حوض کے پاس گیا پنجرے سے آواز آئی جانور نے یہ بات سنائی لونڈی تسلیم کو سر جھکاتی ہے آداب بجالاتی ہے یہ کہہ کے چہچہے کرنے لگی ہزارون مختلف دم بھرنے لگی اوسکی صدا سنکے صدہا جانور درخت پر جمع ہو کے منقارین کھولنے لگے اوسکی آواز پر بولنے لگی اب تو کیخسرو نقش تصویر ہو گیا ہوش حواس کھو گیا کہ یہ سانحہ کیا ہے نرا حیرت کا ماجرا ہے اوسوقت شاہزادی نے پیرزن کا آنا اوسکا ان چیزونکا پتا بتانا اور یہ زبان پر لانا کہ بے ان چیزون کے مکانمین نقص ہے خراب ہے جو یہ آجائین تو یہ عمارت بے مثل لاجواب ہے پھر بھائیون کا جستجو مین جانا وہان دھوکا کھانا پتھر کی تصویر بنکے پہاڑ پر رہنا پھر خود دربدر ایذای سفر اوٹھا کے منزل مقصد کا پانا جرأت وہمت کی کفالت سے ان چیزونکا ہاتھ آنا بھائیون کی طلسم سنگین سے رہائی اور صدہا مصیبت زدونکی عقدہ کشائی مشرح بادشاہ کو سنائی کیخسرو نے فرمایا کیا عنایت ذوالجلال ہے احسان کمال ہے بھائی اسطرح کے بہادر جری بہن انکی سراپا عقل مین بھری حور کی صورت رستم کی سیرت اگر ہزار برس زمانہ چرخ کہائے گا انکا نظیر نظر نہ آئے گا یہ کہہ کے بارہ دری مین آیا مسند زرین پر جلوس فرمایا درخت وفوارے کی سیر کرنے لگا قفس اوس طائر عیسی نفس کا اپنے پاس پلنگ کے رکھا باتونمین مشغول ہوا ایکساعت کے بعد شاہزادی نے عرض کی قبلہ عالم دستر خوان بچھا خاصہ چنا ہے اور حضور کے نوش فرمانے کا وقت بھی آگیا ہے بسم اللہ تشریف لائیے ماحضر نوش جان فرمائیے بادشاہ اوٹھا پنجرہ ہاتھ مین

لیکے اوس کمرہ مین آیا کھانا بہت رغبت سے تعریف کرکے کھایا پھر اوسنے اشارہ کیا کاسہ آش کا جسپر موتی
چنے تھے بادشاہ کے روبرو بڑھایا بادشاہ نے غور کرکے فرمایا یہ شی کھانے کی ہے یا صناعی دکھانے کی ہے
اوس جانور نے کہا پیرومرشد سخت حیرت کی جا ہے کاسہ ملاحظہ کرکے حضرت کو استعجاب ہوا ہے جسدم ملکہ ہند کتے
کے پلے اور چھچھوندر جنی اصلاً کچھہ نہ خیال کیا بیگناہ کو زندان مصیبت مین بند کرکے برا حال کیا بادشاہ حیران
ہوکے عقل و دانش کھوکے اوس سے پوچھنے لگا کہ یہ مقدمہ مفصل بتا ماجرا کیا ہے یہ عمل بینے اون عورتونکے کہنے سے
کیا ہے وہ بولی حضور کچھہ حال سے ماہر ہین بادشاہ نے فرمایا وہ دونو اوسکی سگی خواہر ہین وہ بولی قبلہ عالم یہ تینو بچے
کہ ایک نان پز کی جورو بنی دوسری باورچی کے حصہ مین آئی اور تیسری ملکہ ہند کہلائی رشک و حسد کی
راہ سے انھون نے یہ افترا کیا اوس بیجرم کو ذلیل و رسوا کیا یہ وہی بچے ہین جو کپڑے مین لپیٹ پٹاری مین بند کرکے
نہر مین چھپڑ سے گئے تھے وہ نہر باغ مین جاری تھی داروغہ نے نکالا بڑی دھوم دھام سے اپنی اولاد
ظاہر کرکے پالا بادشاہ یہ حکایت سنکے خوب رویا شرمندہ ہوکے پھر سبکو گلے لگایا کہا اے مرغ اعجاز بیان
بلبل ہزار داستان سب دن سے بینے ان دونو بھائیون کو دیکھا سینے مین لہو جوش کھاتا تھا کلیجہ منہ کو آتا تھا
مین حیرت سے گھبراتا تھا کہ پروردگار یہ معاملہ کیا ہے دل درہم برہم کیون ہو رہا ہے تیرے قول کی میری بیتابی
گواہ ہے تو سچی باللہ ہے پھر اونسے کہا اے فرزند حقیقت مین بڑی میری خطا ہے لیکن علام الغیوب جانتا ہے سہواً یہ جرم
مجھ سے ہوا ہے اب تم حقوق پدری پر نظر کرکے معاف کرو دل صاف کرو وہ دونو بھائی تیسری بہن باادب
عرض کرکے کہا قبلہ عالم اب ہمارے دن پھرے ہم لونڈی غلام آپ آقا مالک ہین جو کچھ ہوا یہ ہماری تقدیر تھی معاذ اللہ
حضرت کی کیا تقصیر تھی یہ کہکے بادشاہ اوٹھا فرمایا ابھی خانہ زندان مین جاونگا تمھاری مان سے اپنا قصور
معاف کراونگا دم سحر مع الخیر ہم دونو یہان آئینگے تمکو اپنے ساتھ لیجائینگے بادشاہ سوار ہوکے اوسی طرف سے
قیدخانہ مین گیا اوس بیجرم کو رہا کیا عذر بے انتہا کیا حمام مین بھجوایا لباس فاخرہ پہنایا اور ملکہ کی دونو بہنونکو
جنھون نے شقاوت قلبی سے یہ فساد اوٹھایا تھا گوہر شب چراغ تاج شہریاری لعل بے بہای جہانداری کو صدف
پٹاری مین بند کرکے نہر مین بہایا تھا قفس آہنی مین بند کرنیکا حکم دیا وزیر نے فوراً اون بدبخت حاسدونکو
قفس مین داخل کیا شہر مین غلغلہ ہوا ملکہ کے دن پھرے شاہزادی و شاہزادے بادشاہ کو ملے اہل شہر

اس مژدہ سے نہایت خوش ہوئے دم سحر دیوانخانہ شاہی سے اوس باغ تک جہان شاہزادے رہتے تھے خلقت کا ایسا مجمع ہوا کہ شانہ سے شانہ چھلتا تھا جو ساتھ سے چھٹ گیا اوسکا پتا نہ ملتا تھا چار سمت آدمیونکا ریلہ تھا ہر طرف انبوہ کثیر و جمع غفیر سے گویا سیلاب تھا وقت شاہنشاہ چارم سریر احتشام سوار ہی شاہ کیخسرو و ملکہ بارس کی سیر دیکھنے کو افق مشرق سے نمایان ہوا پرچم شعاعی کا جلوہ بڑی چمک دمک سے عیان ہوا ماہ باگروہ انجم مغرب کیطرف گرم خیز ہوا نور سحر کی تجلی دیکھ کے ترسان لرزان میدان سپہر سے روان بقدم تیز ہوا شہزاد آسمان کا رنگ انقلاب کا ڈھنگ دیکھ کے ایسی ملتنگ ہوئی کہ صورت تصویر دنگ ہوئی گوہر تقریر کو درج دہن مین چھپایا شہریار عادت سے واقف تھا کچھ نفرمایا بستر راحت سے اوٹھا حوائج ضروری سے فارغ ہو کے مصروف نماز بصد نیاز ہوا پھر اورنگ سلطنت پر جلوہ دیا عدل و انصاف مین مصروف ہوا کسی ملزم کو مجھ سے بیجا ہاتھ آئی کسی ظالم نے بداعمالی کی سزا پائی یہانتک کہ دن تمام ہوا رات کا ہنگام ہوا شہریار دربار برخاست کر کے خلوتسرا مین آیا شہرزاد کو یاد فرمایا پہلے استراحت کی پھر بیدار ہو کے بیان داستان کی اجازت دی یہ گویا ہوئی شاہنشاہ مطلق شاہ عالیجاہ کی عمر دراز کرے در عیش و عشرت ہمیشہ باز رہے شاہ کیخسرو نوبت نشان شاہی ہر اسباب تزک وسامان سے ملکہ کو سکھپال مین سوار کر کے پیدل و سوار ونکا مجمع ساتھ لیکے فرزندون کے لینے کو چلا شہر کا چھوٹا بڑا سواری کے ہمراہ ہوا اودھر سے دونو فرزند و دختر نیک استقبال کو آئے بیٹے دروازہ پر کھڑے تھے وہانسے در دولت شاہی تک آدمیونکی کثرت بڑی تھی بیٹیون نے گھوڑون سے اوتر کے تسلیم کی باپ ان کی تعظیم کی پھر سکھپال تھامے خرامان خرامان مانکو مکان پر لائے سواری سے اوتار التسلیم کر کے قدم آنکھون سے لگاتے پہلے تو وہ غم رسیدہ بہت روئی پھر گلے سے لگایا پیار کیا بادشاہ نے بیٹون کو تخت پر ادھر اودھر بٹھایا ملکہ نے بیٹی کو سکھپال مین برابر بٹھایا مراجعت کے وقت سر راہ دورویہ شہر کی خلقت بقدر وسعت سونا چاندی نثار کرتی تھی محتاجونکے ٹکڑے دعائین ہزار ہزار بار کرتے تھے کوئی کہتا تھا مہر و ماہ بادشاہ کے ہاتھ آئے ہین کسی کا یہ قول تھا وارث تخت مالک سلطنت بادشاہ نے پائے ہین چالیس دن تک شہر مین عید رہی برسونکی راہ تک اس عجیب معاملے کی گفت و شنید رہی بادشاہ دریادل نے زر وجواہر ایسا بانٹا کہ شہر کے گرد و نواح مین بھی محتاج کا نام نرہا خلقت کو بجز عیش و طرب کوئی کام نرہا جب یہ جلسے ہو چکے منادی نے

ندادی کہ دم بھر سر چھوٹا بڑا شہر کا امیر وزیر رئیس اہل حرفہ شہر پناہ کے دروازے پر حاضر ہوکے معاینہ کرین مضمون عبرت خیز آنکھون سے دیکھین جسدم یہ مجمع بادشاہ نے ملاحظہ کیا دونو شاہزادے ہمراہ تھے ملکہ و شاہزادی سکھپال مین باہم بیٹھی تھین وزیر کو حکم ہوا کہ پنجرے اون نابکارونکے محسن کش بدشعارون کے حاضر کر وزیر نے فوراً حکم بجالایا پنجرون کو ننگا یا خلقت نے دیکھا سب کے سب تھرا گئے بہتونکو غش آگئے اسطرحکی قید شدید تھی کہ جب وہ سانس لیتی تھین لوہے کے خار جسم کے پار ہوتے تھے ہرچند شاہزادون نے شفاعت کی اور ملکہ نے بھی عرض کیا کہ مین انتقام سے درگذری مگر بادشاہ نے نہ مانا شکاری کتون کے روبرو اونکو ڈالا اونھون نے تکے بوٹی کردیا نہ لہو چکھا نہ گوشت زبان پر رکھا کوے چیلون نے کھایا ایکعالم کو اونکے کردار کا بدلا دکھایا جانورونکو بوٹی بوٹی بٹ گئی نفرین کرکے بھیڑ چھٹ گئی بادشاہ دولتسرا مین تشریف لایا دل نے چین پایا انتظام سلطنت مین مشغول ہوا مطلب حصول ہوا شہریار کو یہ داستان سنکے بڑی عبرت ہوئی اور ایک ہزار ایک رات پوری گذر گئی شہرزاد کا احسانمند ہوا قتل و قمع کا باب بند ہوا وزیر اعظم جو شہرزاد کا باپ تھا اوسکو بلایا کہا تیری بیٹی نے بیجر موئے انتقام خون سے مجکو بچایا پھر شادی کی تیاری کی بہت تکلف انتہا کی دھوم دھام سے شہرزاد کے ساتھ بیاہ کیا اس فعل بد کی توبہ پر عالم فاضلون کو گواہ کیا اور بقیہ زندگانی بخشش و عطا محتاجونکی حاجت روا کرنے مین بسر کی شب عیش و عشرت عدل و داد مین سحر کی جیسے شہرزاد کے دن پھرے خداوند عالم اسی طرح پڑھنے سننے والونکی آرزو پوری کرے آمین ثم آمین

جیسی اس داستان کی شہرت ہو
دل سے خواہان تمام خلقت ہو

گو گناہونکے سیر دفتر ہین
تیری رحمت کے آگے کمتر ہین

اے سرور رب دعا کا ہے ہنگام
کہ ہو یہ داستان قبول انام

اے غفور و رحیم اے ستار
اے سمیع و علیم اے غفار

بخشش جرم تجکو شایان ہے
نام تیرا غفور و رحمان ہے

خاتمۃ الطبع چکیدۂ خامۂ ہیچمدان سراپا عیوب محمد یعقوب

کرون حمد محمود کیونکر رقم
کہ لائے نفی ہے زبان قلم

یہ ہے اوسکی قدرت کی ادنی سے بات
کہ یک کن سے پیدا ہوئی کائنات

جو پیدا کیا چرخ فیروزہ وار
زمین سبزہ سے کی مرد نگار

نہین یان حقیقت مین جائے کلام
ہین اوصاف اوسکے اوسی پر تمام

نہان گو کہ ہے پردہ موجود ہے
رگ جان سے نزدیک معبود ہے

کیا خاک سے خلق انسان کو
تو ناری بنایا ہے جان کو

دئے اوسکو انجم اسے مہ جبین
مقابل ہے زہرہ کے ہان نازنین

الحمد للہ علی کل نعمۃ خداوند عالم نے جو جو نعمتین فرود

بشر کو مرحمت کی ہین آوسکے دیکھنے کی آنکھین ان ندیدونکو نہین دی ہین گواہ صنعت نمونہ قدرت یہ دن اور
رات ہی کاٹنے کا تلا ہوا پورا ہر ایک نکتہ ہی اسی کا نام کرامات ہی اگر دیدہ بینا اور گوش شنوا ہی تو دیکھ سن لے کان نامحرم کو
چن لے مگر آنکھون کے روبرو پلکون کا یہ جو چھپر و کا ہی ندیکھنے کا بڑا دھوکا ہی ورنہ ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار + اگر یہ پردہ درمیان سے اوٹھ جائے تو شاہد مطلب کا جمال بے تکلف نظر آئے
اگر شمع سر محفل اشہد ان لا الہ الا اللہ زبان پر نہ لائے تو اس چمک دمک سے مجلس ارباب کمال مین بار نپائے
اور اگر اشہد ان محمدا رسول اللہ کا زبان حال سے اقرار نہو تو پروانہ جان نثار کرنے کو تیار نہو ؎ ہی اول وہی اور
آخر وہی + نہ ایسا ہوا ہی نہ ہوگا نبی + کوی اوسکی کیا نعت بیجد کہے + خدا جسکو ہر دم محمد کہے + الحاصل
جسکے منہ مین زبان ہی اور طلاقت لسان ہی فقط فیض خالق کون ومکان ہی ذریعہ نعت حبیب خدا شافع عاصیان
ہی ؎ سبب ہی وہی خلق افلاک کا + کہ مضمون شاہد ہی لولاک کا + جسنے مشعل ہدایت روشن کرکے کور باطنونکو
تیرگی جہالت سے نکالا جو گرتے پڑتے کھڑے رہے تھے اونکو گرنے نہ دیا سنبھالا اور سلام اوسکی آل و اصحاب پر لاکلام بھیجے
جو باعث ترقی دین اسلام ہوے نازک خیالان جادو تقریر ونکتہ سنجان اعجاز تحریر کو بشارت ہو کہ بوجب
جمعیت عاشقان پریشان دل وباعث شگفتگی غنچہ دہنان پری شمائل رشک ترانہ بلبل ہزار داستان غیرت بہار
ریاض رضوان مجموعہ نکات غریب ذخیرہ حکایات عجیب غزالان وادی الفت جسپر مفتون وارستہ مزاج جسکے
مجنون موسوم بہ شبستان سرور ترجمہ الف لیلہ مشہور تالیف دبیر شیرین تقریر نازک خیال عالی فکر
بیمثال بذلہ سنج لطیفہ پرداز سخنگو معنی طراز فصیح اللسان اعجاز بیان نخر دیک ودور مشہور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب
سرور - باہتمام ہیچمیرز سراپا عیوب محمد یعقوب حلیہ طبع سے آراستہ ہوی ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۰۳ھ
مطابق ماہ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء عیسوی مین زیور اختتام سے پیراستہ ہوئی اس عجالہ نافعہ کے ہر صفحہ کے
سواد مین شام اودہ کا ظہور ہی بیاض پر صبح بنارس کا نور ہی الفاظ اور نگ نشین ایوان فصاحت ہین
مضامین مہر آسمان بلاغت ہین فقرے شاہد ان دلستان معانی جن پر قربان سطرونکے دم وخم کے
سامنے بنفشہ زار بکیفیت خزان وادی ایمن کی تجلی بین السطور سے نمایان یہ کتاب اگر اپنی یکتائی پر
نازان ہو تو بجا ہی کہ مولف اسکا بے ہمتا ہی اس داستان قدیم کو بطرز جدید صیقل بیان نے فیض زبان سے

چمکایا ہے شاہد مطلب ومعانی کا چہرہ کس حسن سے دکھایا ہے جو صاحب فہم ذی ہوش ہیں انصاف کی آنکھ سے مولف کے حلقہ بگوش ہیں یقین ہے یہ مرقعہ دلفریب محبوب قلوب باصفا ہو ہر سخنور دل سے خواستگار اسکا ہو اگر اہل سخن کو مزہ ملے دل شاد ہو تو مولف واشاعت کنندہ دعائے خیر سے یاد ہو

قطعہ تاریخ طبع منظومہ ناظم شیرین تقریر جناب شیخ محمد جان صاحب پیر و میر

چو اردو الف لیلہ کرد تحریر	سرور نکتہ سنجان دلاویز	سقفا جزو کل جملہ مرصع	بصد خوبی خوش عنوان دلاویز
طلسم تازہ معجز بیانی	بشد مطبوع باشان دلاویز	سنینش گفت شاد پیر و میر	زہی شمع شبستان دلاویز ۱۳۰۰ھ

قطعات منظومہ سخنور فصیح اللسان جناب نواب محمد صادق علیخان صاحب صدق

کیا چھپی ہے کتاب لاثانی	آنکھیں دیکھے سے ہوتی ہیں روشن	ولہ پوچھی تاریخ سال ہاتف سے	بولا یکبار بہخزان گلشن ۱۳۰۰ھ
این کتاب بستان سرور جہان	گشت مطبوع ہمہ اہل جہان	ولہ بانی طبع بلد دید امی صدق	صاحب علم عبید سبحان
اسم او ہست محمد یعقوب	در فرنگی محل ہست مکان	چون ہے سال بجا گفتم تو	آسی ہر بستم بمیان
	فکر تاریخ چو کردم دل گفت	بہخزان گلشن صاحب طبعان	
خدا یا تو آباد رکھہ لکھنؤ شہر کو	کہ رہتے ہیں کیا کیا یہاں پاک طینت	ولہ ہر ایک علم کے فن کے یہاں لوگ ہیں	ہر ایک انھیں سے طلاقت نہایت
از انجملہ ایک صاحب خلق ہیں	فرنگی محل میں ذکی بامروت	محمد ہی یعقوب صاحب شریک	تو ہو نام نامی ہویدا بدقت
لکھا رقعہ صادق کو باشدومد	کہو اسکی تاریخ ختم کتابت	کیا اوسکو منظور با جہد و کد	نہ تھی باوجودیکہ مجکو لیاقت
سرور شبستان جناب لکھہ ۱۲۹۳ فصلی	اگر صدق ہو سال فصلی کی حاجت	کہی دل نے تاریخ اسکندری	کہا بینیئے آفتاب فصاحت ۱۲۹۶ء سکندری
چھپی مطبع کارنامہ میں صادق	کتاب ایک عجب جسپہ دل اسکے مفتون	ولہ کہی بیٹے تاریخ ایک عیسوی سن	سرور دل داغدار فلاطون ۱۸۷۹ع
مشورہ کردہ ایم چون یاران	بہر طبع کتاب شد شایان	ولہ درسن ہجر جرد ہاتف گفت	فرحت افزای چشم بینایان ۱۲۹۶ ہجری
این گوہر درج صاحب ایمان باد	این نیر آسمان دانایان باد	ولہ این نیک عابر آمدہ از سراوج	روشنی بخش چشم بینایان ۱۸۷۹

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر عالی منشی اشرف علی صاحب اشرف

خدا کے فضل سے کیا خوب یہ کتاب چھپی	ریاض طبع میں پھولا پھلا ہے تازہ چمن
خیال تھا مجھے اشرف لکھوں کوئی تاریخ	کہا یہ دل نے کلام سرور اہل سخن

قطعات تاریخ نتیجۂ فکر عالی مورخ سر دفتر بے مثالی جناب منشی چھپت رای صاحب محقق

از محقق الف لیلائے سرور خوش مقال	طبع شد خوبی بکمال حسن خوبی و لطف	گشت تاریخش بزیر و بینہ از معمات	الف لیلہ دلپذیر و دلکشا و سود مند ۱۳۰۲ھ
الف لیلہ عمدہ تصنیف سرور	طبع گشت اکنون چو حسن روئے نجوم	ای محقق سال طبعش عیسوی	گفت دل بہتر شبستان سرور ۱۸۸۴ع
طبع شد چون الف لیلائے سرور ذی کمال	مثل روئی الف لیلہ رفع اندوہ و رنج	سمت طبعش محقق نو رقم بے نیاز خستہ	یادگار ست الف لیلائے سرور نکتہ سنج سنہ ۱۹۴۳

(وله — وله)

نقل ہبہ نامۂ حق تصنیف شبستان سرور

عاجز ہیچمدان مدرسۂ جہل و نادانی کا ابجد خوان بلکہ پڑھا نہ لکھا نام محمد فاضل مشہور کفش بردار اہل فضل و کمال میرزا رجب علی معروف سرور نے مجموعۂ لاجواب دفتر عالم مین انتخاب مسمی الف لیلہ و لیلہ کا زبان عربی سے اردو مین ترجمہ کیا ہی اور بفرمایش و پاس خاطر فضیلت انتساب محبوب قلوب جناب مولوی محمد یعقوب صاحب انصاری لکھنوی عبارت مسجع و مقفا لکھا ہی ہر موقع و محل پر نور سحر طلوع مہر انور کا جلوہ دکھایا ہی شام کی تیرگی کو ضیاء ماہ و انجم سے چمکایا ہی مطلب اصل کتاب کا ہی مگر ہر فقرہ مثل سلک گہر بڑی آب و تاب کا ہی کہین بزم کا رنگ ہی کہیں رزم کا ڈھنگ ہی تسلسل مضمون پر نظر رکھی ہی تکرار نامناسب دور کر کے ناظرین کی الجھن مٹادی ہی شبستان سرور تاریخی نام ہی الفاظ سلیس سریع الفہم لکھنے کا اہتمام ہی حق تصنیف و تالیف اس مجموعۂ دلفریب کا جناب مولوی محمد یعقوب صاحب انصاری کو بعوض نقد محبت و امداد و اعانت ہبہ و بحل کیا ہی اور چھاپنے و اشاعت کرنیکا کامل اختیار دیا ہی اگر احیاناً کوئی غافل و لا یعقل ہوشیار و نادان بدون اجازت مولویصاحب ممدوح اس داستان نادر بیان کو ہو بہو یا عبارت مین تصرف کر کے ترتیب بدل کے یا تلخیص کر کے چھاپلے یا چھپوائے تو مولویصاحب موصوف مجاز ہین کہ مثل میری ذات کے حسب منشار قانون انگریزی دعوی حق تصنیف و تالیف عدالتین دائر کرین اور ڈگری حاصل کرلین لہذا چند کلمے بطریق ہبہ نامہ حق تصنیف لکھدیے کہ سند رہین اور وقت ضرورت کام آئین المرقوم بست و یکم ماہ رجب المرجب سنہ ۱۲۸۵ ہجری

گواہ شد	العبد	گواہ شد
مرزا فدا علی	احقر رجب علی بیگ سرور	حاتم علی مہر
مبارک ۱۲۰۵ھ میرزا فدا علی	بیاں سرور ۱۲۴۲ھ میرزا رجب علی	بیگ مہر ۱۲۶۵ھ میرزا حاتم علی

فہرست کتب موجودہ مطبع کارنامہ لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قرآن مجید مع ترجمہ اردو	للعہ/	ذخیرۃ العقبیٰ	۵/	انشاء فائق	۱/	قصص الانبیا	۱۲/	کرشمہ عشق	۱/	شبستان عشق	عہ/
مع فارسی و تفسیر		انموذج الکمال	۱۲/	انشاء منیر	۲/	گلستان طریقت	۳/	جلوہ اختر	۷/	گلستان نخران	۱۰/
وسائل الخیرات	۸/	شرح تہذیب	۴/	انشاء عجیب	۲/	باغ وبہار	۵/	خوان نعمت	۸/	دیوان جوشش	۵/
ہدایہ محشی	عہ	مجموعہ اوراد	۲/	انشاء خرد افروز	۲/	گلشن فردوس	۳/	قصہ شاہ روم	۱/	دیوان صفیر بلگرامی	۱۱/
میر زاہد ملا جلال	عہ/	ناصر الحسنات	۵/	مادھو رام	۸/	گلشن میلاد	۲/	اغصان الاربعہ	۶/	دیوان خواجہ میر درد	۴/
حصن حصین محشی	عہ/	اوراد فتحیہ	۱/	انشاء خلیفہ	۴/	ناصر العاشقین	۱۰/	فسانہ عبرت	۶/	دیوان غالب	۸/
تمامی درمختار	عہ/	قواعد البغدادی	۱/	ہفت ضابطہ	۲/	انوار غیبیہ	۲/	لمعان البرق	۸/	کلیات ظفر	عہ/
سنن ابو داؤد	للعہ/	سہ نثر ظہوری	۴/	مفید نامہ	۳/	انوار ناصری	۲/	نجات الصائمین	۴/	کلیات آتش	عہ/
فرائض شریفی محشی	عہ/	شرع محمدی	۵/	انشاء جامی	۴/	لغات ناصری	۴/	اسرار الغیب	۵/	کلیات نظیر	عہ/
شافیہ محشی	عہ/	مولد شریف	۴/	رقعات عالمگیری	۴/	مفردات ناصری	۴/	گلزار سرور	۱۰/	ذخیرہ کلام دلربا	عہ/
جواہر القرآن	۶/	شریعت کا لٹھہ	۱/	پنج رقعہ	۴/	قصہ بکاؤلی	۳/	گلزار اعجاز	۱/	نغمہ دلفریب مجموعہ	عہ/
تفسیر سورہ یوسف نظم	۸/	صبح کا ستارہ	۵/	کوکب الہدایت	۵/	قصہ جمجمہ بادشاہ	۳/	آئینہ طبابت	۱/	مثنویات	
نور الایمان زیارت	۱۰/	مفتاح الجنۃ	۶/	رقعات مہابیر پرشاد	۴/	گلزار نسیم	۱/	طب نبوی	۴/	واسوخت امانت	۲/
اثا حبیب الرحمن		مرثیہ انیس	۱/	مخزن فصاحت	۴/	سفر آشوب	۱/	کاشف اسرار خواب	۳/	قانون منونسپلٹی	۴/
پنجسورہ مترجم	۶/	جواہر الترکیب	۱/	مینا بازار	۴/	آرایش محفل	۶/	رامائن اردو	۴/	اصول قانون	۸/
تحفۃ المومنین	لہ/	چراغ اعجاز	۸/	انشاء فیض رسان	۶/	قصہ اگر گل	۳/	مثنوی میر حسن	۳/	دیوانی	
مخزن الادویہ	للعہ/	گلستان کلاں	عہ/	انشاء بہار عجم	۱/	ہدایت المریدین	۱/	مثنوی نادر سن اردو	۴/	قانون اشٹامپ	۶/
صراح لغت فارسی	لہ/	گلستان خورد	۵/	دستور المکتوبات	۲/	کلام اشرف	۴/	راہ نجات	۱/	ایکٹ نمبر ۳	
میزان منشعب	۱۰/	بوستان کلاں	عہ/	رقعات نظامیہ	۱/	ہنگامہ دل آشوب	۱/	علاج الغربا	۸/	ضمیمہ	
مصباح النحو	۲/	بوستان خورد	۱۲/	رقعات مرزا قتیل	۸/	گلزار اعجاز	۱/	شاہنامہ اردو	عہ/	مجموعہ فوجداری	۱/
ہدایت الصبیان شرح	۳/	بہار دانش	۴/	قواعد فارسی	۶/	خمسہ نعتیہ	۲/	مفید نامہ	۴/	مجموعہ ایکٹہائے	عہ/
میزان الصرف		سکندر نامہ	عہ/	مصدر فیوض	۸/	اسرار النجوم	۸/	غذائی	۱/	ایکٹ حقوق	
صرف میر	۳/	منتخب النفائس	۸/	مثنوی سحر حلال	۸/	مجموعہ بارہ ماسہ	۱/	دیوان لطف	۴/	ماتحتی	۸/
صلواۃ محمدی	۱/	دیوان ہلالی	۴/	الف کثرت	۱/	بیان آخرت	[illegible]	تصنیف	۸/	قواعد امتحان	۴/
صلواۃ ناصری	۵/	کریما	۱/	تشریح الحروف	۱/	تاریخ حبیب الٰہ	۲/	ریاض سحر	۸/	وکلا و مختاران	
سلم الافلاک	۳/	مامقیمان	۱/	تمیز الکلام	۲/	مثنوی قضا و قدر	۳/	سرأت خیال	۴/	قانون شہادت	۶
جواہر اللمعۃ فی بیان	۴/	خالق باری	۱/	بہار گلزار	۳/	مکتب نامہ	۴/	دیوان عرش	۶/	فلب صاحب	
فرائض ادیان الاربعہ		محمود نامہ	۱/	دستانہ نظم و نثر	۳/	صراط الاسلام	۴/	سخن بے مثل	عہ/	سفر آشوب	۱/
حدیث قدسی	۶/	دستور الصبیان	۲/	تربیت المتعلمین	آ/	ضیاء الاسلام	۳/	کلیات جرأت	عہ/	شبستان سرور	عہ/
منتہی الکلام	للعہ/	صفوۃ المصادر	۱/	فسانہ عجائب	۸/	گلزار جنت	۳/	نغمہ نور	عہ/	الف لیلہ مشہور	۸/

سوا انکے اور بہت کتابیں ہر علم و فن کی عربی و فارسی و اردو مطبع میں موجود ہیں جن صاحب کو جو مطلوب ہوں طلب کریں قیمت واجبی لیجائیگی

التماس

بخدمت شایقان مضامین رنگین و ہم پیشگان انجام بین -

کہ کتاب لاجواب دفتر عالم مین انتخاب مجموعہ قصص عجیب ذخیرہ حکایات
غریب موسوم بہ **شبستان سرور** ترجمہ الف لیلہ مشہور تالیف ناظم شیرین تقریر
ناثر عدیم النظیر بذلہ سنج لطیفہ پرداز نکتہ گو معانی طراز اعجاز بیان طوطی شکرستان ہندوستان
فصاحت معمور **میرزا رجب علی بیگ** صاحب سرور مغفور جسکے ہر فقرہ مسلسل مین
سنبلستان کی بہار ہی سواد تحریر و سفیدی کاغذ سے لیل و نہار کا جلوہ آشکار ہی
مصنف بے ہمتا نے اس پرانی داستان کو بطرز جدید مسجع و مقفا لکھا ہی مرقع مانی سے
زیادہ دلفریب بنا دیا ہی مطبع **نجم العلوم کارنامہ لکھنؤ مین** باہتمام محمد یعقوب جلیہ طبع سے
آراستہ ہوئی ہی چونکہ مصنف مغفور نے حق تصنیف احقر کو ہبہ کیا ہی لہذا الغرض حفظ حق تصنیف
کتاب ہذا حسب منشاء قانون ستم ۱۸۶۷ء داخل ہی رجسٹری کی گئی ہی پس شایقون و تاجرونکو جسقدر نسخے
مطلوب ہون مطبع کارنامہ واقع دار العلم فرنگی محل لکھنؤ سے طلب فرمائین چھاپنے
و چھپوانے کا خیال نلائین کہ بطمع منفعت نقصان و ٹھائینگے کا کھو کے پچھتائینگے

المشتہر

محمد یعقوب ۱۲